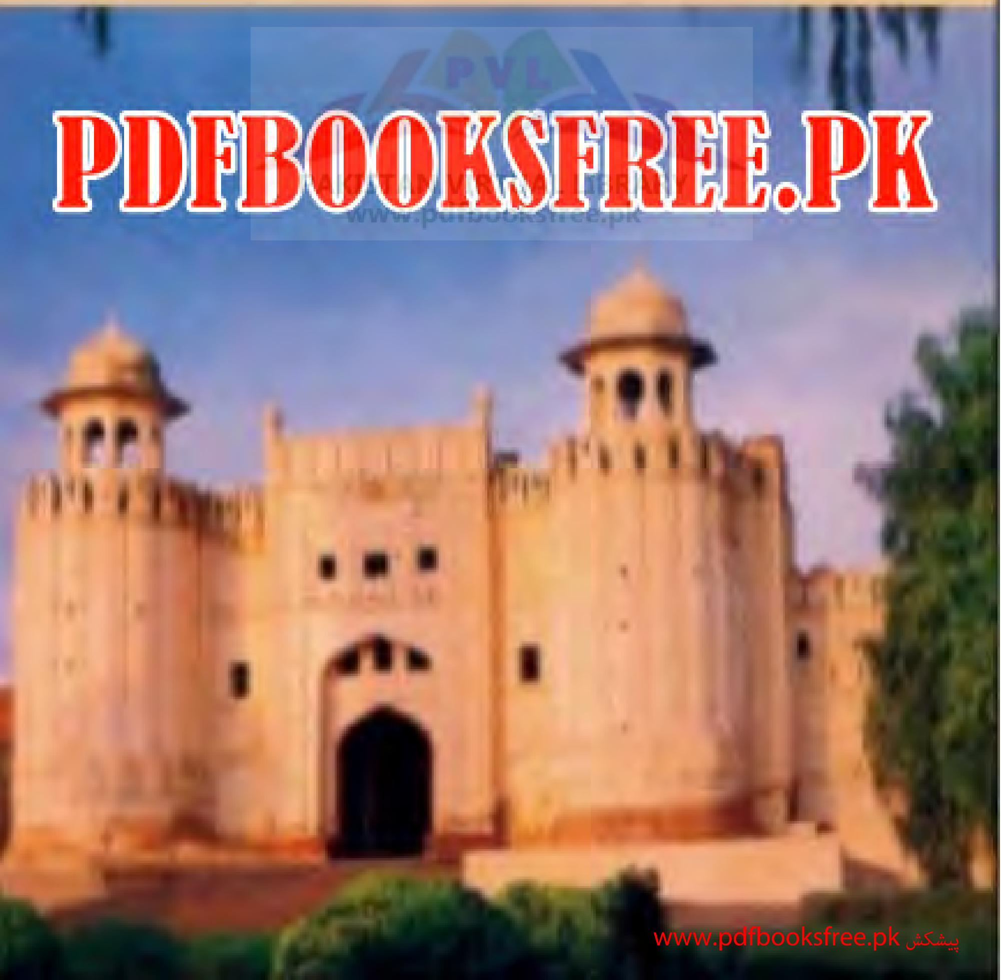
# تاریخ ہندوستان

## سلطنتِ اسلامیہ کا بیان

### جلد ہفتم

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب دہلوی مرحوم



# تاریخ ہندوستان

## سلطنت اسلامیہ کا بیان

### جلد ہفتم

### ظفر نامۂ شاہجہان

جس میں

ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ غازی کا بیان اول سے آخر تک

مشہور مستند کتابوں سے لکھا گیا ہے



مصنفہ

خان بہادر شمس العلما مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی سابق پروفیسر

ورنیکولر سائنس و ہیڈ مترجم میور سنٹرل کالج الہ آباد

سنہ ۱۸۹۵ء

مطبع شمس المطابع دہلی میں باہتمام منشی محمد عطاء اللہ منطبع ہوئی

# اشتہارات

قیمت عہ۸ر ۔ **صحیفۂ فطرت صفحہ ۶۳۶** ۔ محصول ۳ر

قیمت ۲ر ۔ **تمہید صحیفۂ فطرت** ۔ محصول ۱ر

جو لوگ علم کے شایق ہون اونکو یہ جاننا بھی ضرور ہے کہ دنیا میں جو بادیات کے قدرتی کارخانے اپنی سیر دکھارہے ہین اونکو جانین سکون و حرکت پہچانیں کہ وہ کیا کیا کام کر رہے ہین ورو توانائی تمام عالم پر کیسے مسلط ہیں - پانی - ہوا - وحرارت وروشنی الکٹرسٹی کیا کیا اپنے کرشمے و اعجاز دکھارہے ہیں اسلئے یہ کتاب تصنیف کی گئی اوس کے ابواب یہ ہیں علم سکون - علم حرکت - علم ندہ و توانائی - علم آب - علم ہوا - علم آواز - علم حرارت - علم ضیا یعنی علم مناظر - علم مقناطیس علم برق - ان علمون کے اصول بالتفصیل و بالاجمال بیان کیے گئے ہیں - اصول کی تفصیل متعدد طور سے اور توضیح مثالون سے کی گئی ہے کہ وہ طلبہ کی سمجھہ مین آئیں اور اونکو بالاجمالی بھی اسلئے لکھہ دیا ہے کہ طلبہ کو اسکا یاد رکھنا آسان ہو - جو طالب علم اسے پڑہے گا تو اوسکو معلوم ہوگا کہ عالم مادی میں خدا تعالی کی حکمت بالغہ و صنعت کاملہ کیا کیا کام کر رہی ہے اور موجودات کائنات مین قوانین فطرت کیونکر فرمانروائی اور کارفرمائی کر رہے ہین - اس کتاب مین تین سو شکلین ہین مسلمانون کے علوم طبعیہ کا بھی ذکر ہے ان کی ایک عجیب میزان کا بیان +

اس کتاب کی تمہید بھی لکھی ہے جسکی دو چار جلدین ہمارے پاس موجود ہین

قیمت ۱۲ر ۔ **رسالہ علم مساحت لوڈ ہنٹر صفحہ ۸۶** ۔ محصول ۱ر

رسالہ علم مساحت جو مبتدیون کے لئے مع بہت سی مثالون کی لوڈ ہنٹر صاحب ایم اے الف آر ایس نے تالیف کیا ہے اسکا ترجمہ اردو ہے اس کتاب مین علم مساحت کے سب قاعدے اور بارہ سو مثالین ہین اس کتاب مین بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ علم حساب کو سیکھ کر بغیر اسکے کہ تحریر اقلیدس پڑھے پڑہ سکتا ہے

قیمت ۲ر ۔ **رسالہ مساحت لوڈ ہنٹر** ۔ محصول ۱ر

# فہرست مضامین جلد ہفتم

## صفحہ ۱ سے سلطان خرم کا حال ولادت سے جلوس تک ۴۴ تک

## واقعات جو جہانگیر کی وفات اور شاہجہان کی تخت نشینی کے درمیان گذرے صفحہ ۴۳ سے ۷۹ تک



## واقعات سال دوم جلوس سنہ ۱۰۳۸ مطابق ۲۸ دسمبر سنہ ۱۶۲۸ع صفحہ ۸۰ سے ۸۹ تک

ججھار سنگھ کا بادشاہ پاس آنا - جشن نوروزی - تعین خیرات - قلعہ بامیان - جبل سفید و دو عجیبات - خان جہان خان لودھی کی بغاوت اور آگرہ سے اوسکا بھاگنا - شاہ ایران سے خط و کتابت - زیج شاہجہانی - سرحد کابل کے افغانون کی رسوم بدعت کا موقوف کرنا -

## واقعات سال سوم جلوس صفحہ ۹۰ سے ۱۰۵ تک

لشکر کا تعین نظام الملک اور خان جہان کے استیصال کے لئے - جشن نوروزی - خواجہ ابوالحسن کی روانگی ناسک ترنبک کی فتح کے لئے - شائستہ خان کا آنا اور اوسکی جگہ عبد اللہ خان بہادر کا مقرر ہونا و متفرق باتین - بادشاہی لشکر کی لڑائی دکنیون سے - جادون رائے کا مارا جانا - شیر کا شکار - سعید خان کی فتح یابی و دیگر متفرقات - لشکر شاہی کا غلبہ سرحد ناسک پر - آصف خان کا سپہ سالار ہونا و جشن قمری - خان جہان پر اعظم خان کا حملہ کرنا اور فتح پانا - قلعہ منصور گڈھ کا فتح ہونا -

## واقعات چہارم سال جلوس صفحہ ۱۰۶ سے ۱۳۲ تک

خان جہان خان کا تعاقب - دریا خان و خان جہان خان کا باقی حال اور دریا خان کا کشتہ ہونا - قلعہ دھارور کی فتح - رندولہ خان کا عادل خان کے اشارہ سے مصالحت کے لیے آنا - جشن نوروز شمسی - اعظم خان اور نظام الملک کے معاملات - قلعہ پرینده پر حملہ - محاصرہ پرینده چھوڑکر اعظم خان کا دھارور جانا - بلاد دکن و گجرات مین امساک باران و گرانی غلہ - نوروز - قلعہ تلتم کی فتح - قلعہ ستوندہ کی فتح - بعض سوانح و قلعہ بالگاؤن کی فتح و عید الفطر - باقر خان کا غلبہ ملک تلنگانہ پر - قلعہ قندھار کی فتح - نظام الملک کا انتظام بگڑنا - بادشاہی لشکر کی شکست - واقعہ ممتاز محل بیگم و شاہجہان کا ماتم اور اولاد - اعظم خان کا بادشاہ پاس آنا - نظام شاہ محمد عادل خان کو خواب غفلت سے بیدار کرنیکے لیے یمین الدولہ آصف خان کا

روانہ ہونا۔ خواجہ ابو الحسن کے لشکر پر ایک حادثہ۔ جشن نوروز۔ راؤ رتن کا مرنا۔ صوبہ الہ آباد کا واقعہ۔ پرورش خان کا بارود سے اڑنا۔ ممتاز محل کی نعش کا آگرہ مین مدفون ہونا۔

## واقعات سال پنجم ۱۰۴۱ھ مطابق ۱۶۳۱ء صفحہ ۱۳۱ سے ۱۴۴ تک

وزیر خان کا دولت آباد کی فتح کے لئے آنا۔ بیجاپور پر لشکر کشی۔ شیر خان۔ فوشنج کا بادشاہ کی پناہ مین آنا۔ بادشاہ کی معاودت برہان پور سے اکبر آباد مین۔ بندر ہگلی کی تسخیر اور فرنگیون کا استیصال اس بندر کا اور سات گانوٗن بندر بنگالہ کا حال۔ جشن وزن قمری۔ قلعہ کالنہ کی فتح۔

## واقعات مختلفہ صفحہ ۱۴۵ سے ۱۴۶ تک

حاجی محمد خان مشہدی قدسی۔ شاہجہان کے اعتراض سکندر پر۔

## سال ششم جلوس ۱۰۴۲ھ صفحہ ۱۴۶ سے ۱۶۵ تک

قلعہ کھاتا کھیری توابع مالوہ کا فتح ہونا۔ جشن وزن شمسی و شادی شاہزادہ دارا شکوہ و شاہ شجاع۔ بتخانون کا مسمار ہونا۔ نذر محمد خان والی بلخ پاس تربیت خان کا بھیجنا۔ خواجہ قاسم خان مخاطب صفدر خان کا سفیر بنکر ایران جانا۔ عرس ممتاز محل۔ وبا۔ اتفاقاً شاہ اورنگ زیب کا ہاتھی سے لڑنا۔ قلعہ دولت آباد کی فتح۔ قلعہ دیکلور کی فتح۔ اسیران فرنگ۔ بادشاہ کی علالت۔ محمد شاہ شجاع کا دکن بھیجنا اور اور واقعات۔ مولود شریف۔ نظام شاہیون کا خاتمہ۔ وزن قمری۔ صدقہ +

## واقعات سال ہفتم جلوس ۱۰۴۳ھ ۱۶۳۴ء صفحہ ۱۶۶ سے ۱۷۵ تک

شاہجہان کا لاہور و کشمیر کا جانا۔ قلعہ پرینڈہ پر شاہزادہ شجاع کا لشکر لے جانا۔

بادشاہ کا حال اور اسکی مراجعت کشمیر سے لاہور مین - خلاف شرع جو رسمین تھین اُنکا موقوف ہونا - خانخانان کا مرنا -

## سال ہشتم جلوس ۱۰۴۴ہجری ۱۶۳۴ سنہ صفحہ ۱۷۶ سے ۱۹۳

صوبہ مالوہ و صوبہ خاندیس کے تغیرات مصحف عظمت و نظام الملک - جشن وزن قمری بادشاہ کا لاہور سے اکبر آباد مین آنا - زمیندار رتن پور کی تنبیہ - جشن نوروزی تخت طاؤس - مہم سری نگر کے قبول کرنے مین نجابت خان کی خرابی - جھجار سنگھ بندیلہ و اوسکے بیٹے بکرماجیت کا باغی ہونا اور اوسکے استیصال کے لئے لشکر کا بھیجا جانا - جھجار سنگھ کے قلعون اور دفینون کا ہاتھ آنا اور اوسکا شکست پانا اور اوس کے سر کا کٹ کر آنا - جشن قمری وزن - بادشاہ کا دولتآباد جانا - جھجار سنگھ کی خزانے بادشاہ کا حال

## سال نہم جلوس ۱۰۴۵ہجری ۱۶۳۵ سنہ صفحہ ۱۹۳ سے ۲۲۳ تک

جھانسی دینا اوندچہ - عادل خان پاس بادشاہ کا فرمان بھیجنا - قطب الملک کے نام فرمان - جھجار سنگھ کے رشتہ دار و ملک و مال - ساہو کی مالش کے لئے اور نظام الملکیہ قلعون کی تسخیر کے لئے لشکر ونکی روانگی - جشن نوروز - سفیران شاہی کی حقیقت حال جو عادل خان و قطب الملک پاس گئے تھے - اللہ وردی خان کی فتوحات - شائستہ خان کی فتوحات - خاندوران خان کی فتوح - سید خان جہانکی دستبرد دشمنون پر - خان زمان کا استیلا - شاہجہان کا فرمان عادل شاہ کے نام جسمین عہد نامہ درج تھا - فرمان مذکور کے جواب مین عادل خان کی عرضداشت - نقل تعہد نامہ عبداللہ خان قطب الملک - بادشاہ کا دولت آباد سے مانڈو جانا اور واقعات - ریاست دکن کی تقسیم اور اوسکا اورنگ زیب کو حوالہ ہونا - جیلی باسینغر خان کا گرفتار ہونا

ہانگر اسے گکھڑ برادر زمیندار گکھہ کا بادشاہ کی پناہ مین آنا - علی مردان خان کا بادشاہ پاس آنا - افضل خان وزیر کا مرنا - بادشاہ کا لاہور سے کابل جانا - بادشاہ کا کابل سے لاہور جانا و تیت حزد

## واقعات سال سیزدہم جلوس ۱۰۴۹ ہجری سنہ ۱۶۳۹ صفحہ ۲۸۱ سے ۲۸۶ تک

شاہ نہر لاہور باہتمام علی مردان خان - سپاہ سیستان کا زمین قندہار مین آنا اور قلعہ خنسی کا بعد تسخیر کے چھوڑنا - اکبر نگر مین شاہ شجاع کے کارخانون مین آگ لگنا - نظر لیف کا ملک روم مین جانا اور سفیر روم کا اسکے ساتھہ آنا - برہتی راج ولد جھجھار سنگھ بندیلہ کا قید ہونا - بادشاہ کی سیر کشمیر -

## واقعات سال چہاردہم جلوس ۱۰۵۰ ہجری سنہ ۱۶۴۰ صفحہ ۲۸۷ سے ۲۸۹

جعلی پسر خسرو کا قتل ہونا - سعداللہ خان کا بادشاہ پاس آنا اور ترقی پانا - اعظم خان صوبہ دار گجرات کا احمد آباد کے نواحی کے فتنہ پردہون کو تالش کرنا اور زمیندار جام سے پیشکش لینا - جگت سنگھ ولد راجہ باسو کی بغاوت اور سزا پانا -

## واقعات سال پانزدہم سنہ ۱۰۵۱ ہجری ۱۶۴۱ صفحہ ۲۹۰ سے ۳۰۱ تک

گھوڑدوڑ کا شوق بادشاہ کا - شائستہ خان ناظم صوبہ پٹنہ کی لشکر کشی پلامون (پالامئو) - یمین الدولہ آصف خان خانخانان سپہ سالار کی وفات - قلعہ مئو کو اور جگت سنگھ کے باقی قلعون کا مفتوح ہونا - تارا گڈہ کا مسخر ہونا - صوبہ کشمیر کی تنظیم کے لئے ظفر خان کا بھیجنا - بادشاہزادہ دارا شکوہ کا قندھار جانا اور شاہ ایران کا مرنا - شاہزادہ مراد بخش کا بیاہ -

## واقعات سال شانزدہم جلوس سنہ ۱۰۵۲ ہجری ۱۶۴۲ صفحہ ۳۰۲ سے ۳۰۸

## واقعات سال بستم جلوس ۱۰۵۶ھ ۱۶۴۶ء صفحہ ۳۸۵ سے ۳۹۱

ترمذ کا بادشاہ کے قبضہ مین آنا۔ فتح کا جشن۔ بہادر خان واصالت خان کی نذر محمد خان سے لڑائی اور نذر محمد خان کا خراسان بھاگنا۔ بدخشان کی واقعات۔ اندخود کے وقائع۔ میر عزیز کا ایران میں نذر محمد خان پاس بھیجنا۔ بادشاہ کا حال۔ شاہزادہ اورنگ زیب کا بلخ و بدخشان جانا۔ سوانح صوبہ بلخ۔ بلخ اور جناب کے واقعات ایک اور سانحہ۔ خسرو بیگ ترکمن کا اندجان سے خراسان جانا۔ بلخ مین بہادر خان واصالت خان پاس سردارون کا آنا۔ ایک اور سانحہ۔ المانون کا احوال۔ بادشاہ کا کابل جانا۔ سانحہ اول بلخ۔ سانحہ دوم۔ بدخشان کا سانحہ اول۔ بدخشان کا سانحہ دوم جنگ طالقان۔ سوانح غوری مین اول سانحہ۔ سانحہ دوم۔ واقعہ سوم۔ سانحہ چہارم۔ حوالی بلخ کا اول واقعہ۔ واقعہ دوم۔ نذر محمد خان کا اندخود سے صفاہان مین والی ایران پاس جانا وہان سے اور چیکتو و میمنہ میں آنا اور مایوس پھرنا بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کا بلخ مین جانا اور بیگ اوغلی اور عبدالعزیز خان اور اوسکے بھائیون سے لڑنا۔ لشکر شاہی اور اوزبکیہ کی تعداد کا مقابلہ۔ مہم بلخ مین ناشائستہ امور۔

## واقعات سال بست و یکم ۱۰۵۷ھ ۱۶۴۷ء صفحہ ۳۹۱ سے ۴۱۰

نذر محمد خان کا بادشاہ سے پناہ مانگنا اور بادشاہ کا کابل سے اکبرآباد مین آنا۔ تتمہ حال بلخ و بدخشان اور اون کا نذر محمد خان کو مرحمت کرنا۔ شاہزادہ کی مراجعت بلخ سے کابل کو۔ بادشاہ کا حال۔

قندیل مرصع کا مدینہ منورہ بھیجنا۔ شاہزادون کا تقرر۔ دارالخلافہ شاہجہان آباد کے حصار اور عمارات کی بنا آبادی شہر اور فیض نہر کی کیفیت شاہجہان آباد کی جامع مسجد

| |
|---|
| شاہجہان کا شاہجہان آباد مین آنا اور جشن کرنا۔ نہر بہشت ۱۰۵۵ھ ۱۶۴۸ء۔ بلخ کی خبر |
| **سوانح سال بست و دوم جلوس ۱۰۵۸ھ ۱۶۴۸ء صفحہ ۱۸ سے ۲۲ تک** |
| قندہار پر شاہ ایران کی لشکر کشی۔ قلعہ بست و زمین داور۔ شاہ ایران کا ہرات جانا<br>ایلچی شاہ ایران و شاہجہان۔ نذر محمد خان والی بلخ |
| **ذکر سوانح بست و سوم ۱۰۵۹ھ ۱۶۴۹ء صفحہ ۲۲ سے ۲۶ تک** |
| نذر محمد خان والی بلخ۔ باقی حال محاصرہ قندھار اور لشکر شاہزادہ اورنگ زیب کا۔<br>بادشاہ کا کابل سے شاہجہان آباد مین آنا۔ شاہجہان آباد مین جشن اول نوروز |
| **سوانح سال بست و چہارم ۱۰۶۰ھ ۱۶۵۰ء صفحہ ۲۷ سے ۲۸ تک** |
| باولی سرائے و باغ۔ روزون کا کفارہ اور بعض اور حالات۔ لاہور جانا<br>عبدالرحمن پسر نذر محمد خان والی بلخ۔ لاہور سے کشمیر کو بادشاہ کا جانا۔ |
| **سوانح سال بست و پنجم جلوس ۱۰۶۱ھ صفحہ ۲۹ سے ۳۳ تک** |
| عادل شاہ کی پیش کش۔ ملا شاہ بدخشی۔ تبت کا فساد۔ بادشاہ کی مراجعت<br>کشمیر سے لاہور کو۔ سفیر روم اور بعض اور واقعات۔ |
| **سوانح سال بست و ششم جلوس ۱۰۶۲ھ ۱۶۵۱ء صفحہ ۳۳ سے ۳۷ تک** |
| قلعہ قندھار کے محاصرہ کا اور مورچلون کے بڑھنے اور کام نہ بننے کا بیان۔ بادشاہ کا<br>کابل سے دارالخلافہ جانا مہم قندھار کے لئے سامان کی تیاری + |
| **سوانح سال بست و ہفتم جلوس ۱۰۶۳ھ ۱۶۵۲ء و ۱۶۵۳ء صفحہ ۳۷ سے ۴۸ تک** |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ظفرنامہ ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہان پادشاہ غازی

میرا قاعدہ ہے کہ مین سلمان سلاطین ہند کی تاریخ نویسی کے لئے وہ تواریخ لیتا ہون جنکے مؤلف
عہد نویس ہون اور وہ سب سے زیادہ معتبر و مستند سمجھی جاتی ہون۔ اُن سے تاریخی حالات
اخذ کرکے لکھتا ہون اور پھر انگریزی تاریخون سے جنکا ایک انبار میرے پاس موجود ہے
بعض مضامین التقاط کر کے لکھتا ہون اس پادشاہ کے زمانہ مین اہل یوروپ (فرانسس پرتگیز
انگریز وغیرہ) بہت ہندوستان مین آگئے تھے۔ انمین سے بعض فرنگیون نے اس زمانہ کی
تاریخین اپنی زبانون مین تصنیف کین یا انکی تاریخون سے بعض معاصرین نے جو ہندوستان
مین نہین آئے۔ مضامین استنباط کر کے اور بعض اور سنی سنائی باتون کو تحقیق کر کے تاریخین تالیف کین
یوروپ مین گو یہ قدیمی تاریخین اپنے زمانہ مین شائقین تاریخ کے لئے ایک پر لطف غذای علمی تھیا
ہوئی اس زمانہ کے مورخون نے اسکے بڑے مزے لئے مگر اب وہ غذا ایسی باسی اور ایسی
ہوگئی ہے کہ کوئی مورخ جسکا مذاق تاریخ صحیح ہو اسکو زبان پر نہین رکھتا گو وہ اس زمانہ
مین اپنے پایۂ وقعت سے ساقط ہو گئی ہون مگر انکے سبب سے جو اہل یوروپ کے دل و دماغ
مین غلط خیالات جم کر نقش کالحجر ہو گئے ہین وہ کسی طرح مٹائے سے نہین مٹ سکتے۔ اگر کوئی فرنگی
مورخ یا کوئی ہندوستانی مورخ خواہ کیسا ہی اپنے ملک کی تاریخ مین عالم فاضل ہو وہ

اسپر ہرگز نکتہ چینی لگائیے تو اہل فرنگ کے نزدیک جاہل بے فرہنگ سمجھا جائیگا ہمنے ان تاریخون کا کہین کہین ذکر کیا ہی اور انکی غلطیون کو بیان کیا ہی۔

فارسی تاریخین جنکو معتبر و مستند سمجھکر اپنی تاریخ کا مصالح تیار کیا ہی انکی تفصیل یہ ہی۔

(۱) بادشاہ نامہ محمد امین قزوینی۔

اس کتاب کا نام مصنف نے بادشاہ نامہ رکھا ہی مگر اسکا نام زیادہ تر شاہجہان نامہ اور کمتر شاہجہان نامہ دہ سالہ مرزا امینا مشہور ہے اس بادشاہ کے حال مین جو اور تاریخین بھی لکھی گئی ہین انکا حال بھی یہی ہی کہ مصنف نے کچھ اور نام رکھا ہی مگر وہ شاہجہان نامہ ہی مشہور ہوا ہے۔ مصنف کا نام محمد امین بن ابو الحسن قزوینی عرف مرزا امینا ہے اسکو شاہجہان نے سنہ ۸ جلوس مین اپنے عہد کی تاریخ لکھنے کا حکم دیا تھا اُس نے ابتدای سلطنت سے دس سال کا حال لکھکر سنہ ۱۰ جلوس مین بادشاہ کی نذر کیا۔ یہی بادشاہ نامہ شاہجہان کی عہد سلطنت کی تاریخون کا ماخذ اور نمونہ ہے۔

(۲) بادشاہ نامہ عبد الحمید لاہوری۔ اس بادشاہ نامہ مین شاہجہان کی سلطنت کا حال بیس سال کا مرقوم ہی۔ بادشاہ نے پٹنہ سے مصنف کو اپنی عہد کی تاریخ لکھنے کے لئے بلایا تھا اور حکم دیا تھا کہ ابو الفضل نے جس طرز پر اکبر نامہ مرتب کیا ہی اُسی کے نمونہ پر ہماری سلطنت کا حال مرتب کیا جاے۔

(۳) شاہجہان نامہ عنایت خان ــــ اسکو محمد طاہر نے جسکا خطاب عنایتخان تھا اور تخلص آشنا تھا اور ظفر خان بن خواجہ ابو الحسن کا بیٹا تھا۔ ظفر خان مصنف کا باپ جہانگیر کا وزیر تھا اسنے بادشاہ نامہ عبد الحمید سے بیس سال کا حال شاہجہان کی سلطنت کا سہل عبارت مین نقل کیا ہی اور باقی سالون کا حال خود لکھا ہی۔

(۴) بادشاہ نامہ محمد وارث ــــ یہ بادشاہ نامہ عبد الحمید کا تکملہ ہے جسمین سنہ ۲۱ جلوس سے سنہ ۳۰ جلوس تک حال لکھا ہی علامی الملک سعد اللہ خان کو یہ کتاب تصحیح و ترمیم کے لئے دی گئی۔ فاضل خان اورنگزیب کا وزیر تھا اُس نے بادشاہ کے حکم سے

سعد اللہ خان وزیر کی موت تک یہ تاریخ لکھی۔

(۵) عمل صالح مصنفہ محمد صالح کنبوہ — اسکو شاہجہان نامہ بھی کہتے ہین اُسمین شاہجہان کا حال روز ولادت سے روز وفات تک خوب مفصل لکھا ہی۔ اس بادشاہ کی تواریخ مذکور مشہور و معتبر ہین ان سب کے مضامین واحد ہین گو ہر مصنف کی انشا پردازی کی ادا جدا جدا ہی۔ خافی خان نے اپنی تاریخ منتخب اللباب مین زیادہ تر حال انہی کتابون سے منتخب کیا ہی مگر کہین کہین اپنی نئی تحقیقات کا اضافہ کیا ہے جس سے اُسکا بیان زیادہ پر لطف ہو گیا ہے مین نے بادشاہ نامہ ملا عبد الحمید اور عمل صالح سے زیادہ تر حالات اپنے ظفر نامہ مین لکھے ہین اور منتخب اللباب خافی خان سے مضامین اضافہ کئے اور انگریزی کی مشہور تاریخون اور چھوٹی موٹی تاریخون سے دلچسپ مضامین کو بڑھایا ہے۔

## سلطان خرم کا حال ولادت سے جلوس تک

سلخ ربیع الاول سنہ مطابق ۳۶ سنہ جلوس اکبری دار السلطنت لاہور مین سلطان خرم پیدا ہوا (لوڈ صاحب نے اس نام کی نسبت یہ لکھا ہی کہ غالباً وہ اصل مین کورم تھا جسکے معنے مجھکو کہے ہین جو اس کی راجپوتنی مان کی قوم کا نام تھا۔ یہ قیاس اس سبب سے درست نہین معلوم ہوتا کہ مسلمانون مین بیٹے کے نام مین مان کی قوم کو کچھ دخل نہین ہوتا۔ باپ دادا نام رکھا کرتے ہین) چھٹی کے دن شہنشاہ اکبر اپنے بیٹے جہانگیر کے گھر مین رونق افروز ہوا اور اُسنے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہی کہ اس نو نہال کو اپنی فرزندی مین پرورش کرون یہ کہکر پوتے کو اپنے گھر مین لایا اور اپنی سب سے پہلی بیوی خدیجۃ الزمانی رقیہ سلطان بیگم بنت ہندال مرزا کو اُسکے سپرد کیا اور زبان مبارک سے فرمایا کہ تمہاری البطن سے کوئی میری فرزند نہین ہی اس دلبند سعادتمند کو اپنا اور میرا فرزند خیال کرو اور اُسکو پالو پوسو اس دادی نے سلطان خرم کو بچپنے سے ایام تمیز تک تربیت کیا اس پوتے نے بھی دادا کو اُسکے نفس واپسین تک نہ چھوڑا۔ ہم نے بیان کیا ہے کہ خسرو کی مخالفت کے سبب جو دار الخلافہ آگرہ کے قلعہ مین ہنگامہ برپا ہوا تھا اور خان اعظم و راجہ مان سنگھ نے جہانگیر سے جو قلعہ سے

ولادت سلطان خرم اور شہنشاہ اکبر کا اسکو بیٹا بنانا۔

باہر تھا منازعت کر رکھی تھی جہانگیر نے شاہزادہ کی ماں کو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ایسے وقت میں وہاں تیرا رہنا مناسب نہیں ہے جلد چلی آؤ مگر دادا کی عنایت اس پوتے کے حال پر ایسی تھی کہ اُس نے والدہ کو رخصت کیا اور کہا کہ جب تک دادا کے دم میں دم ہے میرا سر اسکے قدم پر لگا ہے جب جہانگیر باپ کے پاس آیا تو وہ بیٹے کا ہاتھ پکڑ کے اپنے دولتخانہ میں لے گیا اب تک سلطان خرم دادا کی خدمت میں تھا اور اسی باپ کے پاس رہنے لگا۔

اکثر وہ کہا کرتا تھا کہ مجھ پر تین بادشاہوں کے بڑے حقوق ہیں اوّل صاحب قران گیتی ستان تیموریہ کا جسنے ممالک جہان کو تسخیر کیا خصوصاً ہندوستان کو اور اپنی اولاد کے لئے قانون ملک گیری بنایا۔ دوم حضرت بابر بادشاہ کا کہ ولایت سے ہندوستان میں آنکر ضرب شمشیر سے اُسکو مسخر کیا۔ سوم حضرت اکبر بادشاہ کا جسکی فرمان روائی کے عہد میں فتنہ کا خار کٹا اور امن و آرام کا باغ لگا۔ اور دشوار کشا قلعے فتح ہوئے۔ اور گردن کشوں نے غاشیہ اطاعت کندھے پر رکھا۔ باپ بھی سلطان خرم کو سب شاہزادوں سے زیادہ چاہتا تھا اور اسکو لائق جانتا تھا۔ اور منصب ہشت ہزاری اور پنجہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ اور علم و تومان و توغ عنایت کیا۔ نوازش نقارہ سے بلند آوازہ کیا اور آفتاب گیر کی مرحمت سے عزت کو بڑھایا سُرخ بارگاہ سے کہ ولیعہد سے مخصوص ہے سرخرو کیا۔ پھر اوزک حوالہ کی جسکے لگنے پر فرامین کے اعتبار کا مدار تھا۔ سرکار حصار فیروزہ جاگیر میں دی جو مدتوں سے اس خاندان میں ولیعہدوں کو ملتی چلی آتی ہے۔

سلطان خرم کو منصب ہشت ہزاری ملا۔ ۱۲ ذی الحجہ ۱۰۱۶ھ

اس حقیقت پر تجربہ شہادت دیتا ہے کہ ماؤں کی اصالت و شرافت و نجابت اولاد کی جلالت و سعادت کے عمدہ ترین اسباب ہوتے ہیں اسلئے جہانگیر کو اس کا بڑا خیال تھا کہ میں اس اپنے نونہال کا پیوند نجیب و شریف عورتوں سے کروں چنانچہ اُس نے ۱۰۱۵ھ سنہ میں نواب عالیہ بیگم سے شاہجہان کی منگنی کی اور اسکو اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اپنی رسم کے موافق پہنائی اس بیگم کا باپ مرزا ابوالحسن مخاطب بہ آصف خان تھا اور

ان مرزا غیاث الدین قزوینی مخاطب بہ آصف خان کی بیٹی تھی اور ۱۰۱۹ھ مین مظفر حسین مرزا
صفوی کی بیٹی سے بیاہ کیا۔ اس مرزا کی عالی نسبی کا ذکر اقبال نامہ مین بہت کچھ کیا گیا
ہی اس وقت سلطان خرم کی عمر ۲۰ سال قمری کی تھی اور ماہ ربیع الاول ۱۰۲۱ھ مین نواب
عالیہ بیگم قدسیہ منگنی سی پانچ برس ایک ماہ پانچ دن بعد بیاہ ہوا اس وقت شاہزادہ کی
عمر ۲۰ سال ایک ماہ ۸ روز شمسی کی تھی اور بیگم کی عمر ۱۹ سال ۱۲ روز شمسی تھی یہ بیگم
ایسی ادب شناس و مزاج دان اور خدمتگاری و پرستاری کے مراتب دان تھی کہ
وہ شاہزادہ کو سب سے زیادہ عزیز ہوئی اور اسکو نواب ممتاز الزمانی ممتاز محل بیگم کا خطاب ملا
۱۰ سنہ جلوس جہانگیری مین یہ شہزادہ باپ کے ساتھ شکار مین گیا۔ قاعدہ ہے
کہ شکار کے وقت بادشاہ کی ہمراہ خاص آدمی ہوتے ہین اگر شیر نمودار ہو تو وہ اُس شیر
پر حربہ نہین چلا سکتے۔ انوپ راے خواص ساتھ تھا ایک شیر نے اُسپر حملہ کیا وہ اسپر حربہ چلا نہین سکتا
تھا اُس نے شیر کے حملہ کو لکڑی سے روکا مگر شیر نے اُسکو دبوچ لیا اور اُسکے ہاتھون کو
زخمی کیا سلطان خرم نے شیر کے ایسی شمشیر ماری کہ وہ زخمی ہو کر بھاگا اور نیم جان
انوپ رای کی جان بچی۔
سلطان خرم نے اپنی شہزادگی مین جن مہام کو اہتمام کرکے انجام کو پہنچایا انکا
کارنامہ جہانگیری مین بیان کیا گیا ہی مگر ہم انکو یہان مکرر بہ عبارت دیگر لکھتے ہین تاکہ
شاہجہان کا حال از ابتدا تا انتہا فقط ظفر نامہ کے مطالعہ سے معلوم ہو جاے کارنامہ
کے مطالعہ کی ضرورت اسکے جاننے مین نہ پڑے نہ حضرت بابر نہ حضرت ہمایون
نہ حضرت اکبر کے عہدون مین رانا پورا مطیع ہوا نہ اسکے ساتھ جنگ و پیکار ختم ہوئی
اسلیے سب سے اوّل جہانگیر نے اسکے پورا کرنے کا ارادہ کیا اور ۲ شعبان ۱۰۲۲ھ کو اجمیر
مین جہانگیر دوارادون سے آیا اوّل رانا کو ہر راہ سے رو براہ لائے۔ دوم بعد اس
کام کے تمام ہونے کے کشور دکن کی فتح کو جائے۔ ہندوستان مین رانا اصالت گوہر
و قدامت خاندان و فسحت ولایت و کثرت خیل و حشم مین امتیاز رکھتا ہے وہ بدستور

سلطان خرم کا شیر کو شمشیر سے مارنا —— رانا امر سنگھ سے لڑائی کیلئے سلطان خرم کا جانا -

جہانگیر کا مطیع نہین ہوا وہ اپنے عہد قدیم کے طریقہ پر چلتا تھا اور لوازم بندگی کو بجالاتا تھا کبھی اُسنے اپنے ولیعہد تک کو بادشاہ کی خدمت مین نہ بھیجا تھا۔ حضرت اکبر بادشاہ نے پنجاہ سال سلطنت کی مگر وہ رانا پرتاب کو فرمان بردار نہ بنا سکے اُسنے جہانگیر کو راجہ مان سنگہ اور امیرون کے ساتھ رانا کی ولایت تسخیر کرنے کے لئے بھیجا جب رانا پر بادشاہ کے لشکر کے انبوہ و شکوہ سے اور سپاہ کی سخت کوشی سے عرصہ تنگ اور کام دشوار ہوتا تو وہ کوہسار کی تنگناؤن اور دشوار گذار مقامات مین چلا جاتا۔ پھر بادشاہی لشکر کے ہاتھ نہ آتا غرض جب مدعا مقصود نہ حاصل ہوتا جہانگیر نے اول ہی جلوس مین اس کام کے سرانجام مین نہایت مرتبہ اہتمام کیا اول مہم یہی اختیار کی اور لشکر گران سلطان پرویز کی سرکردگی مین روانہ کیا۔ مگر اس کار دشوار کا سرانجام دینا اسکے قدرت و اقتدار سے باہر تھا سلطان خسرو کے فساد کے سبب سے اُسنے معاودت کی۔ پھر مہابت خان کو لشکر گران کے ساتھ روانہ کیا پھر ایک سال کے بعد عبداللہ خان نے اس ملک مین ترکتازی کی کچھ دنون راجہ باسو نے بھی رانا کی سرزمین مین تگ مارا ان سب نے اس مہم کو ادھورا چھوڑا کسی نے پورا نہین کیا۔ ٹوڈ صاحب کا یہان پر یہ لکھنا کہ امر سنگہ نے جہانگیر کی سپاہ کو شکست دی صحیح نہین ہی۔ ۶ ذی قعدہ سنہ ۱۰۲۲ کو سلطان خرم کو رانا کی ولایت کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ اور ہزار سوار کا اضافہ کر کے دوازدہ ہزاری اور شش ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کے منصب پر پہنچایا راجہ سورج سنگہ۔ سیف خان بارہ۔ تربیت خان۔ نوازش خان۔ کشن سنگہ رتن ہاڈہ۔ رانا شنکرا۔ ابوالفتح دکنی۔ صلابت خان بارہ۔ سورج مل ولد راجہ باسو۔ مرزا بدیع الزمان ولد شاہرخ مرزا۔ راجہ بکرماجیت بھدوریہ۔ میر حسام الدین انجو۔ اور ایک اور جماعت امرا و منصب دار اسکے ساتھ کئے اور بہت راجپوت امرا کو کمکی مقرر کئے۔ سلطان خرم اس لشکر کے ساتھ اس سرزمین کے دامن کوہ مین آیا یہان پانچ شیر شکار کئے قصبہ ماندل مین کہ سرحد ولایت رانا تھی وہ فروکش ہوا

اودے پور مین سلطان خرم کا آنا -

اودے پور

سلطان پرویز اور مہابت خان جو اس ولایت کی تسخیر کے لئے آئے تھے وہ اس حد
سے آگے نہین بڑھے پھر اودے پور سے بارہ کوس پر مرزا خرم کی منزل ہوئی یہان سے
پانچ ہزار سوار لسبر کردگی محمد تقی بخشی کے جسکا آخر کو خطاب شاہ قلی خان ہوا روانہ
کئے کہ وہ کوہستان مین آگے جا کر وہان کے آدمیون کو تاخت و تاراج اور اسیر و
قتل کرین - اور خود یہ ارادہ کیا کہ کل لشکر کے ساتھ پیچھے سے اس کوہستان مین جائے
راجہ سورج سنگہ نے اس ملک کی ماہیت سے اور اہل ملک کی حقیقت سے واقف تھا
اسنے شاہزادہ سے عرض کیا کہ کل لشکر کا یکبارگی اس کوہستان مین جانا مناسب نہین
غنیم کو خبر ہوگی تو وہ اوسکو غنیمت جانے گا اور سب طرف سے کوہون اور کمریون کی راہ
روک لے گا اس صورت مین اہل اردو و بازار کی آمد و شد بند ہوگی اور رسد و آذوقہ کا
پہنچانا دشوار ہوگا حضور یہین توقف فرمائین اور افواج کو دشمنون کے دفع کے لئے روانہ
فرمائین - شاہزادہ نے اس صلاح کو مانا نہین اور وہ کوہستان مین داخل ہو کر اودیپور
سے باہر چوگان کے میدان مین خیمہ زن ہوا - رانا سنگا جو حضرت بابر سے لڑا تھا
اسکے بیٹے اودے سنگہ نے اودے پور آباد کیا تھا اودے سنگہ کے بیٹے رانا پرتاب سنگہ کا
امر سنگہ بیٹا تھا جس سے شاہزادہ لڑنے آیا تھا اودے پور اس وضع سے آباد کیا گیا تھا
کہ سمت شرقی مین ایک کوہچہ تھا اس پر بعض منار بنائے اور اس پہاڑ کی سمت شمال
مین ایک کولاب تھا جسکا نام تالاب مجھولہ مشہور تھا اسپر نشیمن بنا ہے - یہ آب گیر بہت
دلپذیر اور عدیم النظیر ہے بہت چوڑا چکلا گھرا ہے - بڑی پر فضا اور خوش جا ہے
اسکے جنوب مین ایک میدان گاہ ہے نہایت وسیع اسکے گرداگرد دیوار سنگین کھچی ہوئی
ہے وہ چوگان بازی کے واسطے بنایا گیا ہے اودے پور سے تین کوس پر ایک اور
تالاب اودے ساگر ہے جسکا نام اسی رانا کے نام پر رکھا گیا ہے اسکو تین طرف
سے پہاڑون نے گھیر رکھا ہے اور چوتھی طرف مین اودے سنگہ نے ایک دیوار مضبوط
و بلند و لمبی و چوڑی بنائی ہے آبشار ہا عجیب نظارہ فریب گرتے ہین جن سے

دہشت و حیرت ہوئی تہا اودیپورکی عمارتین کوہ پرا ورتال کے درمیان واقع ہین ہندؤون کے روش کی اوراس ملک کے معمارون کے ہندسے کے موافق بنائی گئی ہین وہ سلطان خرم کو پسند نہ آئین عبداللہ خان اس موضع مین پہلے آیا تھا اسکے لشکر کی ترکتازسے اکثر یہ عمارات خراب ہوگئین تھین ناچار پرانی بنیاد ونپر بہت جلد نئی عمارتین بنائی گئین پہاڑکے اوپر میدان مین شاہزادہ کے حکم سے چابک دست معمارون نے نشیمن خاطر فریب دلکشا جوتال پر مشرف تھے بنائے اورامرائے عظام وبندہا ئے معتبر نے بقدر نسبت تقرب دولتخانہ کے نواحی مین بڑی بڑی عمارتین بنائین۔ جب لشکر کی قرار گاہ اودیپور قرار پائی تو یہان سے سرحد تک چہہ تھانے شہزادہ نے مقرر کیئے تاکہ غلہ کی رسد بے مزاحمت ہوا ورسب کا آنا جانا آسان ہو۔ مانڈل مین جمال خان برگی اور کپاس مین دوست وخواجہ محسن اور انتولہ مین سید حاجی اورتہار مین عزت خان اور دیوک مین میرحسام الدین انجو اور کوئل دہنیاری مین سید شہاب الدین تھانہ دار مقرر ہوئے۔ محمد تقی جو مقام لوہی سے پانچہزار سوار لیکر راجپوتون کے منازل ومعابد کی تخریب کے لیئے رخصت ہوا تھا وہ موضع چھپن مین آیا اس ولایت مین ۵۶ محال اورہر محال کے ماتحت ۵۶ قریے ہین اور اسی سبب سے اسکا نام چھپن ہی مشہور ہے اسنے یہان آتے ہی مکانون کا اکھیڑنا شروع کیا اورسپاہ کو ہرطرح کی دست اندازی کی اجازت دی کہ جس سے جو کچھہ اپنی قدرت وطاقت سے ہوسکے وہ کرے ان سپاہیون نے قتل وقید کرنا اور بڑے بڑے پرانے بتخانون کو ڈھانا اور غارت وتاراج کرنا شروع کیا۔ بت کدون کی حمایت مین برہمنون اور راجپوتون نے بڑی مردانگی دکھائی اور جوہر(جیوہر) کیئے۔ رانا کے بیٹے بھیم نے جو تنومندی ودلاوری مین مشہور تھا محمد تقی کی فوج پر شبخون مارنے کی اجازت رانا سے پائی اور وہ لشکر شاہی کے روبرو ہوا محمد تقی نے اسکا ایسا مقابلہ کیا کہ اپنے لشکر پر کوئی صدمہ نہ آنے دیا اوراسکو محفوظ رکھا۔ خان اعظم مرزاکوکہ سلطان خرم کی خدمت مین آیا اور ایسی ناخوشنما ادائین دکھائین کہ اسکو کچھہ دنون سلطان خرم نے

نظر بند رکھا اور پھر جہانگیر پاس بھیجدیا۔ جہانگیر نے مہابت خان کو شہزادہ کی خدمت مین روانہ کیا شہزادہ نے لشکر کے چار حصے کئے کہ وہ اس سرزمین مین ترکتازی کرین اور رانا کو پکڑین۔ ایک فوج کا سپہ سالار عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کو اور دوسری فوج کا سپہ سالار آصف خان بارہ و بیرم بیگ بخشی کو اور تیسری فوج کا لشکر آرا دلاور خان کاکر و کشن سنگہ کو اور چوتھی فوج کا سردار محمد تقی کو بنایا۔ فوجون کے مارے رانا کوہسارون مین چھپتا پھرتا اور یہ لشکر ترکتازی کرتے پھرتے تھے اور قتل و قید و غارت و تخریب کرتے تھے۔ عبداللہ خان ایک تنومند فیل عالم گمان اور پانچ اور نامی ہاتھی رانا کے گرفتار کرلئے دلاور خان کاکر نے بھی پانچ ہاتھی رانا کے پکڑ لیئے اور بہت سے غنائم ہاتھ لگے جب جادون نے سترہ ہاتھی اور فتحنامہ جہانگیر کو پیش کیا تو اس نے اس فتح کو اور فتوحات کا مقدمہ جانکر سلطان خرم کو تین کروڑ دام صوبہ مالوہ کی آمدنی سے انعام دیئے۔ مرزا شکر اللہ کو میر معصوم کی جگہ بھیجدیا

رانا کا حال تنگ ہونا۔

رانا کا حال ایسا تنگ کیا کہ وہ ایک لحظہ کسی مقام مین آرام نہین کرسکتا تھا سوجل اسکے بیٹے کے ساتھ اہل و عیال اس کے جابجا پڑے پھرتے تھے خود تھوڑے آدمیون کے ساتھ سرگردان تھا اور برسات کے موسم کا انتظار کرتا تھا کہ وہ راہون اور گذرگاہون کو پانی سے گھیر لے اور مجھے دشمنون کی آگ سے بچادے۔ سلطان خرم نے کوہستان کی تنگناؤن مین تھانے بٹھادیئے تھے کہ جہان رانا کی خبر پائین وہان فوراً اسکے پکڑنے کو لشکر روانہ ہو۔ محمد شاہ کو کلناک کے تھانون کی تخریب اور راجپوتون کی تادیب کی لئے روانہ کیا اُسنے جاتے ہی تاراج شروع کی اور بہت آدمیون کو مارا اور قید کیا۔ رائے سندر داس سروہی کی طرف گیا وہان رانا کے اہل و عیال کا نشان اُس کو بتایا تھا مگر اُس کے پہنچنے سے پہلے چتربان رانا اہل و عیال کو دوسری جگہ لے گیا تھا اس سرزمین مین رائے سندر داس نے قتل و غارت اور اسیر کرنے اور منازل ہنود کے خراب کرنے مین کوئی چیز باقی نہین چھوڑی بت خانون پر راجپوت بڑی دلیرانہ لڑے

اور آخر کو جوہر کر کے مع اہل و عیال مری - اس رای نے بادشاہ کے حقوق کا پاس کیا
اور اپنے آیئن و کیش کا کچھ خیال نہین کیا بتون کو جلایا اور بتخانون کو ڈھایا ؎

بدلہا چنان مہر او خانہ ساخت — کہ ہندو بہ تخریب بت خانہ تاخت

اس حسن خدمات کے جلدو مین رای سندر داس کو رای رایان کا خطاب ملا اور رفتہ رفتہ
اسکا درجہ ایسا بڑھا کہ راجہ بکرماجیت کا خطاب مرحمت ہوا جس سے بڑھ کر راجاؤن کے واسطے
کوئی اور خطاب نہین ہے بھاگونون کی فوجون نے جہان رانا کی خبر سنی وہان بے توقف دوڑ
دوڑی گئین اور آدمیون کو قتل و قید کرنا شروع کیا اور چند ناحی بتکدون کو ویران
کیا اور اُن کی جگہ معابد و مساجد مسلمانون کی بنائین -

رانا کا سلطان خرم کی ملازمت مین آنا اور بعض اور مطالب -

رانا معاملہ فہمی اور کاردانی سے عواقب امور و دوربینی سے بالکل بے نصیب تھا اور اپنے
کام کی بے اندیشی اور روزگار کی بہ بود سے فی الجملہ بہرہ رکھتا تھا اُس نے ان دنون مین اپنے
معاملہ مین غور کی اور مشاہدہ کیا کہ بادشاہ سے مخالفت کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہوا
خصوصاً اس وقت مین میرا حال میری حوصلے سے تنگ ہوا - جو کچھ گذرا سو گذرا اس سے قطع نظر کر کے آئندہ
ملاحظہ کیا کہ مال و منال تلف ہوا ملک پر زوال آیا - ناموس معرض خطر مین آیا - راحت و آرام
حرام ہوا - وہ ننگ ناموس کے مٹجانے کو بہت مکروہ جانتا تھا - بہ ناچار اضطرار و اضطراب کے
ساتھ امان مانگنا اپنے اوپر واجب جانا اور اس خاندان کو بڑا فخر یہ تھا کہ وہ ہندوستان
کے کسی بادشاہ کی اطاعت مین سر نہین جھکاتا تھا - بلکہ اپنے ولیعہد کو بھی کسی عالیشان
بادشاہ کی خدمت مین نہین بھیجا تھا اُس نے ان سب باتون سے قطع نظر کی اور دیکھا کہ ان
دنون مین آباد ملک ویران ہوا معمور خزانہ خالی ہوا - سپاہ کشتہ و اسیر ہوئی -
خویشون نے مع منتسبون کے اپنا سر پکڑا - تمام متعلقین اور پرانے نوکرون نے برسون کا
تعلق توڑا - رعیت پراگندہ و متفرق ہوئی غرض اُس نے اس نازک وقت مین یہی مصلحت
دیکھی کہ امان طلب کرے - اسنے ایک مکتوب رای رایان کو لکھا جس سے سابقہ معرفت
رکھتا تھا اور امان طلب کی اور تمام اوامر و نواہی بادشاہی کے ماننے کو کہا

اور منظور کیا اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو سلطان خرم کی خدمت میں بھیجنے کا وعدہ کیا۔ رامی رایان نے یہ حال سلطان خرم سے عرض کیا۔ سلطان خرم کی یہ پہلی مہم تھی وہ اس کو ناتمام نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اور رانا کو مستاصل کرنا چاہتا تھا ناچار رانا کے فرستادہ کو بے نیل مرام واپس کیا جب رانا کو مایوسی ہوئی تو اُس نے جہانگیر کا دامن پکڑا اور مہابت خان کا توسل ڈھونڈا۔ خان کے کہنے سے جہانگیر نے رانا کی درخواست کو قبول کیا اور سلطان خرم کو اپنی دستخط خاص سے لکھا کہ آن گرامی فرزند سعادت یار رضا جوی اقبالمند را باید کہ خرسندی و خوشنودی خاطر ارجمند مارا درضمن قبول این معنی شمردہ دیدہ و دانستہ از استیصال رانا در گذرد و یکبارہ درصدد خرابی او نہ شدہ دقائق ملتمسات او را بدرجہ اجابت رساند چنانچہ مجرد رسیدن فرمان قضا نفاذ جان بخشی او نمودہ ولایتش را بدستور معہود برقرار دارد و پسر صاحب ٹیکہ او را در کار ظفر انتساب گرفتہ متوجہ درگاہ والا شود فقط اس فرمان جہانگیری کے موافق سلطان خرم نے رانا کی شرائط کو قبول کیا۔ رانا نے اپنی خالو سبھ کرن (سروپ کرن) اور اپنی معتمد خاص نائر اس (ہری داس جھالہ) کو درگاہ والا میں روانہ کیا اور وہ رائے رایان کی معرفت سلطان خرم سے ملا جسنے اُسسے کہا کہ میں رانا کو ان شرائط سے پناہ دیتا ہوں کہ رانا خود مجھ سے ملے اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو بادشاہ کی خدمت میں بھیجے اور وہ جب بادشاہ پاس سے ہو کر اپنے وطن میں آئے تو اسکا بیٹا ایک ہزار سوار کے ساتھ مرکب والا کی ملازمت کرے یہ وثیقہ عہد و پیمان درست ہوا اول کرن سلطان خرم سے ملنے آیا اور پھر خود رانا دونو کا حد سے زیادہ احترام و اعزاز ہوا۔ رانا کو سلطان خرم نے اپنی پاس تخت پر بٹھایا انھوں نے پیشکش گران بہا دی اور خلعت گران بہا پایا اور پھر اسکا ملک اسکو از سر نو دیا گیا وہ زعفرانی علم جو آٹھ سو برس پہلے گہلوت راجپوتون کے سر پر آزادانہ بلند ہوتا تھا اب وہ شاہزادہ خرم کے آگے پست ہوا۔ کارنامہ جہانگیری میں یہ واقعات بیان ہوئے ہیں۔

سلطان خرم ۲ محرم ۱۰۲۴ھ کو باپ کی خدمت مین اجمیر مین آیا باپ نے کمال شوق و نہایت ذوق سے نیم خیز تعظیم دی اور گلے لگایا اور پہلے منصب پنج ہزاری ذات و دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا اضافہ کیا اور جاگیر موافق پانزدہ ہزاری منصب و ہشت ہزاری سوار کے مقرر کی اور پھر بخشیان عظام کے وساطت سے پسر جانشین رانا کرن نے ملازمت کی اوس کو خلعت گرانمایہ اور پچاس ہزار روپیہ نقد اور منصب پنجہزاری ذات و سوار کا مرحمت ہوا اور نصف طلب منصب کی محال کوہستان رانا سے اور نصف اس سرزمین کی دامن کوہ کے پرگنات سے مقرر ہوئی چار مہینے بعد کنور کرن پسر رانا ۱۰ تیر سنہ ۱۰ جلوس کو اپنے وطن کو روانہ ہوا۔

سلطان خرم کا مہم رانا سے فارغ ہو کر اجمیر مین آنا -

شاہزادہ خسرو کا حال تباہ تھا اور شاہزادہ پرویز کی ضعیف تمیزی و بے جوہری اور بے حاصلی مہم دکن مین سب پر کھل گئی اور شاہزادہ خرم کا جوہر ذاتی و اصابت تدبیر و علو ہمت و بلند اقبالی مہم رانا مین ظاہر ہوئی۔ اسلئے اول دفعہ مین رانا کی مہم کو ایسی شائستگی سے انجام کو پہنچایا جیسے کہ سلاطین کار آزمودہ و ملوک کار دیدہ پہنچاتے ہین اب اس شاہزادہ کو اپنی جولانی کے لئے ایک اور میدان ہاتھ لگا کہ ولایت دکن مین سرداروں کی تجویزوں سے اور صاحب صوبہ کی حیلہ وری سے کچھ نظم و نسق نہ ہوا اور بادشاہ کے حسب دلخواہ نقش درست نہ بیٹھا صاحب صوبہ کی ان بے تدبیریوں و بے پروائیوں اور دور از کار منصوبوں سے ہوا خواہوں کی کسر شان ہوئی اور مخالفوں کی چیرہ دستی ایسی بڑھی کہ تمام ولایت بالا گھاٹ پر وہ متصرف ہوئے۔ احمد نگر کہ شاہ نشین اور دار الملک اس ملک کا ہی اور ہزار جر ثقیل اور سو تدبیر دحیل و ضرب شمشیر سے فتح ہوا تھا وہ بھی ہاتھ سے گیا اس قلعہ کے اندر سپاہی ایسے بے پا و بے جا ہوئے کہ پیادہ نے پای تخت پر رخ رکھا۔ خانخانان جو دغا کی بازی کی بیش بینی مین شطرنجی روزگار کے لجلاج کو اسپ و فیل طرح دیتا تھا اپنی کیے سے ششدر و ہشت و تختہ بند حیرت مین آیا اور آخر کار ناچار صورت واقعہ کو قرار

سلطان خرم کا مہم دکن کے لیے جانا اور خطاب شاہی پانا -

واقع بادشاہ کو عرضداشت مین لکھا اور مدد کو طلب کیا - بادشاہ سمجھا کہ یہ مہم اہم سلطان خرم کے بغیر خاطر خواہ انجام نہ ہوگی - سپاہ مخالف کی افواج نے خاص کر حبشیون کے خیل نے جنکا سردار ملک عنبر ہی سرتاسر ملک دکن کو تسخیر کرلیا ہی اسلئے یہ تجویز کی کہ خود اجمیر سے چل کر منڈو مین توقف کرے اور سلطان خرم کو دکن کی تسخیر اور دکینون کی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجے اس نے سلطان خرم کو اس مہم کی اجازت دی اور شاہی کا خطاب دیا اور اصل منصب پر اضافہ کرکے بست ہزاری ذات و دس ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ بنایا اور بہت امرا اسکے ساتھ تعینات کئے اور مہابت خان کو حکم دیا کہ سزاولی کرکے سلطان پرویز کو الہ آباد روانہ کرے - سلخ شوال سنہ ۲۵ کو شاہ خرم دکن کو روانہ ہوا - یہ کشور سرحد ان گور سے لیکر ساحل دریاے شور تک دشمنون کی افواج کے تلاطم سے شورش طوفان مین آن کر زلزلہ خیز ہو رہی تھی - شاہ خرم چیتوڑ و مندسور کی راہ سے دکن کی طرف چلا جب اس کا لشکر رانا کی سرحد پر آیا تو رانا امر سنگھ اُس سے ملنے آیا اور بعد مراسم نذر و خلعت کے وہ اپنے وطن کو گیا اور اپنے پوتے جگت سنگھ کو ہزار سوارون کے ساتھ شاہ خرم کی ہمراہی کے لیئے بھیجا اب لشکر شاہی برہانپور کی طرف روانہ ہوا - اثناے راہ مین وکلاے عادلخان ملے جو پہلے بادشاہ پاس بھیجے گئے تھے انکو مراجعت کی اجازت دی گئی اور علامی افضل خان و راے رایان کو بیجاپور اور میر کی مخاطب بمعتمد خان اور راے جادون داس کو حیدر آباد روانہ کیا کہ عادل خان و قطب الملک کو پند و نصائح ہوش افزاے حقیقت پر آگاہ کرین اور شاہراہ اطاعت پر لائین جب دریاے نربدا کے کنارہ پر شاہ خرم آیا تو تمام منصبدار تعینات صوبہ دکن مثل خانخانان و خان جہان و مہابت خان و شاہنواز خان خلف خانخانان و عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ و راجہ بہاو سنگھ و داراب خان و راجہ نرسنگھ بندیلہ وغیرہ استقبال کو آئے روز دوشنبہ ۵ ربیع الاول سنہ ۲۶ کو شاہ خرم برہان پور مین داخل ہوا اور اسی تاریخ کو جہانگیر منڈو مین رونق افروز ہوا -

جب شاہ خرم کے اور بادشاہ جہانگیر کے آنے کی خبر اہل دکن نے سُنی تو انہوں میں تاب
مقاومت نہ دیکھی اور یہ قرار دیا کہ اطاعت کیجئے اور جو ملک متعلق بادشاہی کو دبائے
بیٹھے ہیں اسکو چھوڑ دیجئے اور خراج سپاری اور مالگذاری و فرمان برداری کو اختیار
کیجئے افضل خان اور رای رایان جب بیجاپور پہنچے تو عادل خان نے انکا پانچ کوس
سے استقبال کیا اور بادشاہی احکام کی اطاعت کی اور تعہد کیا کہ تمام ولایات بادشاہی
کو اور قلعون کی کنجیون کو خاص کر حصار احمد نگر کی کنجی بادشاہی آدمیون کو حوالہ کریگا
اور پیشکش گران بہا بادشاہ پاس بھیجونگا اور آیندہ پیشتر سے بیشتر جان سپاری اور
خراج گذاری کرونگا ان سب عہد و پیمان کی خوش خبری سید عبد اللہ نے بادشاہ
پاس جاکر سنائی۔ عادل خان نے افضل خان و رای رایان کو دو لاکھ روپئے دئے
اور پندرہ لاکھ روپئے کے نقد و جنس پیشکش میں ارسال کئے۔ یہ پیشکش لیکر رای رایان
تو احمد نگر میں پہنچکر قلعہ میں داخل ہوا اور بالاگھاٹ کے تمام محال تحت و تصرف میں
لایا۔ بادشاہ کو عرضداشت میں یہ حال لکھا حضرت نے خنجر خان کو جو سپہدار خانی کا
خطاب رکھتا ہی تھانہ جالناپور کے اور اسکے مضافات کے انتظام کے لئے بھیجا جہانگیر بیگ کو
جسکا آخر خطاب جان سپار خان ہوا قلعہ احمد نگر کی نگھبانی کے لئے متعین کیا رای رایان
نے بادشاہ کے حکم کے موافق قلعہ جان سپار خان کو سپرد کیا اور خود افضل خان سے ملا
اور عادل خان کی پیشکش بادشاہ پاس لایا۔ میر مکی اور رائے جادون داس جو
حیدرآباد اور گلکنڈہ گئے تھے وہ اس ولایت کے قریب پہنچے قطب الملک آگاہ دلی
اور ہوشیار مغزی سے بہرہ رکھتا تھا وہ اس زمانہ میں بادشاہ سے سرکشی پر راضی نہ ہوا
تھا مگر ناچار بحسب ظاہری عادل خان وغیرہ سے مدارا کی سبب سے موافقت آشکار رکھتا تھا
اس نے ۵ ار رجب سنہ ۲۶ کو ان سفیرون کا پانچ کوس سے استقبال کیا اور شہر میں لایا اور
اسی روز سے پیشکش کا سامان کیا۔ پندرہ لاکھ روپیہ کی پیشکش روانہ کی میر مکی
اور رائے جادون داس نے بہت جلد یہ پیشکش بادشاہ کے پاس پہنچادی۔

[illegible]

اول دفعہ دکن سے شاہ خرم کا باپ کے پاس آنا اور شاہجہان کا خطاب پانا اور کرسی طلا پر جلوس کرنا۔

جب بنیا داران دکن نے ولایات متعلقہ پادشاہی کو حوالہ کیا اور خود دارالامان
سلامت و عافیت مین آئے۔ تو شاہ خرم کی خاطر جمع ہوئی اور بے اختیار مرجعت کا
ارادہ ہوا۔ اور عبدالرحیم خانخانان کو خاندیس و برار و دکن کا صاحب صوبہ بنایا تیس ہزار
سوار سات ہزار پیادے برقنداز۔ کماندار اسکی کمک کے لئے مقرر کئے ایرج سی بارہ ہزار
سوار اسکے خلف الصدق شاہ نواز خان کو محال دکن کے انتظام کے لئے دئے گئے اور
بالاگھاٹ کے ہر ایک سرکار اور تھانہ اور پرگنہ مین امرائے عظیم الشان مین سے ایک کو
تفویض کیا۔ مثل احمد نگر و جالناپور و مونگی پٹن و سرکار پاتیم و پاتھری و مہکر و ماہور
وکھیرا و کلم و پرگنہ بالاپور و انبہ و پرگنہ برکہ جو بمنزلہ سرکار کے ہی اور ان سب کا حاصل
دو کرور دام یعنی ۵۰ لاکھ روپیہ ہے۔ سلطان خرم نے باپ کی خدمت مین جانے
کی راہ لی۔ اثنائے راہ مین وہ فوج کہ گونڈوانہ کے سرکشون کی تنبیہ و تادیب کے لئے
برہانپور سے بھیجی گئی تھی شاہ خرم سے ملی اور انھون نے حقیقت واقعہ اور کیفیت خدمت
کو جو اس ولایت مین کین تھین بیان کیا کہ ملک کی تخریب اور اہل ملک کی تادیب
سے راجاؤن نے امان مانگی اور ہر سال باج و خراج دینا قبول کیا چاندہ سے
۶۰ فیل اور دو لاکھ روپیہ نقد اور جانبہ سے ۳۰ ہاتھی اور ایک لاکھ روپیہ نقد
پیشکش کے لئے حاصل ہوا۔ جب شاہ خرم منڈو کے قریب آیا تو داراشکوہ و شاہزادے
اور امرائے عظیم استقبال کو گئے اور جب شاہ آیا تو باپ نے بھی چند قدم بے اختیار
استقبال کیا اور گلے لگایا اور محبت اور ادب نے اپنا جلوہ دکھایا اصل پر اضافہ
کرکے منصب سی ہزاری وبست ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ دیا خطاب
شاہجہانی عطا ہوا اور مسند پر تخت کے قریب جلوس کرنے کا حکم ملا۔ جہانگیر نامہ
مین یہ عبارت دستخط خاص سے پادشاہ نے لکھی ہے کہ این عنایتے ست نمایان
ولطفی ست بے پایان کہ نسبت بہ آن فرزند سعادت مند ظہور یافت۔ چہ تا ایندم
زمان حضرت صاحب قران تا حال ہیچ پادشاہے ازین سلسلہ علیہ اینگونہ

عنایتے          سرشار بفرزند شائستہ خود نمودہ - باپ نے بیٹے کے سر پر زر و گوہر نثار کئے اور امرا کو جو اس مہم میں شریک تھے خلعت و انعام مرحمت کئے شاہ خرم نے جو پیش کش پادشاہ کو دی اسکی قیمت کا تخمینہ بیس لاکھ روپیہ قرار پایا اور سوا اس کے دو لاکھ روپئے نور جہان بیگم کو اور ۶ ہزار روپیہ اور بیگمون کو دیا غرض کل بائیس لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ پیش کشون میں دیا گیا -

جب جہانگیر گجرات گیا تو شاہجہان اسکے ساتھ گیا - پادشاہ نے اسکو نہایت گران بہا لعل و گوہر عنایت کئے اور گجرات میں پہنچکر صوبہ گجرات کے انتظام کا اہتمام شاہجہان کو دیا اس نے تین فوجون کو مرتب کرکے اس طرح روانہ کیا - ایک فوج کو بسرکردگی راے رایان جام تہارہ کے مفسدون کی سرکوبی کے لئے رخصت کیا دوسری فوج کو بسرکردگی راجہ بھیم ولد رانا امر سنگہ کانتھہ جی کی سرکشون کی گوشمالی کے لئے نامزد کیا اور تیسری فوج کو بسرکردگی سیف خان کنار دریاے سابرمتی کے فتنہ جویون کے لئے روانہ کیا - تھوڑے دنون میں سیف خان اور راجہ بھیم اپنے کام کو سرانجام دیکر اُلٹے چلے آئے راے رایان جب زمین جام تہارہ میں آیا تو اس نے جد و جہد و کوشش کوشش کرکے اس مقام کے لوازم اور پیش رفت مہام کے حق کو ادا کیا اور اہل طغیان کو مطیع بنا کے پادشاہ کے پاس لایا ہر ایک نے سو سو گھوڑے پیش کش میں دیئے -

پادشاہ نے ان دنون میں سُنا تھا کہ سورجمل ولد راجہ باسو نے فرمان بری چھوڑ کر بے راہ روی اختیار کی اور کوہستان پنجاب کے زمینداروں کو فریب دے کر پرگنات پنجاب پر دست درازی کی پادشاہ نے شاہ جہان کو اس کافر نعمت کی تادیب سپرد کی - جہانگیر کا ارادہ کانگڑہ کی فتح کا بھی تھا وہ شہنشاہ اکبر کے عہد میں بھی فتح نہ ہوا تھا اس مہم کا اہتمام بھی شاہجہان کو سپرد ہوا اور اُسنے راے رایان کو جسکا خطاب راجہ بکرماجیت ہو گیا تھا یہ خدمت سپرد کی وہ ۲۲ ماہ شعبان سنہ ۱۰۲۶ ایک جرار فوج کے ساتھ احمد آباد دارالسلطنت گجرات سے روانہ

شاہجہان کا فتحپور مین آنا اور اسکی والدہ کا انتقال اور باپ کے ساتھ کشمیر جانا۔

۲۰ کو بادشاہ بھی آگرہ کی طرف چلا۔ شاہجہان اسکے ہمراہ تھا اثناء راہ مین سُنا کہ راجہ بکرماجیت کے روانہ ہونے کی خبر سُنتے ہی سورج مل قلعہ موکہ مین چلا گیا جو بلند کوہسار اور دشوار گذار جنگل کے درمیان واقع ہے یہ قلعہ اس حدود کے زمینداروں کا مفر ومقر ہے راجہ بکرماجیت نے بہت جلد جاکر اس قلعہ کو فتح کر لیا اور سات سو آدمیون کو قتل کیا اور ایک جماعت کثیر کو اسیر و دستگیر کیا۔ سورجمل بھاگ کر قلعہ اسرال مین گیا جو راجہ جے پال کے کوہستان کی حدود مین ہے۔ راجہ بکرماجیت نے اس قلعہ کو بھی دو تین روز مین فتح کر لیا اور ہزار آدمیون کو قتل کیا اور بہت آدمی گرفتار کیے بادشاہی آدمی بھی کشتہ و زخمی ہوئے سورجمل بھاگ کر راجہ جے پال کے قلعہ مین گیا۔ راجہ بکرماجیت نے ایک فوج اپنے ساتھ لی اور دوسری فوج ابراہیم خان کے حوالہ کی کہ تلادر کی راہ سے جمر دہی مین آئے اور خود نور پور سے ابتدا کر کے پانچ قلعون کو فتح کیا۔ قلعہ کوتلہ کی فتح کا ارادہ کیا اسکے تین طرف آب لے پایاب تھا اور مادھو سنگہ برادر سورج سنگہ اسکے استظہار پر قوی دل تھا راجہ نے کوتلہ کو بھی فتح کر لیا اب راجہ جے پال کے قلعہ کی فتح کا تہیہ کیا کہ سورج مل کے مرنے کی خبر آئی اسکے تمام اموال کی بازخواست راجہ جے پال سے کی اور اس سے وعدہ وعید کیے۔ راجہ نے عاقبت اندیشی کر کے تمام مال اور نقود و جواہر گھوڑے ہاتھی اور اسکے بیٹے و بھائی مادھو سنگہ اور تمام متعلقون اور منسوبون کو راجہ بکرماجیت پاس بھیجدیا۔ راجہ نے ان سب کو بادشاہ پاس فتحنامہ کے ساتھ بھیجدیا اور برسات کا موسم نور پور مین بسر کیا اور پھر کانگڑہ کی تسخیر مین مصروف ہوا جسکا حال تزک جہانگیری مین لکھا گیا وہ کچھ شاہ جہان سے متعلق نہین رکھتا۔ اس مہم مین شاہجہان کی حُسن تدبیر یہی تھی کہ اس نے اس مہم مین ایسے آدمی مقرر کیے کہ جو کامیاب و فتحیاب ہوئے

شاہجہان باپ کے ساتھ غرہ صفر سنہ ۳۰ کو فتحپور مین آیا اور یہان اسکی اٹھائیسوین سالگرہ ہوئی۔ شاہجہان کی مان کا انتقال ہوا اسکا نام جگت گسائنی اور عُرف جودھ بائی تھا وہ اُدے سنگہ راجہ مارواڑ کی بیٹی تھی جسکا عُرف راجہ موٹہ تھا جس سے

اسکو نہایت ملال ہوا بادشاہ نے اسکی خاطر جمع کی۔ جہانگیر کشمیر کی سیر کو ۵ شوال سنہ ۱۰۲۹ کو روانہ ہوا۔ شاہ جہان اسکے ساتھ تھا۔ جب جہانگیر کشمیر مین آیا تو باغات و عمارات کی تعمیر کا اہتمام شاہجہان کو سپرد کیا اسکو شوق طبعی اس طرف تھا ایک باغ لگایا اور اسکا نام فرح بخش رکھا اسمین جابجا عمارت نہایت رفعت و متانت و زیب و زینت کے ساتھ تعمیر کرائین بادشاہ دوم مہر سنہ ۱۵ جلوس کو دار السلطنت کی طرف چلا۔ اسی اثنا مین خانخانان کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ ان دنون مین لشکر شاہی تخت خلافت سے دور ہوا اہل سرحد کا خصوصاً ولایت جنوبی کے ساکنون کا خوف و ہراس کم ہوا۔ دکنیون نے بدستور معہود فرصت پاکر سرکشی کی۔ اطراف احمدنگر اور اکثر اسکے مضافات اور تمام محال دکن مین سے بعض پر انہون نے تصرف کیا اور اولیاء دولت پر ایسا کار تنگ کیا ہی کہ اس سے مزید متصور نہین۔ بادشاہ اس خبر کو سنکر اپنی جگہ سے ہل گیا اور اسنے ارادہ کیا کہ لاہور مین پہنچکر مہام دکن کا سرانجام شاہجہان کو پھر حوالہ کرے۔

دکنیون کا ہمیشہ یہ دستور رہا تھا کہ جب وہ لشکر شاہی سے دب جاتے تھے تو عاجزی کرکے اطاعت کا وعدہ کرتے اور جب انکو موقع ملتا تو پھر سرکش ہو جاتے۔ شاہجہان جو پہلی دفعہ برہانپور گیا تھا اور دکنیون نے جو اطاعت کے عہد و پیمان کیے تھے وہ پہلے بیان ہوے۔ لیکن جب شاہ جہان کشمیر کی سیر کو گیا اور دار الخلافہ سے دور ہوا تو انہون نے پھر سر اوٹھایا۔ لاہور مین خانخانان کی یہ عرضداشت آئی کہ تینون دنیا داران دکن نظام الملک و قطب الملک عادل خان نے باہم اتفاق کیا اور پچاس ہزار لشکر جمع کیا اول بالاگھاٹ کی وہ ولایتین کہ بادشاہ کے قبضہ مین تھین اُن پر دروبست تصرف کیا امرا اور منصب دار بادشاہی خواہی نخواہی اسکے استیلا سے وہان سے بھاگ کر آپس مین ملے اور تھانہ بھگر کو ہموکا کام دیا تین مہینے تک لڑتے رہے۔ غنیم کا غلبہ تھا اسکا اثر بہت تھا اور اُس نے سب طرف سے راہین مسدود کین چنانچہ اصلا رسد آذوقہ ہوا خواہون کو نہ پہنچنے دیا اور بہت محاصرے دراز ہوے اور شدت عسرت

نہایت مرتبہ پر پہنچی - ناچار گزلوہ پوری سے نیچے آن کر بالاپور مین توقف قرار دیا دکنیون
نے بالاگھاٹ پر قناعت نہین کی بالاپور کے نواح مین بھی ترکتازی اور دست درازی
شروع کی اور راہون کو اس طرح بند کیا کہ غلہ کا پہنچنا متعذر رہوا - نہایت تنگی ہوئی - ناچار
دولتخواہون نے خواہ نخواہ بالاپور کی نگاہداشت سے ہاتھ اوٹھایا - بہ ہان پور مین
وہ سب آپس مین ملے اس سبب سے غنیم کو دلیری ہوئی ساعدت وقت کی فرصت کو غنیمت
گنا اور تمام ولایت متعلقہ پادشاہی جو دکن و خاندیس و برار مین اولیاء دولت کی
تصرف مین تھی اسکو پامال کیا اور برہانپور کا محاصرہ کیا - بار بار اسی قسم کی عرضداشتین
آئین پھر خانخانان کی عرضداشت آئی کہ جسمین نہایت عسرت و تنگی وقت کا اظہار
تھا اور اپنے احوال کو تشبیہ اسنے خان اعظم کے اس حال سے دی تھی جو مرزا یان گجرات کے
محاصرہ کے وقت تھا اور یہ تصریح کی تھی کہ اگر حضور شہنشاہ اکبر کی طرح عمل نہ کرکے اس جگہ
تشریف نہ لائینگے تو ناچار مجھ کو راجپوتون کے طریقہ ناستودہ جوہر پر عمل کرنا پڑیگا اور
نقد جان کو حضور پر سے نثار کرونگا اس عرضداشت سے پادشاہ کا مزاج برہم ہوا
اُسنے غرہ صفر ۱۰۳۰ھ کو شاہ جہان کو کمال عظمت و جلال کے ساتھ دارالخلافہ لاہور سے
دکن کی طرف روانہ کیا - دس کرور دام بصیغہ انعام اُسے مرحمت کئی اور موافق منصب
سی ہزاری ذات و بیس ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ مع انعام چالیس کرور دام ہوتے
تھے اب اسکا مجموعہ پچاس کرور دام مقرر کیا اور شاہ جہان کے بیس نامور معتبرون کو
خلعت و منصب وغیرہ عنایت کیا امرائے نامدار مثل عبداللہ خان و خواجہ ابوالحسن و
لشکر خان و سردار خان و سید نظام و معتمد خان جو لشکر کا بخشی تھا ساتھ گئے اور
بہت سے احدی و برق اندازون کو پچاس لاکھ روپیہ کی ساتھ ہمراہ کیا -
باپ کے ساتھ بے ادبی کرنے سے سلطان خسرو ہمیشہ نابینون کی پتلی کی طرح
نظر بند رہتا تھا اور اپنے پاداش مین گرفتار تھا اور اسکی نگہبانی خواجہ ابوالحسن کو سپرد
تھی اب خواجہ شاہجہان کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا - جہانگیر نے شاہجہان کی

جمعیت خاطر کے لئے خسرو کو شاہجہان کے وکلار کے سپرد کیا - شاہجہان ابتدائے عمر سے جوانی تک کسی نشہ کی طرف مائل نہین ہوا اور چوبیس برس کی عمر تک شراب کی طرف رغبت نہین کی باپنے ایک جشن مین اسکو شراب پینے پر مجبور کیا. باوجود باپ کے حکم کے شراب پینا عقل و شرع کے خلاف شاہجہان کی طبیعت پر گران تھا اُس نے باپ سے یہ عہد کیا کہ جب میری عمر تیس سال کی ہو جائے تو پھر مجھے شراب پینے کا حکم نہ دیجیگا وہ کبھی کبھی جشن و شادی مین عیش و عشرت کے وقت بغیر طبیعت کی رغبت کے باپ کے حکم سے چند جرعہ شراب کے پی لیتا تھا جس سے اسکو کمال ندامت ہوتی تھی اور مسئلہ توبہ کا جو یار رہتا - اب ان دنون مین کہ وہ دکن کی فتح کی طرف متوجہ ہوا تو شاہجہان سے عرض کیا گیا کہ افواج غنیم بہت ہے اور اس نے برہان پور کا محاصرہ کر رکھا ہے اور اسکو بڑا غلبہ و تسلط حاصل ہو گیا ہے تو اُس نے کہا کہ حضرت بابر جب رانا سنگا سے لڑے ہین تو انہون نے شراب سے توبہ کی تھی اور اس توبہ کی برکت سے خدا نے انکو فتح و فیروزی دی تھی میرے دل مین بھی ہے کہ مین انہی کی طرح شراب پینے سے توبہ کرون کہ اس مہم سے عہدہ برآ ہون اور خدا میری دعا قبول کرے - جب ۱۶ ربیع الاول ۱۰۲۶ھ کو دریائے چنبل پر لشکر آیا اور وزن قمری سال ۲۶ کا جشن ہوا تو اُس نے شراب سے توبہ کی اور شراب کو دریا مین پھکوا دیا اور تمام ظروف طلا و نقرہ و مرصع کہ انجمن عشرت کی زینت اور بزم سرور کے زیور تھے توڑ ڈالے اور ارباب استحقاق کو تقسیم کر دئے پھر بغیر مقام کے کوچ پر کوچ کیا اور آرام کو اپنے اوپر حرام کیا لشکر اجین پر آیا محمد تقی قلعہ منڈو کا محافظ تھا - اُسکی اس مضمون کی عرضداشت آئی کہ ۲۷ اسفندار ۱۱ جلوس کو منصور فرنگی آٹھ ہزار سوار دکنی لیکر آب نربدا کے کنارہ پر پہنچا اور بجرد پہنچنے کے وہ آتش نہاد باد کی مانند آب سے گذرا اکبر پور کو لپیٹ کیا اور بیجا پا رفتہ رفتہ نواحی قلعہ کو تاخت و تاراج کیا اب پائے کتل مین آنکر قلعہ کے اندر داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے باوجود اسکے کہ قلعہ وسیع بہت ہے حصار مین شکست و ریخت

شاہجہان کی شراب سے توبہ ۔ ۱۰۲۶ھ

بہت ہی۔ مین دشمنون کی مدافعت مین کوشش کرتا ہون مگر چند کوتاہ نظر پست فطرت
ایسے ہین کہ وہ لشکر کی قلت وکثرت کو نصرت و ہزیمت کی علت جانتے ہین۔ وہ
دشمنون کی کثرت کو دیکھ کر سستی و پست ہمتی کرتے ہین اگر حضور کی کومک دیر مین
پہنچیگی تو خدانخواستہ انکی ضعف عقل سے اور دشمن کے قوت غلبہ سے چشم زخم پہنچیگی۔
جب شاہجہان کو عرضداشت کا مضمون معلوم ہوا تو خواجہ ابو الحسن کو چار پانچ ہزار سوارون
ساتھ پرگنہ دیپالپور سے روانہ کیا اور خواجہ بیرام بیگ میر بخشی کو اپنے خاصہ ہزار سوار
دیکر لشکر کی ہمراہی کی تفویض کی اور حکم دیا کہ برسم منقلا بہت جلد مقصد کے لئے روانہ ہون
جب خواجہ حوالی منڈو مین گیا تو محمد تقی و یوسف خان کو اسکے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ
خواجہ سے آنکر ملے اور ہزار سوار ساتھ لیکر دشمن کے روبرو آئے۔ اور جنگ صف کی اور
مخالفون کو باوجود کثرت کے شکست دی۔ وہ بھاگے محمد تقی انکے پیچھے پڑا وہ دریا سے
پار گئے تو ایک اور فوج انکی کمک کو آگئی تو پھر انھون نے دریا سے عبور کرنے کا ارادہ کیا
مگر محمد تقی نے انکو اپنے تیر و بندوق کی مار سے دریا پار نہ ہونے دیا جب خواجہ
ابو الحسن کو مخالفون کی شکست کی خبر پہنچی تو وہ اور بیرام بیگ اور تمام بندہاے پادشاہی
شبا شب ایلغار کرکے شتابی سے محمد تقی سے ملے اور سب متفق ہو کر دریا پار گئے اور
دشمن سے لڑے اسنے کچھ دیر بان اندازی کی مگر پھر بھاگ گیا۔ لشکر شاہی کے روبرو کھڑا
نہ رہ سکا۔ لشکر پادشاہی نے چار کوس تک اسکا تعاقب کیا اور بہت آدمیون کو
قتل کرکے مراجعت کی۔ جب شاہجہان کو اس فتح کا مژدہ پہنچا تو ۷ ربیع الاول
سنہ ۳۰ کو قلعہ منڈو مین آنکر محفل جشن نوروزی اور انجمن شادی فتح و فیروزی کو ترتیب
کیا ان ایام مین برہان پور سے خانخانان اور کل امراء کی اس مضمون کی عرائض آئین
کہ غنیم پاس ساٹھ ہزار سوار ہین اور اسکی دلیری و جرأت کی نوبت یہان تک پہنچی
ہے کہ اسنے شہر بند برہان پور کا کمال جمعیت خاطر سے احاطہ کر لیا ہے۔ حضور کے ساتھ
تھوڑے آدمی ہین انکو ساتھ لے کر غنیم کے روبرو ہونا حزم و احتیاط سے دور ہے

صلاح دولت اسکی مقتضی ہی کہ جب تک کل لشکر اور منصبدار جنکو اس مہم کے لئے
حکم ہوا ہے نہ جمع ہون حضور کسی موضع مین جہان رائے عالی ہو قیام فرمائین جب
ان عرائض کا مضمون عرض اعلی مین پہنچا تو کل دولت خواہون نے جو ہمراہ تھے ظاہر
معاملہ پر نظر کرکے توقف مین صلاح بتلائی مگر شاہجہان کو یہ راے پسند نہ آئی۔
اتنا توقف کیا کہ بخشیون نے سپاہ کے چار حصے کرکے سامان تیار کیا۔ ۱۲ رجمادی الثانی
سنہ ۳۰ کو اپنے خاصہ دس ہزار سوارون اور پانچ چھہ ہزار بادشاہی سوارون کے
ساتھ برہانپور کی طرف کوچ کیا آب نربدہ پر عبداللہ خان بھی دو ہزار سوارون
کے ساتھ شاہجہان سے آن ملا۔ شاہجہان نے عبداللہ خان و راجہ بکرماجیت
کو برنغار اور خواجہ ابو الحسن کو جرنغار قرار دیا اور خود قلب سپاہ مین رہا اور دریاے
نربدا سے عبور کیا۔ ۲۳ ماہ فروردی کو برہانپور کے باہر آیا خانخانان کی جان مین
جان آئی۔ وہ شہر کو چند امرا کو سپرد کرکے شاہجہان کی خدمت مین آیا۔ ۲۶ رجمادی
الاول سنہ ۳۰ کو خطہ برہانپور مین شاہجہان آگیا۔ مخالف کا لشکر بغیر مزاحمت و
ممانعت کے خاطر جمعی کے ساتھ ترکتازی اور دست درازی کرتا تھا کسی طرف سے
اسکی چشم نمائی ہوتی نہ تھی وہ اپنی جگہ پر قائم رہا۔ خانخانان اس ولایت کا
صوبہ دار اور ماہیت دان تھا اُس نے اور امرا نے عرض کیا کہ اس مرتبہ کثرت غنیم
غلبہ اور طرح کا ہی اور اس موسم مین گرمی کمال شدت کی ہے اور تردد نہایت دشوار ہے
اور اکثر مراکب موکب خوراک کی تنگی اور کمی علف سے معرض تلف مین آگئے ہین اور
برسات کا موسم قریب ہی اس سے زیادہ آگے کام نہین چل سکتا کہ جد و جہد کرکے
دشمن کو ایسا ہٹا دینا چاہیئے کہ عادل آباد سے وہ آگے نہ بڑھے اور خود دریا
کے اس طرف قیام کرکے برسات کے بعد مخالفون کو زیر کرکے بالا گھاٹ جانا چاہیئے۔
جب سب امرا نے متفق الکلم ہوکر یہ عرض کیا تو شاہجہان نے فرمایا کہ دولتخواہی
اور تدبیر کا مقتضا یہی تھا جو تم نے عرض کیا۔ دیکھیئے حکم تقدیر کیا ہوتا ہے وہ

وہ خود اس کار کے سرانجام اور اس مہم کے دشوار کے اہتمام مین مصروف ہوا کہ کل کومکیان
برہانپور کی خاصہ سپاہ کی برآورد بنائی جنکی محال جاگیر مدتون سے دکنیون کے تصرف
مین تھی اور اسنا دبغیر درست کرنے کے وجوہ مطالبہ ازروے سیاہہ معروض ہوا۔
خزانہ کے متصدیون کو حکم دیا کہ تنخواہ نقد دیدین تاکہ مایحتاج کے تہیہ مین تعویق نہ ہو۔
تھوڑی مدت مین اس صوبہ کے کومکیون کو چالیس لاکھ روپیہ دیدیا اور تیس ہزار سوار آمادہ کار
کئے انمین سے سات ہزار سوار خاصہ تھے اور افواج کو پانچ حصون مین تقسیم کیا اور ہر سردار
کو چھہ ہزار سوار دیئے ایک فوج کا سردار داراب خان خلف خانخانان کو بنایا اور دو فوجین
عبداللہ خان اور خواجہ ابوالحسن کو اور دو فوجین راجہ بکرماجیت و راجہ بھیم کو تفویض
کین کل سپاہ کی سرداری داراب خان کو حوالہ کی کہ انجمن کنگاش اسکی منزل مین منعقد
ہو لیکن درحقیقت امور کلی وجزوی کا حل وعقد راجہ بکرماجیت کی راے کی استصواب پر
موقوف تھا۔ ۲۵ جمادی الاولی سنہ ۳۰ کو برہانپور سے لشکرون کو جانے کی اجازت
ملی پانچ چھہ روز ضروریات یورش کے لئے سواد شہر مین قیام ہوا۔ اور پھر دریائے تاپتی
سے جسپر شہر ہے گذر کر ایک کوس پر لشکر ٹھیرا صبح کو یاقوت حبشی کہ مخالف کی کل فوج
کا سردار تھا اپنی قرارگاہ سے ایک کوس چل کر لڑنے آیا آتش ستیزہ وآویز بلند ہوئی
شاہی لشکر نے مخالفون کو سات کوس آب عادل آباد تک بھگایا اور دشمنون نے
آب و آتش سے اپنے تئین نکالا اور انکے پانچسو آدمی قتل اور تین سو قید ہوئے۔ اور
شاہی لشکر کو بہت گھوڑے واونٹ وچتری وپالکی وعلم نقارہ اور اسی طرح کی چیزین
ہاتھ آئین۔ بادشاہی دو سردار شیر بہادر اور اللہ وردی قتل ہوئے پھر لشکر شاہی
عادل آباد سے ملکاپور کی طرف متوجہ ہوا افواج غنیم نے مالش بہ سزا پائی تھی راہ مین
اصلا متوجہ نہ ہوئے جب بادشاہی لشکر مول مین آیا اور داراب خان اور راجہ
بکرماجیت تین سو سوارون کے ساتھ لشکر اترنے کی جگہہ قرار دے رہے تھے کہ پھر
ایک لڑائی ہوئی اور مخالفون کو شکست ہوئی اور داراب خان نے ایک

گوہن تک تعاقب کیا اور دوسو آدمیون کو تہ تیغ کیا اور مظفر و منصور اپنی لشکر سے آن ملا
پھر لشکر شاہی بالاگھاٹ مین آیا اور یہان سارے لشکر کے ملجانے کے لیئے انتظار کیا اور
محمد تقی ہزار سوار لیکر ولایت برار مین اور محمد خان نیازی فوج لیکر ملک خاندیس مین آگیے
اور محال متعلقہ بادشاہی پر تصرف کیا - اب عنبر نے سپاہ کو نوشتہ سرزنش آمود بھیجا
اُسکا سارا لشکر بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لئے روبرو آیا اُنکے ہراول سردار جادون راے
و ساتو ندلیا و دلاور خان و آتش خان تھی - راجہ بکرماجیت کی ہراول کی فوج سے اُس کی
مُٹ بھیڑ ہوئی جسمین سید صلابت خان و سید علی و سید جعفر و سید مظفر اور اور سادات
بارہ اور اودا - جیرام دکھنی سردار تھے طرفین مین دیر تک جنگ ترازو رہی ٹیک راؤ
جو دکینون کا بڑا سردار تھا بے سر ہوا اور بادشاہی سردارون مین سید علی بارہ کے
مختصر سیادت پر مہرین زخمہاے کاری کی لگین اور وہ ہلاک ہوا اور حمید خان برادر فرہاد خان
حبشی و سید مظفر بارہ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار مخاطب خانجہانی اور اسکے بھائی
سید جلال و سید بایزید شہید ہوئے - راجہ بکرماجیت جسوقت کہ دشمن کے ہراول سے لڑتا
تھا یاقوت حبشی سردار قول غنیم کو فرصت ملی کہ وہ بادشاہی لشکر کے احمال واثقال پر آیا
زمین کی ناہمواری اور اہل اردو و دواب کی کثرت سے چنداول کی فوج کی پاسبانی
آسانی سے نہو سکی مضرت عظیم اُسکو غنیم نے پہنچائی اور اکثر آدمیون کے گھوڑے اور اسباب
غارت ہوئے جب یاقوت کی دست اندازی کی خبر ہوئی تو راجہ بسبب دور دست ہونے
کے وہان نہ پہنچ سکا مگر بے توقف اُس نے دشمن سے کارزار شروع کی طرفین نے کوشش مردانہ
کی - بادشاہی سردار صادق خان و عبدالکریم بیگ و گدا بیگ و خواجہ طاہر و باقی بیگ اور
بعض اور ہلاک ہوئے - دکینون مین فیروز خان حبشی سات آدمیون کے ساتھ قتل ہوا
اُسی روز سے کہ افواج شاہی پاے بالاگھاٹ مین آئی ۱۲ اردی بہشت کو دو
کھرکی کے پیچھے کروہ پر پہنچے کھرکی نظام الملک و عنبر کی دارالقرار تھی اس عرصہ مین ہر روز
لڑائیان ہوئین جنمین لشکر شاہی کا پایہ بھاری رہا پھر موضع جنگل تھا نہ مین کہ کھرکی سے

چار کوس پر ہی لشکر شاہی آیا تو افواج غنیم نے جنگ شروع کی دونو طرف سے دار و گیر و کر و فر خوب ظہور مین آئے بدستور معہود دکینی فرار ہوئے لشکر شاہی نے کھر کی کی طرف باگ اُٹھائی ۔ یہان لشکر آنے سے پہلے عنبر نے شہر کو خالی کیا اور نظام الملک اور اسکے اہل کو قلعہ دولت آباد مین لے گیا اور اپنی بڑی سپاہ کو بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لئے چھوڑ گیا اور خود دس ہزار سوارون کے ساتھ قلعہ دولت آباد مین چلا گیا۔ جب لشکر شاہی کھڑکی مین آیا تو مخالفون کی سپاہ بھاگ گئی اور لشکر شاہی... کھر کی مین تین روز مقیم ہوا اُس نے اس شہر کو کہ پندرہ سال کے عرصہ مین ملک عنبر نے آباد کیا تھا جلا کر تباہ و خاک سیاہ کر دیا۔ کھر کی سے ایک کوس آگے لشکر شاہی بڑھا تھا کہ یاقوت خان سپاہ لیکر راجہ بکرماجیت کی سپاہ چنداول کے مقابل آیا۔ داراب خان و راجہ نرسنگہ بندیلہ و راجہ بھیم اسکی کمک کو پہنچے اور لشکر غنیم پر حملہ آور ہوئے اور اسکو پریشان کیا اور ایک جماعت کو قتل و اسیر کیا۔ عنبر و نظام الملک دولت آباد مین تھے۔ وہان جانا لشکر شاہی نے مصلحت نہ جانا۔ اطراف و اکناف مین تاخت و تاراج کرنے کا ارادہ کیا قلعہ احمد نگر کا محاصرہ دکنیون نے کر رکھا تھا خنجر خان نے قلعہ داری شائستگی کے ساتھ کی۔ اب آب و ذوقہ کی نایابی سے وہ بہت تنگ ہو رہا تھا۔ لشکر شاہی نے وہ رار دی بہشت کو اس طرف کوچ کیا۔ جب خنجر خان کو اسکی خبر ہوئی تو وہ قوی دل ہوا اور قلعہ سے باہر آیا اور عنبر کے داماد جوہر حبشی سے جسنے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا خوب لڑا اور دو سو آدمیون کو قتل کیا۔ جب لشکر شاہی مونگی پٹن کے باہر بان گنگا کے کنارہ پر آیا تو جاسوسون نے خبر دی کہ غنیم کا لشکر آن پہنچا ہی۔ بمقتضائے احتیاط و حزم ہر فوج مین سے ہزار سوار جدا کئے اور لشکر کی محافظت کے لئے متعین کئے اور دو گروہ چلے اب یہ سُنکر کہ دکنیون نے اپنی سپاہ کے دو حصے کئے ہین تو لشکر شاہی نے بھی اپنے دو حصے کئے داراب خان و راجہ بھیم تو یاقوت خان و مردم عادل خان کے مقابلہ کے لئے گئے جو پندرہ ہزار سوار تھے اور باقی اور سردار دوسرے لشکر سے لڑنے گئے۔ طرفین نے داد مردانگی دی مگر آخر کار دکنیون کا لشکر بیجا ہوا دوسری فوج شاہی بسر کردگی عبداللہ خان و خواجہ ابو الحسن

وراجہ بکرماجیت دکنیون کی دوسری فوج سے لڑنے چلے جسکے سردار دلاور خان جادورائے وآتش خان تھے اور پچیس ہزار کے قریب سپاہی تھے اوّل راجہ بکرماجیت پانچہزار سوار لے کر ہراول بنا اور جاکر لڑا فتح نمایان حاصل کی ۔ باربرداری کے چارپائے ہاتھی ۔ گھوڑے ۔ اونٹ بیل غنیمت مین ہاتھ آئے اسکے بعد دکنیون کی فوج خواجہ ابوالحسن کے مقابلہ مین آئی ۔ بہرام بیگ بخشی نے ایک ہزار سوار سے اسکا مقابلہ کیا راجہ بکرماجیت بھی کمک کے لئے آگیا اور خواجہ کے ساتھ اتفاق کرکے اس نے دشمنون کو بھگایا اور ایک گروہ نے تعاقب کیا دو ہزار آدمیون کے قریب قتل کیا اور ایک انبوہ کو زخمی اور ایک جمع کثیر کو اسیر دستگیر کیا ۔ ان فتوحات کی اطلاع شاہجہان کو کی ۔

محمد خان نیازی اور محمد تقی جو لشکر کے ساتھ پائین گھاٹ کے انتظام کے لئے گئے تھے وہ بالا گھاٹ مین آئے ۔ مدعا حسب الاستدعا حاصل ہوا ۔ جب عنبر کو اسکی خبر ہوئی تو جادون رای کو آٹھ ہزار سوار کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس محال کو چھین لے ۔ شاہجہان کے حکم سے راجہ بھیم پندرہ سو سوارون سمیت ہمراہ محمد تقی کی کمک کو آگیا اور جادون رائے اور اسکے ہمراہیون کی خوب گوشمالی کی اور سب کو بھگا کر آوارہ کیا ۔

ملک عنبر نے جب دیکھا کہ شکستون پر شکستین ہوتین ہین تو اُس نے چند مردم معاملہ فہم کاروان راجہ بکرماجیت پاس بھیجے اور پیغام دیا جسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ پہلی دفعہ شاہجہان اس جانب تشریف فرما ہوا اور دلخواہ اسکا مدعا حاصل ہوا تو عادل خان حسن خدمت کی ادا کا اور مراسم نیکو بندگی کا متعہد ہوا تھا اور پیشکش کا سرانجام کیا تھا اور شاہجہان نے اسکے عہد پر اعتماد کیا اور اسکی حیلہ سرداری اور دروغ مصلحت آمیز کو سچ جان کر اسکا اقتدار بڑھایا ۔ عادل خان نے اپنے عہد کا پاس نہ کیا جو وقت کہ اسکو وقت ملا سرکشی کی ۔ اگر اس دفعہ مجھ بدبخت غلام کی تقصیرات معاف ہون اور نجات کا پروانہ یعنی عہدنامہ آزادی عنایت ہو تو مین وثیقہ عہد و پیمان کو ایمان سے موکد کرتا ہون کہ پھر اطاعت . . . . . نہ چھوڑونگا اور محال جو بادشاہ سے تعلق

رکھتے ہین انکو چھوڑ دونگا اور دم نقد گرانمایہ پیشکش خود اور اور تمام دنیاداران دکن کی طرف سے سرانجام دونگا اور سال بسال درخور حال نذر شکرانہ امن امان ارسال کرتا رہونگا راجہ نے اس گفتگو کو سنکر کہا کہ اگر عنبر تہ دل سے راستی اور درستی پر آگیا ہے اور مکر و تزویر نہین کرتا تو اسکی تمام درخواستین شاہ کشورکشا قبول کریگا اور بالفعل اسکے صدق قول کی علامت یہ ہوگی کہ وہ احمدنگر کے احاطہ سے ہاتھ اُٹھائے اور جو گروہ کہ خزانہ اور ضروریات قلعہ کو لیے جا رہا ہے اسکی مطلق مزاحمت نہ کرے جب یہ کام اس سے ظہور مین آئینگے تو اسکی درخواستین شاہجہان کے روبرو پیش ہونگین وکلاے عنبر ان باتون کو خدا سے چاہتے تھے انہون نے حقیقت حال عنبر کو لکھی اُس نے بلے توقف اپنے آدمیون کو دور قلعہ سے اُٹھا لیا اس سے اولیاے بادشاہی کو اطمینان ہوا ایک لاکھ روپیہ مدد خرچ کے لئے اور ایک سرانگنجی حفاظت قلعہ کے واسطے بھیجے وہ بلے مزاحمت قلعہ مین پہنچ گئے تو تمام ملتمسات عنبر شاہجہان کے روبرو پیش ہوگئین اُس نے اپنی نیک نہادی سے باوجود اس فتح وظفر کے کینہ توزی و قہرافروزی نہ کی اور ملک عنبر کی تقصیرات کو معاف کر دیا۔ گرمی کی شدت تھی برسات کا موسم قریب تھا باپ کے ضیق النفس کے دم بدم بڑھنے کی متواتر خبرین آرہی تھین یہ دل نگرانی سب پر بالا تھی۔ غرض شرائط صلح عہدنامہ یہ ٹھیرین۔ حضرت اکبر کے عہد سے حضرت جہانگیر کی مبادی جلوس تک جو پرگنات بادشاہی تصرف مین تھے اور جو ضمن صلح مین اوّل دفعہ بسبیل اشتراک سرکار بادشاہی سے تعلق رکھتے تھے اور جن مین سے بعض مواضع و قریہ جنہین وہ خود دخل رکھتا تھا وہ تنخواہ داران شاہی کو حوالہ کرے ان تمام محال مشترکہ کی جمع چودہ کروڑ دام یعنی ۲۵ لاکھ روپیہ تھی اور یہ وقت مصالحہ سے ابتک اس کے تحت تصرف مین تھی اُس سے ہاتھ اُٹھائے اور نقد پچاس لاکھ روپیہ بطور پیشکش و جرمانہ بے ادبی خود و نظام الملک و عادلخان و قطب الملک سے دلوائے۔ عنبر نے ان شرائط کو منظور کیا اور احسان مانا۔ جب عنبر سے اطمینان ہوا تو کھڑکی کی طرف شاہجہان نے سفر کیا۔ قلعہ احمدنگر سرحد

پر تھا۔ شاہجہان نے بالا گھاٹ کے وسط مین ایک قلعہ سنگین بنوایا اور ظفر نگر نام رکھا۔ اور امرای عظام کو افواج کے ساتھ اس طرح مقرر فرمایا کہ راجہ بکرماجیت کو آٹھ ہزار سوار کے ساتھ ظفر نگر مین عبداللہ خان کو مقام آرہ مین کہ ظفر نگر سے چھہ کروہ پر تھا اور فوج خواجہ ابو الحسن کو موضع بیلی مین جو آرہ سے دو کروہ تھی اور سردار خان برادر خان مذکور کو دولت آباد مین جو نزدیک روہن گرہ کے ہے اور خنجر خان کو تین ہزار سوار کے ساتھ احمد نگر مین اور بلند خان کو تین ہزار سوار کے ساتھ جالنا پور مین اور جان سپار خان کو تین ہزار سوار کے ساتھ بئیر مین اور معتقد خان کو بدبختی کھونگی پٹن مین اور اودا جیرام وغیرہ دکنی کو تھا ہور و برہان پور مین مقرر کیا۔ دیوی کا و قت جا بجا تھانے مقرر کرکے راہ گیرون کو مخالفون کی مزاحمت و ممانعت سے فارغ کیا۔

پیشکش دکنیون سے وصول ہونا۔

عنبر کی التماس پر شاہجہان نے مقرر فرمایا کہ پچاس لاکھ روپیہ پیشکش کا اس طرح وصول کیا جائے کہ عادل خان سے ۲۰ لاکھ روپیہ اور نظام الملک سے بارہ لاکھ اور قطب الملک سے ۱۸ لاکھ حکیم عبداللہ خان گیلانی عادل خان پاس اور کنہیر داس برادر راجہ نظام الملک و عنبر پاس اور عبدالعزیز خان قطب الملک پاس اس پیشکش کے لانے کے لئے نامزد ہوئے راجہ بھیم کو افواج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ زمیندار اور راجہ گوندوانہ سے کل پیشکش لیکر روانہ درگاہ کرے۔ ملک عنبر کے تسلط و تطاول کو عادل خان نہین دیکھ سکتا تھا وہ پیشکش کے ارسال مین اور محال کے تسلیم کرنے مین تعلل و تہاون کرکے دفع الوقت کرتا تھا۔ افضل خان۔ جو عادل خان سے آشنا تھا وہ بھیجا گیا اُس نے عادل خان کو سمجھایا اُس نے پیشکش مقررہ جو بیس لاکھ روپیہ کی تھی نقد و جنس و جواہر و۔ ۶ ہاتھی سامان کرکے افضل خان و حکیم عبداللہ خان کے ہاتھ پادشاہ پاس بھیجے اور افضل خان کو دو لاکھ روپے دئیے اور قاضی عبدالعزیز بھی سو زنجیر فیل اور نو لاکھ روپیہ و نقد و جنس بحساب اٹھارہ لاکھ روپیہ . . . قطب الملک کے پاس سے لایا اور کنہیر داس بھی بارہ لاکھ کی پیشکش نظام الملک اور عنبر کے پاس سے لایا یہ سب پیشکشین اور فتحنامہ حکیم علیم الدین مخاطب وزیر خان پنجہزاری ذات و سوار کے ہاتھ جہانگیر پاس روانہ ہوئین جہانگیر نے شاہجہان کے

جواب مین ایک نوشتہ استحسان و تحسین کا بھیجا بہت شاباش دی اور آفرین کی۔
سلاطین ذی شان جن برادرون اور خویشون کے معدوم کرنے کو بہبود عالم جانتے ہین
انسے دنیا کے خالی کرنے کو محض صواب سمجھتے ہین اور مشیران ملک و ملت بمقتضائے مصلحت و ناگزیر
کار مطلق شرکاء دولت کا استیصال خیر اندیشی و بہبود اہل روزگار جانتے ہین۔ دین و دولت کے
صواب گویون کی تجویز سے ربیع الثانی ۱۰۳۱ھ کو سلطان خسرو کو ملک عدم کو روانہ کیا۔
جہانگیر نے شراب کے نشہ . . . کی بیخبری مین خسرو کو شاہجہان کو حوالہ کردیا تھا گفتگوی مردم
کرنے کیلئے دوسرے روز ارکان دولت اور اعیان حضرت نے تکبیر و درود پڑھ اسکی نعش
کمال تعظیم و نہایت تکریم سے اُٹھائی برہان پور سے لیجاکر عالم گنج مین اسکو مدفون کیا۔
اس مظلوم کی بیکسی و بیچارگی پر عورت مرد ایک درد کے ساتھ روتے تھے۔ اور اس سانحہ ناگزیر نے
مدتون تک دور و نزدیک کو رنج والم مین رکھا اور جب تک وہ شہر مین مدفون رہا شب جمعہ کو ایک
عالم اسکے مرقد کی زیارت کو جاتا۔ پھر یہان سے اسکی نعش الہ آباد مین منتقل ہوئی ہر منزل اور
بدستور شہر اسکی قبر نمودار کی گئی۔ برسون تک شب جمعہ کو اس موضع کے آدمی گرداگرد سے جمع ہوکر
رات کو اس خالی قبر پر گذارتے تھے۔ سلطان خسرو کے مارنے سے غرض یہ تھی کہ جہانگیر مسکرات
کے تناول سے بے پروا اور بیدماغ ہوگیا تھا اور مہام سلطنت کے سرانجام مین مطلقاً مصروف
نہین ہوتا تھا۔ مہمات ملکی و مالی کی بست و کشاد نورجہان کی رائے سے وابستہ تھین وہ اپنی
خاطر خواہ مہمات کا حل و عقد کرتی تھی۔ وہ اور اُس کے ساتھی دوربینی و عاقبت اندیشی
پر نظر نہین رکھتے تھے اور رشوت ستانی کی راہ کھلی ہوئی تھی زر کے وسیلہ سے سلطنت کی کارفرمائی
پر اور صاحب صوبگی پر نالائق عمال مامور ہوگئے تھے۔ جس سے انتظام ملکی مین خلل پڑا اور یہ
شاہجہان کی طبیعت کو نہایت گران تھا اور وہ بیگم کے تسلط کو سمجھتا تھا کہ اُس سے بڑے فساد
اُٹھینگے۔ بیگم شہریار کی پیش رفت کار مین ہمہ تن مصروف تھی اور چاہتی تھی کہ جسطرح ہوسکے
شہریار مرتبہ خلافت پر پہنچے۔ جہانگیر کے ضیق النفس کی شدت سے اسکی زندگی کی پایندگی پر
اعتماد نہ رہا تھا۔ پہلے اس سے کہ حضرت جہانگیر اس جہان سے تشریف لے جائین۔

خسرو کی وفات۔

سلطان خسرو کے مارنے کا سبب اور شاہجہان کی نیت۔

شاہجہان نے محض صلاح وقت کے سبب سے ناچار یہ قرار دیا کہ اوّل معاملات دین و دولت کے سرانجام کو اپنے اختیار مین لانا چاہیئے تاکہ رعیت و سپاہ کے حال پر توجہ کیجائے۔ حقیقت مین رعیت اُسکے برادرون کے عہد مین پامال ہو گئی تھی۔ جب وہ شایان گنج بے پایان سپاہی اور اپنے اختیار کو قبضہ اقتدار سے نکلنے نہ دیجیے اور برادرون کی گرد فتنہ دور کیجیے۔ اُس نے ارباب نفاق سے موافقت کی اپنے دور ہونے کے سبب سے جو فساد محتمل تھا اسکو دفع کیا۔ بعض ارباب نفاق کو زندانی کیا اور بعض کو آنجہانی بنایا اور اس قصد سے کہ پرویز و شہریار کی بنا کار ابھی پائدار نہین ہوئی اور انکے معاملہ کی رسائی نے استحکام نہین پایا ان دونو کے معدوم کرنے کے لئے سفر پر آمادہ ہوا اور معاملات رزم کے سرانجام مین مصروف ہوا اور محفل کنکاش کی آراستگی مین اور لشکر کے اجتماع مین مشغول ہوا اوّل خسرو کو آنجہانی بنایا اور پھر از سر نو دولتخانہ برہانپور کے در و دیوار کو جشن نوروزی سے آرائش دی اور بزم ظفر فیروزی کی پیرائش کی اور اس مین طلا و نقرہ کی ریزش کی۔

شاہجہان برہان پور سے دار الخلافہ کی طرف جانے کی تیاری اور اسباب جنگ کا تہیہ کر رہا تھا کہ زین العابدین خلف آصف خان جعفر جہانگیر کا فرمان اس مضمون کا شاہجہان پاس لایا کہ شاہ عباس دارائے ایران نے قندھار کا قلعہ لیلیا ہے ان دنون مین اس گرامی فرزند کے مساعی جمیلہ سے دنیاداران دکن سے سب ابواب مین خاطر جمع ہے اور اس قرۃ العین پر اس دولت کی ناموس کا پاس لازم ہے بالفعل صلاح دولت اس پر منحصر ہے کہ برہان پور سے مندو یا اجمیر مین آجاؤ اور شدت گرمی ہوا اور بارندگی کے موسم کو ان دو مقامون مین سے کسی مقام مین گذارو اور طلوع سہیل کے وقت کہ اس ملک مین سفر کا موسم ہی بہاری کو بیکون کو ہمراہ لیکر مقصد پر توجہ کرو۔ شاہجہان نے اس فرمان کے موافق شرف آفتاب کے روز برہانپور سے منڈو کی طرف کوچ کیا۔ اثنائے راہ مین افضل خان و حکیم عبد اللہ و قاضی عبد العزیز دکنی کہ نظام الملک نے بھیجے تھے مجموع پیشکش لیکر اور راجہ بکرماجیت جو عادل خان کی افواج کی تنبیہ و ربالاگھاٹ مین تھانے بٹھانے گیا تھا یہ اپنا پورا مقصد حاصل کر کے اور راجہ بھیم چار لاکھ روپیہ نقد و سو ہاتھی زمیندار گوندوانہ سے اور ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ نقد اور

روانہ ہونا جہانگیر کا بقصد یاد داشت شاہجہان دربارۂ عزم قندھار۔

پچاس ہاتھی جاتنہ سے لیکر شاہجہان کی خدمت مین آئے اور منڈو مین شاہجہان نے پہنچکر زین العابدین کو فرمان کا جواب دیکر رخصت کیا اس جواب کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ مین ہمیشہ حضور کے احکام کی اطاعت کرتا ہون فرمان اشرف میری پاس روز شرف مین آیا۔ مین منڈو کی طرف روانہ ہوا اور ۱۲ اُردی بہشت سنہ ۱۸ جلوس قلعہ مذکور مین داخل ہوا چونکہ لشکر نے ابھی مہم دکن سے انفراغ پایا ہے اور موسم برسات مین مین مالوہ سے عبور کرنا مشکل ہے۔ حسب الامر صلاح وقت منڈو کی اقامت مین دیکھ کر یہان توقف کیا جب برسات کا موسم ختم ہوگا تو اس سمت کو روانہ ہونگا۔ مہم قندھار کا انصرام اس کشور کی طرح نہین ہو سکتا۔ ملتان سے قندھار تک تین سو کروہ کا قریب فاصلہ ہے اور اس سرزمین کی منزلون مین جب اہل کاروان کے لئے غلہ میسر نہین ہوتا تو اس لشکر کلان کے لئے کب میسر ہوگا جو شاہ عباس جیسے بادشاہ سے لڑکر غلبہ پائے یہہ بادشاہ سپاہی منش و مصاف دیدہ ہے بلکہ روم اور ازبک کے روبرو ہوکر غالب آچکا ہے۔ ناچار تدارک کا اہتمام تمام جیسا کہ باید و شاید کرنا چاہیئے الحال مصلحت یہ ہے کہ صوبہ پنجاب و ملتان و کابل کہ قندھار کی سمت واقع ہین۔ مجھ رضا جو کی جاگیر مین مقرر ہون تاکہ اس یورش کے لیئے غلون کا سامان اور تمام ضروریات بہ آسانی ہو سکین اور خزانہ بر زر بہت سا سرانجام کرنا چاہیئے کہ وہ اس قسم کے لشکر کو وفا کرے اگر اس سبب سے کہ لشکر کو سردار سے بیم و امید بدرجہ کمال ہونی چاہیئے تاکہ افزائش و کمی مناصب و مراتب تنخواہ و تغیر جاگیر کو تمامیان لشکر کا سررشتہ میرے اختیار مین دیا جائے یہ امر صلاح دولت سے اقرب اور بمقتضاء وقت انسب ہے تاکہ مہم رونق کی ساتھ دلخواہ سرانجام پائے۔

**نورجہان کا جہانگیر اور شاہجہان مین بگاڑ کرانا۔**

جب مضمون عرضداشت جہانگیر پر واضح ہوا تو نورجہان بیگم اسپر مطلع ہوئی ان ملتمسات مین سے ہر ایک کو نامناسب موقعون مین بادشاہ سے عرض کیا اور ان امور کو ایسا بگاڑا کہ بادشاہ کا مزاج شاہجہان سے بگڑ گیا اور قندھار کی مہم شہریار کے سپرد کی

اور حصار و میان دواب اور اسکے حدود کی جاگیر شاہجہان سے لیکر شہریار کی تنخواہ مین مقرر کی اور شدید سزاول دکن کے لشکر لانے کے لئے مقرر کیئے اور حکم فرمایا کہ صوبہ مالوہ واحمدآباد و دکن شاہجہان کی جاگیر مین تنخواہ مقرر ہوئی ہی وہ ان مین سے جہان چاہے اپنا محل اقامت مقرر کرے اور حضور مین آنے کا ارادہ نہ کرے اور لشکر دکن جو اس کے ہمراہ ہی اسکو بہت جلد حضور مین روانہ کرے اور بعد ازین اپنا ضبط احوال کر کے فرمودہ سے باہر نہ جاے۔

شاہجہان اور جہانگیر کے درمیان محاربہ کی نوبت کا پہنچنا۔

نورجہان بیگم رات دن اسی ادھیڑبن مین رہتی تھی کہ کسی طرح سلطان شہریار کو سلطنت حاصل ہو وہ جہانگیر کو بسبب اسکے امراض کے امتداد و اشتداد کے چراغ سحری جانتی تھی وہ سمجھتی تھی کہ اگر شاہ جہان بادشاہ ہوا تو میرا سارا اختیار اور اقتدار جاتا رہیگا اور اگر جسے اسکی وہ بیٹی بیاہی ہوئی تھی جو شیر افگن خان سے پیدا ہوئی تھی بادشاہ ہوگا تو میرا اعتبار زیادہ ہوگا اور میرا اقتدار اور تسلط بڑھ جائیگا اس خیال مین اس نے سب طرف سے آنکھین بند کر کے شاہجہان کی بیخکنی پر متوجہ ہوئی روز بروز بادشاہ کو اسکی طرف سے بھڑکاتی رہی۔ مہم قندھار شہریار کے نامزد ہوئی۔ اعتمادالدولہ کی دولت اس پاس تھی اس سے اس مہم کے خرچ کی وہ خود متکفل ہوئی اور مرزا رستم صفوی کو جو مدتون تک قندھار اور اسکے توابع مین حکومت کر چکا تھا اور اس ملک کی ماہیت سے خوب واقف تھا شہریار کا اتالیق مقرر کیا۔ بادشاہ سے بغرضانہ تقریر دلپذیر کر کے شاہجہان کے گماشتون کے پاس جو جاگیرین تھین انکو متغیر کر کے شہریار کی تنخواہ مین مقرر کرایا۔ اور اس باب مین دو دولتخواہون کی گفتگو کو بند کرایا اور یہانتک نوبت پہنچائی کہ شاہجہان کو وکیل میر عبداللہ کی آمد و رفت دربار مین بند کر دی اور اسکو شاہجہان پاس جانے کی اجازت دیدی غرض آئینہ دل پہ غبار کلفت و گرد وحشت ایسی او ٹھادی کہ کسی طرح الفت و موانست و صلح و صفا کی راہ نہ رہی اور تمام صوبہ دارون اور سرحدارون کو شاہجہان کے پاس سے طلب کیا شاہجہان کو ان مقدمات کی خبر سے خاطر

مکدر ہوئی تو اُسنے افضل خان کو برسم یلغار دربار مین بھیجا اُسنے حقیقت معاملہ کے دقائق کو لباس مُلائم اور مناسب وقت مین پادشاہ سے عرض کیا کہ شاہجہان نے کسی وقت بے دبی نہین کی جب خدمت کا ارشاد ہوا اسکو بجالا یا اور اِس وقت مین اُسنے نمایان فتوح حاصل کین اور خدمات شائستہ بجالایا تعجب ہی کہ اُسنے ذراسی تقصیر نہ کی ہو اور حضور کو اُس سے اسقدر سرگرانی ہو اور اُس رضا جو کی جاگیر مین یہ تغیر ہو سکے اس عرض سے صلا نفع نہ ہوا ناچار رخصت ہو کر شاہجہان پاس آیا اور حقیقت معاملہ کو عرض کیا۔ اسنے شاہجہان نے جانا کہ اب نامہ وپیغام سے کارسازی نہین ہو سکتی خود باپ کی خدمت مین جانا چاہیئے اور حقیقت معاملہ کو خاطرنشانی و ممکن کرنا چاہیئے وہ حزم و احتیاط کے ساتھ افواج لیکر کوچ در کوچ دربار کی طرف متوجہ ہوا جہانگیر اس خبر کو سُنکر نہایت متغیر و متاثر ہوا اور لشکر کو مقابلہ کے قصد سے تیار ہونے کا حکم دیا اور لاہور سے جلد روانہ ہوا اور جب دہلی مین آیا تو مہابت خان کی صوابدید پر ترتیب افواج ہوئی او عبداللہ خان ہراول سپاہ مقرر ہوا اور آزمودہ کار سپاہ اسکے سپرد ہوئی اور اخبار رسانی اور راہون کا انتظام اسکے حوالہ ہوا۔ پادشاہ کو یہ خبر نہ تھی کہ وہ شاہجہان کا ہمدست وہمداستان ہو کر جھوٹی سچی خبرین لکھ کر پادشاہ کے پاس بھیجتا ہے جب پادشاہ کے درست اخلاص بلازم اسکے نفاق کا پادشاہ سے عرض کرتے تو وہ اُس سے ناراض نہ ہوتا بعض دولتخواہون نے خلوت مین کنایہ وصریح اسکے نفاق کی حقیقت کو معروض کیا تو پادشاہ نے اُس پر توقع سے زیادہ عنایت و مہربانی کی اور ہر باب مین اسکی دلجوئی کی۔ شاہجہان آدمیون کی کثرت کے سبب سے دریا کے کنارہ پر سفر کرتا تھا تو پادشاہ نے بھی دریا کے کنارہ پر افواج ہراول وجرانغار و برانغار والتمش وطرح چنداول کو ترتیب دیا اور شاہجہان نے راجہ بکرماجیت و داراب خان خلف خانخانان و راجہ عظیم و رستم خان بیرم بیگ کو ایک ایک فوج دیکر پانچ فرق سپاہ کے بنائے اور بظاہر کل سپاہ کا سپہ سالار

داراب خان کو بنایا۔ نہم جمادالثانیہ ۱۰۳۲ھ کو بلوچ پور و قبول پور کے مابین طرفین کی فوجین
جابجا توزک و ترتیب سے جنگ کے انتظار مین کھڑی ہوئین دونون طرف کی توپخانون
نے ہنگامۂ رزم کو گرم کیا۔ جنگ کے نقارون نے آوازہ بلند کیا۔ بادشاہ نے عبداللہ خان
کو ترکش خاصہ عنایت کیا کہ وہ جانفشانی جو اس مقام کے لئے لازم ہے بجالائے مگر
اس خان ناحق شناس نے قطعاً بادشاہ کی عواطف و مراحم پر نظر نہ کی عین وقت پر وہ
شاہجہان سے اپنی سپاہ سمیت ملگیا جس سے شاہجہان کے لشکر کو چیرہ دستی و فرط
دلیری و جرأت ہوئی۔ لشکر جہانگیری چاہتا تھا کہ ہزیمت کو غنیمت سمجھے کہ ناگاہ راجہ
بکرماجیت کے گولہ لگا اور وہ مرگیا داراب خان باوجود دستگاہ و کثرت لشکر
و ساز محاربہ کے خانخانان کے اشارہ سے لڑائی مین مصروف نہ ہوا اور میدان جنگ سے
عنان کھینچی۔ شاہجہان نے مصلحت وقت یہ جانا کہ وہ خانخانان سمیت برہانپور کی
طرف چلا لشکر شاہی نے بسرداری سلطان پرویز و اتالیقی مہابت خان تعاقب
کیا۔ پانچوین شہریور سنہ ۱۸ جلوس کو شاہجہان منڈو مین آیا اور ۲۰ کو بیس ہزار سوار اور
تین سو جنگی ہاتھی و توپخانہ عظیم لے کر سلطان پرویز و مہابت خان سے جو تعاقب مین
چلے آتے تھے لڑنے کا ارادہ کیا داراب خان و عظیم بیگ و بیرم بیگ و رکار آمد امرا
کو اپنے سے پہلے روانہ کیا اور خود خانخانان سمیت عقب سے عرصۂ جنگ مین قدم
رکھا مہابت خان تازہ چارہ گری کرتا کہ فریب افسون سے دلہاے رمیدہ کو صید کرتا
اور اس طرف کے امرا کو نامہ و پیغام بھیجتا اور اپنی تملق و چاپلوسی کا اظہار کرتا یہ
امرا بھی رشتہ عقد و عہد و پیمان کو سخت قسمون سے واثق کرتے اور وقت کا موقع
منتظر رہتے ایک دن میدان جنگ گرم تھا کہ اوّل برق انداز خان اور پھر رستم خان
و محمد مراد بدخشی اور امرا جو شاہجہان کی عنایت سے جاہ و منصب سے سرافراز
ہوئے۔ سلطان پرویز کے لشکر سے جا ملے۔ شاہجہان یہ حال دیکھ کر اپنے
امرا سے بے اعتماد ہوگیا۔ سب کو بلا کر آب نربدہ سے عبور کیا۔ اسوقت لکن

امرائے نے بیوفائی کی اور لشکر بادشاہی سے جا ملے۔ شاہجہان تمام کشتیون کو اس طرف
لے گیا اور گھاٹون کو بقدر امکان استحکام دیا اور بیرم بیگ بخشی کو معتمد نوکرون اور
دکنیون اور توپخانون کو دیکر دریا پر متعین کیا کہ کسی متنفس کو اُترنے نہ دے۔ اس وقت محمد تقی
خانخانان کے قاصد کو اس نوشتہ کے ساتھ جسپر اسکے دستخط تھے پکڑکر شاہجہان پاس لایا جسکے
عنوان پر یہ بیت مرقوم تھی ؎ صد کس بنظر نگاہ میدارندم + ورنہ بپریدمے ز بے آرامی۔
شاہجہان نے خان مذکور کو مع فرزندون کے گھر سے طلب کرکے اس نوشتہ کو دکھلایا اگرچہ
عذر و انکار بہت کئے اور اس مقدمہ سے اپنے تئین ناآشنا بتلایا مگر کوئی جواب ایسا
جس سے شاہجہان کی تسلی ہوتی نہ دے سکا اسکو و داراب خان اور فرزندون کے ساتھ
دولتخانہ کے قریب نظربند کیا۔ سو آدمی اسکی حراست کے لئے مقرر ہوئے جس سے خانخانان نے دیکھ لیا
کہ جو فال مین نے اپنے مونھ سے نکالی تھی پوری ہوئی۔ زاہد خان نے بھی ایک مکتوب مہابتخان کو
لکھا تھا اُسکا جواب پکڑا گیا اور وہ مع پسر قید ہوا اور اُسکا خان و مان تاراج۔
جب شاہجہان قلعہ آسیر کے نزدیک آیا جو استحکام و متانت و ارتفاع و سامان توپ و تفنگ و
جاری چشمون مین بے نظیر ہے اور اسکے برآمد کی راہ ایسی تنگ و تاریک ہے کہ ایک بڑھیا رستم کو
روک سکتی ہے۔ اپنے ملازم شریف کے ہاتھ منشور جو ترہیب و تخویف و امید پر مشتمل تھا میر
حسام الدین ولد میر جمال الدین حسین انجو قلعہ دار کے نام بھیجا اور تاکید کی کہ اگر منشور کے استقبال
کے لئے وہ آئے تو پھر اسکو اوپر نہ جانے دینا۔ میر نے شریف کو قلعہ بے مبالغہ و مضائقہ سپرد
کیا اور خود شاہجہان پاس آکر منصب چار ہزاری ذات و سوار کا اور علم و نقارہ کا و
خطاب مرتضی خان کا پایا۔ دوسرے روز شاہجہان مع خانخانان و داراب خان اور
اسکی تمام اولاد کے قلعہ کے نیچے آیا اور عورات اور فضول اسباب کو یہان قلعہ مین چھوڑا
اور تین روز تک آذوقہ و مصالح و قلعہ داری مین مشغول رہا اور گنور گوپال کو اسکی نگہبانی
سپرد کی۔ قلعہ کے اوپر محض اسی سبب سے گیا کہ خانخانان اور اسکے فرزندون کو یہان
محبوس کرے پھر برہانپور مین آیا اور راو رتن ہاڈہ کو درمیان مین ڈالکر صلح کے

باب مین رسل و رسائل شروع کیئے - مہابت خان نے جواب مین لکھا کہ حرف صلح بغیر خانخانان مشکل ہی جب تک وہ نہین آئیگا معاملہ صلح اورون کی معرفت درست نہین ہوگا -
شاہجہان نے خانخانان کو اپنے محل مین طلب کیا - حد سے زیادہ دلجوئی کی اور مبالغے سے ظاہر کیا کہ اس وقت میرا کوئی معین و مددگار عنایت الٰہی کے سوا نہین ہی مجھی تجھ سے معاونت و ہمراہی کی توقع بہت ہی - اگر مقتضائی جوانمردی و اصالت کے میری دولت کے ناموس و عزت کا حفظ اپنے ذمہ لو تو معاملہ حالت اصلی پر آئیگا اور مین سالہاے دراز تک ارشاد و تنخواہی و اخلاص کا ممنون رہونگا بعد اسکے عہد و پیمان قرآن شریف پر قسم کھا کر ہوئے اور اسکو آب نربدہ پہ صلح کے لئیے روانہ کیا اور یہ مقرر کیا کہ دریا کے وار صلح و دوستی کے باب مین نامہ و پیغام ہونا - اتفاقاً خانخانان کے پہنچنے سے پہلے ایک رات کو لشکر شاہی کی ایک جماعت شاہجہان کے آدمیون کو غافل پاکر ایک مشہور گھاٹ سے دریا پار آگئی اور اسکے بعد اور لشکر بھی اُتر آیا - برام بیگ نے یہ حال دیکھ کر خویشتن داری سے ہاتھ اوٹھایا اور گھاٹون کی نگھبانی چھوڑ کر برہان پور کی طرف چلا آیا - خانخانان نیرنگی اقبال سے متحیر ہوا اور اپنے کام مین عاجز رہا اور سلطان پرویز کے نوشتے و عدہ وعید و دلاسا و استمالت و دلجوئی کے چرب زبان پیغام گذارلائے تو وہ مہابت خان کی معرفت سلطان پرویز پاس چلا گیا - جب شاہجہان نے دیکھا کہ لشکر جہانگیری دریا سے پار آیا اور برام بیگ دریا کو چھوڑ کر بھاگ آیا اور خانخانان پرویز سے جا ملا تو قتال و جدال سے ہاتھ اُٹھایا - اور سب کی وفا سے دل بر داشتہ ہوا اور یہ قرار دیا کہ اطراف ممالک محروسہ مین و ولایت غنیم مین جا کر چندے گذران کرون - وہ دکن کا عازم ہوا - ۱۰ ذیقعدہ ۱۰۳۲ھ کو آب تپتی سے عبور کر کے دکن کی جانب چلا اس ہرج و مرج مین بہت سے بندہاے شاہی و پادشاہی نے کام ناکام جدائی اختیار کی اور اسکی ہمراہی سے باز رہی - جادون رائے و اودا رجے رام کا وطن اس طرف تھا انہون نے چند منزل ہمراہی کی اور پھر ایک منزل کے فاصلہ

خانخانان کا صلح کی غرض سے جانا اور سلطان پرویز کے پاس رہ جانا -

شاہجہان کا دکن کی راہ سے بنگالہ جانا -

**مرزا محمد کا قتل ہونا اور اوسکے باپ افضل خان کا سلطان پرویز سے ملنا -**

چلنے لگے اور اسباب و دواب جو اس اضطراب مین آدمیون کا رہ جاتا تھا اسکے والا کی تبتی تھی - شاہجہان یقینی جانتا تھا کہ دکنی میری ہمراہی نہین کرینگے اور کارکے وقت اور ون کو بھی گمراہ کرینگے اور حرکت ناپسندیدہ درمیان مین لائینگے اسلئے انکو رخصت کیا اور فیلان گرانبار کو احمال و اثقال کے ساتھ قلعہ ماہور مین اودا جی رام کو سپرد کیا اور خود آگے روانہ ہوا اور قلعہ ماہور کی راہ سے سرحد تلنگانہ مین کہ داخل ملک نظام الملک ہے آیا - اور یہان سے اڈیسہ کی طرف روانہ ہوا - نورجہان بیگم نے یہ خبر سنکر ابراہیم خان کو جو اسکا خالو تھا اور بنگالہ کا صاحب صوبہ بالاستقلال تھا لکھا کہ جس طرح سے ہوسکے - ایسی کوشش کرو کہ شاہجہان کا کوئی کام نہ بن سکے اس لئے اُسنے اپنی برادرزادہ احمد بیگ کو جو کٹک کا حاکم تھا لکھا کہ اپنے مقدور سے زیادہ یہ کوشش کرو کہ شاہجہان کے لشکر کو روکو اور اگر نوبت جنگ کی آئے تو بے پروا پروانہ کی طرح آتش جنگ مین پڑو - شاہجہان جب مچھلی پٹن آیا تو راہ مین مرزا محمد پسر افضل خان مع والدہ و عیال کے بھاگ گیا - شاہجہان نے سید جعفر و خان قلی کو اسکے پیچھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر زندہ ہاتھ لگے تو پکڑ لاؤ اور نہین اسکا سر لاؤ - ان دونو سے خوب لڑا اور خان قلی کو مارا اور سید جعفر کو زخمی کیا اور جو مقتول ہوگیا اُسکا سر کٹکر شاہجہان پاس آیا - برہان پور کے پاس ہی شاہجہان نے لعل و بازوبند عادل خان کے لیئے اور فیل و شمشیر مرصع عنبر کے لیئے افضل خان کے ہاتھ بھیجے تھے افضل خان بیجاپور مین تھا کہ اسنے اپنے بیٹے کا یہ حال تباہ سُنا تو اس نے بیجاپور مین رہنے کا ارادہ کیا - جہانگیر کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اُس نے افضل خان کو استمالت کر کے سلطان پرویز پاس بُلا لیا —

**سلطان محمد قطب الملک کی خاطرداری شاہجہان کی -**

شاہجہان نے مچھلی پٹن مین توقف کیا تو سلطان محمد قطب الملک نے یہ حسن خدمت کی کہ ضیافت و مہمانداری کے لوازم کو بجا لایا اور ایک معتمد کے ہاتھ پیشکش مین نقد و جنس بھیجے اور وفا و وفاق کا اظہار مریدانہ کیا اور اپنے گماشتون کو لکھا کہ سب جگہ شاہجہان کی خدمتگاری اور جان سپاری مین حتی الوسع کوشش کرین - یہان شاہجہان

ساحل دریاے شور کے راہ سے دشوار جنگلون کو طے کرتا ہوا کٹک کے باہر پہنچا جو نشیمن حکام تھا یہان سے جس وقت صوبہ بنگالہ کی طرف کوچ کیا تو احمد بیگ حاکم کٹک نے اُسکے لشکر کا رستہ روکا۔ ستیز و آویز کے بعد اس نے شکست عظیم پائی اور بیچارا ولے پا ہوا اور بھاگ گیا ابراہیم خان حاکم بنگالہ پاس گیا اسلئے ولایت بے حاکم ہوئی تو اس سرزمین مین زمیندار اور اجنبی غنیم بہت سے آگئے جو ایسے دن کا انتظار عمر بھر سے کیا کرتے ہین۔

راجاؤن نے یہ ملک شاہجہان کے اہل کارون کے سپرد برابر کئے ابراہیم خان یہ خبر پاکر جہانگیر نگر معروف ڈھاکہ سے بے توقف آلات پیکار و اسباب کارزار اور لشکر بہت سا اور بہت مست ہاتھی لیکر چلا اور اکبر نگر مین جسکو پہلے راج محل کہتے تھے آیا اور اپنے بیٹے کے حصار مقبرہ مین لشکرگاہ بنایا جو اکبر نگر سے ایک کوس پر تھا اور احمال و اثقال سپاہ کو اس حصن استوار کی چار دیواری مین چھوڑا اور پھر آب گنگ سے عبور کر کے اس طرف گنگا کے اپنا خیمہ لگایا۔ شاہجہان کو معلوم ہوا کہ ابراہیم خان برسر پرخاش ہے تو شاہجہان نے اسکو فرمان بھیجا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ ان ایام مین تقدیر ربانی اور سرنوشت آسمانی سے وہ باتین ظہور مین آئین جو میری حال کے لائق نہین تھین اور گردش روزگار سے لشکر اسلام اس سمت مین آیا میری نظر ہمت مین اس ملک کی وسعت ایک نگاہ کی جولانگاہ سے زیادہ نہین ہے اور میرا مطلب اس سے زیادہ تر اعلےٰ ہے۔ چونکہ یہ سرزمین پیش پاافتادہ ہے وہ سرسری نہین چھوڑی جا سکتی اگر تیرا ارادہ درگاہ والا مین جانے کا ہو تو اسکے حال و مال و ناموس مین تصرف کرنے مین دست کوتاہ ہے مین خوشی سے کہتا ہون کہ وہ بفراغ خاطر روانہ درگاہ والا ہو اور اگر یہان توقف کی صلاح ہو تو اس ملک مین جسجگہ کو چاہے پسند کر کے آسودہ و مرفہ الحال زندگانی بسر کرے ابراہیم خان نے جواب مین معروض کیا کہ بندگان حضرت نے یہ ملک اس بوڑھے غلام کو سپرد کیا ہے سر من و این ملک۔ جب تک جان مین جان ہے کوشش کرونگا۔ عمر گذشتہ کی خوبیان معلوم باقی عمر مجہول الکمیت ہے اسسے زیادہ کوئی آرزو و ارمان میری دل مین نہین ہے

کہ اپنے ولینعمت کے حقوق تربیت کو ادا کرون اس سے شاہجہان کو معلوم ہوا کہ خانجہان کا ارادہ جنگ کا ہے تو سوار و پیادہ کا ایک گروہ بسرداری داراب خان پسر خانخانان مقبرہ کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا سید مظفر و سید جعفر و خواجہ قاسم مخاطب صفدر خان کو ہمراہ کیا۔ انہون نے جا کر مقبرہ کا احاطہ کیا اور نقبین لگا کے حصار کی دیوار کو گرا دیا اور یورش کی اندر کے آدمیون نے مدافعہ و مقابلہ مین کوشش کی طرفین کے بہت سے آدمی قتل ہوئے اور نامی سردار مارے گئے تو دیوار بست پر قبضہ ہوا پھر شاہجہان نے فوج بسرداری عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کو ابراہیم خان کی فوج سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ ابراہیم خان نے ساری کشتیان اپنی طرف دریا پار کھینچ لین تھین اور دریا سے لشکر کا عبور ہونا بغیر کشتیون کے دشوار تھا اس لشکر کو چار منزل پر جا کر کشتیان ملین اور دریا خان پچاس سوارون کو لیکر پار اترا۔ کل تین سو جوان اسکے ساتھ گئے تھے۔ اتفاقاً اُسی وقت اسکی خبر ابراہیم خان کو ہوئی وہ باد و سحاب کی طرح آکے اس کنارہ پر آیا اور اپنے نوارہ سے راہ بند کی اور کشتیون کو ڈبو دیا اور احمد بیگ اپنے خویش کو دریا خان کے روکنے کے لئے متعین کیا مگر اسکو دریا خان نے شکست دی پھر ابراہیم خان نے آکر دریا خان کو گھیرا اور نوارہ نے کہ ایک دریائے آتش تھا اسکا احاطہ کیا۔ اس حال مین عبداللہ خان فیروز جنگ۔ بھاگل پور مین کشتیون مین بیٹھ کر دریا کے پار دریا خان کی کمک کو آن پہنچا۔ غرض دونون لشکرون مین سخت لڑائی ہوئی۔ پانی کی طرح بے قدر خون ایک نے دوسرے کا خاک پر گرایا۔ ابراہیم خان مارا گیا اور بادشاہی لشکر کو شکست ہوئی اور شاہجہانی سپاہ کو فتح ہوئی۔ اُس نے مخالف کے سردارون کے سرون کو نیزہ پر بلند کیا اور ملک کے انتظام کے لئے شاہجہان ڈھاکہ مین گیا اور داراب خان سے حلف لیکر بنگالہ کا صاحب صوبہ بنایا اور اسکی زن و دختر کو مع ایک پسر شاہنواز کے ساتھ لیا۔ اور الہ آباد کی طرف متوجہ ہوا اور آخر اردی بہشت مین پٹنہ مین داخل ہوا۔ جو سلطان پرویز کی جاگیر مین تھا اور وہان سے جونپور اور الہ آباد کے قصد سے

فوج کیا اس صوبہ کے اکثر زمینداروں اور جاگیرداروں نے آنکر ملازمت کی قلعہ رہتاس کو
سید مبارک قلعہ دار نے خوشی سے شاہ جہان کو حوالہ کیا اور خود اسکا ملازم ہوگیا۔
شاہجہان نے اپنے اہل محل کو اس حصن حصین مین چھوڑا اور خود جونپور مین آیا تو یہان
اسکو مخبرون نے خبر دی کہ ایک فوج جرار بسر کردگی سلطان پرویز بہ اتالیقی مہابتخان
اس جانب کے لئے نامزد ہوئی ہے۔ سلطان پرویز کے نام یہ حکم آیا ہے کہ خانخانان
کی جانب سے خاطر جمع نہین ہے اور داراب خان شاہ جہان کے پاس ہے چاہئے کہ
خانخانان کو دولت خانہ کے پاس مختصر خیمہ مین نظربند کرو اور خانان بیگم زوجہ شاہزادہ
دانیال کو کہ اپنے باپ کی شاگرد رشید ہے اسکے ساتھ رکھو اور معتمد آدمی اس کی
پاسبانی کے لئے مقرر کرو۔ پرویز اور مہابت خان نے خانخانان کے ایک عمدہ
غلام فہیم نام کو بھی مقید کرنا چاہا۔ مگر یہ مرد مردانہ اور کار آگہی اور سپاہگری مین یگانہ
تھا اسکی غیرت بھلا کب قید کی بے عزتی کو گوارا کرتی وہ اپنے بیٹے اور چودہ نوکرون
کو لیکر بادشاہ کے آدمیون سے لڑا اور کارنامہ رستمانہ دکھاکر عزت پر جان فدا
کی اور اپنی یادگار یہ چھوڑی۔ شاہجہان والد والاجناب کی رعایت آداب کے سبب سے
اس فواج سے کہ دربار سے اس کے لئے متعین ہوئی تھی مقابلہ کرنا مکروہ جانتا تھا اس لئے
اُس نے بیہودے سپاہیون اور سوارون کو رخصت کیا اور اکثر آدمیون کو آگے بھیجا۔
اور خود جمع قلیل کے ساتھ پیچھے رہا۔ اس اثنا مین افواج شاہی نے دریا سے عبور کیا
اور اطراف و جوانب مین پھیل کر محاصرہ کیا۔ بنگالہ کے تمام زمیندار مع توپ و تفنگ کے
فرار ہوئے تھے شاہجہان کے لشکر کے بہادر خاص کر راجہ بھیم معرکہ مصاف کے خالی
چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے اور رزم کا ارادہ مصمم کیا۔ دونو طرف سے تیر و تفنگ کے
پیغام آنے جانے لگے بہت دیر تک مقابلہ و مجادلہ ہوتا رہا۔ فرط تہور سے عرصۂ مصاف کے
خانہ مات کو دارالبقا، حیات جان کر راجہ بھیم اپنے چند راجپوتون کے ساتھ بادشاہی
لشکر کو چیرتا پھاڑتا مارتا دھاڑتا سلطان پرویز کے سامنے پہنچ گیا اور ستائیس زخم

خانخانان کا قید ہونا اور فہیم کا مارا جانا -

کھاکر جان دیدی - اس حال مین شاہجہان کے لشکر کا انتظام بگڑ گیا اور ہاتھیون و علم و توغ و فتور جیون کے سوا کوئی گرد و پیش اسکے نہ رہا اور افواج شاہی اسکو مرکز بناکر محیط ہوئی اور اسکے گھوڑے کو تیر کے زخم سے گرادیا شاہجہان نے پیادہ ہوکر لشکر بادشاہی سے لڑنے کا ارادہ کیا کہ اس اثنا رمین عبداللہ خان نے اپنا گھوڑا پیش کیا اور اُس پر سوار کیا اور اسکو الٹا لے آیا اول وہ قلعہ رہتاس مین آیا سید مظفر بارہ کو رضا بہادر کے ساتھ شاہزادہ مراد کی خدمت مین قلعہ کی نگہبانی کے لئے چھوڑا اور شاہزادون کو ہمراہ لیکر اُسی راہ اڑیسہ سے جس سے وہ آیا تھا دکن کی معاودت کا قصد کیا اور داراب خان کو لکھا کہ وہ گڈھی مین آنکر ملجاے اُس نے لکھا کہ مجھے اس صوبہ کے زمیندارون نے ایسا گھیر رکھا ہی کہ مین حضور تک نہین پہنچ سکتا - یہ اسکی بیروشی و ناہنجاری شاہجہان کو ناگوار ہوئی اُسلئے اسکے جوان بیٹے کو عبداللہ خان کے حوالہ کیا اُسنے فوراً قتل کرڈالا - کوچ بکوچ چلکر برہان پور کے باہر آیا اور لعل باغ مین فروکش ہوا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور اس صوبہ کے تمام پرگنات اپنی نوکرون کو جنھون نے رنج و تعب اُٹھائے تھے جاگیر مین تنخواہ کردئے - اور باقی محال مین کروری مقرر کئے ان لوگون نے جاکر تمام اعمال مین استقلال کے ساتھ تصرف کیا - راؤ رتن مخاطب سربلند راے نے قلعہ داری کا سرانجام کیا - کچھ دنون مدافعہ و مقابلہ کیا اور پانچ چھ مہینے تک اندر اور باہر سے توپ و تفنگ چلتی رہے - ایک دن محمد تقی نے بہادری کی کہ قلعہ کے دولت خانہ تک پہنچ کر اسپر قبضہ کیا - عبداللہ خان وغیرہ جو محاصرہ مین مصروف تھے انھون نے اس خبر کو سنکر نفاق کے سبب سے نہ اسکی مدد کی نہ اس مقدمہ کو شاہجہان سے عرض کیا اور خود عنان موڑی - اندر اور باہر کے دلاورون مین جنگ عظیم ہوئی اور مغلون اور راجپوتون نے ایک دوسرے کا خون خاک پر خوب بہایا - اس حالت مین محمد تقی ہمراہیون کی قلت کے سبب سے اور اہل لشکر کی بیخبری و بے مددی کی وجہ سے عاجز ہوا اور تین سو پیادون کے ساتھ قلعہ دولت خانہ مین آیا اور لاعلاج ہوکر ہمراہیون کے ساتھ گرفتار ہوگیا اس عرصہ مین شاہجہان علیل ہوگیا - اور

سنگم نیر مین چلا آیا اس اثنا ر مین ہوا خواہون کی عرضداشت شاہجہان پاس آئی کہ بنگالہ سے حضور کی بغاوت کے بعد مہابت خان کی تنخواہ مین اس مملکت کی جاگیر ہوئی ہے اور مہابت خان کو حکم ہوا کہ داراب خان کو فوراً قتل کر کے اسکا سر ہمارے پاس بھیجدے۔ مہابت خان کے اشارہ سے مقربیا خان کے ایک نوکر نے داراب خان کو مار ڈالا۔ اور اسکا سر بادشاہ پاس بھیجدیا۔

آخر کار شاہ جہان نے باپ سے عفو تقصیر چاہی اسپر جہانگیر نے اسکو لکھا کہ اگر رہتاس اور آسیر کا قلعہ حوالہ کرو اور سلطان داراشکوہ اور سلطان اورنگ زیب کو میرے پاس بھیجدو تو تمہاری تقصیر معاف ہو جائیگی۔ شاہجہان نے دونو قلعہ بادشاہی آدمیون کے حوالہ کئے اور اپنے دونو بیٹون کو سوم جمادالثانی ۱۰۳۵ھ کو دو لاکھ روپیہ کی پیشکش دے کر جہانگیر پاس روانہ کیا اور خود ناسک مین چلا آیا۔ یہان کی ہوا ناموافق ہوئی۔ دکھنی خصوصاً حبشی جو پہلے جان سپاری اور کمال پرستاری و خدمتگذاری کے مدعی ہوئے تھے اب بیہوشی اور بدسلوکی کرنے لگے۔ اسواسطے شاہجہان نے ٹھٹہ جانے کا قصد کیا اور ۲۰ رمضان ۱۰۳۵ھ کو ناسک سے اس طرف کوچ کیا۔ اجمیر و ناگور و جیسلمیر ہوتا ہوا غرہ شہر یور سنہ ۱۹ جلوس کو امرکوٹ مین آیا اور ۲۴ مہر کو ٹھٹہ مین پہنچا یہان سلطان پرویز کی طرف سے شریف الملک حاکم تھا وہ پانچ ہزار سوار اور بہت پیادے اور زمیندار . . . . جمع کر کے لڑنے کو آیا۔ شاہ جہان پاس تین چار سو آدمی تھے اُن سے محمد شریف نے شکست پائی اور قلعہ مین پناہ لی اور اسکو برج و بارہ توپ و تفنگ وغیرہ مصالح قلعہ داری سے استحکام دینے مین مشغول ہوا۔ باوجودیکہ شاہجہان نے اپنے آدمیون کو قلعہ پر حملہ کرنے کے لئے منع کیا۔ مگر اُنہون نے قلعہ کو جا گھیرا۔ قلعہ کے گرد میدان مسطح بیدرخت و بے پناہ تھا اور اسکے گرد ایک خندق عریض و عمیق پانی سے بھری ہوئی تھی۔ اسلئے آگے جانا اور اُلٹا آنا مشکل تھا۔ ناچار میدان مین تیراندازی کی اور کئی سردار مارے گئے اس حال مین شاہ جہان کو سخت

کو فت ہوئی اور سلطان پرویز کی وفات کی بھی خبر ہوئی اسلیئے مراجعت کا ارادہ ہوا
اس راہ کی مسافت کو جو االہ گروہ پادشاہی ہے ۷۰ کوچون اور پچاس مقامون مین
یعنی چار مہینے مین طے کیا اور یہان ۲۲ روز قیام کیا اور پھر دکن کو مراجعت کی اور ۱۰ ار
صفر ۱۰۳۵ھ کو گجرات کی طرف سے سفر کیا۔ ٹھٹھہ اور ناسک کے درمیان مسافت ۲۰۰ کروہ
ہے ۔ اسکو ۴۸ کوچ اور دو مقام مین قطع کیا اور آذر ۱۲ سنہ جلوس مین وہ ناسک مین
آگیا۔ ان دنون مین سید مظفر و رضا بہادر مخاطب خدمت پرست خان شاہزادہ مراد بخش
کو لیکر شاہجہان پاس آگئے۔ ان دنون مین ناسک مین نہایت شدت سے گرمی تھی
وہ موافق مزاج نہ ہوئی تو نظام الملک کی التماس سے وہ جنیر مین چلا آیا یہ مقام نہایت
دلکشا و غایت عذوبت آب و لطافت ہوا رکھتا تھا۔ دی ۲۱ سنہ جلوس جہانگیری
مین وہ خوش عمارتین اور دلکش نشیمنین جو ملک عنبر نے تعمیر کئے تھے۔ شاہجہان سے رونق
افروز ہوئیں بحکم ماہ صفر ۱۰۳۶ھ کو جنیر مین مہابت خان بھی جہانگیر سے بگڑ کر شاہجہان
پاس آ یا اور عفو تقصیر کرائی ۔ شاہجہان نے اسپر کمال عنایتین فرمائین۔ اب شاہجہان کے
ایام نحس ختم ہوئے۔ اس کے تاریخ سال تک بڑے شدید و فراز دیکھے ۔ بہت سے نامناسب
و ناملائم امور پیش آئے۔ بڑی بڑی لڑائیان لڑنی پڑین اور طرفین سے نامور معتبر افسر کشتہ
ہوئے۔ اور ارباب مناصب نے اپنی جان عزیز کے گوہر اپنے ولی نعمتون پر نثار کئے۔
شاہجہان نے ان سب تغیرات کو کشادہ روئی و ثابت رائی سے انجام کو پہنچایا
اور چین بجبین نہ ہوا ۔

## واقعات جو جہانگیر کی وفات اور شاہجہاں کی تخت نشینی کے درمیان گذرے

پادشاہ تناول مسکرات اور نور جہان کی فرط محبت کے سبب سے تمام معاملات سلطنت نور جہان کو سپرد
کر دئیے تھے جو وہ کہتی تھی پادشاہ کرتا تھا وہ جو چاہتی تھی کرتی تھی اسی کے رشتہ مند
بڑے بڑے عہدے و منصب رکھتے تھے۔ پہلے اس سے کہ جہانگیر کو موت کا پیغام آئے

کشمیر مین شہریار کو جسکا لقب ناشدنی زبان زد خلائق تھا عارضہ داء الثعلب کا ہوا۔ تمام بال داڑھی
اور مونچھون کے اڑ گئے۔ آتش آتشک سے آبلہ زدہ ہو گیا وہ سمجھا کہ ایسے چہرہ کو بے وساطت نقاب
باہر لانا مناسب نہین ہین۔ اور خانہ نشینی بھی قباحت سے خالی نہین جسوقت جہانگیر لاہور کی طرف
روانہ ہوا تو وہ اُس سے اجازت لے کر لاہور مین علاج کے لئے چلا آیا۔ نور جہان بیگم کی یہ
مرضی نہ تھی مگر کمال کراہیت سے خواہی نخواہی اسکو روانہ کیا۔ نور جہان نے اپنے مطلب کے لئے
داور بخش پسر سلطان خسرو عرف بلاقی کو شہریار کے آدمیون کے سپرد کر رکھا تھا جو اسکو نظر بند
رکھتے تھے۔ بادشاہ نے شہریار سے داور کو لیکر ارادت خان میر بخشی کے حوالہ کیا نور جہان نے
اسمین دم نہ مارا۔ جب شہریار لاہور کو روانہ ہوا تو جہانگیر سخت بیمار تھا اُس نے ۲۸ صفر ۱۰۳۷ھ کو
منزل چنگز ہٹی مین عالم بقا کی راہ لی۔ نور جہان نے اپنا ارادہ جو ہمیشہ پوشیدہ رکھتی تھی
بے اختیار ظاہر کیا۔ اول اُس نے چاہا کہ بلاقی کو اپنے ہاتھ تلے لائے۔ اور پھر چند دولت خواہون کو
جنسے وہ ہمیشہ پر حذر رہتی تھی مشورہ کے بہانے سے بلا کر بعض کو زندانی اور بعض کو انجہانی
بنائے اور اس طرح خاطر جمع ہو کر فارغ البال اپنے کام مین مصروف ہو۔ جب نور جہان کا ارادہ
بے پردہ ہوا تو آصف خان نے داور بخش کو ارادت خان کے پاس سے بلا کر اپنے پاس مقید رکھا
اور یہ سوچا کہ شاہجہان بہت دور ہے اور داراشکوہ و اورنگ زیب و شاہ شجاع
نور جہان کے ساتھ محل مین ہین انکا ہاتھ آنا بھی بے ربط و ضبط کے مشکل ہے اور رسم دیرینہ کا
مقتضا یہ ہی کہ کوئی بادشاہ ہو تا کہ اجتماع ضروری ہو کر سپاہ و رعیت کے حال پر توجہ
کی جائے کہ وہ پراگندہ نہ ہون اور شاہجہان کے آنے تک ملک مین فتنہ و آشوب برپا نہ ہووے۔
اور شہریار کے استیصال کے واسطے دستاویز ہو۔ سلطنت کے لئے مصلحت یہ ہی کہ داور بخش کو
برائے نام بادشاہ بنائین اور آشوب کو مٹائین اور شہریار کے خس و خار کو شاہراہ دولت
سے پاک کرین۔ فوراً بنارسی مشرف فیلخانہ کو مقرر کیا کہ وہ ہوا کے پر لگا خاک پر گذر کر شاہجہان
پاس جائے۔ تنگی وقت نے عرضداشت نویسی کا اقتضا نہین کیا اور حقیقت معاملہ کو زبانی عرض
کیا اور مزید اعتماد کے لئے مہر اپنی اسکو دی کہ وہ شاہجہان کو دی غرض جب تک شاہجہان

خبردار ہو۔ آصف خان بیگم اور بولاقی کو لیکر فوج خاصہ اور دو تنخواہون کی ایک جماعت کے
ساتھ لاہور کے ارادہ سے چلا کہ شہریار کو پہلے اسے برباد کرے کہ وہ اپنی بنائے کو استوار کرے جب
بیگم اس پر مطلع ہوئی تو وہ دم بخود تھی اور اپنے سررشتہ نگاہداشت کو ہاتھ سے نہ دیتی
تھی۔ شہزادگان مذکور کو اپنے ساتھ حوضہ مین ہاتھی پر بٹھاتی تھی اور اپنی گرد ہاتھیون کا
دورہ اپنے معتمد آدمیون کو بٹھا کے کرتی تھی اور خاوند کی نعش کو لیکر آہستہ آہستہ چلتی تھی
موضع بھنبر مین نزول ہوا۔ خواجہ ابوالحسن کو جو باطنی دولت خواہ شاہجہان کا تھا اور پہلے
چل کر بھنبر مین پہنچ گیا تھا اسکو آصف خان نے اپنے تئین متفق کیا اور کل ابواب و تنخواہی مین
خصوصاً شہریار کے استیصال کے باب مین اور امیرون سے عہد و پیمان سخت قسمون کے
ساتھ کیا۔ بادشاہ کی نعش کو بہ آئین شاہانہ لاہور کو دوش بدوش روانہ کیا اور نورجہان کے
باغ مین دفن کیا۔ جب دستور اعظم کو معلوم ہوا کہ اس حال مین نورجہان اپنا خیال نہین چھوڑتی اور
خفیہ شہریار کو نامے لکھتی ہی اور سرانجام مہمات پر رہنمونی کرتی ہی۔ تو اُسنے یہ سمجھکر کہ اس سے ایک
خلل عظیم واقع ہوگا ناچار بیگم کو محل بادشاہی سے بلا کر اپنی گھر مین لے آیا اور حزم و احتیاط کے
سبب سے اسکی محافظت مین مبالغہ کیا۔ خواجہ سراؤن کا جانا بند کیا۔ سوا چند معتمد خادمہ کے
کسی کو اسکے پاس نہ جانے دیا اور سلطان داراشکوہ شاہ شجاع و سلطان محمد اورنگ زیب
کو اُسنے جدا کیا اور صادق خان سے آصف خان خویشی و عمزادگی کا رشتہ رکھتا تھا۔
اور وہ شاہجہان سے نفاق کے ساتھ متہم تھا اسلئے آصف خان نے ان شہزادون کی
خدمتگاری اسکے سپرد کی کہ اسکے سبب سے شاہجہان اسکی تقصیرات معاف کر دے۔

لاہور مین شہریار نے اول اُن امیرون پر کہ آصف خان سے اتفاق رکھتے تھے دست درازی
شروع کی انمین سے جس کسی کا نقد و جنس و فیل اسپ ہاتھ لگا اسکو اپنی مجہول نوکرون کو دینا
شروع کیا۔ شہریار کی بے تمیزی کے سبب سے فتنہ جویون نے جو ایسے دن کو خدا سے
چاہتے ہین۔ آدمیونکے خاص کر بادشاہی طویلون کے گھوڑے ہاتھی لے لئے شہریار عیال
اور ناموس مراکو اپنی گھر مین نظر بند رکھتا تھا اور چند ناہنجار غرض پرستون کی راہنمونی

بادشاہی خزانون کے موہنہ کھولدئیے۔ خاک سے زیادہ زر کو بے قدر جانکر بے اعتبار آدمیون مین تقسیم کردیا اور نامناسب آدمیون کو مناصب عالی ہزار ہزاری کرکے بے نسبت خطاب دئیے اسکو یہ تصور تھا کہ انکی کوشش سے مین بادشاہ ہو جاؤنگا چند دنون مین اُسنے ستر لاکھ روپیہ نقد خزانہ عامرہ بادشاہی کو لٹا دیا جسمین سے شہریار کے برباد ہونے کے بعد ۴۵ لاکھ روپیہ آدمیون سے بازیافت ہوا اور پچیس لاکھ روپیہ یونہی بھنگ کے بھاڑے مین گیا۔

شہریار اور داور بخش مین لڑائی۔

شہریار ناکردہ کار نے ناآزمودہ کارون کے ہاتھ مین اپنا کام سپرد کیا بایسنغر خان پسر شاہزادہ دانیال کو فوج کا سپہ سالار بنایا وہ خواجہ ابوالحسن کی قید سے جہانگیر کی وفات کے دن بھاگ گیا تھا اور اسکے ساتھ قدیم و جدید لشکر پندرہ ہزار ساتھ کیا اور تمام محاربہ توپخانہ و قورخانہ و فیلخانہ سرکار بادشاہی کہ کشمیر کے جانے کے وقت جہانگیر نے یہان چھوڑا تھا ہمراہ کیا۔ آصف خان پاس اسوقت لشکر اس سبب سے تھوڑا تھا کہ اولیاء دولت نے کشمیر کی راہ کی صعوبت و تنگی کے سبب سے آدمیون کو اپنی جاگیرون مین بھیجدیا تھا۔ آصف خان پاس کل سپاہ ایک ہزار (عمل صالح مین دس ہزار لکھی) تھی ۱۱ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو لاہور سے تین کوس پر وہ آیا اور ترتیب افواج و تسویۂ صفوف مین مشغول ہوا۔ داور بخش (بلاقی) کو ایک ہاتھی پر سوار کیا اور طہمورث و ہوشنگ پسران شاہزادہ دانیال کو دوسرے ہاتھی پر اور محمد داراشکوہ اور شاہ شجاع و اورنگ زیب کو تیسرے ہاتھی پر۔ غرض جرانغار و برانغار و قول والتمش وغیرہ کو ان شاہزادون اور امراء سے رونق دی شہریار نے بھی اپنا لشکر مقابلہ کے لئے بایسنغر خان کی سپہ سالاری مین بھیجا اور خود ایک جماعت کے ساتھ اپنی بیوی کی تحریض سے جو نورجہان کی بیٹی تھی پیچھے روانہ ہوا۔ دریاے راوی سے عبور کیا۔ افضل خان جہانگیر کے زمانہ مین مہر سامانی کی خدمت رکھتا تھا۔ اس سبب سے وہ کارخانجات کے ساتھ پہلے لاہور مین آیا ہوا تھا وہ اس زمانہ مین بظاہر شہریار کے ساتھ آشتی رکھتا تھا وہ اسکا وکیل اور کل جہانگا

مدار علیہ تھا اور در پردہ وہ شاہجہان کا دولت خواہ تھا اُسنے یہ سمجھکر کہ مبادا شہریار کے جانے سے اسکے لشکر کو استظہار و اعتماد ہو۔ اسکو سمجھایا کہ جبتک لشکر کی خبر نہ آئے۔ وہان خود جانا مناسب حال نہین ہے۔ جب لاہور سے تین کروہ پر دریا کے کنارہ دونون لشکر آمنے سامنے آگئے تو بے اسکے کہ ہنگامہ شمشیر و آویز گرم ہوا و تفنگ چھوٹے یا تیر چلے شہریار کی فوج فرار ہوگئی۔ جب شہریار کو بایسنغر خان کی ہزیمت اور لشکر کی پراگندگی کی خبر آئی تو اُسنے اپنے دولتخانہ مین معاودت کی جسمین وہ جہانگیر کے مرنے کے بعد اُترا تھا آصف خان نے شہر سے باہر منزل کی۔ میر افضلخان اُس سے ملنے آیا۔ اُسنے خوبیان شاہجہان کی دولتخواہی کی شہریار احمق کی لاابن نصیحت بیر کہین تھین وہ مشکور ہوئین اسی وقت آصف خان کے کہنے سے شائستہ خان اُسکا بیٹا اور ارادت خان میر بخشی قلعہ کے اندر گئے اور بادشاہی خزانون اور کارخانون کو ضبط کیا جہانگیر کے معتمد خواجہ سرا فیروز خان و خدمت خان محل شاہی مین اندر گئے اور شہریار اور اُس کی بیوی کو گھر مین سے باہر لائے اور ایک محفوظ محل مین محبوس کیا۔ دوسرے روز یمین الدولہ اور تمام دولتخواہ شہر مین آئے اور شہریار کی آنکھون مین میل کھینچین کہ پھر وہ سلطنت پر میل نکرے۔ خلاصۃ التواریخ سجان سنگ ... عارف مین لکھا ہی کہ جسوقت شہریار کی آنکھون مین میل کھینچ تو یہ رُباعی بدیہہ پڑھی

## رُباعی

| | | |
|---|---|---|
| ز نرگس گلاب ار چہ نتوان کشید | | کشید ند از نرگس من گلاب |
| اگر از تو پرسند تاریخ من | | بگو کور شد دیدۂ آفتاب |

آصف خان یمین الدولہ نے عرضداشت شاہ جہان پاس روانہ کی اس مین کیفیت حال اور بشارت فتح کو تحریر کیا اور بہت جلد بلایا۔

بنارسی جو جہانگیر کے مرنے کی خبر لیکر گیا تھا پر لگا کے بیس روز مین ۱۹ ربیع الاول سنہ کو جنیر مین جہان شاہجہان تھا پہنچا اول وہ مہابت خان سے ملا جو یہان شاہجہان کی قدمبوس کے لئے آیا ہوا تھا اور اسکے ذریعہ سے شاہجہان کے پاس وہ گیا

بنارسی جو ... ۱۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۳۷ھ کو

اور جہانگیر کے واقعہ ناگزیر کا حال سنایا اور آصف خان یمین الدولہ کی انگوٹھی پیش کی۔ بیٹا باپ کے مرنے کی خبر سنکر رویا اور مراسم عزاداری کرنی چاہتا تھا۔ کہ مہابت خان اور دولتخواہون نے کہا کہ اب اسکا وقت نہین ہی۔ مناسب یہ ہے کہ بہت جلد اورنگ خلافت کی قرارگاہ پر چلیین کہ ارباب البغی وعناد پر فتنہ وفساد کی راہ بند ہوا اور رعایا وزیردستون کو شورش پرستون سے امان ہو۔ شاہجہان نے ان باتون کو منظور کیا اور ۲۳ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو صوبہ گجرات کی راہ سے دارالخلافہ آگرہ کی طرف راہ لی اور امان اللہ و بایزید کے ساتھ منشور آصف خان پاس بھیجا کہ بنارسی پہنچا اور مین گجرات کی راہ سے دارالخلافہ کو روانہ ہوا۔ جان نثار خان کو خان جہان لودی کے پاس بھیجا کہ اسکو یہ مژدہ سنائے کہ وہ بدستور سابق دکن وخاندیس وبرار کی صوبہ داری پر سرافراز رہا اور اسکی مخفیات ضمیر پر مطلع ہوکر ہمسے عرض کرے۔ برہانپور مین نثار خان آیا۔ خانجہان نے شاہجہان کی مہربانی کا خیال نہین کیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ نظام الملک سے موافق اپنے مطلب کے عہود ومواثیق ایمان مغلظ کے ساتھ کرلئے اور ساری ولایت بالاگھاٹ اسکے حوالہ کی۔ سپہدار خان نے کہ قلعہ احمدنگر کی ضبط وحراست کا عہدہ رکھتا تھا قلعہ کے حوالہ کرنے مین خانجہان کے نوشتہ کو نہ مانا اور سب جاگیردار اسکے نوشتون کے مطابق اپنی اپنی محال جاگیر چھوڑکر برہانپور مین آئے اور ایسی مملکت مفت ورائگان نظام الملک کے تصرف مین آئی اور اُسنے جان نثار خان کو بغیر عرضداشت کے رخصت کیا۔

اور اپنے فرزندون کو سکندر دوتائی اور ایک جماعت افغانون کے حوالہ کیا جو اسکے ساتھ نہایت اتفاق رکھتے تھے اور خود برہانپور سے چلا۔ بندہای بادشاہی مین سے مثل راجہ رگھوسنگھ وراجہ جے سنگھ وغیرہما کو ساتھ لیا۔ ان راجاؤن نے اسکے شر سے بچنے کے لیئے بالضرورۃ اسکے ساتھ موافقت کی تھی۔ جب انہون نے شاہجہان کے آنے کی خبر اجمیر مین سُنی تو وہ اُس سے جدا ہوکر اپنے وطنون کو چلے گئے۔ وہ

شاہجہان کا گجرات کی راہ سے دارالخلافہ کو جانا۔

حال خانجہان۔

مانڈو مین آیا اور مالوہ کو اسکے صوبہ دار مظفر خان سے لیکر اُسپر متصرف ہوا۔ اس
حرکت ناصواب سے جو اسکے فتنہ اندیش دل مین باتین تھین وہ ظاہر ہوگئین۔ جب حد
گجرات پر شاہجہان آیا تو ناہر خان مخاطب بہ شیر خان کی جو اس صوبہ کے عمدہ
تعیناتیون مین سے تھا عرضداشت آئی کہ اس وقت سیف خان صوبہ دار احمدآباد
باطل ارادہ رکھتا ہے۔ شاہجہان نے احمدآباد کی صوبہ داری شیر خان کو مرحمت
کی اور سیف خان کی نسبت حکم دیا کہ اسکو بطریق نظر بند رکھے۔ نواب ممتاز زمانی
کی حقیقی بہن جو ایک ہی تھی وہ سیف خان کی بیوی تھی اُسنے اپنے بہنوئی کی
سفارش شاہجہان سے کی اُسنے خدمت پرست خان کو بھیجا کہ سیف خان کو احمدآباد
سے ہمارے پاس لے آئے اور شیر خان سے کہدے کہ اسکو کوئی گزند اور آسیب
نہ پہنچے اور فرمان صوبہ داری احمدآباد کا شیر خان کو دیدے۔ شاہجہان کوچ
بہ کوچ چلکر دریاے نربدہ پر آیا اور بابا پیارہ کے گھاٹ سے اُترا اور قصبہ
سیوپور مین قیام کیا۔ ہر منزل مین صوبہ گجرات کی تعیناتی زمین بوس ہوتے۔
اا ربیع الاول کو جشن قمری ہوا۔ شاہجہان کی عمر کا ستائیسوان سال ختم
ہوا۔ اور اٹھائیسوان سال شروع ہوا۔ اس روز مبارک مین دلیر خان بارہہ
زمین بوس ہوا اور اس دن شیر خان کی عرضداشت شاہجہان کے پاس
آئی جسمین لکھا ہوا تھا کہ گجرات کے ہندو ساہون کی چٹھیون سے معلوم ہوا
کہ دارالسلطنتہ لاہور مین یمین الدولہ اور تمام دولتخواہون نے حوالی لاہور
مین ناشدنی (شہریار) سے جنگ کی اور اسکو شکست فاحش دی وہ حصاری
ہوا اور اپنے پاؤن سے زندان مکافات مین گیا۔ اس مژدہ کو سُنکر شاہجہان
نے شادیانے کے نقارے بجوائے۔ خدمت پرست خان احمدآباد سے سیف خان
کو لے آیا۔ وہ بیمار تھا بادشاہ کی جرم بخشی سے شفا ہوگئی حوالی سورت
مین جو توابع گجرات سے ہے میر شمس الدین آیا وہ قلعہ سورت کا صوبہ دار

سیف خان ۔

قصبون اور جاگیرون کی

مقرر ہوا۔ ۱۷ شہر ربیع الاول ۱۰۳۷؁ کو ۳ لاکھ لشکریہ میں جو شہر احمد آباد سے باہر ہے شاہجہان آیا۔ شیر خان صوبہ دار گجرات کا اضافہ دو ہزاری دو ہزار و پانصد سوار کا ہوکر پنج ہزاری پنجہزار سوار کا منصب ملا اور خواجہ جہاں کو یہاں دیوان مقرر کیا۔ مرزا عیسی ترخان کو ٹھٹھہ کی صوبہ داری ملی اور منصب میں دو ہزاری ہزار و سی صد سوار کا اضافہ ہوکر منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار پانصد سوار ملا اور اس طرف رخصت کیا اور معتقد خان و جمال لوہانی و سید مبارک کو منصب دیکر احمد آباد میں چھوڑا اور سید دلیر خان کو اور چند اور احمد آباد کے تعیناتیوں کو ساتھ لیکر ۲۵ کو دار الخلافہ آگرہ کی طرف روانہ ہوا اور خدمت پرست خان کو لاہور جانے کا حکم ہوا۔ اور اسکے ہاتھ جمہور کے نظام . . . وکل مصلحت پر نظر کرکے فرمان اپنے ہاتھ سے لکھ کر آصف خان یمین الدولہ پاس بھیجا کہ ناشدنی (شہریار) و بلاقی اور اسکا بھائی گرشاسپ شہزادہ دانیال کے بیٹے طہمورث و ہوشنگ نابینا کیے جائیں اور یہ پانچوں آدمی اگر ہوسکے تو ہمارے پاس بھیجے جائیں ورنہ جہان امکان سے تنگنائے عدم میں بھیجے جائیں۔ خدمت پرست خان ۱۲ جمادی الاول ۱۰۳۷؁ کو یہ فرمان لیکر آصف خان پاس لاہور پہنچا۔ اسی روز یمین الدولہ نے ممبر پر شاہجہان کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور بلاقی کو ایک روز مناسب محل میں محبوس کیا۔ ۲۵ کو اُن پانچوں شہزادوں کو واجب القتل ...

جب شاہجہان ولایت رانا میں آیا تو رانا کرن نے از روے اخلاص و عقیدت استقبال کیا اور ۴ جمادی الاول کو مقام گوگندہ میں ملازمت کی جہاں پہلے اسکے باپ رانا امر سنگھ نے ملازمت کی تھی پادشاہ نے اسکو پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار کا منصب دیا اور اسکے تیول بیشین برقرار رکھی ۵ کو کنار تالاب مانڈل میں جشن شمسی وزن ہوا۔ عمر کی ۳۶ سال کی انتہا اور ۳۷ سال کا آغاز تھا۔ ۱۷ جمادی الاول کو اجمیر میں شاہجہان آیا اور انا ساگر کے کنارہ پر عمارات جو جہانگیر کے حکم سے تمام تیار ہوئی تھیں انمیں وہ تشریف فرما ہوا اور اپنے باپ دادا کی آئین کے موافق

باقی شہزادوں کا قتل ہونا۔

ولایت رانا و اجمیر میں شاہجہان کا آنا۔

پیادہ پا روضہ پر تشریف لے گیا اور مراسم زیارت کو ادا کیا اور مرقد مبارک کی غربی
سمت میں زمین کے موافق ایک مسجد گیارہ محراب کی طول میں ۵۵ ذراع اور عرض
میں ۱۰ ذراع بنوانے کا حکم دیا اور صحن کا طول ۱۴۰ گز اور عرض ۱۴۸ گز قرار پایا سنگتراشوں
کو حکم دیا کہ وہ اسکو بالکل سنگ مرمر کی بنا دیں۔ صوبہ اجمیر میں اور اسکے نواح کی صوبہ داری
مہابت خان کو مرحمت ہوئی۔

شاہجہان کا اکبر آباد میں آنا اور تخت پر بیٹھنا

مشرقی مورخوں کا قاعدہ ہے کہ وہ بعض مضامین تاریخ کے اول تمہیدات لکھتے ہیں گو اسکو تاریخ سے علاقہ نہیں ہوتا مگر انمیں فلسفیانہ و عاقلانہ مضمون ہوتے ہیں جو دلچسپ معلوم ہوتے ہیں انہیں ہم بھی کبھی کبھی نقل کیا کرتے ہیں۔ ایسی تمہیدیں ابو الفضل نے نہایت دلچسپ پر تکلف لکھی ہیں انکا ترجمہ کیا ہے۔ بادشاہنامہ میں بھی اسکی تقلید میں بعض مقدمات لکھی ہیں۔ جنکا ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہوگا۔

دادار بیہمال و آفریدگار بے مثال نے اپنی قدرت کاملہ سے افراد نوع انسان کو قوت شہوی اور غضبی کا محل بنایا ہے کہ ایک کے واسطہ سے وہ جلب منفعت اور دوسرے سے دفع مضرت کیا کرے یہی قوا اسکی زندگی کا سرمایہ اور پایندگی کا پیرایہ ہے۔ شہوت و غضب کی تیزی و تندی سے اپنا فائدہ گو انمیں دوسرے کا نقصان ہو حاصل کرتا ہے اور اپنی منفعت سے جسمیں دوسرے کا نفع ہو بچتا ہے یہی عدم کو الفت اور وجود مخالف کا سبب ہے جس سے مصلحت تمدن میں اختلال ہوتا ہے جسمیں کارگذاری اور مددگاری ایک دوسرے کی ہوتی ہے اور عقدہ نظام عالم کا حل ہوتا ہے اور بنی آدم کا قوام اور اس مخالفت فطری کا رفع اور مخاصمت جبلی کا دفع عدالت و سویت جزی پر منوط ہے اور اتحاد و وداد دستری پر مربوط۔ اور اس شان کبیر اور امر عسیر کی تیسیر نہیں ہو سکتی بغیر قہرمانی بادشاہ کے کہ کلاہ قہر الٰہی سر پر اور قبا ہے نیروئے ظل اللٰہی کی سر پر رکھی اور ایزدی قہاری و غفاری کا مظہر ہو اور ملک رانی کے

کے آداب کی تعظیم و وظائف کاردانی کی تقدیم اور حدود و سیاست و احکام معدلت
کی اقامت جہان کو آباد رکھتی ہے۔ مراسم دادگستری کا امضا اور لوازم جہانبانی
کا اجراے مراتب مظلوم نوازی و ظالم گدازی کی کفایت دلون کو شاد رکھتی ہے ہمیشہ
جہان کشائی . . . ہمدمی جہانیون کی امن و آسائش مین مبذول ہوتی ہے اور اُس کی
راے گیتی آراے عالم ملکوت کی سفیر ہوتی ہے اور اسرار ملک کے جام جہان نما گرفتارون
کی آزادی پر اور فسادگرون کی اصلاح پر مصروف وہ عالم حیران زدہ کو آبیاری معدلت
سے ایسا سرسبز کرتی ہے کہ پھر او سپر پژمردگی نہین آتی باد شاہ جہان کے شورش کدہ سے
بیداد کی گرد کو ایسا ہٹا دیتا ہے کہ کسی دل پر غبار کدورت نہین بیٹھتا وہ جہانبانی کو اشغال
بے پایان کو نیروے الٰہی سے انصرام کو پہنچاتا ہے اور فرمان روائی کے بار گران کو زور
ہمت گران بار پر اوٹھاتا ہے چہرہ وفا کو ناخن عذر سے نہین چھیلتا ہے اور حرف خلاف
کو دل صفا منزل کی لوح سے گزلک نفاق سے نہین تراشتا ہے وہ حقیقت سلطانی کو
پاسبانی ہمہ جانا ہے۔ غرض امور جہانبانی کو شبانی ہمہ جانتا ہے وہ تیرہ دلون کو
اپنے ارشاد کے فروغ سے روشن اور پژمردہ خاطرون کی نسیم احسان سے گلشن بناتا ہے
وہ مصاف اس لئے کرتا ہے کہ غمزدہ کے دلون کو غبار محنت سے صاف کرے اور تیغ خونریز
غلاف سے اسلئے نکالتا ہے کہ خنجر فتنہ کو نیام مین کرے حسن سلوک مین بمقتضاے خلافت الٰہی
خویش کو بیگانہ پر اور نزدیک کو دور پر رجحان نہین دیتا اور بہ اقتضاے ظل الٰہی افاضۂ فاضل
مین بد و نیک و دوست دشمن کے ساتھ یک معاملہ کرتا ہے۔ سب احوال مین اہل فضل و ہنر کو
جہانبانی کی ضروریات مین شمار کرتا ہے اور اس طبقہ کی مراسم عزت اور اس طائفہ کی لوازم
معیشت کو انکی درخور حالت انجام دیتا ہے تاکہ انکے صیت فضیلت دوستی و صوت ہنر پروری
کو سنکر کل بلاد کے دانا اپنے دل کو مواطن و مساکن کی محبت سے خالی کرکے رہ نوردی کی
محنت و تعب اوٹھاکر حصول مطالب کا سرمایہ جائین اور اسکی تختگاہ مین آئین شوکت اس
شان کا آئینہ شاہجہان ہے وہ روز پنجشنبہ ۲۶ جمادی الاولی سنہ ۳۷ دار الخلافہ اکبر[illegible]

پادشاہ کا تخت پر بیٹھنا -

ایک ہاتھی پر سوار۔ دونو طرف اپنے ہاتھون سے روپیہ پھینکتا ہوا آیا چھوٹے بڑے اُسکے دیدار کے لئے گھر سے بازار مین آگئے اشاعت جلوس کی ساعت بارہ روز بعد ٹھیری اس لئے شاہجہان اپنے اُسی محل مین دس روز رہا جسمین ایام شاہزادگی مین رہتا تھا۔ بارھوین روز در شہر جمادی الثانی ۱۰۳۷؁ھ مطابق ۶ / فروری ۱۶۲۸؁ء کو گھوڑے پر سوار ہو کر دولتخانہ ارک دار الخلافہ اکبر آباد مین آیا اور ساڑھے تین گھڑی بعد سر پر تاج اور تخت پر قدم رکھا۔ ارباب سیف و قلم و اعیان دولت و حشم نے مبارکباد دی اور زر و گوہر نثار کئے اصحاب عمائم کے جیب و دامان پادشاہ کی خیرات سے پر ہوئے ایک مبارک جشن ہوا۔ رامشگرون نے اپنے نغمہ بار بدی سے قلب کو راحت دی اور قالب کو روح اور پری پیکر حسن نغمہ اور نغمہ حسن سے چشم و گوش کو آپس مین رشک دلاتے تھے ساری مجلس بخار مجمر و بخور عنبر سے معطر تھی۔ منبرون پر پادشاہ کا خطبہ پڑھا گیا خطیب نے حمد و نعت کے بعد اس پادشاہ کے خاندان کے دس پادشاہون کے نام صاحبقران سے شروع کر کے لئے اور اس خاندان کی رسم کے موافق ہر نام پر ایک خلعت زرنگار اسکو مرحمت ہوا۔ سکہ لگا۔ اشرفی و روپیہ کے ایک رخ پر کلمہ طیبہ اور حاشیہ پر اسامی خلفاء راشدین اور دوسرے رخ مین پادشاہ کا القاب منقش ہوا اور خطاب ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہان پادشاہ غازی رکھا گیا اور اسی خطاب سے فرامین اور مہر اوزک مزین ہوئے اور تمام ممالک محروسہ مین قاصدون کے ہاتھ وہ بھیجے گئے۔ مہر اوزک مین جہانگیر کے نام تک۔ باپ دادا کے نام کندہ تھے اُسکا نام نہ سپہر مشہور تھا اب اس پادشاہ کا نام بھی ہیچ مین مدرج ہو کر نہ سپہر کا مرکز بنا۔

جشن محل ممتاز محل بیگم

جیسا جشن شاہانہ دربار مین ہوا۔ ایسی ہی محل مین مجلس پادشاہانہ و محفل ملکانہ . . . ممتاز الزمانی بیگم نے آراستہ کی اور جواہر و طلا و نقرہ کے پھول شاہجہان کے سر پر سے نثار کئے۔ اور پیشکش جو ایسے پادشاہ کے لئے سزاوار تھی پیش کی اور وہ منظور ہوئی

اور ایسی ہی جہان آرا بیگم مشہور بہ بیگم صاحبہ نے جو شاہجہان کی بڑی لاڈلی بیٹی تھی
نثار بائستہ اور پیشکش شائستہ نظر کے روبرو لائیں۔ معماشگافون نے انی جاعل فی
الارض خلیفہ۔ اور (شاہجہان پادشاہ غازی) اور (شہاب الدین محمد شاہجہان صاحب
قران ثانی) کے اعداد کے مساوی ہونے مین یہ رمز بتلائی کہ یہ شکوہ و اعتلا عطیہ
یزدانی ہے نہ بسط انسانی اور شعر طرازون نے یہ رنگین تاریخین لکھین۔

## تاریخ

بہر سال جلوس او گفتم
جلوس شاہجہان دادہ زیب ملت و دین

در جہان باد تا در جہان باشد
شاہجہان بادشاہ جہان

(زینت شرع) (خدا بحق دار داد) (دوشنبہ بیست و پنجم بہمن) اس
خاندان کا دستور ہے کہ پادشاہ ایک لقب سے ملقب ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت
فردوس مکانی کا لقب ظہیر الدین اور حضرت جنت آشیانی کا نصیر الدین اور عرش
آشیانی کا جلال الدین اور جنت مکانی کا نور الدین تھا۔ شاہجہان کا لقب بعد
اورنگ نشینی کے آصف خان نے شہاب الدین مقرر کیا اور اس پر صاحب قران ثانی
کا اضافہ اس نظر سے کیا کہ پادشاہ کو امیر تیمور سے مشابہت ہے۔

القاب شاہی

پادشاہ نے دو لاکھ اشرفی اور چھ لاکھ روپیہ ممتاز الزمانی بیگم کو دیئے اور دس لاکھ
روپیہ سالیانہ اسکا مقرر کیا اور جہان آرا بیگم کو ایک لاکھ اشرفی اور چار لاکھ روپیے
بخشش ہوئے اور چھ لاکھ روپیہ سالیانہ قرار پایا اور حکم ہوا کہ نصف روپیہ
خزانہ سے نقد دیا جاوے اور نصف روپیہ کی جائداد دی جاوے۔ اور ممتاز الزمانی
کو آٹھ لاکھ روپیہ اسلیئے سپرد ہوا کہ جب دارا شکوہ و شاہ شجاع اور اورنگ زیب
لاہور سے آئین تو ساڑھے چار لاکھ روپیہ انہین اس طرح تقسیم کیا جائے کہ دارا شکوہ کو
دو لاکھ روپیہ اور شاہ شجاع کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ اور اورنگ زیب کو ایک لاکھ
روپیہ اور باقی ساڑھے تین لاکھ روپیہ شاہزادہ مراد بخش و لطف اللہ۔ اور

بیوی اور اولاد کو انعام

سجدہ کا موقوف ہونا۔

اور روشن رای بیگم و ثریا بانو بیگم کو دیا جائے۔ اور محمد دارا شکوہ کو ہزار روپیہ روز اور شاہ شجاع کو ساڑھے سات سو روپیہ یومیہ اور اورنگ زیب کو پانچ سو روپیہ اور شاہزادہ مراد کو ڈھائی سو روپیہ روز دیئے جائیں۔

جب شاہ جہان نے تخت سلطنت پر جلوس کیا تو اُس کو مراسم ملت مصطفوی شریعت محمدی کا جسمین کچھ خلل پڑگیا تھا ایسا پاس و لحاظ تھا کہ اول حکم اُسنے یہ دیا کہ سجدہ کرنے کی تعظیم کا معبود حقیقی سزاوار ہے اب آیندہ کوئی دوسرے کے لیئے اپنی پیشانی کو خاک مذلت پر نہ رکھے۔ یعنے اکبری عہد مین بادشاہ کو جو سجدہ کرنے کا دستور تھا وہ موقوف کیا۔ مہابت خان خانخانان نے معروض کیا کہ جہان آفرین نے نظام عالم کے لئے اپنے بندون کو مرتبہ نوازش و بزرگ داشت مین متفاوت پیدا کیا ہے ایک کو اوج عزت و رفعت عنایت کیا اور مرتبہ والا خداوندگاری اور پایہ بلند فرمان گذاری پر پہنچایا اور مسند کامگاری و بختیاری پر متمکن کیا اور دوسرے کو حکم پذیری اور فرمان برداری کے لئے پیدا کیا اور ہر ایک کو استعداد کے اندازہ اور حالت روزگار کے موافق اسکے امور ضروریہ کے انجام مین محمد و معاون بنایا ایسی ہی مراتب تعظیم تفاوت کو لوازم انتظام اور مراسم قوام عالم بنایا۔ اگر حضرت کو پرہیزگاری اور احکام الٰہی کے اطاعت کے سبب سے سجدہ ناپسند ہے تو اوسکی جگہ زمین بوس مقرر کیا جاے جسمے مخدوم خادم مین اور رئیس مرؤس مین اور سلطان رعیت مین استقامت امور جمہور کے لیے امتیاز ہو۔ بادشاہ دین پناہ نے اُس کی ملتمس کو منظور کیا اور یہ قرار دیا کہ دونو ہاتھ زمین پر لگا کے پشت دست پر بوسہ دین اسکا نام زمین بوس رکھا گیا۔ مگر اسمین بھی سجدہ کے ساتھ مشابہت ہوتی تھی اسکو بھی موقوف کر کے تسلیم چہارم مقرر کی جسکا بیان آگے آئیگا بعد سادات کو کہ تعظیم و تکریم کے مستحق ہاین اور فضلاء صلاح آثار اور درویشان پرہیزگار اور زاویہ نشینان عبادت گذار کو اس زمین بوس سے معاف کیا اور یہ مقرر کیا کہ جس وقت

پادشاہ سے ملاقات ہو تو سلام علیکم کریں اور جب رخصت ہو تو فاتحہ پڑھیں
آصف خان یمین الدولہ ابھی لاہور مین تھا اُسکو بادشاہ نے یہ فرمان جسکا
ترجمہ یہ ہی لکھا ہی اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے بھیجا۔

آصف خان کو شاہی فرمان

دانائے رموز سلطنت عظمیٰ واقف اسرار جلالت کبریٰ۔ سرخیل یکرنگان وفادار
سالار یکجہتان حق گذار۔ کارفرمائے ارباب سیف و قلم مدبر امور عالم۔ زبدہ خوانین عالی
شان قدوۂ امرائے بلند مکان۔ عضد الخلافہ یمین الدولہ۔ عموئے دانائے امتحان
امان حضرت پاک ستان مین رہ کر جانے کہ چار گھڑی روز مبارک دوشنبہ ۸ر
ماہ بہمن موافق ۸ر جمادی الثانی ۱۰۳۷ سنہ کو دار الخلافہ اکبرآباد مین تخت سلطنت پر
مینے جلوس کیا اور آپ نے جو معروض کیا تھا کہ لقب شہاب الدین قرار پائے وہی
لقب ہم نے قرار دیا۔ ہمارا نام صاحبقران ثانی شاہ جہان بادشاہ غازی خطبہ
مین درج ہو کر پڑھا گیا اور سکہ بھی اسی نام سے جاری ہوا۔ **بیت**
للہ الحمد ہر آن نقش کہ خاطر میخواست + آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید۔
ہم امیدوار ہین کہ کل ہندوستان کی پادشاہی کہ محض اپنے کرم سے اُس نے ہم کو
عنایت کی ہے ہم کو اور تمکو مبارک ہو جو اس دولت مین شریک ہین اور روز بروز
فتوحات تازہ اولیائے دولت کو نصیب ہون۔ خدمت پرست خان نے
جمعہ کے آخر دن کو تمہاری عرضداشت پہنچائی اور عرض کیا کہ تم نے مقرر کیا ہے
کہ روز پنجشنبہ ۱۲ر ماہ بہمن کو وہان سے روانہ ہوا اور روز جمعہ ۱۴ر ماہ اسفندارمذ
کو ہماری ملازمت سے مشرف ہوا اس سے معلوم ہوا کہ ملاقات کا زمانہ قریب ہے
اس سے ہم خوش ہوئے۔ تمہاری یہ قرارداد کہ شاہزادون کو اپنے ہمراہ لائین اور
خواجہ ابوالحسن کو لاہور مین چھوڑین مستحسن معلوم ہوئی وہ خلعت جو جلوس کے دن پہنتا
تھا وہ تمہارے لئے بھیجتا ہون۔ آپ عمو کو بالفعل منصب ہشت ہزاری ذات وہشت
ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ ہم عنایت کرتے ہین اور سوا اسکے بندر لاھری بطریق

انعام مرحمت کرتے ہین۔ یہ ہماری عنایتین تم کو مبارک ہون آپ اس منصب سے زیادہ کے
مستحق ہین۔ بادشاہ نے ۲۰ لاکھ روپیہ عطا کیا جسمین سے سات لاکھ روپیہ کی تفصیل اوپر لکھی
گئی کہ اہل خانہ و شاہزادون کو دیا اور بارہ لاکھ روپیہ سادات و مشائخ و فضلا و صلحا
و شعرا و غیرہما کو عطا کیا اور منصب خطاب ان امراء کو جو موجود تھے مرحمت کیئے۔ مہابت خان
کو منصب ہفت ہزاری ذات و ہفت سوار دو اسپہ و سہ اسپہ و خطاب خانخانان
و سپہ سالاری و علم و نقارہ و تومان و توغ اورد و گھوڑے طویلہ خاصہ کے مع ساز نقرہ و طلا
و ہاتھی فیل و چار لاکھ روپیہ نقد عنایت ہوئے وزیر خان کو جو وزیر تھا منصب پنجہزاری
ذات و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و اسپ طویلہ خاصہ اور ایک لاکھ روپیہ انعام ملا۔ سید
مظفر خان بارہ ہتمتوری کو منصب چار ہزاری ذات و سہ ہزار سوار و انعام ایک لاکھ روپیہ
اور اور سامان امارت اور دلاور خان بریچ کو منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار پانصد سوار و
پچاس ہزار روپیہ اور بہادر خان روہیلہ کو منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار سوار و پچاس
ہزار روپیہ انعام سردار خان کو منصب سہ ہزاری ذات و دو ہزار سوار انعام تیس ہزار
روپیہ۔ راجہ بیٹھلداس پسر راجہ گوپال داس گور کو جو ایام شاہزادگی سے رفیق تھا۔ اور
اپنے ایک بیٹے بلرام کی جان کو اپنے ولی نعمت کی خیر خواہی مین فدا کر چکا تھا منصب
سہ ہزاری ذات و ہزار پانصد سوار اور انعام تیس ہزار روپیہ اور مرزا مظفر کرمانی کو منصب سہ
ہزاری ذات و ہزار و بیست و دو سوار انعام تیس ہزار روپیہ راجہ منروپ ولد راجہ جگنناتھ
کچھواہہ کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار سوار انعام پچیس ہزار قلیج خان کو منصب دو ہزار
و پانصدی دو ہزار سوار انعام پچیس ہزار روپیہ۔ خواجہ قاسم سید امانی کو منصب دو ہزار و
پانصدی ذات و ہزار و بست و دو سوار انعام پچیس ہزار روپیہ رضا بہادر مخاطب
خدمت پرست خان کو منصب دو ہزاری ذات و ہزار و دو بیست سوار اور انعام بیس ہزار روپیہ
انکے سوا میر یوسف محمد خان تاشکندی و جان نثار خان و لہراسپ خان ولد مہابت
خان خانخانان و دیانت خان دشت بیاضی یکہ تاز خان نصیبا شیرانی۔ ترخان ...

بادشاہ کی تخت نشینی جلوس کے وقت –

ابراہیم حسین خان مخاطب برحمت خان وزبردست خان خواجہ برخوردار وحیات
ولد علیخان ترین وجیت سنگہ راٹھور سیبو رام گور وسیام سنگہ سیسودیہ ونوبت خان
وجہان خان کاکر وخنجر خان وعلاءول ترین وتشریف خان وعثمان رہیلہ عم بہادرخان
واہتمام خان وترکتاز خان وحبیب سور ورشید خان خواجہ سرا +

اب اُس جماعت کے نام لکھے جاتے ہین جو جہانگیر کے زمانہ مین منصب رکھتے تھے انمین بعض
منصب سابق پر بحال رہی بعض کا اضافہ ہوا - خان عالم - قاسم خان جوینی لشکرخان
راجہ جے سنگہ بنیرہ راجہ مان سنگہ - سید دلیر خان بارھہ - راجہ بھارتہ بندیلہ - مرزا نہان
ولد شاہ نواز خان بن عبدالرحیم خانخانان مصطفی بیگ مخاطب ترکمان خانی
بابو خان کرانی - سید بہوہ - علی قلی درمن - بہار سنگہ بندیلہ - نورالدین قلی - سید یعقوب
بخاری - جگمال ولد کشن سنگہ راٹھور - سید عالم بارہ - راجہ دوارکا داس کچھواہہ - راجہ
بیر نرائن - سردار خان پسر لشکر خان - ان سب کو ہزاری سے زیادہ منصب ملا تھا -
شاہجہان نے اپنے ایام شاہزادگی کے رفیقون کو خلعت وانعام ومنصب سے سرافراز
کیا انکے نام یہ ہین جنکو ہم بطور یادگار لکھتے ہین - وزیر خان جو وزیر تھا - سید مظفر خان
بارھہ - اسلام خان بخشی - معتقد خان - دلاور خان - بہادر خان - سردار خان
راجہ بچیلا داس گور - مرزا مظفر کرانی - راجہ منروپ - قلیچ خان خواجہ قاسم - سید بابائی
رضا بہادر مخاطب بہ خدمت پرست خان - یوسف محمد خان تاشکندی - جان نثار خان
اخلاص خان - خواجہ سیان جوانی - اعتماد خان - خواجہ یکہ تاز خان - زبردست خان
نوبت خان - شرزہ خان - اہتمام خان - ترکتاز خان - رشید خان خواجہ سرا -
سید احمد - منیر خان - بکہ لنجان جنج خواجہ سرا - اب ہم اُن وفاداران کے نام لکھتے ہین جو بادشاہ کی شہزادگی کے
دنون مین اسکے اخلاص ووفا کے سبب سے لڑائیون مین دُنیا سے رخصت ہو گئے - راجہ بھیم پسر رانا
امر سنگہ جسکو خطاب راجگی دیا گیا تھا جس کی مردانہ موت کا ذکر پہلے لکھا گیا ہے جسکا نام سندر
تھا - جس کا خطاب رائے رایان ہوا - اور بعد ازان راجہ بکرماجیت

ہوا۔ اسکی خدمات نمایان کا بیان مبھی ہو چکا ہے۔ راجہ گوپال داس کو رجو اپنے بیٹے
بلرام سمیت جنگ ٹھٹھہ مین دشمنون کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ بیرم بیگ ترکمان جسنے اپنے
بیٹے حسن بیگ کے ساتھ ساحل دریائے گنگ و جمن پر میدان جنگ مین جان دی۔
محمد تقی سمسار مخاطب بہ شاہ قلی خان۔ شیر خواجہ۔ عابد خان پسر خواجہ نظام الدین
احمد بخشی حضرت عرش آشیانی نے اکبر نگر کی یورش مین جان فدا کی۔ علی خان
ترین جنگ ٹھٹھہ مین قتل ہوا۔ شاہ بیگ خان نے قلعہ برہان پور کی یورش مین جان
دی۔ خان قلی بہادر برادر کلان قلیچ خان و محمد خان ہمندر و رستم خان کاکر
مع اپنے بیٹے اللہ داد کے جو عابد خان۔ جمال خان۔ رستمی خان برگی کے ساتھ
نواحی کانگرہ مین جان سپر ہوئے۔ حسن بیگ بدخشی و شیر بقا۔ سید عبد السلام بارہہ
صالح بیگ فوجدار جسنے پرگنہ بیلادین جان دی۔

جہانگیر کے زمانہ مین جو منصبدار بدستور بحال رہے انکے نام یہ ہین۔
یمین الدولہ صاحب صوبہ لاہور و ملتان۔ خان جہان لودی ناظم دکن برار
و خاندیس۔ اعتقاد خان صوبہ دار کشمیر۔ باقر خان نجم ثانی صوبہ دار اڑیسہ
جو منصب داری سے معزول ہوئے۔ مرزا رستم صوبہ دار بہار جسکی جگہ خان عالم مقرر
ہوا۔ خواجہ ابو الحسن ناظم کابل و ظفر خان اسکا بیٹا جو نائب تھا لشکر خان
اسکی جگہ مقرر ہوا۔ سیف خان صوبہ دار احمد آباد جسکی جگہ شیر خان مقرر ہوا۔
مظفر خان حاکم مالوہ جسکی جگہ خان زمان ولد مہابت خان مقرر ہوا۔ جہانگیر قلیچ خان
ولد خان اعظم الہ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا اوسکی جگہہ جان سپار خان مقرر
ہوا۔ اختیار خان ناظم دہلی اسکی جگہ قلیچ خان مقرر ہوا۔ یہ نام جو امرا و منصبدارون
کے لکھے ہین انہین کے کام شاہجہان کی سلطنت کے سارے کام ہین
اسکا سبب یہ ہے کہ معاملات دینیہ و مہمات دنیویہ کا ربط اور اوامر سبحانی و
احکام سلطانی کا ضبط بغیر اس کے نہین ہوتا کہ اجرائے زمان مین سے ایک

جزو کو جو کسی شہور سانحہ اعظم کا مورد ہوا ہو جیسے کہ تجدید ملت یا حدوث دولت اور حوادث و وقائع کا مبدا ر مقرر کرین۔ ورود احکام اور ناسخ و منسوخ اور ضبط انساب و موالید و حفظ اوقات و عمر کے زمانہ کا تعین کرنا ایک زمانہ کے آغاز کے تشخیص مقرر کرنے کے بغیر مشکل ہے و سکوک و رسائل بدون تاریخ کے اعتبار نہین رکھتے تمام امم سابقہ اور اقوام سابقہ نے تعیین وقائع و حوادث کے لئے ایک مبدا ر قرار دے کر معاملات دینی و دنیوی کا مدار اُسپر رکھا ہے جسکو عربی زبان مین تاریخ کہتے ہین۔ اول ہبوط آدم کو پھر بعثت نوح کو بعد اسکے طوفان کو پھر بعثت ابراہیم کو اس سے پیچھے بعثت یوسف اسکے بعد بعثت موسیٰ کو پھر بعثت سلیمان کو پھر بعثت عیسیٰ کو اور حضرت عیسیٰ اور آنحضرت کے درمیان کہ زمانہ جاہلیت تھا فرزندان اسمٰعیل نے کعب بن لوی کے مرگ تک بنار کعبہ کو بعد ازان عام الفیل کو تاریخ بنایا اور اہل فارس ہر تاجدار کے جلوس کو تاریخ اعتبار کرتے ہین اور ہندوستان مین بھی پہلے یہی طریقہ جاری تھا مسلمانون نے تاریخ ہجری وضع کی اسکے واضع فاروق اعظم ہین۔ بعض عمال کے مکاتیب بے ضبط تواریخ کے آتے تھے اور اُنسے معاملات کی تنقیح جیسی کہ ہونی چاہیئے نہین ہوتی تھین۔ امیر المومنین نے ھرمزان موبد فرس سے پوچھا کہ مجوس حسن چیز سے حفظ اوقات کرتے ہین کیا کہتے ہین اسنے جواب دیا کہ ماہ روز جسکا معرب مورخ ہوا اور اُس سے تاریخ کا اشتقاق ہوا اس سبب سے کہ نوروز سے عالم افروز ہوتا ہے رات دن برابر ہوتے ہین ہوائین اعتدال ہوتا ہے باغ و راغ کو پھل پھولون سے زینت ہوتی ہی اور کوہ و صحرا مین درخت سرسبز ہوتے ہین اور زمین کی آرائش سبزہ سے ہوتی ہے۔ یہ زمانہ تمام زمانون مین ممتاز ہوتا ہے اسلئے اکبر نامہ اور جہانگیر نامہ مین سال کا آغاز فروردین سے شمار ہوا۔

بادشاہ آئین احمدی و طریق محمدی کو رواج دینا چاہتا تھا اس لئے اوسکے دل مین آیا کہ ۳۲ سال شمسی و ۱۶ روز و ۱۲ ساعت نجومی برابر ۳۳ سال ہلال کے ہوتے ہین

اور دین مبین کی ترویج کے ۳۳ سال کو ۲۳۳ سال لکھنا خردمند قبول نہین کرتا اس لیے شمسی
سال و ماہ قمری کو جسپر تاریخ ہجری مبنی ہے جاری کیا اور اس سبب سے کہ اس خاندان
کے دس فرمان روا ہوئے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ ہر دس سال کو ایک دور قرار دین
پس اس بادشاہ کی تاریخین اس قاعدے کے موافق سال اول دور اول اور سال تختین
دور دوم سمجھنا چاہیئے۔ اگرچہ بادشاہ ۸ ماہ جمادی الثانی کو تخت پر بیٹھا تھا مگر
مہینے کی پہلی تاریخ سے ابتدای سال ہوتی ہی اسلیئے تمام ممالک محروسہ مین فرمان جاری ہوئے
سال جلوس کی ابتدا غرہ جمادی الثانیہ سے سمجھنی چاہیئے۔

حلیہ شاہجہان

بادشاہ کا قد اوسط۔ خردی و بزرگی مین میانہ۔ رنگ گندم گون پیشانی کبر و
صغر مین معتدل۔ اُسکے داہنی طرف ایک خال۔ ابرو فراخ کشادہ۔ چشم کی تنگی و فراخی
مین اعتدال۔ اور سیاہی و سفیدی مین کمال پتلی نہایت سیاہ۔ داہنی آنکھ کی پشت
پر ایک خال۔ ناک سیدھی بائین آنکھ اور ناک کے درمیان ایک مسا۔ کان متوسط۔ چہرہ
مین کمال اعتدال ہونٹ نہ موٹے نہ پتلے۔ دانت خردی و کلانی مین اعتدال رکھتے
ہین اور آپس مین خوب ملے ہوئے۔ زبان زیادہ تر فارسی زبان مین باتین کرتی ہی
اور ہندوستانیون سے ہندوستانی بولتی ہی۔ بادشاہ نے نواب خدیجۃ الزمانی
رقیہ سلطان پاس پرورش پائی ہی اور وہ ترکی بولتی تھی اسلیئے بہت سے ترکی
لفظ بھی بادشاہ کو یاد ہین مگر اُسکے بولنے کی مشق نہین ہے۔ جہانگیر نے ایک دن
مہربان ہو کر فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ خرم مین کیا عیب ہے تو مین
یہ عیب کہون کہ وہ ترکی زبان نہین جانتا۔ شاہجہان نے اس اپنے عیب کو دور نہین
کیا۔ ڈاڑھی و موچھین سیاہ رنگ۔ دونو کے رکھنے مین شریعت کا پابند۔ موچھین
تر شواتا ڈاڑھی یکمشت و دو انگشت رکھتا سینہ فراخی و تنگی مین میانہ۔ ہاتھ کوتاہی
و درازی مین نہایت معتدل۔ ہتیلی کشادگی و نرمی مین متوسط۔ انگلیان درازی
و کوتاہی و نرمی و درشتی مین متوسط۔ ہر ایک انگلی پر ایک خال۔ پاؤن معتدل

قیافہ دانون نے پادشاہ کے قیافہ کی بڑی تعریف لکھی ہے۔
پادشاہ ہمیشہ باوضو رہتا ہے اور صوم و صلوٰۃ جس طرح کہ کتب فقہ مین لکھی ہین
ادا کرتا ہے اور متبرک راتون مین آدھی رات سے زیادہ عبادت و دعاؤن مین بسر کرتا
ہے اور سادات و مشائخ و فضلا و صلحا کو خیرات دیتا ہے اور محتاجون کی قضائے
حاجات کرتا ہے۔ طہارت کا لحاظ ایسا ہے کہ اگر کسی چیز کو مثلاً جواہر کو ہاتھ لگاتا ہے
تو ہاتھ دہوتا ہے خوشبوؤن کا بڑا شوق ہے جرم بخش عذر پذیر بڑا ہے بخشش و بخشائش
بہت کرتا ہے جن امیرون نے کہ اسکے ایام شاہزادگی مین تقصیرات کین تھین ان سب کو
اُس نے معاف کر دیا اور انکو اپنے مناصب و عہدون پر بدستور بحال رکھا وہ سارے
احکام شریعت کے موافق دیتا تھا۔ اگر کوئی غافل بےوجہ شرعی کسی کو قتل کرتا یا کسی کا
ہاتھ کاٹتا تو اسکو موافق شریعت و عدالت کے سزا دیتا اگر صوبون مین کوئی
شخص مستحق عقوبت ہوتا تو وہان کا ناظم بغیر پادشاہ کی اطلاع کے سیاست نہین
کر سکتا امور سیاست مین ارکان دولت اور احاد الناس مین کچھ تمیز نہین ہوتی تھی
اگر سلاطین روم و قزلباش و اوزبک کی سفاکی اور بیباکی کا بیان اسکے روبرو ہوتا
تو وہ ایسا متاثر ہوتا کہ اسکے چہرہ پر کدورت کے آثار نمودار ہوتے وہ بار بار یہ
کہتا تھا کہ ایزد بندہ نواز نے سلاطین کو حکم گذار اور تمام بنی نوع کو فرمان بردار بنایا ہے
کہ وہ بھی پادشاہانہ ہمت عدالت و سویت پر مصروف کرین جس سے کہ نظام عالم
اور قوام اہل عالم وابستہ ہے اور سیاست ایسی کرین کہ ظالم کا ہاتھ مظلوم کے دامن
تک نہ پہنچ سکے۔ زیردستون کے ساتھ کمال نرم خوئی اور شگفتہ روئی سے سلوک کرین
اور ستم و تعدی کے خار وبن کو کاٹ کر گلشن جہان کو آراستہ کرین نہ یہ کہ مختصر زلت و
کمتر تقصیر پر تیغ کین کھینچکر افراد انسان کی کہ خدا کی بنیان باشان ہے خونریزی کرین
اور ادنک توہم سے اور کمتر گمان سے اپنی بنی نوع سے کہ ودیعت ایزدی ہے
لڑنے لگین اپنے نزدیکون سے اطفال کی خبرداری و ہوشیاری اور دورون کی

احوال کا کمال تجسس کرنا چاہیئے تاکہ ملتزمان حضور و حکام صوبجات اور انکے پیشکاروں کی بدی و نیکی کی مکافات کیجائے اسکے انعام و بخشش کا یہ حال تھا کہ جو اور بادشاہ اپنی ساری عمر میں بخشش کرتے یہ ایک اپنے جشن گنج دولتخانہ کے اندر خرچ کرتا۔ بادشاہ کبھی کوئی بات ایسی جسمیں کوئی قباحت یا رکاکت ہو لی زبان پر نہیں لاتا اور کسی کے منہ پر ایسی بات نہیں کہتا کہ اُس سے دوسرا آدمی منفعل و خجل ہوتا۔ ہتک حرمت و خرق عزت کا دخل نہ ہو گیا ہے۔ بادشاہ خوش بیان تھا۔ خوش خط تھا اکثر اوقات شاہزادوں اور امیروں کو مہمات ضروریہ میں اپنی ہاتھ سے فرمان لکھتا۔ کبھی عنوان منشور پر جو منشی لکھتے اپنے ہاتھ سے چند سطریں لکھ دیتا۔

تقسیم اوقات

بادشاہ کچھ اپنا وقت عبادت الٰہی میں کچھ استراحت بدن میں کچھ شکار میں کچھ خواب خور میں جو انسان کی زندگی و پایندگی کے لئے ناگزیر ہیں صرف کرتا ہے اسکی اوقات غفلت سے منزہ و عطلت سے معرا ہیں۔ اوقات شبانروزی کو اس طرح قسمت کیا ہے کہ آخر شب میں طلوع فجر سے دو ساعت پہلے جاگتا ہے اور وضو کرتا ہے اور معبود حقیقی کی بندگی کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اکبرآباد میں خلوتگاہ میں ایک مسجد ہے اسمیں قبلہ کی طرف منہ کرکے بیٹھتا ہے اور خدا کی عبادت کی طرف توجہ کرتا ہے کہ نماز کا وقت آتا ہے تو اول سنت و فرض کرتا ہے اور مصلے پر بیٹھ کر دعائیں اور وظیفہ پڑھتا ہے اور پھر حرم سرا میں جاتا ہے جب دو تین گھڑی دن چڑھتا ہے تو وہ جھروکہ درشن میں آ کر بیٹھتا ہے جسکے آگے ایک وسیع میدان ہے اسمیں ایک خلقت اسکے آگے جھکتی ہے ستمدیدہ پریشان حال بغیر کسی کی مزاحمت کے داد خواہی کرکے درد دل کو عرض کرتے ہیں اور اسی میدان میں نظر کے سامنے لشکر شمار ہوتا ہے اور اکثر مست ہاتھی جنکا دولتخانہ خاص و عام کے صحن میں آنا خطرناک ہی اس وسیع میدان میں لائے جاتے ہیں اور اکثر جنگ فیل ہوتی ہی ایک عجیب و غریب تماشا ہے۔ تماشائیوں کے غل غپاڑہ سے ایک شور قیامت برپا ہوتا ہے اور نامور ہاتھی تیز رفتار گھوڑوں کے پیچھے دوڑاتے

جاتے ہین کہ ہیکار ہین سوار ہوکر دلیر ہون۔ اور کٹہرہ نقرہ مین شاہزادے ہین وشمال کہڑے
رہتی ہین اور جب انکو حکم ہوتا ہے تو وہ بیٹھتے ہین اور اکثر امرای محجر کی طرف بیٹھ کر کے
ایوان سے نیچے اور بعض جو قرب کی نسبت سے امتیاز رکھتے ہین داہنے بائین طرف
اپنے مرتبہ کے اندازہ کے موافق قیام کرتے ہین اور جھروکہ کی برابر متصدیان مہمات
اپنے رتبہ کے موافق کھڑے ہوکر معاملات ملکی اور مالی کو عرض کرتے ہین منصبدارون
کی ملتمسات بذریعہ بخشیان عظام معروض ہوتین اور ایک جماعت اضافہ اور
خدمت سے سربلند ہوتی۔ صوبون اور اطراف ممالک سے جو امرا آتے وہ ملازمت
سے مشرف ہوتے اور جو گروہ کہ صوبجات اور خدمات پر متعین ہوتا اسکو اجازت
ہوتی اور میر آتش اور مشرف توپخانہ بخشیون کے ذریعے سے احدیان برق انداز
اور احدی بادشاہ کے روبرو کیے جاتے جنکو وہ رعایت کا مستحق جانتے
اسکے لئے التماس کرتے اور سرکار خالصہ کے معاملات کے متصدی جیسے میر سامان اور
دیوان بیوتات ہین اپنے مطالب طرح طرح کے عرض کرتے۔ بادشاہ ہر ایک کو فوراً
ایسا جواب دیتا کہ اسمین کسی کو مکرر پوچھنے کی احتیاج نہین ہوتی بڑے بڑے شاہزادون
کی اور حکام صوبجات اور فوجدارون اور دیوان اور بخشی اور اور مہمات کے متصدیون
کی عرائض اور پیشکشین گذرتین۔ بڑے بڑے امیرون کی عرائض کو بادشاہ خود مطالعہ
فرماتا اور اورون کی عرائض کی حقیقت کو ارباب التقریر عرض کرتے اور ممالک محروسہ کا
صدر کل صدور جزو کی عرائض اور احدیائین جو قابل عرض ہوتین معروض کرتا اور
سادات و مشائخ و فضلا و صلحا رمین اہل استحقاق کے احوال اور توابع کو عرض کرتا
اس جماعت کا مقصد حاصل ہوتا در خور استعداد نقد روپئے ہر ایک کو بادشاہ کے
روبرو دیتے۔ اور عرض مکرر کی خدمت کا متصدی مناصب جاگیر و نقدی اور
اقسام معاملات ابواب المال و ارباب التحاویل اور کل احکام مطاعہ کی یادداشتون کو
دوبارہ عرض کرتا اور اصطبل و فیل خانہ کے کارگذار گھوڑون اور ہاتھیون کی رسم

رسم معتاد کے موافق بادشاہ کے سامنے لاتے - یہ ضابطہ حضرت اکبر نے مقرر کیا تھا
کہ گھوڑے اور ہاتھیون کی تعداد معین جسکو معتاد کہتے تھے بادشاہ کے روبرو
کی جاتی اور جانورون مین اگر زبونی ولاغری ہوتی تو اس زر کی بازخواست ہوتی
جو سرکار سے بطور تنخواہ دواب کی خوراک کے لئے دی گئی ہے - داغ وتصحیحہ کے
متصدی امرا کے تابینون کو جنکے گھوڑون کا داغ وتصحیحہ تازہ ہوتا ہے مع
گھوڑون کے بادشاہ کے روبرو لاتے اگر آدمی یا گھوڑا زبون ہوتا تو تابین ناشی
عتاب بادشاہی مین معاتب ہوتا کہ پھر غفلت نہ کرے - بادشاہ یہان کبھی
چار گھڑی کبھی پانچ گھڑی بہ تقاضائے قلت وکثرت حوائج ومہمات کے ٹھیر کر
نشیمن خاص مین جاتا - جو عوام مین غسلخانہ کے نام سے مشہور ہے - حضرت اکبر نے
دیوانخانہ اور حرم سرا کے درمیان ایک خلوتگاہ بنائی تھی اس مین حمام تھا جسمین وہ
غسل کیا کرتا تھا جسکے سبب سے اُسکا نام غسلخانہ مشہور ہوگیا تھا - بادشاہ نے
اُسکا نام دولتخانہ خاص رکھا - یہان بعض مقربین ور دیوان اور بخشی آتے
تھے اور مطالب ضروریہ کو عرض کرتے تھے - بادشاہ اس جگہہ بعض ضروری عرائض
کا جواب خود لکھتا اور بعض مطالب جو بذریعہ وکیل یا وزیر عرض ہوتے وہ عرائض صوبہ داران
کے خدمت عرض کے متصدی عرض کرتے تو انکا جواب زبانی دیتا - دبیر اس کے
موافق فرمان لکھکر بادشاہ کے مطالعہ کے لئے پیش کرتے - اگر عبارت مین
کوئی غلطی یا مطالب مین سہو ہوتا تو بادشاہ اسکی اصلاح کر دیتا یا دشاہزادون
مین جو صاحب رسالہ ہوتا فرمان کی پشت پر اپنا رسالہ لکھکر مہر لگاتا اور رسالہ
کے نیچے دیوان اپنی معرفت لکھتا بعد اسکے یہ فرامین حرم مین جاتے اور انپر مہر
اوزک جو ممتاز الزمانی بیگم پاس رہتی تھی لگائی جاتی اس خلوت کدہ مین مہمات
خالصہ شریفہ اور تنخواہ ارباب مناصب کے باب مین دیوان عظام عرض کرتے
اور انکا انصرام ہوتا اور یہین صدر کل حوائج اصحاب استحقاق کو عرض کرتا

کسی جماعت کو زمین اور نقد روپیہ بعض کو یومیہ اسکی استعداد کے موافق مرحمت کرتا اور بعض کا دامن خزائن وزن اور تصدق کے روپیوں سے بھر کر انکی احتیاج دور کرتا۔ کچھ دیر صنعت گرون کی مرصع کاری و میناکاری کے کارناموں کو دیکھتا کارگاہ عمارت کے داروغہ معماران شگرف کار سے اتفاق کرکے آثار طرح عمارت کو نظر اصلاح مین لاتے۔ بادشاہ اسپر توجہ تام اس لئی کرتا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ ابنیہ رفیعہ و اماکن منیعہ اپنی خاوند کی علو ہمت اور دولت کو روزگار دراز تک بے زبانی کے زبان سے گفتار مین لاتے ہین اور اعصار دیر باز تک اسکی نام کی آبادگیری و زینت گستری و نزاہت پروری کو یادگار بناتے ہین اکثر منازل کو وہ خود طرح فرماتا جو طرح کہ چابک دست معمار بڑے فکر اور غور سے طرح کھینچتے اس مین بادشاہ بجا تصرف اور زیبا بازخواست کرتا اور جو طرح مقرر ہوتی اسکے احکام کی شرح آصف خان یمین الدولہ لکھتا جو عمارت کے متصدیوں اور معماروں کی دست آویز ہوتی۔ اس بادشاہ کے عہد مین تعمیر عمارت کی شان اس بلندی پر پہنچ گئی تھی کہ اہل جہان کو اسپر حیرت ہوتی تھی اسکی تفصیل اپنے محل پر کیجائیگی کبھی کبھی شکاری جانور پرندے اور درندے بادشاہ کی نظر کے روبرو ہوتے اور کچھ دیر دولتخانہ کے صحن مین گھوڑون اور انکے سوارون کا تماشا بادشاہ دیکھتا دن کی چار پانچ گھڑیاں ان مشاغل مین بسر ہوتین۔ روز چارشنبہ مین جھرو کہ درشن سے اٹھ کر دولتخانہ خاص مین بادشاہ جاتا اور اس روز یہان متصدیان عدالت اور ارباب فتویٰ اور چند فضلاء دیندار اور دیانت کار اور چند امراء جو بادشاہ کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے موجود ہوتے اور متکفلان عدالت ایک ایک دادخواہ کو بادشاہ کے روبرو لاتا۔ مدعی کا مدعا عرض ہوتا۔ بادشاہ نرم خوئی سے واقعہ کی کیفیت استفسار فرماتا۔ اور علماء کے فتویٰ کے موافق حکم دیتا اور اگر سیاست کرتا تو شارع کی اجازت سے اور اطراف کے جو دادخواہ ہوتے جنکے دعوے ان

فیصلہ سوا انکی سرزمین کے کہین اور صورت پذیر نہین ہوتا - وہان کے ناظمون کے نام فرمان
صادر ہوتے کہ دادرسی اور حق گزینی سے جھوٹ سچ کو سمجھ کر ظلم کا تدارک کرین اور ستمدیدہ
کی داد دین اور نہین تو متخاصمین کو دار الخلافہ کی درگاہ عدل و انصاف مین بھیجدین۔ دولتخانہ
خاص کے مشاغل سے فارغ ہوکر شاہ برج مین بادشاہ آتا - یہ شاہ برج دہلی و اکبرآباد
لاہور مین بنے ہوئے ہین اسمین سوائے شاہزادون کے اور چند مقربین کے کوئی
اور بے اجازت داخل نہ ہوتا یہانتک کہ خدمتگار بھی بے طلب نہین آتے اور بعض امور
بادشاہی جنکا اظہار صلاح دولت نہ ہوتا اور مضامین فرامین جو امراے دور دست
کو لکھے جاتے اور انکا اظہار مصلحت ملکی کے برخلاف ہوتا - انکے باب مین بادشاہ و
وزیر کے درمیان گفتگو ہوتی اور خالصہ و طلب تنخواہ ارباب مناصب کے مطالب ضروریہ
دولتخانہ خاص مین عرض نہ ہوتے تو انکو وزیر یہان معروض کرتے - اس باب مین بادشاہ
حکم دیتا - یہان بادشاہ دو تین گھڑی صرف کرتا اور کبھی اگر مقاصد زیادہ ہوتے تو زیادہ
دیر تک ٹھیرتا - دوپہر کے قریب بادشاہ محل مین داخل ہوتا اور ظہر کی نماز پڑھتا
اور وظائف سے فارغ ہوکر کھانا کھاتا اور قیلولہ کرتا - یہان حرم سرا مین بھی محتاجون
کی احتیاجین رفع کرتا - ستی النسا خانم کہ مزاج دانی اور شیوا زبانی و حسن خدمت و لطف
ادب کے ساتھ نواب ممتاز الزمانی بیگم کی خدمت مین مہم سازی و معاملہ پردازی کرتی
تھی وہ بیگم صاحبہ سے دردمندون کے مقاصد اور افتادون کے مقاصد عرض کرتی اور
وہ بادشاہ سے معروض کرتی - بادشاہ مستورات پراگندہ اوقات کے درخور حال مین
اور روزیانہ و زر نقد مرحمت کرتا اور بعض کنواری لڑکیون کا جنکا بے کسی کے سبب کار
عروسی سرانجام نہ ہوتا انکو زیور لباس و ضروری اسباب درخور اصالت و حالت
عنایت ہوتا اور ہمسرون مین اسکا نکاح ہو جاتا - ہر روز محل مین زر و زیور اور بہت
روپیہ خرچ ہوتے - عصر کی نماز کے بعد دولتخانہ خاص و عام کے جھروکہ مین بادشاہ
آتا اور اندازہ وقت کے موافق مہمات روائی ہوتی - کیچون کو جنکو ہندی زبان مین

ہو کی گھڑی ہین فور حوالہ کیا جاتا دولتخانہ خاص ہین مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی
جاتی خوب روشنی ہوتی اور یہان چار پانچ گھڑی مہمات سلطنت کے نظم ہین اشتغال ہوتا
اور کبھی اُس مکان ہین گوینده وسازندہ کے نغمات سُنتا۔ بادشاہ اس فن ہین جو
مستلذات ہین لذیذ ترین اور معقولات ہین دقیق ترین ہی خصوصاً نغمات ہندوستانی ہین
بڑی دستگاہ رکھتا ہے۔ سب جانتے ہین کہ حسن صورت کو خصوصاً جب وہ کیفیت نغمہ سے
تشکیف ہو دلربائی و خاطر کشائی ہین اثر عظیم ہے۔ اقوام ہین سے کوئی قوم موسیقی بغیر نہین
جنگلی آدمیون ہین بھی وہ موجود ہے وسعت دستگاہ اور اداہاے نازک کی فزونی
اور معانی رنگین و مضامین دلنشین کی فراوانی اور مراتب ناز و نیاز کی گذارش جو
ہندوستان کے نغمہ ہین ہین کہین اور نہین۔ غرض ہند کا جیسا نغمہ حسن عالمگیر ہے
ویسا ہی حسن نغمہ ہے اور نغمہ شناس اور حسن پرست دونو اس کے اسیر ہین۔ بادشاہ کی
محفل ہین بعض صافی دل صوفیون نے سماع و وجد ہین جانان کو آسانی سے جان
دیدی ہین کامون سے فارغ ہو کر بادشاہ عشا کی نماز پڑھتا ہے اور دولتخانہ خاص سے شاہ برج ہین جاتا ہے اگر کوئی
کام دولتخانہ خاص ہین انجام نہین ہوتا تو وزیر کل اور بخشیون کو بادشاہ طلب کرکے سرانجام
دیتا ہے۔ غرض وہ آج کا کام کل پر نہین ٹالتا بلکہ کل کا کام بھی آج کرتا ہے پھر
بادشاہ محل ہین جاتا ہے اور دو تین گھڑی گانا سنتا ہے پھر پلنگ پر لیٹتا ہے۔ جب تک وہ
سوئے۔ اہل مجلس پس پردہ کتب سیر و تاریخ و احوال انبیا و اولیا و وقائع سلاطین سابقہ
و حوادث خواقین سالفہ۔ جو پند پذیرون کے لئے تذکرہ بیداری اور بیدار بختون کے
واسطے تبصرہ ہوشیاری اور دستور العمل کلی و قانون شافی کردار و گفتار و باعث
عبرت و خبرت اصحاب بصیرت و بصارت کے ہین خصوصاً ظفر نامہ و واقعات بابری
پڑھتے ہین وہ دو پہر سوتا بادشاہ اکبر فرمایا کرتا تھا کہ جو اوقات کہ دادگستری
خلق پروری۔ انجام مہام جہانبانیان۔ وقضاے حوائج محتاجان۔ اسباب رضاے
الٰہی کے جمع کرنے کے لئے اور نعمت بادشاہی کے حق ادا کرنے کے لئے ہون

آصف خان یمین الدولہ اور شہزادون کا پادشاہ پاس جانا -

جشن اول نوروز - انعام اکرام ظفر خان کا کابل کا صوبہ مقرر ہونا -

افسوس ہے کہ وہ خواب غفلت مین بسر ہون

غرہ رجب ۱۰۳۷ کو آصف خان یمین الدولہ شاہزادون دارا شکوہ و محمد شجاع و اورنگ زیب کو لاہور سے ہمراہ لے کر دار الخلافہ اکبر آباد کے حوالی مین آیا بہشت آباد عرف سکندرہ مین بادشاہ کے حکم سے فروکش ہوا - ممتاز الزمانی بیگم بیٹون سے ملنے گئی - آصف خان نے اسکا استقبال کیا - ما بیٹون کے آپسمین ملنے سے وہ خوشی ہوئی کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا وہ ایک حالت وجدانی تھی نہ لسانی و بیانی دوسرے روز یہ سب بادشاہ سے آکر ملے - بڑی بڑی نذرین گذرین امرا کو مناصب و جاگیرین عنایت ہوئین آصف خان کو مہر اوزک جو ممتاز الزمانی پاس رہتی تھی عنایت ہوئی اور خدمت والا وکالت کی تفویض ہوئی لفظ عمو سے مخاطب ہوا -

روز دوشنبہ ۱۲ رجب ۱۰۳۷ کو نوروز ہوا - صحن دولت خانہ خاص و عام مین سایہ بان جسکا نام دل بادل ہے کھڑا ہوا اور اسکے گرد شامیانے طلا و نقرہ کے ستونوں کے کھڑے ہوئے زرنگار رنگ فرش اور گوناگون بساط بچھے اور دولت خانہ خاص و عام کے در و دیوار کی آرایش مخمل و زربفت سے و فرنگی پردون اور رومی و چینی دیباؤن سے اور گجراتی و ایرانی زربفتون سے ہوئی - بادشاہ تخت پر بیٹھا اسکے گرد شاہزادے اور امرا کھڑے ہوئے انعام و خلعت مرحمت ہوئے - لشکر خان سے جو بادشاہ نے نو لاکھ روپیہ لیا تھا وہ اسکو ادا کیا گیا - نذر محمد خان جب کابل پر آیا تھا جسکا ذکر آگے ہوگا ظفر خان ولد خواجہ ابو الحسن کو بدل دیا تھا اسکو پھر صوبہ داری کابل پر سرافراز کیا - ظفر خان نے درہ خرمانہ مین جو مضافات تیراہ مین ہے اس وقت کہ عبد القادر پسر احداد کو قتل کیا تھا جہانگیر کے مرنے کی خبر سنی تو یعقوب خان بدخشی و بالچو قلیچ و سعادت خان و عبد الرحمان ترنامی و معین خان بخشی اور ایک اور جماعت کو کابل مین بھیجدیا تھا اور خود پشاور مین آیا - ناظم مہمات کے بعد ہر سال کی رسم کے موافق کہ اس صوبہ کا ناظم قشلاق پشاور مین اور ییلاق

کابل مین بسر کرتا ہے کابل جانے کا ارادہ کیا - ہرچند تجربہ کارون نے اس بے ہنگام
جانے کو منع کیا مگر اسنے نہ سُنا - اور کوتل شادی کی راہ سے ہکتارو خیبر کو روانہ
ہوا - خردسالی اور ناآزمودہ کاری کے سبب سے اُسنے سفر مین احتیاط و حزم
نہین کیا - ارکزیون اور آفریدیون نے جو اس کوہستان پُر شعب نعان مین
اور ظاہر مین فرمان بردار و خدمت گذار اور باطن مین فتنہ جو و شورش پژوہ ہین
دزدی اور دست اندازی کی تلاش مین رہتے ہین اُنھون نے بر سر راہ لشکر شاہی
کو تاراج کیا اور اس سبب سے کہ سردار ناکردہ کار تھا بہت مال غارت ہوا - اور بہت
نقصان ہوا وہ اسکا کچھ چارہ نہ کر سکا - بادشاہ نے جشن نوروز کے دن خلعت دیکر اسے
صوبہ کی عظیم مہمات کے لئے روانہ کیا اور پندرہ ہزار سوار ساتھ کئے - عبد اللہ خان
اوزبک جو قید مین تھا اسکا قصور معاف کرکے رہا کیا پھر بادشاہ محل مین گیا اور
ممتاز الزمانی بیگم کو پچاس لاکھ روپیہ کے زیور اور عالم بیگم کو پچیس لاکھ روپیے کے جواہر
اور پچیس لاکھ روپیے کے مرصع آلات محمد دارا شکوہ و شاہ شجاع و اورنگ زیب و مراد بخش
و روشن آرا بیگم و ثریا بانو بیگم کو عنایت کئے غرض روز جلوس سے اس جشن کے
دن تک ایک کرور اسی لاکھ روپیہ کے جواہر و مرصع آلات خلعت و خنجر وغیرہ
انعام مین دیئے - ایک کرور ساٹھ لاکھ روپیہ تو ممتاز الزمانی بیگم اور شاہزادون کو دیا
اور بیس لاکھ روپیہ اور ملازمون کو دیا او ممتاز الزمانی اور شہزادون نے دس لاکھ
روپیہ نذر مین دیا آصف خان یمین الدولہ کو پچاس لاکھ روپیہ کی جاگیر دی اور منصب
ہزاری ذات و نہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مرحمت ہوا اس خاندان مین کوئی
امیر اس مرتبہ پر نہ پہنچا تھا -

پندرہ شعبان کو جسکی رات لیلۃ البرات مشہور ہے اور متبرک راتون مین شمار
ہوتی ہے اور ہندوستان ... اور محاسبان قضا مقدار عمر و مبلغ عمر تمام خلائق کے
لئے مقرر کرتے ہین صلحا اوسکو بالیلۃ القدر کی قدر و منزلت کرکے جاگ کر عبادت

شب برات

کرتے ہیں پادشاہ نے اس رات کو بڑی روشنی کرائی اور بہت روپیہ مستحقوں کو مرحمت کیا۔ ماہ رمضان میں پادشاہ نے علاوہ یومیہ مدد معاش کے تیس ہزار روپیہ نقد اہل احتیاج کو دیا۔ غرہ شوال کو عید ہوئی۔ پادشاہ گھوڑے پر سوار ہوکر عیدگاہ میں گیا اور نماز ادا کی اور آنے جانے میں بہت روپیہ نثار کیا۔ دریائی خان روہیلہ جسکو پادشاہ نے ایام شاہزادگی میں تربیت کیا تھا وہ جنیر میں پادشاہ سے جدا ہوکر خان جہان صوبہ دار دکن پاس چلا گیا تھا اور اس کورنمکی اور کافرنعمتی پر بس نہیں کی بلکہ اور فاسد اندیشے اور کاسد خیال کیئے جب شاہجہان پادشاہ ہوا تو عفو تقصیر کے لیئے وہ حاضر ہوا۔ شاہجہان نے عفو تقصیرات کو تکملات مراسم جہانداری و متممات مکارم فرمان گذاری جانکر اسکے جرموں سے چشم پوشی کی اور خلعت اور منصب چار ہزاری ذات و سہ ہزار سوار مرحمت کیا۔ اٹھارھوین رمضان کو آدھی رات کو جھجار سنگہ بندیلہ بھاگ گیا۔ نہم شوال کو مرزا رستم صفوی اور اسکے دو بیٹے مرزا مراد مخاطب بہ التفات خان اور مرزا حسن صوبہ بہار سے آئے۔ انکو خلعت مرحمت ہوا۔ مرزا بوڑھا تھا مرض نقرس میں مبتلا تھا ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ اسکا مقرر ہوا کہ وہ دار الخلافہ میں اپنی زندگی آرام سے بسر کرے۔

نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان کا کابل کا محاصرہ کرنا اور ناکام رجعت۔

نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان کو جہانگیر کے انتقال کی خبر پہنچی اور اسکو یہ معلوم ہوا کہ شاہجہان دکن میں جنیر کے اندر ہے اور ابھی وہ پادشاہ نہیں ہوا اور اس وقت ہرج مرج ہو رہا ہے اور سلطنت کے عقد میں خلل پڑ رہا ہے اور غرض پرستوں کی زیادہ سری و بیش طلبی سے سرحدوں کے نظم ونسق مختل اور مہمات ملکی و مالی مہمل معطل ہو رہے ہیں تو اسنے میدان خالی دیکھ کر اور فرصت کو غنیمت سمجھ کر ... ملک کابل اور اسکے مضافات پر ترکتاز کی باوجودیکہ اسکے بڑے بھائی امام قلیخان والی توران نے اسکو بہت تاکید کے ساتھ منع کیا مگر اسکا کہنا اسنے نہ مانا اور پندرہ ہزار سوار ازبکیہ اور ایماقان لے کر

کابل کی طرف روانہ ہوا۔ جب بادشاہ پاس خبر آئی کہ نذر محمد خان ولایت
کابل مین آگیا ہے اور قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اُسنے احتیاطاً سپہسالار مہابت خان
خانخانان کو اوزبکون کی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ بیس ہزار سوار اسکے ساتھ کئے
پہلے بھی لشکر بسرکردگی خواجہ ابوالحسن مشہدی مخاطب بہ لشکر خان کابل روانہ ہو چکا تھا
جب مہابت خان سہرند مین آیا تو معلوم ہوا کہ اوزبک فرار ہو گئے تو بادشاہ
نے اسکو اپنے پاس آنے کا حکم دیا اور معتقد خان لاہور سے جہانگیر کی پردگیان حرم سرا
کو دار الخلافہ مین لانے کے لئے روانہ ہوا۔ نذر محمد خان کے بھاگنے کا حال یہ ہے کہ ولایت
کابل کی سرحد مین جب نذر محمد خان آیا تو اول ضحاک و بامیان کی نواحی مین آیا
اور قلعہ ضحاک کی تسخیر کو پیش نہاد خاطر کیا۔ اس سرزمین کا کوئی قلعہ سختی و دشواری
مین قلعہ ضحاک کی برابر نہین ہے اُسنے اپنی بیٹے عبدالعزیز سلطان کو عبدالرحمن کے
اتالیق اور چند اور کار آزمودہ بہادرون کے ساتھ پہلے روانہ کیا اور پیچھے خود روانہ
ہوا۔ خنجر خان ترکمان قلعہ دار ضحاک نے خوب مقابلہ کیا اور اوزبکون کو خوب مارا
اور انکو بھگا دیا۔ نذر محمد خان نے انکو بڑی سرزنش و ملامت کی۔ ۱۵ رمضان کو
امرائے مذکور نے چارون طرف سے قلعہ پر حملہ کیا مگر خنجر خان نے اپنی دلاوری
سے سب کو ہزیمت دی۔ جب نذر محمد خان نے جانا کہ قلعہ آسانی سے ہاتھ
نہین آسکتا تو اسنے یہ ارادہ کیا کہ قلعہ کابل کو کہ بظاہر خالی ہے چل کر لے لیجے
جب وہ ہاتھ آجائیگا تو اور قلعون کا ہاتھ آنا آسان ہوگا وہ اس ارادہ سے روانہ
ہوا۔ غوربند و چاپک کاران اور اسکے اطراف کی راہ بند کی گئی تھی ناچار
اسنے سیاہ سنگ سے کابل کا آہنگ کیا اور نواح بلغان مین آیا اور سنگر لمغان
و بلند اکو توڑا (سنگر عبارت اس سے ہے کہ کوہسارون کی تنگناؤن مین
دیوار پتھرون کی بنا کر پناہ گاہ بنائین) ولایت مین داخل ہوا اور سرزمین
مین جسمین مسلمان رہتے تھے انکو بالکل لوٹ لیا۔ جو کچھ ہاتھ آیا لے لیا استاراج و اسیر

کرنے کے بعد کابل کی طرف متوجہ ہوا۔ شہر سے پانچ کوس پر آیا اور مکر و تزویر سے اُس نے
مکاتیب طرح طرح وعد و عید و بیم کے بندہاے پادشاہی اور اہالی دیوانی پاس صالح
ایسک قاسی وغیرہ کے ہاتھ بھیجے۔ یعقوب بدخشی و بایچو قلیچ خان و شمشیر خان منین خان
و عبدالرحمن ترباتی اور امرا نے دروازہ دہلی کے باہر انجمن مشورہ کرکے ان فرستادون
کو اپنی محفل مین طلب کیا اور مراسلات کے مضمون پر مطلع ہو کر سب نے کہا کہ ہم
فدویون کی جب تک جان باقی ہے اپنے پادشاہ کے دشمنون سے لڑنے مین جان نثاری
کے سوا اور کوئی کام نہین کرینگے بمقتضاء الدین النصیحۃ ہم تمکو نصیحت کرتے ہین
کہ اہل قلعہ کی کومک کو لشکر عنقریب آنیوالا ہے تم اس قلعہ کی تسخیر کی ہوس نہ کرو اور
اپنی ملک کو مراجعت کرو۔ اگر لشکر آگیا تو پھر تمکو اپنے گھر پہنچنا میسر نہ ہوگا اور اگر ہوگا
تو بدشواری و خواری۔ ایلچیون نے یہ حال جاکر نذر محمد خان سے کہا اُسنے پنجم ماہ
شوال ۳۷ سنہ کو قلعہ کابل کو چارون طرف سے گھیر لیا اور ہر روز یورش ہوتی اور
طرفین سے کشش و کوشش ہوتی اور غالب و مغلوب ہوتے۔ جب ملچار
خندق کے کنارہ پر پہنچ گئے تو ایک دن میر موسی نے قلعہ سے باہر نکل کر دشمنون
پر بہادرانہ حملہ کیا اور انکے سر کوبون کو خاک کی برابر کیا اور فتح پائی اور بہت سے
ہتھیار چھین لئے۔ مگر خود قتل ہوا۔ غرض تین مہینے تک محاصرہ رہا۔ آخر کو پادشاہی
لشکر غالب رہا۔ لشکر خان جب پشاور مین آیا تو اسنے اپنے بیٹے سزاوار خان کو لشکر
کے ساتھ آگے روانہ کیا ظفر خان بھی جو پادشاہ کے حکم سے اس خدمت پر مامور
ہوا تھا پشاور سے اپنی افواج کے ساتھ لشکر خان کے استصواب سے بطور منقلا کے
سزاوار خان کے بعد روانہ ہوا اور چار پانچ دن مین جلال آباد مین آیا۔ اور
گندمک مین پہنچا جب لشکر اوزبک مین لشکر خان کے آجانے کی خبر آئی تو اسکو
کمال ترس و بیم ہوا جب لشکر خان موضع تاریک آب مین کہ کابل سے بارہ کوس پر ہے
آگیا تو نذر محمد خان کو اسکی اطلاع ہوئی اور اُس نے سُنا کہ مہابت خان کو

بھی لشکر کے ساتھ روانگی کا حکم ہوا ہے تو اسنے سوچا کہ لشکر پے در پے چلا آتا ہے
اس صورت میں کارگری سے اور چارہ چارہ سازی تدبیر سے باہر ہو جائیگا
بھاگنے کو بھی جگہ نہ رہیگی مناسب ہے کہ عقل کے موافق کام کیا جائے انجمن مشورہ کو
منعقد کیا۔ رد و قبول کے بعد یہ بات قرار پائی کہ صلاح وقت یہ ہے کہ لشکر شاہی سے
مقابلہ کیا جائے اسنے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا اور وہ موضع نگرامی میں آیا لشکر خان بھی
نگرامی کو روانہ ہوا اور اسنے اپنے ہراول کو حکم دیا کہ فوراً غنیم کی طرف متوجہ ہو۔
نذر محمد خان یہ حال دیکھ کر سست ہوا اسکے لشکر میں لٹیرے بہت تھے وہ کابل کے
محاصرے میں جو تین مہینے رہا پراگندہ ہوگئے تھے اب نذر محمد خان پاس آٹھ ہزار
سوار رہ گئے اس سبب سے بھی اسکے ثبات قدم میں تزلزل ہوا۔ ۹ محرم سنہ ۳۸ کو بھاگنے
کو غنیمت جانا اور غوری کی راہ سے تین روز میں پندرہ روز کی راہ طے کر کے
نواحی بلخ میں پہنچا اور لشکر خان ۱۶ محرم سنہ ۳۸ کو کابل میں داخل ہوا اس فتح کی
تاریخ لفظ لشکر فتح ہوئی اسنے تمام حال فتح کا بادشاہ کو لکھا نذر محمد خان نے
کابل کی رعیت اور باشندوں کو سخت اذیت دی تھی اور قزاقی کے طریقہ سے
اس دیار کے سادات و شرفاء و صلحاء و علماء و مشائخ کو بہت ستایا تھا تین مہینے
تک محصوروں اور رعایاء ناگذار پر کمال صعوبت گذری تھی بادشاہ نے اس ظلم
پر اطلاع پاکر ایک لاکھ روپیہ قاضی زاہد کے ساتھ کابل روانہ کیا کہ سادات و شرفاء
و صلحاء جو لٹ گئے ہیں اونکو دیدے۔ باوجود فتح کے بادشاہ کو مسلمانوں پر ظلم ہونے
سے ملال ہوا۔

کہتے ہیں کہ نذر محمد خان کو اس غارتگری میں بلخ و بدخشان
کے ایک سال کے محصول سے دو چند سہ چند مال ہاتھ آیا
ولایات بلخ و بدخشان اور اس کے اعمال اور بالکل
ماوراء النہر و ترکستان . . . . . . . . . . .

جوان دو بھائیون نذر احمد خان و امام قلی خان پاس ہین ان کے دفاتر کی نقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہمہ جہت مال.. وجوہات و سائر جہات و نقدی و غلہ و جمع خراج و ارتفاعات و زکوۃ قریباً ایک کرور بیس لاکھ سکہ حالی ہے جو یہان رائج ہے جسکے ہندوستان کے تیس لاکھ روپئے ہوتے ہین انمین سے ١٦ لاکھ روپئے امام قلیخان کے مداخل کے اور چودہ لاکھ روپیہ نذر محمد خان کے محاصل کے ہین ان دونو بھائیون کی آمدنی خاندوران بہادر نصرت جنگ صاحب صوبہ مالوہ کی برابر ہے ان دو بادشاہون کی آمدنی ہندوستان کے ایک صوبہ.. کی برابر ہی اصفخان کی جاگیر ہر سالہ پچاس لاکھ روپیہ کی ہے۔ ہر ایک بھائی کی آمدنی سے ساڑھے تین گنی بلکہ زیادہ۔ غرض ہندوستان کی آمدنی سے ایران توران کی آمدنیون کو کچھ نسبت نہین ہے۔ جو ہندوستان کے مسلمان بادشاہ کی آمدنی تھی وہ کہین اور مسلمان بادشاہ کی آمدنی نہین ہوئی سہرند کو پہلے سرہند کہتے تھے اور اب بھی سرہند کہتے ہین سلاطین غزنویہ کے زمانہ مین یہین تک ملک قبضہ مین تھا اس سے آگے ہندوستان کے فرمانروا سلطنت کرتے تھے اس لئے سرہند کا نام اسم بامسمی تھا جب سارا ہندوستان مسلمانون کے قبضہ مین آگیا تو اسکا نام سرہند سے بدل سہرند رکھ دیا۔

پہلے بادشاہون کے زمانہ مین دیوان عام مین جب بادشاہ دربار کرتا تو بندگان شاہی کے سر پر کوئی سایہ ایسا نہ ہوتا تھا کہ دہوپ و مینہہ سے بچاؤ ہوتا اس لئے بادشاہ نے حکم دیا کہ عمارت عالی چہل ستون بنائی جائے کہ دیوان عام مین بیٹھنے کے وقت تابش آفتاب اور زحمت نزول کی امراء کے لئے زحمت نہو۔ یہ عمارت حضور کہ دولتخانہ خاص و عام مین ستر گز لمبی و بائیس گز چوڑی چالیس روز مین بادشاہ کی مرضی کے موافق تیار ہوئی۔ اس ایوان کے تین طرف راہین ہین جن مین سے امراو خدمت پیشہ و منصبدار روشناس آنے جاتے ہین ایک چاندی کا کٹہرا

سہرند پہلے سرہند تھا

دیوان چہل ستون کی تعمیر

جسکو ہندی مین کٹہرہ کہتے ہین لگایا گیا ہے۔ اس ایوان مین ہر امیر کے لئے ایک جگہ معین ہے زیادہ تر امیر اس محجر سے پیٹھ لگاکے اور بعض زیادہ تر مقرب امیر دوستون سے جو جھروکہ کے نزدیک ہین کھڑے رہتے ہین۔ قور بردار زرین علم بدرو طوغ و قورخاصہ لیکر بائین طرف پشت بدیوار قیام کرتے ہین۔ اس عمارت کے آگے ایک صحن وسیع ہے اسکے گرد ایک رنگین چوبین محجر ہے اور اسپر مخمل و زربفت کا سایبان لگاتے ہین اس مین منصبدار دو صدی سے زیادہ اور احدی کماندار و تفنگچی اور کچھ تابین امرا کے بار پاتے ہین دولتخانہ خاص و عام اور ان دونو محجرون کے دروازون پر گرز بردار دربان اور یساولون کا پہرہ رہتا ہے وہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے ہوتے ہین دہ یکتائونکو اور انکو جنکا مرتبہ آنے کا نہ ہو روکتے ہین۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ لاہور مین بھی جھروکہ دولتخانہ خاص و عام کے سامنے اسی طرح کا ایک ایوان بنایا جاے اور شاہجہان کی عمارت تمام کرین۔

امام قلی خان والی توران نے جہانگیر کی حیات مین اس مضمون کا عریضہ بھیجا تھا کہ شاہ عباس نے فرصت مین قندھار پر تصرف کیا ہے۔ اگر بادشاہزادہ شاہجہان کو مہم تسخیر قندھار پر مامور فرمائین تو ہم دونون بھائی جنکو آپ اپنا فرزند جانتے ہین رفاقت کرکے قندھار کو تصرف مین لاکر ماوراءالنہر و بلخ و بدخشان کو تصرف مین لائین اور ان ولایات مفتوحہ مین سے جو کچھ حضور عنایت فرمائینگے اسپر قناعت کرونگا اور ہمیشہ ملک قدیم و جدید کی امداد و اعانت مین کوشش کرونگا جہانگیر اس نامہ کے مضمون پر مطلع ہوکر اس کام کے لئے لشکر آمادہ کرتا تھا کہ اسکو موت آگئی جب شاہجہان نے جلوس کیا تو باوجودیکہ نذر محمد خان اسکے بھائی نے کابل مین تاخت و تاراج کی تھی مگر امام قلیخان نے پھر مضمون مذکور تحریر کیا اور خواجہ عبدالرحیم تورانی سے بادشاہ کے حضور مین آیا مگر خواجہ اس جہان سے اس جہان کو چلا گیا اس سبب سے جواب مین تاخیر

ہوئی - مقدمہ کابل کی رفع حجاب کے لئے بادشاہ نے جواب لکھا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے جواہر و آلات مرصع اور نقد حکیم محمد صادق پسر حکیم ہمام کے ہاتھ روانہ کئے اور خواجہ محمد صادق پسر خواجہ عبدالرحیم مرحوم کو بیس ہزار روپیہ صاحبقران کے روضہ کے مجاوروں کے لئے دے کر حکیم کے ساتھ روانہ کیا اور دس ہزار روپیہ انعام خواجہ حسن برادر کلان خواجہ کو انعام دیا اور یہ نامہ لکھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ آپکا گرامی نامہ محرک سلسلہ مصادقت ہوا اسکے جواب میں دو وجوہ سے تاخیر ہوئی - اول خواجہ عبدالرحیم کے فوت ہونے سے دوم نذر محمد خان کا بے فکری اور ناتجربہ کاری کی سبب سے جو ایام شباب کے لئے لازم ہے کابل کی تاخت و تاراج کرنا - امید ہے کہ ہمیشہ یہی طریقہ برادرانہ ہمارے تمہارے درمیان جاری رہے -



نرسنگھ دیو بندیلہ جہانگیر کی ایام شاہزادگی سے خدمت میں رہتا تھا اور شیخ ابوالفضل کو قتل کرکے اسنے محرمیت اور اعتبار کو بہت بڑھایا تھا - آخر سلطنت میں بادشاہ کی علالت کے سبب سے انتظام سلطنت میں خلل پڑا اور امرا کو طمع اموددیہ بردار سکار ٹھیرا اور باز پرس کا ہنگامہ افسردہ اور بازخواست کا بازار کساد ہوا تو اسنے رشوت کو دست آویز بنا کے ان زمینداروں کی محال پر جو اسکی ولایت کی حوالی میں تھیں دست تعدی و تطاول دراز کیا - ثروت و مکنت . و خزائن و دفائن اور مواد جمعیت و دستگاہ و ولد بسیر حاصل اور سپاہ ایسی بہم پہنچائیں کہ سارے ہندوستان میں کسی راجہ کے پاس نہ تھیں وہ جہانگیر کے مرنے سے تین چار مہینے پہلے مرگیا ججھار سنگھ اسکا بیٹا اسکا جانشین ہوا - باپ نے جو املاک و اموال اس مدت مدید میں جمع کئے تھے وہ یکبارگی بے محنت اس ناخلف کو ہاتھ لگے شاہ جہان بادشاہ ہوا سلطنت میں تشخیص معاملات و تنقیح مہمات ہونے لگیں جسسے بیم و امید پیدا ہوئے ججھار سنگھ کے دل میں ایسے توہمات باطل اور تخیلات لاطائل پیدا ہوئے کہ وہ آدھی رات کو دارالخلافہ اکبرآباد سے اپنے وطن کو بھاگ گیا

اسکو اپنی دولت موفورہ اور قلاع حصینہ اور اشجار متراکمہ جسکی حفاظت مین اس کے باپ دادا برسون رہی تھے غرور تھا وہ بھاگ کر اوندچھہ مین جو اسکی پناہ جائے تھی پہنچا۔ لشکر کو تیار اور قلعون کو مستحکم اور اسباب قلعہ داری کو جمع اور مداخل و مخارج کو محکم کرنے لگا اور مفسدان مردم آزار کا طریقہ اختیار کیا۔ رعایا و مسافرون کے ملک و مال پر دست اندازی کی۔ جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے خانخانان مہابت خان سپہ سالار کو دس ہزار سوارون اور پانچ ہزار بندوقچیون اور پانچسو بیلدارون و تبردارون کو گوالیار کی راہ سے اسکے تعاقب مین بھیجا۔ سید مظفر بارہ و اسلام خان و دلاور خان و سردار خان و راجہ رام داس و نظر بہادر اور دس اور امیر اسکے وطن کے خراب کرنے اور اسکے استیصال کے لئے تعین کئے اور مہابت خان کو ایک لاکھ روپیہ دیا خانجہان لودی صوبہ دار مالوہ کو حکم ہوا کہ اس صوبہ سے اپنے ہمراہیون اور کمکیون کو لیکر مہابت خان کی کمک کرے۔

بہارت سنگہ بندیلہ جو اس ولایت کے ارث کے سبب سے ججھار سنگہ سے عداوت رکھتا تھا اسکو بھی اس مہم مین شریک کیا عبد اللہ خان فیروز جنگ مامور ہوا کہ کالپی کی سپاہ اس ملک مین لے جائے اور بہادر خان روہیلہ کو حکم ہوا کہ دو ہزار بندوقچی اور بہت سے بیلدار و تبردار لے کر جانب شرقی سے اوسکی گوشمالی کرنے کے لئے روانہ ہوا اور یمین الدولہ کی فوج مین سے دو ہزار سوار بسرداری محمد باقر بھیجے گئے غرض کل لشکر ۲۷ ہزار سوار و ۶ ہزار تفنگچی ۵ سو بیلدار اس راجہ کی استیصال کے لئے روانہ ہوئے اسکے بعد بادشاہ خود شکار کے لیے اس دیار کی طرف روانہ ہوا۔ فتح پور مین آنکر سال سی و نہم عمر کا جشن وزن قمری کیا اول ربیع الثانی سنہ ۱۰۳۸ کو یہ مجلس آراستہ ہوئی۔ انعام اکرام بہت کچھ ہوا۔ پھر جشن سے فارغ ہوکر سیر و شکار کے لئے قلعہ گوالیار کی طرف متوجہ ہوا۔ قلعہ کے مکانون کی سیر کی۔ قیدیون کے مکان پر گذر ہوا انکے حال پر رحم آیا۔ سوائے چند آدمیون کے جنکا حبس دائمی شرعاً

عرفاً واجب لازم تھا قید رکھا اور باقی کو جو عذاب شدید میں گرفتار تھے خلاص کیا لشکروں نے جھجھار سنگھ کے قلعہ کو جاکر گھیر لیا اور اسکے آدمیوں کو قتل کرنا شروع کیا بادشاہ کے گوالیار میں آنے سے قلعہ کشا سپاہ کو تقویت ہوئی اور جھجھار سنگھ کا دل شکستہ ہوا وکیل زبان فہم کو بھیجکر معروض کیا کہ اگر میری تقصیرات اور گناہ معاف ہوں تو پھر میں نافرمانی نہیں کرونگا اس ضمن میں یہ خبر آئی کہ عبداللہ خان و بہادر خان رہیلہ و بھارت سنگھ بندیلہ نے قلعہ ایرج کو فتح کر لیا اور تین ہزار آدمیوں کو قتل کیا بادشاہ نے بھارت سنگھ بندیلہ کو نقارہ سے بلند آوازہ کیا لشکر جھجھار سنگھ کا بھی کام تمام ہوتا کہ مہابت خانخانان نے بادشاہ سے اسکی تقصیرات کو معافی کی درخواست کی بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ ہمارے پاس آنکر آستان بوسی کرے۔

پہلے بیان ہوا ہے کہ جہانگیر کے مرنے کے بعد اور شاہجہان کے تخت پر بیٹھنے سے پہلے خان جہان لودی نے تمام محال بالاگھاٹ کو نظام الملک کے حوالے کر دیا تھا جب شاہجہان بادشاہ ہوا تو اُس نے نظام الملک کو فرمان بھیجا کہ بالاگھاٹ کی محال جو پہلے ہماری سلطنت سے متعلق تھی اور بدنظمی کے سبب سے تم اسپر متصرف ہوگئے تھے اس سے دست کشی کرکے پھر اولیاء دولت کو بازگشت کرو اور فرمانبرداری اختیار کرو اور خودسری و خودکامی کو چھوڑو۔ اگر ان محال کے چھوڑنے میں اہمال کروگے تو خان زمان کو جو اپنے باپ کی جگہ نیابت میں کام کر رہا ہے حکم دیا جائیگا کہ وہ لشکر کو لیکر بالاگھاٹ پر متوجہ ہو اور ان محال کو تمہارے تصرف سے نکال لے اور سرکشی کی سزا دے نظام الملک نے بادشاہ کے حکم کی اطاعت کی اور بالاگھاٹ کے اماکن کو بندہای بادشاہی کو حوالہ کیا اور عرض کیا کہ سید کمال قلعہ دار بیرا اپنا قلعہ بادشاہی آدمیوں کو نہیں حوالہ کرتا جب نظام الملک کی عرضداشت آئی تو یہ حکم ہوا کہ خانزمان لشکر لے جاکر

نظام الملک سے بالاگھاٹ کا چھڑانا۔

بیر کو جسکی آمدنی دس کروڑ دام کی ہی تسخیر کرے۔ جب وہ لشکر لیکر آیا تو سید کمال نے قلعہ اسکو حوالہ کر دیا پھر خان زمان برہان پور کو چلا گیا۔ جسوقت خان زمان بیر کی تسخیر پر متوجہ ہوا تو نظام الملک نے حیلہ سازی و مکر پردازی سے ساہو جی بھونسلے کو چھہ ہزار سوار دیکر دولت آباد سے روانہ کیا کہ خاندیس کے ملک مین شورش برپا کرے جسمے شاید قلعہ بیر کی فتح مین التوا ہو دریای پہیلہ جو لیشا دوہ کا جاگیردار تھا ہوا اور سیل کی طرح دوڑا اور اس لئے ان سرکشون کو میان دواب تلپتی اور نربدا مین گھیر کر ملک سے باہر کر دیا اس سال مین پادشاہ نے چار لاکھ ایک سو بیس مع منع در و لبست علاوہ بہت سی نقد کے بوسیلہ صدر کے طبقہ ارباب استحقاق کو مرحمت کی

## واقعات سال دوم جلوس ۱۰۳۸ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۶۲۸ء

غرہ جمادی الثانی ۱۰۳۸ھ کو سال دوم جلوس کا آغاز ہوا۔ اس تاریخ مین معتقد خان جہانگیر کے مستورات حرم کو لاہور سے اکبرآباد مین لایا تھا گوالیار مین استان لعبی ہوا سو تاریخ کو عمر کے ۳۷ سال ختم ہونے اور ۳۸ سال کے شروع ہونے پر شمسی وزن ہوا ایک مرتبہ سونے سے اور دوسرے مرتبہ چاندی سے اور دس بار اور اجناس سے بادشاہ نے اپنے تئین تولا ان اشیا کو بخشش کر دیا۔ اگرچہ بادشاہ سلخ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ کو پیدا ہوا تھا مگر یہ مقرر ہوا تھا کہ اگر اس تاریخ کو اوضاع فلکی کے موافق ساعت مین ضعیف ہو تو مجلس جشن عید وزن کے اندر کسی اور تاریخ مین منعقد ہو۔ ۳۰ کو بادشاہ نے گوالیار مین ۳ روز رہ کے اکبرآباد کی طرف مراجعت کی اور ۳ ماہ ۷ روز بعد بادشاہ دار الخلافہ مین آیا اس تاریخ مین مہابت خان جو بندیلہ کی مالش کے لئے مقرر ہوا تھا وہ بادشاہ کی خدمت مین آیا اور اس نے عرض کیا کہ ججھار سنگھ کو کورنش کی اجازت ہو۔ بخشیان عظام کو حکم ہوا کہ اسکو لائین مہابت خان نے فوطہ اسکی گردن مین ڈالا اور اسکے دو نوسرے اپنے

ججھار سنگھ کا باغی ہونا

ہاتھ مین پکڑے گناہ گارون کے طور پر حضور کی پیشگاہ مین عفو گناہ کے لئے پیش کیا اُس سے ہزار مہر نذر مین لیگئین اور پندرہ لاکھ روپیہ جرمانہ کے طور پر لیا اور اُس کے تمام ہاتھیون مین سے چالیس ہاتھی چھانٹ کر لئے اور حسب الحکم اہل دیوان نے اسکی تمام جاگیر مین سے منصب چار ہزاری چار ہزار سوار کے موافق جاگیر واگذاشت کی اور اوسکی باقی جاگیر خانجہان و عبداللہ خان بہادر و سید مظفر خان و بھارت سنگھ بندیلہ اسکے بھائی کو مرحمت ہوئی اور یہ حکم ہوا کہ جھجہار سنگھ دو ہزار سوارون و دو ہزار بندیلہ پیادون کے ساتھ دکن مین خدمات بجا لائے اور اپنے ہمسایہ کے محالات جو اس نے ظلم و ستم سے اپنے قبضہ مین کر لی تھین انکو بالکل چھوڑ دے اور کبھی پھر اونکو ہاتھ نہ لگائے۔

جشن نوروز و تعین خیرات۔

۲۴ رجب ۱۰۳۸ کو نوروز ہوا اس روز مہد علیا ممتاز الزمانی بیگم کا دس لاکھ روپیہ پر ایک لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا۔ مہابت خان خانخانان دکن کا صوبہ دار ہوا۔ دیوانی کل علاقے افضل خان شیرازی کو مرحمت ہوئے اسکی وزارت کی تاریخ ع شد فلاطون وزیر اسکندر * ہوئی وہ دار العلم شیراز سے تعلیم پاکر ہندوستان مین آیا تھا اور میر سامانی کے مہام میر جملہ کو جسکا نام محمد امین تھا عنایت ہوئی۔ ۲۷ رجب کو بادشاہ نے دس ہزار روپیہ مستحقون کو خیرات کئے اور یہ مقرر ہوا کہ ہر سال یہ روپیہ اس شب متبرک کو اور دس ہزار روپیہ ۱۵ شعبان کو اور تیس ہزار روپیہ ماہ رمضان مین اور دس ہزار روپیہ عشرہ محرم مین اور دس ہزار روپیہ بارھوین ربیع الاول کو محتاجون اور نیازمندون کو دیا جائے اسکے عہد مین ساری یہ خیراتین جاری رہین۔

ہجوم ازبکان۔

ان دنون مین کابل کے وقائع نویس کے نوشتہ سے بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ لشکر خان صوبہ دار کابل نے ایک جماعت لشکر کو بسر کردگی یالجو قلیچ و خنجر خان و عوض بیگ قاقشال کے بامیان کے قلعہ کی تاخت کے لئے بھیجا۔ سرحد کابل د

بلخ پر یہ پرانا قلعہ ویران پڑا تھا - جب نذر محمد خان نے کابل سے غوربند کی راہ سے فرار کیا تو یلنگتوش نے اثناء مراجعت مین راہ ضحاک مین اپنے ایماقات مین سے اس قلعہ مین اوزبکون کا ایک گروہ چھوڑا اور اسکے حکم سے اوزبکون نے قلعہ کی مرمت کی اور آذوقہ جمع کیا جب فوج شاہی قلعہ ضحاک مین پہنچی تو یہ اوزبک قلعہ بامیان کو چھوڑکر بھاگ گئے - پادشاہی لشکر نے وہان پہنچکر اُس قلعہ کو بالکل مسمار کردیا -

محمد اکبر شاہ غازی پاس چھہ ہزار ہاتھی تھے مگر ایک ہاتھی اُنمین سفید ہاتھی نہ تھا - سفید ہاتھی کی تمنا مین اسکی عمر ختم ہوگئی اور وہ نہ ہاتھ لگا - ان دنون مین خواجہ نظام تاجر جو نیا دہ پیگو وچہی کی طرف گیا وہان ایک ہاتھی جسکا رنگ مائل بخاکستری تھا خریدا - اگرچہ وہ بہت لاغر تھا مگر ندرت رنگ کے سبب اسکو مول لیا اور ہندوستان کا ارادہ کیا - بارہ سال یہ ہاتھی اس پاس رہا - روز بروز رنگ اسکا سفید ہوتا گیا - جب دلیر خان کو جسکی جاگیر مین یہ سوداگر بد لتون رہا تھا - اس ہاتھی کی خبر ہوئی تو اسنے اس کمیاب گران بہا جانور کو خاطر خواہ قیمت سوداگر کو دیکر خریدا اور بطریق پیشکش کے پادشاہ پاس بھیجا جسنے اسکا نام گج رتن رکھا -

پنجم صفر کو یمین الدولہ نے دو زنار دار برہمنی پادشاہ کے روبرو پیش کئے اور عرض کیا کہ یہ دونو دس ہندی بیتین جو دس شاعرون نے تازہ کہی ہون اور کسی نے نہ سنی ہون ایک دفعہ مین سنکر یاد کرلیتے ہین اور ان ابیات کو اس ترتیب سے کہ شعرا نے پڑھے ہین از بر سنا دیتے ہین اور دس بیتین اس وزن اور مضمون کی بدیہہ کہہ دیتے ہین اسکا امتحان ہوکر دونو کو خلعت اور ہزار ہزار روپیہ انعام دیا گیا -

خان جہان لودی جسکا اصل نام پیرم یا پیرا تھا - جہانگیر کی سلطنت مین ادنی درجہ سے اعلی مرتبہ پر پہنچ گیا تھا - یہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ جب دکن مین شورش ہوئی اور وہ دکن کا صوبہ دار تھا تو اُسنے نظام الملکیون سے سازش کرکے ولایت بالاگھاٹ چھہ لاکھ ھن کی طمع مین آنکر دیدی جسکی ۵۵ کروڑ دام کی جمع تھی اور کروڑون ہون

فیل سفید و دو ہندی گو

خان جہان لودی کی بغاوت اور مارا جانا اسکا مع اسکے لڑکون

اور لاکھون سادات واشراف آدمیون کی جانون کے عوض مین دو بادشاہون کو ہاتھ لگی تھی جب شاہجہان نے اکبرآباد آنے کا قصد کیا تو جہان نثار خان کے ہمراہ فرمان طلب اپنے دستخط خاص سے لکھکر بھیجا اور اسکو تکلیف رفاقت ازراہ لطف کی اسکے جواب مین کلمات لایعنی اور لغو زبان پر لایا اور حکم بجا نہ لایا اور اسکے سوا تناظر فی یہ کی کہ برہانپور سے مالوہ مین آیا اور بعض محالات کو تاخت وتاراج کیا اور منڈو کا محاصرہ کیا جب شاہجہان کے جلوس کی خبر اُسنے سُنی اور راجہ جے سنگہ و گج سنگہ اور بہلول وغیرہ اسکی ہمراہی سے جدا ہوئے تو اُسنے محاصرہ چھوڑا اور برہان پور مین چلا گیا اور بعد ازان اُسنے بادشاہ کو عریضہ لکھ بھیجا جس مین جلوس کی تہنیت دی اور ایام گذشتہ کے افعال کی ندامت کا اظہار کیا۔ اگرچہ بادشاہ جانتا تھا کہ اسکے زبان و دل متفق نہین ہین مگر وہ عذر خواہ ہوا ہے اُس لئے اپنی خطا بخشی وجرم پوشی کی وجہ سے صوبہ برہان پور و برار پر چند مدت کے لئے بحال کر دیا اور جب مہابت خان کو دکن کا صوبہ دار مقرر کیا تو اُسکو مالوہ کی صوبہ داری پر سرفراز کیا پھر وہ مہم جھجہار سنگہ کی کوہات کے لئے مقرر ہوا اور فتح کے بعد بادشاہ کے حضور مین آیا۔ بادشاہ کوئی کم التفاتی کی بات زبان پر نہ لایا۔ بلکہ اُسکے حال پر اس قدر التفات کیا کہ وہ کینہ خواہ ظاہر بینون کے لئے بہت عجیب وغریب تھا۔ مگر مشہور ہے کہ الخائن خائف (خیانت کرنے والا خوف کرنیوالا ہوتا ہے) وہ اپنی تقصیرات سے جو اندازہ تحمل سابق سے زیادہ تھین ترسان ولرزان رہتا تھا۔ اُسکے بیٹون کا ہمدم وہم بزم مخلص خان کا بیٹا لشکری تھا۔ اُس نے خوش طبعی کے طور پر دوستی کے اظہار کے لئے اُنسے کہا کہ باوجود ان تقصیرات کے بادشاہون کی تدابیر سے غافل رہنا اور اندیشہ انتقام سے فارغ ہونا حزم و دانائی سے باہر ہے آجکل مین تمہارے اعمال ناصواب کی سزا تمہاری حال پر عائد ہوگی۔ اس ذکر پر بیٹون نے خانجہان خان کو مطلع کیا ہے بیکین کار اس تذکرہ سے متوہم ہوا اور فکر کرنے لگا۔ دربار مین جانا اور مجرا کرنا چھوڑ دیا گھر مین گوشہ نشین ہوا اور ایک ہزار سوار تحریر کئے

اپنے دروازہ پر بٹھائے۔ بادشاہ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو اُسنے اسلام خان کو تسلی
کے لئے بھیجا تو وہم کے سبب کا استفسار فرمایا اسکے جواب مین اُس نے کہا کہ حضور کا مزاج
مجھ سے منحرف ہی اور مجھو اپنی آبرو پر نظر ہے افغان اور کل صاحب غیرتون مین آبرو پر
جان و مال فدا ہوتے ہین یہ عذر خواہی کرکے اُسنے التماس کیا کہ یا تو جان بخشی کا
خط آزادی جو بندہاے قدیم کا توقع رستگاری ہوتا ہے مرحمت ہو یا حکم ہو کہ مین اپنے
سر کو کاٹ کے نیزہ پر لگا کے حضور کی خدمت مین بھیجدون۔ بادشاہ نے فرمایا کہ
اسکی نجات کے لئے امان نامہ یمین الدولہ کی مُہر لگا کے دیدین بعد ان عنایات
کے وہ چند روز بدستور سابق مجرا کرنے آیا پھر برہم کار مصاحبون نے یہ مضمون دلنشین
خاطر نشان کیا کہ یہ سارے الطاف و عنایتین اسلیئے ہین کہ تیرے شجر حیات پر تیشہ
لگے تو پھر اسکے دل مین پہلے سے زیادہ وسواس اور ہراس پیدا ہوے اور اُس نے
فرار کی تیاری کی۔ آصف خان کو جب اس بات پر اطلاع ہوئی تو اُس نے
بادشاہ سے التماس کیا کہ اسکے گھر پر چوکی بٹھائی جاے۔ بادشاہ نے کہا کہ
بے تحقیق و ثبوت تقصیر چوکی کے بٹھانے سے اسکی خفت ہوگی اس ضمن مین خانجہان
نے جو کچھ ہاتھی اور گھوڑے اور جواہر اُس پاس تھے اُنکی فہرست بنا کے بطریق نذر و
پیشکش کے پیش کئے۔ کہ وہ سرکار مین ضبط ہو جائین۔ بادشاہ نے چند لعل و جواہر
قبول کر کے باقی کو معاف کیا آخر کو غضب سلطانی کے وہم سے جو قہر الٰہی کا نمونہ
ہوتا ہے اور خطاؤن کے خیال سے جو عالم جہان بخشی و جرم پوشی مین اندازہ قبول
عقل سے زیادہ تھین۔ ایک رات کو دو گھڑی رات گئی اُس نے چھوٹے بڑے
متعلقین مین سے بعض کو ہاتھی پر اور بعض کو گھوڑون پر برقع پوش کرکے سوار
کیا اور جریدہ خانہ بدوش ہو کر دو ہزار افغان جرار کہ جنمین اکثر اسکے خویش و
تبار و یک جان و دو قالب تھے اور بارہ فرزند و داماد تھے اور تین سو پیادہ
اور شاگرد پیشہ ہوا خواہ قدیمی تھے ساتھ لئے اور آگرہ سے نقارہ بجاتا ہوا

نکلا اور مرحلہ پیما ہوا ایک پہر رات گئے بادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا بادشاہ نے
اس ساعت خواجہ ابوالحسن و خدمت پرست خان عرف رضا بہادر و سید مظفر خان
بارہہ و نصیر خان وغیرہ نامی امیرون اور نامدار راجاؤن کو اسکے تعاقب مین
روانہ کیا اور شدید سزاول اسکے لانے کے لئے تعین کئے اور بادشاہ دیوان
سے گیا گیارہ گھڑی رات گئی اور چار گھڑیان عرض کرنے اور امیرون کے اطلاع دینے
مین اور شہر کے دروازہ سے باہر آنے مین لگین کہ محمد رضا بہادر میر آتش وغیرہ آٹھ سات
امیرون اور دو تین راجاؤن کا آجانا معروض ہوا پھر اور امیرون کے لئے تاکید
و تہدید و وعدہ و وعید کرکے محل مین بادشاہ تشریف فرما ہوا اس واقعہ مین شد
پرست نوکرون کی اطاعت اور بادشاہ کی پرداخت خانہ پروردون کی
اور امور ملکی کی تقید بڑی تعجب خیز ہے کہ تین چار گھڑی کے عرصہ مین ساری امیر
گھوڑون پر زین لگائے اور اونٹون اور ہاتھیون پر اسباب لاد کے جنگ کے لئے
تیار ہو گئے - دوسرے روز صبح کو چھ گھڑی دن چڑھے خان جہان خان
لودی آب دھول پور پر کہ اکبر آباد سے اٹھارہ کروہ ہے اپنے قبائل اور
فرزندون کو اُتار رہا تھا کہ ناگہان لشکر شاہی پیچھے سے نمودار ہوا اور ایک
دو گھڑی تک چھٹے مقابلہ و مقاتلہ شروع ہوا۔ خانجہان مال اور عیال کو اُتار کر پھرا اور
دریا کے کنارہ پر قلب مکانون مین مورچے جمائے اور بادشاہی فوج کنور دلا
لشکر بادشاہی مین سے ہر امیر معدود خاص افرون کے ساتھ احدیون اور
برقندازون کی فوج لیکر پہنچا تھا باقی سپاہ سیل روان کی طرح دوان گھوڑے
دوڑاتی ہوئی آتی تھی غرض بہادرون نے مقابلہ مین تقدیم کی خصوصًا
خدمت پرست خان نے توپ خانہ کے آدمیون سے خوب کام لیا اور خود صحان
بھٹی و مرحمت خان بخشی احدیان و سید مظفر خان بارہہ نے ابتدا مین دست و
بازو و تیر اندازی مین کھولے دونو طرف سے تیرون کا مینہ برسنے لگا۔۔۔

دلاوران جنگ جو اور مبارزان رزم خونے آپس مین ہمچشمی کے سبب سے خوب مردانہ جانبازی کی۔ خدمت پرست خان کی پیشانی پر تیر لگا۔ باوجودیکہ اسکے چہرہ پر خون تلاتل بہ رہا تھا مگر اُسنے دم واپسین تک تردد نمایان کیئے اور نقد جان کو اپنی قبلۂ برحق پر نثار کیا۔ جب بزم کارزار مین شعلہ پیکار بلند ہوا افغانون نے مردر باجیقلشین کین دونو طرف کے لڑنے والون نے موت کو اپنی آنکھون سے دیکھ لیا۔ سرکو باد فنا مین دیکر ایک متاع بے اعتبار زیر پا افتادہ دیکھی۔ راجہ بیٹھلداس پر تھیراج مع رجپوتون کی جماعت کے ہندوستان کے دستور کے موافق گھوڑون پر سے اُترے اور افغانون پر حملہ کیا اور زخمی ہوئے خواص خان بھٹی و رحمت خان نے چند نامور افغانون کو مار کر زمین کو اپنے خون سے گلزار کیا۔ سید محمد شفیع نبیرہ سید مظفر خان بارھہ اور اُنیس بارہ کے سیدون کے ساتھ داداکے روبرو مارا گیا اور سید مظفر خان اور اسکے پچاس ہمراہی زخمی ہوئے۔ راجہ بیٹھلداس چند راجپوتون اور ستر مغل احدیون کے ساتھ مارا گیا۔ پرتھیراج راٹھور پیادہ اور خانجہان خان سوار باہم مقابل ہوئے اور ایک نے دوسرے کو نیزون سے زخمی کیا مگر سالم جدا ہو گئے اور جانین سلامت لے گئے۔ خان جہان کے دو بیٹے عظمت خان و حسین خان اور اُسکا داماد شمس خان مع اسکے دو بھائی محمد خان و محمود خان جو عالم خان لودی کے پوتے تھے۔ یہ پانچون روز نبرد مین شیر کے بچہ کو رنج دیتے تھے اور فیل دمان کو امان نہ دیتے تھے مع ساٹھ افغانون کے کہ خان جہان سے دور و نزدیک کا رشتہ رکھتے تھے کشتہ ہوئے اُسکے اہل و عیال کا دریا سے عبور کرنا دشوار تھا اس لئے وہ اس سے پہلے کشتہ ہوئے۔ خانجہان کے بیٹے جو وقت لڑائی مین مصروف تھے انکے قسم دینے سے خانجہان نے فرصت پاکر چند لونڈیون اور دو بیویون کو دریا سے عبور کرایا اور جماعت دارون کی عورتون کی ایک جماعت کو اور سات بیٹون اور خویشون اور افغانون کی

ایک جماعت کو جنگی عورتون نے خود اپنے تیئن دریا مین ڈبو دیا تھا ساتھ لے کر دریاے
چنبل سے عبور کیا اور کشتیون کے تختون کو جو لشکر شاہی کے پہنچنے سے پہلے اس طرف
دریا کے تھین توڑ ڈالا اور راہ راست کو چھوڑ کر مرحلہ پیما ہوا باقی سب بوڑھے ضعیف وکبیر
مع مال و عیال زوال و وبال مین آنکر تاراج و اسیر و کشتہ ہوئے جب جنگ ختم
ہوئی تو فدائی خان و خواجہ ابو الحسن و معتمد خان و راے راؤ و خان زمان
و راجہ جیسنگہ وغیرہ امراء اور فوج جو پیچھے رہی تھی متواتر آن کر لشکر سے ملے رات
کی بیداری اور راہ کی ماندگی اور مردون کی تکفین و تدفین کی ضرورت اور
خانجہان کے راہ کی دریافت اور کشتیون کا موجود نہ ہوتا یہ سب باتین دریا کے
کنارہ پر توقف کا سبب ہوئین سخت زخمیون کی جماعت عبور کے قصد کی مانع ہوئی
ناچار باقی روز اور تمام شب دریا پر ٹھیرے کشتیون کی تلاش کی۔ مردون کو
دفن کیا۔ نیم جان زخمیون کی مرہم پٹی کی دوسرے روز دوپہر کے بعد دریا سے
عبور ہوا۔ اور خانجہان اور ان امیرون کے درمیان جو تعاقب کے لئے دریا سے
پار ہوے تھے سات پہر کا فصل ہو گیا۔ خانجہان کے لئے یہ توقف غنیمت ہوا۔
یہ سپاہ اسکا سراغ ڈھونڈتی ہوئی گوالیار اور چندیری کی راہ سے تعاقب
کرتی ہوئی مرحلہ پیما ہوئی۔ یہان تک کہ گوندوانہ برار سے دو نو فوجین نکل آئین
چونکہ خانجہان بندیل کھنڈ کی راہ سے گذرا تھا۔ راجہ جھجار سنگہ کے بیٹے بکرماجیت نے
اسکو غیر متعارف راہون سے اپنے ملک سے نکال دیا اگر وہ خانجہان کو پکڑ لیتا
تو اسکا کام تمام ہو چکا تھا۔ غرض خانجہان کی اس بیکسی مین راجہ اور راجپوت
سب طرح سے اسکی بشرط خدمت و رفاقت کو بجا لائے اور گوندوانہ مین اسکو پہنچا
دیا وہ گوندوانہ کی سرحد پر پہنچ کر راہ برار سے برہان نظام الملک کی ولایت
مین آیا یہین سے آدمیون کی رعایت کی آگ خانجہان کو لگی تھی اس زبوم کا
جو کوہ نشین صحرا نورد اسکو ملتا اسکو اپنی طرف رہبری کرتا اور اس کو انعام

نقد و جنس دیتا اور اسکی منت و احسان کو قبول کرتا اور سپاہ جو اسکے تعاقب کو آتی تھی اسکی راہ غلط بتانے کے لئے رہنمونی کرتا۔ جہان پادشاہی لشکر گذرتا وہ پر اشجار راہون اور دشوار گذار جنگلون مین سرگردان ہوتا۔ بہلول میانہ جاگیردار بالاپور کہ منصب چار ہزار ذات وسہ ہزار سوار رکھتا اپنی تقصیرات سابقہ کے سبب سے بھاگنے کے لئے بہانہ ڈھونڈھتا تھا وہ خان جہان خان کے فرار کی خبر سنکر بھاگ گیا اور سکندر دوتانی کہ خانجہان خان سے رشتہ رکھتا تھا جالناپور سے فرار ہوا اور خانجہان سے جو گوندوانہ سے گذرکر بالاگھاٹ کو جاتا تھا۔ یہ دونو مل گئے اور پھر یہ تینون دولت آباد مین نظام الملک سے جاملے پادشاہی فوج خانجہان کو راہ مین نہ روک سکی۔ راہ بگلانہ کی سرحد پر مقیم ہوئی جب پادشاہ کو خبر ہوئی کہ خانجہان نظام الملک سے جاملا تو پادشاہ نے خود دکن جانے کا ارادہ کیا اور ۲۲ ربیع الاول ۳۹ھ کو پیش خانہ روانہ کیا اور ۲ جمادی الاولی کو خود دکن کی طرف کوچ کیا۔

اس سال کے واقعات مین سے یہ ہے کہ بجری بیگ ایلچی شاہ عباس ایران سے پادشاہ پاس مراسلہ تہنیت آمیز لایا تھا وہ ابھی رخصت نہ ہوا تھا کہ شاہ عباس کا انتقال ہوگیا اور اسکا قائم مقام شاہ صفوی ہوا اسکے بعد بجری بیگ کو رخصت کیا اور اپنی طرف سے میر برکہ کو ایران روانہ کیا اور تہنیت و تعزیت کا نامہ لکھا جسکا ماحصل یہ ہی کہ خدا کا شکر ہے کہ شاہ عباس کے انتقال کے بعد آپ جیسا لائق پادشاہ جانشین ہوا ہمارے اور آپ کے خاندان مین مدت سے سلسلہ محبت والفت برادری جاری ہے۔ المحب یتوارث سلف سے خلف کو محبت ارث مین پہنچتی ہی۔ ہمارے اور آپ کے درمیان بھی موانست ارث مین پہنچی ہے شاہ عباس حضرت اکبر شاہ پادشاہ کو چچا اور جہانگیر کو بھائی کہتا تھا اور شاہزادگی مین شاہ مرحوم کو چچا کہتا تھا اب آپ کو مین اپنا فرزند لکھون گا میر برکہ کو

شاہ ایران سے خط و کتابت۔

تہنیت کے لئے بھیجتا ہون امید ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان ہمیشہ اتحاد قائم رہیگا میر برکہ کو پچاس ہزار روپیہ بطور مدد خرچ کے دیا گیا۔ بادشاہ کی توجہ سے اور یمین الدولہ آصف خان کے حسن اہتمام سے ملا فرید دہلوی نے اور منجمون کے اتفاق سے ایک زیج حسابی بنائی جس مین یہ مضامین تھے اعمال رصدی کے مباشرون کے مسائل واقعیہ کا تدارک اور تمادی ایام سے جو زیجات ماضیہ مین تفاوت پیدا ہوئے ہین اسکا رفع اور تصحیح جداول و خطاہاے ناسخان و تسہیل اعمال و اصلاح اغلاط محاسبان اور زیجہاے باستان کے تقدیم فوائد اور اس والا آستان کے منجمون کے مستنبط کے عوائد ہے۔ جو اصول وقیقہ صحیحہ رصد جدید الغ بیگی پر موضوع تھے اور تاریخ جلوس پر مبنی تھے اور اسکا نام زیج شاہجہانی تھا وہ تمام کرکے اُس نے بادشاہ کے روبرو پیش کی۔ اسپر بادشاہ نے نوازش کی اس لئے کہ اس کتاب کا فائدہ سب عوام کو پہنچے اسکو بادشاہ کے حکم سے ہندوستان کے انجم شناسون نے یونان کی اختر شناسون کے استصواب سے ہندوستانی زبان مین ترجمہ کیا اسسے پہلے کواکب کی تقویمین زیج رصدی الغ بیگی سے مستنبط ہو کر تقویمات مین لکھی جاتی تھین اب اس نئی زیج سے مرقوم ہوتی ہین کہ اختلافات سے خالی ہے اور آسانی سے استنباط ہو سکتا ہے ۷ ربیع الاول ۳۹ سنہ کو جشن وزن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا انتالیسوان سال ختم ہوا اور چالیسوان سال شروع ہوا۔

زیچ شاہجہانی۔

صوبہ کابل کے واقعات سے اور لشکر نیمان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ تیراہ اور اسکے نواحی کے افغان خصوصاً قبیلہ غوریہ خیل جو بایزید عرف پیر روشنائی کے مرید ہین اصلا احکام شریعت پر توجہ نہین کرتے اور وہ اپنے پیر کے کہنے کو بجاے آیہ حدیث جانتے ہین اور انہون نے الحاد کا شعار اختیار کیا ہے انکے نکاح کی رسم یہ ہے کہ ایک مجلس جمع کی اور ایک گاے کو ذبح کیا اور اہل مجلس کو کھلایا اور بغیر ایجاب و قبول کے ازواج پر تصرف کیا۔ طلاق کا دستور یہ ہے کہ عورت کے ہاتھ مین تین سنگریزہ دیدئے اور بیوی کو گھر سے باہر نکالدیا۔ بیوہ عورتون کو میت کے متروکات مین شمار

سرحد کابل کے افغانون کی رسوم بد کا موقوف ہونا۔

کرتے ہین انکے وارثون کو اختیار ہے کہ انکو نکاح مین لائین انکو ہبہ کردین انکی بیع و شرا کرین۔ جو مسافر اجل رسیدہ اس سرزمین مین وارد ہوا اور انکے ہاتھ لگ گیا تو اسکو دستگیر کرکے حلال اور مباح شکار سمجھتے ہین اور اسکو اپنی مملکت مین لاکر خرید و فروخت کرتے ہین اور اسکو وجہ معاش بناتے ہین اور متروکہ میت مین دختر اور انکی اولاد کو بے نصیب کرتے ہین اور قتل اور قطاع الطریقی کو انکے صلحا اپنی باپ دادا کی سنت و رویہ جان کر ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہین اور اس بات کو اپنا جوہر رشد و کمال و اظہار رشادت جانتے ہین جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو گدھے کے کان کو کتر کر اسکے زخم کے چند قطرون کو مولود کی زبان پر ٹپکاتے ہین اور اسکا تالو اٹھاتے ہین کہ وہ خونخواری مین کمی نہ کرے اور اس طرح کے افعال بد انکے ہان شائع ہین۔ جب پادشاہ سے یہ باتین عرض ہوئین تو اسنے حکم دیا کہ حکام آئین شریعت پر انکو متنبہ کرین بعد شدید تاکید کے کہ فساد اور ہنگامہ کی نوبت آئی۔ مدتون مین یہ باتین کم کیا بلکہ گم ہوئین مگر آثار انکے ابتک باقی ہین۔

## واقعات سال سیوم جلوس

غرہ جمادی الثانی ۱۰۳۹ھ کو جلوس کا سال سیوم شروع ہوا جشن وزن شمسی اس مہینے کی تیسری تاریخ کو ہوا۔ پادشاہ مالوہ مین داخل ہوا۔ ۹ رجب کو آب نربدہ سے پار اتر کر ملک خاندیس مین داخل ہوا۔

نظام الملک اور خانجہان کے استیصال کے لئے تین فوجین اس طرح روانہ ہوئین۔ اول سپاہ بسرکردگی ارادت خان ناظم دکن ۲۰ رجب ۱۰۳۹ھ کو قلعہ اسیر کی نواح سے بالاگھاٹ روانہ کی بڑے بڑے امیر و راجہ اسکے ہمراہ گئے۔ یہ سپاہ سوا احدی اور برقندازون سمیت بیس ہزار سوار کی تھی دوسری سپاہ کا سردار راجہ گج سنگھ تھا اسکے ہمراہ بڑے بڑے امرا اور راجہ تھے کل سپاہ اسکے پاس مع احدیون اور برقندازون کے پندرہ ہزار سوار تھی تیسری فوج کا سردار شائستہ خان خلف

تعین فوج بر نظام الملک اور خانجہان کے استیصال کے لئے

یمین الدولہ آصف خان تھا اسکے ہمراہ بھی بڑے بڑے امیر اور راجہ تھے اور کل
پندرہ ہزار سپاہ تھی پادشاہ نے ارادت خان کو خطاب اعظم خانی کا عنایت کیا
اور کل سپاہ کا سالار بنایا اور اسکو یہ نصیحتین کین کہ پیشوائی اور سرداری کے عمدہ
اسباب یہ ہین۔ مدارا و سازگاری و مواسلو و بردباری راجہ گج سنگ
و شائستہ خان کو موافقت و مرافقت کی نصیحت کی کہ اعظم خان کی صلاح دید
کو صواب سمجھ کر اسکے استشارہ و استصواب کی تقدیم کرین۔

۶ رجب سنہ ۳۹ کو پادشاہ برہان پور مین آیا اور ۹ شعبان سنہ ۱۰۳۹ کو جشن
نوروزی ہوا۔ ممتاز الزمانی کا اصل اور اضافہ بارہ لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا
اور امراء کو منصب و خطاب و جاگیر عنایت ہوئے۔

آٹھ رمضان کو خواجہ ابوالحسن مع امرائے عظام و لایت ناسک ترنبک . .
(یا بہر مناسبہ جو ناسک سے کچھ مغرب مین ہے) و سنگم نیر کی تسخیر کے لئے رخصت
ہوا۔ اور آٹھ ہزار سپاہ اسکے ساتھ ہوئی اور یہ مقرر ہوا کہ خواجہ مع تعیناتیون
کے نواحی قلعہ للنگ (النگ) مین جہان مناسب جانے برسات کے موسم مین
جبتک اقامت کرے کہ شیر خان صوبہ دار گجرات مع تعیناتیون کے اس سے
آنکر ملے اور بعد برسات کے ختم ہونے کے وہ بگلانہ کی راہ سے روانہ ہوا اور اس
ملک کے زمینداروں مین سے بعض کو ساتھ لے کر ناسک (ناسنگ) مین آئے۔ خواجہ
آٹھ روز مین برہانپور سے موضع دھولیہ مین کہ حصن للنگ کے حوالی مین واقع ہے آیا
(یہ موضع برہانپور اور ناسک کے درمیان واقع ہے) اور برسات کے آخر ہونے
تک یہین قیام کیا۔ قلعہ کالنہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک مضبوط قلعہ تھا اور نظام الملک کے
آدمیون کے قبضہ مین تھا خواجہ ظفر خان کو اسکے تاخت و تاراج کرنے کا حکم دیا وہ
بطریق ایلغار دوڑا اور کچھ آدمی مقتول اور کچھ اسیر کر کے الٹا آیا ۲۶ کو شیر خان صوبہ دار
گجرات . . . خواجہ ابوالحسن سے ملا۔ قلعہ باتورہ و حوالی قلعہ چاندور و جو بار کے

ترنباک کے پاس ہین انکی تاخت کے لئے شیر خان کو خواجہ نے روانہ کیا اُسنے وہان جاکر لوٹ مار کی اور اُلٹا چلا آیا اور بہت غنیمت ساتھ لایا۔

شائستہ خان کا آنا اور اُس کی جگہ عبد اللہ خان بہادر کا مقرر ہونا و متفرق باتین۔

بالاگھاٹ کے مخبرون سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اعظم خان اور شائستہ خان مین موافقت نہین ہی اس لئی بادشاہ نے شائستہ خان کو اپنے پاس بلالیا اور عبد اللہ خان بہادر کو جو کابلی سے بادشاہ کی خدمت مین آگیا تھا اُسکو شائستہ خان کی فوج کا افسر مقرر کردیا۔ شائستہ خان ۷ ذیقعدہ کو بادشاہ کی خدمت مین آگیا بادشاہ نے یہ مقرر کیا کہ مغل سادات بارھہ و بخاری اور ہندوستان کے شیخزادون کے منصبدارون مین سے دو سو بادشاہ کی سواری کے وقت جلو مین رہا کرین انکا نام مردم جلو ہوا اور قوم مغل کے سو منصبدار اور دو سو احدی جنکی مردانگی بکرر بار بار ظہور مین آئی ہو وہ سونے چاندی کے گرز لیکر بادشاہ کے ساتھ سواری مین ہمرکاب ہون اور غیر سواری کی وقت وہ دولتخانہ کے دروازہ کے باہر حاضر رہین انکا نام گرزبردار ہوا ان سب کو بادشاہ نے ہتھیار مرحمت کیئے۔ بادشاہ نے سُنا کہ دکنیون نے قریہ مین تین گانون کو جلادیا ہے اور فساد مچایا ہے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ بسم مین راؤ رتن رہے اور وزیر خان برار مین جاکر اُس گروہ کو ایسی تنبیہ کرے کہ پھر کسی اور کو بغاوت کا حوصلہ نہ ہوا اور اس خدمت کے بعد وہ بالاگھاٹ سے چلا آئے۔

بادشاہی لشکر کی لڑائی دکنیون سے

ان دنون مین بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ دکنی بارہ ہزار سوارون نے شائستہ خان و خان اعظم کی سپاہ سے قزاقی کے طور ایک دو دفعہ مقابل ہوکر شوخی کی ہے بعض کا طلب آدمی کام مین آئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ بادشاہی آدمیون نے بھی کار نمایان کرکے انکی جمع کثیر کو قتل کیا آخرکار دکنی فرار ہوئے بادشاہی نامی آدمیون مین سے امام قلیخان پسر جان سپار خان اور پسر شجاعت خان و راجہ جیتر سال (ستر سال) برادرزادہ راجہ مان سنگھ مع دو بیٹون کے کشتہ ہوئے منصبدارون اور کم منصب خانہ زادون کی ایک جماعت ماری گئی۔ راجہ گردھر داس وغیرہ

پانچ راجاؤن کے زخم کاری لگے اور زین سے زمین پر گرے بادشاہ کے جن نوکرون نے
جان نثاری کی تھی انکے فرزندون اور خویشون کا اضافہ و اسپ و خلعت عنایت کیا فدویان
کارطلب کے زخمون کو لطف و کرم کا مرہم لگایا۔ بہت انعام دیا اور اضافہ کیا۔

جادو راے نظام الملکی کہ مع بیٹون اور بھائیون اور پوتون کے بادشاہ کی خدمت
مین آیا تھا۔ بادشاہ نے منصب بست و چہار ہزاری پانزدہ ہزار سوارون کا سب کو
ملاکر دیا تھا۔ ان دنون مین پھر نظام الملک کی نوکری کے قصد سے قلعہ دولت آباد کے
قریب آیا۔ نظام الملک جانتا تھا کہ اس بدذات کی ذات مین بیوفائی لازم ہی۔ اسنے
ارادہ کیا کہ اسکو پکڑکر مقید کردے بعض اپنے محرمون و ہمرازون سے اسنے مصلحت
کی اور یہ مقرر کیا کہ جب جادو راے حضور مین آئے تو سب اسکو ملکر پکڑلین ایک دن قلعہ
کے اندر ملاقات کے لیئے نظام الملک نے جادو راے کو طلب کیا اور مشہور کیا کہ خلوت
ہوگی اس خلوت مین اسکو اور اسکے دو بیٹون اور ایک پوتے اور چند آدمیون کو آنے
کی اجازت دی۔ جادو راے کو حقیقت معاملہ پر اصلا آگاہی نہ تھی وہ غافل اندر آیا
کہ ناگاہ ایک جماعت کمین گاہ سے اسکو زندہ گرفتار کرنے کو نکلی۔ مگر جادو راے نے ہاتھ بند
بند ہونے نہ دئیے بلکہ ہتھیار اُٹھائے طرفین سے حملے ہوئے۔ آخرکار وہ اور اُسکے بیٹے اُچلا اور رگھو اور
بسونت راے اسکا پوتا جو جانشین اسکا ہوتا یہ چارون پنجۂ اجل مین اسیر ہوئے۔ اور چند
آدمیون کو انھون نے بھی کشتہ کیا اپنی دونو قدیم و جدید ولی نعمتون کی نمک حرامی کی
سزا بھگتی۔ اسکی بیوی اد کرجائی نام کہ صاحب اختیار و عاقلہ و باہوش تھی وہ خاوند
اور بیٹون کے کشتہ ہونے سے اصلا نہ روئی نہ پیٹی اپنے بھائی جگدیو اور اپنے اور
سپاہیون کے ساتھ ہاتھی گھوڑے اور زر و زیور و نقد اور اشیاء ضروری لیکر اور باقی
سب چیزون کو یہین چھوڑکر اور آگ لگاکر استقلال کے ساتھ نقارہ بجاتی ہوئی سندکھیڑ
کو روانہ ہوئی یہین اُسکا وطن تھا اور پدر و شوہر کی جاگیر قدیم و جدید تھی۔ ہر چند
نظام الملک نے متصل تسکین نامے معاودت کے لئے اُس پاس بھیجے مگر اس نے انکا عتماد

نہ کیا اور از سر نو جاگیر مین اپنا سرانجام کرکے درگاہ والا کو روانہ ہوئی اور اعظم خان کی وساطت سے جگت سنگھ کو منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار اور ... کے پوتے کو منصب سہ ہزاری ہزار و پانصد سوار کا عطا ہوا اور ایک لاکھ بتیس ہزار روپیہ بلا اور جاگیر وطن کی بحالی ہوئی۔

اللہ وردی خان قراول بیگی نے عرض کیا کہ نخچیر گاہ مین چند شیر مین نے دیکھے مین پادشاہ کے حکم سے درندون کو باڑہ مین احاطہ کرکے باغ زین آباد کے باہر لائے گئے باڑہ ایک دام نہایت مضبوط تھا اور اُسکا طول دس ہزار گز پادشاہی تھا۔ اور ارتفاع چھ گز اور سرا پردون کی طرح وہ موٹے ستونون پر برپا کیا جاتا تھا) پادشاہ نے ہاتھی پر سوار ہوکر ایک شیر کا شکار کیا اور گرز برداروں نے شیر کے چار بچے پکڑے۔

کمال الدین ولد شیخ رکن الدین روہیلہ جسکا خطاب شیر خانی اور منصب چار ہزاری تھا اسکو خان جہان لودی نے ایسے نوشتے لکھے کہ جن سے وہ فساد پر آمادہ ہوا۔ آب اٹک سے نواحی کابل اور اور جانبون کے افغانون نے اتفاق کرکے یہ قرار دیا کہ پشاور مین اول شورش اٹھائی جائے۔ اور بانچو قلیج خان اور داؤد گماشتہ لشکر خان کی تحریر سے سعید خان کو کوہاٹ مین اسکی اطلاع ہوئی تو اُس نے کوہاٹ مین قلی خان بیگ بخشی تھانہ دار اور ذو القدر خان و شادمان پکھلیوال و خضر گکھڑ اور احدیون اور تابینون کی جماعت کو چھوڑا اور آدھے پہر مین پشاور مین وہ خود آیا۔ اول اُس نے کمال الدین کو نصیحتین کین مگر وہ مفید نہ ہوئین ظاہر مین وہ چاپلوسی و لابہ گری کرکے خدمتگاری اور فرمان برداری دکھلاتا اور پوشیدہ اسباب فساد کو مہیا کرتا۔ قریب و بعید کے قبائل کو اغوا کرتا اور زبان آور خوشامدیون کو بھیج کر الوس افغانون کے سردارون کی دعوت کرتا۔ عبدالقادر پسر احداد کو تحفے بھیج کر بلایا کہ اُس سے ایسی بہنچی بیاہے . . . . . . . . . . . . . . .

عبدالقادر پسر احداد اور کور کریم داد پسر جلالہ و محمد زمان
پسر برادر عم زادہ احداد اور اس کے دو بھائیون
دہنتور و نغند و تمام کوہ تیراہ اور دو نو بنگش علوی و سفلی
کے آدمیون اور کل الوس غنک و ایمان حاجی
و توری کو جمع کیا اور یہ سب یولم گذر مین کہ پشاور سے
سات کروہ پر ہے آن ملے کمال الدین نے بھی اس عرصہ مین
الوسات پشاور و اشغر و محمد زئی و گگیانی و خلیل و مہمند و داؤد زئی و یوسف زئی
و دیگر کلانی اور اورون کو جھوٹے وعدہ کرکے جمع کر لیا انہون نے ۱۲ ذی الحجہ کو شہر کو
سب جانبون سے صفین باندھ کے گھیر لیا سعید خان نے یہ سمجھ کر کہ سپاہ اس قدر
نہین ہے کہ ایک فوج کو شہر کی حراست کے لئے چھوڑے اور ایک فوج کو ہمراہ لے کر لڑنے جائے
حصار شہر وسیع ہے اگر وہ لڑنے جائیگا تو کسی طرف سے دشمن اسمین گھس آئیگا اور لشکر
متفرق ہو کر اسکی مدافعت نہین کر سکے گا اس لئے اُس نے حصار کی حفاظت کو مقدم
جانا اور وہ اس سے باہر آیا دشمن حصار سے باہر محلون مین آگئے شہر کو گھیر لیا۔
حصار خام تھا اور اس مین شکست و ریخت بہت تھی اسمین سعید خان نے مورچے تقسیم کئے
جسطرف دشمن حملہ کرتے اس ضلع کے نگہبان مورچے کی حفاظت تفنگچیون کو سپرد کرتے
اور خود حصار سے باہر لڑنے آتے۔ فتح پا کر پھر حصار مین چلے جاتے۔ ایک دن
ایک گروہ نے اتفاق کرکے بجای سپرون کے منہ کے سامنے تختے لگا کے حصار پر حملہ
کیا سعید خان مورچون پر توپچیون کو چھوڑ کر باہر لڑنے آیا اور دشمنون کو مار کر
بھگا دیا۔ حصار کے باہر محلون مین جو افغان ٹھیرے ہوئے تھے انکو اپنے
سردارون کی شکست کی خبر نہ تھی اسلئے لشکر شاہی نے مصلحت نہ دیکھی کہ انکو
شہر کے گرد چھوڑ کر بھگوڑون کا تعاقب کرے اول انہو ان محلون مین دشمنون
کو قتل کیا اور پھر تعاقب مین گئی پانچ چھہ کوس تک جو دشمن ہاتھ لگا اس کو قتل کیا

اور پہر شہر کو چلے آئے جب بادشاہ کو اس فتح کی خبر ہوئی تو سعید خان کے منصب پنج ہزاری ذات و پانصد سوار کا اضافہ کرکے منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار و پانصد سوار کا عنایت کیا اس مہم کا نتیجہ سوائے افغان کشی کے کچھ اور نہ ہوا۔

دیانت خان قلعہ دار احمد نگر کا انتقال ہوا اسکی جگہ جان نثار خان مقرر ہوا تین سردار نامی نظام الملکی سادات خان و شرزہ دماؤجی بندہاے بادشاہی کے جرگہ مین داخل ہوے۔

اعظم خان کی فوج ہراول کے سردار سید مظفر خان کی نافہمی کے حوالی مین ایسا ہوا بادشاہ نے اُسے بلا لیا اور جی سنگہ کو اسکی جگہ مقرر کرکے بھیجدیا۔

خواجہ ابوالحسن جو تلنگانہ کی فتح کے لئے نامزد ہوا تھا وہ برسات کے بعد بادشاہ کے حکم سے قادہ النگ (للنگ) کے حوالی سے راہی ہوا۔ بگلانہ کی راہ سے وہ ناسک ترنباک کی ولایت پر متوجہ ہوا۔ بگلانہ کی سرحد مین آیا اس ملک کے زمیندار بہرجی نے چار سو سوارون کو لے کر استقبال کیا اور خان زمان و لہراسپ پسران مہابت خان جو اس لشکر کی ہمراہی کے لئے متعین ہوئے تھے وہ بھی خواجہ سے آن ملے خواجہ گھاٹ چراہی سے غنیم کے ملک مین آیا خان زمان و شیر خان و شاہ نواز خان مین سے ہر ایک کے ہمراہ ایک فوج کی اور مقرر کیا کہ ان تین طرح کی فوج مین سے ہر کوچ مین ایک ہراول اور دوسرا چنداول ہو نظام الملک کے قریات و پرگنات کے عاملوں کی رعایا سر راہ سے اوٹھ کر جنگل مین چلی گئی تھی اس سبب سے گرانی غلہ و کم آبی تھی۔ افواج نظام الملکی نے پہلے خرابی پھیلا رکھی تھی اور پادشاہی فوج کے آنے سے اور خرابی پر خرابی آئی لشکریون پر زندگانی تنگ ہوئی اور جان کی عوض مین بھی نان نہین ملتی تھی لشکر ایسا عاجز ہوا کہ اسمین تفرقہ پڑنے لگا خواجہ مذکور نے حکم دیا کہ ویران دیہات مین غلہ کے چاہون کی جستجو کرین جنہین اس ملک مین دستور ہے کہ غلہ بد فون کیا کرتے ہین دیہہ اشجار کوہ و جنگل مین جہان رعایا مال و عیال اور ایک سال کے

متفرقات -

غلہ کو لے کر چلی گئی ہے اور انکو اپنا ملجا و پناہ بنانا چاہیے ہاں بیس تیس کروہ تک جا کر غلہ
کو جمع کریں اس تردد سے بہت غلہ اور ماکولات و اجناس لشکر کو ہاتھ لگے ان دنوں
میں نظام الملک نے محلدار خان و داداپنڈت و عمر خان افغان کو سات ہزار سوار
دے کر بھیجا کہ رات کو افواج شاہی پر بان ماریں اور جو جماعت کہ ہمیشہ کاہ کے واسطے
جاوے اسکے گاؤ و شتر چھین لیں جب خواجہ کو اطلاع ہوئی تو اس نے شاہ نواز خان
کو اُن سے مقابلہ کے لئے بھیجا وہ بیس کروہ ایلغار کر کے دشمن کے سر پر جا پہنچا اور سخت
لڑائی ہوئی طرفین سے بہت آدمی مارے گئے دکھنی فوج کو شکست ہوئی محلدار خان
اور اسکے ہمراہی سارا اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے شاہ نواز خان نے بہت غنیمت کے
ساتھ مراجعت کی۔ جب لشکر پراگندہ نے فراہم ہو کر شاہی کی نواحی میں بان مارنے
شروع کیے تو خواجہ نے انکی بنگاہ کو نواحی سنگمیر میں دریافت کر کے خان زمان خان
کے ساتھ فوج کو بھیجا کہ اسکو تباہ کرے فوج راتوں رات ایلغار کر کے دشمنوں کی بنگاہ
پر آئی تو محلدار خان نے جو اس جماعت کا سردار تھا سراسیمہ ہو کر قلعہ چاندور کو فرار کیا اور
اسکے ہمراہی جو مرنے اور قید سے بچے پریشان ہو کر ادھر ادھر چلے گئے۔ پادشاہی فوج
نے غنیمت لیکر معاودت کی بعد دشمن پادشاہ کے لشکر کے گرد نہ آیا۔

آصف خان کا سپہ سالار ہونا و جشن قمری۔

جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اعظم خان اپنے ہمسروں کے ساتھ سازگاری نہیں رکھتا
جو سزا نائبہ سرمدی ہے اور اپنے فرمان بروں کے ساتھ بردباری نہیں کرتا۔ جو
پیرایہ سرداری ہے اس سبب سے لشکر کے درہم برہم ہونے کا اور خصم کے شوخی کرنے کا سبب
ہوتا تھا اسلئے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ ایک سردار ایسا مقرر کروں کہ کل سپاہ اس کے درجہ
اعلی کی امید و بیم رکھتی ہو۔ اور اور سرداروں کو اس سے برابری کا خیال نہ ہو
اور سب اسکی ... صلاح دید کی متابعت میں اور اسکے مقتضائے تدبیر کے موافقت میں
گریز کرنے میں گریزی نہ کریں اسلئے کل سپاہ کی سرداری یمین الدولہ آصف خان کو
سپرد ہوئی۔ سلخ ربیع الاول سنہ کو وزن قمری کا جشن ہوا بادشاہ کو انتالیسواں

سال شروع ہوا۔

برسات کے بعد لشکر شاہی نے دیول گاؤن سے نظام الملک اور افغانون کے استیصال
کے واسطے حرکت کی اعظم خان نے جب سنا کہ آصف خان سپہ سالار ہو کر آتا ہے تو اُس کی
رگ غیرت حرکت مین آئی اور اپنی جگہ سے فوج لیکر چلا۔ مقرب خان و بہلول اور امراء
دکنی نے جب لشکر کی حرکت کی خبر سنی تو وہ جالنا پور سے جہان برسات بسر کرنے کے
لئے ٹھیرے ہوئے تھے پاتھری (پوزنا اور بان گنگا کے ملاپ سے ۳۰ میل ہے) مین آگئے
اعظم خان کو جب دشمن کے اس سفر کا حال معلوم ہوا تو وہ کوچ پر کوچ کرتا ہوا موضع
امبھوری مین جو آب بان گنگا پر واقع ہے آیا۔ تو اسکو معلوم ہوا کہ لشکر نظام الملکی
بالاگھاٹ پر دھارور مین آیا ہے اور اس قلعہ مین پناہ لی ہے اور خانجہان ابھی نواحی
بیر سے باہر نہین نکلا (دھارور اور بیر احمد نگر کی مشرقی شرک پر ہین) اس نے لشکر شاہی
کی خبر سنکر جو جماعت کہ محال متعلقہ بیر کی تحصیل محصول کے لئے بھیجی تھی اس کو بلالیا
اور منتظر دریا خان کے آنے کا اور دھارور سے مقرب خان اور بہلول کے آنے کے
انتظار مین چشم براہ بیٹھا۔ اعظم خان اس ارادہ سے راجھوری سے مہگانو مین
آیا کہ ان سب کے جمع ہونے سے پہلے خان جہان پر چڑھائی کرکے اسکی جمعیت کو پراگندہ
کرے۔ اس اثنا مین صف شکن خان ولد سید یوسف خان رضوی قلعہ دار بیر کے بھیجے ہوئے خطوط
آئے کہ خانجہان راجھوری مین مچھلی گاؤن سے ۱۴ کوس پر اپنے اسباب کو جو اس نے کیہوکن
اور کیورانی مین تاجرون کا رہزنی کرکے لوٹا ہے تقسیم کر رہا ہے اور اکثر اوسکے متعلق
جو تحصیل کے محصول کے لئے پراگندہ ہو گئے تھے فراہم ہوئے ہین اور اس نے یہ خبر سنکر کہ لشکر شاہی
پاتھری کی نواحی مین ہے یہ قرار دیا ہے کہ جب وہ بیر کے نزدیک ہو تو کوچ کرے۔
اعظم خان نے لشکر کے ہمراہ مچھلی گاؤن مین یاقوت خان و مالوجی بھونسلہ و اکرام خان
وغیرہ کو چھوڑا کہ وہ لشکر کی حراست کرکے آہستہ چلین سپہدار خان و راجہ جے سنگھ
و راجہ بچھا سنگھ بندیلہ و راؤ سور بھورتیہ و بہادر خان و راجہ بیٹھلداس و سردار خان

خانجہان پر اعظم خان کا حملہ

و راجہ بہار سنگہ بندیلہ و راجہ انوپ سنگہ و چندر من بندیلہ و اہتمام خان و کیلوجی و
او دا جیرام و جگ جیون رائے اور دکنیوں اور منصبداروں واحدیوں و برقندازوں کو
ہمراہ لیا اور ایک پہر رات گئے پچھلی گانوں سے دشمنوں کے استیصال کے لئے سوار ہوا
اور چار گھڑی رات باقی تھی کہ وہ موضع ببیل نیرمن کہ بیر سے چھ کوس پر تھا آیا اور اُس نے
صف شکن خان کو لکھا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ دشمن کے لشکر کے کنارہ پر آؤ تاکہ وہ
بادشاہی لشکر کی جمعیت قلیل دیکھ کر کسی طرف باہر نہ چلا جائے۔ دشمن کا لشکر بیر سے
چار کوس چلا تھا اور دامن کوہ میں اقامت رکھتا تھا کہ صف شکن خان ایک پشتہ کے اوپر
دشمن کے لشکر کے سامنے آیا۔ خان جہان کا بیٹا عزیز صف شکن خان سے لڑنے آیا۔
اور اس اثنا میں اعظم خان بھی لشکر لیکر آ موجود ہوا۔ عزیز اس لشکر کے سامنے نہ ٹھیر سکا
بیتاب ہو کر باپ پاس گیا اور گذارش کیا کہ جو جماعت پہلے دکھائی دی تھی وہ
صف شکن خان کی فوج تھی اسکے ساتھ ہی بادشاہی سپاہ بہت جلد آ گئی۔ اب
خانجہان نے دیکھا کہ لشکر شاہی کے آجانے سے راہ فرار بستہ اور پائے گریز شکستہ ہے
ناگزیر سارے افغانوں کو ساتھ لے کر پیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ راجہ جے سنگہ سردار
فوج ہراول نے مع راجہ بیتھلداس و راجہ انوپ سنگہ اور راو رراجپوت اور سپہدار خان
سرآمد فوج جرانغار مع بہادر خان و سردار خان و خواص خان و اہتمام خان
داروغہ توپخانہ تفنگچیوں سمیت اور رحمت خان احدیوں کے ساتھ دشمنوں کے
بنگاہ پر یہ سب جا پہنچے۔ دشمن اپنے اسباب کو اور سوداگروں کے اموال و امتعہ
کو جو لوٹا تھا آپس میں تقسیم کر رہے تھے وہ سب اس اسباب کو چھوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گئے
اکثر احدی اور تابین اس اسباب کی لوٹ میں پڑ گئے تو بادشاہی فوج
کا انتظام بگڑ گیا۔ مسلمان اور راجپوت اور جن کا نام اوپر لیا گیا ہے تھوڑے تھوڑے
آدمیوں کے ساتھ پہاڑ پر دشمنوں کے تعاقب میں چلے گئے۔ بہادر خان روہیلہ
و اہتمام خان و نرہر داس جھالا نے اوروں سے آگے بڑھ کر قلعہ کوہ پر

دشمنون کا تعاقب کیا۔ جب خانجہان نے دیکھا کہ کچھ امیر آگئے اور کچھ اور امیر چلے آتے
ہین تو اس نے ایک ہتھنی کی عماری مین عورتون کو بٹھا کہ سیوگانون کو بھجوا دیا (احمد نگر
کے شمال مشرق مین ہی) خود لڑنے کے لیے قدم استوار کیا اور اپنی برادر زادہ بہادر
کو جسکی بہادری اور دلیری پر اعتماد رکھتا تھا بہادر خان روہیلہ کے روبرو بھیجا۔
بہادر خان پر ہمراہیون کی قلت کے سبب سے کام تنگ ہوا پیادہ ہوا اور جانفشانی
کی کشش و کوشش مین کارنامہ مردانگی دکھایا۔ ایک جمع کثیر کو نیست کیا بہادر
دو شیر ایک سینہ پر ایک پہلو پر لگے اور چند اسکے ہمراہی میدان پیکار مین جو کثرت
غبار سے شب تار بن رہا تھا پروانہ وار شعلۂ شمشیر آتشبار پر جا گرے تھے۔ پھر دریا
جھالا نے بعض راجپوتون کے ساتھ نیکنامی کے ساتھ جان دی سپہدار خان و
خوشحال و مرحمت خان کہ دائین طرف سے پہاڑ پر آئے تھے اس کارزار کو دیکھکر
ایک سنگ چین کی دیوار کی پناہ مین کمانداری کرتے تھے اور راجہ بہار سنگھ
بندیلہ برانغار کی فوج سے بہادر خان کی کومک کو آیا اور مردانہ کوشش کی
بعض اسکے ہمراہی مارے گئے راجہ جے سنگھ و راجہ بیٹھلداس و راجہ انوپ سنگھ
جو پہاڑ کے دوسری جانب مین تھے وقت پر آن پہنچے اعظم خان نے پایۂ کوہ
مین پہنچکر ملتفت خان و راؤ سور بھورتیہ اور چندر من بندیلہ کو پہاڑ پر چڑھنے
کی تاکید کی۔ تین گھنٹہ تک خوب لڑائی رہی جس کسی کو زخم کاری لگتا وہ دوسرے
زخم کی آرزو کرتا اور سربازی مین پیش قدمی کرتا اس وقت بعض امیران شاہی
تنگ ہو رہے تھے کہ بہادر نے دیکھا کہ بادشاہی فوج پے درپے چلی آتی ہے تو
وہ بھاگ گیا اور خانجہان نے بھی فرار کیا۔ جب یہ لشکر پہاڑ کی بلندی پر سے
نیچے آئے تو بادشاہی سپاہ کے پیکانون اور بندوقون کا مینھ انپر برستا تھا
بہادر کے ایک تفنگ لگا کہ وہ ہنگامہ پیکار مین جانے سے باز رہا اس اثنا مین بہادر کے
پاس راجہ بہار سنگھ کا نوکر پرسرام اسکے پاس پہنچا اس خانجہان نے بھی ایک جمدھر

اُسکی ران پر مارا۔ پرسرام نے بھی اسکے گلے پر جمدھر مارا اور سر اسکا کاٹ لیا اور گھوڑا
اور سپر و انگشتری اور دو شمشیر اُسکی راجہ بہار سنگھ پاس پہنچائین۔ راجہ انکو اعظم خان پاس لایا
خان نے گھوڑا اور یراق پرسرام کو دیدیا اور سر کو بیر کے دروازہ پر لٹکایا اور انگشتری
کو جسپر اسکا نام کندہ تھا پادشاہ پاس بھیجا کہ سب کو یقین ہو جاے کہ بہادر ملک عدم کو
رخصت ہوا۔ لشکر شاہی نے تین کوس تک دشمن کا تعاقب کیا اور بہت آدمیون کو
مارا۔ شب گذشتہ کی ایک پہر گئے سے پہر روز تا سپاہ یکسان سوار رہی اور تیس کروہ
مسافت طے کی۔ حرارت کی شدت سے اور حرکت کی کثرت سے گھوڑے اور سوار
مین تاب و توان نہین رہی۔ اعظم خان نے یہان توقف کیا کہ سپاہی اور گھوڑے
آرام کرین اور جو آدمی پیچھے رہے ہین وہ بھی آجائین۔ اس عرصہ مین خان جہان
اور اُسکے ہمراہی جنکے گھوڑے تازہ زور تھے فرصت کو غنیمت سمجھکر بھاگ گئے۔ اعظم خان
درویش محمد دکنی کو اور جگدیو راے برادر جادو راے کو جو بیر مین تھا اور بعض اور
امیرون کو اُسکے تعاقب مین بھیجا اور خود بھی باوجود گھوڑون اور سپاہیون
کے تھکے ہونے کے مع کل ہمراہیون کے متعاقب روانہ ہوا۔ خانجہان نے دیکھا کہ
لشکر شاہی تعاقب نہین چھوڑتا تو اُسنے ہتنی کی عماری مین سے عیال کو اُتار کر
گھوڑون پر سوار کیا اور ہمراہ لیا۔ یہ ہتنی مع عماری درویش محمد اور اُس کے
ہمراہیون کے ہاتھ آئی اُنہون نے افغانون کی ایک جماعت کو مع عیال کے گرفتار
کیا۔ خانجہان کے بہت سے کارآمد آدمی زخمی ہوکر ایسے بدحواس ہوکر بھاگے کہ سوا
لباس کے جو پہنے ہوئے تھے اور گھوڑے جنپر سوار تھے کچھ ان پاس نہ تھا۔ خانجہان
چند رفیقون کے ساتھ کوہستان مین چلا گیا۔ رات ہو گئی تو اعظم خان نے
تعاقب چھوڑا۔ یاقوت خان کو پچھلی گانون مین لشکر مین چھوڑا تھا اس کے
فراہم نہ تھی اسلئے وہ بیر مین آیا کہ لشکر مین بھی آجائے اور یہ بھی معلوم
کہ معرکہ خان و بہلول کا ارادہ کیا ہے اسی روز یاقوت خان لشکر سے ملا

معلوم ہوا کہ دریا خان نہوسہ سے نکل کر خان جہان سے ملا ہے اعظم خان نے بیرمین وا
کی آسائش کے لئے اور لشکر کی شان دیکھنے کے واسطے چند روز اقامت کی بادشاہ
کو اعظم خان نے اس فتح کا حال لکھا تو بادشاہ نے امراء کو بقدر انکی خدمات کے صلہ دیا
خانجہان اور دریا خان سیوگانو سے بھنباپور اور بھونسلہ مین دولت آباد کے جانے
کے قصد سے آئے۔ یہ نظام الملک کی ولایت کے پرگنے تھے بادشاہی فوج کے ورود
سے انمین آبادی کا نشان باقی نہین رہا تھا (بھنباپور اورنگ آباد سے مغرب مین
۳۰ میل ہے) تو خان اعظم نے بیس ہزار سوار لے کر سیوگانون کی طرف کوچ کیا۔
انہی دنون مین ساہوجی بھونسلہ داماد جادو رائے جو نظام الملک کے لشکر ہنود
کا سردار تھا وہ اعظم خان سے آنکر ملا۔ جادو رائے کے کشتہ ہونے کے بعد اسنے
نظام سے ہمراہی کا پیوند توڑ دیا۔ پرگنہ پونہ و چاکنہ مین آکر اقامت کی اسنے
اعظم خان کو لکھا کہ اگر بادشاہ کی طرف سے کوئی عہدنامہ جس سے اس بندہ کی
خاطر پراگندہ کا اطمینان ہو عنایت ہو تو مین خدمت گذاری کے لئے لشکر شاہی
مین آؤن۔ اعظم خان نے بادشاہ کو لکھا بادشاہ نے اعظم خان پاس فرمان بھیجا
کہ تم اسکی تسلی کر دو جو کچھ تم تجویز کرو گے ہم اسکو قبول کرینگے اس حکم کے پہنچنے کے بعد
دو ہزار سوار لے کر وہ لشکر مین داخل ہوا۔ اعظم خان کی التماس سے اوسکو منصب
پنج ہزاری ذات و سوار (خافی خان نے منصب شش ہزاری و پنج ہزار سوار لکھا ہے)
اور دو لاکھ روپیہ انعام ملا اور اسکے بھائی مناجی کو سہ ہزاری ذات ہزاری و
پانصدی سوار کا منصب ملا اور سنباجی ولد ساہوجی کو دو ہزاری ذات ہزار
سوار کا منصب عنایت ہوا اور اسکے اور خویشون کو انکے رتبے کے موافق مناصب
اور اسی ہزار روپیہ انعام ملے۔
جب خان جہان اور دریا خان نے یہ خبر سنی کہ بادشاہی لشکر نے سیوگانو
کی جانب سفر کیا ہے تو وہ بھنباپور اور بھونسلہ سے موضع لاسور مین آئے

جو دولت آباد سے دس کوس پر ہی اور نظام الملک بھی لشکر شاہی کی خبر سن کر نظام آباد سے قلعہ دولت آباد مین چلا گیا۔ اس قلعہ کے باہر نظام الملک نے نظام آباد آباد کیا تھا اور اسکے متعلقون نے منازل اور عمارات تعمیر کی تھین خانجہان اور دریا خان نے بھی اسوقت سو رین رہنا مصلحت جانا وہ ایرکھیت مین آنکر مقیم ہوے۔ جو دولت آباد سے آدھ کروہ پر ہے پھر اپنے چند منتسبون کو او باش درہ مین جو ہمن حصین کی پناہ مین واقع ہی لے گئے۔ دریا خان ایک ہزار سوارون کو لے کر خانجہان سے جدا ہوکر چاندور اور گھاٹ چالیس گانو (چاندور سے مشرق مین ۲۵ میل ہے) کی طرف اس قصد سے چلا کہ قصبہ لاول اور دھرن گانو کو لوٹے۔
پادشاہ نے عبد اللہ خان بہادر کو بالا گھاٹ سے بلایا تھا وہ بیمار ہو گیا تھا۔ ظاہر مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ اُسکو معالجہ کے لئے بلایا ہے مگر حقیقت مین منظور یہ تھا کہ دریا خان کے فساد کے مواد کو وہ خارج کرے۔ پادشاہ نے اُسکو دریا خان کی تنبیہ و تاکید کے لئے معین کیا دسوین جمادی الاولی کو اُسکو اور امراو کے ساتھ روانہ کیا۔ دریا خان نے قصبہ لاول اور دھرن گانو اور بعض مواضع پائین گھاٹ و چالیس گانون کو لوٹا مارا جب عبد اللہ خان بہادر کی خبر سنی تو وہ بالا گھاٹ پر چلا گیا۔ دولت آباد اور اسکے نواح مین آسمان سے بارش نہوئی اور زمین سے نبات آگی۔ جو جہان کی سرسبزی کا سرمایہ اور اہل جہان کی پایندگی کا پایہ بنتے۔ اعظم خان نے اس طرف لشکر کا لیجانا مصلحت نہ جانا اور اسکی رائے مین یہ آیا کہ مقر خان بہلول کی طرف متوجہ ہو جو دھارور اور انبہ جو کا ہی مین ہین اور اسکی صواب دید کے موافق یمین الدولہ کا نوشتہ آیا جو موضع او جھر مین آگیا تھا وہ مانک دودہ کی راہ سے گھاٹ کو روانہ ہوا وہ پہاڑ پر چڑھتا تھا کہ ایک تنگنا پر جو دشمنون نے اہتمام خان میر آتش کا مقابلہ کیا اس نے گھاٹ پر چلنے مین پیش قدمی کی تھی اُسکے سپاہیون نے دشمنون کے بہت آدمی مارے۔

اور بعض سرداروں کو قید کر لیا اور وہ بالا گھاٹ پر چڑھ گیا۔ موضع دانگانو
میں کہ احمد نگر سے بیس کروہ ہے خیمے لگائے اور دوسرے روز جام کھیڑ میں پہنچا۔ جو
نظام الملک کی ولایت میں تھا (یہ موضع اورنگ آباد سے جنوب شرق میں ۳۰
میل پر ہے) اعظم خان نے پرگنہ مذکور کو دلاور خان حبشی کو جو دو تنخواہ ہو گیا تھا
جاگیر میں دیا اور ایک جماعت کو انتظام کے لئے یہان چھوڑ کر آگے بڑھا اور موضع
تلنگی میں آیا۔ قلعہ کے نگہبان برج و بارہ کی استواری میں مصروف ہوئے پادشاہی
لشکر نے اس قلعہ کو ایک پہر میں فتح کر لیا بعض اہل قلعہ کو مار ڈالا اور باقی سپاہی
قید کئے اور سارے توپ تفنگ اسلحہ و اسباب قلعہ داری جو اس حصار میں تھا
سپاہ قلعہ گیر کو ہاتھ آیا۔ لشکر آب بخیرہ پر پہنچا کہ قلعہ دھارور سے بارہ کروہ پر ہی تو
مقرب خان و بہلول گھاٹ اجن دودہ سے نیچے آئے اور پرگنہ بیر کے مضافات
میں پہنچے۔ عظم خان نے ساہو جی بھونسلہ کو محال متعلقہ جنیر و سنگمیر کے انتظام و ضبط کے
لئے بھیجا اور خود افواج کو لیکر اس گروہ کے تعاقب میں کتل ایلم سے گذر کر قصبہ بیر
میں آیا اور یہان سے پرلوز میں گیا جو آب دنہ کے کنارہ پر ہے مخالف بھاگ کر
نواحی دولت آباد میں آئے جب عظم خان کو معلوم ہوا کہ وہ نواحی دولت آباد
سے علف و غلہ کی نایابی کے سبب سے بالا گھاٹ پر ہو کر دھارور کو روانہ ہوئے
ہیں تو اُسنے ارادہ کیا کہ سر راہ انکو روکے اور دست بردی کرے مگر اس اثنا
میں معلوم ہوا کہ اُنہوں نے اسباب اور ہاتھیوں کو قلعہ دھارور کی پناہ میں
بھیجدیا ہے اور پائین گھاٹ میں جانے کا ارادہ ہے اس لئے وہ کتل اجن دودہ
میں آیا جو دھارور سے تین کروہ پر ہے۔
سال گذشتہ میں باقر خان نجم ثانی صوبہ دار اوڑیسہ کھیرا پارہ میں آیا تھا جو
چھتر دوار سے دو کوس پر ہے یہ ایک تنگنا قطب الملک کی ولایت کی
سرحد اور اوڑیسہ کے درمیان ہے اور اس قدر تنگ ہی کہ اگر ایک جماعت قلیل

[illegible] قلعہ کا فتح ہونا۔

تفنگچیون اور کمانداروں کی سرراہ کو روک لے تو بالکل عبور ہونے کا رستہ بند ہو جائے۔
باقرخان نے جا کر اطراف و جوانب کو خراب اور غارت کیا۔ کھیرہ پارہ سے جا کر وہ پرقطب الملک
کے غلام منصور نے اپنے نام پر ایک قلعہ منصور گڈھ بنایا تھا باقرخان نے اسکی فتح کا ارادہ اس سبب سے
نہیں کیا تھا کہ برسات آگئی تھی وہ الٹا چلا گیا جب برسات ختم ہوئی تو بادشاہ کے حکم سے اسباب
تسخیر کو تیار کر کے لشکر شائستہ کے ساتھ کھیرپارہ مین آیا قطب الملک کے سردار شیر محمد خان اور
اور سرداروں نے باقرخان کی معاودت کے بعد اپنی پراگندہ سپاہ کو فراہم کیا اور تین ہزار
سوار اور دس ہزار پیادے جمع کر لئے توپ تفنگ اور اور آلات حرب اور ادوات ضرب سے
قلعہ کو استحکام دیا اور مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے۔ باقرخان نے بادشاہی سپاہ اور زمینداران
کھلی کوٹ و کوڈکہ (کوڈلہ) والہ کو جو تابع ہو گئے تھے ساتھ لیا اور ۶ رجمادی الاولی کو
منصور گڈھ کے حوالی مین آیا۔ مخالفون نے ایک میدان مین جو قلعہ کی شمال شرق مین تھا
صفین آراستہ کین۔ بادشاہی افواج بھی آراستہ ہوئین باوجودیکہ قلعہ کی توپ
تفنگ اور بان و بندوق آگ برساتے تھے مگر اہل قلعہ شاہی لشکر کے حملوں کے آگے نہ ٹھیر سکے
اور ہزار پریشانی کے ساتھ و زخت زار اور کوہستان مین بھاگ گئے۔ باقرخان قلعہ کی تسخیر
مین مصروف ہوا باوجود توپ و تفنگ قلعہ پر سے چل رہے تھے وہ اسکی دیوار کے نیچے پہنچا اور زینے
لگا کے دیوار حصار پر نمودار ہوا۔ نگاہبانان قلعہ جنکو اہل دکن نائک واری کہتے ہین اپنے
لشکر کی شکست کو دیکھ کر ڈر گئے اور اس ملک کے آئین کے موافق انہون نے منہ مین تنکے لے کر
امان مانگی۔ باقرخان نے انکے حال پر رحم کیا اور اسکو قلعہ سے سلامت نکلنے دیا اور منصور گڈھ
کو میر علی اکبر کو سپرد کیا اور کھیرپارہ کی حراست صفی قلی بیگ منصبدار کو دی۔
نظام الملک کا ملک اس سبب سے بہت برباد ہوا کہ خان جہان پر بادشاہی لشکر نے برابر
حملے کئے۔ اور جس بات کو نظام الملک باعث جمعیت جانتا تھا وہ باعث تفرقہ ہوا اب
خانجہان کو نظام الملک کی دوستی غرض آلود و محبت مصلحت آمود پر اعتماد نہ رہا۔ دریا خان
اور اپنے بیٹوں اور متعلقین کو ساتھ لیکر اُس نے پنجاب کا ارادہ کیا کہ اسکی حدود کے قبائل

افاغنہ کی اعانت سے آتش فساد کو روشن کرے اُس نے دولت آباد کی نواح سے مالوہ کی طرف سفر شروع کیا - بادشاہ نے پیش بینی و دور اندیشی سے مالوہ کو افغانوں کا مقر سمجھ کر عبداللہ خان بہادر کو دریا خان کی تنبیہ کے لئے بھیجا جب بالاگھاٹ مین دریا خان آیا تو عبداللہ خان کو بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ پائین گھاٹ مین توقف کرے اور دریا خان کے جانے کی جسطرف خبر سنے وہان اسکا تعاقب کرے خان مذکور نے حقیقت حال پر مطلع ہو کر کیفیت واقعہ بادشاہ سے معروض کی جب ۱۴ جمادی الاولی کو یہ ماجرا معلوم ہوا تو بادشاہ نے خود تقویم دیکھ کر ساعت نیک مقرر کی اور سید مظفر خان بارہ کو ۱۶ کو مالوہ کی سمت روانہ کیا کہ بیجاگڈھ کی راہ سے نواحی قلعہ مانڈو مین دریای نربدہ سے پار ہو کر جاے اور دریا خان جہان آئے وہان وہ جاے - اور اسکو سزا دے مظفر خان بہت جلد نربدہ کے گھاٹ اکبرپور سے پار ہوا اور اپنے مقصد کی طرف چلا اور عبداللہ خان بہادر کو معلوم ہوا کہ دھرم پوری کے گھاٹ سے دریا خان نے عبور کیا ہے تو اُسنے بھی اسی گھاٹ سے عبور کیا اور کونہیرہ مین آیا یہان سُنا کہ ۱۸ جمادی الاولی کو یہان سے مخالف روانہ ہو گئے ہین تو وہ دیپالپور مین آیا یہان یہہ دریافت ہوا کہ مخالف اُجین مین گئے ہین اور اطراف شہر کو انہون نے غارت کیا اور نولاہی کی طرف گئے ہین وہ انکی طرف روانہ ہوا -

## واقعات چہارم سال سنہ ۱۰۴۳

روز یکشنبہ غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۴۳ کو بادشاہ کی اورنگ آرائی کا چوتھا سال شروع ہوا - چوتھی کو عبداللہ خان بہادر نولاہی مین پہنچا - سید مظفر خان دیپالپور سے پانچوین کو مندسور کی سرراہ منکھو مین آیا - مخالفین مندسور کی راہ کو چھوڑ کر داہنی طرف گئے تو وہ موضع تال گانو مین آیا اور اُس تاریخ مین عبداللہ خان بہادر سے آن ملا خبر آئی کہ افاغنہ تال گانو سے دس کوس پر گذرے تھے اور آج کے دن وہان سے کوچ کیا ہے افواج شاہی جلد کوچ کر کے تال گانو کو روانہ ہوئی - خلجی پور مین اتری تو معلوم ہوا کہ افاغنہ سرونج کی طرف روانہ ہوئے ۱۰ کو لشکر شاہی سرونج کو روانہ ہوا تو

معلوم ہوا کہ افاغنہ ایک دن پہلے وہان آگئے تھے۔ خواجہ بابا سے آفتاب نکلنے سے پہلے اور خواجہ عبدالہادی پسر صفدر خان بھی باپ سے پہلے سرونج مین آگئے تھے ان دونو نے ملکر اس بلدہ کی حراست کی۔ اسپر بھی مخالف سرکار شاہی کے پچاس ہاتھی لوٹ کر لے گیا۔

پادشاہی لشکر کے تعاقب کے سبب سے خان جہان نے دریا خان کو نجات و حیات کی راہ نہ ملتی تھی وہ ملک بندیلہ مین آئے کہ کالپی مین جائین جب پادشاہ کی خدمت سے خانجہان دکن بھاگ کر گیا تھا تو وہ جھجھار سنگہ بندیلہ کے بیٹے بکرماجیت کے تعلقہ مین آیا تھا تو اسکی ضیافت و اعانت و بدرقہ راہ کی شرائط کو بکرماجیت بجا لایا تھا جسکے سبب سے وہ پادشاہی غضب مین گرفتار ہوا تھا اس دفعہ پہلی امید پر اسکی سرحد مین خان جہان پھر آیا بکرماجیت تقصیر گذشتہ کی تلافی کے لئے پہلے شکار جستہ کی انتظار مین بیٹھا تھا اسکے نزدیک آنے کی خبر سنکر اپنی فوج کے ساتھ شکار کے قصد سے سوار ہوا اور تاخت و تاراج و دستگیر کرنے کے لئے اُس صید انگار کے نزدیک اپنے تئین پہنچایا۔ اتفاق سے خان جہان کو بھی اسکے ارادہ سے اطلاع ہو گئی وہ اسکی سرحد سے تند و جلد مع عیال کے جو اسکی وبال جان تھے نکلا۔ خانجہان سے آدھ کوس پیچھے دریا خان بطور چنداول کے جاتا تھا کہ بکرماجیت اسکے مقابل ہوا۔ دونو دار و گیر مین سرگرم ہوئے۔ اتفاقاً تفنگ کی گولی دریا خان کی پیشانی پر لگی جس سے دریا کی کشتی حیات حباب کی مانند بحر فنا مین غرق ہوئی۔ رجپوتون کو خانجہان کے آگے جانے کی خبر نہ تھی۔ انہون نے دریا خان ہی کو خانجہان جانا اور اُسکا سر کاٹا اسکے مال و عیال کو لوٹا۔ ہمراہیون کو قتل کیا خانجہان بلا تردد جان سلامت لے گیا۔ دریا خان کے ہمراہی شرط غیرت و جانبازی کو کار فرما ہوئے بعض نے اپنے ناموس کو کشتہ کیا اور چار سو افغانون کے قریب اور پسر دریا خان خون کے دریا مین غرق ہوئے اور دو سو بندیلے مارے گئے۔ بکرماجیت نے دریا خان اور اسکے بیٹے کا سر پادشاہ پاس بھیجا اسکے صلہ مین جگ راج کا خطاب اور اضافہ منصب پایا۔ خانجہان دریا خان کے

تشہیر ہونے سے بڑا حیران و سرگردان ہوا اسکو افغان اپنا باوفا ہمدم و ہمراز و محرم جانتا تھا وہ روتا ہوا - تال سندرھ سے پندرہ کوس پر آیا (سندرھہ کی بجائے سیہوندہ بھی لکھا ہے جو شمال مین کالنجر کے کین ندی پر ہے) خانجہان کے ہمراہی اور گھوڑے چند روز سے ایلغار کر رہے تھے اور کسلمند و زخمی ہو رہے تھے اور خود خانجہان کے بھی تردد راہ اور فکر آبروے ناموس و غیرت نام سے ہوش اڑے ہوئے تھے بیکبار اجل کے التماس سے مقام ضرور ہوا اس ضمن مین سید مظفر خان بارھہ کہ اپنی شجاعت کے سبب سے ہمیشہ پیش قدم رہتا تھا وہ بلا کی طرح خانجہان کے سر پر آیا - خانجہان نے پانچسو (ہزار) سوار لائق کارزار کہ اس بیکسی مین اسکے یار و مددگار تھے ساتھ لئے اور باقی زخمی سوارون اور بہیر اور خزانہ کو جو لوٹ سے بچ رہا تھا ایک منزل آگے روانہ کیا اور خود مظفر خان کے مقابل مین ہمراہیون سمیت آئینہ کارزار اور جان سپاری پر آمادہ ہوا دونو طرف سے عجب مقابلہ و مقاتلہ رستمانہ ہوا - سادات بارھہ افغانون کی شمشیر کے مقابل مین آخر روز تک لڑکر نمک خواری کی داد دی اور افغانون نے بھی بہ چقلشہاے مردانہ مردر بااسی کین سادات بارھہ نے آفرین کی -

| | |
|---|---|
| چو برق از رگ ابر بہر مصاف | برون گشت شمشیر خود از غلاف |
| چنان گشت دست و بغل کارزار | کہ شد تیغہا جفت مقراض وار |

اس گرمی ہنگامہ مین خان عالم کا خویش شیر زاد اور درگا داس راجپوت بہادر گرفتار ہوئے - خانجہان کے اکثر ہمراہی زخمی ہوکر آخرت کا سفر کر گئے - خانجہان کا بیٹا محمود خان طعمۂ تیغ سادات ہوا - دوسرا بیٹا زخمی ہوکر جنگ سے باز رہا اور خانجہان زخمی ہوا - ناچار ثبات اختیار کیا اور پاس ناموس کے سبب سے بھلا کسی چیز کا مقید نہ ہوا - گھوڑے ہاتھی اور زخمی ہمراہی کہ سوار نہین ہوسکتے تھے یہان چھوڑ کر مرحلہ پیما ہوا - بلکہ بعض کارآمدنی اسباب و معیوب چارپاے عمداً اس منصوبے سے چھوڑتا تھا کہ بعض غنیمت دوست غنیم اسکے لینے مین مصروف ہون جس سے انکی تفرقہ ہو - کہ افغان

فرصت پاکر جان سلامت لے جائین بس پادشاہی ہاتھی جو سرونج مین افغانون نے
لئے تھے اور اور ہاتھی اور عمدہ گھوڑے و توپ و علم انکے امرسنگہ زمیندار بھانڈیر (جھانسی
کے شمال شرق مین ہے) کے ہاتھ آئے۔ خانجہان بقیۃ السیف اور چند ہمدمون کے ساتھ
قصبہ کالنجر مین آیا تھا۔ یہان کے قلعہ دار سید احمد نے اس کی راہ کو روکا اور اکثر اسکے
رفیقون کو قتل کیا۔ حسن پسر خانجہان کو ایک جماعت کے ساتھ اسیر کیا خانجہان
جریدہ جان بچانے کے لئے تالاب سندرھہ تک گیا کہ خاک اجل دامنگیر ہوئی
مرنے کا ارادہ کیا اپنے ہمدمون اور ہم رزمون کو جدا ہونے کے لئے چند بار شدید
قسمین دین اور جان بچانے کا اختیار دیا چند آدمیون نے جان کو عزیز رکھ کر رفاقت
چھوڑی اور ایک جماعت نے حق نمک دیرینہ کی پاس داری اور وفاداری کی رعایت
کے سبب نقد جان کو عزیز نہ رکھا اور کہا کہ اگر سر برود از سر پیمان نرویم اس ضمن مین
سید مظفر خان مع مادھوسنگہ اور دوسو گرز بردارون کے بلائے آسمانی کی طرح خانجہان
کے سر پر جا چڑھا۔ خانجہان اور اسکا بیٹا عزیز خان جو سب سے زیادہ عزیز اس کو
تھا اور دم واپسین تک دشمن سے لڑنے کو نہ بھیجا تھا پیادہ ہوئے اور چند افغان کہ ساتھ
رہے تھے انہون نے ہاتھیون کو آگے رکھ کر پناہ مین مورچال بنایا اور فوج شاہی سے مقابلہ
ومقاتلہ شروع کیا۔ مادھوسنگہ و گرزبردار . . . پیش آہنگی کر کے حملہ آور ہوئے اور
خانجہان شیر زخم رسیدہ کی طرح غرش کرتا ہوا لڑنے کھڑا ہوا۔ اس جان سیر شیر نے
لڑنے مین جبتک کوتاہی نہین کی کہ طناب عمر اسکی تیغ اجل نے کاٹی مادھوسنگہ کی برچھی
سے وہ گرا باوجودیکہ اسپر زخم پر زخم پڑتے تھے وہ حریف کے محاربہ کے جواب مین کوتاہی
اور پہلوتہی نہین کرتا تھا کہ سید مظفر حسین آگیا اور اسکے حربہ جان ستان سے عالم
بقا کو سدھارا کہتے ہین کہ شاہ قلی نے اسکا سر تن سے جدا کیا ان ساری افغانون
مین جو اسکے ساتھ اکبر آباد سے ہوئے تھے چند افغان راہ مین رفاقت عیال کی نہ
دستگیر ہوئے اور بیس افغان زندہ جان سلامت لے گئے۔ باقی سب تیغ و تیر

وسنان و گولہ تفنگ سے زاغ کے طعمہ ہوئے اور خان جہان کے دم واپسین تک بلکہ اسکے انتقال کے بعد بتقدیم وفا داری و شرط جان سپاری کو کام مین لائے اُس دن مظفر خان کے بیرہ ستائیس آدمیون کے ساتھ جان نثاری کی اور چند سادات اور راجپوت زخمی ہوے۔ بعد ازان عبد اللہ خان آیا اس نے خان جہان کے اور اسکے بیٹون کے اور اسکے ہمراہیون کے سرون کو بادشاہ پاس بھیجا۔ جان جہان پسر خانجہان سے زندہ بھاگ کر دریا خان کی بیوی کی پناہ مین گیا تھا۔ زن مذکور نے اسکو گرفتار کرکے اپنے بھائی بہادر خان کے ساتھ بادشاہ پاس بھیجدیا۔ کیا خدا کی شان ہے کہ سر جو کئی ہزار سرون کا سردار تھا اور ادنے پایہ سے ایسے مرتبہ عالی پر پہنچا تھا کہ بادشاہزادون کی حقیقت اپنے آگے کچھ نہ گنتا تھا۔ ایام حکومت رانی مین جہان صوبہ دکن مین دو بادشاہون کا ہمسر تھا اب یہ بے اعتباری اور خواری ہوئی کہ سنان پر سر اور دن کی عبرت کے لئے شہر بشہر تشہیر ہوتا تھا۔ برہانپور مین آب تپتی کی کشتی مین سیر کر رہا تھا کہ یہ سر اسکی نظر کے روبرو آئے اُس نے اس فساد کے مٹنے کا شکر ادا کیا اور شادیانے بجوائے۔ سر کے لانیوالے کو اور کل جان نثار بندون کو جو پیکار مین اسکے دوسرے پر سبقت لیجاتے تھے اضافے اور خلعت و اسپ و فیل و جواہر دے کر سرافراز کیا عبد اللہ خان کو فیروز جنگ کا خطاب دیا اور منصب کا اضافہ کرکے شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب اور خان جہان کا خطاب عطا فرمایا۔ طالب آملی نے خانجہان (لہیرا) اور دریا کے سرون کے متواتر پہنچنے اور بہ ترتیب ملاحظہ شاہی کے آنے پر یہ رباعی کہی ——

## رباعی

این مژدہ فتح از پئے ہم رسیدہ بود | این کیف دو بالا چہ نشاط افزا بود
از رفتن دریا سر بیرا ہم رفت | گویا سر او حباب دریا بود

اعظم خان نے کشلی انجن دودہ سے نکل کر دھارور سے تین کوس پر مقام کیا

اور اس وقت ملتفت خان کو مانوجی وغیرہ کے ساتھ تعین کیا کہ قصبہ دھارور اور اس کی پیٹھ کو غارت کرے اس پیٹھ مین ہفتہ وار دھارور کے نزدیک و دور کے آدمی سودا بیچنے آتے ہین اور لاکھون روپئے کا مال اسباب فروخت ہوتا ہے اور قلعہ دھارور کی فتح مین بہت ہی کوشش کرے وہ دکن مین کشورکشائی اور فزونی اسباب قلعہ داری مین مشہور ہے وہ ایک پشتہ کے اوپر واقع ہے اور اسکے دو جانب مین گہری ندیان دشوارگذار واقع ہین جسکے سبب سے لشکر کے گذرنے کی گنجائش نہین ہے اعظم خان قصبہ سے گذر کر قلعہ کی چار دیواری سے اسقدر فاصلہ پر کہ اسپر توپ چلسکے آن بیٹھا۔ اور ملتفت خان اور اسکے ہمراہیون نے خندق کے کنارہ پر جاکر قصبہ کے ان آدمیون پر لوٹ مار کی جو توپ و تفنگ قلعہ کے استظہار پر خندق مین اپنے اسباب و اموال اور اہل و عیال کو لاکر جنگ مین کوشش کرتے تھے اعظم خان کو قلعہ کی دیوار مین ایک جگہہ دریچہ معلوم ہوا جو گچ و سنگ سے بند تھا اُس کے دل مین یہ خیال آیا کہ اسکو ڈھاکر یا باروت سے اڑاکر قلعہ کے اندر جانا آسان ہے اسکو ڈھوانا شروع کیا اور مورچے باندھے اور اہل حصار کو تنگ کیا سیدی عالم حبشی اور اسکا باپ اور بھائی اعتبار راؤ قلعہ کی محافظت مین مشغول ہوئے۔ بان و توپ و تفنگ مارنے شروع کئے لشکر شاہی بھی کنگرون کے رخنون پر اپنے مورچون سے تیر و بندوق لگاتے تھے جتنے حصار کے توپچیون و تفنگچیون و باندارون کا گروہ مارا گیا۔ قلعہ کے دروازہ پر جو بڑی توپ لگی ہوئی تھی وہ پہلی دفعہ جو چھوڑی گئی تو اُس کے صدمہ سے اُسکا ارابہ ٹوٹ گیا اور توپ بیکار ہوگئی اگرچہ بعض دولت خواہ اعظم خان کو منع کرتے تھے کہ بہتر یہ ہی کہ اس قلعہ دشوارکشا کی فتح کو اور وقت موقوف رکھنا چاہیئے اب دشمنون کا تعاقب کرنا چاہیئے مگر اعظم خان کو قلعہ کا حال خوب معلوم تھا وہ قلعہ کی تسخیر سے باز نہ رہا اور اس نے ان و التخواہون مین سے جو کام مین کوشش نہین کرتے تھے بعض کو محافظت کے لئے مقرر کیا بعض کو ہیمہ و کاہ کے لانے

زندولہ خان کا عادلخان کے اشارہ سے صلح کیلئے آنا۔

لئے بھیجا اور خود قلعہ کی کشائش مین مصروف ہوا اور ۲۰ جمادی الثانیہ کو قلعہ کی دروازہ کی طرف گیا اور دو ہزار آدمیون کو نردبان اور کمند کے ذریعہ سے قلعہ کی دیوار پر چڑھایا اور حصار مین داخل ہوا اموال و اسباب و ریزہ جواہر و مرصع آلات کو لوٹا۔ آدمیون کے ازدحام کی سبب مبلغ و مقدار اسکی ضبط مین نہین آئی سیدی سالم قلعہ دار اور اسکا باپ اور اسکے بھائی اور اہل و عیال و اعتبار رائو اور اہلبیت شمس عجم ملک بدن اور نظام الملک کی جدہ مادری مع تمام علما و فعلہ کے اسیر ہوئے۔ اعظم خان نے بعض کو جنکا نگاہ رکھنا مصلحت کیلئے ضرور تھا نگاہ رکھا اور باقی اور عورت اور بچون اور چھوٹے بڑون کو امرائے دکن کی التماس سے چھوڑ دیا۔ یہ قلعہ آسانی سے فتح ہو گیا۔ بادشاہ نے ان سردارون کو جو اس قلعہ کی فتح مین شریک تھے بڑے بڑے منصب و انعام عنایت کئے اعظم خان نے قلعہ دھارور کی سرداری عبداللہ خان رضوی کو سپرد کی قلعہ دھارور سے نظام الملک کی فوج کہ گروہ پر پڑی تھی اس خبر کو سنکر وہ قلعہ قندھار کی طرف اس خیال سے روانہ ہوئی کہ نصیری خان نے جو اسکا محاصرہ کر رکھا تھا وہ پراگندہ خاطر ہو۔ اعظم خان نے اس خبر کے سنتے ہی انکی تنبیہ کے لئے کوچ کیا اس اثنا مین خبر آئی کہ عادلخان کے امرائے عظام مین سے زندولہ خان عادلخان کے اشارہ سے رسالت و پیغام و مصالحہ و قلعہ قندھار کی درخواست کے لئے نزدیک آیا ہے اعظم خان نے مقام کر کے اپنے بیٹے ملتفت خان کو یاقوت خان حبشی کے ساتھ اسکے استقبال کو بھیجا کہ اسکو اعزاز کے ساتھ لائین بعد ملاقات و ادائے پیام محبت التیام اسکے کلمہ و کلام سے ظاہر ہوا کہ زندولہ خان دس ہزار سوارون کے ساتھ اپنے باپ فرہاد خان کے ساتھ ملک عادلشاہیہ کی حراست کے لئے مقرر ہوا ہے اور سابق مین عادلشاہ سے اس شرائط پر صلح ہوئی تھی کہ فوج بادشاہی کی اعانت کے بعد نظام الملک کے قلعون مین سے پانچ قلعے مع بعض متعلقہ کے جو کوکن کی طرف ہین اسکو عنایت کئے جائین باوجود اسکے عادلشاہیہ باطن مین نہین چاہتے تھے کہ نظام الملک کا استیصال بالکل ہو مگر افواج بادشاہی کی معاونت مین کجدار و مریز عمل مین لاتے تھے

ابانہون نے درخواست کی کہ تمام قلاع موعودہ مین سے قلعہ دھارور جوان پانچ قلعون
مین ہے جنکی شرح عہدنامہ مین کی گئی ہی۔ عادلخان کو عنایت فرمائین ورنہ عہدشکنی سے
دلشکستگی کا مادہ تیار ہوگا۔ اعظم خان نے جواب مین کہا کہ اولاً قلعون کا عطا کرنا تمہاری
اعانت و مددپر اور نظام الملک کی تادیب پر موقوف تھا وہ اصلاً ظہور مین نہین آیا۔
قلعہ دھارور کی تسخیر کے وقت بالکل معاونت کا اثر ظہور مین نہین آیا اس صورت مین تمہاری
درخواست اور ایفاء عہد کی اظہار طلب بیجا و بے موقع ہی اور صلاح کار تلافی گذشتہ کی
کہ عذر خواہ تغافل سابق ہو سکے وہ قلعہ قندھار کی تسخیر مین اعانت کرنی ہے
.. کہ مخالفون کی فوج بقیۃ السیف گھاٹ کے نشیب مین ہے اور سوا اسکے کہ بالا گھاٹ
مین آئین انکو کوئی چارہ نہین ہی۔ قصبہ باندہ مین جو انکے نزدیک ہی تم اقامت کرو اور
اپنے آدمیون کو حوالی قلعہ بلدرک وغیرہ سے طلب کے جمعیت کے ساتھ آمادہ کارکرو اور
جس گھاٹ سے کہ مخالفین نکلین وہان پہنچکر انکی سرراہ کو روکو تاکہ افواج شاہی وہان
پہنچکر انکا کام تمام کرین۔ قندھار کی طرف جو نظام الملک کی فوج جاتی تھی اسکی طرف
اعظم خان خود گیا۔ دو روز میں حوالی انبہ جوگاہی مین آگیا اور اس قلعہ کے استحکام سے خاطر جمع
کی اور میر عبدالہادی داماد کو اسکی نگہبانی سپرد کی اور گھاٹ انبہ جوگاہی سے نیچا اُترکر
قصبہ بیل مین گیا۔ پھر شب درمیان قصبہ کھیر مین آیا۔ جب مخالفون کو حقیقت کار پر اطلاع
ہوئی تو انہون نے قندھار کا جانا موقوف کیا۔ پرسی کی راہ سے پرلنور کو روانہ ہوئے
اعظم خان کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو موضع اشتی مین آیا اور وہان سے پرلنور کی طرف
متوجہ ہوا مخالف جالناپور کی راہ سے دولت آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ بڑی بڑی
مسافتین طی کرتے تھے اور انکے پیچھے لشکر شاہی منزل بمنزل چلتا تھا جب لشکر شاہی جالناپور
مین آیا تو معلوم ہوا کہ نظام الملک کی سپاہ جالناپور سے بھوکری کی طرف روانہ ہوئی
کہ سپہدار خان جو تھوڑے آدمیون سے قلعہ تلتم کا محاصرہ کر رہا ہے اسے جاکر تذبذب مین ڈالے
جب اسکو لشکر شاہی کے آجانے کی خبر معلوم ہوئی تو فسخ عزیمت کرکے وہ دولت آباد کی

پناہ مین آئی نظام الملک نے اسکو پیغام دیا کہ اس نواح مین تمہارے رہنے سے لشکر شاہی اس طرف متوجہ ہوتا ہے رائے صواب یہ ہے کہ اس سمت مین کہ رندولہ و لشکر عادل خانیہ ہے چلے جاؤ۔

جشن وزن شمسی

غرہ رجب سنہ کو وزن شمسی کا جشن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا انتالیسواں سال ختم ہوا اور چالیسواں سال شروع ہوا اور تیس ہزار زر و سیم وزن محتاجون کو دیا گیا اور مراسم ادا کی گئین۔

اعظم خان اور نظام الملک سے معاملات

مقرب خان و بہلول خان نظام شاہیہ پر افواج شاہی کے صدمات سے عرصہ تنگ ہوا تو وہ اس قصد سے کہ بیجاپوریون سے مصالحہ کرین رام دودہ کی راہ سے بالاگھاٹ کی طرف متوجہ ہوئے اعظم خان بھی جالنا پور سے بیلی و سنگمیر کی راہ سے بالاگھاٹ پر متوجہ ہوا اور شاہ گدھ مین آیا اور قلعہ اپنا جو کاہی کا سامان کرکے میر ابراہیم اپنے خویش کو اسکی نگہبانی کیلئے بھیجا اور دوبارہ رندولہ کو لکھا کہ ہم مین اور تم مین یہ امر قرار پایا تھا کہ جسوقت لشکر نظام شاہیہ بالاگھاٹ پر آنے کا قصد کرے تو تم اسکے سر راہ کو روک کر جانے نہ دو۔ ان دنون مین وہ گھاٹ پرمانک دودی سے آنے کا ارادہ رکھتا ہے اور تمہارے نزدیک بہت ہے بموجب قرارداد کے اسکی راہ روکو اور گھاٹ پر نہ آنے دو کہ لشکر شاہی وہان پہنچے اور تمہارے ساتھ اتفاق کرکے اس کا استیصال کرے۔ رندولہ خان نے اسکا جواب لکھا کہ میرے اکثر ہمراہی نلدرک اور محال کی طرف چلے گئے ہین۔ اتنے تھوڑے آدمی میرے ساتھ ہین کہ وہ لشکر نظام شاہی کے مقابلہ کی تاب نہین لاسکتے۔ بندہ بھی نلدرک کو جاتا ہے اور حقیقت حال عادلخان کو لکھتا ہے بعد جمعیت لشکر کے سرانجام کے جس طرف اشارہ ہوگا عمل کیا جائیگا۔ مقرب خان نے جب دیکھا کہ کسی طرح لشکر شاہی اسکا پیچھا نہین چھوڑتا تو اسنے مکرر رندولہ کو پیغام بھیجا کہ تم نظام الملک کے خاندان کے نمک پروردہ ہو اسی کی تربیت سے تمہارا نشو و نما ہوا ہے اور اعتبار و اقتدار بڑھا ہے اس وقت لشکر شاہی اس خاندان کی خرابی کے درپے ہے نمک پروردگی کا حق مقتضی اسکا ہے کہ اس خاندان کے حفظ دولت و آبروئی مین سعی بلیغ کرو۔ ہمنے عادلخان کو قلعہ شولاپور کے دینے پر نظام الملک کو راضی کرلیا ہے تم طرفین کے وداد و اتحاد کی بنیاد کے مستحکم کرنے مین کوشش کرو تاکہ یہ دونو خاندان لشکر بادشاہی کے صدمات کی آفات سے محفوظ رہین اعظم خان کو

اس امر پر اطلاع ہوئی تو اسنے زندولہ کے مکنون ضمیر کی آگہی کے لئے لکھا کہ تمنے وعدہ
یہ کیا تھا کہ مین نلدرگ کو جاتا ہون اور لشکر کا سرانجام کرکے بادشاہ کے لشکر سے ملتا ہون
اب یہ سُنا جاتا ہے کہ تم پرگنہ کانتی کو جاتے ہو یہ امر نقض عہد گذشتہ و خلف وعدہ
رفتہ پر دلالت کرتا ہے زندولہ نے اسکا جواب کچھ نہ دیا اور لشکر نظامیہ پرینده کی طرف
روانہ ہوا - اور ہاتھی اور اسباب زائد کو قلعہ پرینده مین چھوڑا اور خاطر جمعی سے نلدرگ کی
طرف جہان زندولہ ٹھیرا ہوا تھا روانہ ہوا جب اعظم خان کو معلوم ہوا کہ زندولہ نے مقرب
کے وکیل کو اپنے آدمیون کے ساتھ خواص خان پاس بھیجا ہے جسپر عادلخان کی جمہات کا مدار تھا
اور خواص خان نے اُسکو تسلی دیکر واپس کیا ہے اور عادلخان کو قلعہ شولاپور کے حوالہ کردینے
کی شرط پر صلح قرار پائی ہے تو اُسنے حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کرکے کمک طلب کی
بادشاہ نے حکم دیا کہ ناسک مین جو خواجہ ابوالحسن کی فوج ہے اور سید دلیر خان مع احدیون کے
اور عین الدولہ کے تین ہزار تابین یہ سب جا کر اعظم خان سے ملین شیخ معین الدین بیجاپور سے
عادلخان کے پیشکش اور شیخ محی الدین گلکنڈہ سے قطب الملک کے پیشکش لیکر جاتے
تھے اعظم خان کو یہ اندیشہ ہوا کہ مبادا مخالف شیخ معین کو مضرت پہنچائین اس لئے یہ ارادہ
اسنے مصمم کیا کہ قلعہ پرینده کو تسخیر کیجیے اور اُسمین جو اسباب مخالف ہاتھی وغیرہ چھوڑ گئے ہین
اسپر قبضہ کیجیے تاکہ مقرب خان اس طرف مشغول ہو اور پیشکش لیجانے والون کو نہ ستائے
اور بادشاہی کمک بھی آجائے اور ان دو ردیون کے درمیان جو اتفاق ہوا ہے اسپر
اطلاع ہوجائے پھر جو مصلحت وقت تقاضا کرے اسپر عمل ہو جب وہ پرینده سے
ایک کروہ پر پہنچا تو اُسنے راجہ جیسنگہ کو فوج کے ساتھ بھیجا کہ وہ قصبہ بلیٹہ (بیٹہ) پرینده
کو تاراج کرے راجہ اول بلیٹہ مین گیا کہ قلعہ پرینده کی جانب چپ مین ایک کروہ پر
ہے اسکو تاراج کیا اور پھر قصبہ پر چڑھا جو قلعہ کے متصل تھا اس قصبہ کے گرد دیوار خام
بلندی مین پانچ گز عرض مین تین گز تھی اور اسکے گرد ایک خندق تیس گز چوڑی تھی
اُس مین زخمی ہاتھیون سے ڈالے حصار کے محافظ تفنگچی بھاگ کر قلعہ کی خندق مین

محاصرہ پرینده

پناہ لے گئے اور قصبہ کو لشکر شاہی نے غارت کیا بعد ازان اعظم خان بھی آیا اس
اثنا رمین قلعہ نشینون نے دو بڑی توپین چھوڑین جس سے لشکر شاہی مین کچھ آدمی
مرے اور زخمی ہوئے اعظم خان قصبہ مین آیا۔ خندق مین جو ہاتھی تھے انمین سے سات
کو پکڑ لیا اور بہت سی غنیمت ہاتھ لگی۔ مقرب خان اور مخالف تالاب لکرالہ کے حوالی مین تھے
اور رندولہ کے ساتھ پرگناسے تھے ان اخبار کے سننے سے سراسیمہ ہوئے۔ رندولہ کو انہون نے
لکھا کہ بادشاہ کے تصرف مین دھارور کا سا مضبوط قلعہ مضافات کے قبضہ مین ہے
اور قلعہ قندھار کے توابع نصیری خان کے ہاتھ مین ہین اور وہ قلعہ کا محاصرہ کر رہا ہے
سنگمنیر و بیضاپور و جنیر اور اس نواحی کے محال اور وطن تنکو کی سرحد کہ ملک عادل خان سے
پیوستہ ہے۔ ساہوجی بھونسلہ کی جاگیر مقرر ہوئی ہے۔ ضلع ناسک پر خواجہ ابوالحسن متصرف
ہے سوائے دولت آباد اور چند محال کے کہ اسکے متصل ہین نظام الملک کے تصرف مین کچھ
نہین رہا اب تمہاری سود کار و بہبود روزگار یہ ہے کہ از روی یکرنگی و یگانگی اتفاق کرکے
اس گھر کی نگہبانی مین سعی کرو۔ ورنہ افواج شاہی پرینڈہ کی فتح کے بعد کوئی جگہ کسی کے
پاس نہین چھوڑینگی جب ہمکو وہ ختم کر چکینگی تو تمہارے پیچھے پڑیگی۔ طرفین کی مصلحت یہ ہے
کہ قرار داد کے بموجب قلعہ شولاپور کو مع توابع ہم سے لیکر ارکان مصالحہ کو مستحکم کرو اور دولت
نظام الملک کے قواعد کے استحکام مین جو جانبین کی بہبود کا سبب ہے بہت کوشش کرو
رندولہ نے اسکا جواب فوراً لکھا کہ عادلخان نے یہ مقرر کیا ہے کہ مقرب خان خود جا کر
قلعہ شولاپور کو مع محال متعلقہ کے عادلخان کے گماشتون کے حوالہ کرے اور پیمان کو
ایمان سے مؤکد کرکے خاطر جمع کرے اعظم خان نے قلعہ کے محاصرہ کو دست آویز بنایا
اور کمک لینے کیلئے چشم براہ بیٹھا۔ پرینڈہ سے پانچ پانچ چھہ چھہ کوس تک گھاس کا پتہ تھا
نہ تھا۔ یاقوت خداوند خان و ملتفت خان کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجکر دور دور
سے علف و ہیمہ منگاتا تھا۔ بادشاہی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا تین طرف سے خندق تک
کوچہ سلامت پہنچای۔ اور خندق بھرنا شروع کیا۔ راجہ جی سنگھ و اہتمام خان میر آتش نے

کوچہ سلامت کو خندق مین پہنچایا اسکا بھرنا شروع کیا اعظم خان نے دروازہ قلعہ کے محاذی
ایک مورچہ بنایا اسکا فاصلہ خندق سے ایک تیر کا تھا۔ کوچہ سلامت کو راست کر کے خندق
کے کنارہ پر دمدمہ بلند کیا اہل قلعہ پر تیر و تفنگ کا صدمہ پہنچایا اور مقابل کی دیوارون کو
خاک کی برابر کیا حصار کے اندر تردد دین پر کار تنگ ہوا خصوصاً برج شیر حاجی کے آدمی
سرکوب کی مار کے سبب سے سر باہر نہین نکال سکتے تھے۔ ہر روز اہل قلعہ کے اضطراب و اضطرار سے
قلعدار مقرب خان و بہلول خان کو آگاہ کرتا اور پیغام دیتا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دھارور
کے قلعہ کی طرح یہ قلعہ ہاتھ سے نہ جائے تو جلد کمک کو آؤ۔ لشکر شاہی کے اطراف مین ایک جماعت
نظامیہ نے قلعہ سے ایک گروہ پر دست درازی شروع کی یاقوت خان نے ایک فوج لیکر تین
کوس تک ان دشمنون کو بھگایا۔ دوسرے روز یاقوت خان و ملتفت خان پرگنہ پاسری کی
طرف علف و ہیمہ کے لئے گئے۔ مقرب خان و بہلول خان جو قلعہ پرینده کی حمایت کے لئے تالاب
گکر الہ سے قصبہ بھوم مین آئے تھے تا کہ فرصت پاکر دست بردی کرین انکی خبر پاکر یاقوت خان
و ملتفت خان سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اعظم خان کو انکے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو وہ
راجہ جی سنگہ اور راجہ جھجار سنگہ بندیلہ کو ساتھ لیکر انکی جانب روانہ ہوا مقرب خان و بہلول
افواج شاہی کے صدمات کے متحمل نہ ہوئے وہ دامن کوہ مین چلے گئے لشکر شاہی نے قصبہ
بھوم مین دشمنون کو جو اپنا اسباب لاد رہے تھے جا لیا اور گھوڑے و اونٹ و گائے بیل
مع بہت سے اسباب کے لوٹ لئے اور پاسی کے گھاٹ تک گئے جا بجا کوس پر قلعہ پرینده سے
تھا تعاقب کیا اور پھر معاودت کی۔

معلوم ہوا کہ عادل خان خردسالی کے سبب سے معاملات کے انصرام مین اختیار نہین رکھتا
دولت نام غلام کلاوت ہی اسکے ہاتھ مین زمام مہمات ہی اسکو ابراہیم عادل خان
پدر عادل خان نے دولتخان کا خطاب دیا اور قلعہ بیجاپور کی حفاظت سپرد کی اور ابراہیم کے
مرنے کے بعد اسنے اپنا خواصخان نام رکھا اور معاملات کے حل و عقد کو مراری پنڈت
کے سپرد کیا اور درویش محمد پسر کلان ابراہیم عادل شاہ کو جو قطب الملک کی ہمشیرہ سے

پیدا ہوا تھا تحول کیا اور اسکی بیٹی سے اپنے نکاح کی خواستگاری کی عادل خانیہ اور نظام الملکیہ اتفاق کرکے ایک جگہ جمع ہوئے اور ایک مہینے سے پرینڈہ کا محاصرہ ہو رہا تھا غلہ بقدر کفایت چارہ کاوی سے ہاتھ آتا تھا۔ پرینڈہ سے بیس کوس تک گھاس کے پتھے کا پتا نہ تھا ناگزیر اعظم خان نے قلعہ پرینڈہ کے محاصرہ کو چھوڑا اور دھارور کی طرف روانہ ہوا۔ ان دنون تو دشمن نہ دکھائی دیا دوسرے روز وہ نمودار ہوا بھیوجی فوج کے ساتھ لشکر شاہی کے قریب آیا لشکر شاہی کے چنداول نے لڑکر بہت آدمی اسکے مارے اور بھگا دیا۔ اس اثنا میں خبر آئی کہ غنیم نے گھاٹ پالیسی پر لشکر شاہی کی راہ روکی ہے۔ اعظم خان نے ان کے دور کرنے کے لئے فوج بھیجی تو غنیم لشکر سے آدہ کوس پہ ٹھیر گیا اور لشکر شاہی گھاٹ پر آگیا چنداول کے سامنے غنیم کا لشکر آیا اسکو یاقوت خان نے بھگا دیا اور اعظم خان کے پہنچتے ہی مقرب خان و بہلول و بھیوجی اور رندولہ اور اسکا بادشاہ اور تمام عادل خانیہ و نظام شاہیہ جو ہراول شاہی کو روکے ہوئے تھے بھاگ گئے۔ بادشاہی لشکر نے دریائے چپرہ پر قیام کیا دوسرے روز لشکر شاہی نے قصبہ پالیسی کو سر سواری لے لیا جسکے آدمیون نے کمک کی امید پر قلعہ کا استحکام کیا تھا اور پھر وہ دھارور میں پہنچ گیا اسی منزل میں دلاور خان و سید دلیر اور لشکر خواجہ ابوالحسن جو بادشاہ کے حکم سے روانہ ہوئے تھے وہ بھی آن ملے۔ ملک بدن اعتبار راؤ نے اپنے عیال کی رستگاری کی ملتمس کی جو دھارور میں مقید تھی اعظم خان نے انکو جواب دیا کہ اگر دولتخواہون کی ملک میں آؤ تو انکی رہائی ہو۔ اور تم مناصب لائقہ پر مقرر ہو تو وہ بادشاہ کی... خدمتگاری کے قصد سے دھارور میں اعظم خان پاس آئے اور انکو خلعت و اسپ و نقد و خرچ سرکار سے مرحمت ہوا۔

سال گذشتہ میں محال بالا گھاٹ میں خصوصاً نواحی دولت آباد میں مینھ نہ برسا تھا اس سال میں بھی اگرچہ اطراف میں بارش کی کمی ہوئی مگر ملک دکن اور گجرات سے بارش بالکل منقطع ہوئی اور اہل دیار کھانے کے نہ ملنے سے پر ضطر ہوئے

جان کو نان کی عوض میں دیتے تھے اور کوئی نہیں خریدتا تھا اور منصب جاہ کو ایک کلچہ کے بدلے میں
بیچتے تھے مگر کوئی مول نہ لیتا تھا۔ جو ہاتھ ہمیشہ انعام دینے میں دراز ہوتے تھے وہ طعام کی
بھیک کے لئے پھیلائے جاتے تھے۔ وہ پاؤں کہ استغنا کے میدان میں رکھے جاتے تھے وہ ادبار کی
راہ میں چلتے تھے۔ ایک مدت تک کتے کا گوشت بکری کے گوشت کی جگہ بکتا تھا۔ نان بائی آدمیوں کی
بوسیدہ ہڈیاں لاتے اور چکی میں پیستے اور انہیں تھوڑا سا گیہوں کا آٹا ملا کر گوندھتے جو
میسر آتا لاتے اور روٹی پکاتے اور مالداروں پاس ہدیۃً لے جاتے۔ جب انکا یہ فریب حکام
پر کھلا تو عدالت نے انکی سیاست کی۔ خشک مردہ کا گوشت جس کسی کے ہاتھ لگتا اسکو پانی
میں تر کر کے کھاتا۔ اہل بازار قبرستان و مزاروں کے خادموں کے ساتھ ہمداستان ہو کر تازہ
و سال خوردہ مردے کے گوشت کی خرید و فروخت کرتے اور اسکے مقدمے کو توال اور ارباب
عدالت کے پاس نہ بھیجتے۔ ایک عورت روتی پیٹتی قاضی پاس آئی کہ میں نے ہمسایہ کو
اپنا جگر پارہ ذبح و پکانے کے لئے دیا تھا کہ اسمیں سے مجھے بھی کچھ کھانے کے لئے دے مگر اسنے
میرے جگر گوشہ کی کوئی ہڈی اور گوشت کا ریزہ نہ دیا۔ غرض آدمی آدمی کا گوشت
کھاتا تھا۔ ماں باپ فرزندوں کے گوشت کو انکی محبت سے زیادہ تر شیریں جانتے
تھے۔ مردوں کی کثرت سے آمد و رفت کی راہ بند تھی۔ اگر کسی کو جان کنی اور موت کے
درمیان مہلت ملتی اور اسمیں رہ نوردی کی قوت ہوتی تو وہ اور ملکوں کے دیہات و قصبات
میں انتقال کرتا بعض اول منزل پر نہ پہنچتے تھے کہ خدا سے ملجاتے تھے۔ جو ولایتیں آبادی
میں مشہور تھیں انمیں معموری کا نشان نہ رہا۔ دکن میں دفن کفن کا طریقہ موقوف ہوا اعزا
و نوحہ مرگ کی بلا سے نجات۔ پانے کے مژدہ سے مبدل ہوا۔ وہ وبائیں اور قحط کہ کبھی
تواریخ میں تعجب کے طور لکھی ہوئی ہیں نظر میں بے اعتبار ہو گئیں اس سال میں کاہ کی
کمیابی کا حال یہ تھا کہ اسکا ایک پیٹھا ایک سونے کے پترے کے عوض میں تلاش سے ملتا
تھا بقولات بعوض زمرد کے مشکل سے ملتے تھے۔ شہر کے معمورے متوطنوں کے جانے
سے اور ہر روز ہزاروں آدمیوں کے ہلاک ہونے سے ویران ہو گئے۔ ہر کوچہ و محلہ میں

بجاے آب باران کے غم برستا تھا اس سال کے قحط کی تاریخ سال غم ہوئی۔ بادشاہ نے ہر مشہور شہر و قصبہ مین خصوصاً برہانپور مین لنگر جاری کرنے کا حکم دیا۔ سرکار بادشاہی اور یمین الدولہ اور امرای نامدار کی طرف سے لنگر خانے جاری ہوئے۔ اور محتاجون کو بہت روپیہ دیا گیا۔ برہانپور و احمد آباد و ولایت سورت مین لنگر خانون مین آش و نان اس قدر ریختہ ہوتا تھا کہ سب بھوکون کا پیٹ بھر جاتا تھا۔ اور دوشنبہ کو کہ بادشاہ کے جلوس کا دن ہے پانچہزار روپئے محتاجون کو دیئے جاتے۔ بیس دوشنبون مین ایک لاکھ روپیہ فقرا و مساکین مین تقسیم ہوا احمد آباد مین زیادہ قحط تھا وہان پچاس ہزار روپیہ بھوکون کو دیا گیا امساک باران اور گرانی غلہ کے سبب سے اکثر ممالک مین خرابی ہوئی اس سال مین اور سال آئندہ مین سترہ لاکھ روپیہ خالصہ مین کہ ممالک محروسہ کا گیارھوان حصہ ہے تخفیف کی گئی اور اسی پر محال جاگیر امرای والا قدر اور منصبدارون پر قیاس کرنا چاہئے۔ حسب دستور شب برات کو روشنی ہوئی اور دس ہزار روپیہ خیرات دیا گیا۔

۱۷ شعبان سنہ کو نوروز ہوا۔ بادشاہ تخت پر بیٹھا اور بخشش و بخشایش کی مراسم ادا ہوئین۔ محمد علی بیگ سفیر ایران بادشاہ کا نامہ لایا اور تحائف پیش کئے اسکو ایک پاندان قیمتی بیس ہزار روپیہ کا اور دسی ہزار روپیہ نقد اور اسکے ہمراہیون کو دس ہزار روپیہ عنایت ہوا۔ آصف خان کی نذر دس لاکھ روپیہ کی اور ممتاز محل اور شاہزادیون اور شاہزادون کی نذریں بیس لاکھ روپیہ کی تھین۔

خان زمان نے کوہستان ترنکلواری مین جو متمرد جمع ہو رہے تھے انکو دس روز مین سزا دی۔ لشکر دکن کے لئے خزانہ روانہ ہوا دکن کے مضبوط قلعون مین سے قلعہ تلتم بھی ہے۔ وہ ایک پشتہ کوہ پر ہے ہمنے پہلے لکھا ہے کہ سپہدار خان نے اسکا محاصرہ کر رکھا تھا اہل قلعہ کی ایک فوج بادشاہی لشکر کو قلعہ کے اندر لے گئی۔ قلعہ کے نگہبانون کو اس سازش کی خبر نہ ہوئی جب گرنا بجا تو وہ مضطرب ہو کر بدست و پا ہوئے اور بادشاہی آدمیون کے ہاتھون مین گرفتار ہوئے یہ مستحکم قلعہ بغیر اسکے کہ میان سے تلوار اور کمان سے تیر نکلے فتح ہو گیا۔

(فتح قلعہ ستونده)

سپہدار خان قلعہ ملتم کو فتح کرکے پادشاہ کے حکم سے قلعہ ستونده کی فتح پر متوجہ ہوا اور اسکو چاروں جانبون سے گھیر لیا سیدی جمال قلعدار نے عجز و انکسار سے امان نامہ کے لئے التماس کیا سپہدار خان نے اُسے قبول کیا۔ سیدی جمال مع اہل و عیال قلعہ سے باہر آیا اور قلعہ پادشاہی ملازمون کے حوالہ کیا۔ دوسرے روز سپہدار خان نے قلعہ مین جاکر مرزا احمد اپنے خویش کو قلعہ دار مقرر کیا۔

(بعض سوانح اور قلعہ بالگانو کی فتح)

بعض اور سوانح یہ ہین کہ اعظم خان کو جاسوسون نے خبر پہنچائی کہ لشکر عادلخانیہ و نظامیہ پادشاہی لشکر سے دس کوس پر آب ونجیرہ کے نزدیک آگیا ہے۔ خان سنگ دھار روز دشمن کے لشکر پر پہنچا۔ رندوله اور تمام لشکر عادلخانیہ و نظامیہ خواری و شرمساری کے ساتھ بھاگ گیا اور گھوڑے اور اونٹ و گاڑیان بہت پادشاہی لشکر کو ہاتھ لگے عادلخانیہ و نظام شاہیہ لشکر نصیری خان کی طرف چلا جو قلعہ قندھار کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اعظم خان نے ملتفت خان کو قلعہ بالگانو کی فتح کے لئے بھیجا جسکی حراست ناناجی زمیندار بان گانو معتبر نظام کا بھائی کر رہا تھا لشکر شاہی آدھی رات کو قلعہ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ قلعہ دار ملتفت خان پر آیا توپ و تفنگ اور ہتھیار جو قلعہ کے اندر تھے اعظم خان پاس آئے۔ پھر لشکر شاہی نے قصبۂ جوری کے حصار کو فتح کیا اور سرکار مین سات توپین داخل کین۔

غرہ شوال کو عید ہوئی یمین الدولہ نے پادشاہ کے حکم سے ایک لاکھ روپیہ کا حوضہ تیار کرکے پیش کیا اور اسکو ہاتھی پر لگایا۔ پادشاہ نے تیس ہزار روپیہ محتاجون کو دیا۔

صوبہ اوڈیسہ کی مخبرون کی عرائض سے سُنا گیا کہ کھیرہ پاڑہ مع قلعہ منصور گڈھ و توابع کے باقر خان نجم ثانی کی سعی سے فتح ہو گیا۔ قطب الملکیہ کی سپاہ کوہا چیا پٹن کی طرف سے پہنچی اور بعض زمیندارون نے اسکے ساتھ اتفاق کیا اور قلعہ منصور گڈھ کے استخلاص کے لئے پرخاش شروع کی باقر خان نے اطلاع پاکر کھیرہ پاڑہ مین ایک جماعت کو چھوڑا اور ایک گروہ کو ہمراہ لیکر انکی تنبیہ پر متوجہ ہوا اور غنیم کے لشکرگاہ پر پہنچا وہ اسکے سامنے سے بہت سے انمین درخت زار و کہسار مین چلے گئے اور ایک جماعت قید ہوئی اُسکا اسباب

دشمنون نے ندامت وخجالت کا اظہار کیا اور قطب الملک نے بھی خدمتگاری و جان سپاری کے
طور پر بادشاہ پاس پیشکش بھیجی۔ باقر خان نے بموجب العفو زکوٰۃ الظفر زینہار دی اور ایک ہاتھی
اور دس ہزار ھن نقد کہ چالیس ہزار روپیہ ہوتے ہین جرمانہ کے طور پر لئے اور کھیرہ پارہ کی طرف
مراجعت کی کھیرہ پارڑہ سے بارہ کروہ پر بمقام مہندری بیس ہزار آدمی شورش برپا کرنے
کو جمع ہوگئے تھے۔ باقر خان انکے پراگندہ کرنے کو روانہ ہوا اور ایک جنگل مین اترا چھہ
سات ہزار آدمیون نے درخت زار سے نکل کر شوخیان شروع کین مگر لشکر شاہی
سے مقابلہ نہ کر سکے۔ باقر خان اپنے لشکر کی حفاظت کر کے اس دشوار گذار درخت زار مین
آیا دشمنون نے ایک دیوار چونے کی پانچ گز اونچی دو پہاڑون کے درمیان سر راہ مستحکم بنائی
اور اسکے آگے ایک عمیق خندق بنائی اور پیکار مین گرم ہوئے ہرچند انہون نے کوشش
کی مگر آخر کار انکو فرار ہونا پڑا۔ نصیری خان کو ایک سپاہ کے ساتھ ملک تلنگانہ
کی تسخیر کے لئے مقرر کیا تھا اُس نے قلعہ قندھار کی فتح کو پیش نہاد کیا اور اسکو فتح کیا یہ
قلعہ اس دیار کے نامدار قلعون مین سے تھا اور متانت و دشوار کشائی مین مشہور تھا
اور اسکی حراست یاقوت خداوند خان کے داماد صادق خان کے سپرد تھی ۳۳ ۔ ۲۰
جمادی الاولی سال گذشتہ کو وہ قلعہ سے ایک کروہ پر آیا۔ دوسرے روز راجہ بھارتھ و
شہباز خان اور اور منصبدارون اور احدیون کو لے کر قصبہ قندھار کی فتح کے
قصد سے سوار ہوا۔ قصبہ کے نزدیک ابھی بادشاہی سپاہ نہ آئی تھی کہ سرافراز خان نے
قلعہ اور قصبہ کے درمیان لشکر آراستہ کیا اور آلات آتشبازی کو آگے کھینچکر جنگ پر
مستعد ہوا اور لشکر بادشاہی پر حملہ کیا اور بالائے قلعہ سے توپ و تفنگ اور پائین قلعہ کی
آتشبازی سے لشکر شاہی پر کرہ نار کو نمودار کیا لشکر شاہی نے مردی اور
مردانگی سے بہت سے مخالفون کی جان لی اور کچھ جان بچا کر بھاگ گئے اب
سرافراز خان نظام الملک پاس چلا گیا شہر پر بادشاہی آدمیون کا تصرف ہوا
گھوڑے اونٹ اور اسباب و اموال ہاتھ آئے پانچ چھہ ہزار آدمی گرفتار ہوئے۔

قلعہ قندھار کی فتح

بادشاہی لشکر کے افسر نے ان قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ فتح قصبہ سے اور قلعہ نشینوں کی کوتک
سے خاطر جمع کر کے قلعہ کی کشائش پر توجہ کی۔ مورچوں کو تقسیم کیا اور کوچہ سلامت
بنانا شروع کیا۔ تھوڑے دنوں میں نصیری خان کا کوچہ سلامت خندق کے کنارہ
پر پہنچا۔ دیوار خندق کی پناہ میں جو غنیم کے بعض آدمی تھے وہ فرار ہوئے۔ کچھ باری گئی
عریض خندق کے درمیان مقبرہ قاضی قوام تھا وہاں قیام کر کے بان وحقہ و
تفنگ بادشاہی مورچوں پر مارتے تھے اور مورچوں کا تعرض کرتے تھے۔ نصیری خان
کے مورچہ نے اس مقبرہ کے نیچے سرنگ لگا کے باروت سے عنبا دیمایت سے اڑا دیا اور
دشمن کی ایک جماعت کو آگ میں جلا دیا اور عمارتوں کی جگہ بادشاہی آدمیوں نے
مورچے جمائے۔ اس وقت رندولہ خان و مقرب خان و بہلول خان اور اور عادلخانیہ
اور نظام الملکیہ آئے اور نصیری خان کے مورچہ پر ہجوم کیا۔ توپ و تفنگ سے خوب گولے
برسائے۔ مگر نصیری خان ایسی مردانگی سے لڑا کہ دشمن بھاگا اور تین کوس پر جا کر بیٹھا
لشکر شاہی غنیم کے بھاگنے سے سرگرم کار ہوا اور قلعہ کشائی کے سر انجام اسباب
میں پیشتر سے بیشتر ساعی ہوا اور اس نے نقبوں میں سے چھ کو تیار کیا ان میں سے تین میں
باروت بھری گئی اور تین کو خالی رکھا کہ اگر ان میں سے کام نہ چلے گا تو ان میں سے
کام لیا جائیگا۔ اس اثنا میں کہ حصار کی کشائش کا اسباب آمادہ تھا نصیری خان
کی کمک کو اعظم خان اسکے مورچے میں آگیا اسکے سامنے تین نقب کو باروت
سے بھرا اور انکو آگ لگائی ایک تو آگ کھا کر ٹھنڈی ہوئی دو اڑیں اور دیوار
شیرحاجی کو نصف برج قلعہ کے ساتھ اڑا دیا چند آدمی جو برج کے اوپر اور دیوار کے
نیچے تھے مر گئے۔ باوجودیکہ حصار کے اندر سے بان و تفنگ وحقہ و سنگ و
منجنیق وتھار باروت کو آگ لگا کے مارتے تھے مگر بادشاہی لشکر پیادہ دوڑا اور دوپہر
سے شام تک اس نے ہنگامہ کارزار گرم رکھا۔ باوجودیکہ ایک برج اور دیوار کے
اڑنے سے اور لشکر نصیری خان نے اعظم خان کی تازہ فوج کی کمک سے حملہ کر کے

دشمن مین تزلزل ڈال دیا تھا مگر محصورین قلعداری کی شرط بجا لا کر دشمن کے ایسے سد راہ
ہوئے اور یورش کیلئے ایسے مانع ہوئے کہ خویش و بیگانہ نے آفرین کی اور اس روز قلعہ
مفتوح نہ ہوا طرفین کے تردد مین ظلمت شب حائل ہوئی اور ساری رات مین قلعہ کے
آدمیون نے دیوار چونہ و سنگ کی مصلح سے جوان پاس تھا تیار کرلی۔ بادشاہی
آدمیون نے تین اور نقبین باروت سے پُر کین کہ صبح کو اڑائین گی قلعہ کے آدمیون
نے اپنی مصلحت یہ جانی کہ کل آخر کار اس قلعہ کو قلعہ کشا تسخیر کرین گے اور سب تیغ
قہر و سیاست کے کشتہ ہونگے اسلئے صلاح کار یہ ہے کہ امان طلب کرکے قلعہ کی کنجی
حوالہ کرین اور اپنے تئین قید کی بلا اور تیر و سنان کے طعمہ سے محفوظ رکھین صادق خان
قلعہ دار سات فہمیدہ کار آدمی ساتھ لے کر امان اور قلعہ کے حوالہ کرنے کے لئے
بادشاہی سرداروں پاس گیا اور امان لیکر قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور ماہ ۱۹ روز
مین ۱۵ شوال کو قلعہ فتح ہوا دس ہاتھی اور ایک سو سولہ توپین ہاتھ آئین جنمین توپین عنبری کلان و
عنبری خورد و ملک ضبط و بجلی بزرگ تھین ہر ایک اپنی بسی لشکر و شہر کی برہم زدگی کے لئے کفایت کرتی تھین
اس فتح ہو جانے سے عادلخانیہ و نظام الملکیہ آدمی مایوس ہوکر بادشاہی لشکر سے بیس کوس پر دیگلور
مین چلے گئے اعظم خان دھرور کی طرف اس سبب سے چلا کہ بادشاہی خزانہ لشکر کے
لئے آتا تھا خوف تھا کہ دشمن نہ لوٹ لے۔ خزانہ کو ساتھ لیکر وہ دریا و بنجری کے نواحی مین
آیا نصیری خان قلعہ داری کے اسباب مداخل و مخارج کے ضبط سے خاطر جمع ہوکر بودن اور
ایندور کی طرف گیا۔ ملک عنبر کے مرنے کے بعد نظام الملک سپہ سالار و صاحب مدار ملک
عنبر کا بڑا بیٹا فتح خان گنا جاتا تھا اسکو سوء ظن سے جو دیر کہن کا خصوصاً ملک دکن کے
کامروایون کا خراب کرنے والا ہے غافل پاکر گرفتار کیا اور محبوس کیا اور مقرب خان کو کہ
اسکا ترکی غلام معتمد و میر شمشیر و سر لشکر تھا بجای فتح خان کے سردار سپاہ مقرر کیا حمید خان
حبشی کو وکیل بنایا مقرب خان سے حبشی امید تھی وہ بر نہ آئی اور دکنیون نے اُس سے حسد کی۔
جو اپنے بزرگون کے رویہ کے موافق اپنی ہی سلاطین کے استیصال کے باعث اور برہم کار

ہوئے ہین فتح خان کو پھر قید سے نکالکر سلطنت کا صاحب مدار بنایا اس سبب سے مقرب خان
رنجیدہ خاطر ہوا اُس نے اعظم خان سے رجوع کی اسکو ششش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب
عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ اور اور انعامات سے سرافراز ہوا ایک سو چالیس اور آدمی با
نام و نشان اسکے ہمراہ آئے انکے مناسب حال منصب و خلعت ملے۔

شاہی لشکر کی شکست۔

برسات کے آنے مین چند روز باقی تھے۔ بکر زندولہ خان نے اعظم خان کو پیغام بھیجا کہ
اگر ہماری التماس سے عادل خان کا تقصیرات عفو شاہانہ ہو جائین تو بندہ متکفل ہوتا ہی
کہ پھر عادلخان دائرہ انقیاد و اطاعت سے باہر نہین جائیگا۔ اعظم خان نے تمام دولتخواہون
کی صوابدید سے برسات کے آنے تک پرگنہ بھالکی وجیت کونہ مین کہ توابع بیدر سے مین
جانے کا قصد اس غرض سے کیا کہ اگر زندولہ کا کہا سچ ہوا تو وہ عادل خان کے عفو تقصیرات
کی درخواست کرے ورنہ ان محال کے تاراج کرنے مین مشغول ہو جس سے نقض عہد و حلف
وعدہ کی پاداش ہو اور وہان سے مراجعت کرکے ایام برسات مین جہان مناسب
ہو قیام کرے۔ ایک دن لشکر شاہی کہی لئے ایک گانون مین گیا تھا۔ راجپوتون
اور مقدمون کے درمیان جنگ ہوئی اور ہر ساعت شعلہ فساد بلند ہوا اور کمک دونو
طرف سے پہنچی اور جدال و قتال کی آگ پھر بھڑکتی گئی طرفین سے ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی
ہوئی اس ضمن مین غنیم کے سات ہزار غنیم بسرداری زندولہ خان اور تین چار نامی امیر
ناگہانی آن پہنچے اور دکنیون کا غلبہ اس قدر ظاہر ہوا کہ شہباز خان مع اپنے لشکر کے
گھوڑون سے اُتر کر پیادہ ہوا اور داد مردانگی دیکہ مع اور ساٹھ آدمیون کے
رہنی ولینعمت کی راہ مین نثار ہوا۔ رشید خان و بہادر خان و یوسف خان ایک راجپوتون
کی جماعت سمیت لڑکر زخمی ہوئے اور علم جان فشانی معرکہ کارزار مین بلند کیا اور
بیہوش ہوکر گرے منصبدارون اور احدیون و برقندازون مین سے کشتہ و زخمی
ہوئے حاصل کلام یہ کہ کسی نے اس ورطہ سے سالم نجات نہ پائی۔ اکثر نامی زخمیون کو
جنکو دکنی پہچانتے تھے ہاتھون ہاتھ بطریق تحفہ و ہدیہ سردارون پاس لے گئے۔

اعظم خان یہ سنکر جلد پہنچا اور دکنی فوج نے اپنی راہ لی - جب کشتون اور زخمیون
پر اعظم خان کی نگاہ پڑی تو افسوس کرکے زخمیون کی محافظت و تیمارداری کا حکم دیا
اور مراجعت کی اگرچہ اس صدمہ کے تدارک مین ملک متعلقہ بیجاپور مین بہت تاخت
و تاراج ہوئی اور بیشمار آدمی اسیر ہوئے مگر اس سے کشتون اور زخمیون کو
کچھ فائدہ نہین ہوا بلکہ روز بروز زیادہ فساد و خونگشتی اور آدم کشی بیجاپور اور
نظام الملک کے ملک مین علاوہ فریاد و شداید قحط سالی کے دکن مین بڑھا -

۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۰ کو ممتاز محل جو خانجہان کی روح جان پرور و ہمدم و محرم بستر
تھی درد زہ مین مبتلا ہوئی بیگم صاحب کو بھیجکر اُسنے بادشاہ کو بلایا - بادشاہ
کمال آشفتہ اس دمساز بیوی کے بالین پر آیا اُسنے اپنے بچون کی سفارش کی -
دس پہر بعد بیٹی پیدا ہوئی اور ماں کی جان گئی اس واقعہ جانکاہ سے
بادشاہ کو بہت غم ہوا اور اس محرم و ہمدم دیرینہ کی یاد مین روتا رہا - دو سال
تک عطر لگانا رنگین کپڑے اور جواہر پہننا چھوڑ دیا -

جشن وزن اور جلوس مین نغمہ و سرود سننے کو صدائے نوحہ و ماتم تصور کرنے لگا
جسوقت اسکو یہ بیوی یاد آتی روکر یہ شعر پڑھتا ؎

زندگی بہر دیدن یار است + یار چون نیست زندگی عار است

ایک ہفتہ جھروکہ مین نہین بیٹھا - کبھی ارادہ کرتا تھا کہ سلطنت کو بیٹون مین تقسیم
کرکے باقی عمر کو معبود حقیقی کی پرستش مین اور مسجود حقیقی کی نیایش مین صرف کرے
باغ زین مین برہانپور مین ممتاز محل کو بطور امانت دفن کیا جبتک بادشاہ یہان
رہا ہر جمعہ کو ملکہ کے مزار پر جاتا اور بہت روتا اور اکثر فرماتا کہ اب لذت سلطانی
بلکہ مزہ زندگانی کا نہین رہا اس دلدار کے دیدار بغیر اسکی ساری خوشیان غم
بن گئین جسوقت حرم سرا مین تشریف فرما ہوتا تو روتا ہوا جاتا اور اسی وقت پھر آتا
اور کہتا کہ کسی کی صورت دیکھنا مجھے خوش نہین آتا - بادشاہ کی ڈاڑھی

وفات ممتاز محل و غم شاہجہان اور اولاد

۲ بال سفید تھے مگر اس غم مین تھوڑی دنون مین ساری ڈاڑھی سفید ہوگئی۔
جب بادشاہ کی عمر ۱۵ سال ۲ ماہ ۱۲ روز کی تھی تو اس بیگم سے منگنی ہوئی
تھی ۵ سال ۳ ماہ قمری ۲ دن بعد بادشاہ سے نکاح ہوا۔ پانچ لاکھ روپیہ مہر بندھا
اسوقت ملکہ کی عمر ۱۹ سال ۱ ماہ شمسی ۲۶ روز کی تھی اور ۳۸ سال ۲ ماہ شمسی مین انتقال
کیا۔ تاریخ رحلت یہ ہے ع جائے ممتاز محل جنت باد + بادشاہ کا نکاح مظفر حسین
مرزا کی بیٹی سے ایک سال ۸ ماہ اسکے نکاح سے پہلے رجب سنہ ۱۰۱۹ھ مین ہوا تھا اور اس
سے ایک بیٹی ۱۲ جمادی الاول سنہ ۱۰۲۰ کو پیدا ہوئی اور اسکا نام پرہیز بانو بیگم رکھا گیا
اور ممتاز محل کے نکاح کا پانچ سال پانچ ماہ تیئیس روز بعد ۲ رمضان سنہ ۱۰۲۶ کو شاہ نواز خان بن
عبدالرحیم خانخانان کی بیٹی سے باقتضائے مصلحت نکاح ہوا اور ۱۲ رجب سنہ ۱۰۲۹ کو دار الخلافہ
اکبر آباد مین بیٹا پیدا ہوا جسکا نام جہان افروز رکھا گیا مگر ایک سال نو مہینے کی عمر مین وہ
برہان پور مین مرگیا۔ بادشاہ کو جو محبت ممتاز محل کے ساتھ تھی وہ کسی اور بیوی سے
نہ تھی وہ سفر حضر و شدت درخا مین اُسسے جدا نہین ہوتا تھا اس بیس سال کے عرصہ مین بیگم
کے چودہ بچے پیدا ہوئے ۸ لڑکے اور ۶ لڑکیان جنمین سے سات زندہ اُس نے چھوڑے
اولاد کی تفصیل ذیل مین درج ہوئی۔

| نام | تاریخ ولادت | کیفیت |
|---|---|---|
| (۱) حور النساء بیگم | ۸ صفر سنہ ۱۰۲۰ | آگرہ مین پیدا ہوئی ۳ سال ایک ماہ کی عمر مین مرگئی۔ |
| (۲) جہان آرا بیگم | ۱۲ صفر سنہ ۱۰۲۳ | بیگم صاحب و بادشاہ بیگم عرف تھا۔ |
| (۳) محمد دارا شکوہ | ۲۹ صفر سنہ ۱۰۲۴ | اجمیر مین پیدا ہوا۔ |
| (۴) شاہ شجاع بہادر | ۱۸ جمادی الاخری سنہ ۱۰۲۵ | " |
| (۵) روشن رائے بیگم | ۲ رمضان سنہ ۱۰۲۶ | برہان پور مین پیدا ہوئی۔ |
| (۶) اورنگ زیب | ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۷ | |

| نام | تاریخ ولادت | کیفیت |
|---|---|---|
| (۷) امید بخش | ۱۱ محرم ۱۰۲۹ سنہ | ربیع الثانی ۱۰۳۱ سنہ میں برہانپور میں وفات پائی |
| (۸) ثریا بانو بیگم | ۲ رجب ۱۰۳۰ سنہ | ۲۳ شعبان ۱۰۳۷ سنہ میں سات سال کی عمر میں وفات پائی |
| (۹) ایک بیٹا۔ | سنہ ۱۰۳۲ میں پیدا ہوا | نام رکھنے سے پہلے دنیا سے سدھارا۔ |
| (۱۰) مراد بخش | ۲۵ ذی الحجہ ۱۰۳۳ سنہ | قلعہ رہتاس میں پیدا ہوا |
| (۱۱) لطف اللہ | ۱۴ صفر ۱۰۳۶ سنہ | ۹ رمضان ۱۰۳۷ سنہ میں ایک سال ۷ ماہ میں انتقال کیا |
| (۱۲) دولت افزا | ۴ رمضان ۱۰۳۸ سنہ | ۲۰ رمضان کو ایک سال ۱۵ روز کی عمر میں مر گیا |
| (۱۳) حسن آرا بیگم | ۱۰ رمضان ۱۰۳۹ سنہ | دایۂ اجل نے پالا۔ |
| (۱۴) گوہر آرا بیگم | ۱۷ ذیقعدہ ۱۰۴۰ سنہ | برہانپور میں پیدا ہوئی جسکی ولادت سے ماں مر گئی |

ممتاز محل کے خزانہ میں ایک کروڑ روپیہ تھا اس میں سے نصف بیگم صاحب کو دیا گیا۔ اور باقی نصف اور شاہزادوں کو۔ جو جہات کہ نواب ممتاز محل سے متعلق تھیں وہ بیگم صاحب سے متعلق ہوئیں — چار لاکھ روپیہ آدھا نقد آدھا جاگیر چھ لاکھ روپیہ سالیانہ پر اضافہ ہوا اسحق بیگ یزدی میر سامان بیگم صاحب کا دیوان مقرر ہوا بیگم صاحب نے اپنی والدہ کی طرح اپنی مہر ستی النساء خانم کو حوالہ کی۔ ممتاز محل بیگم میں بڑی خوبیاں تھیں خالق کی رضا جوئی اور خلائق کی خیر خواہی میں ہمیشہ رہتی تھی حسب الحکم اعظم خان بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ بادشاہ نے اُس سے فرمایا کہ اس سفر میں تو نے دو نا شائستہ خدمتیں کیں ہیں اول خانجہان پر سختی کرکے آوارہ کیا دوم قلعہ دھارور کی فتح لیکن دو خطائیں بھی کیں اول یہ کہ جب معلوم ہو گیا تھا کہ قلعہ پرینڈہ کی تسخیر بصورت پذیر نہیں ہے آذوقہ کی قلت سے لشکر نہایت تنگ تھا اس حال میں تجھے توقف نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ دوم یہ کہ مقرب خان دولت خواہ ہو گیا تھا اور برسات آگئی تھی تو بیدر کی جانب میں جانا چاہیئے تھا۔ برسات میں ایسے مقام میں رہنا چاہیئے تھا کہ کاہ و غلہ بہت ہاتھ آتا ملک عادلخان

لشکر پر تاخت اس وقت کرنی چاہیئے تھی کہ برسات ختم ہو جاتی اس یورش بے ہنگام سے لشکر کے حال مین پریشانی نہ ہوتی اعظم خان نے اپنی خطاؤن کا اعتراف کیا۔

نظام مرنا ۔۵

سپہدار خان کی عرضی آئی کہ فتح خان کو یہ دریافت ہوا کہ نظام الملک نے بجواسکو رہائی دی تھی وہ اضطرار ی تھی جس وقت اس غدار کی خاطر جمع ہوگی پھر اُسکو مقید کریگا اسلئے اُس نے پیغد ستی کر کے اس دستور پر کہ اسکے باپ ملک عنبر نظام الملک کو نظر بند رکھا تھا اُس نے بھی برہان نظام الملک کو مقید کیا۔

نظام الملک کے فتح خان پسر عنبر نے ہوا خواہی و دولتخواہی سے یمین الدولہ آصفخان کے وسیلہ سے بادشاہ پاس اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ اس خدا سنگذار اخلاص شعار نے نظام الملک کو مقید کیا ہے جو اپنی کوتاہ بینی و بدسگالی سے حقوق سے منحرف لغت رکھتا تھا۔ مراحم شاہی کا امیدوار ہون اسکے جواب مین فرمان صادر ہوا کہ اگر اسکی گفتار سچی ہے تو نظام الملک کی آلائش سے جہان کو پاک کرے فتح خان نے اس حکم کے پانے کے بعد برہان نظام الملک کا گلا گھوٹ کر مار ڈالا اور مشہور کیا کہ وہ اجل طبعی سے مرگیا اور بارہ بڑے بڑے نامی سردارون کو بھی قتل کیا اور ایک جماعت لشکر کو محبوس کیا اور نظام الملک کے بیٹے حسین کو جو دس برس کا تھا اسکا جانشین کیا۔ اور اس حقیقت واقعہ کی عرضداشت اپنی معتمد نوکر ابراہیم کے ہاتھ بادشاہ پاس بھجوائی فرمان صادر ہوا کہ ہاتھی جو دولت آباد مین بھجوائے ہین وہ قلت آذوقہ سے ضائع ہونگے انکو مع نفائس جواہر و مرصع آلات نظام الملک کے اپنی بڑے بیٹے کے ساتھ برسم پیشکش بھیجدے تا کہ اسکی ملتمسات قبول ہون۔

محمد عادلخان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے یمین الدولہ آصف خان کا روانہ ہونا۔

محمد عادلخان نے ناعاقبت اندیشی سے نظام الملک کے ساتھ قلعہ شولاپور لیکر بادشاہ کی مرضی کے خلاف مصالحت کر لی تھی اور عہد و پیمان کو ایک طرف رکھ دیا تھا اسلئے

بادشاہ نے آصف خان کو نامدار امرا اور راجاؤن کے ساتھ اسکی تنبیہ کے لئے رخصت کیا
کہ وہ عادلخان کو غفلت سے بیدار کرے اور یہ تجویز کیا کہ اگر عادلخان رہنمونی سے
باپ کی طرح لوازم اطاعت و خدمت گذاری اور فرمانبرداری اختیار کرے تو بادشاہ
کے لائق پیشکش روانہ کرے پھر اسکے استیصال و خرابی کا قصد نہ کرے اور اگر وہ
اپنی جوانی و نادانی کے سبب اطاعت کی راہ پر نہ آئے تو اسکی ملک مین سے جو چیز گران
قیمت ہو ضبط کرکے ممالک محروسہ مین داخل کرے اور باقی کو پامال کرے۔ ۱۹ ا
جمادی الاولی کو یمین الدولہ روانہ ہوا۔ باقی واقعات سنہ یہ ہین۔
خواجہ ابوالحسن کو قلعہ قندھار کی فتح کے بعد حکم ہوا کہ جس جگہہ مناسب جانے ایام
برسات بسر کرے۔ خواجہ پاتر شیخ پابو مین آیا اور رودخانہ کے کنارہ پر کہ تھوڑا
پانی تھا مقیم ہوا۔ اتفاقاً آخر روز نہم شہریور الٰہی کو تین روز تک بارش ایسی متواتر ہوئی
کہ نالہ کے پانی مین ایسی طغیانی ہوئی کہ لشکر کو تبدیل مکان کی فرصت نہ دی کوہ
اوپر سے سیلاب کوہ ربا آیا اور تمام دامن کوہسار کو گھیر لیا اور لشکر کو کسی طرف
گریز کی راہ نہ رہی ناچار تمام اسباب سے ہاتھ اٹھا کر جو کچھ اٹھا سکے اسکو اٹھایا اور
عیال و ناموس کے جو ہاتھیون اور گھوڑون پر سوار تھے تیرتے ہوئے ہزار ہراس و
خواری سے آب خونخوار سے جان سلامت لے گئے اور لشکر کے آدمی کہ باربرداری
وسواری نہین رکھتے تھے اور پانی مین دست و پا زنی نہین کرسکتے تھے زن و فرزند
و مال و اسباب کو کعبہ کا زاد راہ بنا کے نزدیک کی راہ سے دریائے شور مین مل گئے خواجہ
ابوالحسن کے خزانہ سے سوائے ایک خریطہ اشرفی و پانچ خریطہ روپیہ کے کچھ اور لینے کی فرصت
نہ ملی جب خزانہ کا یہ حال ہو تو وائے بر حال اسکے جن پاس سوائے قحط زدہ دبلے ٹٹو کے
کچھ اور نہ تھا ہزار سپاہی و سوداگر اور بہت مال و اسباب جانور تلف ہوئے خواجہ
کے جواہر مین سے سات ہزار اشرفی و دس ہزار روپیہ و تمام کارخانہ نجات تو شکخانہ
و قورخانہ و فراشخانہ اور مثل انکی برباد ہوا۔ ڈھونڈنے والون کو خاک ہاتھ نہ آیا

خواجہ ابوالحسن کی تباہی سیلاب میں

گو بعض آدمی اسکے پانے کی تہمت مین گرفتار ہوئے لیکن اس گنج روان کا خزانچی جواب
یاران تھا اسنے مال و اسباب کو دیانت سے خاک مین امانت رکھا۔

جشن نوروز

روز دوشنبہ ۸ ربیع الثانی ۱۰۵۱ھ کو جشن قمری ہوا۔ بادشاہ کو بیالیسوان سال شروع
ہوا بیگم صاحب نے اپنی والدہ مغفورہ کے آئین کے موافق زر و سیم نثار کے واسطے
باہر بھیجا اور وہ فضلاء و صلحاء و شعراء کو مرحمت ہوا نصیری خان کو بالاگھاٹ جانے
کی اجازت ہوئی اور اسکی التماس سے ماہی مراتب عنایت ہوا سلاطین دہلی مین
اسکا رواج نہ تھا اول دفعہ اس امیر کو وہ عنایت ہوا دکن مین اسکا اعتبار
بڑھا۔ دنیا داران دکن ماہی مراتب اسکو دیتے ہین کہ وہ عنایت عظیم کا مستحق ہو۔
دکن مین اس سے بڑا درجہ اور کوئی نہین ہے۔

راؤ رتن کا مرنا

بادشاہ پاس راؤ رتن ہاڈا کے مرنے کی خبر آئی۔ بادشاہ نے اسکے پوتے ستر سال کو جو اسکا
جانشین تھا ہفت ہزاری ذات و دو ہزار سوار کا منصب اور خطاب راؤ کا عنایت
کیا۔ ولایت بونڈی و ٹیکرا و منابل کے نواحی کے پرگنات جنمین راؤ رتن کا وطن تھا اس کو
تیول مین مرحمت کئے اور مادھو سنگھ پسر راؤ رتن کو پانصدی ذات پانصد سوار کا
اضافہ منصب کرکے دو ہزار پانصدی و ہزار پانصدی سوار بنایا پرگنہ کوٹہ و پلایتھہ
کو جاگیر مین مقرر کیا گوپی ناتھ پدر راؤ ستر سال باوجود دبلے ہونے کے اسقدر زور
رکھتا تھا کہ درخت کی دو شاخون کے درمیان جنمین سے ہر ایک شاخ میانہ
ستون کی برابر ہوتی ایک شاخ پر بیٹھتا اور دوسرے پر پانون لگاتا اور تھوڑا
زور کرتا کہ ان دونو کو جدا کر دیتا۔ کلہ آہو کو پاؤن پر رکھ کر دونو ہاتھون سے زور کرکے
سینگون کو چیر ڈالتا۔ دو پانون جوڑ کر تین گز اونچی دیوار کو اچک کر پکڑ لیتا۔

صوبہ الہ آباد کا فساد

صوبہ الہ آباد کے وقائع بادشاہ سے معروض ہوئے کہ بدال پاس پر اشجار جنگلہ مین قلعے
و حصار متعدد تھے۔ اسنے سر اوٹھایا اور مردم آزاری اور قطاع الطریقی کرنے لگا۔
قلیچ خان کے تردد اور سعی سے ایک مدت کے محاصرہ کے اور بادشاہی آدمیون کی

ایک جماعت کے گشتہ ہونے کے بعد قلعہ مفتوح ہوئی اور ہزار آدمی دشمن کے مارے گئے اور ہزار چھوٹے بڑے مرد بچے جوہر (جوہر) سے مرے لشکر اسلام کو مال اسباب بہت ہاتھ لگا اُس نے قلب مقامات مین آگ لگائی۔ بت خانون کو توڑا انکی جگہ مسجدین بنائین اور اُس کفر آباد کا نام اسلام آباد رکھا۔

اُڑیسہ سے خبر آئی کہ پرورش خان بارھہ کے ہمسایہ مین ایک بارود فروش کا گھر تھا اسکی بارود مین آگ لگی۔ خان مذکور مع ایک جماعت کے کہ دیوان خانہ مین اسکے ہم بزم تھے باروت کے صدمہ سے اڑگئے اور وہ گھر بھی اُڑ گیا۔

پرورش خان کا باروت سے اُڑنا ممتاز محل کی نعش کا اکبر آباد مین مدفون ہونا

۱۷ جمادی الاولی کو شاہ شجاع و وزیر خان و ستی النساء بیگم جو ماما کی وکیل تھی ممتاز محل کی نعش لیکر اکبر آباد کو روانہ ہوئے۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ ہر روز راہ مین بہت آشن و درہم و دینار فقراء کو دیے جائین اکبر آباد کے جنوب رویہ ایک زمین نہایت رفعت و نزاہت رکھتی تھی اور اسمین راجہ مان سنگہ کی حویلی تھی جو اسکے پوتے راجہ جے سنگہ پاس تھی وہ اسکا مدفن بنایا جاوے راجہ جے سنگہ کو اس حویلی کی عوض خالصہ شریفہ سے معاوضہ دیا گیا۔ ۱۵ جمادی الثانی سال آیندہ کو نعش یہان دفن ہوئی تیس برس مین پچاس لاکھ روپیہ مین مقبرہ بنایا گیا جو اب تک اپنا نظیر دنیا مین نہین رکھتا۔

مہر اوزک جو یمین الدولہ پاس تھی جب وہ بالاگھاٹ کو رخصت ہوا تو بیگم صاحبہ کو عنایت ہوئی۔ پادشاہ نے تخت نشینی کے وقت منت مانی تھی کہ پانچ لاکھ روپیہ حرمین محترمین کو اہل استحقاق و احتیاج مین تقسیم کرنے کے لئے دونگا اس لئے اُس نے صوبہ گجرات کے ناظمون کو حکم دیا کہ احمد آباد و گجرات مین اور اس نواحی مین دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ کے اشیاء جو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین فروخت ہوتی ہین خرید کرکے خواجہ جہان کو حوالہ کی جائین کہ انکو بھیجکر سود و سرمایہ کو ان دو نو متبرک مقامون مین تقسیم کردے پھر خواجہ جہان کی جگہ یہ خدمت

حکیم حاذق پسر حکیم ہمام گیلانی کو سپرد ہوئی۔

# واقعات سال پنجم ۱۰۳۱ھ مطابق ۱۶۲۱ عیسوی

غرہ جمادی الثانیہ سال ۱۰۳۱ھ کو سال پنجم جلوس شروع ہوا جشن وزن شمسی ہوا اکتالیسواں سال شروع ہوا۔

فتح خان پسر عنبر نے باوجودیکہ احکام شاہی کی اطاعت کا اظہار کیا لیکن پیشکش کے بھیجنے میں توقف و تعلل کیا۔ ۲۳ کو بادشاہ نے وزیر خان کو دس ہزار سوار دیکر بھیجا کہ قلعہ دولت آباد کی تسخیر میں مصروف ہوا و فتح خان کو خواب غفلت سے بیدار کرے۔ خان مذکور کی ہمراہ اور امراء بھی گئے۔ وزیر خان کے روانہ ہونے کے بعد ابو الفتح وکیل فتح خان بادشاہ کے پاس عرضداشت لایا کہ فتح خان کا بڑا بیٹا عبد الرسول عنقریب حضور کی خدمت میں پیشکش لیکر آتا ہے تو بادشاہ نے وزیر خان کو حکم بھیجا کہ جہاں تک گیا ہو وہاں سے الٹا چلا آئے۔

عبد الرسول درگاہ والا میں آیا اور آٹھ لاکھ روپیہ کی پیشکش بادشاہ کے سامنے لایا۔

جب یمین الدولہ عادلخان کے بیدار کرنے کے لئے بالاپور سے روانہ ہوا خواجہ ابو الحسن و راجہ جھجھار سنگھ اور منصبدار و عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ نصیری خان اس کے استقبال کو ناندیر میں آئے یمین الدولہ دو روز ناندیر میں ٹھیرا۔ زائد لشکر و احمال و اثقال کو یہاں چھوڑا اور جریدہ شب درمیان قندھار میں آیا مداخل و مخارج کا ملاحظہ کرکے رومی خان کو اوسکی حراست سپرد کی اور اپنے مطلب کے لئے روانہ ہوا جب قلعہ بھالکی سے ایک منزل پر پہنچا تو اس نے قوریساول کو قلعہ کے حوالی میں بھیجا کہ اہل حصار کے ارادہ پر مطلع ہوکر آگاہ کریں۔ اگر اہل قلعہ لشکر میں آذوقہ لائیں تو ان سے کچھ تعرض نہ کریں اور اگر وہ یہ نہ کریں تو قلعہ کی تسخیر میں مشغول ہوں اثناء راہ میں قور نے پھر کر اطلاع دی کہ اہل قلعہ توپ و تفنگ لگا کر لڑنے کو تیار بیٹھے ہیں

وزیر خان کا دولت آباد کو فتح کرنے جانا اور آنا۔ پھر وزیر خان کا واپس آنا۔

تو معتمد خان نے لشکر لیجا کر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ لشکر شاہی نے دیکھا کہ محاصرہ سے قلعہ دیر
مین فتح ہوگا اسلئے رات کو کمند و نردبان لگا کے چڑھنے کا ارادہ کیا۔ اہل قلعہ نے یہہ
بات سنکر ہاتھ پانون چھوڑ دیے۔ رات کی اندھیری مین اس طرف نسے کہ مورچہ نہ تھی
بھاگ گئے فرار سے خود رستگار ہوئے۔ اور رعایا گرفتار ہوئی۔ بہت غنیمت اور
آذوقہ لشکر شاہی کو ہاتھ لگا حقہ اور آلات آتشبازی مین اتفاقیہ آگ لگ گئی۔
اصالت خان ایک چوبین تخت پر کھڑا تھا وہ ہوا مین اڑگیا اسکا مُنہ اور ہاتھ بارود
سے جلگئے مگر جان بچ گئی ایک مسجد مین بارود بھری تھی اسکے اُڑنے سے بہت آدمی
ہلاک ہوئے۔ یمین الدولہ کو بادشاہ نے اسلئے مقرر کیا تھا کہ اگر فتح خان اطاعت کرے
اور اپنے بڑے بیٹے کو پیشکش کے ساتھ درگاہ والا مین بھیجے تو جو ملک متعلقہ نظام الملک
لشکر شاہی فتح کرے وہ اسکو دیدیا جاوے۔ وزیر خان کے مقرر ہونے کے بعد فتح خان
نے اپنے بڑے بیٹے کو پیشکش کے ساتھ بھیجدیا اسلئے قلعہ بھالکی جو نظام کی سرحد مین داخل تھا
مع توابع اس شخص کو جو فتح خان کی طرف سے قلعۂ اودگیر مین ہمسایہ مین تھا حوالہ
کیا گیا اور خود آصف خان قصبہ کلانور مین کہ ملک عادلخان کا محال معمورہ تھا آیا جب
سلطان پور کے باہر جو شہر گلبرگہ سے ملا ہوا ہے وہ آیا تو محافظون نے اس بلدہ کے خلاص
متوطنون کو قلعہ گلبرگہ مین بلا لیا وہ توپ تفنگ اور آلات جنگ سے مضبوط کیا گیا تھا۔
اگرچہ قلعہ و حصار شہر کے توپ و تفنگ نے گولے گولیون کا مینھ برسایا لیکن بادشاہی انجانے
سرسواری حصار شہر کو مفتوح کیا آدمیون کو قتل و اسیر کیا اور اموال و اسباب تاراج
خندق کے اندر سے بہت گھوڑے ہاتھ آگئے یمین الدولہ نے قلعہ گلبرگہ کی تسخیر کو صلاح
اس سبب سے نہ جانا کہ اسمین تضیع لشکر و تعطیل مقصد ہوگی یہان سے کوچ کرکے آب
سنہوار کے کنارہ پر دائرہ کیا اور تیس ہزار سوار کے نشان وہان ملاحظہ کرکے
مطلب کے لئے چلا۔ اثناء راہ مین رزق اللہ نام اعیان عادل شاہ مین سے
یمین الدولہ پاس آیا اور نوشتہ لایا اور پیغام صلح دیا اور ندامت کو ظاہر تقصیرات

گذشتہ کا اعتراف کیا اور عفو جرائم کے قبول کرنے کے لئے التماس کیا۔ رزق اللہ کم زبان آدمی تھا فوراً صلح کا پیغام دیتے ہی اسکی التماس کا قبول کرنا مصلحت نہ معلوم ہوا اسلئے رسول مذکور مایوس الٹا گیا۔ یمین الدولہ بیجاپور میں نورس پور و شاہ پور کے درمیان خیمہ زن ہوا۔ غنیم ہر روز خندق سے باہر آتا اور میدان میں صف کشی تا طرفین سے بان و تیر و تفنگ چلتے اور ہنگامۂ نبرد گرم ہوتا۔ پادشاہی لشکر غنیم کو قلعہ تک پہنچاتا۔ جو جماعت کاہ و ہیمہ کے لئے جاتی تھی اسکی حفاظت کے لئے ہر روز ایک سردار یمین الدولہ مقرر کرتا لیکن فراوانی لشکر اور فزونی دواب کے سبب آسانی سے ایسی صورت نہ پیدا ہوتی جیسی ہونی چاہیئے دشمن اطراف و جوانب میں متفرق ہو کے اور قابو پا کے دست بردی کرتے۔ جب تک لشکر شاہی یہاں رہا کھیتوں پر بار بار پادشاہی اور عادلخان کے سپاہیوں میں لڑائی ہوتی اور پادشاہی سپاہ کو فتحیابی ہوتی۔ سکندر علی پسر عم رندولہ مارا گیا۔ یمین الدولہ قلعہ بیجاپور کے نیچے پہنچا اور قلعہ گیری میں مشغول ہوا۔ عادل شاہی افواج اطراف سے قزاقان گریز پا کے طریق پر نمودار ہوتیں اور فوج پادشاہی پر حملہ کرتیں اور جب پادشاہی سپاہ انپر حملہ کرتی تو وہ بھاگ جاتیں۔

اس ضمن میں مصطفےٰ خان ولد محمد لاری نے جو بیجاپور کے معتبر و جلیل امرا میں سے تھا خفیہ اپنی اخلاص پادشاہی کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ میں قابو پا کر دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول کر لشکر شاہی کو اندر داخل کر دونگا۔ بعد چند روز کے رات کو محمد رضا نام اپنے بیٹے کو جریدہ بھیجا اسنے یمین الدولہ کے نزدیک قسمیں مغلظہ کھا کر موافقت اور دروازہ کھولنے کا وعدہ جب قابو ہو وقت ہو گیا اور چلا گیا۔ ہر روز و ہر ہفتہ مختلف عذر کرتا تھا وہ سچا نہ معلوم ہوتا تھا سوائے اسکے شیخ دبیر کہ عادل شاہ کے رازدان ہمدم میں تھا صلح کا پیغام لایا مگر اس میں ایک مدت گذر گئی آخر معلوم ہوا کہ یہ سب عادل شاہ کی تدبیر و تزویر ہے آصفخان نے محصوروں کے تنگ کرنے میں اور

نقیبون کے لگانے اور مورچون کے بڑھانے مین پہلے سے زیادہ کوشش کی انکے بعد مصطفی خان علا نیہ
یمین الدولہ کے نزدیک آیا۔ اظہار ندامت کیا پیشکش کے قبول کرنے کی درخواست کی جو بقدر
استطاعت ہو اُسنے کہا کہ ملک کی خرابی و ویرانی پر نظر کی جائے جو پادشاہی لشکر کی پامالی
اور دست اندازی سے ہوئی جس سے ملک و رعایا مین نام نہین رہا۔ آصف خان نے مشورہ کر کے
یہ قبول کیا چالیس لاکھ روپیہ فی الحال ملک و رعایا کے احوال پر نظر کر کے پیشکش کے لئے
ٹھیرایا اور آیندہ اطاعت کے عہد کا نوشتہ مانگا دونو طرف سے عہدنامہ کا مسودہ ہوا
بہادر خان اور یوسف خان وغیرہ کو جو جنگ کی مین عادل شاہی لشکر زخمی کر کے لے
گیا تھا انکو طلب کر کے سپرد کیا شیخ عبدالرحیم جو یمین الدولہ کے معتمدون مین سے تھا
اسکو مصطفی خان خود لے گیا کہ چالیس لاکھ روپیہ اور عہدنامہ اسکے ہمراہ ارسال کرے
مگر اسکو قلعہ مین دو روز مہمان رکھکر تیسرے روز خالی واپس کیا۔ اور دفع الوقتی کے
کے لئے یہ عذر پیش کیا کہ متعاقب اپنے آدمیون کی ہمراہ روپیہ و عہدنامہ بھیجدینگے دوسرے
روز یمین الدولہ پاس اور آدمی چرب زبان حراف معتبر و کلا آئے بعض باتون کی استدعا
کی آصف خان نے انکو معقول سمجھکر قبول کیا اور قرار پایا کہ کل عہدنامہ پہنچا دینگے۔
رخصت کے وقت مظفر خان کا نوشتہ اسکے محرم نے اس طرح کہ دوسرے کو خبر نہو
مسند کے نیچے رکھدیا جسکا مضمون یہ تھا کہ خواص خان کو معلوم ہوا کہ لشکر
شاہی مین ایام قحط کے باقی رہنے سے اور غلہ کے نہ پہنچنے سے سپاہ مین ایسی
عسرت ہوئی کہ حیوان ناطق و غیر ناطق کے تن بدن مین ہڈیون اور چمڑے کے سوا
کچھ نہین رہا نہ گھوڑون کے سامنے گھاس کا پھٹا ہے نہ کہین چھپر ہے جو
تواپچر ڈھا ہے۔ آدمی کاہ و ہیمہ لینے کے لئے دو جاتے ہین لشکر شاہی کسی طرح
چند روز سے زیادہ توقف نہین کر سکتا۔ خواص خان نے مدار کار مکر سازی و
حیلہ پردازی پر رکھا ہے اسکو امید ہے کہ ارکان لشکر پراگندگی و پریشانی
سپاہ سے اس ملک کی تسخیر سے دل بردشتہ ہو کر بحصول مقصد چلے جاینگے

رات کی صبح اور دن کی شام کرتا ہے اگر معاہدہ مین دیر نگ ہو تو اس
خیر اندیش سے ملالت نہ ہو۔۔۔۔۔۔۔
لڑائی روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ ایام محاصرہ مین امتداد ہوا ان ایام مین جا بجا
جنگہائے نمایان ہوئین کہ دکنیون نے قلعہ کے اندر اور باہر سے ہجوم کرکے کبھی غافل کبھی
خبردار لشکر شاہی پر حملہ کیا اور داد شجاعت دی۔ اس محاصرہ مین بیس یوم سے
رسد نہین پہنچی۔ گرانی کا اثر باقی تھا لشکر شاہی کے آنے سے پہلے اس نواح مین
جسقدر غلہ اور خرمن گاہ سرکار عادل شاہ فروختنی تھا انمین سے جو قلعہ مین لیجا
سکے لیگئے باقی کو بالکل جلا دیا اور جاندار کے آذوقہ کا کوئی نشان باقی نہین
رکھا۔ کبھی کبھی جو آدمی بہت محنت و مشقت سے دور سے گھاس گھوڑون کے لئے
لاتے تھے تو اس سبب سے کہ اگر وہ تمام ہو جائیگی پھر میسر نہ ہوگی گھاس کی صورت
دیکھکر قانع ہوتے تھے۔ اکثر گھوڑے لاغری سے ایک قدم بھی حرکت گو وہ راہ
عدم مین کیون نہ ہو نہین کرسکتے تھے اسلئے دستور اعظم نے یہین صلاح دیکھی کہ اس سال
مین بیجاپور کے آباد ضلع مین پہنچکر آدمیون اور چارپایون کو عذاب سے نکالنا چاہیے
ملک کو خراب و غارت کرکے دکنیون کی حیلہ بازی کی تلافی کرنی چاہیئے یہان سے
کتر بیچ کرکے آب کشن گنگ کے کنارہ پر سفر کیا اور رایے باغ کی طرف جسکو اب
فرقتی آباد کہتے ہین گیا جو بہت سبز و خورم آباد تھا اسکو تاخت و تاراج کرتا ہوا
مرحلہ پیما ہوا جہان بوئی ہوئی زمین و زراعت نظر آتی تھی ایک پلک مارنے مین
اسکی صورت ناگشتہ بنا دی جاتی تھی اور گھوڑون کے سمون سے از سر نو قلبہ رانی
ہوتی تھی۔ گھرون و قصبون و بازارون کی اس قدر ویرانی ہوتی تھی کہ وہ کھیتی
کرنے کے قابل ہو جاتے تھے۔ زن و مرد چھوٹے بڑون کے اسیر کرنے مین اور انکا
ملک عدم پہنچانے مین تقصیر نہین کرتے تھے اب برسات کا موسم آگیا اور اس ملک مین
آبادی کا اثر باقی نہین رہا دانہ و کاہ نام کو نہ رہا تو لشکر شاہی ملک بادشاہی مین

چلا آیا شولاپور سے گذر کر چھاؤنی کی۔
بادشاہ نے ۲۷ رجب کو دس ہزار روپیہ خیرات کیا۔ لیلۃ القدر کو دس ہزار روپیہ مستحقون کو دیا اس شب متبرک کی عبادات مخصوصہ کو بجالایا۔ ۸ شعبان سنہ ۱۰۴۱ کو نوروز ہوا۔

شہنشاہ اکبر کے عہد مین شاہ بیگ کابلی قندھار کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا اس سے حسن خان پدر شیر خان کی نہ نبھی اسلئے وہ ایران چلا گیا شیر خان نے ایران مین نشو ونما پایا۔ شاہ عباس نے جہانگیر کے عہد مین قندھار لے لیا تو شیر خان کو قبائل افاغنہ توشنج اور اسکے نواحی کی ریاست دی۔ اُسنے اُس سرزمین کے تمام افغانون کو مطیع بنا کے استقلال حاصل کیا۔ شاہ عباس کا انتقال ہوا۔ شاہ صفی اسکا جانشین ہوا۔ شیر خان نے اسکو تحف تحائف بھیجکر اسکے دربار مین اپنا اعتبار بڑھایا۔ بادشاہ کی التفات سے وہ مغرور ہوا اس سبب سے اُسنے علی مردان خان کی اطاعت سے جو شاہ ایران کی طرف سے قندھار مین حاکم تھا —— قدم باہر رکھا اسکی اور افغانون کے ستم و تعدی کے سبب سے ایران اور ہندوستان کے آنے جانے والون کی آمد و رفت فراغ بالی سے نہ ہوتی تھی علی مردان خان نے توشنج کو فتح کرلیا اور شیر خان کا قافیہ ایسا تنگ کیا کہ وہ بادشاہ کی خدمت مین التجا لیکر آیا اور جاہ و منصب پایا پنجاب مین جاگیر پائی۔

چونکہ خانجہان کا کام تمام ہو چکا تھا نظام الملک نے اسکی حمایت کرکے مزہ چکھ لیا ملک بیجاپور کو بادشاہ کے لشکر نے ایسا ویران کیا کہ پہلے کسی بادشاہ نے نہین کیا تھا تو بادشاہ جن کامون کے لئے برہانپور آیا تھا وہ بخوبی انجام پا چکے تھے اور نواب ممتاز محل کے مرنے سے برہانپور مین رہنے سے ملال ہوتا تھا اُس لئے ۲۴ رمضان کو برہانپور سے روانہ ہوا۔ اس سفر مین بادشاہ کے دل مین آیا کہ مہام دکن کا انتظام جیسا کہ چاہیے اعظم خان سے نہین سرانجام پائیگا اس لئے مہابت خان سپہ سالار کے نام حکم صادر ہوا کہ صوبہ خاندیس و دکن کا انتظام تم کو سپرد ہوا۔

شیر خان

[illegible] ۱۰۴۱-

[illegible]

ضروریات کا سرانجام کرکے دار الملک دہلی سے بہت جلد روانہ ہو اور بیری پاس آنکر رخصت ہو۔ یمین الدولہ آصف خان کو فرمان عالیشان بھیجا گیا کہ جہان خان خانخانان دکن کی صوبہ داری پر مقرر کیا گیا۔ خان زمان کو پدر کی نیابت مین مع دکن کے تعینائیون کے برہانپور مین چھوڑکر اعظم خان اور اسکے ہمراہیون کو لیکر شرف ملازمت حاصل کرو۔ ۱۱ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۰ کو بادشاہ گوالیار مین مکانات قلعہ کی سیر کی اکبر و جہانگیر کے عہد مین جو عمارات تعمیر ہوئی تھین اُن مین کہنگی آگئی تھی۔ اسلیئے حکم ہوا کہ اور عمارات بنائی جائین چنانچہ ایک سال مین تیس ہزار روپیہ مین یہ عمارت تیار ہوئی۔ بادشاہ کا حکم یہ ہو چکا تھا کہ جس قلعہ مین وہ آئے وہان کے قیدیون کے حال پر اطلاع دی جاے۔ اس حکم کے موافق اس قلعہ کے قیدیون کا حال بھی معروض ہوا۔ گیارہ آدمی جو مدت سے مقید تھے رہا ہوئے غرہ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۰ کو بادشاہ دار الخلافہ مین داخل ہوا ممتاز محل کے مرنے پر ایک سال گذر چکا تھا اسلیئے اسکے عرس کا حکم دیا اسکی بڑی تیاری ہوئی خود مع امرا کے اسمین شریک ہوا اور پچاس ہزار روپیہ خیرات مین دیا گیا اور پچاس ہزار روپیہ محتاج صاحب عفت عورتون مین تقسیم ہوا۔

نالہ جسکو عربی مین خور کہتے ہین دریاے شور سے جدا ہوکر قریب بیس کروہ کے راجمحل کی طرف منشعب ہوا تھا پہلے زمانہ مین راجمحل بہت آگ لگنے کے سبب سے آگ محل زبان زد خلائق تھا جب بنگالہ مین راجہ مان سنگھ صوبہ دار ہوا تو اُسنے اپنی اقامت کے لیئے اینٹ مٹی کا ایک حصار بنایا اُسکا نام راجمحل رکھا۔ شہنشاہ اکبر نے اسکو اکبر نگر سے موسوم کیا۔ بنگالہ کی فتح سے پہلے گور حاکم نشین تھا اسکی جگہ وہ حاکم نشین ہوا اجمحل سے سات کروہ پر ایک جگہ پر بنگالہ اور صوبہ بہار کی سرحد ہے جسکے شمال مین دریاے گنگ اور دریاؤن کے ساتھ ملکر عرض مین ہوکر اسکے متصل بہتا ہے اور اسکے جنوب مین ایک وسیع طولانی پہاڑ ہے۔

جسکو گنڈھی کہتے ہین اجمل کے آگے آب گنگ اس خور (نالہ) سے ملتا ہے- اور اس گزرگاہ خور کے
اتصال سے جانب راست مین چوتھائی کروہ کے فاصلہ پر گنگا کے خلیج کے کنارہ پر بندر ستگانون
واقع ہے ساتگانون سے راجمحل مین کشتی پانچ روز مین پہنچتی ہے- بنگالیون کے عہد مین فرنگی
سوداگرون کا گروہ جو سرندیپ مین رہتا تھا ساتگانون مین آمد و شد کرتا تھا-
ساتگانون سے ایک کروہ پر خور کے کنارہ پر انکی آبادانی تھی- اس بہانہ سے کہ خرید
فروخت کے لیئے مکان کا ہونا ضروری ہے بنگالیون کے طرز کے چند گھر انہون نے بنائے
ایک مدت مین ولایت بنگالہ کے حکام کی بے پروائی اور بے شعوری سے وہان فرنگی بہت
جمع ہوگئے اور انہون نے اپنے مکانات بڑے اونچے اور مضبوط بنالیئے اور توپ و تفنگ اور
آلات جنگ سے انکو مستحکم دیا- کچھ مدت کے بعد ایک معمورہ بزرگ ہوگیا اور اسکا نام
بندر ہوگلی مشہور ہوا اسکے ایک طرف دریا تھا اور تین طرف اسکے خندق کھودکر خور کا پانی
چھوڑ دیا اس بندر مین فرنگ جہازون کی آمد و شد وبیع و شری مقرر ہوئی بندر ساتگانون
کا بازار مندا ہوا اور اس مین رونق نہ رہی ہوگلی کے فرنگیون نے بندر مذکور کے دہات دو رستہ
جو خور کے دونو طرف واقع تھے تھوڑی سی پیشگی اجارہ لیکر عملداری کرلی اور ان مواضع
کی رعایا مین سے بعض کو سختی کرکے اور ایک جماعت کو زر کی طمع دیکر نصرانی بناتے اور فرنگستان
بھجواتے ثواب عظیم کے خیال سے وجہ اجارہ کے نقصان کو جو رعایا کے جانے سے ہوتا تھا
تجارت کے نفع سے بھرتے اور یہ عمل شنیع انکا محال اجارہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ
جو کوئی کنارہ آب پر پرگنات کے رہنے والون مین سے ہاتھ لگتا اسیر کرکے لیجاتے شاہجہان
جب ایام شاہزادگی مین ملک بنگالہ پر گیا تھا تو اسنے بندر ہوگلی کے انصار انکا ناشائستہ
سنگ جو اہل اسلام کے ساتھ تھا اسکو خوب دیکھا تھا اور اسکی نیک نیت ہمیشہ اعلام دین کے
بلند کرنے پر اور کفر کے مٹانے پر تھی- اسلیئے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ جب مین بادشاہ ہونگا
اس دیار سے ان ضلالت کیشون کا خار برکندہ کرونگا- خافی خان یہ لکھتا ہے کہ ہوگلی
مین جو راجمحل سے بیس کروہ پر ہے تجارت کے لئے فرنگی اس طرح رہتے تھے کہ پہلے زمانہ مین

حکام سے عرض کرکے ایک قطعہ زمین لیا۔ اقمشہ رکھنے کے لئے اور اپنے رہنے کے واسطے وہان
حصار پختہ مع برج وبارہ کے بنایا آلات توپخانہ وہان جمع کئے معبد خانہ جسکو کلیسا کہتے
ہین بنالیا۔ کچھ مدت کے گذرنے کے بعد جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور مسلمانون کو
اور اس دیار کے مسافرون کو تکلیف دہنی شروع کی اور روز بروز اپنے مکان کے استحکام
مین کوشش کی ان افعال شنیع مین سے ایک کام یہ تھا کہ ساحل پر تمام بندر جوان پاس تھے انمین
مسلمانون اور ہنود کی رعیت آباد کرتے اور انکو کچھ مالی اور جانی ضرر نہ پہنچاتے مگر یہ کہ یہان
کے باشندون مین سے جب کوئی اجل طبعی سے مرجاتا اور اسکے فرزند نابالغ ہوتے انکو
مع مال کے اپنی سرکار مین ضبط کرلیتے اور وارثان خوردسال کو خواہ سید ہون خواہ برہمن
نصرانی اور اپنا ممالک بناتے ابتک یہ حال بنادر کوکن دکن اور کنار دریا پر ہے جہان وہ قلعہ و
حکومت رکھتے ہین اس گروہ کا معمول یہی ہے باوجود اس استحکام کے قوت کے بہم پہنچانے کی
طمع مین مسلمان و ہنود سب طرح کی قومین انکے تعلقہ مین جاکر آباد ہوتی ہین وہ کسی فقیر کو اپنے
ملک مین نہین رہنے دیتے اگر ناداستہ کوئی فقیر وہان وارد ہوجائے اگر وہ ہنود
ہوا تو اسکو اس قدر تکلیف دیتے ہین کہ زندہ خلاص ہونا اسکا مشکل ہے اور اگر مسلمان
ہوا تو حبس و تصدیع کے بعد چند روز مین چھوڑ دیتے ہین اور اگر کوئی مسافر اس راہ سے
گذرے اور اسکی تلاشی مین جو محصول کے لئے لی جاتی ہے تنباکو نکل آئے تو اسکی تشفی
مین تقصیر نہین کرتے اسواسطے کہ تنباکو کو مقرری اجارہ دار بیچتے ہین مسافر جسقدر تنباکو
کھاتا ہو ساتھ رکھ سکتا تھا انکے معبد خانے ہنود کے بتخانون کے برخلاف بحسب ظاہر
کمال صفائی رکھتے ہین اور دن کو وہان شمع کافوری جلتی ہین حضرت عیسی و حضرت مریم
کی تصویرون کو اپنے اعتقاد کے موافق کئی صورتوان مین چوب و زرنگار وغیرہ سے
زینت دیتا ہے لیکن انگریز کے کلیسا مین گو وہ بھی نصرانی ہین پیکر لطیف لیق اصنام
نہین ہوتی محرر اوراق کمر ان بنادر اور مکانون مین وارد ہوا ہے اور انکے علما
سے صحبت رہی ہے اور مذاکرہ ہوا حاصل کلام یہ کہ اس جماعت کی بے عہدی

بادشاہ سے عرض ہوئین تو قاسم خان جب بنگالہ کا صوبہ دار ہوا اسکو رخصت کے وقت
خفیہ اس قوم کے استیصال اور اس قلعہ کی تسخیر کا حکم ہوا اب ہم اس تسخیر کا حال بادشاہنامہ
سے نقل کرتے ہین کہ خان مذکور نے اس کام کے انجام کرنے کا اسباب آمادہ کیا اور اواخر
زمستان مین ماہ شعبان ۱۰۴۱ سنہ مین عنایت اللہ اپنے بیٹے کو اللہ یار خان کے ساتھ کیا جو
اس فتح مین پسندیدہ خدمت کا مصدر تھا اور اس صوبہ کے منصبدارون اور کومکیون
کو ہوگلی کی تسخیر کے لیئے روانہ کیا اپنی ملازم بہادر کنبوہ کو کہ مہمات کا ناظم تھا اپنی جمعیت
پیادہ اور سوار کے ساتھ مخصوص آباد کے محال خالصہ کے انتظام کا بہانہ بنا کے بھیجا کہ کام
کے وقت اللہ یار خان و عنایت اللہ خان سے ملجائے اور اس اندیشہ سے کہ مبادا
بادشاہی لشکر کی توجہ سے عیسائی مطلع ہو کر مع عیال اور اموال کی کشتیون مین
بیٹھ کر چلدین اور اس مہلکہ سے بچ جائین او مسلمان اپنے مطلب سے محروم رہین ایسا
دکھلایا کہ بادشاہی لشکر جھجلی کی تاخت و تاراج کو جاتا ہے اور یہ مقرر کیا کہ عنایت اللہ
اور اللہ یار خان اور انکے ہمراہی بردوان مین توقف کرین جو جھجلی کی سمت مین ہے
اور اسوقت خواجہ شیر و معصوم زمیندار و صالح کنبو مع تابینون کے جو راہ بندرہ و
سری پور و سیرام پور ۱ سے نوارہ لیکر اس قصد سے مقرر ہوئے تھے کہ فرنگیون کے
سر راہ کو روکین اپنی خبر بھیجا ہین کہ موہانہ مین جو خور ہوگلی کا دہانہ ہی آگئے تو وہ دونون
ایلغار کرکے ہوگلی مین پہنچین اور ان کافرون پر جہاد کرین اللہ یار خان و عنایت اللہ
اور انکے رفیقون نے جب یہ خبر سنی کہ خواجہ شیر اور اسکے ہمراہی دھنہ خور مین پہنچگئے
تو انہون نے بردوان سے ایلغار کیا اور شبانہ روز مین موضع ہالدی پور مین پہنچ گئے
جو ساتگانو اور ہوگلی کے درمیان واقع ہے اور انہین دنون مین بہادر کنبو پانچ
سو سوار اور بہت سے پیادے مخصوص آباد سے لیکر عنایت اللہ اور اللہ یار سے ملا
اور دھنہ خور کے بند کرنے کے واسطے اس جگہ خواجہ شیر وغیرہ نوارہ کے ساتھ تھے
ہوگلی اور دریاے شور کے درمیان جو سنگنا رتھا نوارہ کی کشتیون کا پل باندھا تاکہ

راہ خور سے دریاے شور مین جہاز نہ آنے پای اور عیسائیون کی راہ فرار بند ہو جاے ۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۱ھ کو لشکر اسلام خور کی طرف سے مردم نوارہ کے ساتھ دوسری جانب سے اس مکان کی تسخیر مین اور فرنگیون کے استیصال مین مصروف ہوا خندق کی اس طرف کی آبادی مین جسکا نام بالی ہی ایک گروہ کو مارا اور جو کچھہ پایا غارت کیا خور کی دونو جانب قریات و پرگنات مین اللہ یار اور عنایت اللہ نے سپاہ بھیجی کہ مواضع کے اجارہ دار فرنگیون کو مارین قتل اور اسیر کرنے کے بعد نوارہ کے عملہ کے عیال کو جو سب بنگالی تھے گرفتار کرکے لے آئے۔ ناچار چار ہزار ملاح کہ اہل بنگالہ انکو غرابی کہتے ہین فرنگیون سے جدا ہو کر بادشاہی لشکر سے آن ملے اس سبب سے فرنگیون کو پراگندگی اور سراسیمگی ہوئی لشکر اسلام ساڑھے تین مہینے اس مکان حصین کے محاصرہ مین مصروف رہا۔ فرنگی کبھی جنگ کی کبھی صلح کی باتین کرتے تھے اس طرح وقت کو ٹالتے تھے۔ انکو فرنگ کی کمک کا انتظار تھا دورویی اور غدر خوئی سے مقدمہ مصالحہ کی تمہید کرکے ایک لاکھ روپیہ پیشکش کے طور پر بھیجا اور ادھر مجادلہ کا سوا تیار کیا کہ انین جو سات ہزار تفنگچی تھے وہ تفنگ اندازی کرکے اس باغ کے درختونکو بے شاخ و برگ کرتے تھے کہ جس مین لشکر شاہی اترا ہوا تھا انجام کار لشکر اسلام نے کلیسا کی جانب جو خندق تھی جسکا عرض کم اور عمق کم آب تھا۔ نالیان کھود کر خندق کا پانی نکال دیا اور مورچون سے نقبین لگائین۔ فرنگیون کو دو نقبون کی خبر ہو گئی۔ درمیانی نقب بہادر سے متعلق تھی وہ اس منزل کے نیچے لگی تھی جو فرنگیون کے منازل مین ارتفاع اور متانت مین ممتاز تھی اور اس مین بہت سے فرنگی جمع تھے اسکو باروت سے بھرا ۱۰ ربیع الاول کو اسکی برابر لشکر اسلام نے صف کشتی کی تا کہ فرنگی اطراف سے سامنے آئین جب ان کے اجتماع سے ہجوم ہوا اور ہنگامہ نبرد توپ و تفنگ گرم ہوا تو نقب مین آگ لگائی جس سے یہ مضبوط مکان اور بہت سے فرنگی جو اس مین جمع تھے بخار اور دخان کی طرح ہوا مین اڑ گئے

لشکر اسلام نے یورش کی - کچھ فرنگی پانی مین مرے اور ایک جماعت جان سلامت لیکر بھاگ گئی کشتیون تک جا پہنچے - اس اثناء مین خواجہ شیر و معصوم زمیندار قضائے ناگہان کی طرح نوارہ کے آدمیون کے ساتھ جا پہنچے - بہت سے فرنگیون کو مارا - فرنگیون نے ایک بڑے جہاز کو جسمین دو ہزار کے قریب عورت اور مرد تھے اور بہت اسباب و اموال تھا اہل اسلام کے قبضہ مین آجانے کے خوف سے اسکے باروت خانہ مین آگ لگائی اور جلا دیا - ایک جماعت کثیر جو اور غرابون مین تھی سوختہ ہوئی - ۶۴ فرنگہ کلان مین سے اور ۵۷ جہاز اور دو سو جلیہ مین سے ایک غراب اور دو جلیہ گودہ کے فرنگیون کے اس سبب سے سلامت نکل گئے کہ پل کی کشتیون مین سوختہ کشتیون کی آگ پہنچ گئی تھی جس سے راہ ہو گئی تھی - فرنگی جو آب و آتش سے بچ گئے وہ مسلمانون نے اسیر کئے ابتداء پیکار سے انتہاء کارزار تک فرنگیون کے آدمی عورت مرد بوڑھے جوان جو کشتہ ہوئے باروت مین اُڑے پانی مین ڈوبے آگ سے جلے دس ہزار کے قریب تھے اور بادشاہی آدمی ایک ہزار کشتہ ہوئے چار ہزار چار سو عیسائی عورت مرد مقید ہوئے پرگنات مین دس ہزار آدمی جو قید فرنگ مین تھے رہا ہوئے

۲۳ ربیع الثانی ۱۰۴۲ کو جشن وزن قمری ہوا - بادشاہ کی عمر کا بیتالیسوان سال ختم ہوا محمد علی بیگ ایلچی ایران رخصت ہوا اسکو ابتداء ملازمت سے وقت معاودت تک مین لاکھ سولہ ہزار روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپیہ کی جنس مرحمت ہوئین تھین عادلخان سے اعتماد خان پھر بادشاہ پاس آگیا منصب دو ہزاری سوار اور خطاب قزلباش خان کا عنایت ہوا - جشن وزن قمری

جب فتح خان پسر ملک عنبر نے نظام الملک کو مار ڈالا تو اسکی پیمان شکنی بد عہدی سے سارے امرائے دکن اُس سے رنجیدہ ہو گئے محمود خان قلعہ بان کالنہ نے اُسسے اندیشناک ہو کر قلعہ حوالہ نہ کیا اُس سے وہ مطمئن نہ تھا اپنا مآل کار سوچ کو اُس نے یہ چاہا کہ ساہو بھوسلہ سے سازش کرکے اپنا کام بنائے اور یہ قلعہ اسکو حوالہ کرے اور [illegible]

اور اس طرح فتح خان کی باز خواست کے شرت نچیئے سلامو پادشاہ سے برگشتہ ہو گیا تھا
اور ممالک ناسک ترمبک سنگمنیر و جنیر اور کل محال کوکن پر بجبر قابض ہوا تھا اور نظام الملک کے
خویشون مین سے جو کسی قلعہ مین مقید تھا اوسکو قید سے نکال کر اپنی دستاویز بنایا تھا
خان زمان پسر مہابت خان کو کہ باپ کی نیابت مین دکن مین کام کرتا تھا اس امر کی
اطلاع ہوئی تو اس نے میر قاسم قلعہ دار فتح آباد سرکار آسیر (جو کالنہ کے قریب جوار مین واقع
ہے) کو لکھا کہ محمود خان کو رہنمونی کرے کہ وہ قلعہ ساہو کو نہ حوالہ کرے بادشاہی آدمیون
کو سپرد کرے میر قاسم نے جیسا کہ چاہیئے تھا اس باب مین محمود خان کو لکھا اور بعد ازان محمود خان
کی طلب کرنے پر اس پاس قلعہ کالنہ مین گیا اور بہت طرح سے اوسکی تسلی کی اور وعدے کیئے۔
امیدین دلائین اس نے فرمان شاہی جسپر کف دست کا نشان ہو طلب کرکے ۲ ربیع الثانی
کو قلعہ کالنہ مع آٹھ پرگنون کے جو اسکے توابع تھے جعفر بیگ کو حوالہ کیا۔ دیا و محظ سے پہلے
ان پرگنون کی جمع دو کروڑ چالیس لاکھ دام (چھ لاکھ روپیہ) تھی محمود خان کو منصب چار ہزار
دو ہزار سوار اور پچاس ہزار نقد عطا ہوا اور اسکے دو بیٹون انجم و معصوم کو منصب ملا۔

## واقعات مختلفہ

حاجی محمد خان مشہدی قدسی تخلص جو عراق اور خراسان کے سخن سنجون مین جودت
فطرت و رسائی طبیعت مین مشہور تھا اپنی وطن کو چھوڑ کر بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ اور
ایک قصیدہ پڑھا اور خلعت و اسپ و دو ہزار روپیہ انعام پایا اور مداحون کے زمرہ مین
ملازم ہوا ملک الشعراء کا خطاب ملا + ایک مجلس شاہی مین یمین الدولہ نے عرض کیا کہ سکندر
ذو القرنین کے اقوال پر کسی دانشمند نے اعتراض نہین کیا اسکے افعال کے عیبون پر کسی دوربین کی نظر نہین
پڑی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگر سکندر کی نبوت ثابت ہو تو ہمکو کوئی اعتراض اس پر نہین ہے
ورنہ دو باتین اعتراض کے قابل ہین اول ایسے خرد مند بادشاہ کو نوشابہ پاس سفیر بن کر
جانا عقل کے برخلاف تھا اسمین ہتک حرمت اور قطع حیات کا کوئی چارہ نہ تھا۔ دوم جب
دارا کا ایلچی خراج معہود جو اس کا باپ دارا کو بھیجا کرتا تھا لینے کے لیئے

حاجی محمد خان قدسی کا حال۔

حاجی محمد خان کے اعتراض سکندر پر۔

آیا تھا تو اُس نے جواب میں باپ کو مرغ کہا تھا چنانچہ نظامی نے لکھا ہے مصرعہ شد آن مرغ کو بیضہ زرین نہاد۔ ایسے کلمات کہنی سلاطین دانا کو لائق نہین ہین۔

## سال ششم جلوس ۱۰۴۲ھ ۱۶۳۲ء

روز سہ شنبہ غرہ جمادی الثانی ۱۰۴۲ھ کو جلوس کا چھٹا سال شروع ہوا۔

مالوہ کے سرکشون کا سرگروہ بھاگیرت بھیل تھا۔ کثرت جمعیت اور قلعہ کھاتا کھیری (کالی سندھ پر اجین سے ۸۰ میل) کی حصانت کے سبب وہ صوبہ دارون کی اطاعت نہین کرتا تھا۔ نصیری خان کی صوبہ داری مین فتنہ و فساد برپا کرنے سے باز نہ رہا۔ خان مذکور سارنگپور سے اسکی مالش کے قصد سے روانہ ہوا۔ خان کی قلعہ کشائی مین شہرت تھی۔ فسادیون پر اُسکا بڑا رعب تھا۔ بھاگیرت اس خبر کے سنتے ہی سنگرام زمیندار کنور کے وسیلہ سے خان پاس آیا اور قلعہ جو کہ مدتون سے اسکی اور اسکے باپ دادا کی پناہ گاہ تھا حوالہ کیا۔ ۱۸ جمادی الثانیہ کو نصیری خان قلعہ مین داخل ہوا۔ مندرون کو ڈھاکر مساجد بنائین۔

۱۲ رجب ۱۰۴۲ھ کو وزن شمسی ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا بیالیسوان سال شروع ہوا۔

شعبان مین سلطان پرویز کی بیٹی سے شاہزادہ دارا شکوہ کا نکاح ہوا۔ اور بزم نشاط و چراغان و آتشبازی نے آرایش پائی۔ اہل نغمہ اور رہشگرون کا جوش خروش ہوا (قران کردہ سعدین بیرج جلال) تاریخ ہوئی۔ اس شادی مین ۳۲ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ سرکار خاصہ کا چھ لاکھ بیگم صاحب کا ۱۶ لاکھ اور دس لاکھ روپیہ مادر عروس کا۔ اور ۲۲ روز بعد شاہ شجاع کا عقد نکاح رستم مرزا صفوی کی بیٹی سے ہوا۔ چار لاکھ کا مہر بندھا (مہد بلقیس بسر منزل جمشید آمد) تاریخ نکاح ہوئی۔ لاکھون روپئے ارباب طرب اور مستحقون کو دیے گئے۔ اور روشنی اور تمام شہر کی آرایش بندی مین اور آتشبازی مین لاکھون روپئے صرف ہوئے۔

بادشاہ سے پہلے عرض کیا گیا تھا کہ جہانگیر کی عہد سلطنت مین بنارس مین نئے بت خانے بہت بنائے گئے تھے وہ ناتمام رہے۔ اب ہندو انکو پورا بنانا چاہتے ہین۔

پادشاہ دین پناہ نے حکم فرمایا کہ بنارس میں کیا ممالک محروسہ میں جسجگہ نیا بت خانہ بنا ہو
اسکو ڈھاؤ صوبہ الہ آباد کے وقائع نگار سے معلوم ہوا کہ ۷۶ بت خانے قصبہ بنارس میں
خاک کی برابر کیئے گئے۔

جہانگیر کے انتقال کی تشویش کے ایام میں نذر محمد خان بیباک وزبکون کو لیکر کابل اور
اسکے اطراف میں تاخت وتاراج کے لیئے آیا تھا اور استیصال وخرابی ملک ومال رعایا
میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی مگر شاہجہان نے باوجود قادر ہونے کے تلافی وانتقام کے
برعکس لطف ومدارا کیا تھا اسکے بعد نذر محمد خان نے حاجی وقاص کو مع نامہ کے بھیجا۔
جسمین عذرات بامید عفو تحریر کیئے - بادشاہ نے حاجی وقاص کی ہمراہ تربیت خان کو
بلخ روانہ کیا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا اور ہندوستان کے تحفے ساتھ کیئے - ایک نامہ لکھا
جسکا خلاصہ مین اسلیئے لکھتا ہون کہ اسمین سارا بیان بادشاہ کی فتوحات کا آجاتا ہے
اول حمد ونعت ومنقبت اصحاب وآل والقاب نامہ حاجی وقاص کی رسید کو تحریر کیا
پھر یہ لکھا کہ افاغنہ نے سرکشی کی اور نظام الملک سے جا ملے جس پاس بیس تیس ہزار سوار
ہمیشہ رہتے تھے اور انہون نے دس بارہ ہزار باغیون کو جمع کرلیا مجھے بعنایت الٰہی ان پر
فتح حاصل ہوئی اور دکن مین پانچ قلعے قندھار - دھارور - کالنہ - تلتم - ستونیدہ فتح
کیئے اور اس قدر ملک تسخیر کیا جسکی جمع پچاس لاکھ روپیہ ہے - دکن سے بہت سی بیش قیمت
پیشکشین آئین آپنے جو اپنے خط مین کابل کی حدود مین آنیکا عذر لکھا ہے وہ سچ ہوگا
مگر باوجود میری تخت نشینی کی خبر پہنچنے کے یہ لائق نہ تھا کہ اس قسم کا ارادہ کیا جاتا جس سے
دین دنیا کا فائدہ کچھ مرتب ہو - اہل اسلام کے ساتھ خصوصاً اہل سنت وجماعت
کی نسبت اسکا وقوع مین آنا مناسب تھا تعجب کی بات ہے کہ ایسی اخبار جو اظہر من الشمس تھے
وہ دیر کر آپ تک پہنچے مناسب تھا کہ ہم بھی حاجی وقاص آپ کے سفیر کی ہمراہ اپنا سفیر
بھیجیں اسلیئے تربیت خان بھیجا گیا اسکی زبانی بہت سی باتین آپ کو معلوم ہونگین
بندر ہوگلی کی فتح سے اہل اسلام کو بڑی خوشی ہوئی اسلیئے اسکا خلاصہ لکھا جاتا ہے

نذر محمد خان والی بلخ پاس تربیت خان کا بھیجا

که بنگاله کے مشہور بنادر مین بندر ساتگانو ہے اوس کے
نزدیک بندر ہوگلی تھا۔ وہان فرنگی بہت جمع ہوگئے تھے اور یہ شریر اس دیار کے
ان مسلمانون کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے جو انکے ہمسایہ مین مسکن و ماوا رکھتے تھے بہت
مسلمانون کو پکڑ کر جبراً و قہراً نصارا بناتے اس سبب سے کہ اہل کفر و ضلال کا استیصال پادشاہ
اسلام پر جو مروج دین مبین ہو واجب ہے مین نے قاسم خان صوبہ دار بنگالہ کو حکم
دیا کہ اس طائفہ کے رفع دفع مین کوشش کرے۔ صوبہ دار مذکور نے ایک لشکر کو اس مطلب کے
لئے فرنگیون پر متعین کیا۔ نوارہ بنگالہ مین ایک ہزار کشتی ہین اور ہر کشتی کے لئے مقرر ہے
کہ ستر اسّی ملاحون کے سوا ایک جماعت تفنگچی و توپچی و گولہ انداز و تیر انداز و نیزہ دار
و شمشیر دار و نقارچی و نفیرچی و کرنائی و سرنائی و درود گر و آہن گر اور اقسام
محترفہ کی ہو چنانچہ اسکا مجموعہ ستر ہزار نفر علوفہ دار ہوتا ہے کہ ماہ بماہ خزانہ بنگالہ سے
انکو نقد علوفہ ملتا ہے اور ان کشتیون مین اس جماعت کے سوا اکثر اور جماعت از
سپاہیون اور منصبدارون و احدیون کی کمی ہوتی ہے غرض ایسی پانسو کشتیان
اس تیاری کے ساتھ روانہ کی گئین چار مہینے تک وہ بحر و بر مین فرنگیون سے لڑتی
رہین رفتہ رفتہ فرنگیون کو تنگ کیا اور انکے حصار محکم مین نقبین لگائین اور اوسکی
دیوارون کو ہوا مین اڑایا اور چارون طرف یورش کرکے ان کو مسخر کیا چونکہ یہ
بند دریائے شور کے کنارہ پر واقع تھا بقیۃ السیف نے اپنی بقاء حیات فرار مین جانی
اور جہازون اور غرابون مین چڑھکر بھاگ گئے بادشاہی لشکر نے خشکی و دریائی
راہ سے انکا تعاقب کیا۔ انمین سے بعض کو قتل بعض کو قید کیا۔ فرنگیون کے دس ہزار
آدمی قید ہوئے اور سوائے جنگی فرنگیون کے پانچ ہزار اور آدمی جہاز و غراب کے قید و بند
مین پھنسے ۳۴ جہاز و غراب بہت سی دولت و غنیمت کے ساتھ بادشاہی آدمیون
کو ہاتھ لگے اور اس دیار سے فرنگی بالکل خارج ہوگئے اور انکے معابد کی جگہ حسب الحکم
مساجد بنائی گئین صدائے ناقوس کی بجائے اذان کی آواز بلند ہوئی۔ الحمد للہ

ان ایام مین ایسی فتح اہل اسلام کو ہوئی دولت دنیا اور وسیلہ سعادت عقبیٰ و باعث
رضائے مولیٰ ہوجیو۔

اسی سال مین محمد علی بیگ کہ شاہ عباس کے پاس سے تین لاکھ روپیہ کی سوغات لیکر
آیا تھا اسکو بادشاہ نے رخصت فرمایا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد اور مرصع آلات
وغیرہ اسکو دیئے اسکی ہمراہ صفدر خان کو بھیجا اور چار لاکھ روپیہ کی سوغاتین دین اور
نامہ متضمن تعزیت و تہنیت لکھا اس مین سرگذشت خان جہان لودھی اور دریا خان
و فتح ہشت قلعہ دکن اور تسخیر بندر ہوگلی مرقوم کی اور انکو نصائح اس طرح لکھین جیسے کہ
باپ بیٹے کو لکھتا ہے کہ عظیم الشان بادشاہون کی خدمت مین ضرور ہے کہ ایسے
دانشمندون کی جماعت ہو کہ اسکو اس قدر عزت و قدرت ہو کہ وہ دلیرانہ ہر مقدمہ
کو جسمین مصلحت دولت ہو عرض کرے اور تم اس بات کو بھی خاطر نشین رکھو کہ بادشاہی کا
سلطنت کے معنے حقیقت مین یہ ہین کہ مالک الملک حقیقی اپنی ذاتی کرم سے کسی خاص بندہ کو
مصلحت عام کے واسطے قبول کرتا ہے اور اسم والا ظل الٰہی سے سرافراز کرتا ہے
اور اپنی خلق کو اسکے حوالہ کرتا ہے تاکہ اس کے جان و مال و عزت و آبرو کی محافظت
کرے اور قوی کے ہاتھ کو ضعیف سے کوتاہ کرے مظلوم کی داد ظالم سے لے۔ اور
سنت سنیہ الٰہی پر عمل کرکے انکی تقصیرات کو کہ بمقتضائے بشریت سرزد ہوتی ہین عفو فرمائے
اور جبتک ضرور نہو بندہائے خدا مین سے کسی کو عقوبت نہ کرے۔ جب یہ حال
. . . ہو تو میرے فرزند تجھے ہمیشہ یہ بات منظور نظر رکھنی چاہیئے کہ اپنی مملکت کی خلق
و سپاہی و رعیت پر عین عنایت ہو . . . اگر کسی بندہ سے تقصیر ہو کہ جسکا عفو
و اغماض مصلحت کے موافق نہ ہو تو اس تقصیر کے موافق تنبیہ کرے . . .
انسان حقیقت مین غریب بنیان الٰہی ہے جو ید قدرت . . . نے سالہائے
دراز مین بنائی ہو اسکا ازالہ قوی سبب بے اخلاصی اور نفرت طبائع کا ہے جبتک ضرورت
نہ کرنا چاہیئے اور تسخیر قلوب احسان سے کرنی چاہیئے الانسان عبید الاحسان

۲ خواجہ قاسم خان مخاطب بہ صفدر خان کا سفیر بنکر ایران جانا ۔

سچا مقدمہ ہے اس صورت مین خاطر جمع رہتی ہے۔ ملک مین دولت مستحکم مہمات منتظم ہوتی ہین۔ غایت محبت و نہایت رافت کے سبب بموجب الدین النصیحۃ یہ چند کلمے زبان خامہ پر آئے اس زمانہ مین شاہ ایران کا دستور اور رویہ ہوگیا تھا کہ ناحق خونریزی کرتے تھے خصوصاً شاہ صفی کی سفاکی باپ دادا سے بھی بڑھ کر تھی۔ اسلئے شاہجہان نے نصیحتین اس طرح لکھین جیسے کہ باپ بیٹون کو لکھتا ہے۔

عرس ممتاز محل ۔ ۱۷ ذیقعدہ کو بادشاہ نے ممتاز محل کے عرس کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم پہلے ہوچکا تھا کہ بیدل خان داروغہ زرگری خانہ خاصہ سونے کا محجر بنائے جسکا کتابہ وقتیکل مینا کار ہون اور کوکبہ قنادیل طلائی مہیا ہون۔ اندنون مین اسنے وہ تیار کرکے بادشاہ کو ملاحظہ کرائے۔ محجر کا وزن چالیس ہزار تولہ تھا اور چھ لاکھ روپیہ اسمین صرف ہوئے تھے اسکو حکم ہوا کہ بیگم کی تربت کے گرد لگایا جائے اور کوکبہ و قنادیل مرقد کے اوپر لٹکائی [illegible] ابھی عمارت مزار تیار نہین ہوئی تھی چارون جانب خیمے لگائے گئے اور سائبان تانے گئے اور سارے میدان مین طرح طرح کے فرش بچھائے گئے۔ بادشاہ مع اہل حرم و فرزند عرس مین شریک ہوا اور پچیس ہزار روپیے جو مقررہ روپیہ کا نصف تھا مستحقین کو عطا ہوئے

[illegible] اندنون مین اہل محل کے چند آدمی طاعون سے مر گئے جو ہوا کے تعفن سے پیدا ہوئی تھی اسلئے بادشاہ قلعہ سے باہر ان عمارتون مین چلا گیا جو جمنا کے کنارہ پر تیار ہوئی تھین وہان کی ہوا دلکشا و روح افزا تھی۔ کچھ دنون کے بعد قلعہ کے باہر بھی وبا نے اثر کیا تو بادشاہ نے اس وبا کا علاج زہر مہرہ سے نکالا۔

[illegible] ہر سال کے دستور کے موافق اس سال مین بھی بادشاہ نے ہاتھیون کے لڑنے کا حکم جھروکہ مین دیا اور بادشاہ کے دل مین یہ آئی کہ تمام گرامی قدر شاہزادے گھوڑون پر سوار ہوکر ہاتھیون کی لڑائی کی سیر دیکھین شاہزادہ اورنگ زیب اپنے گھوڑے کو ہاتھیون سے بہت نزدیک لے گیا۔ دو مست ہاتھی لڑ رہے تھے اُن سے کچھ خوف نہ کیا۔ گھوڑے کو آگے بڑھاتا گیا۔ یہانتک کہ لڑنے والے ہاتھیون مین سے ایک

ایک ہاتھی شاہزادہ پر حملہ آور ہوا۔ شاہزادہ نے باوجود چھوٹی عمر ہونے کے بڑی ہمت کی کہ ایک برچھا مار کر ہاتھی کی پیشانی کو زخمی کیا۔ چارون طرف آفرین کا غل مچا چار قل و دفع چشم زخم کے لیئے پڑھے گئے۔ ہاتھی زخمی ہو کر غصہ مین آیا۔ شاہزادہ کو گھوڑے سمیت دانتون کے نیچے کر لیا۔ شاہزادہ گھوڑے سے جلد ہوا اور چستی و چالاکی سے تلوارین ہاتھی پر مارین۔ شاہزادہ محمد شجاع نے جب یہ حال ملاحظہ کیا تو باوجودیکہ خلایق کا ہجوم اور ازدحام ایسا تھا کہ آدمی ایک دوسرے پر گرتا تھا اور ہوا کی آمد و رفت مشکل تھی آتشبازی کے دھنوئی سے آدمی آدمی کو نہ پہچانتا تھا وہ بھائی کی مدد کے لیئے اسکے نزدیک گیا مگر صدمات و آتش فشانی سے اسکا گھوڑا اچرانغ پا ہوا اور وہ بھی گھوڑے سے گرا۔ اس وقت راجہ جے سنگھ ہاتھی کے پاس گیا اسکا گھوڑا ابھی ہاتھی سے بھاگتا تھا اور قریب تھا کہ وہ بھی گھوڑے پر سے گرتا مگر اس نے اپنے تئین سنبھالا اور ہاتھی پر متواتر برچھے لگائے اور اس کے ساتھ ہی گرز بردارون نے اور جلوی خاص کے آدمیون نے گرز اور حربے لگائے کہ فیل حریف نے اس ہاتھی پر حملہ غلبہ آمیز کیا جسکے سبب سے وہ فرار ہوا اور دونو شاہزادون کی جان بچی بادشاہ نے دونو کو گلے لگایا اور شاہزادہ اورنگ زیب کو اشرفیون کے پانچ خریطون سے تولا اور انکو درویشون اور مستحقون مین تقسیم کیا۔

قلعہ دولت آباد کی فتح۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ فتح خان پسر عنبر نے بادشاہ کی اطاعت مین اپنی بہبود کار دیکھی اور اپنے بیٹے عبدالرسول کو بادشاہ پاس بھیجا پایئے تخت کے کارپردازون کو عفو جرائم کا وسیلہ بنایا۔ بادشاہون نے ساہو کو تقاضائے وقت کے سبب سے بعض محال نظام الملک کے دیئے تھے اس سے وہ لے کر بدستور سابق فتح خان کو مرحمت و بحال کیے ساہو آزردہ خاطر ہو کر عادل خان پاس بیجاپور مین چلا گیا اور تازہ فتنہ و فساد کا باعث ہوا اسنے عادل خان سے دولت آباد کی تسخیر کے لیئے امداد کی درخواست کی اور لشکر گران اور مصالح قلعہ گیری عادل شاہ سے لے کر دولت آباد روانہ ہوا ان دنون مین اس سبب سے کہ کئی سال سے کال پڑ رہا تھا قلعہ مین غلہ نہین رہا تھا اور

اور فتح خان جانتا تھا کہ امراء نظام الملک اس سبب سے کہ مین نے بدسلوکی اور خونریزی کی ہی محاصرہ کے
وقت میری ساتھ رفاقت بلا نفاق نہین کرینگے۔ لشکر بیجاپور کی خبر سنکر متوہم خاطر ہوا اور
خانخانان مہابت خان کو عریضہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ ساہو کی سلسلہ جنبانی سے بیجاپور
کی فوج روانہ ہوئی ہے میرا ارادہ ہے بادشاہی آدمیون کو قلعہ سپرد کرون آپ جلد تشریف
لائیے۔ خانخانان اس مژدہ خاطر خواہ سے مطلع ہوا اوّل خان زمان کو لشکر شاہی کے ساتھ
دولت آباد روانہ کیا اور پیچھے خود مرحلہ پیما ہوا جب خان زمان دولت آباد سے دو منزل پر آیا
تو اُس نے خبر سُنی کہ ساہو سر راہ لڑنے کے ارادہ سے کھڑا ہی اس لئی اپنی چھوٹے بھائی لہراسپ
کو دلیر ہمت راو اور ہمراہیون کے ساتھ بیجاپور کے سردارون کے مقابلہ کے لئے متعین کیا
اور خود فوج کو ترتیب دیکر اس فوج سے لڑنے کے لئے مستعد ہوا قصبہ پھول مری اور پھولری
یا گھاٹی پھول نیری سے گذرا تو سیاہ بیجاپور کی گرد نظر آئی اول لہراسپ سے بعد ازان
خان زمان سے دار و گیر شروع ہوئی بعد مردانہ زد و خورد کے دونو طرف سے ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوئی فوج دکن ہزیمت پاکر سات کوس اسطرف دولت آباد کے چلی گئی اشتی
کھڑکی سے دو کروہ پر خان زمان نے نزول کیا بیجاپور کے سردارون نے مآل اندیشی
پر نظر کرکے فتح خان سے ابواب موافقت مفتوح کیا اور پیغام دیا کہ افواج پادشاہی کے پیش نہاد یہ ہی کہ
دولت نظام الملک کا استیصال کرے اور دولت آباد کے قلعہ کو مفتوح کرے جسپر ساری
ولایات دکن کی تسخیر متفرع ہے یہ عنقریب ہونے والا ہے جو کہ آخر کو عادل خان
کے خاندان مین تزلزل پیدا کریگا ہم تم دونو ایک خاندان کے پروردہ ہین طرفین کی
صلاح یہ ہی کہ صلح کرکے مصالحہ اتحاد و اتفاق سے اس خاندان کی دولت کو استوار
کرین غرض خط و کتابت ہو کر آپس مین وفا و وفاق کے عہد و پیمان ہوئے اور یہ
ٹھیری کہ تین لاکھ ہون نقد اور آذوقہ قلعہ مین پہنچایا جائے خافی خان نے یہ لکھا
ہے کہ صلح اس شرط پر ہوئی کہ فتح خان تین لاکھ روپیہ چند گھوڑون کے ساتھ ساہو
کو دے اور وہ اپنی مدد سے بالائے قلعہ ذخیرہ پہنچا دے بعد اسکے قلعہ کے نیچے اور

اور اوپر سے لشکر شاہی پر توپ و تفنگ کے گولے و تیر و سنان برسنے لگے خانخانان جو
ظفر نگر میں تھا اس خبر کو سنکر پیچ و تاب میں آیا۔ خان زمان کو لکھا کہ فتح خان نے
پیمان شکنی کی قلعہ کی تسخیر اور اسکی تادیب اور لشکر بیجاپور کی تنبیہ پیش نہاد ہمت کرے اول
رندولہ اور ساہو کو کہ نظام پور اور حوالی دولت آباد میں آذوقہ اور اور لوازم قلعہ داری
سامان کر رہے ہیں نکال دے اور وہان خود پہنچکر مداخل و مخارج کو سرداروں کے
حوالہ کرے تاکہ آسانی سے غلہ رسانی کے ابواب بند ہو جائیں۔ اگر فتح خان قول و عہد
سابق کا انقیاد کرے تو اوسکو عنایات پادشاہی سے مطمئن کرے ورنہ قلعہ کی تسخیر کی
طرف متوجہ ہو۔ خان زمان پاس جب خانخانان کے نوشتجات پہنچے تو وہ نظام پور
میں آیا راہ میں جہان وہ بیجاپوریوں کے لشکر کا اثر دیکھتا وہان جاتا اور انکو تیر و سنان
و تیغ کا طعمہ بناتا۔ فتح خان نے یہ مصلحت دیکھی کہ خیریت خان کو چھ سو سواروں سمیت
قلعہ میں داخل کر لیا۔ وہ دکن کے صاحب رای امرا میں سے تھا مگر فوجوں نے طرفین سے
ایک دوسرے پر شب و روز تاخت کی آخر دکنیوں نے ہزیمت پائی اور یہان سے چلے
گئے۔ خانخانان نے رسد غلہ و ذخیرہ قلعہ کی راہ بند کرنے کے لئے فوج مقرر کی اور
خان زمان کو پانچہزار سوار کے ساتھ بیجاپور کی فوج کے مقابلہ کیلئے بھیجا اور سرداروں کو
نقب لگانے اور مورچوں کے بڑھانے کے لئے جابجا متعین کیا اور قلعہ گیری کے مصالحہ
میں کارفرما ہوا قلعہ دولت آباد میں تو قلعے پایہ بپایہ سنگ خارا سے مدور تراشے
گئے ہیں وہ ایسا قلعہ نہیں ہے کہ مصالحہ محاصرہ قلعہ و زینہ و یورش و نقب سے تسخیر ہو جائے
مگر یہ قلعہ ذخیرہ سے خالی تھا اسلئے اسکے مفتوح ہونے کی امید ہو سکتی تھی۔ اور
قلعہ گیروں کے دلوں کو تقویت ہوتی تھی اور امرائے شاہی اسکو محاصرہ میں جان نثاری
کرتے تھے۔ یاقوت حبشی جو اول نظام الملک کا غلام تھا پھر بادشاہ کا نوکر ہو گیا تھا
اسنے نمک قدیم کے حق پر بازگشت کرنی چاہی اول اسکو یہ فکر ہوئی کہ ابھی مورچال کی
طرف سے قلعہ میں ذخیرہ پہنچائے۔ مگر خانخانان کی تدابیر صائبہ اور اہل مورچال کی

دیدبانی سے یہ مطلب اسکا حاصل نہ ہوا۔ غلہ پکڑا گیا جو اُسکے بازار سے قلعہ کے لے جانے کے لئے خرید اگیا اس غلہ رسانی کی شہرت ہوئی جسکے سبب سے یاقوت کو بادشاہی سیاست کا خوف ہوا تو وہ غلامان گریز پا کی طرح لشکر سے نکل کر اپنے قدیم مالکوں کے پاس چلا گیا + ۲۸ رمضان کو شام کو رندولہ اور امراے دکنی غلہ کے چارسو کے قریب بیل ہمراہ لیکر حوالی لشکر مین آئے تا کہ خیریت خان اور تمام بیجاپوریون کو پہنچائین وہ فتح خان کی صوابدید سے عنبر کوٹ مین تھے فتح خان انکو بہ سبب قلت آذوقہ کے غلہ کے دینے مین تساہل کرتا تھا۔ خانخاناں نے لہراسپ خان اور اودا جیرام اور بہادرجی و جگراج بندیلہ کو تعین کیا کہ دکنیوں سے اس غلہ کو چھین لین دونو طرف سے جنگ ہوئی۔ آدھی رات کو رندولہ و فرہاد و بہلول و ساہو و انکس چار ہزار سوارون کے قریب اپنی فوج سے ہمراہ لیکر خان زمان خان کے بنگاہ پر حملہ آور ہوئے۔ راو ستر سال نے راجپوتون کو ساتھ لے کر بہلول کے برادر زادہ اور ایک جماعت دکنی کو مارا باقی سب بھاگ گئے۔ تین روز بعد پھر وہ لشکر شاہی کے قریب نمودار ہوئے۔ خانخاناں نے تاکید کی کہ زمین مین گریوہ و مغاک بہت ہین افواج شاہی ایک جگہہ پر مستعد رہے جب دکنی لڑنے آئین تو لڑے۔ بادشاہی لشکر بموجب قرارداد کے آمادہ کارزار ہوا دکنی بے ستیزہ آویزی کے یاقوت و رندولہ پاس کہ نظام پور کے قریب ٹھیر رہے تھے چلے گئے۔ یاقوت نے کہا کہ ہر روز اپنے تئیں دکھلانا اور چند بان مارنے اپنے تئیں ذلیل کرنا ہے مصلحت یہ ہے کہ اس وقت لشکر شاہی جو ہماری مراجعت کے سبب سے خاطر جمع ہو کر ڈیرون مین پڑا ہے اسپر پہرے ہوتے اور رندولہ کے منتخب آدمیون کو ہمراہ لے کر چستی و چالاکی و دلیری سے دست برد کرین۔ یاقوت کی اس صلاح کے موافق دکنیوں نے دوپہر تک دلیر ہمت کی بنگاہ پر ہجوم کیا۔ دلیر ہمت نے مقابلہ کیا ایک سخت معرکہ ہوا دکنیون کا لشکر بھاگ گیا۔ راہ مین نہر مین اسکے کچھ آدمی ڈوبے۔ بادشاہی لشکر اپنی قرارگاہ پر آیا۔

ان دنون مین خانخانان کو خبر لگی کہ بادشاہی تابینون کی ایک جماعت ہی جو لشکر شاہی
سے اس سبب سے نہین مل سکتی کہ دکنی اطراف وجوانب مین پھیلے ہوئے ہین اور ظفر نگر مین وہ
مقیم ہے اور بلبیس ہزار بیل غلہ کے بھی وہان ہین تو اسنے ترکمان خان تھانہ دار ظفر نگر کو
لکھا کہ اپنی آدمیون اور جماعت مذکور اور غلہ کو ہمراہ لیکر اس جانب چلے آؤ اور ظفر نگر سے
اپنی روانگی کی اطلاع دو کہ اسکی کمک کے لئے فوج مقرر کیجائے ترکمان خان جب چلا
تو اسنے خان خانان کو اطلاع دی خانخانان نے سران سپاہ کی ایک جماعت کو مثل
مبارز خان وراؤ داؤد و احمد خان نیازی و نظر بہادر کو ترکمان خان کی معاونت
کے لئے روانہ کیا جب معلوم ہوا کہ ساہو و بہلول خان و فرہاد خان اور یاقوت کے
ہوتے یہ خبر سنکر کہ ترکمان خان آتا ہے اور رسد لاتا ہے اسکی جانب متوجہ ہوئے۔ تو
خان زمان نے راؤ ستر سال کو ہمراہ لیا اور مورچون کے استحکام کا انتظام ایک گروہ
کو سپرد کرکے وہ چلا جب وہ کھڑکی مین آیا تو جاسوسون نے اطلاع دی کہ دکنی رسد کی
طرف چلے ہین اور پانچہزار سوار باغ جیکل تھانہ مین منتظر ہین۔ خان زمان انکی مالش
پر متوجہ ہوا۔ دکنیون نے لشکر شاہی کو جو تھوڑا سا تھا دائرہ کی طرح احاطہ کیا۔ خان زمان
نے رعد اندازون کو حکم دیا کہ تفنگ و گجنال چلائین سہ پہر سے دو گھڑی رات ہنگامہ
نبرد و خورد گرم رہا طرفین سے بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے دکنی باغ جیکل تھانہ مین
چلے گئے۔ خان زمان نے میدان نبرد کو دائرہ گاہ بنایا اور رات بیداری اور ہوشیاری
سے بسر کی۔ صبح کو دکنیون کو باغ مذکور سے کھڑکی مین بھگایا چونکہ مقصود رسد کا لانا تھا۔
اسلئے دکنیون کا تعاقب لشکر شاہی نے نہین کیا اور موضع بن مین ترکمان خان سے
ملگیا۔ اتفاقاً بہادر جی دکنی و راجہ بہار اسنگہ بندیلہ و سید عادل بارہ و تلوک چند
و جعفر نجم ثانی اور چند اور امراء شاہی بارہ سو سوارون کے ساتھ جو خان زمان کی
کمک کو خانخانان کے حکم سے جاتے تھے کھڑکی سے باہر نکلتے تھے کہ فوج غنیم سے جو
بھاگی جاتی تھی ملاقی ہوئی۔ طرفین سے بان اور تفنگ چلنے لگے بہلول یہ سمجھ کر کہ خانخانان کی

جمعیت متفرق ہو رہی ہے فرصت کو غنیمت جانکر دولت آباد کو دوڑا کہ شاید تلافی گذشتہ بروئے کار آئے۔ دلیر ہمت مع فوج کے خان زمان سے ملگیا۔ خان زمان نے دلیر ہمت کو روانہ کیا کہ خانخانان سے ملے اور جمعیت کے ساتھ رسد کو لشکر مین پہنچائے۔ دلیر ہمت خانخانان سے ملا۔ دکنیون نے اس سے مطلع ہو کر اپنی مقر پیر مراجعت کی۔ ۲۱ ماہ مذکور کو خانخانان کے لشکر کو رسد پہنچگئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ شبانہ روز جنگین غلہ کے پہنچانے پر . . . . ہوتی رہین لشکر شاہی مین غلہ کی رسد کی ممانعت کے لئے افواج بیجاپوری شوخیان کرتی تھی موریچون پر گرتی تھی اور آدمیون کو ضائع کرتی تھی ہر طرف سے قتال جدال مین تردد نمایان ہوتا تھا۔ جانین جاتی تھین۔

۲۳ کو کھیلوجی دکنی کہ مدت سے بادشاہ کی خدمت مین تھا اور پنجہزاری پنجہزار سوار کے منصب سے سرافراز تھا یاقوت کی طرح لشکر بادشاہی سے بھاگ کر عادل شاہ کی فوج مین داخل ہوا مگر اسکے دو بھائی مالوجی اور پرسوجی نے اسکا ساتھ نہ دیا۔ وہ خانخانان پاس آئے اور انہون نے انعام و خلعت پایا کھیلوجی کے ملنے سے دکنیون کو تقویت ہوئی ۲۷ کو اس قصد سے کہ چار سو بیل غلہ کے قلعہ اوپر گھتلہ مین لیجائین دکنیون نے لشکر شاہی مین ایک شورش عظیم برپا کی بہلول خان نے کہ فوج بیجاپور کا عمدہ سردار تھا اور یاقوت کے نبیرون نے چارون طرف بادشاہی مورچون پر حملہ کیا اور صدائے دار و گیر بلند کی دو پہر تک لڑائی رہی سر گیند کی طرح گھوڑون کے سمون مین لڑکتے تھے۔ یہان تک نوبت آئی کہ خانخانان اور تمام سرداران شاہی سوار ہوئے اور میدان کارزار مین قدم رکھا اور دکنیون کے مقابلہ مین صف آرا ہوئے موافق و مخالف سپاہ کی گرد سے آسمان پر گھٹا چھاگئی اور سورج چھپ گیا۔ نبردگاہ مین دو تین سردار مثل جگناتھ راٹھور و ایک جماعت راجپوت اور بعض مسلمان ہزار و شناس نے جان دی۔ بہلول فرار ہوا اور دکنیون کے

بہت آدمی قتل و اسیر ہوئے۔ ۶ شوال کو فوج بادشاہی نے بلا فرصت مخالفون کی ہیر پھیر
تاخت کی وہان بھی محاربہ صعب ہوا۔ بہت غنیمت مع انبار غلہ جو قلعہ کے و پرے جانے
کے لئے دکنیون نے فراہم کیا تھا لشکر شاہی نے لے لیا اور جن چیزون کو وہ اُٹھا نہ سکے
انکو جلا دیا اسوقت فتح خان نے مورچال لشکر کو فوج سے خالی دیکھکر فرصت وقت کو ہاتھ
سے نہ دیا قلعہ سے نکلا اور اس مورچال پر جسکی نقب حصار قلعہ کے نیچے تک پہنچی تھی حملہ آور ہوا
شور و غلغلہ عظیم پر سیم بلند کیا۔ خانخانان یہ سُنکر مع بہادرون کے یہان آیا ہر جانب
سے رزم جو آتش خو لڑنے کے لئے پہنچے۔ نفیر و کرنا کی آواز اور گھوڑون کی ٹاپون
کی آوازنے اور جوانون کی ہوہانے دکنیون پر فرار کا منتر پھونکا۔ فتح خان افتان و
خیزان قلعہ مین گیا۔ مورچال کا اسباب کچھ غارت گیا۔ چندروز سے کبھی لشکر مین تنگی پہنچی
تھی بلکہ رات دن کی لڑائی سے لشکریون کو زین اُتارنے کی فرصت نہ ملتی تھی۔ کاہ و
ہیزم لانے کا ذکر کیا ہے۔ خانخانان نے خان زمان کو بھی لانے کے لئے بہت لشکر
دیکر بھیجا۔ دو ہزار سوار قراولی کے لئے راہ کے مابین متقرر کئے کہ وہ ناگہان فوج کے پہنچنے
سے خبردار رہین۔ بیجاپور کا لشکر یہ خبر سُنکر فوج بادشاہی پر گرد کی طرح دوڑا اور
قراولون کی فوج سے لڑا مدد کے پہنچنے سے اور کچھ کشش کے ہونے سے ہر طرف سے
لشکر شاہی مین کبھی پہنچی

خان زمان کی طرف کی نقب کو باروت سے بھرا اور یہ قرار پایا کہ نہم شوال کو
صبح کے وقت اسمین آگ لگائی جائے اور حکم ہوا کہ یہان سب سردار یورش کے لئے
آخر شب مین جمع ہون۔ مورچال کے عملہ فعلہ نے یہ خطا کی کہ ابھی ایک گھڑی رات باقی
تھی اور مردم آبرو طلب جمع نہ ہوئے تھے کہ باروت مین آگ لگادی۔ باوجودیکہ
۲۸ گز دیوار گر گئی اور بارہ گز برج اُڑ گیا اور ایک راہ وسیع کھل گئی لیکن اس سبب سے
کہ تاریکی مین غبار کے اُڑنے سے اور تیرگی بڑھ گئی تھی اور مردم کار طلب قلعہ کشا
ابھی آئے نہ تھے۔ کسی کو قلعہ مین داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی محصور خبردار

ہوئے گولہ تفنگ و حقہ آتش وہان سے آتش فشان ہوئی۔ چوب و تختہ و ہر چیز سے جو
ہاتھ آئی رخنہ کے بند کرنے مین دکنیون نے سعی کی خانخانان نے یہ حال دیکھ کر خود یورش
پر کمر ہمت چست کی اور اپنے ہمراہیون سمیت سنگ و آتش کی بارش مین جانے کا ارادہ
کیا کہ نصیر خان نے کہا کہ سر سرداران سپاہ کو ایسی سگالش خلاف قوانین کاردانی
اور امراء بھی مانع ہوئے۔ اور غیرت کو کار فرما ہو کر صبح کو ہر طرف سے امراء جمع ہوئے
مغلون و راجپوتون اور جان سپار قلعہ کشایون کی ایک جماعت حملہ آور ہوئی اور
سینون کو سپر بنا کر محصورون پر تاخت کی۔ ایک جماعت کے ماری جانے کے بعد وہ حصار
کے حصار مین داخل ہوئے جسکا نام عنبر کوٹ مشہور تھا اسکا ارتفاع بنیاد سے کنگرہ
تک ۱۴ گز اور عرض دس گز تھا۔ دکنیون کی ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور فرار ہو کر
خندق مہاکوٹ مین پہنچی۔ پادشاہی آدمیون نے حصار کے اندر مورچون کا بند و بست
کیا۔ عنبر و یاقوت کی حویلیون کو اپنی پناہ بنایا اور محصورون کو پہلے سے زیادہ تنگ
کیا اس حصار مین جو ذخیرہ آتشبازی پایا اسپر متصرف ہوئے۔ قلعہ دوم کے تحصن
پر توپین لگائین اگرچہ آٹھ قلعے ایسے مستحکم برج و بارہ رکھتے تھے کہ انکا فتح ہونا خواب
و خیال مین بھی نہ آتا تھا مگر بایحتاج اور کھانے کے ذخیرہ کے نہ ہونے نے قلعہ نشینون
پر ایسا کام تنگ کیا تھا کہ اکثر آدمی پوست بے گوشت اور حلال حرام جاروپایون کی
استخوان کو قوت لایموت بناتے تھے۔ خانخانان نے اس قلعہ کی تسخیر پر کمر ہمت
باندھی تھی۔ القصہ اس ہنگامہ دار و گیر مین غنیم کی سپاہ تین چار ہزار سوار نمودار ہوئے
کہ فوج شاہی اسے مشغول ہوا اور اسمین شورش پیدا ہو۔ ہزار سر کھپارہ (سربار) غلہ
دو تین ہزار پیادہ برقنداز و تیر انداز شتابزدہ مین سیاہ لباس پہنے ہوئے شیر حاجی
(برج کا نام) کے پاس پہنچے خندق کے متصل دریچہ تھا اسکے پاس غلہ کو اتارا اور برق
و باد کی طرح بھاگ گئے قلعہ کے آدمیون نے ہجوم کر کے ایک جماعت کو آب و آتش اور
تیر و سنان کے درمیان کر کے اور بعض کو حصار کے اندر فوج شاہی کے مقابل کر کے

غلہ کو اندر لے جانا چاہا۔ خان خانان دکنیون کی اس تدبیر اور ارادہ پر پہلے سے مطلع ہوگیا تھا اس نے پیادون اور سوارون کی ایک جماعت کو خندق سے باہر تعین کیا اور کمین مین بٹھا۔ دونو گروہ مین لڑائی ہوئی۔ پادشاہی آدمی غالب ہوئی اور غلے کے ذخیرہ کو مفت لے آئے۔ بعد ازان لشکر شاہی نے ازسرنو نقب دوانی کی اور سہاب قلعہ گیری کے فراہم کرنے کی فکر کی۔ اہل قلعہ کا فاقون کے مارے برا حال ہوا۔ فتح خان کے دل مین رعب و ہراس بیٹھ گیا۔ اہل و عیال کو احمال و اثقال کے ساتھ بالا قلعہ سیوم پر جسکو کالا کوٹ کہتے تھی پہنچایا اور خود قلعہ مہاکوٹ مین آیا۔ اس حال مین خیریت خان بیجاپوری وغیرہ بطور مدد کے قلعہ مین آئے تھے اور عسرت سے جان بلب تھے انھون نے خانخانان پاس جان کی امان کے لئی اور عادلخان پاس جانے کے لئے پیغام خفیہ بھیجا۔ خانخانان نے اسکی جان پر یہ احسان کیا کہ جواب خیریت خان پاس بھیجا کہ اگر پادشاہ کی نوکری تو چاہیے گا تو منصب لائق پر سرافرازی پائیگا اور اگر عادلخان پاس جائیگا تو تیرے آقا کے لئے خلعت و نامہ دیا جاویگا خیریت خان حالو پاکر رات کو دو سو آدمیون کے ساتھ خانخانان پاس آیا۔ خانخانان نے خلوت مین بھیجا کی صبح اسکو خلعت و راہ کا مایحتاج ضروری دیا خلعت اور نامہ در عادل شاہ کی نام کا وہ فرمان جو پادشاہ کے دستخط خاص کا عادل شاہ کی عفو تقصیرات پر اور پادشاہ کے دکن کی طرف آنے پر مشتمل تھا سر دیوان پڑھکر اور پیغام وعدہ وعید سراپا امید و بیم کے اپنی طرف سے کرکے ادر حضرت اعلیٰ کا نام لےکر روانہ کیا بعد ازان کہ خیریت خان نامہ و خلعت عادل شاہ کے لئی لےکر بیجاپور پر روانہ ہوا خانخانان قلعہ کی تسخیر مین مشغول ہوا اس ضمن مین خبر آئی کہ مصالحہ قلعہ گیری اور خزانہ برہان پور سے گر لوہ روحن گھیڑہ مین آیا ہے۔ غنیم خبر پاکر اوسکی طرف دوڑا ہے اس لئی خان زمان اس جماعت کی تنبیہ و گوشمالی کے لئیے مقرر ہوا۔ مابین راہ جانے اور مراجعت کرلے نکے وقت سب جگہ غنیم کی فوج خان زمان سے لڑی اور ہر روز ایک

محاربہ وقتال ہوا۔غنیم کی سپاہ کبھی کبھی لشکر بادشاہی کو ایسا تنگ کرتی تھی کہ ایک دو
گروہ راہ جنگ کنان طے کرنی دشوار ہوتی تھی۔دونو طرف سے بہت آدمی کام آئے
تھے۔جب خان زمان خزانہ و ذخیرہ کے نزدیک پہنچا اتفاقاً اسی روز قریب پندرہ ہزار
سوار بیجاپوری نظام الملکی افواج دکن کی ساتھ مل گئے ایک لشکر عظیم ایک لاکھ سوار اور
پیادہ کا جمع ہوگیا۔اور بادشاہی فوج کو گھیر لیا۔اور کارزار شروع کی۔صدائے دارو گیر
بلند ہوئی۔ایک قیامت برپا ہوئی۔خانخانان نے دکنیون کا غلبہ سنکر ایک اور فوج
مدد کے لیئے بھیجی ہر طرف سے عرصہ کارزار ایک دوسرے پر تنگ ہوا زمین پر ہزارہا
سر لڑکتے تھے اور زمین خون سے لالہ زار بن رہی تھی۔اگرچہ خان زمان خان
بیس ہزار بیل غلہ کے اور چھ لاکھ روپیہ نقد و سو من باروت لشکر شاہی مین لے آیا
مگر مالی نقصان اور جانی زیان بہت ہوا۔اسی زمانہ مین خبر آئی کہ مراری پنڈت
جو عادلخان کا عمدہ نوکر اور وزیر صاحب السیف و القلم تھا ایک بھاری فوج لیکر [illegible]
سے ملا چند کروہ زمین کو سوار و پیادون سے زیر بار کرکے مقابلہ مین آیا۔خانخانان
فوج گران اور توپخانہ لیکر فوج دکن کی برابر آیا بان و تفنگ چھوڑکر اور تیر
پھینک کر بازار کارزار کو گرم کیا دکنیون نے بہیئت مجموعی ہر طرف بھالون کو لیکر
مردانہ چپقلش اور رستمانہ حملہ کیئے لہذا بہت زد و خورد کی اور سوار و پیادون کے
کشتہ ہونے سے فوج شاہی پر کار تنگ ہوا قریب تھا کہ خان زمان کے لشکر کو ہزیمت
ہو کہ خانجہان یہ خبر پاکر دلیر ہمت کو حصار مین چھوڑکر فوج دکن کی کارزار مین خود
آیا۔دونو فوجین مقابل ہوئین اور محاربات سخت ہوئے۔دارو گیر کا غبار آسمان پر چڑھا
ہر طرف سے نامی سردارون لگا۔اور کئی ہزار آدمیون کی شیرین جانین برباد
ہوگئین۔راجہ چند راوت وغیرہ دو تین نامدار سردار فوج شاہی کے اس کارزار
مین کام آگئے۔ہر ساعت شعلہ جدال و نائرہ قتال بھڑکتا جاتا تھا۔یاقوت خان
حبشی جو دکنیون کا نامآور سپہ سالار تھا وہ اور اسکے قبیلہ کی ایک جماعت اور

اور اسکا نبیرہ عدم کو سدھارا - ان کشتون پر کشتون کے ایسے پشتے لگ گئے کہ انکی لاش بھی ہاتھ نہ آئی - کہتے ہین کہ دکن مین ایسی جنگ قیامت آشوب کمتر ہوئی ہے - پہر رات گئے تک صدائے نفیر و آواز کوس و کرنا سپاہیون کے کان مین پہنچتی رہی - آخر لشکر جدا ہوئے فوج دکنی کا عذر دیکھ کر لشکر شاہی صبح تک گھوڑون پر سوار رہا صبح کو دکنی لڑکر فرار ہو گئے - خان زمان نے کچھ تعاقب کیا گھوڑے اور ہتھیار بہت ہاتھ لگے - بعد ازان خانخانان حصار مفتوحہ مین داخل ہوا - قلعہ دوم مہاکوٹ کے نیچے نقب تیار ہو کر باروت سے بھری گئی تھی اسکو اڑانا چاہتے تھے کہ فتح خان کو اسکی خبر ہوئی خوف و ہراس کے سبب سے اسنے اپنا وکیل خانخانان پاس بھیجا اور کمال عجز سے عرض کیا کہ مین نے بقسم عادل خانیون سے پیمان کیا ہے کہ بغیر انکی صوابدید کے حرف صلح درمیان نہ لاؤنگا ناگزیر مین نے اپنا آدمی مراری پنڈت پاس بھیجا ہے اور کمی آذوقہ اور استیلاء لشکر شاہی پر مطلع کیا ہے اور اسکے وکیلون کو بلایا ہے تاکہ باتفاق صلح ہو جاوے اور حصار اولیاء دولت کے حوالہ ہو جاوے آج نقب کے اڑانے کو موقوف رکھین جبتک کہ مراری پنڈت سے خبر میرے پاس آئے - سپہ سالار جانتا تھا کہ اسکی گفتار سچی نہین ہے اور مکر سے دن ٹالنا چاہتا ہے اسلئے اُس نے فتح خان کو کہلا بھیجا کہ اگر یہ چاہتے ہو کہ قلعہ آج نہ اڑایا جائے تو اپنے بیٹے کو بلا توقف بھیجدو پس جب معلوم ہوا کہ وہ بیٹے کو نہین بھیجتا تو نقب کو اڑایا - ایک برج مع پندرہ گز دیوار کے اڑ گیا - فدویان جان نثار پروانہ وار گولہ و تفنگ و حقہ و بان کی بارش مین آئے کہ مہاکوٹ کے اوپر سے ہو رہی تھی اور حصار مین داخل ہوئے اور خانخانان مع بہادرون کے قلعہ دوم کے احاطہ مین آیا اُس روز قلعہ سوم کی تسخیر کے لئے مورچال لگائے - حصار دوم کی فتح کی خبر وحشت اثر سُنکر مراری پنڈت اور راؤ اور نظام الملکی اور عادل شاہی سردار بیکار کے قصد سے سوار ہوئے خان زمان انکے مقابلہ مین معرکہ آرا ہوا - بدنامی کے دفع کرنے کے لئے حرکت مذبوحی کی مگر جب معلوم ہوا کہ قلعہ ہاتھ سے گیا تو دل افسردہ ہو کر اپنے چلے گئے - اس ضمن مین قلعہ دار ترنبک نظام الملکی محل دار خان جسکا محل اقامت قلعہ نساتی تھا جو قلعہ کالنا کے قریب تھا

قلعہ کا لینا مین آیا وہ فتح خان کی بیداد سے آزردہ تھا قلعہ کے سپرد کرنے کا پیغام خانخانان
پاس بھیجا۔ خان خانان نے جواب دیا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ نتیجہ خدمت تیرا ظہور مین آئے تو
بے خبر جا کر ساہو کے مال و عیال پر تصرف کرے جو پہاڑ مین بھضاپور کے نزدیک تیرے تعلقہ
کے قلعہ کے متصل ہے اور اس نیکو خدمتی کے ثمر سے بہرہ وافی جمع کر۔ محلدار خان اپنے ہمراہیون
کو وہان لیگیا اور مال وافر مع عیال و دختر ساہو اور مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار ہون اور
چارسو گھوڑے اور چار ہاتھی لے آیا اور متفرق تاراج سے سب ہمراہی متمتع ہوئے۔ خانخانان
خوش وقتی سے پھولا نہ سمایا محلدار خان کو آفرین لکھی اور خلعت و اسپ جبیغہ روانہ
کیا اور اپنے پاس بلایا۔ فتح خان اپنے دشمن کی یہ کامیابی سنکر جواس باختہ اور فتوحات
کے صدمہ سے دل شکستہ ہوا۔ عبدالرسول اپنے بیٹے کو خانخانان پاس بھیجا۔ عجز و نیاز کا اور
اطاعت قبول کرنے کا اور کلید قلعہ کے سپرد کرنے کا پیغام دیا اور ایک ہفتہ کی مہلت مع
قول امان کے اپنے عیال کے نکال لینے کے لئے چاہی خانخانان نے اسکی التماس قبول کی اور
اسکی کمال عسرت و پریشانی پر خیال کرکے ڈھائی لاکھ روپے اور ہاتھی اور پالکی کے
کہار اور اور بار برداری کا سامان . . عبدالرسول کے ساتھ بھیجا اور قلعہ کے حوالہ
کرنے کی تاکید کی ۱۹ ذی حجہ سنہ ۴۳ھ کو ۵۸ روز کے محاصرہ کے بعد یہ قلعہ نہ حسارہ مفتوح
ہوا اور مظفر شاہ جہان بادشاہ غازی کا خطبہ پڑھا گیا حسن نظام الملک کہ صغرسن کے
سبب سے فتح خان کی قید مین تھا مع اور والستون کے خانخانان کی قید مین آیا کہتے ہین
کہ قلعہ دولت آباد مین نو قلعے ہین۔ جنمین سے . پانچ قلعے روے زمین پہ اور چار
اور بدو قلعے سنگ مصفا کے سرکوہ پر نمودار ہوتے ہین اور ۵۰۰۰ ذرعہ شاہجہانی
کہ ایک گروہ دس جریب کے برابر ہوتے ہین اسکا دورہ ہے اور ارتفاع اسکا ۱۴۰
ذرعہ اور اسکے گرد خندق چالیس گز عریض اور تیس گز عمیق سنگ خارا مین کھدی ہوئی
ہے اور پہاڑ کے اندر ایک راہ تاریک پر پیچ و تاب منار کی راہ کی طرح بنائی ہے
جو دن کو چراغ بغیر نظر نہین آتی . . . . . اور اسمین زینے پتھر مین تراشے ہین

پائین کوہ مین ایک دروازہ آہنین ہے اس دروازہ سے اس راہ مین ہوکر حصار مین آتے ہین اور ایک بڑا لوہے کا توا لگا یا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو اس سے راہ روک کر اسکو اوپر سے گرم کرین کہ حرارت کی شدت سے راہ آمد کی بند ہو جائے۔ ایام سابق مین اسکا نام دھارا گیر اور دیوگیر تھا۔ بعد ازان جب سلطان محمد تغلق نے اس قلعہ کو اکثر توابع کے ساتھ تسخیر کیا اور دہلی کو ویران کرکے اسکو آباد کیا تو اسکا نام دولت آباد رکھا اس سبب سے کہ جو عمارت جبر و ظلم سے آباد و تیار ہوتی ہے اسکی عاقبت بخیر نہین ہوتی جلدی ویران و خراب ہو جاتی ہے۔ تھوڑی مدت مین سلطان محمد تغلق کے ملک نو تسخیر مین رخنہ و فساد پیدا ہوا اور شہر و ملکہای موروثی بھی اسکی تکلیف و جور سے ہاتھ سے گئے دہلی سے جن لوگون کو لاکر یہان آباد کیا تھا وہ وطن مالوف کی محبت کے سبب دہلی چلے گئے۔

سلطان علاء الدین بہمنی نے بھی اپنے جلوس کے بعد اس ظلم سے آباد کیئے ہوئے شہر کو پسند نہین کیا۔ کلبرگہ کا نام احسن آباد رکھکر اپنا دار السلطنت بنایا۔ شہر دولت آباد ویران ہو گیا اور سواد قصبہ کھڑکی کے آبادی شہر ہی اور دولت آباد قلعہ کا نام زبانون پر جاری ہو گیا اور اسی نام سے دکن کے دفاتر مین لکھا جانے لگا۔

اسباب متعارفہ کشائش قلاع جیسے کہ نقب و ساباط و سرکوب وغیرہ ہین اس قلعہ کی فتح مین کارگر نہین اسکے اسباب کشائش حوادث ارضی و سماوی ہو گئے اول بڑا کال پڑا سخت وبا آئی۔ قلعہ نشینون کا آذوقہ تمام ہوا رسد کسی طرح نہ پہنچ سکی ناچار قلعہ اولیائے دولت کو سپرد کیا گیا۔ ۲۶ ذی الحجہ کو سپہ سالار کی عرضداشت سے بادشاہ کو مژدہ فتح پہنچا۔ خانخانان اور اسکے سپاہی مورد عنایات ہوئے۔ نصیری خان کو خاندوران خان کا خطاب ملا۔ قلعہ کے فتح ہونیکے بعد خانخانان نظام الملک ورستم خان کو ساتھ لے کر ظفر نگر گیا اور قلعہ مین خاندوران خان کو مع مرتضیٰ خان کے چھوڑ گیا اثنائ راہ مین بیجاپور کی سپاہ رستمی اسی روز لڑی اور ناکام ہو کر بھاگی۔ انہین لڑائیون مین ماناجی نامور سردار قتل ہوا جب فوج شاہی ظفر نگر کے حوالی مین آئی۔ مراری پنڈت

اور تمام بیجاپوریون نے فریاد بدرہ رندولہ کو بھیجا کہ اسکے وساطت سے ابواب صلح مفتوح
ہون سپہ سالار انکی حیلہ سازی و مکر پردازی سے واقف تھا اُس نے فریاد کو مطلب حاصل
کرنے کے بغیر واپس بھیجا اور ظفر نگر مین آیا وہان جو غلہ وغیرہ تھا اور برہان پور اور اسکے
حوالی سے اسکی طلب سے جو غلہ وہان آیا تھا اسکو آدمیون مین تقسیم کیا جس سے خلائق
کو عسرت سے رفاہیت ہوئی اور عادلخانی پاس و ہراس کے ساتھ دولت آباد گئے
وہ جانتے تھے کہ قلعہ مین آذوقہ مین کمی ہے اور خاندوران خان تھوڑے آدمیون سے
اسکی حفاظت کرتا ہے وہ ان مورچون مین چلے گئے جو لشکر شاہی نے بنائے تھے اور
جالی دفعہ نہین ڈھائے تھے اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور جنگ و پیکار شروع کی۔
خاندوران خان نے کمک کا انتظار نہ کیا۔ کئی دفعہ قلعہ سے باہر آنکر لڑا۔ اسکے حسن سلوک
سے حوالی دولت آباد کی رعایا ایسی مطمئن خاطر تھی کہ غلہ اسکو پہنچاتی تھی۔ محاصرہ کے اندر
محصورین کو آذوقہ کی تکلیف نہ ہوئی۔ اوائل محرم مین خانخانان سُنکر دولت آباد کی
طرف راہی ہوا اب بیجاپوریون نے جانا کہ اس سعی بیجا مین سوا جان گنوانے کے
کچھ اور نہین ہے تو قلعہ کا محاصرہ چھوڑا۔ ناسک ترنبک کی راہ سے فرار ہوئے اُس کے
حوالی مین ان ایام مین بان گنگا پایاب ہوا اور اطراف مین غرقاب تھی خانخانان نے
دس ہزار گاو غلہ قصبہ تری گانون مین خان زمان کو حوالہ کئے اور خود برہانپور مین گیا
خاندوران خان مالوہ کا صوبہ دار ہوا اور اسکی جگہ سید مرتضیٰ خان مقرر ہوا۔
راجہ بھارتھ جسکو تلنگانہ کی حراست سپرد تھی اسکی عرضی سے معلوم ہوا کہ بولا اور سیدی
مفتاح جو قلعہ دیگلور مین تین چار ہزار سوار کے ساتھ مقیم تھے وہ فرار ہوئے اور لشکر شاہی نے
انکا تعاقب کرکے بولا کے عیال کو گرفتار کیا اور قلعہ پر تصرف
۱۱ محرم ۱۰۴۳ھ کو عنایت اللہ و قاسم خان و بہادر کنبوہ ہنگالہ سے آئے اور کل
فرنگی قیدی عورت مرد چھوٹے بڑے چار سو مع انکے اصنام کے بادشاہ کے آگے پیش کئے
بادشاہ دین پناہ نے ارباب شریعت کو حکم دیا کہ اہل انکے اسلام کے لئے دعوت کرین

فتح قلعہ دیگلور

اسیران فرنگ

اور احکام اسلام انکو سمجھائین انمین سے بعض نے اسلام قبول کیا۔ وہ مورد مراحم شاہی ہوئے اکثر نے اسلام نہ قبول کیا وہ امرا مین تقسیم ہوئے اور حکم ہوا کہ اس طائفہ کو محبوس و مقید رکھین اور جو کوئی اسلام قبول کرے۔ اوسکی اطلاع پادشاہ کو کرین تاکہ اسکی گذران کے واسطے کچھ وظیفہ مقرر ہوجاے اور جسکو یہ شرف نہ حاصل ہو وہ مقید رہے انمین سے اکثر قیدمین مرگئے انکے اصنام مین سے جو انبیا کی تماثیل تھین جمنا مین ڈبو دی گئین اور باقی اور توڑی گئین

دہم صفر کو پادشاہ برسات کی ہوا کی ناسازگاری سے عارضۂ تپ اور گرانی سر مین مبتلا ہوا تین دن مین پھر مزاج اعتدال پر آیا۔ بیگم صاحب اور مستورات نے پچاس ہزار روپیہ اور شاہزادون نے ایک لاکھ روپیہ تصدق کیا جسمین سے ایک لاکھ روپیہ مستحق مردون کو اور پچاس ہزار روپیہ مستحق عورتون کو تقسیم ہوا۔

خانخانان کی عرائض سے پادشاہ کو معلوم ہوا کہ حصار دولت آباد کے فتح نے دکنیون کو ڈرا دیا ہے جو افواج شاہی اس ملک کی خدمات مین مشغول تھی وہ ترددات شاقہ اور قلت آذوقہ سے ایسی محنت آسود اور رنج فرسود ہوئی ہے کہ وہ کسی اور مہم مین مشغول نہین ہوسکتی اگر پادشاہزادون مین کوئی ایک شائستہ ساز و سامان خزانہ و توپخانہ اور سپاہ کے ساتھ اس طرف متعین ہو تو امید ہے کہ ولایت بیجاپور تصرف مین آجائے

پادشاہ نے دوم صفر کو شاہزادہ شجاع کو دکن روانہ کیا۔ دولتخانہ سے رتھ مین سوار گیا۔ دکن کی جانب رتھ مین سوار ہونا مبارک ہوتا ہے اور بڑے بڑے راجہ و امرا اس ہمراہ کیے اور پچیس لاکھ روپیہ خزانہ سے منصبدارون و مشاہرہ احدیون و برقندازون کی مدد خرچ کے لیے دیا گیا۔

بارہوین ربیع الاول کی شب کو مجلس میلاد نے آرائش پائی فضلا و صلحا و حفاظ کا گروہ حاضر ہوا قرآن کی تلاوت ہوئی۔ محاسن و مکارم احمدی بیان ہوئے۔ طرح طرح کے کھانون کے اور رنگا رنگ میوون اور تنقلات و حلویات کے خوان چنے گئے اس شب متبرک مین تعظیم کے سبب سے بادشاہ زمین پر مسند بچھا کر بیٹھا اور ارباب

آزارِ بادشاہ و صحت

محمد شاہ شجاع کا دکن بھیجنا اور دیگر واقعات

مولود شریف

استحقاق مین سے ہر ایک کو بحسب حال خلعت و مال عنایت فرمایا۔ آدمی بہت جمع ہو گئے تھے متفرق خرچ بارہ ہزار روپیہ پر آٹھ ہزار کا اور اضافہ ہوا۔

اسلام خان نظام الملک اور فتح خان قیدیوں کو بادشاہ پاس لایا جنکو مہابت خانخانان نے دولت آباد کی غنیمت کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ نظام الملک سید خانجہان جا بن قلعہ گوالیار کو حوالہ ہوا اور حکم ہوا کہ جیسا بہادر نظام الملک احمد نگر کے قلعہ کی فتح کے بعد قلعہ گوالیار مین قید ہوا تھا یہ حسین نظام بھی وہان قید رہے۔ فتح خان کے جرم بادشاہ نے اپنے مجرم نوازی سے معاف کر دے اسکے دو لاکھ روپئے سالیانہ مقرر کر دیئے اور اُسکا اسباب و مال اُس کو دیدیا اور جو نظام الملک کا مال تھا وہ منضبط کر لیا۔

ا۔ ربیع الثانی ۱۰۴۳ھ کو مجلس وزن قمری آراستہ ہوئی چوالیسواں سال بادشاہ کو لگا۔ یہ امر مقرر تھا کہ شاہزادوں کو جبتک خدمت نہ سپرد ہو منصب نہ دیا جائے شاہ شجاع کو جب مہم دکن مین بھیجکر منصب دہ ہزاری ذات پنجہزار سوار کا دیا تو شہزادہ داراشکوہ جو سب مین بڑا تھا دوازدہ ہزاری ذات و شش ہزار سوار کا منصب و علم و نقارہ و تومان طوغ و آفتاب گیر و خیمہ سرخ عطا کیا۔ سوا بادشاہزادوں کے اوروں کو خیمہ سرخ کے نصب کرنے کی اجازت نہین ہوتی تھی سرکار حصار فیروزہ جاگیر مین عنایت کی جو بادشاہزادوں کو اول جاگیر مین دیتے تھے۔

نجومیوں نے کہا کہ بادشاہ کی عمر کے اس سال مین گرانی ہوگی تو بادشاہ نے تصدق جسکو وہ عقلاً اور نقلاً باعث رد آفات و دافع نحوسات جانتا تھا اپنے تئین طلا مین تول کر صدقہ دیا اس سال مین کوئی بات مکروہ نہین پیش آئی یہ امر کیا آثار تصدق سے یا حدیث کذب المنجمون و رب الکعبہ صدق کے موافق ظہور مین آیا۔

## واقعات سال ہفتم جلوس ۱۰۴۳ھ ۱۶۳۳ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۳ھ کو جلوس کا ساتوان سال شروع ہوا ہر سال کی

شاہجہان کا لاہور و کشمیر کو جانا۔

طرح اس سال جشن ہوا۔ ۲۶ رجب کو سنہ ۱۰۴۴ کو جشن شمسی وزن ہوا۔ پادشاہ کا تینتالیسوان
سال شروع ہوا۔ سلطان داراشکوہ کے لڑکی دختر پرویز سے پیدا ہوئی۔
شاہجہان جب سے پادشاہ ہوا تھا نہ دار السلطنۃ لاہور مین گیا تھا نہ خطہ بے نظیر کشمیر کی
سیر کی تھی وہ سیوم شعبان سنہ ۱۰۴۴ کو اکبرآباد سے پنجاب کو روانہ ہوا۔ عدالت گستری اور
رعایا پروری کے سبب مقرر فرمایا کہ احدیون کا بخشی تیرانداز احدیون کو لیکر راہ کے ایک
طرف اور میر آتش برقندازان راہ کی دوسری طرف اہتمام کرے کہ لشکر کے گذرنے سے
زراعت پامال نہ ہو۔ اگر لوٹنے والون کے ہاتھ مین زراعت کا ایک پودا دیکھین تو ہاتھ کاٹین
صاحب مال کو اسکی قیمت دوچند دلائین بحسب ضرورت لشکر و افواج و بھیر کے گذرنے سے
راہون کی تنگی کے سبب سے زراعت پامال ہو تو امین خداترس و جریب رس مشرف اسکی برآورد بنا کر
رعیت کا حصہ رعیت کو اور جاگیردار کا حصہ جاگیردار کو بشرطیکہ وہ ہزاری کا منصب نہ رکھتا
ہو سرکار سے نقد دیدین یہ امر عمل مین آتا تھا۔ خالی باتین ہی نہ تھین پادشاہ ہر منزل
مین شکار کھیلتا اور سیر کرتا ۲۴ شعبان کو دہلی مین آیا اور بزرگون کے مزارون کی زیارت
کر کے فوراً روانہ ہوا۔ ۱۶ رمضان کو پرگنہ انبالہ کے باغ مین آیا۔ ایام شاہزادگی مین اس
باغ کو لگایا تھا اور پھر بیگم صاحب کو دیدیا تھا۔ وہان ایک عمارت بنانے کا حکم دیا۔ ۲۱
رمضان کو نوروز ہوا۔ شاہجہان باغ حافظ مین جو تالاب پر جہانگیر کا بنایا ہوا تھا اترا
تھا۔ دیانت خان دیوان و فوجدار سہرند کو حکم ہوا کہ ایک نشیمن دلکش بنائے۔ جسکے ایک طرف
باغ اور دوسری طرف تالاب ہو ۶ رجب کو دار السلطنۃ لاہور مین پادشاہ آیا آصف خان
نے ایک عمارت بیس لاکھ روپیہ کی بنائی تھی۔ پادشاہ اس مین گیا۔ ۶ لاکھ روپیہ کی پیشکش
گذری بعد نظم و نسق ملکی کے وہ میان محمد میر کی ملاقات کو گیا اسکے کمال صوری و معنوی
مقبول خلائق تھے۔ انکے خانقاہ کے خادمون کو دو ہزار روپیہ دیا۔ میان میر کو ایک تسبیح
اور دستار سفید دی۔ لاہور کے دولتخانہ خاص و آرامگاہ دولتخانہ کی عمارات جہانگیر
کی بنائی ہوئی شاہجہان کو پسند نہ آئین حکم ہوا کہ وہ از سر نو بنائی جائین۔۔

وزیر خان کو حکم ہوا کہ وہ کشمیر سے مراجعت تک تیار کرادے۔ ۲۴ ذیقعدہ کو بادشاہ
کشمیر روانہ ہوا۔ لاہور سے کشمیر کی چار راہیں ہیں ایک پکھلی کی راہ ہی جسکے اندر ۳۵ منزلیں
ہیں اور ایک سو چالیس کروہ بادشاہی کا فاصلہ ہے۔ کروہ دو سو جریب اور جریب ۲۲ ذراع
ذراع چالیس انگشت اگرچہ یہ راہ بعید المسافت ہی خم و پیچ و نشیب و فراز بہت رکھتی ہی
مگر گرم سیر ہے بہ نسبت اور راہوں کی اسمین برف کمتر گرتی ہے اور جلد برطرف ہو جاتی
ہی۔ اگر موسم شگوفہ کے آغاز میں کشمیر میں جانا چاہیں تو اس راہ سے جاتے ہیں۔ دوم راہ
پکھلی ہے جسمیں ۲۹ منزل ہیں اور ایک سو دو کروہ فاصلہ ہے اس راہ میں بھی برف
کمتر ہوتی ہی۔ مگر ایک دو جگہ برف کے گلنے سے گل ولای (دلدل) اس قدر ہو جاتی ہی
کہ اسمین گذرنا دشوار ہوتا ہے اس راہ سے اواخر بہار میں پہنچا ہوتا ہے۔ تیسری راہ
پونچھ کی ہے کہ ۲۳ منزل ہے ۹۹ کروہ بادشاہی فاصلہ ہو اسمین دوسری راہ کی سی برف
ہوتی ہے اور آخر بہار میں پہنچ سکتی ہیں۔ چوتھی راہ پیر پنجال کی ہے کہ اسی کروہ
بادشاہی فاصلہ ہے۔ لاہور سے بھمبر تک راہ ہموار ہے آٹھ منزل و ۳۳ کروہ بھمبر
سے کشمیر تک کوہستان ہے بارہ منزل ۴۷ کروہ اکثر گذرنا پہاڑوں کے سبب سے
دشوار ہے۔ شتر بھمبر سے آگے نہین جا سکتا فیل و اسپ و خچر باربر ہوتے ہین۔ ان
بارہ منزلوں میں سے گیارہ منزل میں جہانگیر نے ایک ایک عمارت بنوا دی ہے۔ جسکو
اہل کشمیر لدھی کہتے ہیں۔ ہر ایک عمارت میں مشکوی و دولت خانہ خاص بنا ہوا ہے
بادشاہ اسی راہ سے روانہ ہوا۔ کشمیر کی تنگی راہ کے لحاظ سے بادشاہ نے منقطع
اور بادشاہزادوں کو حکم دیا کہ وہ خاطر جمعی سے کتلہای عبور کریں پھر خود روانہ ہوا
اور بادشاہوں کی نسبت اس بادشاہ نے آسانی سے سفر کیا۔ ۱۸ ذی الحجہ کو
بادشاہ سری نگر میں آیا جسکو راج ترنگنی میں ستی سر لکھا ہے۔ ستی زن مہادیو کو
اور سر تالاب کو کہتے ہیں کشمیر کی برابر روے زمین پر گلہاے ریاحین و اشجار سرا پا بہار
و اثمار رنگین و انہار و چشمہاے زلال و شیرین کہیں نظر نہیں آتے بادشاہ ہر ہفتہ

قلعہ پرنیدہ پر شاہزادہ شجاع کا لشکر بھیجا جانا۔

ہر ہفتہ و ہر صبح و شام دلکشا باغون مین بزم نشاط آراستہ کرتا۔

نظام الملک کے تصرف مین قلعہ پرنیدہ تھا اسکی طرف سے آقا رضوان قلعہ دار تھا پہلے لکھ چکے ہین کہ اعظم خان نے اسکا محاصرہ کیا اور تضیع اوقات کی اور کچھ کام نہ کیا۔ ایسے موانع پیش آئے کہ اسنے محاصرہ سے ہاتھ اٹھایا۔ عادلخان نے قلعہ دار مذکور کو کچھ پیغام دیا کہ جب لشکر شاہی اس قلعہ کو مسخر کریگا تو تیرے جان و مال تلف ہونگے اگر یہ قلعہ مجھے دیدے تو تجھے بہت سا روپیہ دونگا اور اپنا نوکر بناکے لائق اقطاع عنایت کرونگا بعد عہد و پیمان کے استحکام کے مبلغ تین لاکھ ہون ان برہمنون کے وکرو ہون کو دئے جو قلعہ کے حوالہ کرنے مین ساعی تھے اور قلعہ پر قبضہ کیا اور سیدی فرحان کو اسکی نگہبانی کے لیئے بھیجدیا توپ ملک میدان کو جو پرنیدہ مین موجود تھی بیجاپور مین طلب کیا۔ کہتے ہین کہ ایسی توپ خوش ساخت و کلان سُننے مین کم آئی ہے کہ ایک مسلح آدمی اسمین فراغت سے بیٹھ سکتا ہے یہ توپ ابتدا مین قلعہ احمد نگر مین تھی۔ زمانہ کے انقلاب سے احمد نگر سے پرنیدہ مین سیدی عنبر لے گیا۔ مدت سے خانخانان کی آرزو تھی کہ قلعہ پرنیدہ کو فتح کرے۔ جب شاہزادہ محمد شجاع برہانپور کی نواح مین لشکر جرار اور بہت سامان کے ساتھ آیا تو خانخانان اس پاس دوڑا گیا اور عرض کیا کہ جب ایسا لشکر کا سامان حضور کے ساتھ ہے تو یہ وقت ہے کہ قلعہ پرنیدہ کی تسخیر کیا جائے۔ پادشاہزادہ برہانپور مین بھی نہین آیا کہ ۱۲ ربیع الثانی کو مع خانخانان اور امراء عظام او صوبہ دکن کی تمام کومکیون سمیت مقصد کی طرف وہ متوجہ ہوا اور ملکاپور مین یہ امر قرار پایا کہ خان زمان تو ملک بیجاپور کی تاخت و تاراج کرکے اور علف جلا کے قلعہ پرنیدہ کے محاصرہ مین مشغول ہو محصورون کی کمک مین لشکر نہین پہنچنے دیگا کہ وہ عسرت آذوقہ اور نایابی علف سے جلد متفرق ہو جائین گے۔ غرض وہ سولہ نامور امرا اور راجاؤن کے ساتھ اس کام کے لئے رخصت کیا گیا اس مہم کا انجام ہونا آذوقہ سے وابستہ تھا اور آذوقہ کا پہنچنا اسپر موقوف تھا کہ تین چار تھانے شائستہ جمعیت کے ساتھ راہ مین بیٹھین تاکہ غلہ برہانپور سے لشکر مین آسانی سے پہنچتا رہے۔ اس لیئے یہ تقرر

ہوا کہ ظفر نگر مین نور محمد عرب پانچسو سوار کے ساتھ اور جالنا پور مین سید عالم بارہہ پانچسو سوارون
کے ساتھ اور شاہ گڈھہ مین قزلباش خان ہزار سوارون کے ساتھ بیر مین صف شکن خان
دو ہزار سوار کے ساتھ بیٹھ کر رسد کی محافظت کرکے اپنی سرحدون سے نکالدین۔ یہ بھی معلوم
ہوا کہ نظام الملک کے خویشون مین کوئی مقید تھا اسکو قلعہ انجرائی سے ساہو بھونسلہ نے لاکر
اپنے فساد کی دستاویز بنایا ہے اور فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے اور احمد نگر کے حوالی مین لشکر
جمع کیا ہے کہ دولت آباد کے نواح کو تاخت و تاراج کرکے ظفر نگر پر تاخت کرے بیچارے
مسافرون کی ساری راہین بند کردی ہین شاہزادہ نے خانخانان کی صوابدید سے
خواصخان کو تین ہزار سوارون کے ساتھ احمد نگر کی طرف بھیجا کہ وہ دکنیون کی زمین جنیر
تک کرے چمارگونڈہ کو غارت کرے یہ مقام بھونسلہ کا وطن تھا اور سنگمنیر مین مقیم ہو
اسی احوال مین عمادلنخان نے یہ خبر سُنکر کہ لشکر شاہی پرنیدہ کی فتح کے لئے آتا ہے۔
کشناجی دتو را کو خزانہ کے ساتھ روانہ کیا کہ قلعہ داری کے اسباب کے تیار کرنے مین
اور قلعہ دار کی امداد مین کوشش کری۔ زندولہ اور مراری پنڈت کو خیل و حشم کے ساتھ
متعین کیا کہ آب سین کے کنارہ پر بنگاہ بنائین۔ خان زمان پرنیدہ کے نزدیک پہنچا
اور ایک نہر کے کنارہ پر کہ قلعہ سے ایک کوس تک جاری تھی قیام کیا۔ یہان کے حوالی مین
سوا یہان کے کہین اور پانی کا پتا نہ تھا اسنے تاکید کی کہ ہمیشہ گھاس کے جمع کرنے
مین لشکر بہت کوشش کرے۔ اور مورچالون کو تقسیم کرکے نقب کھودے۔ سلامت کوچہ
بنانے ان کامون کا اہتمام اللہ ویردی خان کو سپرد کیا۔ دکنی ہر روز توپ و تفنگ کے
مورچون مین چند آدمیون کو قتل کرتے تھے لشکر شاہی بھی کنگورون کے رخنون مین
گولیان لگاکے دشمنون کو ہلاک کرتا تھا چنانچہ سیدی فرحان پاسبان قلعہ ایک
سوراخ سے دیکھتا تھا کہ ایک گولی اسکی کنپٹی مین لگی جس سے وہ مرگیا۔ غالباً اس کی جگہ
قلعہ دار مقرر ہوا وہ بھی اس طرح مارا گیا۔ عمادلنخان نے اسکی جگہ نورس خان کو مقرر کیا۔
خان دوران خان صوبہ مالوہ سے بھی پادشاہ کے حکم سے شاہزادہ کے لشکر سے مل گیا

شاہزادہ نے راجہ بیٹھلداس کو خان زمان پاس بھیجا۔ ۶ رمضان کو شاہزادہ اور سالار
پر ندیدہ سے تین کروہ پر آن پہنچا اور یہ مقرر کیا کہ چند روز یہان توقف کرین کہ لشکر
بین ہمیہ کاہ جمع ہوا اور خان زمان خان کی کمک بھی کی جاوے۔ اس اثنا مین لشکر
بھیجا پورا ورسا ہوا ور نظام الملکی فوج نمودار ہوئے دوسرے روز کھی کی باری خانخانان
کی تھی اسنے اپنے بیٹے لہراسپ کو کھی کی محافظت کے واسطے متعین کیا اور وہ دکنیون
کی شوریدہ سری سے واقف تھا اسلئے وہ خود بھی سوار ہوا اور لہراسپ کو کہلا بھجوایا
کہ میرے آنے تک توقف کرنا۔ خان زمان نے بھی آدمی بھیجے تھے کہ وہ لشکر خانخانان
سے اُسکو واقف کرین اور اگر احتیاج ہو تو جلد اُسکو آگاہ کرین۔ یہ اتفاق کی بات
کہ خانخانان آدھ کروہ چلا تھا کہ دس ہزار سوار نمودار ہوئے اور خانخانان کی
قراولی پر حملہ کیا۔ خان زمان نے لہراسپ کو کومک کے لئے بھیجا اور خود بھی روانہ
ہوا۔ دکنی سپاہ کلان نے پادشاہی سپاہ کو چارون طرف سے گھیر کر مرکز
بنالیا۔ متھراداس راٹھور اور رگناتھ بھاٹی اور رجپوت آگے بڑھ کر لڑے۔ جانفشانی
کر کے زخمی ہو کر میدان جنگ مین گرے اور اسکے ہمراہیون کا حال ایسا تنگ تھا
کہ باوجود دیکہ قریب تھے مگر ان جان نثارون کی مدد کرنا اسیر دشوار اور اپنے
مجروحون کا اُٹھانا دشوار تر بلکہ زندہ نکلنا محال معلوم ہوتا تھا۔ ایسا ہی خان زمان
چارون طرف سے گھرا ہوا تھا۔ خاندوران خان شورش کی شہرت کی ابتدا مین کہ تھی
پر سوار ہوا تھا اور اپنے مکان مین کھڑا تھا اسنے جاسوسون کو بھیج رکھا تھا۔ کہ
واقعی خبر لائین جب اُسنے خصم کا غلبہ سُنا کہ اُسنے تین فوجین بنا کر ہر ایک طرف سے
خان زمان کا عرصہ تنگ کر رکھا ہے اور دس بارہ ہزار سوارون نے خانخانان
کو گھیر رکھا ہے کہ کوئی مدد کو نہین پہنچ سکتا اور افواج شاہی کے اطراف مین
ایک فوج غنیم کومک کے لئے کھڑی ہے اور راجہ سوبہن داس اور خانخانان کے بہت
آدمی اور کام مین آئے ہین خان دوران خان یہ خبرین سُنکر خانخانان کی

مدد کو اس وقت بھیجا کہ دکن کی فوج اس جماعت کو کہ کام آئی تھی اور زخمی پڑی تھی ہجوم
کر کے فوج مین سے لے جانا چاہتی تھی اور بعض غیرت طلب خون کے دریا مین غوطہ لگا
کے اس فوج کے مانع ہوئے تھے۔ خاندوران خان نے اس حال مین پہنچ کر ہنگامہ
کارزار گرم کیا اور صف رہا حیقلیشین کین خود خاندوران خان مقتولون کے پاس گیا
اور مخالفون کو پریشان کیا اور مردون کی لاشون کو اور نیمجان زخمیون کو میدان سے
اٹھا کر گھوڑون پر باندھا اور خانخانان کی مدد کو گیا۔ خانخانان یہ تقویت پا کر
تہلکہ سے جان بر ہوا اور لشکر شاہی کے حملون سے دشمن فرار ہوا اس جنگ مغلوبہ
کی خبر شاہزادہ سنکر ہاتھی پر سوار ہو کر معرکہ مین آتا تھا کہ خاندوران خان خانخانان
مخالفون کی ہزیمت کی خبر سنا کر اسکے مانع ہوئے شاہزادہ نے حقیقت حال پر
اطلاع پا کر خاندوران خان کی آفرین مین زبان کھولی۔ ہر روز دکنی فوج شوخی
کرتی تھی۔ مورچال اور کہی پر حملہ کرتی تھی بادشاہی آدمیون کو مارتی تھی۔ کبھی
سالم کبھی آدھی کہی لشکر مین پہنچتی تھی۔ ایک دن کہی لدی ہوئی بادشاہی لشکر
کو روانہ ہوئی تھی کہ افواج غنیم نے اطراف کہی کا محاصرہ کیا دونو طرف لڑتے
ہوئے آتے تھے اونٹون پر گھاس لدی ہوئی تھی کہ اسمین سے ایک اونٹ کی گھاس
مین بان کی آگ لگی۔ ہوا سامنے کی تھی اسنے اکثر اونٹون اور ہاتھیون کو سراپا
شعلہ آتش بنا کر خاکستر کر دیا بڑا شور و غوغا مچا غنیم نے فرصت کو غنیمت گنا اور
باقی جانور اور آدم کہی پر ایسا غلبہ پایا کہ گھاس کا ایک پتھا لشکر شاہی مین نہ
پہنچنے دیا۔ خانخانان یہ خبر سنکر سوار ہوا اور نوبت یہان تک پہنچی کہ بادشاہزادہ
بھی سوار ہوا خانخانان نے شاہزادہ کو کہلا بھیجا کہ آپ ہاتھی پر سوار کھڑے رہین جبتک
کہ ہماری جانفشانی کی خبر پہنچے۔ غنیم نے شاہزادہ اور خانخانان کی سواری کی خبر سنکر
اونٹ لون کو دیکھ کر کچھ اونٹون کو مار ڈالا کچھ اونٹون کی رسیان جنمین بوجھ
بندھا ہوا تھا توڑ کر اپنے ساتھ لیا اور فرار کیا اور چند فیل اور لگر لون کے دندانو

اور نیم سوختہ جانورون کو آوارہ کیا۔ دکنی ہر روز شوخی کرتے تھے بادشاہزادہ کے
لشکر کو تنگ کر رکھا تھا۔ یہان تک کہ ایک روز خانخانان نے یہ مصلحت بتلائی کہ آخر
شب مین فوج پادشاہی سے آمادہ ہو کر بے خبر دکنیون کے بنگاہ پر حملہ کرے سردارون مین
آپس مین حسد تھی۔ یہ خبر غنیم کو بھی پہنچ گئی۔ پہر روز باقی تھا کہ فوج پادشاہی دکنیون
کے بنگاہ کے نزدیک پہنچی۔ دکنیون نے بہیر کو اپنے قدیم دستور کے موافق بوجھ لادکر
روانہ کیا۔ چند سردار اسکی ہمراہ کئے باقی فوج آراستہ ہو کر افواج شاہی کے مقابل کارزار
پر مستعد ہوئی۔ اس سبب سے خانخانان کو جو مرکوز خاطر تھا اسکی صورت نہ ہوئی۔ مگر یہ کہ کچھ
غلہ کے بیل جو بوجھ کے وزنی ہونے کے سبب سے رہ گئے تھے اور چند شتر و گاؤ و گھی کہ بیخبر
کہین سے بھاگ گئے تھے پادشاہی آدمیون کو ہاتھ لگے فوج بیجاپور کا مقابلہ راجہ جیسنگھ
کے ساتھ ہوا اور کارزار صعب ہوئی خود دکنیون کا نام آور سردار مودھوجی کہ پہلے
سے زخمی تھا چند اور آدمیون کے ساتھ اسیر ہوا۔ اس وقت خبر آئی کہ خانخانان کا
عمدہ نوکر کاکاپنڈت رسد غلہ کی لیکر لشکر کے قریب آیا تھا کہ دکنی اسکے سد راہ
ہونے کے لئے سوار ہوئے ہین خانخانان نے شاہزادہ سے کہا کہ کاکاپنڈت
کے ساتھ اس قدر جمعیت ہے کہ دکنیون سے وہ عہدہ برآ ہو سکتا ہے اس وقت کہ
دکنیون کی فوج دور گئی ہوئی ہے اسکی بہیر پر ہمکو سوار ہو کر حملہ کرنا چاہئیے فوج
کے تعین کرنے کا فکر ہونے لگا کہ پادشاہزادہ نے فرمایا کہ ہم خود بھی سوار ہونگے اور
دکنیون کی فوج کی سیر کرینگے۔ لہراسپ کو مع جگراج وغیرہ اور تین چار امرا کے بنگاہ
مین چھوڑکر باقی فوج خصم کی بہیر پر گئی دکنیون نے خبر پاکر بدستور اول بہیر کو لادا
اور چیزون کو آگ لگائی اور خود کارزار پر مستعد ہوئے۔ فوجین جب مقابل آئین تو
سخت لڑائی ہوئی اگرچہ طرفین سے بہت آدمی کشتہ ہوئے مگر دکنیون کی جمع
کثیر قتل و اسیر ہوئی۔ مراری پنڈت زخمی ہوا۔ گھوڑے سے گرا۔ دکنی اُسکو معرکہ
سے باہر لے گئے۔ پادشاہزادہ نے اپنی بنگاہ مین مراجعت کی اس سبب سے

کہ خانخانان اور خاندوران خان دونو سردار صاحب داعیہ تھے انکے درمیان نفاق ہوا۔ خاندوران خان مین یہ اوچھاپن تھا کہ وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ مین نے خانخانان کو اجل کے پنجہ سے چھٹایا ہے اور اسکی آبرو بچائی ہے روز بروز یہ مادہ نزاع بڑھتا جاتا تھا خانخانان سپاہ سے سخت سلوک کرتا تھا اس سبب سے وہ بھی اسکی شاکی تھی خانخانان جو تدبیر و منصوبہ کرتا تھا اسکی خبر مخالفون کو ہو جاتی تھی وہ اسکے مدافعہ مین کوشش کرتے تھے اور اس سبب سے قلعہ کی تسخیر مین اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا۔ ہر چند کوچہ سلامت اور نقب آگے بڑھائے جاتے تھے محصور مین اُن پر مطلع ہو جاتے تھے انکی خرابی مین اندر سے کوشش کرتے تھے باوجود یکہ ایک طرف برج بارہ اڑایا مگر اہل قلعہ نے اسکی باروت اندر سے چرالی کچھ فائدہ اُس سے نہ ہوا اور ہیمہ و کاہ کی کمی سے لشکر مین بڑی تنگی ہوئی۔ سواری اور باربرداری کے چوپایے بے علفی اور دشمنون کی تاخت سے بہت تلف ہوئے اسواسطے خانخانان کی مصلحت سے قلعہ کے نیچے سے شاہزادہ برہانپور کو روانہ ہوا۔ سات مہینے محاصرہ رہا اوائل ماہ ذی حجہ مین محاصرہ چھوڑا گیا اس عرصہ مین بہت آدمی اور جانور ضائع ہوئے۔ برہانپور کی راہ مین غنیم قصبہ بیر سے دوبارہ نمودار ہوا۔ اور بہت ہاتھ پانو اُس نے مارے دونو طرف ایک جمع کثیر قتل ہوئی دکنی اپنے مکان مین گئے۔ جب بادشاہ کو محمد شجاع کے ناکام پھرنے کی خبر ہوئی تو بادشاہزادہ اور خانخانان اور اسکے ہمراہی مغضوب ہوئے اور حضور مین طلب ہوئے۔

کشمیر مین بادشاہ باغون کی سیر کرتا رہا۔ ۱۲ ربیع الاول کو میلاد کی مجلس دولتخانہ مین خاص و عام کے لئے ترتیب دی کشمیر کے علماء و فضلاء و صلحاء و حفاظ کو خلعت مرحمت کئے۔ مدد معاش مین زمین و یومیہ مقرر کیا۔ بارہ ہزار روپیہ برسم معہود ہر سال عنایت کئے۔ خوب کھانے کھلائے اور شربت پلائے کشمیر مین بادشاہ

آغاز سنہ ۱۰۵۸ [illegible] جشن [illegible]

تین مہینے رہا۔ ۲۳ ربیع الاوّل کو لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ ۲۷ کو کشتی سے
اُتر کر تخت رواں پر کہ بادشاہ کا مخترع تھا سوار ہوا انیچہ میں کہ اسلام خان کی جاگیر
میں تھا آیا اس پرگنہ میں ایک پرانا معبد تھا اسکو بادشاہ نے ڈھوایا اور پرگنہ مذکور
کا نام اسلام آباد رکھا اسلام خان کو حکم ہوا کہ یہاں خوب عمارتیں اور مرغوب منزلیں
بنائے۔ ۷ ربیع الثانی ۱۰۴۴ کو جشن قمری وزن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا چوالیسواں
سال ختم ہو کے پینتالیسواں شروع ہوا۔ ۲۷ ربیع الثانی کو بادشاہ بھنبر میں کہ کشمیر کی
منتہائے کوہستان ہے منزل ہوئی جگنناتھ کلاونت نے اپنے ہندوی دوہرے
سنا کر بادشاہ کو ایسا خوش کیا کہ وہ زر سے تولا گیا اور چار ہزار پانسو روپئے
انعام دئیے گئے۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بھنبر کے مسلمان فقط کلمہ پڑھتے ہیں اور
اُسکے معنے بھی نہیں سمجھتے اسلام کی رسم و راہ سے بے خبر ہیں اور ہنود کو بیٹی دیتے
ہیں اور ان سے لیتے ہیں ہندو کی دختر کو مرنے کے بعد مسلمان زمین میں گاڑتے ہیں
اور مسلمان کی لڑکی کو مرنے کے بعد ہندو جلاتے ہیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ جس
ہندو کے گھر میں مسلمہ ہو اگر وہ ہندو مسلمان ہو جائے تو عورت کا نکاح اس سے
کر دیا جائے۔ اگر وہ مسلمان نہ ہو تو مومنہ کو اُس سے جدا کریں یہاں
زمیندار جو ایسے کاموں کو کرتا تھا مسلمان ہو گیا راجہ دولتمند اُسکا خطاب ہوا
یہاں کی یہ رسم اوٹھ گئی۔ سرکار خاصہ سے قاضی و معلم مقرر ہوئے کہ احکام شرع
اور آداب عبادت کی تعلیم کریں۔ جب بادشاہ حوالی گجرات پنجاب میں آیا تو وہاں
قصبہ کے مشائخ و سادات نے استغاثہ کیا کہ بعض ہنود مسلمان عورتوں کو اپنے تصرف
میں رکھتے ہیں اور کئی مسجدوں کو اپنی عمارت بنالیا ہے اس لئے شیخ محمود گجراتی
مقرر ہوا کہ تحقیق و ثبوت کے بعد مسلمان عورتوں کو ہنود کے تصرف سے نکالے اور
اُنکی عمارات اور مساجد کو جدا کرے۔ اُس نے حکم مذکور کے مطابق عمل کیا ستر سے زیادہ
کنیز مومنہ کو ہنود کے تصرف سے نکالا اور متمردین پر ہیز گاروں کو سزا دی

گئی ایک مسجدون کو جو ہنود کی زیر عمارت تھین انکو جدا کیا اور ہنود سے جرمانہ لیکر انکو تعمیر کرایا۔ جن ہنود نے قرآن شریف کا استخفاف کیا تھا انکو بعد ثبوت گردن مارا پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ولایت پنجاب مین جس جگہ یہ صورت ہوئی ہو اسکو جہات شرعی کے متکفل تحقیق کرین۔ اس طرح بہت سی عورتین ہندؤن کے قبضہ سے نکلین اور انکا نکاح مسلمانون سے ہوا۔ اور چار سو ہندو اپنی بیویون کی خاطر مسلمان ہو گئے اور سات مسجدین ہنود کے تصرف سے نکلین اور تین بت خانے مسمار ہوئے اور انکی جگہ مسجدین بنائی گئین ۱۳ جمادی الاول کو باپ کی درشت خوئی اور آزار جوئی سے خان زمان باپ سے جدا ہو کر بادشاہ کی خدمت مین آیا اور اسی تاریخ بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ مہابت خان خانخانان اپنے مرض کہنہ بھگندر سے جسکو عربی مین ناسور کہتے ہین مر گیا۔ یہ مرض اسکا بڑا رفیق تھا معتمد خان نے یہ تاریخ کہی ع (زمانہ آرام گرفت) اسکا قدیمی نام زمانہ بیگ تھا۔ خاندوران خان صوبہ دار مالوہ کو حکم ہوا کہ بالاگھاٹ مین جائے اور جبتک کوئی صوبہ دار مقرر ہو یہان کی خبرداری کرے۔

وفات خانخانان ۱۰۴۴ھ

## سال ہشتم جلوس ۱۰۴۴ھ ۱۶۳۴ع

غرہ جمادی الثانی ۱۰۴۴ھ کو جلوس کا آٹھوان سال شروع ہوا پانچوین کو بادشاہ لاہور مین آیا۔ سرکار بیجاگڑھ و سرکار مندربارہ اور بعض محال سرکار ہنڈیہ کے جو دریائے نربدہ کے اسطرف تھے اور برہانپور سے نزدیک تھے۔ یہ سب صوبہ مالوہ مین داخل تھے اب بادشاہ نے حکم دیا کہ محال مذکورہ مالوہ سے دور ہین اسلئے وہ خاندیس کے توابع مین داخل ہون اور باقی محال ہنڈیہ جو دریائے نربدہ کے اس جانب ہین وہ بدستور قدیم مضافات مالوہ مین داخل رہین پہلے ولایت خاندیس و برار و دکن جنمین ایک صوبہ دار انتظام کرتا تھا اب دو صوبہ دار مقرر ہوا کرین

صوبۂ مالوہ و صوبۂ خاندیس کی حد بندی مین تغیرات۔

صوبہ مالوہ و خاندوران کے تفویض ہونا

اور وہ دو حصوں میں منقسم ہوں ایک حصہ کا بالاگھاٹ اور دوسرا حصہ کا پایان گھاٹ نام رکھا جاوے صوبہ داری بالاگھاٹ مین کل دکن ہو جسمین سرکار دولت آباد و احمدنگر و پٹن و بیر و جالناپور جنیر و سنگمنیر و فتح آباد مع توابع و مضافات: اور کچھ محال برار و تمام ملک تلنگانہ ہوں اور جمع اسکی ایک ارب بیس کرور دام ہوا اور وہ خان زمان پسر خانخانان کو تفویض ہو ـــ صوبہ داری پایان گھاٹ مین تمام خاندیس و اکثر ولایت برار ہوں اور جمع اسکی ۹۲ کرور دام ہو وہ خاندوران کو جو صوبہ مالوہ کا نظم کرتا تھا مفوض کی جاوے

مصحف بخط عصمت و نظام الملک

۴۹ سنہ کو تربیت خان ... جو نذر محمد خان والی بلخ کی خدمت مین سفیر بن کر گیا تھا پادشاہ کی خدمت مین آیا اور پیشکش مین ایک قران شریف دیا جو اسکو بلخ مین ہاتھ لگا تھا۔ وہ شاد ملک قاسم بنت سلطان محمد مرزا ابن جہانگیر مرزا ابن حضرت صاحب قران کے ہاتھ کا خط ریحان مین بکمال حسن و لطافت سے لکھا ہوا تھا اور بسم اللہ کی بے سے تم کے سیم تک ایک قلم لکھا تھا اور اسکے خاتمہ مین بیگم نے اپنا نسب نامہ خط رقاع مین چند سطروں مین نہایت خوش خط لکھا تھا۔ پادشاہ اُسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اپنے کتب خانہ خاص مین اسکو رکھا۔

جشن وزن قمری

سوم شعبان کو جشن وزن قمری برج دولتخانہ لاہور مین ہوا۔ جب خانخانان آنجہانی ہوا اور خاندوران خان مالوہ سے بالاگھاٹ کی صوبہ داری مین نہ پہنچا تو دکنیون نے میدان خالی دیکھا اور نظام الملکی سپاہ جو باقی رہی تھی اس کو ساتھ لیا اور نواحی دولت آباد جسکی قلعہ داری مرتضیٰ خان کو سپرد تھی تاخت و تاراج شروع کی اس اثنا مین خاندوران خان مالوہ سے برہان پور مین آیا مفسد و نکی سزا کے لئے ظفرنگر مین آیا پھر تین روز بعد کھر کی مین مفسد اس کے آنے کی خبر سنکر دولت آباد سے راندودہ کو راہی ہوئے جب خاندوران خان راندودہ مین آیا تو وہ سیوگانو مین چلے گئے۔ آخر رفتہ رفتہ مین خاندوران یہان آیا اور لشکر کی صف بندی کی تو مخالف لشکر کو دیکھ کر بھاگ گئے۔

غرض یون ہی مفسدے آگے آگے اور لشکر شاہی پیچھے پیچھے پڑا پھرا۔ ایک جگہ دونو مین لڑائی ہوئی لشکر شاہی نے فتح پائی اور انسے غلہ کے آٹھ ہزار بیل اور چند بیل جنپر ہتھیار اور بان لدے ہوئے تھے لوٹ لئے اور تین ہزار آدمی اسیر کئے۔ خاندوران خان نے غنائم کو لشکر مین قسمت کیا اور وہ احمدنگر مین آیا خان زمان بالاگھاٹ مین آگیا خاندوران خان برہان پور مین اپنے علاقہ مین چلا آیا لاہور سے ۷ شعبان کو بادشاہ اکبرآباد کی طرف روانہ ہوا اور ۱۵ رمضان کو دہلی مین آیا اور یہان سے ۲۲ کو اکبرآباد روانہ ہوا ۳۰ کو جمنا کے گھاٹ پر ان منازل مین فروکش ہوا جنکے بنانے کا حکم دیا تھا۔ داراشکوہ کے بیٹا پیدا ہوا۔ اسکا نام بادشاہ نے سلیمان شکوہ رکھا۔ اتفاق حسنہ سے اس نام کی ایک بار تکرار سے یعنی سلیمان شکوہ سلیمان شکوہ سے ایک مصرعہ تاریخ ولادت موزون ہوتا ہے۔ یہین عبداللہ خان فیروز جنگ صوبہ دار بہار بھی آیا اسکو بادشاہ نے رتن پور کے زمیندار کی تنبیہ کے لئے بھیجا تھا اُس نے یہان کے مرزبان بابوجھین کو اور اس نواح کے اور زمینداروں کو اور غنائم کو جو اس یورش مین ہاتھ آئی تھین بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔

اس مہم مین خان مذکور سے جو ترددات ظہور مین آئے لکھے جاتے ہین۔ کتل بھاکی ہین کہ رتن پور سے سات کروہ ہے۔ عبداللہ خان بہادر پہنچا تو راجہ امر سنگھ مرزبان باندھو اپنے جمعیت کے ساتھ اُسسے ملا۔ جب اس کتل پر لشکر شاہی چڑھا تو یہان کے زمینداروں نے تیر و تفنگ چلا کر روکا۔ عبداللہ خان نے انکو مار کر ہٹا دیا وہ بھاگ کر قلعہ تینو تھر مین متحصن ہوئے۔ جو کتل کے شمال رویہ جنگل مین بہت حصانت و متانت رکھتا تھا اور بہ درختون کی کثرت سے ہوا کا گذر مشکل سے ہوتا تھا۔ خان نے اس قلعہ کو سہ سواری فتح کر لیا۔ اہل قلعہ کے اکثر عیال بھی لڑکر قتل ہوئے اور جو آدمیون ۲۰ جوہر نہ کیا وہ مقتول ہوئے اور انکے بیوی بچے قید ہوئے دو تین روز یہان رہکر خان نے سر کتل کو جس سے لشکر کا گذرنا مشکل تھا ایسا ہموار کیا کہ توپ خانہ

نے دارا

اسیر آسانی سے چلنے لگے۔ یہان سے چلکر باندھو مین بیندارہ رتن پور کے استیصال کا
قصد کیا۔ وہ قلعہ تنبوتھر کا سرسواری فتح ہونا دیکھ چکا تھا اسلئے راجہ امر سنگہ کی
معرفت اطاعت اختیار کی اور دو لاکھ روپیہ نو فیل پیش کش مین دئیے۔
بادشاہ نے ۲۷ رمضان کو اسلام خان کو سات ہزار سوار اور بہت سے امراء کو
ساتھ کرکے جمنا پار کے متمردون کی سرکوبی کے لئے متعین کیا تھا اور مقرب خان
دکنی جاگیردار سنبل کو بھی انکے ساتھ کیا تھا۔ وہ بھی ۳۰ رمضان کو بادشاہ کی
خدمت مین آئے۔ اُنہون نے جمنا کے وارپار کے سرکشون کو مارکر قریب ہزار کے
مفسد بے سروپے کئے اور انکے عیال و اطفال و مویشی کو گرفتار کیا اور اُن کی ستوا
جائون کو مسمار کر دیا۔

جشن نوروزی

غرہ شوال ۱۰۴۴ھ کو جشن نوروزی ہوا۔ ۲۰ فروری کی تاریخ نجومیون نے آفتاب کے برج حمل
مین داخل ہونے کی مقرر کی تھی اسلئے جشن نوروزی یہین گھاٹ پر ہوا۔ عید کے اور
نوروز کے ایکدن ہونے سے شادیانی پر شادیانی ہوئی۔ حسب دستور
کارپردازان سلطنت ایوان دولتخانہ خاص و عام دار الخلافہ کی تزئین کے لیئے
مامور ہوئے اول انہون نے اسکی مخمل و زربفت کی کہ گجرات کے صنعت گرون اور
ہنرورون نے بنائی تھی اور جسمین طرح طرح کی صنعتین کین تھین اور ایک لاکھ روپیہ
مین تیار ہوئی تھی۔ ایوان چہل ستون کی پیشگاہ مین زرین اور سیمین ستونون کی
استادہ ہوئی۔ اور اسکے اطراف مین زربفت و مخمل کے شامیانے چاندی سونے
کے ستونون پر تانے۔ پھر زمین پر زرین بساط اور رنگین فرش بچھائے گئے
اور آسپک کے نیچے ایک مربع چبوترہ بنایا گیا اور اسکے چارون ضلعون پر ایک محجر زرین
نصب ہوا اور اسکے عین وسط مین تخت طاؤس (جسکا حال آگے بیان ہوگا)
رکھا گیا۔ اور تخت کی چھتر سے مرصع جنمین موتیون کی لڑیان لگی ہوئی تھین لگائے
گئے اور درودیوار و سقف و جدار و طاق اور خاص و عام کے احاطون کی اطراف

تخت طاؤس

اور نقار خانہ کی عمارت اور ہر دروازہ کے پیش طاق جنکی تزئین کے متکفل شاہزادے
تھے ان سب کو ہر دیار کے اقمشہ نفیسہ مخمل طلاباف و نقرہ باف و زربفت ایرانی و
دیبای رومی سے منڈھا اور سب جگہہ اس مجلس میں سونے کے مرصع کار ظروف ترتیب دیے

برسوں اور مدتوں سے جواہر خانے میں طرح طرح کے جواہر جمع ہوتے جاتے تھے
آغاز جلوس میں بادشاہ کی دل میں آئی کہ ان تحائف عجیبہ کے حاصل کرنے سے اور
ان نفائس غریبہ کے حفاظت کرنے سے کچھ حاصل اسکے سوا نہیں ہے کہ زیب و زینت کی
نمائش ہووے انکو ایسے کام میں لانا چاہیئے کہ تماشائی بھی ان بحر و کان کے نتائج
سے بہرہ ور ہوں اور کارگاہ سلطنت کو بھی فروغ تازہ ہو اُس نے حکم دیا کہ جواہر
خاصہ کے سوا کہ جواہر خانہ محل معلی میں از قسم لعل و یاقوت و الماس و مروارید و زمرد قیمتی
دو کرور روپیہ کے ہیں اور جواہر کہ خان زمان کی تحویل سے باہر ہیں وہ میری نظر
کے سامنے لائے جائیں۔ انہیں سے بیش قیمت جواہر وزن میں پچاس ہزار مثقال قیمتی
اسّی لاکھ روپیہ کے بادشاہ نے انتخاب کیے اور بے بدل خان داروغہ زرگری
خانہ کو حوالہ فرمائے کہ وہ ایک لاکھ تولے سونا قیمتی چودہ لاکھ روپیہ کا لیکر ایک تخت بنائے
جسکا طول سوا تین گز اور عرض ڈھائی گز اور ارتفاع پانچ گز شاہی ہو اور وہ جواہر
مذکورہ سے مرصع ہو اور یہ مقرر کیا کہ اسکی چھت اندر کی طرف سے کچھ میناکار کچھ مرصع
ہو اور باہر کی طرف لعل و یاقوت وغیرہ سے مرصع و مغرق ہو اور یہ چھت بارہ زمرد کے
ستونوں پر قائم ہو اور اوپر دو طاؤس جواہر سے مرصع بنائے جائیں اور ان دونوں مور کے
درمیان ایک درخت لعل و الماس و زمرد و مروارید سے مرصع لگایا جاوے اور چڑھنے کے
لیئے نردبان کے تین پائے جواہر آبدار سے مرصع بنائے جائیں غرض ایسا تخت سات
سال میں تیار ہوا اور ایک کرور روپیہ اسمیں خرچ ہوا گیارہ تختے جواہر سے مرصع اس
تخت کے دور پر تکیہ لگانے کے لیئے لگائے گئے بیچ کا تختہ جسپر بادشاہ تکیہ لگاکے
بیٹھتا تھا دس لاکھ روپیئے قیمت رکھتا تھا۔ اس تختہ میں جو جواہر لگے ہوئے تھے ان میں

ایک لعل لاکھ روپیہ کا تھا کہ شاہ عباس والی ایران نے جہانگیر پاس زنبیل بیگ کے
ہاتھ بھیجا تھا اور جہانگیر نے شاہجہان کو دکن کی فتح کی جلدو مین دیا تھا۔ اول نام
اسمین صاحب قران و میرزا شاہرخ و مرزا الغ بیگ کا منقوش تھا پھر شاہ عباس کا اس کے
بعد جہانگیر و اکبر کا اسکے بعد شاہجہان کا اسکی تاریخ (سریر ہمایون صاحب قرانی)
ہوئی۔ بادشاہ روز جمعہ کو دولتخانہ گھاٹ سے کشتی مین سوار ہوکر بارگاہ مین آیا اس
تخت پر بارہ بجے جلوس کیا اور اپنی بخشش سے ایک خلقت کا جیب و دامان دولت
سے بھر دیا شاہزادون اور امراء کو لاکھون روپئے نقد اور بیش بہا خلعت ملے دس
ہزار خلعت عنایت کئے۔ طالب کلیم نے ایک قصیدہ لکھا جسکے صلہ مین وہ سونے سے تولا گیا
اور اسکے ہموزن روپیہ پانچہزار پانسو اسکو دیا گیا چوبیس لاکھ روپئے کی نذرین گذرین

نجابت خان فوجدار دامن کوہ ولایت پنجاب نے عرضداشت مین گذارش کیا کہ
اگر سری نگر کی مہم بندہ کو مفوض ہو اور دو ہزار سوار کمک کے لیے معین ہون تو مین
دامان کوہ کے زمینداروں کو ہمراہ لیکر وہان کے مرزبان سے شائستہ پیشکش لون اگر وہ
زر دوستی و عافیت دشمنی سے اسکے ادا مین تعلل کرے تو اسکا ملک تسخیر
کرلون۔ حسب التماس اسکے مہم مذکور اسکو مفوض ہوئی اور دو ہزار سوار اسکی کمک کو
بھیجے گئے۔ وہ اس کمک کے پہنچنے پر غنیم کے ملک مین آیا اول قلعہ شیر گڈھ کو سرسواری
فتح کیا یہ قلعہ زمیندار سری نگر نے اپنی ولایت کی سرحد پر جمنا کے کنارہ پر مشرف کالا بہ
سرمور پر بنایا تھا اور ایک جماعت کو وہان اسلئے رکھتا تھا کہ فرصت کے وقت بادشاہی
ملک مین آنکر زیردستون پر زبردستی کرے سرمور وہ پہاڑ ہے جہان سے دار الخلافہ اکبرآباد
مین اسفندار سے خرداد تک برف کشتی مین آتی تھی بعد اسکے حصار کالسی کو تھوڑے تردد
مین فتح کر لیا اور اسے زمیندار سرمور کو حوالہ کیا جو بادشاہی لشکر کے ساتھ تھا اور
دو تنخواہی کرتا تھا اور حصن کو راس سے پہلے تعلق رکھتا تھا اور زمیندار سری نگر نے
اسکو زبردستی سے لے لیا تھا۔ زمیندار سرمور نے عرض کیا کہ قلعہ بیرات بھی مجھ سے

مہم سری نگر کا قبول کرنا عرض مین نجابت خان کی درخواست —

زبردستی زمیندار سری نگر نے چھین لیا ہے اگر مجھے کمک ملے تو مین اس قلعہ کو فتح کرلون
نجابت خان نے اسکو کمک دی۔ کمک نے جاکر قلعہ فتح کرلیا اور زمیندار سرمور کے
آدمیون کو سپرد کرکے معاودت کی۔ نجابت خان کالپی سے قلعہ سانتور مین آیا
اسکے تین طرف گھرا پانی تھا اسکو غلبہ کرکے مخالفون سے لے لیا چلنو زمیندار بھین پور کو تو
سوارون اور ہزار پیادون کے قریب دے کر اسکی حراست سپرد کی اور خود آگے
بڑھکر گنگا کے کنارہ تک تصرف کیا جب ہردوار کے قریب گنگا پار اترا تو اسکو معلوم ہوا
کہ کتل نادو پیرو سری نگر کے پہاڑون کے نشیب مین واقع ہے بہت آدمی جمع
ہین اور اس ملک مین آنے کی راہ کو گچ و سنگ سے مسدود کیا ہے اور تفنگچی اسکی
پاسبانی کے لیئے مقرر کیئے ہین اس نے گوجر گوالیاری اور اودے سنگہ راٹھور کو اس
دیوار کی محافظت کے لئے چھوڑا اور خود کتل پر آیا گو مخالفون کی کثرت تھی اور وہ تیر و
تفنگ چھوڑتے تھی مگر لشکر شاہی نے دیوار کو جو سد راہ تھی توڑ کر ایک جمع کثیر کو مقید کرلیا۔
اور بہت جدوکد کرکے کتل سے گذرا اور گوجر کو مع احمال و اثقال کے اپنے پاس بلالیا
اور کتل کے نیچے دائرہ کیا۔ دوسرے روز سری نگر سے بیس کوس پر پہنچا تو مرزبان
ان ملے در پے دستبردون سے ہراسان ہوا اپنا وکیل زبان دان نجابت خان
پاس بھیجا اور بادشاہ کو دس لاکھ روپیئے پیشکش اور ڈیڑہ لاکھ روپئے نجابت خان
کو دینے پر صلح چاہی۔ نجابت خان ناتجربہ کار تھا بغیر اسکے کہ بندوبست و احتیاج
ضروری سے خاطر جمعی کرے صلح ان شرائط پر قبول کرلی کہ بیس روز مین روپیہ کو
ادا کیا جائے اور تا حصول زر وکیل یہین رہے وکیل نے سونے کے آلات و چاندی
کے ظروف کچھ جواہر جو اپنے ساتھ ایک لاکھ روپئے کی قیمت کے لایا تھا نذر دیئے اور
باقی روپیہ کے ادا کرنے کے لیئے اسنے دو مفلوک فقیر بے نام و نشان کو لباس
فاخرہ پہنا کر اپنی عوض مین جبتک زر موعود ادا ہو سرکار نا کردہ کار مین گرو رکھے اور
خود صحرا کی راہ لی اور غلہ کی رسد بند کرنے کے لیئے راہون کو ایسا مسدود کیا کہ

قاصد کی آمد و شد بھی دشوار ہوئی برسات کے آتے تک ڈیڑھ مہینہ اُسکو قریب میں گذار دیا
ایک دام و درم نہ بھیجا۔ نجابت خان پیشکش کے انتظار میں بیٹھا رہا۔ غلہ کے نہ پہنچنے سے
لشکر کا حال روز بروز تباہ ہوتا گیا۔ روپیہ سیر اناج بکنے لگا۔ رات دن مینھ
برسنے لگا۔ ہر طرف پانی کا دریا بہنے لگا۔ خاقین کے مارے جانوروں اور آدمیوں کا
دم نکلنے لگا۔ جہاں کہیں بادشاہی تھانے تھے زمیندار مخالف بلائی ناگہان کی طرح
آتے اور انکے غرور کو ڈھاتے نوبت یہاں تک آئی کہ نجابت خان نے اپنے ہم مصلحتوں
کے ساتھ جان بچا کر لے جانے کو غنیمت جانا اور اس تہلکہ سے نکلنے کی فکر و تدبیر کرنے لگا
اس ضمن میں خبر آئی کہ گوجر جسکو قلعہ میں چھوڑا تھا جمعیت کثیر کے ساتھ مارا گیا اور راہوں
کے سروں پر بہت سے پیادے و سوار بیٹھے ہیں اور انہوں نے راہوں کو بند کر
رکھا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ نجابت خان تمام لشکر و توپخانہ و اسباب ترک و
کارخانے برباد کرکے خود ہزار دشواری سے تغیر وضع کرکے چند معدود آدمیوں
کے ساتھ جان بر ہوا اور اُسنے نجات پائی۔ آدمیوں کے عیال و ناموس مخالفوں
کی تیغ خونفشاں سے بچکر غار اور درختوں کے جھنڈوں میں جاکر چھپے تھے وہ اس
دیار کے آدمیوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئے اس سردار ناآزمودہ کار کی
بے تدبیری سے لشکر کو ایسا زخم پہنچا۔ اگر خرد دوربین و رائے صواب گزین سے
بہرہ رکھتا اور ابتدائے کار میں منتہائے امور پر نظر ڈالتا اور سررشتہ تدبیر کو ہاتھ
سے نہ دیتا۔ اگر فتح نہ ہوتی ہمراہی تو نہ ہلاک ہوتے جب بادشاہ کو اسکی
خبر ہوئی تو جاگیر و منصب بدل کر اسکی تنبیہ کی اور مرزا خان بن شاہ نواز خان
ولد عبدالرحیم خانخاناں کو دامن کوہ کی جاگیر اور فوجداری تفویض کی۔

بادشاہ نے رجب سال دوم میں جھجھار سنگھ بندیلہ کے جرائم کو معاف کیا تھا
اور دکن میں تعین کیا تھا اُسنے ایک مدت کے بعد مہابت خان خانخاناں
ناظم مملکت دکن سے رخصت لی اور اپنے بیٹے بکرماجیت مخاطب بہ جگراج کو

مع جمعیت کے اپنا قائم مقام کیا اور خود اپنے وطن کو آیا اور اُسنے بھیم نراین بندیلہ
ولایت گڈھہ پر فوج کشی کی اور عہد و پیمان کر کے چوراگڈھہ (جبل پور سے ۷۰
میل پر مغرب مین ہی) سے بلایا۔ یہ قلعہ اس ولایت مین حاکم نشین تھا۔ عہد
پیمان کے رشتہ کو توڑ کر اسکو مع توابعین کے قتل کر ڈالا اور اسکے قلعہ پر مع توابع و
اسکے خزانہ و نقد و جنس پر متصرف ہوا اس وقت بھیم نراین کا بیٹا بادشاہ کی خدمت
مین خاندوران خان کے ساتھ پیشکش لیکر آیا ہوا تھا وہ جب اس ماجرے پر مطلع ہوا
تو اُسنے بادشاہ سے حقیقت عرض کی۔ بادشاہ نے سندر کبرائے کے ہاتھ
جھار سنگہ پاس فرمان بھیجا کہ بغیر ہمارے حکم کے تو نے بھیم نراین کا اور اسکے بھائی بندون
کا خون کیا اور ولایت گڈھہ پر تصرف کیا۔ اب تیرا سود کار اسی مین ہے کہ ولایت
مذکور کو بادشاہی آدمیون کو سپرد کرے اور اگر اسکو وہ اپنی اقطاع مین
لینا چاہتا ہے تو اپنی جاگیر کے حوالی مین اسکی عوض مین ملک دیوے اور بھیم نراین کے
روپئے مین سے دس لاکھہ روپیہ درگاہ والا مین ارسال کرے۔ اس فرمان کے پہنچنے
سے پہلے اسکو وکیل کے لکھنے سے یہ حال معلوم ہو گیا تھا اُسنے اپنے بیٹے بکرماجیت
جو خان زمان کے ساتھہ بالاگھاٹ مین تھا اشارہ کیا کہ وہان سے بھاگ کر جلد
وطن مین آئے وہ بمجرد اطلاع کے راہی ہوا۔ برہان پور مین خانہ دوران خان
کو جو پائین گھاٹ کی صوبہ داری کرتا تھا معلوم ہوا کہ خان زمان خان صوبہ دار
بالاگھاٹ بکرماجیت کا تعاقب نہین کر سکا تو وہ برہان پور سے بہت سے
امیرون کو ساتھہ لے کر ایلغار کر کے پانچ روز مین مقام اشتہ مین کہ مضافات
صوبہ مالوہ مین ہے (اشتہ بھوپال کی جنوب و مغرب مین ساٹھہ میل پر ہے) پہنچا اور
یہان مقابلہ و مقاتلہ ہوا۔ عجیب دو خورد ہوئی۔ طرفین کے اکثر ہمراہی کشتہ و
زخمی ہوئے۔ اور بکرماجیت دو زخم کھا کر جنگل اور پہاڑون مین ایسی غیر متعارف راہون
سے گیا کہ سوای اس سرزمین کے رہنے والون کے کوئی اُن کو نہین جانتا تھا

اور پرگنہ دھاموتی مین باپ سے ملحق ہوا۔ اللہ ویردی خان صوبہ دار مالوہ کو توفیق نہ ہوئی کہ وہ اسکا تعاقب کرتا اسنے خاندوران کے ساتھ بھی ہمراہی نہین کی۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو بیس ہزار سوار تین سرداروں کی سرکردگی مین اس مہم کی انجام کے لئے مقرر کیئے ایک سردار عبداللہ خان تھا اور دوم سید خانجہان سوم خاندوران جو بر ماحسبت کیے تعاقب کے بعد مالوہ مین حکم کے انتظار مین ٹھیرا ہوا تھا۔ صوبہ مالوہ مین بدستور سابق خان دوران خان صوبہ دار مقرر ہوا۔ صوبہ برہان پور الہ وردی کو دیا گیا۔ بالاگھاٹ کا ضمیمہ برار بیناکے خان زمان کو دیا گیا۔ جب جھجار سنگہ کو ان فوجوں کی روانگی کی خبر ہوئی تو اسنے اپنا وکیل بادشاہ پاس بھیجا اور خانخانان آصف خان کو اپنا شفیع جرائم بنایا اور بادشاہ سے ایک آدمی طلب کیا کہ اسکا ہاتھ پکڑکے بادشاہ پاس لیجائے۔ بادشاہنے سندر کبرای کو جو پائے تخت کے شعراء مین سے تھا بسبب باہم جلسنی کے اس پاس بھیجا اور ارشاد کیا کہ اگر وہ بیس لاکھ روپیہ جمع کرکے بادشاہی آدمیوں کو دیدے اور سرکار (بیانوان) بعوض چوراگڈھ کے چھوڑ دے اور خود اپنی جمعیت کے ساتھ خان زمان پاس بالاگھاٹ جائے اور اپنے بیٹے کو بادشاہ پاس بھیجے تو اسکے قصور معاف ہو سکتے ہین اور عبداللہ خان فیروز جنگ و سید خانجہان و خاندوران خان کے نام احکام جاری ہوئے کہ جہان وہ پہنچے ہوں وہین جبتک توقف کرین کہ سندر کبرای واپس آئے اگر جھجار سنگہ حکم شاہی نہ مانے تو قلعہ ورگڈھ کو فتح کرکے اسکی راجگی و ریاست قوم بندیلہ کی راجہ دیبی سنگہ کو دیجائے جسکے باپ دادا پہلے سے یہ ریاست رکھتے تھے اور جہانگیر نے ابوالفضل کے قتل کرنے کے صلہ مین برسنگہ دیو کو وہ مرحمت کی تھی۔ جب سندر کب حکم شاہی کی تبلیغ کے لیئے جھجار سنگہ پاس آیا تو اسکو معلوم ہوا کہ وہ اپنی رصانت قلاع و انبوہی جنگل و وسعت ملک و فزونی مال اور اور اسباب کی فراوانی پر مغرور ہو کر خودسری کرتا ہے تو اسنے وہان سے

مراجعت کرکے اپنا دیدہ و شنیدہ حال بادشاہ سے عرض کیا تو بادشاہ نے تینون سردارون کے نام منشور جاری کئے کہ جھجار سنگہ کے استیصال مین کوشش کرین اور اس خیال سے کہ مبادا سرداران مذکور مراتب قرب منزلت و مدارج خدمت پر نظر کرکے ایک دوسرے کی رائے سے سرتابی کرین اور آپس مین موافقت کی بجائے مخالفت کرین۔ شاہزادہ اورنگ زیب کو ۱۵ ربیع الثانی کو کل لشکرون کی سرداری سپرد کی۔ فوجون کے سردار بعد برسات کے ختم ہونے کے نواحی بھانڈیر مین آپس مین ملے۔ پہلے اس سے کہ شاہزادہ آکر وہ قلعہ اوندچہ سے تین کوس پر پہنچے۔ یہ ایک مکان مطبوع سیر حاصل تھا اور یہ پرگنہ جہانگیر نے نرسنگہ دیو پدر جھجار سنگہ کو ابوالفضل کے قتل کرنے کے جلدو مین دیا تھا۔ اُس نے یہان اپنا وطن بنایا تھا۔ کئی ہزار بیلدار و تبردار اشجار کو کاٹتے اور دشوار گذار راہ ہموار کرتے تو ہر روز بادشاہی لشکر کا آدھ کوس کوچ ہوتا جھجار سنگہ نے پانچہزار سوار اور برقنداز قلعہ اوندچہ مین متعین کئے تھے سوار و پیادے مقرر کئے گئے تھے کہ داہین بائین طرف سے بادشاہی لشکر کے سد راہ ہون وہ درختون کی پناہ مین اور غارون کے گوشون مین بیٹھ کر تیرو تفنگ لشکر شاہی پر چلاتے اور انکو زخمی و کشتہ کرتے اور خود بھی مارے جاتے۔ لشکر شاہی اس طرح مسافت کو قطع کرکے ۲۹ ربیع الثانی کو حوالی موضع کھمروالی مین آیا جو اوندچہ سے ایک کروہ پر تھا اور مخالفون نے اسکو نبردگاہ قرار دیا تھا اس اثناء مین راجہ دیبی سنگہ نے خاندوران خان کے ہراول کو لےکر کوہچہ کھمروالی دشمنون سے چھین لیا اور ایک جماعت کو دستگیر کرکے خاندوران خان کے روبرو لایا۔ جب حوالی اوندچہ کو لشکر شاہی نے لے لیا تو جھجار سنگہ کو ہراس و خوف پیدا ہوا تو اُسنے اپنے اہل و عیال ضعیفون کو دواب اور کچھ زر سرخ و سفید کے ساتھ اوندچہ سے نکالا اور قلعہ دھامونی

بھیجدیا۔ یہ قلعہ اُسکے باپ نے بڑا متین بنایا تھا اسکی شرقی و شمالی و جنوبی جانب مین بڑی گہری جر تھی کہ یہان نقب و کوچہ سلامت کسی صورت سے نہین تیار ہو سکتے تھے۔ اسکی غربی جانب کہ ہموار تھی بیس گز گہری خندق کھودکر اسکو جڑون سے ملادیا تھا پھر اوندچھہ اپنے آدمیون کو سپرد کرکے خود بکرماجیت اور منتسیبون کو لیکر اس طرف روانہ ہوا۔ بادشاہی سردار یہ خبر سُنکر قلعہ اوندچھہ پاس آئے مورچلون کو درست کیا اور ۲۵ جمادی الاولی کو زینے و کمند لگاکے دیوار حصار پر چڑھ گئے۔ اہل قلعہ ڈرکر دوسری طرف سے فرار ہوئے۔ بادشاہی لشکر حصار مین آیا اور قلعہ کا دروازہ کھولا۔ اور سردارون نے آنکر تکبیر و اذان کہوائی اور استمرار دولت شاہی کی فاتحہ پڑھوائی ایک روز یہان قیام ہوا۔ راجہ دیبی سنگہ کو جسکو بادشاہ نے اوندچھہ اور اسکے مضافات عنایت کیئے تھے یہ سپرد کیئے اور قلعہ کی کنجی بادشاہ پاس بھیجی اور شاہزادہ اورنگ زیب کو اس فتح کا مژدہ بھیجا۔ چوتھی کو دریای ست دھارہ سے جس کے کنارہ پر قصبہ اوندچھہ واقع تھا لشکر شاہی عبور کرکے ججھار سنگہ کے تعاقب مین گیا [illegible] دھامونی سے ۳ کروہ پر لشکر شاہی آیا تو اوسکو معلوم ہوا کہ ججھار سنگہ جو یہان آیا تھا اُس نے یہان سے اپنے عیال اور مال کو قلعہ چوراگڈھہ مین بھیجا ہے جسکی استواری پر اسکو اعتماد تھا۔ حصار دھامونی کے گرد عمارات کو ڈھا دیا ہے اور رنتائی کو اس قلعہ کی حراست سپرد کی ہے اور خود پرگنہ گھتوا کو جو چوراگڈھہ کی سمت مین ہے چلا گیا ہے کہ اگر قلعہ دھامونی کو بادشاہی لشکر فتح کرلے تو وہ چوراگڈھہ چلا جاے۔ لشکر شاہی درختون کو کاٹتا قلعہ دھامونی کے نواحی مین آیا۔ مورچال لگانے اور نقب کھودنے مین کوشش کی۔ ہر چند یہ سرزمین سنگلاخ ایسی سخت تھی کہ سواے آہن فولاد کے اسکے پتھرون مین کوئی کام نہین کرسکتا تھا لیکن بادشاہی آدمیون نے ہمت کرکے محصورون کو تھوڑے دنون مین تنگ کیا۔ باوجودیکہ وہ توپ و تفنگ و حقہ آتش و بان و سو دو سو من کے پتھرون کے مارنے مین کمی نہین کرتے تھے اور لشکر شاہی کم

بہت آدمی کشتہ کرتے تھے اور رات دن آگ کا مینھ برساتے تھے مگر آخر شب مین لشکر شاہی
نے زینون و کمندون پر چڑھکر یورش کا قصد کیا۔ جھجھار سنگہ نے خاندوران خان پاس
زینہار کے لئے آدمی بھیجا کہ اُس اثناء مین بہادر خان روہیلہ و نظر بہادر خویشگی آخر
شب مین جنوبی طرف کمندین لگا کے قلعہ مین پہنچگئے۔ قلعہ کے دروازہ مین آگ لگائی۔
اگرچہ دار و گیر و تردد مجھوون کی صدا ہر طرف ہوئی لیکن فرار کی خبر تحقیق ہوئی
تو یہہ قرار دیا کہ سورج نکلنے پر قلعہ مین جائینگے۔ غارت پیشے جو سیماب کی طرح قلعہ مین
جانے کے لئے بیقرار تھے انہون نے سردارون کی باتون کو نہ سُنا جس طرف سے قلعہ
مین راہ پائی چلے گئے۔ اور تاخت و تاراج کرنا شروع کیا اور پیش دستی کو غنیمت
سمجھے اس امر سے خاندوران خان مطلع ہو کر ایک جماعت کے ساتھ قلعہ مین آیا غارتیون کے
منع کرنے سے دست و زبان کھولے اور جابجا مردم شدید تاکید و تہدید کے لئے تعین کئے
اس اثناء مین ایک برج کے کنارہ سے آواز بلند ہوئی وہ ایک جمع کثیر باہر جانے کی
امید مین فراہم تھے۔ فرار کی فرصت نہ پاتے تھے۔ تیغ اجل کا انتظار کر رہے تھے علی اصغر
ولد محمد جعفر نے خاندوران خان سے کہا کہ مین جا کر اس جماعت کو مقید کر کے لاتا ہون
خاندوران خان نے رات کی تاریکی کا عذر ہر چند کیا مگر اس جوان نے نہ سنا
اور وہان پہنچا قضارا وہان باروت خانہ باروت سے بھرا ہوا تھا جسکا منہ یورش کے
وقت کھولا گیا تھا اور ایک جماعت تماشائیون اور لٹیرون کی مشعل لیکر
اس مکان مین آتی جاتی تھین۔ یہ جوان اجل رسیدہ اس وقت وہان گیا کہ
مشعل کا گل باروت خانہ مین جا پڑا تھا۔ سارا برج اڑ گیا اور اسی گز دیوار
دونو جانب سے جو دس گز عرض رکھتی تھی اڑ گئی۔ علی اصغر مع ہمراہیون کے
پست و نابود ہو گیا۔ خاندوران خان اس وقت مخالفون کے گھوڑون کے
ضبط کرنے کے لئے گیا ہوا تھا اسلئے اسکو کچھ مضرت نہین پہنچی۔ کچھ اسکے ہمراہی پتھرون
کے لگنے سے مر گئے۔ اکثر پتھر باہر کی جانب گرے جس سے اس گروہ کو آسیب

پہنچا کہ صبح کے انتظار مین حصار سے باہر کھڑا تھا اسمین زیادہ تر آدمی امر سنگھ
ولد راجہ جگ سنگھ کے تھے وہ اور دو سو گھوڑے فنا ہوئے قلعہ کا نقد و جنس ضبط ہو کر
ایک معتمد کو سپرد ہوا۔ دوسرے روز خبر آئی کہ ہیمہ و علف کے لئے ایک گروہ جنگل مین گیا
تھا اسکو ایک چاہ ملا ہے جسمین جھجھار سنگھ نے اپنا زر دفن کیا تھا۔ خاندوران خان نے
جا کر ایسے تین چاہ اور دریافت کئے اور ڈھائی لاکھ روپیہ ہاتھ لگا اور خزانہ شاہی
مین داخل ہوا اس سے یہ تحقیق ہو گیا کہ جھجھار سنگھ نے اپنی دولت جنگل مین کنوؤن
مین دفن کی ہے اب لشکر شاہی کو خبر لگی کہ جھجھار سنگھ شاہ پور مین ہے جو چوراگڈھ
سے دو کوس پر ہے اور زمیندار دیوگڈھ پاس آدمی بھیجا ہے اور منتظر ہے کہ اگر وہ
وعدہ کرے تو اسکے ملک مین ہو کر دکن کو بھاگ جائے اور اس ضمن مین اسنے چوراگڈھ
کی قلعہ داری کا اسباب تیار کیا ہے۔ بادشاہ کے حکم کے موافق خانجہان تو ولایت
مفتوحہ کی تنسیق کے لئے اور فتن کی تفتیش کے واسطے یہان ٹھیرا اور عبداللہ خان
بہادر فیروز جنگ اور خاندوران خان مع کل امرا کے دوڑ کر شاہ پور کی طرف راہی
ہوئے ان دنون مین جھجھار سنگھ پاس خبر آئی کہ زمیندار دیوگڈھ فوت ہوا اور
فوج شاہی سر پر آئی تو اُس نے قلعہ چوراگڈھ کی توپون کو توڑا اور جو اسباب
وہان تھا اُسے جلایا اور حصار کے اندر جو راجہ بھیم نراین کی بنائی ہوئی عمارات
تھین اُنکو باروت سے اڑایا اور رات کو دیوگڈھ کی طرف روانہ ہوا عبداللہ خان
و خاندوران خان یہ خبر سُنکر قلعہ شاہ پور و چوراگڈھ مین جو متصل تھے گئے۔ اور
اور اسباب بقیۃ النار کو ضبط کیا اور بتخانون کے کوٹھون پر چڑھ کر اذان دی
اور بادشاہ کی عمر کی درازی کے لئے دعا کی۔ قلعہ کو معتبر آدمیون کو حوالہ کیا اور
پانچ سو پیادے تفنگچی قلعہ کی پاسبانی کے لئے چھوڑے۔ تہ کر ہلی کے چودھری اگھو نے
خاندوران خان پاس آنکر اطلاع دی کہ جھجھار سنگھ دو ہزار کے قریب سوار
اور چار ہزار پیادے اور ساٹھ زیادہ فیل اور بیس صندوق جنمین سے بعض مین زر نقد

وطلائی ونقرہ آلات لیے ہوئے ہین اور بعض بر عیال اسکے سوار ہین ہمراہ لئے ہوئے جاتا
ہے۔ گرانی اسباب کے سبب سے وہ ہر روز چار گروہ کونڈی چلتا ہے جو آٹھ گروہ
رسمی کے برابر ہین وہ پندرہ روز پہلے چل چکا تھا کہ بادشاہی آدمیون نے بیس
کوس روزہ چلنا شروع کیا۔ شاہزادہ اورنگ زیب بھی منزلین طے کرتا ہوا چلا
آتا تھا اور سردارون اور سوانح نگارون کی تحریرون سے قلعون و ملک کی
تسخیر کی اور بندیلون کے غارت ہونے کی خبرین سنکر بادشاہ کو مطلع کرتا
تھا۔ شاہزادہ اور عبداللہ خان کے سپاہیون مین فاصلہ بہت تھا شاہزادہ
نے دھامونی مین آرام طلبی کے لئے چند روز توقف کیا۔ عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ
اور خاندوران خان سرحد ملک چاندہ مین پہونچے۔ یہان اسکو خبر لگی کہ جھجھار سنگھ
چار گروہ آگے جاکر اترا ہے سورج نکلنے سے پہلے وہ اسکی تلاش کے لئے روانہ ہوئے
اور ایک پہر دن چڑھے اسکی منزلگاہ پر پہنچے تو خبر ملی کہ وہ بادشاہی فوج
کی خبر سنکر رات ہی کو رات بھاگ گیا فوج شاہی نے اسکا تعاقب کیا اور آفتاب کے
غروب ہونے تک چالیس کوس مسافت طے کی۔ لشکر کے کچھ گھوڑون کے نعل گر گئے
تھے کچھ گھوڑے تھک گئے تھے دو پہر تک توقف کیا۔ پھر برق و باد کی طرح چلے
دو پہر گذری تھی کہ فیروز جنگ کے قراولون نے خبر بھیجی کہ غنیم آگے جاتا ہے۔
فیروز جنگ نے تفنگچی و تیر اندازون کے ایک گروہ کو قراولون کی کمک کے لئے
تعین کیا۔ قراولون کی کمک پہنچنے کے بعد تعاقب کیا۔ نیک نام عم بہادر ایک
جماعت کو ساتھ لے کر آگے بڑھا جھجھار سنگھ اس سے لڑا۔ نیک نام مع سات
آدمیون کے قتل ہوا۔ مادھو سنگھ ولد راو رتن نے دشمن پر حملہ کرکے بھگا دیا۔
ان دنون مین بہادر خان سے خاندوران خان ملا۔ دونون نے جھجھار سنگھ و
بکرماجیت پر حملہ کیا۔ یہ کچھ لڑے پھر توغ و نقارہ و چار فیل و نوشتہ چھوڑ کر بھاگے
اور اس نواحی کے درخت زار مین پناہ لی لشکر شاہی ان کے تجسس مین روانہ

ہوا تھا اسکو معلوم ہوا کہ جھجھار سنگہ نے اپنی عیال اور خزانہ اور آٹھ ہاتھیون کو اپنے
بیٹون اودے بھان اور اسکے چھوٹے بھائی سیام دوا اور اپنے معتمد کے ساتھ
اور ایک اور جماعت کو گلکنڈہ کی جانب روانہ کیا ہے۔ فیروز جنگ و خاندوران نے
بہادر خان کو جو باوجود عارضہ جسمانی کے لوازم جانفشانی بجا لاتا تھا اور
محمود بیگ خوافی دیوان فوج فیروز جنگ کو اسباب غنیمت کی حفاظت کے لئے چھوڑا
اور خود ایک گروہ کے ساتھ تعاقب مین گئے اگرچہ مخالفون نے اپنی راہ غلط
بتلانے مین کوشش کی مگر افواج شاہی نے جس طرف وہ گئے تھے اسکا سراغ
لگا لیا ہر چند مگر یہ خبر آئی کہ مخالفون نے نبردگاہ کے شمالی جنگل مین خزانے کے
دس ہاتھی چھوڑے ہین مگر سران لشکر شاہی نے غنیم کو فرصت نہ دی اور خود
انکی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ بہادر بیگ اور محمود بیگ خوافی کو حکم بھیجدیا کہ ہاتھیون
کو زر سمیت پکڑ لین۔ اُس دن تیس کوس لشکر چل چکا تھا اول شب گھوڑون
کی آسودگی کے لئے آرام کیا اور پھر آدھی رات کے بعد سوار ہوئے۔ اور
مفسدون کے قتل کے لئے کمر باندھی اس حال مین معلوم ہوا کہ اودے بھان نے
اپنے ہاتھیون مین چھ ہاتھی مغالطہ دینے کے لئے گلکنڈہ کی راہ سے چاندہ
بھیجے ہین اور جن دو ہتنیون پر عورتین اور بچے سوار تھے انکو ساتھ لیکر وہ
گلکنڈہ چلا جاتا ہے لشکر شاہی نے فیلان مذکور کا کچھ خیال نہ کیا وہ گلکنڈہ
کی طرف چلے اور اتفاقاً فیروز جنگ کے تابینون کا ایک گروہ پیچھے آتا تھا
اُس نے ان چھ ہاتھیون کو مع اسباب کے پکڑ لیا۔ فوج شاہی کو پانچ چھ کوس
چل کر دشمن کی سپاہ نمودار ہوئی۔ خاندوران خان نے اپنے بڑے بیٹے
سید محمد کو سردارون اور پانچ سو مغلون کے ساتھ بھیجا لشکر شاہی نے جاکر
مخالفون کو جو بہرسم جوہر کرنے کی بھی فرصت نہ دی کہ اسکے موافق ....
عورتون کو مار کر مرتے انہون نے رانی پاربتی زن کلان راجہ نرسنگہ دیو

دو زخم جمدھر کے لگائے اور اور عورتون اور لڑکون کو پیکان و شمشیر و جمدھر مار کر بھاگ گئی
بادشاہی لشکر نے مخالفون کے آدمی مارے خاندوران خان نے آنکرون بھان
پسر جھجھار و درجن سال ولد بکرماجیت کو اسیر کیا **مصرعہ**۔
سرکشی یا سرفرازان سرنگونی آوردہ۔ کا مضمون ظاہر ہوا۔ اودے بھان اور
اُسکا چھوٹا بھائی سیام دواکہ گلکنڈہ کو فرار ہوئے تھے کچھ دنون بعد گرفتار
ہوئے خان دوران خان کے اشارہ سے بادشاہی آدمیون نے رانی
پاربتی اور اور زخمی عورتون کو خاک سے اوٹھایا اور ان ہاتھیون کو پکڑا جنپر
اشرفیان اور مرصع آلات بار تھے اور غنائم فیروز جنگ پاس آئین لشکر کے
سردارون نے ایک تالاب پر آرام کیا کہ دواب کو آسائش ہو غنائم ضبط ہون
اور اموال کی جستجو ہو۔ جھجھار سنگہ و بکرماجیت کے احوال کا تفحص ہو۔ اس
اثناء مین جھجھار سنگہ و بکرماجیت کے قتل کی خبر آئی۔ وہ لشکر شاہی سے خوف
کھا کر اس نواحی کے جنگل مین جا کر چھپے تھے۔ وہان ایک گونڈ کے گروہ نے انکو
قتل کیا۔ خاندوران خان نے اُن کی لاشون کے پاس آنکر انکے سر کٹوائے اور
یہ سر اور انکی انگوٹھیان بادشاہ پاس بھیجی گئین۔

اُس مہم کا حال ہمنے مسلسل لکھ دیا ہے۔ بیچ مین جو بادشاہ کا حال چھوٹ
گیا ہے اسے لکھتے ہین؛ ربیع الثانی کو جشن قمری وزن
ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا چھیالیسوان سال شروع ہوا۔ حقائق ملک کا خصوصاً
جو ملک نیا تسخیر ہو دریافت کرنا قواعد ملک داری و قوانین فرمان گذاری مین
داخل ہے اسلئے بادشاہ دولت آباد کو روانہ ہوا تا کہ اس قلعہ کی کیفیت معلوم
ہو اور فتنہ پردازون کی تادیب ہو اور نظام الملک کے سارے قلعے
حسب دلخواہ تسخیر ہون۔
ربیع الثانی کو بادشاہ روانہ ہوا تھا جسکی تاریخ یہ ہوئی۔ **مصرعہ**

جشن قمری وزن

بادشاہ کا دولت آباد جانا

بیاد شاہ جہان ایں سفر مبارکباد + غرہ شعبان کو پادشاہ سیہور کی نواحی مین پہنچا
کہ بہادر بیگ جھجار سنگہ اور بکرماجیت کا سر لایا- پادشاہ کے حکم سے یہ سر سرائے
سیہور کے دروازہ پر لٹکائے گئے- نرسنگہ دیو پدر جھجار سنگہ نے اس ملک کے
درخت زارون مین دشوار گذار جگہون مین کنوئین کھودکر زر سے آگندہ کئے تھے کہ حوادث
روزگار مین اسکے فرزندون کے کام آئین اسپر سوا اسکے اور اسکے دو راز دار خدمتگارون
کے کوئی واقف نہ تھا- جھجار سنگہ نے انکی افزائش مین کوشش کی بعد اسکے مارے
جانے کے اسکے خزانون کا ایک کرور روپیہ پادشاہی خزانہ مین داخل ہوا اور ولایت
جسکا محاصل پچاس لاکھ روپیہ تھا پادشاہ کے ہاتھ آئی- جب لشکر شاہی چاندہ
کی سرحد پر پہنچا تو اُس نے ارادہ کیا کہ اس ولایت کے زمیندار کے پاس سے کہ گونڈوانہ
کے زمینداروں مین گو کا سرآمد ہے پیشکش لیکر مراجعت کرے اُس نے سنگرام مرزبان
کنور کو اس طرف روانہ کیا اُس نے وہان جاکر وعدہ وعید کے کلمات سنائے
کے پانے پانچ لاکھ روپیہ پیشکش کے لئے اور ایک لاکھ روپیہ اولیاء دولت کو دیا
اور وعدہ کیا کہ ہر سال پادشاہ کی پیشکش مین پندرہ ہاتھی اور پانچ ہتنیان بھیجا
کرونگا یا انکی عوض مین اسّی ہزار روپیہ نقد خزانہ مین داخل کرونگا-
۱۳ جمادی الثانی کو پادشاہ اوندچھہ مین آیا اورنگ زیب اسکی بہت تعریف لکھی تھی
اور ۱۲ کو پادشاہ نے مخلص خان و بکرمست خان کو حصار جھانسی کی فتح کے لئے رخصت
کیا- بندیل کھنڈ مین یہ قلعہ نہایت مضبوط پہاڑ پر واقع ہے اور اسکے گرد درختون کا
جنگل ہے اور جھجار سنگہ کا معتمد بسنت نام اوسکی حراست کرتا تھا اور انکو یہ حکم
بھی دیا کہ لوگ کہتے ہین کہ یہان خزانے بہت دبے ہوئے ہین انکی بھی جستجو کرین

خزانۂ جھجار سنگھ

اورچھہ کا حال

## سال نہم جلوس ۱۰۴۵ھ
۱۶۳۵

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۵ھ کو جلوس کا نوان سال شروع ہوا-

دھم کو بادشاہ کو معلوم ہوا کہ جھانسی کے حوالی میں جب کرمت خان اور سپاہ شاہی
پہنچے اور قلعہ کی فتح کی تیاری کی تو قلعہ دار جو جھجار سنگہ کی طرف سے یہاں متعین تھا
اُسنے سپاہ شاہی سے ڈر کر پناہ مانگی۔ حصار اور بہت سی توپیں جنمیں دس بڑی
توپیں راجہ نرسنگہ پدر جھجار نے جمع کی تھیں مع بہت سی بارود اور سیسہ کے کرمت خان
کو حوالہ کیں۔ بادشاہ اپنی رہ نوردی میں یہاں بھی آیا اور گردھرداس برادر راجہ
بیٹھلداس کو قلعہ داری کی خدمت پر سرافراز کیا۔ ۱۸ کو بادشاہ دیتہ میں آیا دیتہ
دامن کوہ میں واقع ہے اسمیں نرسنگہ دیو نے ایک ہفت منزلہ عمارت انہار و سبزہ ہا
و اشجار بے خار پر مشرف بنائی تھی ۸۴ × ۸۴ زمین پر بنیاد رکھی تھی اس میں
بادشاہ گیا اور اسحق بیگ کو مقرر کیا کہ نواحی جنگل میں جہان جھجار سنگہ کے
دفینوں کا پتا لگے انکو نکال کر ضبط کرے۔ اس نواحی کے چاہوں کے دفینوں سے
اسکو ۱۰ لاکھ روپیہ ہاتھ لگا یہ روپیہ اور جنگل دھامونی کے دفائن سے ۴۴
لاکھ روپیہ ہاتھ آیا تھا۔ یہ سب روپیہ ہاتھیوں پر لاد کر دار الخلافہ اکبر آباد کو روانہ ہوا
بادشاہ نے ۲۵ کو قلعہ اوندچھا اور اسکی عمارات کی سیر کی۔ یہاں نرسنگہ دیو نے
اپنے مکانات کے نزدیک ایک بت خانہ بلند و مضبوط بنایا تھا۔ وہ بادشاہ
کے حکم سے بالکل ڈھایا گیا قلعہ اوندچہ سنگ چلینی کا بے گل و آہک بنا ہے اور
کنگورے اسکے نہیں ہیں سلخ ماہ مذکور کو بادشاہ پرگنہ چھترہ میں تالاب اسکندر ساگر
پر فروکش ہوا۔ تالاب کا دور آٹھ کروہ شاہی ہے اس پرگنہ میں نوسو قریے اور
تین ۳ سو تال چھوٹے بڑے ہیں اور ہر سال کا حاصل آٹھ لاکھ روپیہ ہے وہ بادشاہ کے
حکم سے خالصہ شریفہ میں داخل ہوا۔
دسویں شعبان کو دریای نربدہ کے پار جشن شمسی وزن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا چوالیسوان
سال ختم ہوا اور پینتالیسوان شروع ہوا۔
عادل خان نے بادشاہ پاس پیشکش بھیجنے میں جتنی کھڑی کیں اور سا ہو کی

عادلخان پاس بادشاہ کا فرمان بھیجا۔

۔ بیشتر ۔۔۔ ہاتھی اچھے

مدد کی جب نے نظام الملک کے بعض محال پر تصرف کیا تھا اور فساد برپا کرتا تھا تو کارپردازان
دیوان بیوتات کے ہاتھ عادلخان پاس بادشاہ نے فرمان بھیجا اور حکم دیا کہ وہ روبرو
ہو کر عادلخان کو مطلع کرے کہ اگر بادشاہ کی خدمت گذاری سے وہ انحراف کریگا
اور پیشکش نہ ادا کریگا اور نظام الملک کی جن محال پر متصرف ہوا ہے انہیں نہیں چھوڑیگا
اور ساہو جی کو اور نظام الملکیہ بدباشون کو جنکو اپنے ملک مین جگہ دے رکھی ہے یا
انکو نوکر رکھ چھوڑا ہے انکے نکالنے مین تساہل کریگا تو ہم لشکر بھیجینگے جو اسکے ملک و مال
کو تلف کریگا اور اس مفسد گروہ کو اپنے اعمال کی سزا دے گا اور فرمان کا خلاصہ
یہ تھا۔ اول القاب تھا اسکے بعد یہ لکھا تھا کہ عادلخان بجلائل الطاف پادشاہانہ
وشرائف اعطاف شاہنشاہانہ مفتخر و مستظہر ہو کر جانے کہ عادلخان مرحوم (باپ
تمھارا) ہماری ساتھ اخلاص رکھتا تھا اور ہم بھی اس مرحوم پر خاص عنایت کرتے تھے
تا دم مرگ اسنے کوئی تقصیر نہین کی۔ جو کچھ کیا اس کے غلام ملک (عنبر) نے کیا اس
مرحوم کے ہاتھ مین استقلال و اختیار جیسا کہ معاملات مین ہونا چاہیئے نہ تھا۔ عنبر کے مرنے
کے بعد جو تمھاری عرائض آئین ان سے تمھارا اخلاص و صدق اعتقاد و قبول اطاعت
و انقیاد ظاہر ہوتا تھا اور بادولت بھی تمھاری اوپر غایت عنایت و نہایت مرحمت
کرتے تھے اور عادلخان مرحوم پاس جو ملک تھا وہ دیدہ و دانستہ یمنی تم کو مرحمت فرمایا
اور ہمارے دل مین ہے کہ جب تک تم دولتخواہ اور احکام پادشاہی کے مطیع ہو اصلاً
و مطلقاً افواج شاہی تمھاری ملک کو کوئی ضرر نہ پہنچائین تمکو چاہیئے کہ ہماری عنایات
کی قدر کرکے ہمارے ساتھ سررشتہ اخلاص و بندگی کو مستحکم رکھو اور جو مرتبہ دولتخواہی
و بندگی و اخلاص و اطاعت و انقیاد کے لوازم ہین انکو بجالاؤ دولت آباد و احمدنگر جو
نظام الملک کے لاحق و سابق کی نشستگاہ تھی وہ ہمارے تصرف مین آگئے ہین اور
قلعہ گوالیار مین دونو نظام الملک مقید ہین تمام ملک نظام الملک و قلاع و توپخانہ
اسکی ہمارے نوکرون پاس ہین۔ نظام الملک کے بعض محال مین جو ندا و پاس مثل

سا ہو تمہاری حمایت کے سبب سے باقی رہے ہین اگر تم اپنی بہبود چاہتے ہو تو چاہئے
کہ ان اوباشون کی حمایت سے باز رہو۔ جب سے ہمارا جلوس ہوا ہے تمنے پیشکش
نہین بھیجی ہے تمکو چاہیئے کہ اپنے باپ کی طرح پیشکش بھیجتے رہو۔ باوجودیکہ ہم نے
قلعہ شولاپور اور اسکی محال متعلقہ اور محال اُنکو جسکی جمع نو لاکھ ہن تھی تمہارے باپ سے
لیکر ملک عنبر کو دیدی تھی مگر اب ہم قلعہ شولاپور اور اسکی محال متعلقہ تمکو عنایت کرتے
ہین اسلیئے تم کو چاہیئے کہ اپنے باپ سے زیادہ بہتر و بیشتر پیشکش بھیجو اور ہماری
خاطر کو جمع کرو اور یقین جانو کہ بعد اسکے اگر تم جادہ اخلاص و دولتخواہی و قبول
اطاعت و انقیاد احکام مین ثابت رہوگے تو عنایت و مرحمت کے سوا تمہارے ساتھ
کوئی اور کام نہ کرینگے اور یہ امر نسلاً بعد نسلٍ اور قرناً بعد قرن برقرار و پایدار
رہیگا اس لیئے ہم اپنے فدوی خاص مکرمت خان کو بھیجتے ہین اُسکا گفتہ و کردہ
ہمکو منظور ہے وہ ساری ہماری باتین تمکو سمجھا دیگا اور قلعہ شولاپور اور اُس کی
محال متعلقہ اور ملک ونکو جنکی کل جمع نو لاکھ ہن ہے تمکو اُنکے عطا کرنے کا مژدہ
سُنا کر مسرور کریگا۔ تمکو چاہیئے کہ جو مقدمات وہ کہے اسکو قبول کرنا اور اُنکے
قبول کرنے کی عرضداشت اسکی ساتھ بھیجنا تو فرمان پر پنجہ
کا نشان کرکے ہم مرحمت کرین گے۔ تم مسرور و
مطمئن خاطر ہوگے پیشکش جو ہمنے مقرر کردی ہے اس طرح بھیجو کہ وہ نوروز کو دربار
مین ہمارے سامنے پیش ہو جائے خلاصہ یہ ہے کہ اگر تم اپنے جاے مقام مین
امن رہنا چاہتے ہو اور آسیب لشکر سے محفوظ تو جو اس فرمان مین حکم ہوا اور
جو زبانی خان مذکور کو کہلا بھیجوایا ہے اسکو عمل مین لاؤ اور اگر جماعت نا عاقبت اندیش
کی باتون عمل کروگے تو جو کچھ تمہارا اور تمہارے ملک کا حال ہوگا وہ تمہارے اعمال
کا نتیجہ ہوگا اور جو خلق کو آزار پہنچیگا اسکا وبال تمہاری گردن پر ہوگا فقط

آٹھ زیدہ پیر مقام ہندیہ مین تحریر ہوا۔

قطب الملک بھی بادشاہ سے منحرف ہوگیا تھا پیشکش نہیں بھیجتا تھا اور اپنے ملک
میں شاہ ایران کا خطبہ پڑھواتا تھا اور اصحاب ثلاثہ پر تبرا برملا کہواتا تھا
عبداللطیف گجراتی کے ہاتھ قطب الملک پاس یہ فرمان بھیجا جسکا خلاصہ یہ ہے اول
القاب تھا پھر یہ لکھا کہ قطب الملک عنایات بادشاہانہ سے مستظہر ہو کر جانے کہ ہم
پر واجب ہے کہ جہان ہمارا حکم جاری ہو احکام شریعت غرا اور ضوابط ملت
بیضا کو جاری کریں اور آثار ضلالت و بدعت کو محو کریں ہمنے سنا ہے کہ تمہارے
ملک میں علی رؤس الاشہاد اصحاب کبار پر تبرا ہوتا ہے اور تم اسکو منع
نہیں کرتے اور ان اعمال بد کی سزا نہیں دیتے اسلئے تمکو ہم حکم دیتے ہیں کہ اپنے
ملک سے اس امر قبیح و فعل شنیع کو برطرف کرو اور جو بدبخت اس حرکت کا مرتکب
ہو اسکی سیاست کرو اور اگر یہ نہ کروگے تو ہم تمہارا ملک تسخیر کرینگے اور اس ملک
کے اہل و مال کو ہم اپنے لئے حلال جانینگے اور اسکا خون گرائینگے اور یہ بھی ہمسے
عرض کیا گیا ہے کہ اپنے ملک میں تم خطبہ فرمانروائے ایران کے نام کا پڑھواتے
ہو تم ہمارے مرید ہونے کا دعوی کرتے ہو تو پھر فرمانروائے ایران کی طرف
رجوع کے کیا معنے ہیں تمکو چاہیئے کہ آیندہ فرمانروائے ایران کا نام خطبہ
میں مذکور نہ کرو اور ہمارے نام کا خطبہ پڑھوایا کرو اور پیشکش کا روپیہ ادا کرو
جسکی تفصیل ایک ورق پر جدا مرقوم اس فرمان کے ساتھ بھیجی گئی ہے ہم اپنا
ایک معتمد عبداللطیف بھیجتے ہیں کہ وہ تمکو بتلا دے کہ سلطان محمد قطب الملک تمہارا
ہمارے ساتھ کیسا اخلاص و صدق اعتقاد رکھتا تھا جسکے سبب سے اسکا ملک ہم تم کو
ہم عنایت کرتے ہیں اگر تم دولتخواہی و اطاعت احکام بادشاہی کا طریقہ اختیار
کروگے اور سرکار خاصہ کے مطالبات کو ادا کروگے تو کوئی ضرر تم کو نہیں پہنچایا جائیگا
جو کچھ تم کو عرض کرنا ہو وہ عبداللطیف سے کہدینا اس فرمان میں جو کچھ تحریر ہے
اور جو کچھ زبانی ارشاد ہوا ہے اوسپر عمل کرو اور پیشکش کو اس طرح بھیجو کہ

نوروز کو دولت آباد مین وہ ہماری ساتھ پیش ہوا اور یقین جانو کہ اگر ان احکام کے قبول کی توفیق تم کو نہ ہوئی اور موافق حکم کے پیشکش روانہ درگاہ نہ ہوئی تو تمھارے ملک مین فوجین آئینگین پھر ملک اور اہل ملک پر جو آفتین آئینگی وہ تمھاری اعمال کی نتائج ہونگین۔

۱۵ شعبان کو ارباب احتیاج کو دس ہزار روپیہ مقررہ خیرات ہوا۔ دوسرے خاندوران خان آیا اور چانده سے جو پانچ لاکھ روپیہ لایا تھا وہ پیش کیا۔ اور بندیلیون نے جو نذرین امرا و شاہی کو بھیجی تھین وہ پیش کین اور ججھار سنگہ کی عورتون کو اور اسکے بیٹے درگ بھان اور اسکے پوتے درجن سال کو نظر کے روبرو کیا بادشاہ نے درگ بھان اور درجن سال کو مسلمان کیا ایک کا نام اسلام قلی اور دوسرے کا نام علی قلی رکھا اور دونو کو فیروز خان ناظر کے حوالہ کیا۔ رانی پاربتی کے زخم کاری لگا تھا وہ مرگئی اور باقی عورتون کے زخم اچھے ہو گئے تھے انکو مسلمان کرکے محل کی پرستارون مین داخل کیا۔ قطب الملک نے ججھار سنگہ کے بیٹے اودے بھان اور اسکے چھوٹے بھائی سیام دوا کو اسیر کرکے بادشاہ پاس بھجوایا بادشاہ نے اودے بھان کے چھوٹے بھائی جو کم عمر تھا فیروز خان ناظر کے سپرد کیا اور باقی دو کو حکم دیا کہ اگر وہ اسلام قبول کرین تو رہا کئے جائین ورنہ قتل ان دونو نے اسلام نہین قبول کیا اسلئے قتل ہوے۔ نرسنگہ دیو پسر بکرماجیت جو بہادر کے ساتھ بھاگ کر نکل گیا تھا دونو دستگیر ہوگئے۔ نرسنگہ دیو مسلمان کیا گیا اور بہادر قتل ہوا۔ غرض نرسنگہ دیو کی اولاد کا تو یہ حال ہوا اور دولت و ملک کا حال یہ سنو کہ ایک کرور روپیہ کے قریب خزانہ شاہی مین داخل ہوا اور بہت سا روپیہ یون ضائع ہوا کہ ججھار سنگہ فرار کی حالت مین راہ مین روپیہ اسلئے پھینکتا تھا کہ لشکر شاہی اسکی طرف متوجہ ہو تو اسکو کچھ فرصت ملے یہ روپیہ زمینداروں کو ہاتھ

لگتا۔ بچاس لاکھ روپیہ سال کی آمدنی کا مالک گیا غرض ام الاد خزانہ و ملک سب برباد گیا۔
باوجودیکہ قلعہ گوالیار میں نظام الملک مقید تھا مگر ساہو نے نظام الملک کے
خاندان میں سے ایک طفل مجہول النسب کو نظام الملک بنا کر معرکہ آرائی کی دستاویز
بنایا اور لشکر جمع کرکے فرصت کے وقت میں اس ولایت کے دور و نزدیک قلعوں او
محالات کو اپنے تصرف میں کیا۔ ملک میں شورش مچائی۔ رعایا کے مال و حال میں
تفرقہ ڈالا۔ خاندوران بہادر اور بہادر خان و خان زمان و شائستہ خان
کو مع چوبیس روشناس و کار طلب امیرون کے اڑتالیس ہزار سواروں کے ساتھ ساہو
کی تنبیہ و تادیب کے لیئے مقرر کرکے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر عادلخان ساہو کی
گوشمالی اور لشکر شاہی کی اعانت کرے تو اسکے ملک کو ضرر نہ پہنچایا جائے
ورنہ ولایت بیجاپور بھی تاخت و تاراج کی جائے۔ کل فوج مذکور میں سے
بیس ہزار سوار خان زمان کی سرداری میں تھے اور سید شجاعت خان بہادر و دریا خان
روہیلہ وغیرہ اسکی رفاقت میں تھے انکی فوج بندی کرکے بادشاہ نے حکم دیا کہ احمد نگر
کی طرف سے جلد جا کر اول چمار گونڈہ کو پامال کریں جو ساہو کا وطن ہے اور بعد
اسکے کوکن کی طرف سے جا کر اس ولایت کو اسکے تصرف سے نکالیں۔ اور
شائستہ خان و الہ وردی خان کو اور اسکے ساتھ سید عبدالوہاب خاندیسی
قلعہ جنیر و ناسک اور اسکے توابع کی فتح کے لیئے متعین کیا۔ خاندوران کو حکم ہوا کہ
قندھار و ناندیر کو کہ بیجاپور اور گلکنڈہ کی سرحد گنی جاتی ہے استقامت
کرکے قلعہ اودگیر و اوسہ کو تسخیر کرے اور اسکے بعد ملک بیجاپور کی تاخت و
تاراج میں مشغول ہو۔ بادشاہ نے ان تینوں سپاہیوں کی سرداروں کو خلعت و
خنجر و شمشیر و جمدھر و اسپ و فیل سے معزز کرکے مرخص کیا اور خود قلعہ دولت آباد کی
سیر کو گیا۔
اوائل شوال میں شائستہ خان کی عرضداشت آئی کہ احمد خان

وکوشش سے قلعہ رام سیج بادشاہی آدمیون کو ہاتھ آیا۔ بادشاہ کو تازہ خبر پہنچی
لگی کہ عادلخان بیجاپوری نے نفاق اختیار کیا اور اطاعت نہین کی۔ قلعہ دارا ودھر
وادسہ کو خفی روپیہ بھیجا اور قریب خان کو ان دونو حصار کی محافظت کے لیئے روانہ
کیا اور ساہو کو ستمال کر کے رندولہ خان کو انکی اعانت کے لیئے مقرر کیا۔ بادشاہ نے خانزمان
ورستم خان وغیرہ اور دس ہزار سوار خان جہان کے ساتھ کیئے اور خاندوران
خان کی کمک کے واسطے بیجاپور کی تاخت و تاراج کے لیئے روانہ کئے اور
خان زمان خان اور تمام فوج کے سردارون کو حکم ہوا کہ ہر طرف سے تاخت و
تاراج کرتے ہوئے ملک بیجاپور کی سرحد مین داخل ہون اور اول ان لوگون
کو تنبیہ کرین جو عادلخان کے نامی سردارون مین سے ہین اور خفیہ یہ بھی حکم صادر
ہوا کہ اگر عادلخان اظہار اطاعت کرے تو تاخت و تاراج سے باز رہین اور
حضور کو اطلاع دین۔ شائستہ خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قلعہ
نلارک اور اسکی نواح کو صالح بیگ نظام الملکیہ نے بادشاہی آدمیون کو
حوالہ کیا اور ساہو کے آدمیون کو مقید کر کے بھیجدیا۔

دہم شوال ۱۰۴۵ کو جشن نوروز ہوا حاجی محمد خان قدسی نے بادشاہ کی
مدح مین ایک قصیدہ پڑھا اسکے صلہ مین بادشاہ نے سونے سے تلوایا اور مبلغ
وزن پانچہزار پانسو روپیہ اس کو مرحمت ہوئے اور درنگ خان کلاونت
بھی زر سے تولا گیا اور اسکو چار ہزار پانسو روپئے ہموزن اسکے عطا ہوئے
ملا تقی فرستادہ قطب الملک نے ایک لاکھ سات ہزار روپیہ کی پیشکش نذر کی
اور نوروز کا تہنیت نامہ پیش کیا۔ روز نوروز سے روز شرف تک بیس
لاکھ روپئے کی نذرین پیش ہوئین اور دس لاکھ روپئے کی منظور ہوئین
جنمین سے یمین الدولہ کی پانچ لاکھ روپیہ کی نذر تھی عادلخان نے بادشاہی
سپاہیون کی روانگی کا حال سنکر کہ وہ بیجاپور کی تاخت و تاراج کے لئے

جشن نوروز

روانہ ہوئے ہین۔ میر ابو الحسن و قاضی ابو سعید کو بھیجا اور وہ آصف خان کے وسیلہ سے آستان بوس ہوئے اور عادلخان کا عجز و انکسار ظاہر کیا اور پیشکش پیش کی۔

سفیران شاہی کی حقیقت حال جو عادلخان و قطب الملک پاس گئے تھے۔

جب مکرمت خان بادشاہ سے رخصت ہو کر بیجاپور مین آیا تو عادلخان نے فرمان کا استقبال کیا اور مکرمت خان کو اعزاز کے ساتھ شہر مین لایا اگرچہ بادشاہی سپاہ کے خوف کے بارے اُس نے ظاہر مین چاہی کہ چاہیئے اظہار اطاعت و تقدیم خدمت مین کوشش کی مگر اسکے اطوار سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ برخلاف ظاہر مخالفون کی خفیہ امداد کار و یہ ہاتھ سے نہین دیتا۔ مکرمت خان نے جب بادشاہ سے یہ حال معروض کیا تو بادشاہ نے ملک بیجاپور کے ویران اور پائمال کرنے کے لئے لشکر تعین کیا اسکا انجام کار جو ہوا وہ زبان خامہ پر آئیگا۔

عبد اللطیف حیدرآباد مین گیا تو قطب الملک نے فرمان کا استقبال کیا اور کمال اظہار عقیدت و ارادت ظاہر کیا اور بڑے اعزاز سے سفیر کو شہر مین لایا۔ اور اسباب پیشکش کو مہیا کیا اور جمعہ کو جامع مسجد مین آیا۔ اور خطبہ مین اصحاب کبار کے اسامی سامی داخل کئے اور بادشاہ کا نام نامی شاہ ایران کے نام نامی کے عوض مین پڑھوایا اور جب بادشاہ کا نام آیا تو چاندی سونے کے پھول نثار کئے۔ اور شاہ جہان صاحبقرانی کے نام کا سکہ جاری کیا اور تازہ سکے روپے اشرفی کے بادشاہ پاس بھیجے۔ اس زمانہ تک کسی قطب الملک نے ایسی اطاعت نہین کی تھی کہ سنیون کے عقائد کے موافق خطبہ پڑھوایا ہو۔

اللہ وردی خان کی فتوحات۔

بادشاہ نے سن رکھا تھا کہ قلعہ چاندا اور دھوپ کی سمت مین جتنے قلعے نظام الملکیہ واقع ہین انمین سے چھ قلعے ساہو نے لئے اور دو قلعے بھوج بل نائک داری (اہل دکن کی اصطلاح مین نائک داری قلعہ دار کو کہتے ہین) پاس اور چھ اور قلعے مخالفون کے پاس ہین اللہ وردی خان کو جو شائستہ خان کے ساتھ گیا تھا حکم ہوا کہ شائستہ خان کی آٹھ ہزار سپاہ مین سے دو ہزار سپاہ لیکر وہ قلاع مذکور کو فتح کرے

حکم کے موافق اللہ وردی خان قلعہ دھرپ کی طرف راہی ہوا حصار جاندورکے نیچے آیا
یہ قلعہ متانت مین مشہور تھا پہاڑ پر واقع تھا بہت جد وجہد سے ۱۶ شوال کو اس کو فتح
کیا اسکی کنجیان بادشاہ پاس بھیجین یہان کے گردن کشون نے اپنی جان ومال کی
سعر حن وال مین جا بجا اطاعت اختیار کی۔ آول کنہیر راؤ قلعہ دار انجرائی نے زینہار کی
اور اللہ وردی خان پاس آیا اور ۱۹ شوال کو بادشاہی آدمیون کو قلعہ حوالہ کیا۔
اللہ وردی خان نے اور قلعہ دارون کی استمالت کے لئے کنہیر راؤ کے لئے دو ہزاری
دو ہزار سوار کا منصب اور پچاس ہزار روپیہ نقد تجویز کرکے بادشاہ سے منظوری کے لئے عرض کیا
بادشاہ نے اُسے منظور کیا۔ اللہ وردی خان یہان ایک جماعت کو حفاظت کے لئے چھوڑ کر
حصار کانجنہ ونانجنہ کے تسخیر کے لئے روانہ ہوا کہ وہ قلعہ دار دھرپ سے تعلق رکھتے تھے انکے
چارون طرف سے محاصرہ کیا اور مورچے جمائے اور ایک ہی دفعہ سب طرف سے حملہ کیا با وجودیکہ
تفنگ وبان وسنگہای کلان حصار پر سے آرہے تھے مگر بادشاہی بہادرون نے دیوار
کے نیچے اپنے تئین پہنچایا اہل قلعہ پہ تنگ ہوئی۔ کنہیر راؤ قلعہ دار انجرائی نے اہل قلعہ کو
پیغام دیا کہ اگر بادشاہی آدمیون کو حصار حوالہ کرو تو مین تمہاری رستگاری کا
متکفل ہوتا ہون۔ اہل قلعہ نے قلعہ حوالہ کرکے اپنا پیچھا چھٹایا۔ یہ دونو قلعہ کانجنہ نانجنہ
بادشاہی آدمیون کے ہاتھ آئے اور ایسے ہی رولہ وجولہ واھنونت وکول و بوسرا
وراجا گڑھ وتین قلعے اس سرزمین کے جنمین سے ہر ایک پہاڑ کے اوپر تھا بہت سے شاہی
آسانی سے تسخیر کر لئے حصن راحبہ پر نظام الملک کی ایک جماعت پاس تھا۔ فوج
شاہی نے اسکا دو مہینے تک محاصرہ رکھا اسکی محافظت مین قلعہ نشینون نے بہت
سعی وکوشش کی اور وہ قلعہ انجرائی سے زیادہ مستحکم تھا اواسط محرم مین وہ مفتوح ہوا
اور نظام الملک کے خویش وعزیز اسیر ہوے۔ اللہ وردی خان ان قلعون کی
فتح سے فارغ ہوکر حصار دھرپ کی حوالی مین آیا اس بارہ مین وہ استحکام اور
ارتفاع مین بہت مشہور تھا اسکی تسخیر پر کمر ہمت چست کی۔ بھوجبل

اللہ وردی خان کی فتوحات

پاسبان قلعہ پادشاہی متواتر فتوحات کو سنکر ہراسان ہوا اور افواج شاہی کی تاب مقاومت اپنے مین نہ دیکھکر اللہ وردی خان کے پاس اپنا آدمی بھیجا اور پیغام دیا کہ اگر ایک لاکھ روپیہ وجہ انعام مین اور منصب و جاگیر لایق مرحمت ہو تو قلعہ بے محنت بیکار اولیاء دولت کو حوالہ کرتا ہون۔ برسات کا موسم سر پر آگیا تھا۔ پادشاہ سے اسکی ملتمسات کی منظوری
سنگالی اور کھوبل کو

قلعہ حوالہ کرنیکے بعد منصب ہزاری ذات وہشت صد سوار اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا گیا اس نے ۲۵ محرم کو یہ قلعہ اللہ وردی خان کو سپرد کردیا

آمدن شائستہ خان [illegible]

شائستہ خان نوروز سے دو روز بیشتر سنگمنیر مین آیا اور اوس کے پرگنون کو بسر سا ہوا اور مخالفون کے تصرف سے نکالا اور تمام سرکشون کو اس ولایت سے باہر کیا جب اسکو معلوم ہوا کہ وہ ناسک کو روانہ ہوئے تو شیخ فرید ولد قطب الدین خان کو یہان کی تھانہ داری پر مقرر کیا کہ یہان کی رعایا کو کوئی زحمت نہ پہنچے اور احمد خان نیازی کو ڈنڈوری مین اور احداد مہمند کو انکولہ مین بھیجا کہ وہ یہان کے پرگنون کا انتظام کرین اور کسانون اور رعیت کو جمع کرین جو سرکشون کے جور وستم سے اور لشکر شاہی کی ہیبت سے پراگندہ ہوگئے ہین اور انکی تسلی کرکے زراعت مین سرگرمی کرین اور تھانجات کو مستحکم کرکے ایمین سعی کرین کہ ان محالمین کوئی اختلال نہ پڑے۔ شیخ فرید کے آتے ہی ناسک سے مخالف کوکن کو چلے گئے۔

شائستہ خان کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو اوسنے یمین الدولہ کے تابینون کے سرگروہ باقر کو پندرہ سو سوارون کے ساتھ بھیجا کہ جنیر کی سرکار کا انتظام کرے اور سرکشون کی تادیب۔ ان دنون مین شائستہ خان پاس پادشاہ کا فرمان آیا کہ اب سنگمنیر اور اسکے توابع کے انتظام سے خاطر جمع ہوئی اور نواحی احمد نگر خالی ہے جلد ان حدود مین جائے وہ حکم کے بموجب بلا توقف احمد نگر کو راہی ہوا اثناء رہ نوردی مین باقر کے نوشتہ سے معلوم ہوا کہ وہ بمسم

ساہو کے قدمون کے نشان پر گیا جو گوکن کے نشان پر جاتا تھا۔ جنیر مین باغی
تھوڑے باقی رہے تھے۔ اسلئے مین الدولہ کے پانچ سو تابینون کو بسرداری سید
علی اکبر (اکبر علی) بخاری جنیر کی طرف روانہ ہوا۔ یہ جاکر شہر پر متصرف ہوئے
اور ساہو کے آدمیون کو نکالدیا۔ ماہولی مین سرکشون کے ہونے کی خبر سنکر
باقر انکی مالش کے قصد سے روانہ ہوا اس وقت پسر ساہو اپنے باپ پاس جاتا تھا
جو حوالی چمار گونڈہ مین تھا اسنے یہان آنکر ایک گروہ کو ساتھ لیا اور حصار جنیر کی
طرف روانہ ہوا۔ یہان اسکے عیال تھے۔ جب وہ جنیر کے نزدیک آیا تو بادشاہی
آدمیون نے اُسسے مقابلہ و مقاتلہ شروع کیا۔ طرفین سے ایک جماعت مقتول و مجروح
ہوئی۔ اس ماجری سے شائستہ خان نے واقف ہوکر سات سو سوار کمک کے لیے
بھیجے مخالفون نے راہ روک کر چاہا کہ اس کمک کو نہ پہنچنے دین مگر بادشاہی سوار اپنی
شجاعت سے شہر مین آئے اور متفق ہوکر شہر بند کو مستحکم کیا اور مخالفون کو
شہر مین نہ آنے دیا اور پیہم اسطرح اپنے گھر جانیکی اور اپنی عسرت کی زیادتی
کی اور آذوقہ کی کمی کی اور کاہ کی نایابی کی خبرین شائستہ خان پاس
بھیجین خان مذکور نے باوجودیکہ کومکیون اور تابینون کو اطراف مین بھیج رکھا
تھا اور تھوڑے آدمی اسکے ہمراہ تھے وہ بہت جلد جنیر مین آیا اور مخالفون کو
مغلوب کرکے دریای بھونرا تک بھگایا اور بہت آدمیون کو قتل کیا اور خیریت
کے ساتھ پھر احمدنگر آیا۔ جنیر کمال متین تھا اور اس قدر جمعیت سپاہ سے اسکی تسخیر
میسر نہین ہوسکتی تھی۔ اس لئے شائستہ خان نے باقر کو کوکن سے طلب کیا
اور شہر و ولایت جنیر کی محافظت اسکے سپرد کی سنگمنیر و جنیر کی اپنی مضافات
کے سترہ پرگنون سمیت دو کرور ساٹھ لاکھ دام جمع تھی اسکو تھوڑے دنون مین
ممالک محروسہ مین داخل کرلیا اور بادشاہ کے حکم سے وہ ۵ ذی الحجہ کو
بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔

خاندوران خان کی فتوح۔

خاندوران خان جب قندھار مین آیا تو اُس نے حکم شاہی کے مطابق
قلعہ اودیسہ اودگیر کی تسخیر کے لیئے ہمت کر کے حرکت کی اور منزلین اس طرح طی کین
کہ رسد کی نگہبانی کے لیئے جابجا۔۔ تھانے بٹھائے کہ وہ مخالفون
کی دست اندازی سے محفوظ رہے وہ حصار اودگیر سے ایک کروہ پر آیا تھا کہ
بادشاہ کا یہ فرمان آیا کہ عادل اوامر شاہی کے قبول کرنے مین اور پیش کش کے
ارسال کرنے مین حیلے حوالے کرتا ہے۔ سید خان جہان ایک فوج کے ساتھ متعین ہوا
ہے کہ شولاپور کی سمت سے اور خان زمان اندا پور کی طرف ملک بیجاپور
مین جاکر نہب اور غارت کرے اسلئے تمکو چاہیئے کہ بیدر کی جانب سے روانہ
ہوکر اسکے حدود کو ویران کرو۔ خان دوران بہادر نے احمال و اثقال
لشکر کو ایک جماعت کے حوالہ کیا کہ وہ گھوڑون کے دُبلے ہونے کے سبب سے
ہمراہ جانے کی قوت نہین رکھتی تھی اور آب و ذخیرہ پر اسکو چھوڑا شب نوروز
کی اوائل مین سوار ہوا اور پانچ گھڑی دن چڑھے قصبہ کلیان مین آیا
اس ولایت کی محال سب سے زیادہ آباد تھی قصبے کے آدمیون کو لشکر شاہی
کی کچھ خبر نہ تھی اس کے دو ہزار آدمی لشکر شاہی نے مار ڈالے اور
ایک جماعت کو اسیر کیا بہت مال و اسباب و مواشی ہاتھ لگے یہان سے نراین پور مین لشکر
شاہی جو اس قصبہ سے ڈیڑھ کوس پر ہے گیا یہ مال تجارت سے مالامال تھا یہان کے رہنے والے جان و آبرو کی
باہر جانے کو مقدم جانتے تھے لشکر شاہی نے یہان بھی کلیانی کی طرح آدمیون کو قتل و غارت و اسیر کیا کوئی سوار و پیادہ
نہ تھا جو اس لوٹ مین کامیاب نہ ہوا بلکہ غنیمت کے بہت مال و اسباب
کی وجہ سے ہر سوار اور پیادہ کو زیادہ بوجھ کے پھینکنے سے اپنے تئین ہلکا
کرنا پڑا باوجود اسکے پھر بھی انکے پاس ایسا بھاری اسباب تھا کہ ایک دو
کروہ سے زیادہ نہین چلسکتے تھے۔ رات تو تمام انہون نے راہ مین گذاری اور
صبحکو اسباب تاراج کو قیدی دولتمندون کے سر پر رکھ کے مرحلہ پیما

ہوئے اور موضع بھالکی مین آئے یہ بہ نسبت اور آبادیون کے نزدیک تھی بہیر کو یہان
بلایا اور اسکا بنگاہ بنایا۔ اطراف سے غلے اور ہیمہ و کاہ کے گنسنج اس قدر جمع گئے کہ
ایک ہفتہ تک آدمی اور چارپائے انکے ڈہونے سے عاجز ہو گئے بعد اسکے جریدہ سواری
کی محمد آباد اور بیدر کی طرف جین یکتا تہہ مین بیدر سے دو کوس پر آئے جہان
آبادی نظر آتی ایک بانگ مارنے مین وہ لشکریون کی دست خوش ہوتی جہان دن
تاخت کرتے آبادی کا نشان نہ چھوڑتے جس مکان مین جاتے ساری چیزون کے
ذخیرون کو لے لیتے عورتون پاس کپڑا بدن ڈھاکنے تک نہ چھوڑتے تین چار
روز مین پچاس آباد قصبہ و دہات بالکل لٹ گئے ساحل آب بخرہ پر دواب کی
آسودگی کے لیئے ایک مقام کیا دو تین روز بعد خاندوران خان پھر بھالکی مین آیا
اس ضمن مین بیجاپور کے سردار بہلول خان و یاقوت خان و خیریت خان و
رندولہ جو افواج شاہی کے مقابلے کے لئے بیجاپور سے مامور ہوئے تھے۔ برابر ہو کر
بیدر کے نزدیک منزل گزین ہوئے۔ جو ہین لشکر دکن کے سپاہی نمودار ہوئے
راجہ جیسنگہ ہراول فوج نے اسکا مقابلہ کیا۔ بہت زد و خورد کے بعد بہت دکنیون نے
فرار اختیار کیا لشکر بادشاہی یہان سے کوچ کر کے لوٹ کے مال اور قیدیون
اور بہیر اور ایک کار آزما جماعت کو ناندیر روانہ کیا اور فوج شاہی نے نواح بیجاپور کی
تاخت و تاراج کے لئے سواری کی۔ جہان یہ فوج گئی اوسنے آبادی کو ویرانی
بنایا غنیم کی فوج کبھی کبھی سر راہ صورت دکھاتی اور شوخی کرتی اور آدمیون اور
گھوڑون کو ضائع کرتی اور اپنے آدمیون کی ایک جماعت کو تلوار و سنان کی
دھارون تلے لاتی اور برق کردار فرار کرتی۔ لشکر بادشاہی گلبرگہ سے گذر کر
قصبہ ہیراپور مین آیا یہ آباد قصبہ تجارت کے مال سے بھرا تھا طرفۃ العین تباہ و
خاک سیاہ ہوا جنس اقمشہ و طلا و نقرہ و زر مسکوک مع اسیرون کے بہت لشکریون
کے ہاتھ آئے دوسرے روز کنارہ آب بہنورہ پر ہیراپور کے متصل لشکر شاہی اترا

دستہ دستہ فوج دکن نمودار ہوئی۔ ہر طرف سے بہادرون کے گھوڑے دوڑنے لگے طرفین نے داد مردانگی دی۔ ہر ساعت غنیم کی فوج زیادہ ہوتی سخت لڑائی ہوئی۔ بہت سردارون کے سر زمین پر خاک و خون سے آغشتہ ہوئے ہر لحظہ عرصہ دار و گیر زیادہ گرم ہوتا گیا اور مردون کی ہائے و ہو اور کوس کی دھون دھون نے ایک غلغلہ ڈالدیا اور ایک قیامت برپا ہوگئی۔ طرفین سے تردد نمایان و کارزار رستمانہ ظہور مین آئی۔ آخر کو کشش و کوشش کے بعد فوج دکن [illegible] راہ فرار اختیار کی۔ بادشاہی فوج نے تعاقب کیا اور بیجاپور سے دس بارہ کوس پر وہ لوٹتی مارتی فیروز آباد مین آئی اس ضمن مین مکرمت خان کا نوشتہ آیا کہ بیجاپوریون نے تالاب شاہ پور کے کنارہ کو توڑ ڈالا ہے۔ باہر کے لشکر کے لئے صرف اسی تالاب کا پانی میسر ہوسکتا تھا اور باہر کے آدمیون کو اندر بلالیا ہے اور برج و بارہ کے بندوبست مین مشغول ہین۔ بیجاپور سے چند کروہ تک ذخیرہ و کاہ و غلہ و آب نایاب ہوگئے ہین اس خبر کو خاندوران نے سنکر بیجاپور کی طرف جانے کا ارادہ فسخ کیا اور اطراف کو پامال لشکر کیا نواح کمبلاپور و شولاپور کو مع ان دو قصبون کے لوٹا اور مال و اسباب بیحساب ہاتھ آیا۔ قطب الملک کی سرحد تک ملک کو ویران اور بیچراغ کیا اس وقت حضور کا حکم پہنچا کہ عادلخان نے بعد از خرابی البصرہ کی مثل کو اپنا مصداق بنایا ملا ابوالحسن و قاضی ابو سعید کو اطاعت نامہ و تحفون کے ساتھ حضور مین بھیجا اور عفو جرائم کی التماس کی ہے اب تم اسکے ملک کی تاخت و تاراج سے ہاتھ اٹھاؤ ؎

ہرچہ دانا کند کند نادان ✽ لیک بعد از حصول رسوائی

خاندوران خان نے حکم شاہی پر عمل کیا اور قلعہ ادسہ و اودگر کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا یہ دونو قلعے نظام الملک سے تعلق رکھتے تھے۔

[illegible] شوال کو سید خان جہان قلعہ سرادھون مین کہ بیجاپور کی سرراہ تھا پہنچا

اور اسکا محاصرہ کیا تین روز تک عنبر قلعہ دار نے توپ تفنگ چلائے۔ آخر ہراس
اسپر غالب ہوئی۔ قلعہ کو حوالہ کیا اور خود ایک جمع کثیر کے ساتھ اسیر ہوا اسکے بعد سید
خانجہان نے قصبہ کانٹی تک اپنے تھانے بٹھائے اور قلعہ کانٹی کو مفتوح کیا محصورونکو
قتل کیا۔ بہت مال مع ذخیرہ و توپ خانہ۔ ہاتھ آیا۔ قصبہ دیوگانون کو بھی تصرف
مین لایا۔ جب یہان سے کوچ کیا تو بیجاپور کی فوج مقابل ہوئی اور سخت
لڑائی ہوئی۔ ۵ - ذیقعدہ کو عقب سے چنداول اور شہر پر غنیم نے زور کیا۔ بازار
دار و گیر گرم ہوا گھوڑون کے سمون کے صدمہ سے زمین لرزتی تھی اس دن
شہ نواز خان نے چنداول کی مدد کرکے رستمانہ تردد کیا۔ تمام دن جنگ مغلوبہ
رہی کہ کوئی غالب و مغلوب نہین معلوم ہوتا تھا۔ غروب آفتاب کے وقت لشکر
آپس سے جدا ہوئے اس جنگ مین زندولہ خان کو زخم کاری لگا وہ دکنیون کا
بڑا سردار نامور تھا اسکے ہمراہی ہاتھون ہاتھ اسکو اٹھا کے لے گئے طرفین کے
بہت آدمی کام آئے ایک جماعت گلگونہ زخم سے سرخرو ہوئی۔ کہتے ہین کہ دس
کروہ تک کشتہ و زخمی آدمی پڑے تھے۔ خان جہان نے دھاراسیون مین
پہنچکر چند مقام کئے اور زخمیون کی تیمارداری کی خبر آئی کہ زندولہ خان کے
گو زخم ابھی نہین بھرے تھے کہ وہ پھر غرہ ذی الحجہ کو لشکر بادشاہی کے مقابل
نمودار ہوا سید خان جہان ہمراہیون کو لے کر مقابلہ کے لیئے دوڑا۔ تمام
روز معرکہ کارزار گرم رہا فرہاد خان پدر زندولہ خان نے چپقلشین نمایان
کین طرفین سے ایک جماعت کشتہ و زخمی ہوئی آخر کو دونو لشکر جدا ہو گئے
سید خان جہان نے پھر دھاراسیون مین مراجعت کی چند روز توقف کیا
کہ زخمی سپاہیون کے زخم اچھے ہو گئے محفوظ جگہ مین بہیر کی نگاہبانی کرکے
گلبرگہ کی طرف تاخت و تاراج کے لیئے دوڑا جمع کثیر زخمی و کشتہ ہوئی۔
آخر کار سید خان جہان قول سے نکلا اور غنیم سے مقابل ہوا اور خصم کو

مقابلہ کیا۔ وہ بیرا اور دھارور کو اسلیے جاتا تھا کہ ایام برسات مین وہان چھاونی والے
ہر روز غنیم مقابل ہوتا تھا اور غلبہ و شوخی کرتا تھا کبھی ہراول پر کبھی چنداول پر کام تنگ
کرتا تھا اور بعض وقت قول پر دستبرد بیان کرتا تھا اور برق کی طرح پران ہو جاتا تھا
بہت آدمیون کو ضائع اور زخمی کرتا تھا لشکر شاہی ہر بار جانفشانی کرکے اوس کو
ہزیمت دیتا تھا۔ وہ یازدہم ذی الحجہ کو دھارور مین آیا +

دشمنون پر خان زمان کا ریلا

بادشاہ کے حکم کے موافق خان زمان احمدنگر مین آیا آذوقہ کے جمع کرنے کے لیے
چندروز یہان توقف کیا اور احمال و اثقال کو یہان رکھ کر لشکر کی ترتیب صفوف
مین مصروف ہوا اور جنیر کو روانہ ہوا۔ جب قریہ ایکو لینر مین پہنچا جو احمدنگر سے چھ
کروہ پر ہے تو اوسکو معلوم ہوا کہ ساہو مینا جی بھونسلہ سے جسکے تصرف مین حصن
یاہولی تھا مصالحت کرکے حصن مذکور پر متصرف ہوا ہے اور اسکو جنیر مین ہمراہ لاکر
یہ چاہتا ہے کہ پارگانون کی راہ سے پرنیدہ کی سمت مین جاسے۔ اس لیے
خان زمان نے ایکو لینر سے حرکت کی موضع راجپور مین کہ توابع جنیر سے ہی اقامت کی پھر
کوچ کرکے پارگانو کے متصل معسکر بنایا۔ ساہو نے یہ موضع اپنے اترنے کے لیے تجویز کیا تھا
جب اس کو یہان لشکر شاہی کے آجانے کی اطلاع ہوئی تو وہ کوہ و جنگل کی راہ سے
جو جاگنہ دیوندہ پر منتہی ہوتی ہے راہی ہوا کچھ دنون بعد خان زمان کو معلوم ہوا
کہ ساہو ولایت عادلخان مین چلا گیا ہے بادشاہ کا حکم تھا کہ اگر ساہو عادلخان کی
ولایت مین چلا جاے تو اسکا تعاقب نہ کیا جاے اور صورت حال بادشاہ سے معروض
ہو اور حکم کے آنے کا انتظار کرے وہ دریاے بھونرا کے کنارہ پر فروکش ہوا اور اس
امر کی عرضداشت بادشاہ پاس بھیجی اور یہان کی رعایا اور تاجرون کی
استمالت اور محال کثیر الاختلال کی معموری مین کوشش کی۔ بہادر خان کو ایک
گروہ کے ساتھ بھیجا کہ اس محال کو ساہو کی دست اندازی سے بچاے وہ جس گروہ
پر یہان سے تھا شاہ بیگ کو حصار چار کونڈہ کی تسخیر کے لیے تعین کیا اور تجویز کیا

اسکو فتح کرکے وہین وہ رہی - شاہ بیگ خان چبارہ گونڈہ گیا اور اسکا محاصرہ کیا تین
پہر تک اہل قلعہ تفنگ و بان سے لڑتے رہے لیکن لشکر شاہی کے غلبہ سے مضطرب ہوکر
زینہار طلب ہوئے - شاہ بیگ خان نے امان دیکر قلعہ لیلیا - خان زمان نے دریای
بہونرہ سے جنیر مین حرکت کی اور یہ ارادہ کیا کہ جبتک مروہی کا حکم شاہی آئی سرکار
جنیر کا انتظام کرے اس اثناء مین بادشاہ کا فرمان آیا کہ شائستہ خان مامور ہوا ہے
کہ سنگمنیر سے جنیر مین جاوے اور سرکار مذکور کو بادشاہی تصرف مین لاوے اور اگر ہوسکے تو
اسکے قلعہ کو بھی مفتوح کرے اب تم اس طرف نہ جاؤ - خان جہان و خان دوران بہادر
کہ عادل خان کی ولایت کے لوٹنے کا حکم ہوا ہے تم بھی اس ولایت مین داخل ہوکر ملک کو
ویران کرو اور ساہو کی اور اس جماعت کی جو عادلخان اسکی کمک لئے مقرر کرے
تادیب کرو - خان زمان ۱۱ شوال کو عادلخان کے ملک مین داخل ہوا جس آبادی
و محال مین پہنچا اسکو تاخت و تاراج کرکے خراب کیا -
۲۰ شوال کو گھاٹ دورا یائی کے اندر آیا یہان کچھ توقف کیا اور پانچسو تابین اپنے
یہان رکھے کہ دشمن اُنسے لڑنے پر دلیری کرین - خود اوسہ کی جانب چلا - آدھی دور گیا تھا
کہ دشمنون کی ایک جماعت نمودار ہوئی - کمینگاہ مین جو افواج شاہی بیٹھی تھی وہ انپر
حملہ آور ہوئی اور دو کوس تک انکو بھگایا اور اپنے لشکر سے جا ملی اس اثناء مین راو
ستر سال بیرہ جو خان زمان کے پیچھے آیا تھا - مخالفون نے ایک حشر برپا کیا وہ ایک گروہ
کو ہلاک کرکے لشکر شاہی سے آملا اس دار و گیر مین کچھ راجپوت مارے گئے -
خان زمان سات روز مین نواحی کولاپور مین آیا - قلعہ و قصبہ کا محاصرہ کیا - اہل حصار
نے ہر چند نائرہ پیکار کو روشن کیا اور مدافعت و ممانعت کی مگر لشکر شاہی نے قصبہ و
قلعہ دونو کو فتح کرلیا بہت آدمی کشتہ و اسیر ہوئے -
اسی ضمن مین خبر آئی کہ اس ضلع کے پہاڑ کے نشیب و فراز مین ایک جماعت جمع ہوئی ہے
مال و عیال و مواشی بہت رکھتی ہے - خان زمان نے بہادر خان و شاہ بیگ کو

ان پر تعین کیا کہ سب کو جا کر لوٹ لین اور اسیر و دستگیر کرین۔ چنانچہ انہین سے دو ہزار عورت
مرد چھوٹے بڑے قید ہو کر فروخت ہوئے خان زمان کولاپور مین تھانہ مقرر کر کے
بیجاپور کی طرف متوجہ اور دریای کشنا گنگا کے کنارہ پر آیا تو ساہو فوج بیجاپور کی
جمعیت لے کر بادشاہی لشکر کے سامنے آیا تین روز تک بان اندازی کرتا رہا
اور گریز کے ساتھ جنگ کرتا رہا۔ خان زمان نے شاہ بیگ کو راجپوتون کی جماعت
کے ساتھ لشکر کا محافظ مقرر کیا اور خود جاسوسون کی رہبری سے آدھی رات کو
سوار ہوا اور دکنیون کی بھیر پر جا پہنچا ساہو نے اسکی خبر پا کے بہیر قلب مکانون
مین روانہ کیا۔ خود خان زمان کی فوج کے سر راہ آیا۔ عجب دارو گیر ہوئی اور
سخت لڑائی ہوئی۔ آخر دکنی فرار ہوئے۔ خان زمان کے آدمیون کے ہاتھ
کچھ غنیمت آئی اسی طرح وہ مرج تک لڑتا ہوا چلا۔ ہر روز بیجاپور کی سپاہ
بر سر راہ آتی اور شوخی کرتی۔ خان زمان نے مرج کے آباد قصبہ کو غارت کیا جو
معمورہ ملے باغ کو بے چراغ کیا وہان سوا باغ کے آبادی کا نام نہ چھوڑا
سب جگہ مقابلہ و مقاتلہ کرتا ہوا آب بھونرہ کے کنارہ پر آیا۔ چند روز یہان
توقف کیا یہان پادشاہ کا فرمان آیا کہ عادلخان نے عاقبت بینی و
عافیت گزینی کے سبب سے پادشاہ کے احکام کو قبول کیا اور قرار دیا کہ بیس لاکھ
روپیہ کی پیشکش بھیجیگا اور اسنے مقرر کیا کہ اگر ساہو حصن جنیر اور ولایت نظام الملک
کے تمام قلعون کو پادشاہی آدمیون کے حوالہ کر دیگا تو اسکو نوکر رکھونگا اور
نہین تو قلاع مذکور کی فتح مین اور اسکی تادیب مین پادشاہ کے ہوا خواہون کے
ساتھ اتفاق کرونگا۔ پس تمکو چاہیئے کہ اس فرمان کے پہنچتے ہی ہماری پاس آؤ کہ ہم
حصار جنیر کی تسخیر کی اور ساہو کی تنبیہ کی تدابیر تمکو بتلائین۔ خان زمان اس
فرمان کے آتے ہی پادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔ پادشاہ سے ۲۰ ذیقعدہ کو
عرض کیا گیا کہ خان خانان سپہ سالار کے تابینون کی جماعت جو حسب الحکم

ائکی سنگی والکہ و پالکہ کی فتح کے لئے مقرر ہوئی تھی اس نے قلاع مذکور کو تسخیر کر لیا۔ یہ قلعے آیت
سے اٹھارہ کروہ پر تھے عادلخان نے فرمان پذیری کے بعد بادشاہ کی شبیہ اور عہدنامہ
کی درخواست کی تھی کہ اسکا اعتبار بڑھے اسلیئے بادشاہ نے اپنی شبیہ جسکا چوکھٹا
زمرد او موتیون سے مرصع تھا اور عہدنامہ جسپر بادشاہ کا پنجہ منقش تھا محمد حسین سلدوز
کے ہاتھ عادلخان پاس بھیجا میر ابوالحسن و قاضی ابوسعید شیخ دبیر جو رسالت کے طور پر
بیجاپور سے آئے تھے اس کے ساتھ بیجاپور گئے رسم قوموں مین ہاتھ دینا عبارت
اس سے ہوتی ہے کہ کسی کار عظیم کا اقرار کیا گیا ہے۔ تاتار کی قوموں مین پنجہ کے نقش
کرنے کے معنے بھی یہی تھے۔ بادشاہ عہدناموں پر صندل کے عرق مین اپنے
پنجہ کو ڈبو کر نشان کیا کرتا تھا) فرمان القاب کے بعد یہہ لکھا تھا کہ جو عرضداشت
بھیجی تھی وہ ہماری نظر سے گذری اُس سے تمہارا اخلاص و اختیار اطاعت و
صدق ارادت ظاہر ہوا اندنون مین یمین الدولہ خانخانان سپہ سالار
کو جو خط بھیجا تھا اُس کا مضمون ہم سے عرض کیا گیا
اسی وقت مکرمت خان کی عرضداشت بھی پہنچی ان سب تحریرون سے معلوم ہوا
کہ ہر باب مین جو ہمنے تمکو حکم دیا تھا وہ تم نے قبول کیا اور طریق اطاعت و انقیاد کو
اختیار کیا اسلیئے تمہاری تقصیرات کو ہم معاف کرتے ہین۔ ازسرنو تمپر عنایت
و مرحمت کرتے ہین اگرچہ عادل خان مرحوم کی خدمات اخلاص کے سبب سے
اور اسکی سفارشون کی وجہ سے اور اس ارادت و اخلاص کے سبب سے جو تم سچے
دل سے ہماری ساتھ رکھتے ہو ہم نہین چاہتے تھے کہ تمپر ذرا بھی بے عنایتی کرین
اور اصلاً تمہارے ملک کی خرابی کرین مگر تمہارے کوتہ اندیش آدمیون کے سبب سے
ہمپر یہ دونو باتین لازم ہوگئیں اور ضروری ہوا کہ اس وقت مین جسقدر خرابی تمہاری ملک میں
پہنچائی گئی اسپر راضی نہ ہوون بہرحال چونکہ تم نے اس ارادہ سے جسپر تمکو کوتہ اندیش
آدمی لے گئے تھے بہت جلد بازگشت کی اور اپنی بہبود اسمین سمجھی کہ ہماری بندگی

اور اطاعت کی راہ مستقیم پر چلائے اور ہر باب مین جو حکم تمکو دین اوسکو قبول کیجے اسلئے
ہمنے بھی وہ سارا ملک جو عادلخان مرحوم پاس تھا تمکو مرحمت کیا اور نظام الملک کے
ملک مین سے محال ونکورا اور قلعے جو اس محال مین واقع ہین و قلعہ شولاپور اور اس کے
متعلقہ محال جو ہمنے عادلخان مرحوم سے لیکر نظام الملک اور ملک عنبر کو عنایت
کی تھین اور قلعہ پرینده اور اسکے پرگنات متعلقہ و پرگنہ بھالکی اور پرگنہ وجیت
اور ولایت کوکن مین سے جو نظام الملک سے متعلق تھا اور قلعے جو اس ولایت مین
واقع ہین اور پرگنہ چاکنہ یہ سب ملکر پچاس پرگنون کا مجموعہ ہوتا ہے اور اسکا
حاصل بیس لاکھ ہن ہوتا ہے جسکی تفصیل لکھی ہوئی ہے یہ سب تمکو ہم مرحمت کرتے ہین اور
مقرر کرتے ہین ممالک محروسہ مین نظام الملک کا باقی سارا ملک داخل ہو جب تک تم اور
تمہاری اولاد ان شرائط پر عمل کرینگے جو اس فرمان کی ذیل مین تحریر ہین اور بمنزلہ
ہمارے عہدنامہ کے ہین تب تک انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز ہم اور ہماری اولاد اور
ہمارے امراء تمکو اور تمہارے ملک کو کوئی ضرر نہین پہنچاینگے اور یہ امر نسلاً بعد نسل
و بطناً بعد بطن و قرناً بعد قرن برقرار اور پایدار رہیگا۔



شرط اول یہ ہے کہ تم سررشتہ مریدی و اخلاص کو نہ چھوڑو اور اسکو محکم رکھو اور
اس فرمان مین جو احکام مرقوم ہین انکے قواعد مین تغیر و تبدیل کرکے انکے
خلاف کام نہ کرو اور انکے لوازم کو ہمیشہ بجا لاتے رہو اور اسکے خلاف سے محترز
و مجتنب رہو۔ شرط دوم یہ ہے کہ کوئی نظام الملکی اصلاً و مطلقاً درمیان نہ ہو
اور جو نظام الملکی باقی رہا ہو وہ عادلخانی ہو جاے اور تمہارے آدمی ان
محالون سے متعرض نہ ہون جو سابق و حال مین اس سرحد مین ممالک محروسہ سے
منضم ہوئی ہین اور کوئی آسیب ان محال پر نہ پہنچائین اور اپنے حدود متعلقہ سے
جو اس مرتبہ قرار پائی ہین تجاوز نہ کرین اور اس مرتبہ جو پیشکش بیس لاکھ
روپیہ نقد و جنس کی منظور ہوئی ہے وہ مکرمت خان کی ہمراہ درگاہ والا مین

تم دیکھیو ہمنے جو قطب الملک کو حکم بھیجا تھا اوسنے کمال اخلاص و بندگی سے قبول کیا
اور بد اعتقاد بدعتون کے زمرہ سے نکل کر وہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت مین
داخل ہوا اور جس روش سے کہ ممالک محروسہ مین خلفاء اربعہ کے اسامی سامی اور ہمارا
نام خطبہ مین پڑھوایا جاتا ہے اسی طرح اسنے منبرون پر پڑھوایا اور درہم و دینار
پر ہمارے نام کا سکہ لگا کے اپنے ملک مین جاری کیا اور پچاس لاکھ روپیہ کی پیشکش
جو ہمنے جلوس کے وقت مقرر کی تھی وہ اسنے بھیجی یہ امور اسکے مقتضی ہوئی کہ قطب الملک
کی رعایت کی جائے اسلئے جو چار لاکھ ہن نظام الملک کو دیتا تھا انمین سے دو لاکھ
ہن معاف کرنے کا اور دو لاکھ ہن سرکار خاصہ مین داخل کرنے کا حکم دیدیا تم دکن کے
دنیاداروں مین سب سے بڑے ہوا اور ملکون کے رئیس ہوا اور قطب الملک کے بڑے
بھائی کی جگہہ ہو چاہیے کہ اصلاً و مطلقاً کوئی ضرر قطب الملک کو نہ پہنچاؤ اور اسکے محال
متعلقہ کے متعرض نہ ہو اور نقد و جنس وغیرہ کی اسکو کوئی تکلیف نہ دو اور اپنی داد و ستد
یادگاری جو تمہارے اور اسکے باپ دادا کے درمیان متعارف تھی اسپر اکتفا کرو
اس مقدمہ کو بھی عہدنامہ کی ایک شرط جانو۔ ساہو اور ریحان شولاپوری کو اپنی
درگاہ والا مین راہ نہ دو اس کے دو سبب ہین ایک یہ کہ اس سے تقصیرات سرزد
ہوئی ہین۔ دوسرے تم نے التماس کیا ہے ہمنے اور آدمیون کے لئے یہ مقرر کیا ہے
کہ ہم انمین سے نہ کسی کو قول دین اور نہ انکو طلب کرین اور ایسے ہی ہمارے شہزادے
اور امرا انکو نہ قول دینگے اور نہ انکو طلب کرینگے اسلئے تم کو بھی چاہیے کہ جو کوئی
ہمارا نوکر ہم سے روگردان ہو کر فرار ہو اور تمہارے پاس جائے تو اس کو نگاہ
رکھو اس مقدمہ کو بھی اس قرارداد عہود کی شرائط مین سے سمجھو ساہو کے لئے کوئی جائے
جگہہ نہین ہے ظن غالب ہے کہ وہ تمہارا نوکر اور منقاد ہوگا اس صورت مین سلح ہو
کہ وہ قلعہ جنیر و قلعہ تربنیک و قلعہ راج دیوڑھیر و قلعہ ترنگلواری و قلعہ بھیم گڑ
کو جو اسکے تصرف مین ہین جلدی خالی کر کے ہمارے نوکرون کے حوالہ کر دے

اور ہمنے حکم دیدیا ہے کہ کوئی شخص سا ہو کے آدمیون اور اہل و عیال کا متعرض نہو اور سپاہ توپ و غیرہ کے جوان قلاع کے لوازم مین ہین جو کچھہ اور ہو وہ جہان چاہین لیجائین اور اگر بالفرض و التقدیر ساہو تمہارا نوکر نہ ہو تو اسکو اپنے ملک مین راہ نہ دو اور اگر وہ تمہارے ملک مین آجائے تو اسکو دستگیر کرو یا مار کر ملک سے نکالدو اور اسکی تنبیہ کو ہمارے آدمیون کے حوالہ کرو تاکہ ہمارے نوکر اسکو مستاصل کرین اور اس مفسدہ سے خاطر جمع کرین قلعہ ادسہ وادوگیر مین قلعہ دار نظام الملکی ہین اگر وہ اور انکی مانند تمہارے مطیع ہون تو انکو تم تاکید کرو کہ وہ قلعہ کو مع توپون کے بلا دغدغہ شاہی آدمیون کے حوالہ کرین اور اپنے اہل و عیال و مال کو جہان چاہین لے جائین اور اگر مطیع نہ ہون تو اطلاع دو کہ ہم اپنے نوکرون کو حکم دین کہ ان قلاع کو عنایت الٰہی سے جبراً و قہراً انسے لے لین تمکو چاہیئے کہ ان شرائط و عہود کو صحیفہ پر لکھو اور تعہد اپنے خط سے لکھکر اور مہر لگا کے مکرمت خان کے سامنے مصحف مجید و فرقان حمید پر قسم کھا کے اسکو اپنی پیشکش و عرضداشت کے ہمراہ بھیجدو کہ ہم اسکو دیکھہ لین اس فرمان کو جو سد سکندری کی طرح ثابت و استوار رہیگا اور اسکے قواعد مین تغیر و تبدل نہ ہوگا ہم اپنے دستخط خاص و نشان پنجہ سے مزین کرتے ہین اور خدا و رسول کو اسکا شاہد کرتے ہین اور تمہاری التماس کے موافق ہمنے حکم دیا ہے کہ ان مضامین مرحمت آئین کا خلاصہ لوح طلائی پر منقوش ہو اور جسوقت یہہ لوح تیار ہو اور مکرمت خان مع پیشکش کے ہمارے پاس آئے اسکو سید ابو الحسن اور قاضی ابو سعید کے ہمراہ بھیجین تمکو چاہیئے کہ ہماری ان عنایتون کی قدر کرو جو پہلے تمہارے باپ دادا پر ہوئین اور امنیت و اطمینان سے اپنے ملک مین فراغت اور عشرت مین مشغول ہو اور اس نعمت کا شکر بجا لاؤ تاکہ ہماری عنایت تم پر ہمیشہ زیادہ ہوتی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین فرمایا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔ ہم سایۂ خدا ہین سنت الٰہی کا اقتدا کر کے ایسا فرماتے ہین اور اسکے موافق عمل کرتے ہین

عرضداشت بندہ فدوی بر شاہراہ عقیدت مستقیم محمد بن ابراہیم فرہ وار بموقف عرض ایستادہا حضرت صاحب قران ثانی میرساند۔ کہ فرمان عالیشان

فرمان بنام ابراہیم عادلشاہ بجواب عرضداشت۔

اور شبیہ بے مثل و نظیر بادشاہ کی جو محمد حسین سلدوز کے ہمراہ بھیجی تھی اور عہد نامہ یہ مکرمت خان کی معرفت میری پاس آئین۔ اسنے میری عزت بڑھی مین مراسم استقبال و تعظیم و تسلیم بجا لایا۔ میری زبان نہین جو اس عطیہ عظمی کا شکریہ ادا کرون مین نے حضرت کی دعا گوئی روز وظیفہ بنایا ہے۔ فرمان کے آنے سے دو روز بعد ۲۰ ذی الحجہ کو مکرمت خان کو مع پیشکش کے درگاہ والا مین روانہ کیا میری حال کی شرح اور ارادت کے اعتقاد کی درستی حضور سے عرض کریگا جسکو اس نے خود اپنی آنکھون سے دیکھا ہے۔ محمد حسین سلدوز جو اسی رات کو حضور کی خدمت مین روانہ ہوتا ہے اس نے میری صدق ارادت و صفائی عقیدت مشاہدہ کی ہی یقین ہے کہ اسکے عرض کرنے مین مقصر نہ ہوگا۔ سایہ چتر معلی بر مفارق عالم و عالمیان پایندہ باد۔ اس عرضداشت کے گرد ایک حافظ کی غزل آب زر سے لکھی تھی جس سے گمان ہوتا ہے کہ تین سو کئی سال پہلے عندلیب شیراز نے اس غزل کو محض عادل شاہ کے لیے لکھا تھا وہ غزل یہ ہے۔

## غزل

جوزا سحر نہاد حمائل برابرم ... یعنی غلام شاہم و سوگند می خورم

شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز ... کامے کہ خواستم ز خدا شد میسرم

گردید نام شاہ جہان حرز جان من ... دانی خجستہ نام بر اعدا مظفرم

شاہا من ار بعرش رسانم سریر فضل ... مملوک این جنابم و مسکین این درم

گر باورت نمیشود از بندہ این حدیث ... از گفتہ کمال دلیلے بیاورم

بر من فتادہ سایہ خورشید سلطنت ... اکنون فراغت است ز خورشید خاورم

تا همچو رکاب خانہ عشاق محو باد ... گر جز محبت تو بود شغل دیگرم

ای شاہ شیرگیر چہ گردد ار شود ... در سایہ تو ملک فراغت میسرم

عہد الست من ہمہ با مہر شاہ بود ... در شاہراہ عمر ازین عہد نگذرم

اس سال کے غرہ صفر سنہ کو عبد اللطیف نے جو قطب الملک پاس سفیر بن گیا تھا

اوسنے اُسکے پیشکش چالیس لاکھ روپیہ نقد و جواہر و مرصع آلات سو فیل و اسپ کی
اور عرضداشت اور اسکا عہدنامہ بادشاہ کے نظر کے روبرو پیش کیے۔

مرید موروثی نیکخواہ مخلص و فدوی بلا اشتباہ عبداللہ قطب الملک کا تعہد نامہ
یہ ہے کہ حضور نے جواز روے کرم فطری و رافت جبلی اس ناحیہ محقر کو بشرائط
ذیل نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن نیازمند کو مرحمت فرمایا ہے تو یہ مرید موروثی
عہد و اعتقاد و وفور اخلاص سے تعہد کرتا ہے کہ ہمیشہ اس ملک مین چار یار باصفا
کا نام اور حضور کا نام جمعون اور عیدین کے خطبون مین پڑھا جائیگا۔ اور
پہلی روش پر خطبہ نہین پڑھا جائیگا۔ اور زر سرخ و سفید پر سکہ حضور کے نام
کا لگایا جائیگا جیسا کہ آپ کندہ کراکے بھیجینگے اور یہ بھی مین نے قبول کیا ہے
کہ آیندہ سنہ ۹ جلوس سے دو لاکھ ہون (اٹھ لاکھ روپیہ) ان چار لاکھ ہون مین سے
جو مین نظام الملک کو دیتا تھا سال بسال بے عذر و اہمال سرکار خاصہ مین داخل
کرتا رہونگا۔ اگر صوبہ دکن کا منتظم کوئی شاہزادہ ہوگا تو اسکی خدمت مین یہ
روپیہ بھیجدونگا یا کوئی اور امیر صوبہ دار دکن حضور مقرر فرمائینگے تو اوسکو نذر
ندکور دیدونگا حضور نے جو سنہ ۸ جلوس تک پیشکش کا بالمقطع ۲۳ لاکھ روپیہ
مقرر کیا تھا اسکا ۸ لاکھ روپیہ باقیماندہ اور ۲ لاکھ ہون بابت سال نہم جلوس
بھیجتا ہون اور پیشکش حال کے ہاتھی گھوڑون کی قیمت جو حضور نے مقرر کی ہے
اور اسکی قیمت جو کلکتہ مین مقرر ہوئی تھی ان دونو قیمتون کا فرق جو
مشخص ہوگا مین وعدہ کرتا ہون کہ بلا عذر خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا اور
سال ہا سے آیندہ مین جو زر پیشکش کے ساتھ جلنس بھیجی جائیگی اسکی قیمت کا بھی
یہی دستور رہیگا۔ بعد ازین ہمیشہ اولیاے دولت کے ساتھ صمیم قلب سے
یک رنگ و موالف اور اسکے مخالفون کے ساتھ تہ دل سے دشمن و مخالف ہونگا
تاکہ اس نیازمند کے تعہدات مین راستی و رسوخ ظاہر ہو مین نے مولانا

عبداللہ خان قطب الملک۔

عبد اللطیف کے سامنے قرآن مجید پر قسم کھائی ہی کہ ان کے خلاف مجھ سے کوئی کام نہ ہوگا اگر خدانخواستہ میں اسکے خلاف کام کرون تو اولیاء دولت کو اختیار ہوگا کہ وہ مجھ سے ملک لے لیں چونکہ مین نے ہم چشموں مین حضور کی بندگی و اطاعت مین پیش قدمی کی ہے اس لئے انہون نے مجھ سے عداوت پر کمر باندھی ہی اگر حضور کی معاودت کے بعد کبھی عادلخانی کو تہ اندیشی و ناعاقبت بینی سے میرے ملک پر دست تطاول دراز کرین تو دکن میں جو حضور کے صوبہ دار ہوں وہ میرے ملک سے انکے شر کے دفع کرنے مین میرے ممد و معاون ہوں اگر باوجود میری اعانت طلب کرنے کے صوبہ دار دکن تغافل کرین اور عادلخانیہ مجھ سے جبر و تعدی کر کے روپیہ لے لیں تو یہ روپیہ ان آٹھ لاکھ روپیہ مین سے جو ہر سال پیشکش مین بھیجا جاتا ہے منہا کیا جاوے یہ چند کلمہ بطریق حجت لکھے گئے ہیں۔ تحریر فی التاریخ شہر ذی الحجہ ۱۰۴۵ھ۔

دو کروڑ روپیہ اموال تجار اور زمینداران گونڈہ اور پیشکش حکام دکن اور چالیس قلعے جنکے توابع کا محصول قریب ایک کروڑ روپیہ کے تھا اس سال مین بادشاہ کو حاصل ہوئے ؎

شاہجہان کشور اقبال گرفت + تیغت زعدو ملک و سر و مال گرفت

چل قلعہ بیک سال گرفتی کہ یکش + شاہان نتوانند بہ چہل سال گرفت

جب بادشاہ قلاع دکن کی تسخیر سے فارغ ہوا بادشاہ کے یہان توقف کرنے سے عادل شاہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہین بیجاپور کا فتح کرنا بھی بادشاہ کو منظور نہ ہو تو اوسنے مکرر بادشاہ سے عرض کیا کہ ان حدود کی مہمات حضور کے دلخواہ صورت پذیر ہوئین اور چند قلعے جو سا ہو پاس ہین اسکے ہاتھ سے انکے چھٹانے کا مین متکفل ہون حضور پر روشن ہی کہ میرے ملک کی رعایا ڈر کے بھاگ گئی ہے جب تک حضور یہان رونق افروز رہین گے۔

بادشاہ کو دو کروڑ روپیہ اور چالیس قلعوں کا ملنا۔

وہ اپنے وطن میں نہیں آئیگی اور بندہ بدون آبادی کے پیشکش نہ ادا کر سکیگا ورنہ
ملک اری مجھ سے ہو سکیگی۔ اگر حضور یہاں دار الخلافہ کو سفر فرمائیں گے تو میری
رعایا برایا اپنے کام میں مشغول ہوگی۔ بادشاہ نے یہ درخواست قبول کرلی ۱۷ ربیع
صفر کو مانڈو کی طرف مراجعت کی جسمیں گل و سبزہ کی فراوانی برسات میں پہنچنے والوں
کی روح افزا ہوتی ہے۔ بادشاہ نے یہ قصد کیا کہ جبتک برسات ختم ہو اور وہ قلعے
جنکے فتح کرنے کے لیئے خاندوران اور خان زمان مامور ہیں تسخیر ہوں اور سلہو کا
اور مخالفوں کا فتنہ دور ہو یہیں سیر و شکار میں عشرت افزا رہے۔ اس تاریخ
مکرمت خان نے بیجاپور سے آکر عادلخان کی پیشکش پیش کی۔ بادشاہ نے حکم
دیا کہ عادلخان کی ولایت بیجاپور مسلم رکھکر حصار پرنیدہ جسکا تعلق پہلے
نظام الملک سے تھا اور قلعہ دار نے زر کی غرض سے عادلخان کو دیدیا تھا مع
اسکے لواحق کے عادلخان کو دیدیا جائے اور ولایت کوکن جو ساحل دریائے
شور پر طولانی واقع ہوتی ہے آدھی نظام الملک سے اور آدھی عادلخان سے
متعلق تھی وہ آدھا ملک جو نظام سے متعلق تھا اور بندر جیول اور مضبوط قلعوں
پر مشتمل تھا وہ بھی اسکو مرحمت ہو۔ عادلخان نے اپنے سب نامور ہاتھی بادشاہ کے
پاس بھیجدئے تھے اُس نے عرض کیا کہ ایک اچھا ہاتھی میرے پاس بھیجدیا جائے بادشاہ
نے ایک بہت خاصہ ہاتھی بھیجا اور وہ لوح زرین جسپر عہدنامہ کا خلاصہ لکھا گیا تھا
محمد زمان مشرف اصطبل کے ہاتھ روانہ کیا۔ اس عہدنامہ کی نقل یہ ہے کہ

## عہدنامہ

ایالت و شوکت پناہ۔ عدالت و نصفت دستگاہ۔ زبدۂ ارباب دول عمدۂ
اصحاب ملل۔ خلاصہ مریدان۔ عادلخان۔ بو فور عنایات بادشاہانہ مفتخر و مستظہر
بودہ بداند کہ چون درینولا این عدالت پناہ بیاری بخت اختیار بندگی و اطاعت
نمودہ عرائضی کہ دلالت برین مراتب می نمود ارسال داشت تقصیرات گذشتہ

آن عدالت پناه را عفو فرموده و در مقام عنایت آمده تمام ملکے که از عادلخان مرحوم
بطریق ارث یافته بود برو مسلم داشتیم و از روے مزید نوازی از ملک نظام الملک
سر محال دنکور و قلعهہائے که دران محال است و قلعه شولاپور و محال متعلقه آن و قلعه پرینده و
چار ده محال متعلق بدان قلعه و ولایت کوکن با قلعهائے که دران است و پرگنه
بهالکی و چیت کوپا و چاکنه را بآن عدالت مرتبت عنایت نمودیم و مقرر است
که سائر ملک نظام الملک بممالک محروسه منتظم باشد اما این عنایات مشروط است
به آنکه نظام الملک و نظام الملکیه اصلاً درمیان نباشند و آن عدالت پناه متعرض
محالے که از سابق و حال درین سرحد ضمیمه ممالک محروسه گشته نگردد و از حدود خود که
درین مرتبه قرار یافته تجاوز ننماید و اگر بنده از درگاه والا از روے بے سعادتی فرار
نماید او را در ملک خود جائے ندهد خدا و رسول را شاهد این مراتب ساخته حکم میفرمایم
که مادام که آن عدالت پناه و اولاد و احفاد او بشرائط مذکوره عمل نمایند و خلاف
آن نکنند انشاء الله تعالیٰ از ما و از فرزندان کامگار ما مدار برخوردار ما و از امراے
عالی مقدار ما ضررے بملک آن عدالت پناه نخواهد رسید و خلاف عهود دیگر که در
لوح طلا که در ثبات ثانی لوح محفوظ است منقوش گشته بعمل نخواهد آمد و این قول و
قرار نسلاً بعد نسلٍ همچو سد سکندر استوار خواهد بود۔ تحریر فی التاریخ بست و سیوم شهر
ذی الحجه سنه هزار و چهل و پنج هجری مطابق نهم ماه خرداد سنه نهم جلوس

ولایت دکن کی ایالت مین چونسٹھ قلعے ہین جنہین سے تریسٹھ تو پہاڑون پر
اور گیارہ روے زمین پر بنے ہوئے ہین اسکے چار صوبے ہین ایک دولت آباد مع
احمد نگر اور اور محال کے جسکو صوبہ دکن کہتے ہین۔ یہ ولایت جب نظام الملک
سے تعلق رکھتی تھی تو پہلے اسکا حاکم نشین (صدر مقام) احمد نگر تھا پھر دولت آباد
ہوگیا۔ دوم تلنگانہ ہے یہ صوبہ بالاگھاٹ مین واقع ہے۔ سوم خاندیس جسکا حصار
آسیر اور شہر برہانپور مشہور ہین یہ شہر قلعہ گور سے چار کروہ پر ہے

چہارم برار ہے جسکا حاکم نشین ایلچپور ہے اور نواحی ایلچپور مین اسکا مشہور قلعہ گاول
ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر بنایا گیا ہے اور اس ملک مین اور سب قلعون سے زیادہ مضبوط
و مستحکم ہے صوبہ سوم تو بالکل اور صوبہ چہارم کا ایک حصہ گھاٹ کے نیچے آباد ہے ان چارون
صوبون کی جمع دو ارب دام ہے۔ جو دوازدہ ماہ کے حساب سے پانچ کروڑ
روپیے ہوتے ہین یہ سب ایالت شاہزادہ اورنگ زیب کو مفوض ہوئی اور اس نے
۲۰ صفر کو حوالی دولت آباد سے پادشاہ سے رخصت پائی نظام الملک سے چالیس یا
قلعون مین سے دس قلعون پر بسا ہوا اور بعض ور فساد پیشہ متصرف تھے ان کی
فتح کرنے کا اہتمام اس شاہزادہ کو سپرد ہوا اور افواج شاہی اور ان چار
صوبون کی کل تیول داران قلعون کے محاصرہ کے لئے اسکی ہمراہی کے واسطے متعین ہوئے
سید خان جہان کو حکم ہوا کہ جب تک خان زمان حصار جنیر وغیرہ سے فارغ ہووے
پادشاہزادہ کے ہمراہ رہے۔ پادشاہ خود روانہ ہوکر مضافات برہان پور مین آیا
سلطان دانیال کا بیٹا بایسنغر خان شہریار کا لشکر لاہور مین ہزیمت خوردہ شکست
پاکر قلعہ گولکنڈہ مین جو قطب الملک سے تعلق رکھتا تھا گیا اور حتف انفہ (اپنی موت سے جو
بے سبب بستر پر ہو) سے مر گیا۔ اب ایک شوریدہ سر فتنہ انگیز نے اپنا نام
بایسنغر رکھا اور دانیال کا بیٹا بنا اور بلخ مین گیا والی بلخ نے اوسکو خاندان
تیموریہ مین سمجھ کر اسکی پیوندگی کے ارادہ سے اسکا اعزاز کیا مگر اس کا دعویٰ کے
دعوی کی صداقت کا یقین نہ ہوا تو وہ اس خوف سے کہ مبادا بھانڈا
پھوٹ جائے اور رسوائی ہو اپنی آشفتگی کا اظہار کرکے ایران چلا گیا شاہ ایران
اسکو اپنے پاس تو نہ بلایا مگر اس گمان سے کہ شاید اسکا دعوی سچا ہو تکلفات سے اسکا
برتاؤ اسکے ساتھ کیا تو اس نے یہ منش کو یہ معلوم ہوا کہ اس سرزمین مین اس کا کام
رونق نہین پائیگا تو وہ بغداد بھی۔ بہر ایذا رسانی گیا یہان سے کامیاب و ناکام ٹھٹھہ
مین آیا۔ یہان بھی اپنے دعوی کا اظہار کیا خواص خان حاکم ٹھٹھہ نے اسکو

پابہ زنجیر کرکے بادشاہ کی درگاہ مین بھیج دیا وقاص حاجی نے اسے بلخ مین دیکھا تھا پہچان کر حقیقت حال کو عرض کیا بادشاہ نے اس جعلی باسنبر خان سے پوچھا کہ تو وقاص حاجی کو جانتا ہے اسنے کہا کہ ہان یہ وہ ہے بادشاہ نے اُسکے سر کو تن سے جدا کرایا۔

۲ ربیع الثانی ۱۰۵۶ھ کو وزن قمری ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا چھپا لیسوان سال ختم ہوا سینتالیسوان شروع۔ قطب الملک پاس عبد اللطیف اور جوہری گئے تھے تو انہون نے قطب الملک کے ہاتھ مین ایک یاقوت کی انگشتری نہایت بیش بہا دیکھی تھی انہون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ وہ انگشتری سرکار کے لایق ہے بادشاہ نے وہ منگائی قطب الملک کی پیشکش بقدر پچاس ہزار روپیہ کے کم آئی تھی اُس مین اس انگشتری کی قیمت پچاس ہزار روپیہ قرار پاکر محسوب ہوئی۔ بادشاہ نے قطب الملک کو ایک ہاتھی عنایت کیا اور عہد نامہ جو زرین لوح پر لکھا گیا تھا خواجہ طاہر کے ہاتھ بھجوایا۔

برسات ختم ہوئی تو ۱۶ ؍ جمادی الثانی کو ماندو سے بادشاہ اکبر آباد کی طرف اودسہ و چین و گھاٹی چانده کی راہ سے روانہ ہوا۔

بادشاہ کے حکم سے اودگیر اور اودسہ کے قلعون کی فتح کے لئے خاندوران نصرت جنگ مقرر ہوا تھا اُس نے ان دونون قلعون کے پاسبانون کے پاس پیغام بھیجا کہ نظام الملک کے تمام قلعے و رساری ولایت پادشاہ نے فتح کر لی ہین اور عادلخان بھی اپنی فتح قلعون کی خواہش ناروا سے باز آیا بہتر ہے کہ تم ان قلعون کو اولیاء دولت کو سپرد کر دو ورنہ عنقریب جبر و قہر سے دونون حصار فتح کر لئے جائینگے اور جان و مال تمہارا تلف ہوگا۔ مگر ان پاسبانون نے اوسکی بات کو نہ مانا۔ برج و بارہ کے استحکام مین مشغول ہوئے۔ خاندوران بہادر نے ۲۵ محرم ۱۰۴۶ھ قصبہ اودگیر کی سواد مین دائرہ کیا دور حصار کا ملاحظہ کرکے اسکے گرد مورچل مقرر کئے۔ دلیران کار طلب نے مورچے بڑھائے اور نقب لگائے اور ایک نقب مین آگ لگائی۔ اگرچہ

تمام برج جسکا سوگز کا دور تھا مع توپ و منجنیق کے جو اسپر لگے ہوئے تھے اڑ گیا لیکن حصن ارک کے قواعد مین اس سے خلل نہ پڑا پھر سیدی مفتاح قلعہ دار کو پیغام دیا عاقبت بینی اور خرد گزینی سے حصار اولیائے دولت کو سپرد کردو اور جان کی امان لو ورنہ جلد شمشیر کے طعمہ ہو گے۔ خاندوران پاس سید مفتاح آیا اور ۵ جمادی الاولی کو قلعہ حوالہ کیا جسکے محاصرہ پر اس وقت تک تین ماہ کچھ دن ہوئے تھے اور اسمٰعیل نبیرہ ابراہیم عادل خان کو بھی حوالہ کیا جو اس قلعہ مین محبوس تھا اور محمد عادلخان اس کے قید رکھنے کے لئے سید مفتاح کو بلطائف الحیل مشمال کرتا تھا۔ یہ استوار حصار پہاڑی پر سنگ و ساروج سے بنا ہوا ہے اور ایک گہری خندق اسکے گرد کھودی گئی ہے اسکے سوا ایک اور خندق پتھرون مین بنی ہوئی ہے۔ یہ اسمٰعیل درویش محمد کا بیٹا ہے اور درویش محمد بڑا بیٹا ابراہیم عادلخان اور بھانجا محمد قلی قطب الملک کا ہے ابراہیم عادل شاہ یہ چاہتا تھا کہ اسکا پسر دوم محمد جانشین ہو۔ جب ابراہیم کا انتقال ہوا اور محمد اسکا جانشین ہوا تو درویش محمد نابینا کیا گیا تو اسکی عورتون نے اسمٰعیل کو جو چھہ برس کا تھا پوشیدہ نظام الملک پاس بھیجدیا تھا کہ دشمنون کے ہاتھ سے اسکی جان بچے نظام الملک نے پوشیدہ سید مفتاح قلعہ دار اودگیر پاس بھیجدیا تھا وہ دس برس سے یہان قید تھا۔ جب وہ بادشاہ کی خدمت مین آیا تو بادشاہ نے اسکو اکبرآباد مین اسکا وظیفہ مقرر کرکے رکھا۔ خاندوران نے بادشاہ سے سیدی مفتاح کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار کا دلادیا۔ پھر یہان سے جاکر خاندوران نے قلعہ اوسہ کا محاصرہ کیا اور بھوج راج قلعہ دار سے کہا کہ اگر قلعہ اودگیر کی تسخیر ہو جانے سے عبرت پکڑکر بے محنت کارزار حصار کو چھوڑ دو تو بہادرون کی دستبرد سے بچ جاؤ گے ورنہ کیفر اعمال ناشائستہ مین گرفتار ہو گے خاندوران کو خبر نہ ہوئی کہ اس پیغام کو بھوج راج نے منظور کیا ہے فوج شاہی نے نقبین لگائے قلعہ پر حملہ کیا اہل قلعہ گھبرا گئے۔ بھوج راج نے امان نامہ لیکر ۲۹ جمادی الاولی کو قلعہ حوالہ کیا

جسکا محاصرہ تین مہینے سے ہو رہا تھا۔ بھوج راج کو خاندوران نے بادشاہ سے منصب ہزاری ذات و پانصد سوار کا دلا دیا۔

## واقعات سال دہم جلوس ۱۰۴۶ سنہ ۱۶۳۶ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۶ سنہ کو جلوس کا دسوان سال شروع ہوا۔ بادشاہ ۲ رجب کو اجین مین آیا۔ ۷ شہر رجب کو بادشاہ اجمیر مین آیا۔ جہانگیر نے تاساگر کے بند پر سنگ مرمر کی ایک عمارت بنوائی تھی۔ شاہجہان کے حکم سے وہ جھروکہ خاص و عام قرار پایا۔ تین لاکھ روپیہ اس عمارت مین صرف ہوا نصف سے کچھ کم جہانگیر کے عہد مین اور نصف سے زیادہ شاہجہان کے عہد مین وہ تعمیر ہوئی۔ اجمیر مین شاہجہان نے ایک مسجد بننے کا حکم پہلے دیا تھا اب وہ چالیس ہزار روپیہ مین تیار ہو گئی تھی اسکے تاریخ بے بدل خان گیلانی نے یہ کہی **مصرعہ** —

قبلۂ اہل زمان شد مسجد شاہ جہان +

جب خان زمان بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے کومکیون اور تابینون سے ملا تو اسکو معلوم ہوا کہ ساہو نے عادلخان کی نوکری نہین قبول کی قلعہ جنیر اور اور قلعون کو بادشاہی آدمیون کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ عادلخان نے رندولہ خان کو بھیجا کہ بادشاہی لشکر کے ساتھ یکدل ہو کر ساہو کی بیخ کنی کرے اور قلعے جو اسکے تصرف مین ہین انکو چھین لے اور خان زمان کے حکمون کی اطاعت کرے۔ خان زمان نے جلد جا کر قلعہ جنیر کا محاصرہ کیا اور ساہو کے استیصال کے درپے ہوا وہ حوالی قصبہ پونہ مین اقامت رکھتا تھا۔ خان زمان اس طرف رہ نورد ہوا۔ گھور ندی پر آیا۔ بارش کی کثرت اور پانی کی طغیانی کے سبب ایک ماہ توقف کیا۔ جب پانی کم ہوا تو ندی سے پار گیا۔ ایندان ندی کے کنارہ پر لوہگانو کے قریب اترا۔ ساہو لوہگانو سے سترہ کروہ پر تھا وہ خان زمان کے آنے کی خبر سنکر کوہستان گوندوانہ و نورندمین بھاگ گیا۔ بادشاہی سپاہ اور ساہو کے درمیان تین دریا ایندان و مول و موٹہ (پونہ کے قریب یہ ندیان ہین) چڑھے ہوئی تھے اور رندولہ نے

اس سے پہلے خان زمان کو لکھا تھا کہ میں ساہو سے نظام الملک کے ساری قلعوں کی کنجیاں لیکر بھیجتا ہوں جبتک میں تمکو نہ لکھوں آگے نہ آنا خان زمان نے رندولہ پاس آدمی بھیجا اور ساہو کے تعاقب کے لئے صلاح پوچھی رندولہ کے نوشتہ کے مطابق خان زمان نے دریاے ایندان سے عبور کیا اور اپنے لشکر کو تین فوجوں میں ترتیب دیکر راہ لورگھاٹ پر چلا جسمیں وسعت و آبادی تھی ساہو بہت جلد کوہنجا گھاٹ (عرض ۲۰،۱۸) سے نکلکر کوکن میں آیا اور اس نواحی کے تھانہ دار دمدارا جیوری اور ادر مرزبانوں کی پناہ میں آیا کہ اوس کو وہ چندے ٹھیرنے دیتے مگر یہاں کے زمینداروں نے مآل اندیشی کے سبب سے اپنی حدود سے اُس کو نکالدیا ناچار معاودت کرکے کتل کوہنجا سے نیچے آیا۔ بادشاہی لشکر کوکن میں میں آیا اور رندولہ بھی کتل کے نزدیک آیا ساہو نے ماہولی کی طرف فرار کیا۔

خان زمان بہادر کو اسکی اطلاع ہوئی باوجودیکہ رود بنجارہ نہ گذرا تھا اور رندولہ بھی لشکر سے نہ ملا تھا توقف میں اوسنے مصلحت نہ دیکھی اس خیال سے کہ ساہو کو کوئی مامن نہ ملجاے وہ اسی مسلک پر چلا جسپر ساہو جاتا تھا۔ خان زمان کو معلوم ہوا کہ ساہو حصار لورنجن گھاٹ (عرض ۱۸،۵) میں ہے جو کوہ و جنگل کے درمیان ہے اور یہاں سے پندرہ کوس ہے وہ یہاں کچھ ٹھیرکر روانہ ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ خان زمان قلعہ سے تین کوس پر پہنچا اور گروہ کی بلندی پر چڑھا ساہو نے یہ دیکھکر کہ غنیم آن پہنچا ہے اپنے احمال و اثقال کو جلدی روانہ کیا اور کچھ باقی چھوڑا خود عقب سے راہی ہوا۔ تھوڑی دور چلا تھا کہ لشکر شاہی نے ساہو کی سپاہ کے بہت آدمی مارے ساہو جو اسباب چھوڑکر فرار ہوا تھا اسکی طرف لشکر شاہی نے توجہ نہیں کی بارہ کروہ تک تعاقب کیا جاڑے کی شدت سے اور دلدل و کیچڑ میں چلنے سے اکثر منصبداروں اور تابینیوں کے گھوڑے تھک گئے تھے ساہو نے اسکو غنیمت جانا وہ ایک جماعت کے ساتھ جان بچاکر

نکل گیا۔ پادشاہی سپاہ نے بنہ وبارہ واسپ وشتر اسکے اور نقارہ وچتری و پالکی ونشان نظام الملک کے لے لئے جنکو وہ ساتھ لئے پھرتا تھا پادشاہی جیسے نہین آئے تھے ساہو کے خیمون مین جو ہاتھ لگے تھے لشکر شاہی نے آرام کیا ساہو ایک رات دن مین قلعہ ماہولی کے نیچے آیا اور اول اُسنے چاہا کہ ترنبک و ترنگلواڑی کی سمت جاے لیکن اس خوف سے کہ وہ کہین پادشاہی لشکر کے ہاتھ مین نہ گرفتار ہوجاے۔ وہین اقامت کی اور جو جماعت کہ ہمیشہ اسکے ساتھ رفیق رہی اسکو اپنے پاس رکھا اور باقی آدمیون کو مطلق العنان کردیا کہ جہان چاہین وہان چلے جائین خود اپنے بیٹے سمیت تھوڑا سا مال اسباب لیکر قلعہ مین آیا۔ خان زمان یہ خبر سُنکر ایک دن مین حصار کے نیچے آیا۔ قلعہ کے نیچے جو گروہ کہ آذوقہ جمع کررہا تھا وہ بھاگا اور تمام انکا جمع کیا ہوا آذوقہ لشکر شاہی کو ہاتھ آیا۔ خان زمان نے قلعہ کے بڑے دروازے کے آگے مورچال قائم کئے۔ اور محصورون کی راہ بند کی۔ کچھ دنون بعد رندولہ بھی آگیا اُس نے دوسرے دروازے کے آگے مورچال جمائے ان دونو دروازون کے درمیان کوہ اور جنگل کے واقع ہونے سے سات کوس کا فاصلہ تھا دونو جانب سے اہل حصار پر کار دشوار ہوا تو ساہو نے خان زمان بہادر کو لکھا کہ مین قلعہ اس شرط پر حوالہ کرتا ہون کہ مین پادشاہی ملازمون کے زمرہ مین داخل ہوجاؤن خان زمان نے جواب دیا کہ اگر تم اپنی رہائی چاہتے ہو تو عادلخان سے موافقت کرو۔ پادشاہ کا حکم یہی ہے ورنہ قلعہ کشا سپاہ جلد تمہاری جان لے لیگی۔ ناچار اس نے عادل خان کی متابعت اختیار کی۔ عادلخان سے عہدنامہ کی درخواست کی جب عہدنامہ آگیا تو ایسی درخواستین کین کہ جو باتین قرار پائی تھین اُن سے برگشتہ ہوگیا۔ ساہو نے لشکر شاہی کے غلبہ کو روز افزون دیکھا کہ وہ عنقریب قلعہ کو فتح کرلیگا تو اُسنے کمر کوہ مین رندولہ کو طلب کیا اور نظام الملک جس شخص کو بنا

فتوحات خاندوران بہادر و فتح اودسہ و اودگیر

رکھا تھا وہ حوالہ کیا عادلخان کی نوکری قبول کی اور قلعہ جنیر اور اور مضبوط قلعے مثل
ترنبک و ترنگلواری حصہ لیں۔ جودھن جوند و بر سرا لشکر شاہی کے حوالے کیے خانزمان
نے ہر ایک قلعہ مین سردار معین کیا اور سوار و پیادہ کی سپاہ مقرر کی۔ عادلخان کے
حکم سے رندولہ نے نظام الملک کو اعظم خان کے حوالہ کیا ساہو کو ساتھ لیکر بیجاپور
گیا خانزمان یہان سے مراجعت کرکے دولت آباد مین شاہزادہ اورنگ زیب
کی خدمت مین آیا۔ خاندوران نے سُنا تھا کہ قطب الملک پاس ایک ہاتھی گج موتی
ہے کہ حسن صورت و لطف سیرت مین اسکے سارے ہاتھیون مین بڑا ہے بادشاہ نے
اسکی طلب کا فرمان جاری کیا اسلیئے خاندوران ادوسہ و اودگیر کے قلعون کی
فتح سے فارغ ہو کر کونگیر مین آیا جو قطب الملک کی سرحد پر ہے۔ ترغیب و ترہیب سے
اس ہاتھی کو مع پچیس ہزار ہون (ایک لاکھ روپیہ) کے صیغہ تعلیمدی مین اُس سے
لیا پھر وہان سے دیوگڈھہ کے ملک مین آیا۔ حصار علیحدہ واشتہ جو برگنہ
برار اور گرہاندا کے توابع مین سے تھے اور گونڈون کی ایک جماعت نے انپر
تصرف کر رکھا تھا اور حکام و صوبہ دار کی اطاعت وہ نہین کرتے تھے انکو مفتوح
کیا اور کنک سنگہ بیس کو دیوگڈھہ کے مرزبان کوکیا پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر تو
چاہتا ہے کہ بہادران کشورگیر کے ہاتھ سے محفوظ رہے تو پیشکش بھیج ورنہ عنقریب
تیری جان کی خیر نہین جب لشکر شاہی ناگپور سے ایک منزل پر آیا تو کنک سنگہ
کے ساتھ کوکیا کا وکیل خاندوران پاس آیا جس سے معلوم ہوا کہ اُس نے پیغام
جو کنک سنگہ لے گیا تھا اس کو نہین مانا مکر و تزویر سے ٹالنا چاہتا ہے خان
مذکور ناگپور مین آیا اور اسکے قلعہ کی کشائش کے لیئے ہمت بہ جست کی جو کوکیا کے سب قلعون
مین زیادہ مضبوط تھا اور پانچ روز مین مورچلون کو خندق کے کنارہ تک پہنچا دیا
اہل قلعہ نے پناہ مانگی۔ خاندوران خان نے کہلا بھجوایا کہ اگر رہنی رستگاری
چاہتے ہو تو سارا اسباب و اسلحہ و دواب کو حوالہ کرو۔ اس شرط کو اہل قلعہ نے

نہ مانا۔ خان نے سرلشکر پہلوان درویش سرخ کو اشارہ کیا اس نے خندق حصار پر جسکا عرض
آٹھ ذراع اور عمق دس ذراع تھا باندھا اور لشکر کو خندق سے پار قلعہ کے گرد لے گیا اس
اثنا میں کیا زمیندار جاندا حسب الطلب خاندوران خان پاس پندرہ سو سواروں اور تین ہزار
پیادوں کے ساتھ آگیا اور ستر ہزار روپیہ مہمانی کے لئے دیا سنگرام زمیندار کنور بادشاہ
کے حکم سے دو ہزار سوار اور پانچہزار پیادے سپاہی اور لٹیرے لیکر لشکر شاہی سے آن ملا اہل
ولایت کو کیا جو بادشاہی فوج سے بھاگ کر پہاڑون اور اور مکانون مین چھپے تھے انکا
بہت سا اسباب و مواشی اثناء رہ نوردی مین لوٹ کر وہ ساتھ لایا جب پہلوان درویش نے
پیش لعب میں اور کوکیا کو اطاعت کے لئے ہدایت و نصیحت بہت کی گئی اوس نے اپنا وکیل
اور اپنے ڈیڑھ سو ہاتھیوں کے نامون کا ایک طومار بھیجا کہ اگر محاصرہ اوٹھالو اور مجھے امان
دو تو یہ سب ہاتھی بھیجدون۔ خاندوران خان نے جواب دیا کہ تیری رہائی اسیر موقوف
ہے کہ قلعہ کو خالی کرکے ان ہاتھیوں کے ساتھ ہمارے پاس حاضر ہو۔ لیکن
قلعہ کے حوالہ کرنے پر کوکیا کا وکیل راضی نہ ہوا تو تینوں نقبوں میں شتابہ لگایا گیا
دیوار اور برج اوڑنے سے راہ وسیع پیدا ہوئی اور سپہدار خان اور راجہ جے سنگھ
قلعہ کے اندر گھس گئے۔ دیوجی قلعہ دار زندہ گرفتار ہوا کوکیا دیوگڑہ سے جو پندرہ
کوس پر تہا خاندوران خان سے ملنے آیا ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد اور سارے ہاتھی
نر و مادہ ایک سو ستر حوالہ کئے۔ خدمتگاری اور فرمانبرداری اختیار کی اور وعدہ
کیا ہر تین سال پر چار لاکھ روپیہ خزانہ میں داخل کردونگا۔ خاندوران نے حصن
ناگپور اس کو حوالہ کیا اور خود نواحی کالی بھیت میں آیا یہاں کے مرزبان بھیم سین
سے ایک نر مادہ ہاتھی لیا۔

بادشاہ ۱۵ رجب کو اجمیر سے اکبر آباد کو چلا۔ ۲۸ رجب کو بادشاہ تالاب باری
کے کنارہ کے مکانات میں آیا وہ دو سال میں ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ میں
تیار ہوئے تھے سنگ سرخ سے بنائے گئے ہیں اس سبب سے اس کا نام لال محل

[illegible] اور قلعہ دیوگڑھ کی فتح

رکھا گیا۔ اسی تاریخ راجہ بیٹھلداس و معتمد خان جو دھندھیرہ کے زمیندار کی مالش کو گئے تھے
آئے۔ اونہوں نے جاکر حصار کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے مرزبان نے دق ہوکر پناہ
مانگی اور معتمد خان پاس آیا معتمد خان اس کو بادشاہ پاس لایا۔ بادشاہ نے قلعہ خنیر
مین اسکے قید ہونیکا حکم دیا۔ بادشاہ۔ ۱۸ شعبان کو اکبر آباد مین داخل ہوا قلعہ اکبر آباد
مین جو عمارات تازہ بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوئیں اُن کی تفصیل یہ ہے کہ
دولتخانہ خاص و عام بادشاہ سے پہلے اور اوسکی سلطنت میں بھی کچھہ دنون ایک
ایوان پارچہ سے بنایا جاتا تھا پھر شاہجہان نے اسکو چوبین بنوایا اور ۶۷ ذراع
لمبا اور ساڑھے پچیس ذراع چوڑا سنگ سرخ کا بنایا گیا مرمر کے صاروج سے سفید کیا گیا
دولتخانہ خاص و عام کا جھروکہ پہلے کچھہ تکلف کا نہ بنا ہوا تھا اب وہ سنگ مرمر کا
بنایا گیا اور اوسکی چارون دیوارون میں زنگار رنگ پتھرون کی پرچین کاری
کی گئی اسکی چھت میں سونے کی منبت کاری کی گئی جھروکہ کے عقب مین دولتخانہ خاص
بنایا گیا جسکی دیوارین اور چھت سنگ سرخ کی ہیں اور تمام بیٹیالی کے چونہ سے
کہ جلا و صفا میں سنگ مرمر کے چونہ سے بہتر ہے آئینہ نما بنائی گئیں دولتخانہ خاص
جسکو خانہ طینی کہتے ہیں سنگ مرمر کا پندرہ گز طول میں اور نو گز عرض مین بنایا گیا
یہ بادشاہی چالیس اونگل کا ہے اسکی دیوارین طرح طرح کے نقشون سے آراستہ
اور طلا سے مزین ہوئیں اوسکے دو جانب میں نشیمن بنائے گئے ہر ایک کی چھت
نیم کاسہ کی شکل تھی اسمیں طرح طرح کی رنگ آمیزی کی گئی اور اسکی چھت ہر ایک چوب پوش
کیگئی اسکے اوپر چاندی لگائی گئی اور اسپر سونے کی منبت کاری کی گئی اسکے
آگے ایک ایوان بہت بلند بنایا گیا وہ سراپا سنگ مرمر کا ہے ۲۶ گز طول میں اور
۱۱ گز عرض میں دو ستونہ بنایا گیا ہے اسکے ازارہ کے متن میں منبت کاری
کی گئی اور حاشیہ پر عقیق اور مرجان کی پرچین کاری سقف اوسکی مثل خانہ
طینی ہے اس عمارت کے نیچے تہ خانے ہیں اوسکے درو دیوار میں بعض جا

قلعہ اکبرآباد کی عمارات تازہ۔

آئینہ بندی کی گئی کچھ سونے سے اور کچھ طرح طرح کے رنگون سے آراستہ کیا گیا۔ اس حمام مین
دو حوض ہین آبشار چادری سے ایک بھرتا ہے اور اُس سے ایک نہر ۱۱ گز طول مین
اور ایک گز عرض مین جاری ہوتی ہے اور وہ دوسری حوض مین جو پہلے سے زیادہ
وسیع ہے گرتی ہے اس ایوان کا صحن طول مین اکتالیس گز ہے اور عرض ۲۹ گز اسکے
نیچے گھر بنائے ہین اور اسی مین اشرفی خانہ ہے صحن مزبور کے مغرب مین ایک
چبوترہ سنگ مرمر کا ہے جسپر موسم گرما مین آخر روز اور رات کو بادشاہ جلوس فرماتا
ہے اور وہ مشرف ہے صحن روے زمین سے جو طول مین ۶۶ گز اور عرض مین ۵۵ گز
ہے اور اسکے شرق مین ایک تخت سنگ محک کا ہے جو دریا سے جون یہ مشرف ہی
اور صحن پائین کے تین طرف عمارات عالیہ پتھر کی بلند بنی ہوئی ہین جنمین جواہر اور
مرصع آلات رکھے جاتے ہین اس صحن کے جنوب مین ایک نشیمن منبت کاری کا ہے
چتر کی مانند سنگ مرمر کا چار ستونون پر اسمین بادشاہ زرین اورنگ پر جلوس
کرتا ہے دولتخانہ خاص کے محاذی ایک ایوان ہے ۲۵ گز طول مین ساڑھے پانچ
گز عرض مین اسکے متصل حمام ہے جسمین منازل متعددہ ہین اس مین اندر و باہر
صنعت گرون و ہنرورون نے عجب صنعت پرچین کاری و آئینہ بندی و منبت او
اور صنائع عجیبہ کی ہین وسط خانہ مین ایک حوض کلان پیچ در پیچ ہے وہ
آئینہ کی مانند صاف ہے اسکے چارون اطراف فوارے چھوٹتے ہین دریا کی
طرف سرد خانہ و گرم خانہ مین حلبی آئینے ایسے لگائے ہین کہ اسمین تمام رودخانہ
و ریاض نظر آتے ہین اور وہ حمام مین ایسے چسپان کئے ہین کہ زیب و زینت بڑھ
گئی ہے۔ دولتخانہ خاص کے متصل ایک پہلی عمارت اکبر و جہانگیر کی بنوائی ہوئی
تھی اسکو مسمار کراکے ایک اور عمارت سنگ مرمر کی بنائی ہے وہ مثمن خانہ مشتمل
ہے جسکا قطر آٹھ ذراع ہے جسکے اضلاع پنجگانہ دریا پر مشرف ہین وہ نہایت
رنگین و دلنشین ہے اسکے تین عرضی ضلعون مین تین شہ نشین ہین اسکے آگے ایک

ایوان ہے اس عمارت کے اندر اور باہر پرچین کاری مین طرح طرح کے پتھر لگے ہوئے
ہین اس شاہ برج کے درمیان دو خانۂ طنبی ہین جو گوناگون نقوش طلائی سے محلّی ہین
اسمین ایک ایوان ہے اسکے دورویہ سنگ مرمر ہے اسمین سونے کی نقاشی ہے بادشاہ
کی آرامگاہ ہے ایک ایوان ہے سنگ مرمر کا طول مین ۲۶ گز اور عرض مین ساڑھے
دس گز اسکی دیوار ستونون کی کرسی تک منبت اندود ہے اسکی جداول پر چین کاری
کی ہی جنمین طرح طرح کے پتھر لگے ہوئے ہین اسکی سقف پر سونے کی منبت کاری ہے
اس ایوان کے پیچھے ایک مکان ہے سنگ مرمر کا طول مین پندرہ گز اور عرض مین ساڑھے
آٹھ گز اسکی سقف و دیوار ایوان کی دیوار کا رنگ رکھتی ہے اور اسکی منبت مین صور
و تماثیل منازل آسمانی کے نمونہ پر بنائی گئی ہے اسکے دو جانب مین دو نشیمن
ہین اور اس منزل اور شاہ برج کے وسط مین بنگلہ ورشن سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے
اور اسپر طلا کے نقوش ہین پشت بام پر الواح طلا ایسے لگائے ہین ع کہ خلق زان
بدو خورشید درگمان افتد + آرامگاہ کا صحن اسّی گز مربع ہے اسمین حوض پندرہ
گز طول مین اور ۹ گز عرض مین ہے اسی مین پانچ فوارے لگے ہوئے ہین اس کے آگے
ایک آبشار چادری ہے اسکے آگے باغ ہے۔ باغ مین ایک چبوترہ ہے۔ باغ کی
ساری کیاریان سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہین ۔
آرامگاہ کے پہلو مین ایک ایوان ہے وہ گوناگون نقوش سے منقش ہے اور وہ
اس عمارت کا جواب ہے جو شاہ برج اور آرامگاہ کے اوسط مین ہے۔ ایوان طنبی خانہ
کے عقب مین ایسی ہی رنگ آمیزی ہے جیسے کہ ایوان شرقی مین اسکے صحن مین
ایک بنگلہ ہے جو دریا کے صحن پر مشرف ہے اور وہ بنگلہ مبارک کا جواب ہے اور
اسکے دو جانب مین دو حجرے ہین طلا اندود اور نقوش آمود ان منازل شش گانہ
کی پشت بام نے الواح طلا سے آرایش پائی ہے۔
بادشاہ نے اگرچہ آغاز جلوس مین کل خلقت کو اپنے آگے سجدہ کرنے سے منع کر دیا

اوراوسکی جگہ زمین بوس مقرر کیا تہا مگر یہ زمین بوس بھی سجدہ کے مشابہ تھا۔ بادشاہ نے ان دنون مین اسکو بھی معاف کردیا۔ بجاے اسکے تسلیم چہارم مقرر کی اور حکم ہوا کہ بادشاہ کی طرف سے جو عنایت ہو اسکے شکریہ مین تسلیم کہنارگانہ بجالائی جائیں صوبجات کے ناظمون کے نام فرمان صادر ہوئے کہ جسوقت کوئی حکم وارد ہو یا کوئی اور عنایت شاہی ہو تو اوس وقت بھی یہی طریقہ برتنا چاہئیے۔

۱۹ شعبان کو وزن شمسی کا جشن ہوا۔

سوم شوال کو بادشاہ کو انصباب مادہ دموی عضاء اسافل مین ہوا اور اس سے بہت تکلیف ہوئی دومرتبہ خون نکالا گیا۔ بادشاہزادون اور امیرون نے ہزارون روپئے صدقہ مین دئے۔ بادشاہ انیس روز تک نہ دولت خانہ خاص و عام مین نہ دولت خانہ خاص مین تشریف فرما ہوا خوابگاہ مین بعض خاص امراء کورنش کرتے تہے۔ بادشاہ انکی خاطر پژمردہ اور دلہاء آزردہ کی تسکین کردیتا تہا۔ علامی افضل خان کو اپنے پاس طلب کرکے مہام ملکی کے ضروری کامون کو سرانجام دیتا تہا۔

۲۲ شوال ۱۰۴۶؁ کو نوروز ہوا۔ بادشاہ نے بیماری کی انیس روز تکلیف اٹھاکے تخت مرصع پر جلوس فرمایا۔ بادشاہزادون اور امراء نے بہت روپئے برسم تصدق و ایثار پیش کئے۔ بیگم صاحب نے ایک تخت ڈہائی لاکھ روپیہ کی قیمت کا پیشکش مین دیا۔ غرض جیسی اس دفعہ لاکھون روپیہ کی پیشکشین پیش ہوئیں کبھی پہلے کسی بادشاہ کے عہد مین نہ پیش ہوئی تھیں۔ ہمیشہ دامن کوہ قلعہ کانگڑہ کے فوجداری کو کمک جھوبت سنگھ کیا کرتا تہا کچھہ دنون سے اوس نے فساد پر کمر باندھی اور اداے خدمات مین قاصر ہوا۔ دورنگی و ناسپاسی کے لئے بیم و ہراس لازم ہے جب فوجدار پاس آتا تو جمع کثیر کو ساتھ لاتا۔ شاہ قلی خان نے اوسکو اپنے پاس بلایا تو وہ بہت سے راجپوت سوار و پیادہ

بادشاہ کی علالت —

نوروز —

کماندار روہیلہ لفنگچی شورش انگیزی کے ارادہ سے ساتھ لایا۔ شاہ قلی اسکے ان اطوار سے بات کو سمجھ گیا اُس نے اس طائفہ کو جو اسکے گھر کے حوالی مین رہتے تھے حصار کے اندر بلا یا اور اُنہے گھر مین انکو پیکار کے لئے مستعد رکھا۔ جب بھوپت آیا اور اُسنے یہ سامان دیکھا تو اُس نے آتش کارزار کو روشن کیا۔ سہ پہر سے سورج کے چھپنے تک لڑائی رہی اس زد و خورد مین بھوپت مارا گیا۔ لشکر شاہی مین میر علی اصغر بخشی کا نگرہ کشتہ ہوا۔ پادشاہ نے یہ حال سُنکر شاہ قلی خان کو خلعت و فیل و نقارہ عنایت کیا۔

اکبر آباد مین چوک سعد اللہ خان کی تعمیر

دریای جمن پر دار الخلافہ اکبرآباد کی بنیاد پڑی تھی آب کندون کی وجہ سے اسمین نشیب و فراز تھا اور آبادی کی وضع طرح ٹھیک نہ تھی قلعہ ارک کے اندر دولتسرای شاہی اور تمام کارخانے سرکاری تھے اسکے دروازہ کے آگے کوئی وسعت جلوخانہ کے لائق نہ تھی صبح و شام جو پادشاہ نکلتا کہ خلقت کورنش بجا لائے تو ازدحام کے سبب سے آدمیون کو اذیت ہوتی خصوصاً عیدین اور ایام سرور و سور مین اور سواری کے وقت ہاتھی گھوڑون کے ہجوم کے سبب سے آدمیون کو جان کا خوف ہوتا اور کوئی مسجد بھی اس شہر کی شان کے لائق نہ تھی۔ پادشاہ نے ان دنون مین ان عیبون کے دور کرنے کے لیئے قلعہ کے دروازہ کے آگے بازار کلان کی طرف ایک چوک مثمن بغدادی کی طرح لیا جسکا قطر ایک سو اسّی ذراع پادشاہی تھا ہر ضلعے مین چودہ حجرے و ایوان اور قصر مین پانچ دکانین تعمیر کرائین اور حکم دیا کہ چوک مذکور کے مغرب مین ایک مسجد بنائی جاے جسکا طول ایک سو بیس ذراع پادشاہی ہو اور قبلہ رُخ تین برج بنائے جائین اور باقی تین طرفون مین طاق و ایوان ہون اور صحن اسکا اسی گز سے اسی گز ہو وہ سرکار خاصہ سے بنائی جائے مگر بیگم صاحب نے پادشاہ سے عرض کرکے یہہ خرچ اپنے ذمہ لیا جو اہل شہر کے مکان مسجد مین آئے انمین سے بعض کو ڈیوڑھی قیمت دی کر خریدا اور بعض کو بدلے مین اور مکان دیئے اور مالکون کو خوش کردیا ۲۲ ذی قعدہ کو پادشاہ کی محفل مین ذکر ہوا کہ خلان صوبہ کا دیوان اپنی اظہار ریاست اور جزرسی کے لئے خلق اللہ کے حق مین سختی کرتا ہے ۔

بادشاہ نے فرمایا کہ دنیا کے کام بے مسامحۃ و مصالحۃ کے نہیں چلتے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے مہمات و معاملات ترک مدارا اور عدم مواسا سے بگڑ جاتے ہیں جس سے انکے متکفلین کی خاطر پراگندہ ہوتی ہے حافظ نے اس مضمون کو خوب ادا کیا ہے ع

سخت می گردد جہان بر مردمان سخت کوش *

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ احکام دین و اوامر شرع میں محض حق کو چاہتے تھے اور بعض امور میں اغماض ہر چند کہ ضروری ہوتا نہ فرماتے اس باعث سے شورش عظیم برپا ہوئی رفتہ رفتہ محاربہ و مقاتلہ کی نوبت پہنچی تاریخوں میں اسکا ذکر ہے اس اثناء میں سید جلال بخاری نے بادشاہ سے عرض کیا کہ امیر المومنین کا قول ہے کہ دنیا دو پاؤں پر قائم ہے ایک حق دوسرا باطل میں اسکو چاہتا ہوں کہ حق کے پاؤں پر قائم ہو مگر یہ بات اسکی چلی نہیں بادشاہ نے کہا کہ اگر یہ نقل صحیح ہو تو شیخین اور آنحضرت کے زمانہ میں ارتکاب باطل ہوا ہوگا یہ کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ انکے زمانہ میں باطل نے رواج پایا ہو لوگوں نے اس کی توجیہات کیں مگر بادشاہ کو پسند نہ آئیں اور خود یہ توجیہہ بیان کی کہ اکمل کائنات و افضل ممکنات کے وجود سے دلوں کے آئینے زنگ خلاف سے مصفا ہو گئے تھے صفحات طبائع غبار خلاف سے مبرا تھے اہل جہان اس قافلہ سالار ابداعیات و شمع شبستان رسالت کے اقوال و افعال کو جو محض حق و صواب بحت تھے سرمایہ حصول مآرب بناتے اور شاہراہ متابعت سے باہر نہ جاتے اور ایسی ہی شیخین کے عہد میں بسبب قرب زمانہ کے لوگوں کے دلوں پر یہی اثر رہا ان نفوس قدسیہ کے بعد زمانہ سے عدالت و سویت جنپر انتظام جہان اور التیام اہل جہان وابستہ ہے دور ہو گئے حضرت عثمان ذی النورین قتل ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد میں ساری انتظام کا ڈھچر بگڑ گیا۔

غرہ ذی الحجہ کو اورنگ زیب دکن سے بادشاہ پاس آیا اور نظام الملک کو مع رشتہ داروں کے ساتھ لایا جسکو دکنیوں نے اپنے ہنگامہ شورش کے لئے

نظام الملک بنایا تھا اور خان زمان نے ساہو سے لیکر اورنگ زیب کے حوالہ کیا تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ سید خان جہان کے حوالہ ہو کہ وہ اسکو قلعہ گوالیار مین اور دو نظام الملک کے ساتھ مقید رکھے جنمین سے ایک جہانگیر کے عہد مین احمد نگر کی فتح کے بعد اور دوسرا دولت آباد کی فتح کے بعد قید ہوا تھا

دسوین کو بادشاہ عیدگاہ گیا۔ چودھوین کو راجہ جے سنگھ کو اپنے وطن انبیر جانے کے لیئے رخصت دی کہ آرام کرے۔ اسینے دکن کی مہمات مین کارہاے نمایان کیئے تھے اسکے ملک مین تازی گھوڑے کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہو گئی تھی اس لئے اسکو بیس گھوڑیان دین کہ گھوڑون کی نسل بڑھ جاے۔ دکن مین خان زمان خان کا انتقال ہوا جسکا بادشاہ کو بڑا ملال ہوا اس تاریخ بادشاہ نے اپنا سفیر جسیبی اور نامہ شاہ ایران کو روانہ کیا ہم اس نامہ مین سے وہ چند فقرے نقل کرتے ہین جنمین تمام فتوحات دکن اور ججھار سنگھ کے قتل کا خلاصہ آجاتا ہے۔

بعد حمد و نعت والقاب و آداب کے بادشاہ لکھتا ہے کہ یہ امر ظاہر ہے کہ تکو ہماری فتوحات کی خبر سننے سے خوشی ہو گی۔ کیونکہ یگانگی اور دوستی کا مقتضا یہ ہے کہ دوست کے اسباب مسرت کے حصول سے دوست مسرور ہوتے ہین اسلیئے ان ایام مین جو فتوحات حاصل ہوئین انکو مین بیان کرتا ہون دکن مین قلعہ دولت آباد فتح ہوا تھا اسکے سیر کے لیئے اکبر آباد سے مین دکن کو روانہ ہوا تھا اس ضمن مین یہ بھی منظور تھا کہ جب ملک نظام الملک کے قلعے نہین فتح ہوئے ہین وہ بھی فتح ہو جائین اور اس سرحد کے معاملات کا انتظام ایسا کرون کہ اسطرف کی مہمات سے بالکل خاطر جمع ہو جائے اور پھر اس طرف توجہ کرنی کی ضرورت نہ رہے اس قلعہ کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ معلوم نہین کہ اس طرح کا قلعہ کہین اور بھی ہو۔ اے فرزند اگر یہ قلعہ ملک نے قریب ہوتا تو مین تجھے بھی کو دیدیتا کہ تو خلقت غریب و صنعت عجیب کا تماشا

دیکھے اے فرزند تجھکو اسکا دیکھنا میسر نہین ہوگا اسلیئے مین اسکی تصویر بھیجتا ہون اس سفر کے
ارادہ کے اثناء مین یہ مجھے معلوم ہوا کہ ججھار سنگہ بندیلہ نے بغاوت اختیار کی جسکا باپ راجہ
نرسنگہ دیو تھا کہ وہ ملک و مال کے لحاظ سے اپنے اقران اور امثال مین ممتاز تھا وہ اپنی ملک و
دولت بے شمار و کثرت پیادہ و سوار و قلاع استوار اور اپنی مرز و بوم کی تحلب زمینون ہم
اور اطراف مساکن کج جنگلون کی بہتی پر ایسا مغرور ہوا کہ یہ ارادہ کیا کہ دولت آباد اسکے ملک
مین ہو کر جاؤن کہ اس ضمن مین اس مہم کے سرانجام دینے سے فضیلت جہاد کا اکتساب اور
ثواب غزا کی تحصیل ہو اسلیئے ۲۱ ماہ جمادی ربیع الثانی ۱۰۴۵ھ کو دار الخلافہ اکبر آباد سے روانہ
ہوا اور تین طرف سے تین فوجین روانہ کین ایک فوج کا سردار سید عبد اللہ خان فیروز جنگ تھا
دوسری فوج کا سپہ سالار سید خان دوران بہادر اور تیسری سپہ کا سرلشکر سید خانجہان تھا
ان تینون نجیب سیدون نے بڑے شوق سے مہمات کو انجام دیا۔ ججھار سنگہ کے ملک کے
بیشہ مین تبر و تیشہ کی ضرب سے بیخ و ریشہ کو برکندہ کیا اور اس ملک کے پانچ قلعے
سر سواری فتح کر لیئے ججھار سنگہ بھاگتا بھاگتا دنیا داران دکن پاس گیا کہ انکی شفاعت سے
جان کی امان پائے۔ میرا لشکر ایلغار کر کے قطب الملک کے ملک مین گیا جہان ججھار سنگہ
تھا اُسنے اسکا اور اسکے بیٹے کو مار ڈالا اور انکے سرون کو میرے پاس بھیجدیا اور اُس کے
اہل و عیال صغیر و کبیر کو اسیر کیا سوا اسکے ایک کروڑ روپیہ اسکا خزانہ عامرہ مین داخل ہوا
بتخانون کی جگہ مسجدین بنائی گئین صدائے ناقوس کا نعم البدل اذان ہوئی۔ ماندو
مین مین نے ان امراء کو جاہ و منصب و انعام دیئے جنہون نے ان مہمات مین کار ہائے
نمایان کیئے تھے اور کوچ پر کوچ کر کے دولت آباد مین آیا اہل دکن نے باوجود دیکہ
نظام الملک قلعہ گوالیار مین قید تھا ایک شخص کو نظام الملک بنا لیا۔ اسکی امداد عادلشخان نے
کی جو دکن کے دنیا دارون مین سب سے زیادہ قوت و قدرت رکھتا تھا۔ انہون نے
اس سرحد مین فتنہ و فساد کا غبار اٹھایا اور اطراف کے قلعون کو اپنی تصرف مین کیا۔
دولت آباد کے خوالی مین پہنچکر مین نے ۷ رمضان کو تین فوجین بھیجین ایک سپہ داری

خان دوران بہادر اور دوسرے بسرگردگی سید خانجہان اور تیسرے بسرکردگی خان زمان کہ نظام الملکیہ باغیون کی سرکوبی کرین عادلخان کو خردسالی اور کم خردی کے سبب سے یہ توفیق نہ ہوئی کہ بلا توقف و تاخیر بندگی و فرمان برداری کا طریق اختیار کرتا اُس نے ارباب فساد کی امداد کی اس لئے اسکی تنبیہ بھی ان فوجون کو سپرد ہوئی۔ نظام الملکیہ گروہ میری فوجون کے سامنے نہ ٹھیر سکا وہ عادلخان کے ملک مین آیا میر الشکر بھی عادل خان کے ملک مین گیا اکثر اسکی آبادولایت کو قتل و غارت و تاخت و تاراج سے بالکل خراب و غارت کیا اُسنے اپنی خرابی حال پر استدلال کیا اور اُس کو یقین ہو گیا کہ میرا گھر خراب ہوگا اور میرا حال بھی نظام الملک جیسا ہوگا غرض نادم و پشیمان ہوکر ہمارے حکمون کو قبول کیا۔ بیس لاکھ روپیہ کی پیشکش بھیجی ہمنے اسکی تقصیرات معاف کردین اُس نے چالیس لاکھ روپیہ و نفیس جواہر و نادر مرصع آلات اور ایک سو فیل پیشکش مین ارسال کیے۔ مین نے ۱۷ ربیع الاول صفر ۱۰۴۶ھ کو دولت آباد سے روانہ ہوا۔ ۱۸ ارشعبان کو اکبرآباد مین داخل ہوا۔ اس یورش مین ایک سال کے اندر نقد و جنس پیشکشون مین دنیاداران دکن اور زمینداران گونڈوانہ سے دو کروڑ روپیہ اور چار سو ہاتھی سرکار خاصہ کو حاصل ہوئے اور ملک جسکی آمدنی قریب کروڑ روپیہ کے ہے ہاتھ لگا اور اٹھائیس قلعے مثل خیبر و دھرپ و کرنبک و اودسہ و اودگیر وغیرہ سوائے نو قلعون دولت آباد و قلعہ قندھار وغیرہ کے فتح ہوئے۔ بعد اسکے نظام الملک کی مملکت مین سے ملک جسکا حاصل ایک کروڑ روپیہ تھا اولیاء دولت کے تصرف مین آیا ان دو یورشون مین ملک نظام الملک و مملکت بندیلہ کے بیالیس قلعے اور ملک جسکا حاصل دو کروڑ روپیہ ہے حاصل ہوئے فقط اسی سال مین بادشاہزادہ اورنگ زیب کی کدخدائی کا جشن ہوا وہ شاہ نواز خان پسر مرزا رستم صفوی کی بیٹی سے بیاہا گیا پہلے ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ کی ساچق بھیجی گئی تھی اب دس لاکھ روپیہ شاہزادہ کو شادی کے خرچ کے لئے مرحمت ہوئے اور چار لاکھ روپیہ کا مہر بندھا۔ ایسی دھوم دھام کی شادی ہوئی کہ پہلے کمتر ہوئی تھی۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ججھار سنگہ کی اولاد مین سے پرتھی راج جو کہ کارزار سے بندیلے زندہ بھگا کے لے گئے تھے اُس نے اپنے نواح وطن مین جمعیت فراہم کی

عادلخان کا نظام الملک کی امداد سے باز آنا۔

اورنگ زیب کی شادی۔

پرتھی راج بندیلہ۔

بعض بات مین ظلم کیا اور زیردستون کے آزار مین دست دراز کیا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ
اس بدنہاد کے ریشۂ فساد کو قلع اور اسکے شجر حیات کو قطع کرے اور بعد اسکے وہ اپنے صوبہ
مالوہ مین جائے اور شائستہ خان کو اسکے باپ خان زمان مرحوم کی جگہہ دکن اور ملک
نظام الملک کی صوبہ داری پر مقرر کیا کہ شاہزادہ اورنگ زیب کے پہنچنے تک وہ نیابتاً کام کرے

پرتاپ سنگہ اجینیہ طرف شرقی کی گوشمالی۔

پرتاپ سنگہ زمیندار اجینیہ نے پادشاہ کی اطاعت سے سرتابی کی اور رہزنون کی
جرگہ مین داخل ہوا پادشاہ نے عبد اللہ خان فیروز جنگ کو حکم دیا کہ صوبہ بہار سے
کومکیون کو لیکر اس تیرہ کار کی تنبیہ کرے۔ سردار نے اور ہمراہیون کو ساتھ لیکر قلعہ
بھوجپور کو جو اس ملک مین حاکم نشین تھا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ مثلث کی شکل کا ندی کے
کنارہ پر بنا ہوا تھا اسکا نام ترکھاگ (سہ برجہ) رکھا تھا۔ پرتاپ سنگہ نے حصار کے
استحکام و مصالح مدافعہ کے زیادتی پر نظر کرکے مدافعت کے لیئے پیش قدمی کی ہر ہفتہ و ماہ
مین بہت آدمی دونو طرف سے مارے گئے محمد یار بیگ کے دو بیٹے کہ مشہور شجاع
اور روشناس تھے شہید ہوے۔ چھہ مہینے کے محاصرہ کے بعد قلعہ مفتوح ہوا چند روز جو بلی
حصار ارک مین پرتاپ نے بے آبی سے تکلیف اٹھائی محصور رہا۔ آخر عجز سے پناہ مانگی
اور زن و فرزند کی ہمراہ عبد اللہ خان پاس آیا۔ پادشاہ کے حکم سے پرتاپ کو مکافات
کردار مین وحشت آباد عدم مین آوارہ کیا اسکی بیوی مسلمان ہوکر عبد اللہ خان کے نبیرہ کے
نکاح مین آئی۔ ٣٦ ہاتھی اور پچاس گھوڑے و امتعہ بعد تاراج کے جو سرکار مین ضبط ہوئے
وہ پادشاہ پاس آئے۔ صوبہ ٹھٹہ کی عرائض سے معلوم ہوا کہ دریای شور کے قریب جو

طوفان ٹھٹہ۔

شہر اور قریئے تھے۔ انمین بارہ پہر برابر موسلا دھار مینہہ برسا۔ بہت سے گھر گر گئے اور
بہت آدمی اور دواب ہلاک ہوئے اور ہوا ایسی تند چلی کہ بڑے بڑے تنومند درختون
کو جڑ پیڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا اور تلاطم امواج نے بے شمار مچھلیان کنارہ پر ڈال دین اور ہزار
سفینے خالی اور اسباب سے بھرے ہوئے موج دریا سے ڈوب گئے اس سبب سے کشتیون کے
مالکون کو بہت نقصان ہوا اور جسقدر زمین پر ہوا کی شورش سے دریا کا پانی آیا۔ وہ

شورہ زار ہو گئی زراعت پذیر نہ رہی۔

دوم ربیع الثانی ۱۰۴۷ھ کو جشن وزن قمری ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا سینتالیسواں سال ختم ہوا اور اڑتالیسواں شروع۔ اس سال میں برسات کے تین مہینے گذر گئے اور ذرا مینھ نہیں برسا غلہ گران ہوا اور ایک عالم کو تشویش ہوئی مکرر ارباب عدالت مع صلحا و فضلا و خاص و عام کے شہر سے باہر نماز استسقا کے لئے گئے اگرچہ کچھ پانی برسا لیکن زمین کی پیاس نہ بجھی جشن کے روز خوب بارش ہوئی اور زحمت خلق رحمت خالق سے مبدل ہوئی۔

دسویں کو میر جملہ میر بخشی جو جہانگیر کے عہد میں قطب الملک کے پاس سے ایران گیا اور وہاں سے آنکر مراجعت کر کے خاندان امیر تیمور کے امرائے کے زمرہ میں داخل ہوا۔ لقوہ و فالج سے مر گیا۔ اگرچہ وہ سیادت میں مرتبہ بلند رکھتا تھا لیکن خوش اخلاقی سے اسکو بہرہ نہ تھا معتمد خان بخشی دوم اسکی جگہ مقرر ہوا۔

بادشاہ نے شاہزادہ اورنگ زیب کو ۲۳ تاریخ کو رخصت کیا۔ شاہزادہ نے ولایت بگلانہ کی درخواست کی کہ مجھے مرحمت ہو۔ بادشاہ نے اسکو عنایت کی اور فرمایا کہ دولت آباد میں پہنچکر بگلانہ لشکر بھیجنا اور اسکو فتح کر لینا۔ بگلانہ میں آب و ہوا میں اعتدال ہے۔ نہروں کے کنارہ پر درخت سایہ دار اور پھلدار بہت ہیں ۳۲ پرگنے سیر حاصل ہیں وہ ایک جانب سے خاندیس دکن سے اور دوسری سمت توابع سورت و گجرات کے ملا ہوا ہے اور سورت و دولت آباد کے وسط میں ساٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے یہاں کا زمیندار بھرجی ہے جو باون پیڑھی سے یہاں کا ارثاً راج کرتا چلا آیا ہے۔

بادشاہ نے پانچ لاکھ روپئے بعد جلوس کے مکہ و مدینہ کے لئے نذر مانے تھے دو لاکھ چالیس ہزار پہلے روانہ کر چکا تھا اب اندنوں میں اعظم خان صوبہ دار گجرات کو حکم دیا کہ ساٹھ ہزار روپیہ کا اسباب جو عرب میں فائدہ سے فروخت ہو حکیم ابو القاسم کو حوالہ کرے کہ وہ وہاں مستحقوں کو دیدے۔

جہانگیر کا ارادہ تبت کی تسخیر کا پیش نہاد خاطر تھا - ہاشم خان ولد قاسم خان میر بحر ناظم کشمیر نے
جہانگیر کے حکم سے زمینداروں کی سپاہ اور بہت سوار و پیادے جمع کیے - ہر چند ہاتھ پاؤں
مارے کہ اس ملک میں داخل ہو مگر یہ نہ ہوا مردم کشی کے کوئی اور کام نہ ہوا اور وہ پھر آیا
ان دنوں میں شاہجہان نے حکم دیا کہ ظفر خان حارس کشمیر مع لشکر کے اس جگہ جا کر اور
ولایت تبت کو مسخر کرے - وہ آٹھ ہزار سوار اور پیادے جمع کر کے کرچی کی راہ سے چلا
اور ایک ماہ کے عرصہ میں یہ لشکر دو میں آیا جہاں سے ملک تبت کا آغاز ہوتا ہے
اور آب نیلاب (سندھ) کی اس طرف ہے اور علی رائے نے حصار کے نزدیک [illegible]
کیا - علی رائے پدر ابدال مرزبان حال تبت نے دو پہاڑوں کے سروں پر بہت بلند
طولانی دو حصار استوار کیے تھے انمیں زیادہ بلند کھر پوچہ مشہور تھا اور دوسرا پست کھچنہ
ہر ایک کی راہ ع چو گلوگاہ نائے و سینہ چنگ - قلعہ نشینوں کی آمد و رفت پہاڑ
کے اوپر ہوتی تھی - ابدال قلعہ کھر پوچہ میں متحصن ہوا اور محمد مراد اپنے وکیل کو جو اسکی
مہمات کا ناظم تھا قلعہ کھچنہ کی حراست سپرد کی اور اہل و عیال کو قلعہ شکر میں جو پہاڑ
پر آب نیلاب کی دوسری جانب تھا محفوظ کیا - ظفر خان نے ان دو قلعوں کی رفعت و
متانت کو دیکھ کر محاصرہ و پیکار میں مصلحت نہ دیکھی اور یہ سوچا کہ تبت کی سپاہ و جمعیت
ابدال کی ناہنجاری سے دل آزردہ ہو رہی ہے اسکو مدارا و مواسات سے اپنی طرف کر لے
اور حصار شکر کی کشائش اور ابدال کے اسیر کرنے کے لئے سپاہ معین کرے لشکر کے یہاں
رہنے کے لیئے کل مدت دو مہینے سے زیادہ نہیں ہے اگر اس سے زیادہ توقف ہوگا
تو برف کی زیادتی سے راہیں مسدود ہو جائینگیں اس لئے اُسنے میر فخر الدین کو مع قرا دبیگ
بلوچ اور چار ہزار سوار و پیادوں کے ساتھ قلعہ شکر پر بھیجا اور خود ابدال کے استیصال
کے درپے ہوا - احسن خواہر زادہ ابدال کو جو بادشاہی ملازموں میں تھا اور کشمیر کے
کچھ زمینداروں کو جو اس مرزبوم کے رہنے والوں سے آشنائی رکھتے تھے مقرر کیا کہ وہ
ترغیب و ترہیب سے یہاں کے گروہ کو شاہراہ اطاعت و انقیاد پر رہنموں ہوں

کچھ آدمی اُس نے مداخل و مخارج کے بند کرنے کے لئے مقرر کیے۔ میر فخرالدین ساحل
دریاے نیلاب پر آیا۔ چند کشتیاں ترتیب دین۔ اہل تبت نے ایک دیوار سر راہ کھینچ
رکھی تھی اور اُسکے پیچھے تفنگچیوں کے گروہ کو بٹھا رکھا تھا کہ افواج شاہی کو روکے میر نے
آدھی رات کو دو ہزار آدمی اہل تبت کی دلالت سے روانہ کیے تاکہ وہ راہ کو
مخالفوں کے قبضے سے نکال لیں۔ لشکر شاہی نے مخالفوں کو مار کر بھگایا اور دریا کے
پار اُتر کر قلعے کے نیچے آئے اور قلعہ کشائی کی تیاریاں کرنے لگے۔ دوسرے روز
ابدال کا پندرہ برس کا لڑکا جو حصار کی حراست کرتا تھا۔ بادشاہی لشکر کو کم
سمجھ کر اس سے لڑنے آیا۔ فرہاد بیگ نے کمر کوہ میں سر راہ کو روکا اور ہنگامہ جنگ
کو گرم کیا۔ فرہاد بیگ زخمی ہوا۔ ظفر خان کے نوکر کچھ مقتول ہوئے مخالفوں نے اپنی بھلائی
فرار میں دیکھی وہ قلعہ کی طرف چلے گئے بادشاہی دلاوروں نے لشکر کے جنوبی دروازہ
کے باہر مورچے قائم کیے۔ ابدال کے دل میں بادشاہی لشکر کا خوف ایسا بیٹھا کہ اُسنے
باپ کے عیال کا خیال کچھ نہ کیا۔ سیم و زر اور جو کچھ اپنے ساتھ لیجا سکا رات کو لیکر کاشغری
دروازہ سے بھاگ گیا ۲۹ ربیع الاول کو میر فخرالدین قلعہ میں داخل ہوا۔ وہ اپنے لشکر
کی لوٹ نہ روک سکا کہ ضبط اموال کرتا مگر ابدال کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا اور پسر ابدال
کے پیچھے سپاہ بھیجی مگر وہ پسر ابدال کو نہ پکڑ سکے کچھ سونا۔ چاندی۔ راہ میں پڑا تھا۔
اسکو لیکر واپس چلی آئی۔ ظفر خان اس فتح کا حال سنکر قوی دل ہوا۔ کھربوچہ و
کھچنہ کے قلعوں کو فتح کرنے کے لئے مستعد ہوا اسکے اشارہ سے اہل قلعہ کھچنہ کو جو قلت آذوقہ
سے مضطرب تھے اہل تبت نے ایسی پٹیاں پڑھائیں کہ قلعہ دار مع کل اہل قلعہ کے باہر آیا اور
قلعہ لشکر شاہی کو سپرد کر دیا۔ ابدال اپنے آدمیوں کی مخالفت سے اور قلعہ کے حوالہ کرنے
سے اور زن و فرزند کے گرفتار ہونے سے ایسا ڈرا کہ قلعہ کھربوچہ کو چھوڑ کر شادیان
پکھیول کی معرفت ظفر خان پاس آیا۔ دوسرے دن ظفر خان ابدال کی ہمراہ قلعہ کے
اندر گیا اور وہاں بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور لشکر میں چلا آیا۔

شہنشاہ کو اسکا مژدہ پہنچا۔ اس اثنا مین میر فخر الدین ابدال کے عیال کو اور دو لاکھ
روپیون کو جو لوٹ سے بچے تھے لیکر آگیا اور حبیب چک و احمد چک کے زن و فرزند بھی
ظفر خان کی قید مین آگئے جو اعتقاد خان کے زمانہ مین بہ سبب شورش انگیزی و فتنہ افزائی
کے کشمیر سے تبت مین بھاگ آئے تھے اور ان دنون مین ابدال نے انکو کشمیر بھیجا تھا کہ وہان
فساد برپا کرین کہ لشکر شاہی پراگندہ خاطر ہو اور دوسرے حبیب چک نے بھی جو مرزا علی
اکبر شاہی کی صوبہ داری مین تبتیون کی پناہ مین آیا تھا پناہ مانگی اور ظفر خان پاس
آگیا۔ ظفر خان نے اس خوف سے کہ برف کے پڑنے سے راہین نہ بند ہو جائین۔ یا
کشمیر مین جو ابدال نے مفسد بھیجے ہین وہ نہ فساد کرین ولایت تبت کو محمد مراد وکیل ابدال
کو سپرد کر دیا اور سرکشون کو ہمراہ لے کر مراجعت کی۔ نہ ملک کا کچھ انتظام کیا نہ ابدال
کے مال کی تفتیش کی۔ جب بادشاہ کو اس مراجعت کا حال معلوم ہوا تو ظفر خان
کو فرمان بھیجا کہ جب ملک تسخیر ہو گیا تھا اور قلعے فتح ہو گئے تھے اور مرزبان ولایت
اور اور سرکش تابع ہو گئے تھے تو بے ضبط مملکت و نظم حال رعیت جلد چلا آنا
اور ملک کو ابدال کے وکیل کے سپرد کرنا پہلے اس سے کہ اسکے انقیاد پر اعتماد ہو خرد دربین
اور رائے صواب گزین پسند نہین کرتی۔ تبت کی دو عام راہین ہین ایک کریج
(کرنج) کی دوسرے لار جنپر ظفر خان نے آمد و رفت کی اگرچہ راہ کریج کی مسافت
چار منزل زیادہ راہ لار سے ہے اور زیادہ تر بلند پہاڑون اور تنگ گھاٹون
مین ہے جسمین ایک سوار سے زیادہ نہین چلسکتے مگر لار کی راہ کی نسبت اس مین سرما
اور برف کمتر ہوتا ہے اس سبب سے اس راہ سے تبت مین جلد پہنچ جاتے ہین
راہ لار ہر چند تبت سے نزدیک ہے لیکن کثرت و دوام برف و یخ کے سبب سے
بہت تکلیف کے ساتھ گذر ہوتا ہے۔ ایک پہاڑ با فرخ آدھ کروہ اونچا ہے کہ وہ
بالکل برف سے ڈھکا رہتا ہے اور اس سے پانی جاری رہتا ہے انھی سے
مسافر مشکل سے گذرتے ہین ہمواری کے سبب سے چند منزلین آسانی سے طے

تبت کا حال

ہوتی ہین لیکن ایک کتل تیس کوس کشمیر سے ہے جسکی برابر سختی و دشواری راہ مین کہین اور جہان پیما مسافر نہین بتاتے۔ رفعت مین وہ پیر پنجال کی برابر ہے رستہ ایسا بند ہے کہ سوار ہوکر جانا دشوار ہے اور ان دونو راہون مین آذوقہ ملنا نہین ظفر خان اور اسکے ہمراہی اتنا آذوقہ ساتھ لے گئے تھے کہ وہ کشمیر کی مراجعت تک کافی ہوا ملک تبت مین اکتیس ۳۱ گنے ہین اور سینتیس ۳۷ قلعے پہاڑون کی فرونی اور تنگی میدان کے سبب زراعت کم ہوتی ہے اور حبوبات مین سے زیادہ تر جو و گندم و دھان پیدا ہوتے ہین اگرچہ اس ولایت کا انتظام نہ ہوا مگر خراج کی حقیقت پر پوری آگہی ہوگئی پورے سال کا حاصل ایک لاکھ روپئے سے زائد نہین اس دیار مین ایک ندی ہے کہ وہان قراضہای طلائی دستیاب ہوتے ہین ہر سال اسکے اجارہ سے دو ہزار تولہ سونا حاصل ہوتا ہے جسکی قیمت کم عیاری کے سبب سے سات روپیہ تولہ ہوتی ہے اکثر اثمار سردسیری مانند زردآلو و شفتالو و خربوزہ شیرین و لطیف انگور ہوتے ہین یہان کا سیب اندر اور باہر سے سُرخ ہوتا ہے۔ توت و خیار و زردآلو و شفتالو و خربوزہ و انگور ایک موسم مین ہوتے ہین۔

واقعات تیموری کہ زبان ترکی مین تھی میر ابوطالب تربتی نے کتاب خانہ والی یمن سے لاکر فارسی مین ترجمہ کیا انہین سے داستان نصایح خرد افزا جو صاحب قران نے پیر محمد خلف مرزا جہانگیر کو کابل و غزنین و قندھار وغیرہ کی امارت کے وقت کین تھین اور وہ اس کتاب مین درج تھین وہ لکھ کر شاہزادہ اورنگ زیب کو بھیجین جو صوبہ دکن کے انتظام کو روانہ ہوا تھا اسکی نقل ہم کرتے ہین اس وقت خاطر مین تیمور سے آیا کہ کابلستان و حدود ہندوستان و نواحی غزنین و باختر و قندھار مین کوئی کاردان بھیجا جاے کہ وہ ان ولایات کی تسخیر کا بندوبست کرے اسکے دل مصلحت اندیش مین آیا کہ کسی کامگار امیرزادہ کو یہ کار مفوض کرون پھر وہ یہ سوچا کہ مبادا ہواے سلطنت و استقلال اسکے دماغ مین آئے اگر کسی نوئین کو مین سپرد کرون تو

اس خیال محال سے اسکا مغز شورش مین آئے پھر امیرزادہ کا حال تو کیا ہو کچھہ تاءمل نہ آیا
کہ اسکے دل مین آیا کہ خدا تعالی نے اُسکو سلطنت ارزانی کی ہی کس کا مقدور ہے کہ اُس
سے مخالفت کرے اور نیروی بازو سے فتح پائے اس اثناء مین اُس نے کتاب
بوستان مین فال دیکھی تو یہ ابیات نکلین۔

## ابیات

| | |
|---|---|
| چو دولت نہ بخشد سپہر بلند | نیاید بہ مردانگی در کمند |
| نہ سختی رسد از ضعیفی بہ مور | نہ شیران بہ سرپنجہ خورند و زور |
| خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد | اگر ناخدا جامہ بر تن درد |

اسکی طبیعت ان اشعار آبدار سے شگفتہ ہوئی اُس نے اپنے دل سے کہا کہ ہندوستان
کی سرحد آب سندہ تک و غزنین و کابل کی حدود قندھار تک ہے کہ مملکت سلطان
محمود غزنوی تھی پسندیدہ ہوگا کہ اسکو اپنے فرزندون مین سے کسی کو سپرد
کرون اگر وہ باغی بھی ہو جائیگا تو وہ اسکا ہی لخت جگر ہوگا نہ کسی غیر کے ہاتھ
کا منصغہ اس ارادہ پر وہ راسخ ہوا اور امیرزادہ پیر محمد پر ایالت ناگودی جب
تومنات وقشونات و ہزارہ جات کے سردار فراہم ہوئے۔ تیمور نے پیر محمد کو بلایا
اور اپنی ٹوپی اسکے سر پر رکھی فرجی خاصہ اسکو پہنائی اور اُس سے کہا کہ مین تجھے
پانچ چیزون کی نصیحت کرتا ہون اول جب تو تخت گاہ سلطان محمود غزنوی پر پہنچے
اور اسکی مملکت پر فرمان روائی کرے تو مجھکو اور اپنے تئین نہ بھولنا اور اپنی مرتبہ
سے تجاوز نہ کرنا دوم ملک کے ہمسایون کے حال سے غافل نہ ہونا سوم ضبط مملکت
و رعایت رعیت مین تساہل نہ کرنا کہ خدا تعالی نے اپنا ملک اسلئے ہم کو عطا کیا ہے کہ
ہم زیردستون اور مظلومون کے حال سے آگاہ ہون چہارم لشکر کے انتظام
مین کوشش کرنا جو تیرے پاس آئے اسکی نگہداری کرنا کہ خدا تعالی نے تجھہ پر
اسکی حفاظت لکھی ہے اگر کسی بہادر سپاہی کم جانئے کہ وہ سپاہ گری مین جیسا کہ چاہیے ویسا

اور وہ تجھ سے اجازت اپنے کام چھوڑنے کی مانگے تو اسے رخصت نہ کر اور اُس کے حال پر ایسی توجہ کر کہ فارغبال ہو کر تیری خدمت کرے۔ سپاہی اپنی جان کو بیچتا ہے اور سربازی کرتا ہے خوب جان لے کہ ملک کا حصار سپاہ ہے نہ دستگاہ۔ تخم دین مصطفوی کو رونق بخشی اور برخلاف اوامر و نواہی الٰہی کے کوئی کام نہ کر کہ قوام دولت اسکی ساتھ وابستہ ہے سادات و علماء و صلحاء کے ساتھ نیک معاشرت کر۔ شریرون و رذالون سے اجتناب کر۔ اسی محفل مین ایک گروہ تومینون کا لشکر گران کے ساتھ اسکے ہمراہ کیا۔ تیمور نے ہر ایک امیر سے پوچھا کہ تیرے دل مین کیا ہے امیر قطب الدین نے جواب دیا کہ اگر میری پشت قائم ہو تو شکم پر چوب نہ کھاؤنگا۔ میری پشت و پناہ امیر ہے دوسرے کو مین نہین جانتا اسلام خواجہ نے ظاہر کیا کہ اوضاع خانہ ایک ہی مین اگر دو ہون تو خانہ خراب ہوتا ہے۔ برات خواجہ نے گذارش کی کہ چراغ ایک ہی جسکی روشنی مین ہم راہ چلتے ہین اور ہم امیر کو افروختہ چراغ جانتے ہین اسکے سایہ مین زندگی بسر کرتے ہین۔ امیر علی غانچی نے بیان کیا کہ ہماری زندگی امیر کے بعد نہ ہو اس طرح ہر ایک نے لوازم اخلاص و اطاعت و اختصاص اور تباعت اپنے ظاہر کیے اس وقت امیرزادہ نے معروض کیا کہ اگر مین امیر سے روگردانی کرون تو خدا تعالی کے حکم سے سرتابی کرون اور اپنا دین کھوؤن تیمور نے کہا کہ مین نے اپنے ممالک کا چوتھا حصہ تجھے دیا ہے اور بھائی حقیقی حسد سے تیرے حق مین باتین بنائینگے چاہیئے کہ ہمیشہ فروتنی و خاکساری کے آثار تجھ سے ظہور مین آئین پھر تیمور نے اوسکو گلے لگایا اور رخصت کیا۔

## واقعات سال یازدہم جلوس ۷۸۱ سنہ

غرہ جمادی الثانیہ ۷۸۱ سنہ کو جلوس کا گیارھوان سال شروع ہوا۔ ہم رمضان کو شمسی وزن کا جشن ہوا۔

کور کر یلداد سرحد نوحانی مین فروکش ہوا ان دنون مین الوستا تغز کی ایک عجیب

اُسیے بلایا اور یہ ارادہ کیا کہ تیراہ مین جاکر وہان کے آدمیون سے اتفاق کیجے اور شور شر و فساد مچائے
تیراہ کے آدمی بظاہر بادشاہ کی فرمان پذیری اور اطاعت مین اپنی نجات جانتے تھے۔
اور باطن مین مخالفت رکھتے تھے اور ملک تورواورک زئی و شاہ بیگ اور انکے بھائی بنا بادم
کے مطیع ہوگئے تھے سو وہ انکے دفع کرنے کے لئے بہانہ ڈھونڈھتے تھے سعید خان حاکم کابل
نے پندرہ ہزار پیادے کوہ سیر کماندار عشائر افاغنہ سے جمع کرکے راجہ جگت سنگہ و
بردل خان و عزت خان او بعض امراء کے ساتھ روانہ کئے اور اپنے دو ہزار سوار تابین
بسرکردگی یعقوب کشمیری وکیل کے بھیجے کہ وہ مخالفون کی گوشمالی کرین اور سرگنات بنگش
کو بچائین پہلے اسیے کہ لشکر شاہی حدود نغر مین آئے اس سرزمین کے بعض کوہ نشینون نے
دست اندازی لشکر شاہی سے اپنے بال بچون کے بچانے کے لئے برادر کریمداد کو مار ڈالا
برادر کریمداد بلخ گیا تھا وہان نذر محمد خان والی بلخ کے اشارہ سے پوشیدہ قبائل نغر مین
آگیا تھا اور فساد برپا کرتا تھا اور اس گروہ کو خان مذکور کی موافقت کی ترغیب دیتا تھا
برادر میرک اورک زئی کا بھائی گو کریمداد کے ساتھ یارانہ رکھتا تھا اسکو بھی مار ڈالا اس سبب سے
نغر کے اکثر سردار لشکر شاہی سے بنگش بالا مین آن ملے اور جب لشکر شاہی نغر مین داخل ہوا
تو بہت آدمی اسکے بادشاہی آدمیون سے آن ملے مگر الوس مکن اور رکن و سیلہ کے دو
قبیلے کریمداد کے ساتھ رہے اور خوف کے مارے بھاگتے پھرے دشوار گذار پہاڑون اور
تنگ درون مین پناہ لے گئے لشکر شاہی نے ان کے غلہ کے انبار تاراج کئے اور ان کے
منازل و مساکن کو بیخ و بن سے اکھیڑا۔ پہاڑون مین اُنپر اوپر سے برف و باران برستا
اور نیچے سے شمشیر آتش فشان کا سیلاب پہنچتا آخر کو یہ نوبت ہوا اور لشکر شاہی کے
آب تیغ سے مجبور ہو کر انہون نے کریمداد کو مع اہل و عیال لشکر بادشاہی کے حوالہ کیا
بادشاہ کے حکم سے کریمداد قتل ہوا۔

اسی سال کے واقعات عظیم مین سے علی مردان کا ہند مین آنا اور قلعہ قندھار
اور اسکے متعلق اور قلعون کا فتح ہونا ہے سو وہ بیان کیا جاتا ہے سنہ الٰہی مین

علی مردان خان کا ہند مین آنا اور فتح ہونا قندھار اور قلعون کا

محمد اکبر بادشاہ سے جب مرزا مظفر صفوی نے التجا کی تھی تو یہ قندھار کا حصار استوار
خاندان امیر تیمور کے تصرف میں آیا تھا۔ شاہ عباس شاہ ایران جہانگیر سے کمال رابطہ
اتحاد رکھتا تھا جہانگیر نے اپنا سفیر خان عالم شاہ عباس کے پاس بھیجا۔ شاہ عباس نے اس
سفیر کے ساتھ اپنا سفیر زنبیل بیگ جہانگیر پاس روانہ کیا اور نامہ و پیام میں قندھار کے
حوالہ کرنے کی درخواست کی بطریق تواضع جو دوستی و وداد کے عالم میں ہوتی ہے
اس باب میں جہانگیر نے اپنی وزراء امراء سے مشورہ کیا ایک جماعت نے صلاح دی
کہ جس حال میں کہ قلعہ کے دینے میں محبت دیرینہ قائم رہتی ہے کچھ مضائقہ نہیں ہے بعض نے
اسکے برخلاف رہنمونی کی تو اس باب میں جہانگیر نے شاہجہان سے مصلحت پوچھی اسنے
جواب میں لکھا کہ ہر چند اس حصار کے تواضع کرنے میں سوائے التیام مورونی کے از دیاد
کے کوئی اور مدعا مرکوز خاطر نہیں ہے مگر دور و نزدیک ظاہر میں اس معنی کو عجز و فروتنی پر
محمول کرینگے۔ جہانگیر نے اس مصلحت کو پسند کیا۔ جواب عذر پذیر ایلچی کو دیا وہ یہ جانتا
تھا کہ اس پاس کے جواب بھیجنے سے شاہ عباس کی رگ غیرت حرکت میں آئیگی
اور وہ قندھار کے قلعوں کی تسخیر کے لئے فوج بھیجے گا عاقبت بینی کے سبب خان لودی
صوبہ دار ملتان کو لکھا کہ بطور کمک کے قلعہ قندھار کو جائے۔ خان جہان نے
اپنی تن آسانی کے سبب سے قلعہ قندھار کے جانے میں کاہلی کی اور وہاں کی قلعہ داری
کے لئے اپنی تحریر عبد العزیز خان کے واسطے بادشاہ سے درخواست کی اور عرض کیا
کہ بروقت ضرورت میں خود اسکی کمک کو جاؤنگا۔
جہانگیر نے اسکی ملتمس کو منظور کیا۔ زنبیل بیگ نے شاہ عباس کو اس ماجرے سے مطلع کیا
وہ فرصت کی گھات میں بیٹھا تھا۔ یہاں ۱۵ سنہ جہانگیری میں نور جہان کے سبب سے
جہانگیر و شاہجہان کے درمیان نزاع شروع ہوا۔ شاہجہان دوبارہ دکن گیا۔
زنبیل بیگ سفیر ایران نے جسکو اب تک جہانگیر نے رخصت نہیں کیا تھا۔ پوشیدہ شاہ
عباس بیگ کو لکھا کہ ان دنوں میں شاہزادہ دکن کو گیا ہوا ہے اور دکن کی

مہم مین مصروف ہی اگر قندھار کے لینی کا ارادہ دل مین ہو تو اس سی بہتر قابو پھر نہین ملیگا
شاہ نے فرصت کو غنیمت جانا اور قندھار پر آیا عبدالعزیز خان قلعہ دار مراتب سپہ داری و کارگذاری و
مدارج رزم آرائی و نبرد آزمائی سی بہرہ نہین رکھتا تھا خانجہان صوبہ دار ملتان کی کمک سے
مایوس ہوا۔ ۴۵ دن کے محاصرہ کے بعد شہر یور ۱۰۳۲ سنہ مین قلعہ سی باہر آیا۔ یادشاہ ایران سی ملا۔
اور قلعہ کو حوالہ کیا۔ یادشاہ نے عبدالعزیز خان کو ہمراہیون سمیت ہندوستان جانے کی اجازت دی
قندھار کا انتظام گنجعلیخان کو سپرد کیا پہلے وہ کرمان کی حکومت رکھتا تھا اور
شاہ اسکو بابا کہتا تھا اور لکھتا تھا جب گنجعلیخان کا انتقال ہوا تو اوس
ولایت کا ناظم اسکا بیٹا علی مردانخان مقرر ہوا۔ اسکو یادشاہ بابای ثانی لکھتا
تھا۔ جب شاہجہان یادشاہ ہوا تو اسکے دل مین قندھار کا خار چبھتا تھا ارادہ ہوتا
تھا کہ مین کابل جاؤن اور وہان جاکر کسی شہزادہ کو اسکی فتح کے لئے بھیجون اثنا
اثنا مین افاغنہ کا فساد اور بندیلون کی شورش انگیزی اور دکنیون کی نفاق
گزینی پیش آئی اسلئے قندھار کی مہم مین توقف ہوا جب یادشاہ کی خاطر ان سب
مفسدون سے فارغ ہوگئی تو سعید خان حاکم کابل کو فرمان بھیجا کہ ہمنے حصار قندھار
پر لشکرکشی کا ارادہ کیا ہے تمکو چاہیئے کہ کابل و بنگش کے انتظام سے فارغ ہو اور
کوہ نشین افغانون کے فتنہ کو دور کرکے ایسے آمادہ رہو کہ جسوقت شاہزادہ جو عنقریب
معین ہوگا اس جانب روانہ ہو تو تم بھی اس جانب روانہ ہو اور کسی ورمز کا ردان
کابلی کو قندھار بھیجو تا کہ وہ اس دیار کے حصار کی کیفیت اور لشکر کی کمیت پر آگاہ ہو
اور ہماری سلطنت کے اطوار پر بھی علیمردان خان کو مطلع کرے۔ ہماری بندگی کی
طرف مائل کرے سعید خان نے صوبہ کابل کے مفسدون کا علاج کرکے میر آقا
ملقب بہ ذوالقدر خان کو پوشیدہ علی مردان خان کے پاس قندھار بھیجا اور
اوس نے اپنے یادشاہ کی وسعت مملکت و وسعت دولت و فراوانی اسباب جمعیت
و دستگاہ و فزونی مواد حشمت و جاہ اور ہاتھی گھوڑون کی کثرت اور خزان

موفورہ وعساکر منصورہ اور اشارات فیروزی اور علامات بہروزی علی مردان سے بیان
کیں اور بادشاہ کے الطاف کا امیدوار کیا اور کہا کہ بادشاہ نے جس طرف عزیمت کی اس
طرف ظفر و نصرت ہوئی جس مملکت کو فتح کرنا چاہا وہ آرزو کے موافق تھوڑے دنون مین
آسانی سے حاصل ہوئی اب تمکو چاہیئے کہ بادشاہ کی اطاعت اختیار کرکے حصار قندھار
کو بادشاہ کو حوالہ کرو۔ وہ پہلے بھی اسکے خاندان کے قبضہ مین تھا اور خود بادشاہ یا
ورنہ جلد لشکر شاہی سارے زابلستان کو تسخیر کر لیگا۔ حاکم قندھار نے ذوالقدر کی خاطرداری کی
اور اسکو رخصت کیا اور کہدیا کہ مین ان مقدمات کا جواب زبانی اپنے کسی معتمد کے ہاتھ
بھیجتا ہون۔ جہانگیر کے عہد مین ظفر خان پسر خواجہ ابوالحسن نے جو صوبہ کابل مین باپ کی
نیابت کرتا تھا علی مردان خان کو کچھ تحائف بھیجے تھے اور انکی عوض مین خان نے کوئی
چیز نہین بھیجی تھی ان دنون مین اپنے معتمد علی بیگ کو روانہ کیا کہ ظفر خان پاس کچھ تحائف
پہنچا دے اور سعید خان سے زبانی پاسخ گذاری کردے۔ خط مین اس بات کا ذکر کچھ
نہین کیا۔ زبانی صوفیان ایران کے طریقہ کے موافق کہدیا کہ پھر ایسا پیغام نہ بھیجا جائے
بادشاہ نے اس جواب سے آشفتہ ہوکر قندھار کے تسخیر کے ارادہ سے سنہ جلوس
مین پنجاب کی طرف سفر کی ٹھہرائی تھی کہ وزیر خان ناظم پنجاب کی عرائض آئین کہ اس
جانب غلہ کا قحط پڑ رہا ہے بادشاہ نے رعایا کی تکلیف کی نظر سے دوسرے سال پر اس مہم کو
موقوف رکھا جب علی مردان خان کو اس امر پر اطلاع ہوئی تو وہ حصار کی حصانت
مین مصروف ہوا اور پہاڑ کی چوٹی پر ایک اور بلند قلعہ بنالیا جو قلعہ قندھار پر مشرف تھا اور شاہ
صفوی کو اطلاع دی کہ عنقریب ہندوستان کی سپاہ قندھار پر آنیوالی ہے اگرچہ
اسباب قلعہ داری توپخانہ و آذوقہ اور ضروری چیزین مہیا کرنے مین جمعیت کے آمادہ
ہوا ہون مگر بادشاہ اپنی کمک سے اہل قلعہ کو قوی کرے۔ شاہ صفی کی سرشت مین اصل
سفاکی تھی بعض بدخواہ امیر جو ظاہر مین اپنے تئین خیرخواہ بتلاتے تھے علی مردان سے
منحرف تھے انہون نے حسد سے جو اس سے رکھتے ہزارون گھرون کی خانہ براندازی سے

بادشاہ کا مزاج اس سے منحرف کرادیا اور اسکی جان کے لاگو ہوئے۔ علی مردان خان
نے اس عریضہ سے انہون نے بادشاہ کے خاطر نشان ایسی باتین کین کہ شرب مدام کے عالم
مین پہلے سے اور زیادہ آشفتہ ہوا اور زیادہ بیمائی کے حال مین جسمین عقل سو جاتی ہے اپنی مجلس مین
ہمنشینون سے بیان کیا کہ سامان و قوت کے بڑھ جانے سے علی مردان خان خیالات
فاسدہ رکھتا ہے اسکو مع عیال کے مار کر اسکا مال ہاتھ مین لانا چاہیئے۔ علی مردان خان
کو بھی بعض بعض اپنے خیر سگالون کی تحریر سے شاہ کے اس نا صواب قصد پر اطلاع
ہوئی تو اُسنے سوچا کہ فرمان فرمای ہندوستان نے قندھار کی تسخیر کا ارادہ کیا ہے
شاہ صفی نے بعض دشمنون کے بہکانے سے نہ میرے نہ میرے باپ کے حقوق پر خیال
کیا ہے اور میرے جان و مال کے درپے ہوا ہے۔ مین کیون اپنے تئین معرض تلف مین
لاؤن اور شاہجہان جیسے بادشاہ سے مخالفت کرون اور لشکر قزلباش کی کمک کی
توقع کرون جو لشکر روم سے کئی دفعہ شکست پا چکا ہے اور شاہ صفی کی ہوا خواہی کرون
جو ایسا سفاک ہے کہ جسکی خونریزی سے کوئی سرا ایسی نہین ہے کہ نوحہ سرا نہ ہوا اور کوئی
کاشانہ ایسا نہین کہ غم خانہ نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ میرے دل کی بات دفعتہً برملا نہ ہو۔
ظاہر مین بادشاہ ایران کی اطاعت کا طریقہ رکھون اور پوشیدہ شاہ ہندوستان سے
اخلاص پیدا کرون اور رسل و رسائل کی راہ امرائے کابل سے رکھون۔ اغلب ہے کہ
شاہ ایران کو آن پیغام سلام پر اطلاع ہوئی ہو جو سعید خان حاکم کابل اور اسکے
درمیان ہوئے ہون۔ اسلئے شاہ نے حکم دیا کہ علی مردان خان اپنے بیٹے محمد علی کو
جو سترہ برس کا تھا بھیجدے اُسنے اپنے بیٹے کو لائق پیشکش کے ساتھ بھیجدیا مگر اس سے بھی
بادشاہ کا سوء ظن حسن ظن سے نہ بدلا اور اسکے خون کے قصد سے باز نہ آیا اسکو حیلہ سازی
سے پکڑنا چاہا اس نیت سے سیاوش قوللر آقاسی کو جسکو پہلے مشہد بھیجا تھا حکم دیا کہ وہ قندھار
کو شتاب جاے اور اپنے پہنچنے سے پہلے علی مردان خان کو لکھ بھیجے کہ ہندوستان
کے لشکر کی خبر سنکر بادشاہ نے تیری کمک کے لئے مجھے بھیجا ہے اسکے بعد ۔ ۔ ۔

جب وہ قلعے مین پہنچے اور استحکام حصن سے فراغت حاصل کرے اور اگر ہو سکے تو علی مردان خان
کو گرفتار کرکے حضور مین بھیجدے۔ نہین اسکا سر کاٹ کے صفاہان کو روانہ کرے اور
شاہ نے ایک خط علی مردان کو لکھا جسمین مراحم شاہانہ اور ارسال کمک کا بیان کیا
تا کہ اسکو غافل کرے مگر یہ بیدار مغز آگاہ دل کب ایسے دیو افسانون سے سوتا تھا
اس پاس جب سیاوش کا نوشتہ آیا تو اُسنے سیاوش کو پیغام دیا کہ تمہارا اس
جانب مین آنا مصلحت نہین ہی اگر لشکر ہندوستان کے ورود سے پہلے تو قلعے مین آ
جائیگا تو آدمیون کی کثرت سے عسرت ہوگی اور اگر قلعہ سے باہر رہیگا تو خوف
ہے کہ افواج شاہی کے آنے پر اول تو پامال ہوگا سیاوش نے اسکی بات کو نہ سنا
اور فراہ مین آیا۔ قندھار کے قلعہ کے اندر آنے کے لئے دوبارہ علی مردان خان
کو لکھا تو خان مذکور نے جواب دیا کہ بہتر یہ ہے کہ تو خراسان چلا جا جب تک
میرے تن پر سر اور بدن مین جان ہے مین تجھے قلعہ کے گرد نہین آنے دونگا
جب شاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اسنے سیاوش کو پہلے سے اور زیادہ تاکید
کی۔ وہ قلعہ بست مین آیا۔ چونکہ وہ بالیقین جانتا تھا کہ فرمانروائے ایران سے
علی مردان بالکل برگشتہ ہوگیا ہی اور شاہجہان کے آدمیون کی پناہ مین آگیا
ہے تو وہ آگے بڑھکر موضع کوشک نخود مین آگیا۔ مکر و تزویر سے کچھ قزلباشون کو
علی مردان خان سے روگردان کرکے اپنی طرف بلایا جسسے تمام اہل قلعہ کے حال
مین ایک تذبذب پیدا ہوا اور اختلاف آرا ہی جسسے کہ انتظام جاتا رہتا ہے
نمودار ہوا اور غدر و نفاق کی علامتین بڑھتی گئین ناگزیر علی مردان خان
نے اس گروہ کو کہ سیاوش سے یکتائی رکھتے تھے قلعہ سے نکالکر اس گروہ کے ساتھ
کہ دورنگی رکھتے تھے محال بعیدہ مین بھیجدیا قلعے مین کچھ اپنے خویش صداقت نشان
اور غلامان جانفشان رکھے اس حال کے اندر ملک مقصود جو مرزبانان قندھار
سے آمد اور اسکا بھائی کامران علی مردان کی طلب مین آئے ہوئے تھے

انہوں نے بطور مشورہ کے کہا کہ اگر آپ کو شاہجہان کی متابعت ہوا خواہی منظور ہے تو اس وقت
ہیں کہ دارائے ایران آپ کی کین توزی اور خونریزی کے درپے ہے اور حصار نشینوں نے
وفا و وفاق نے نفاق کی صورت پکڑی ہے صوبہ کابل کے امرا کو جنگی مدد جلد پہنچ سکتی
ہے لکھنا چاہیئے کہ طلب کے وقت وہ آجائیں علی مردان خان نے مغدود کو اپنے [illegible]
اور کامران کو بھیجا کہ عوض خان قاقشال حاکم غزنین اور سعید خان کو آگاہ کرے کہ وہ ایک
جمعیت کابل و غزنین میں مہیا رکھیں اور جسوقت میں اشارہ کروں وہ جلد آجائیں
اور بادشاہ کو عرضداشت بھیجی کہ شاہ ایران نے ایک مکار جماعت کی تحریک سے میرے
اور میرے باپ کی خدمات پسندیدہ کو نظر اعتبار سے گرا کر میری ہلاکت میں وہ کوشش
کیا کرتا ہے ناچار میں حضور کی آستان کو پناہ بناتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ قلعہ
قندھار اولیائے دولت کو سپرد کروں اور خود حضور کی قدمبوسی کیلئے آؤں امیدوار ہوں
کہ کسی اپنے بندے کو ایک لشکر کے ساتھ جو آمادہ پیکار ہو اس طرف رخصت فرمائیں تاکہ
جسقدر جلد ممکن ہو آنکر قلعہ پر متصرف ہو۔ یہ عرضداشت سعید خان کے پاس پشاور بھیجی اور اسکو
لکھا کہ بہت جلد اس عرضداشت کو بادشاہ پاس بھیجکر التماس کرے کہ وہ منشور میرے پاس
بھیجدے جو میری نجات کا وسیلہ ہو۔ سعید خان نے بادشاہ کے فرمان کا انتظار نہ کیا اور
خود اس جانب روانہ ہوا اور عوض خان قاقشال کہ اوسکے نزدیک تھا اور قلیچ خان ناظم
ملتان کو عرضداشت بھیجی اور طلب لشکر پر مطلع کیا اور انکو ترغیب دی کہ وہ حکم شاہی کے منتظر
نہ رہیں اور روانہ ہوں تاکہ اہل قلعہ کی جمعیت میں تفرقہ پیدا ہو اور میری خاطر [illegible]
سے فارغ ہو۔ نہم شوال کو عوض خان ہزارہ سواروں کے ساتھ غزنین سے قندھار کی طرف
متوجہ ہوا اور کابل سے عوض خان کے بلانے سے محمد شفیع پسر محمد سعید بھی ہزار سواروں کے
ساتھ کابل سے چلا۔ ۱۲ شوال کو عوض خان قندھار پہنچ گیا اور علی مردان خان نے
اسکو قلعہ کے اندر بلا لیا اور ۲۳ شوال کو علی مردان خان نے شاہجہان کے نام کا خطبہ
پڑھوا دیا احمد بیگ اپنے ملازم کے ہاتھ بادشاہ کی خدمت میں اپنی عرضداشت بھیجی [illegible]

بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی درخواست کی تھی اور حصار میں عوض خان کے آنے کی اطلاع دی اور نو اشرفیاں مسکوک بادشاہ کے نام کی عرضداشت کے ساتھ بھیجیں محمد شیخ خلف سعید خان بھی ۲۵ شوال کو قندھار میں آگیا اور علی مردان خان اسکو بھی قلعہ میں لے آیا اور بزم سرور و ضیافت منعقد کی محمد امین قاضی قندھار کہ مکرر مکتوب سیاوش کو بھیجا تھا اور اسکو اغوا کرتا تھا قتل کیا گیا اور حصار کے برج و بارہ بادشاہی آدمیوں کے سپرد ہوئے۔ سعید خان نے علی مردان خان کا عرضداشت اپنی عریضہ کی ساتھ اپنے ملازم رفیع اللہ کے ہاتھ بادشاہ کی خدمت میں بھیجی تھی اور فرمان کے آنے سے پہلے وہ پانچہزار سواروں کے ساتھ قندھار کو روانہ ہوا تھا۔ ۲۴ شوال کو رفیع اللہ بادشاہ کی خدمت میں پہنچا اور اوسنے دونو عریضہ بادشاہ کے سامنے پیش کئے بادشاہ نے قلیچ خان ناظم ملتان کو اضافہ منصب کے پنجہزاری ذات و پنج ہزاری سوار دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرافراز کیا۔ قندھار کی صوبہ داری تفویض کی اور حکم دیا کہ لشکر ملتان کو لیکر قندھار جاے۔ یوسف محمد خان تاشکندی حاکم بھکر اور جان نثار خان حاکم سیوستان کو حکم ہوا کہ اس طرف سے قندھار روانہ ہوں بادشاہ نے رفیع اللہ کے ہاتھ سعید خان پاس فرمان بھیجا کہ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ تم میرے فرمان پہنچنے سے پہلے قندھار روانہ ہوئے ہوگے اور اگر نہ روانہ ہو تو بہت جلد روانہ ہو۔ افواج اسکی کمک کے لئے مقرر ہو گئی ہے شاہزادہ محمد شجاع بھی لشکر کے ساتھ روانہ ہونے کو ہے بالفعل پانچ لاکھ روپیہ خزانہ کابل سے اپنے ساتھ لے جاؤ اور اسمین سے ایک لاکھ روپیہ قندھار میں بھیجکر علی مردان خان کو دو۔ یہ انعام ہمنے اس کو دیا ہے اور دو لاکھ روپیہ اپنے کاموں میں خرچ کرو اور باقی روپیہ دربار بادشاہی بندوں کو احتیاج کے وقت بقدر ضرورت مساعدت کے طور پر اور ملک مغدود اور اسکے بھائی اور علی مردان خان کے تابعین کو انعام کے طور پر دو۔ جب قلیچ خان قندھار میں آجائے اور سیاوش سے اور آذوقہ کی گرد اوری سے

اور تمام قلعہ داری کے سارے اسباب ضروری سے فراغت ہو تو حصار قلیچ خان کے
حوالہ کرو۔ علی مردان کو اپنی ہمراہ کابل میں لاؤ اور پھر اسکو اپنے بیٹے محمد شیخ کی ہمراہ
ہمارے پاس بھیجدو کابل میں لڑائی کے لئے تیار بیٹھے رہو۔ جسوقت قزلباش کا لشکر حرکت
کرے قلیچ خان کی کمک کو دوڑ جاؤ بادشاہ نے محمد مراد سلدوز کے ہاتھ علی مردان خان کے
پاس فرمان اور خلعت بھیجا اور ملک مغدود و کامران کو بھی خیر خواہی کی عوض میں خلعت
بھیجے چونکہ یہ احتمال تھا کہ قندھار کے تسخیر ہو جانے کی خبر شاہ سنکر اس دیار کی طرف
متوجہ ہوگا اسلئے شاہ نے شاہزادہ محمد شجاع کو بیس ہزار سواروں کے ساتھ روانہ
کیا اور دس لاکھ روپیہ دیا اور زبانی فرما دیا کہ اگر شاہ صفی خود قندھار میں آگئے
تو تم خود لشکر کے ساتھ جاکر معرکہ آرا ہونا اور اگر وہ امراء کے ساتھ لشکر بھیجے تو تم بھی
خاندوران خان نصرت جنگ کی سرکردگی میں لشکر بھیجنا۔ وزیر خان حاکم پنجاب کو حکم ہوا
کہ وہ غلہ کو پنجاب سے جمع کرکے کابل پیہم بھیجتا رہے تاکہ راہ میں لشکر کو غلہ کی تنگی نہ ہو
اور شاہزادہ کی ہمراہ خود کابل جائے۔ سعید خان پشاور سے ایلغار کرکے پانچ
روز میں کابل میں آیا۔ جلدی میں اسباب بیکار ضرورت سے زیادہ ساتھ نہ لیا
اور روانہ ہوا۔ کابل سے پندرہ کروہ پر نقدی بیگ کہ علی مردان خان کی
عرضداشت بادشاہ پاس لئے جاتا تھا سعید خان سے ملا اس نے علی مردان کا
خط اسکو دیا۔ علی مردان خان کی خواہش یہ تھی کہ ذوالقدر خان جسنے قندھار
میں آنکر اسکی یک روہی و یک رنگی کی حقیقت اور اخلاص کی کیفیت دیکھی تھی نقدی
کے ہمراہ بادشاہ پاس جاکر اسکی عرضداشتیں بادشاہ کی نظر کے روبرو لاے۔ سعید خان نے
ذوالقدر خان کو نقدی بیگ کے ہمراہ بادشاہ پاس بھیجدیا اور انکی ہمراہ احمد بیگ کو
بھی جو زر مسکوک لایا تھا ساتھ کر دیا۔ خود بہت جلد قندھار کو روانہ ہوا جب
وہ قلات کے قریب آیا تو محمد شیخ کے مکاتیب سے معلوم ہوا کہ سیاوش کی کمک کو
خراسان کے حکام کچھ آگئے ہیں اور قندھار سے چھ کروہ پر موضع سنجری میں وہ

اترے ہین اور کچھ قزلباش علی مردان خان سے برگشتہ ہوکر اُسسے ملے ہین اور قلعہ کے اندر جو انکی جماعت ہے اگرچہ ظاہر مین علی مردان خان کے ساتھ وفاق واتفاق رکھتے ہین لیکن خفیہ سیاوش سے اتحاد رکھتے ہین اور خط وکتابت کرتے ہین اور قندھار مین آنے کی تحریک کرتے ہین اور اپنی اعانت وامداد سے قوی دل بناتے ہین اُسی کے مطابق علی مردان خان کا نوشتہ بھی آیا سعید خان کوچ اور مقام مین خبرداری وہوشیاری کرتا ہوا ۱۷ ذیقعدہ کو حوالی قندھار مین آیا۔ علی مردان خان استقبال کو گیا فرمان وخلعت سے مفتخر ہوا اور آداب تسلیم جسطرح کہ ہندوستان مین متعارف ہے بجالایا۔ بادشاہ کا فرمان بھی شاہزادہ شاہ شجاع کی روانگی کا سعید خان پاس آگیا تھا جسمین ساری ہدایتین لشکر عراق سے محاربہ کے باب مین لکھی تھین سیاوش ان دنون مین قندھار کے نواحی مین تھا اور اسنے سرراہ روک رکھی تھی کہ بادشاہی نوشتجات اسکے ہاتھ مین آئین وہ اسکو ہاتھ لگتے تھے جنسے اوسکے ہوش اُڑتے تھے وہ انکو شاہ صفی کے پاس بھیجتا تھا۔ شاہ انکے مضمون سے مطلع ہوکر لشکر کے بھیجنے سے اور اپنے آنے سے باز رہا اس بات کے معلوم ہونے سے لشکر شاہی کے دل کو جمعیت ہوئی تھی۔

جب سعید خان قندھار مین آیا تو اسنے دیکھا کہ اس ملک کے مرزبان اور اوسکی رعایا مرافقت وموالفت مین ڈھل مل ہورہی ہے تو وہ سمجھا کہ جب تک حوالی قندھار مین سیاوش موجود رہیگا تو اسکے اغوا سے لوگ فساد آمیزی اور فتنہ انگیزی سے باز نہین آئینگے اور اہل ملک جیسی کہ چاہیئے اطاعت نہین کرینگے اور اس ملک کا انتظام دلخواہ نہ ہوگا اُسنے دیکھا کہ اب اتنی فرصت نہین ہے کہ یہ انتظار کیا جائے کہ قلیچ خان ملتان سے اور یوسف محمد خان بھکر سے اور جان نثار خان سیوستان سے آجائین اسنے علی مردان خان سے استصواب کرکے یہ مقرر کیا کہ سیاوش سے ہنگامہ جنگ گرم کیا جائے محمد شفیع کو جسکا خطاب خانہ زاد خان تھا دو ہزار سوارون کے

قزلباشون اور سعید خان کی جنگ۔

ساتھ قلعہ کی نگہبانی کے لئے معین کیا اور علی مردان خان کے معتمدون مین سے کچھ اسکے پاس
چھوڑے باقی تین ہزار کے قریب اپنی ہمراہ اسنے لئے کہ مبادا وہ قلعہ مین فساد نہ کرین۔
اگرچہ علی مردان خان خود اس صف آرائی قتال مین شریک ہونا چاہتا تھا مگر اس
سببسے کہ اسکے نفاق پیشہ نوکرون مین دوروئی اور دورنگی تھی کہین وہ زد و خورد
کے وقت علی مردان خان کو کوئی گزند نہ پہنچائین اسکو اس ارادہ سے باز رکھا اور
سعید خان ۲۶ ذی قعدہ کو آٹھ ہزار کے قریب سوار لے کر سیاوش سے لڑنے گیا۔
جسکا لشکرگاہ موضع سنجری مین تھا گرد نشیب و فراز بہت تھے قول ... مین سعید خان سنہ ۱۱ جلوس
خود رہا اور ہراول مین راجپوتون کو مقرر کیا جسکا سردار راجہ جگت سنگھ تھا۔ اور
محکم سنگھ و گوپال سنگھ واوگر سین و رام سنگھ برادران و جگرام و گج سنگھ ولد بہاری داس
و ہمت سنگھ و میدنی مل بھدوریہ اور اپندر بھان اوز اور صوبہ کابل کے کو مکی
راجپوت تھے انکے ساتھ چارسو برقنداز گئے۔ برانغار سادات بارھہ و بخاری امروھہ
کو حوالہ کی انمین سید ولی و سید عبد الواحد و سید محمد اسکا بھائی اور اور سید
تھے۔ جرانغار مین بسالت خان و بہردل خان وغیرہ سردار تھے علی مردان خان
کی فوج کا سردار حسین بیگ کو جو خان مذکور کا خویش تھا مقرر کیا۔ اس طرح یہ افواج
پسندیدہ آئین کے ساتھ روانہ ہوئین۔ سیاوش پاس برام علی خان حاکم نشاپور
و خاندان قلی خان حاکم فراہ و دولت علی سلطان حاکم خواف و یوسف سلطان
چمش گزک و صفی قلی سلطان قلعدار بست اور پانچ چھ ہزار سوار ہمراہ تھے اس لئے
صف بندی کی اور قندھار سے ایک کروہ پر دونون لشکرون کی قراولی مین لڑائی
شروع ہوئی۔ اس اثنا مین قزلباش فوج سہ گانہ ہراول و برانغار و جرانغار
بطور نیرہ ہوئین۔ ہراول سے ہراول کی مٹھ بھیڑ ہوئی اور برانغار طرح برانغار کے
روبرو ہوئی اور جرانغار علی مردان کے لشکر کے سامنے آئی۔ راجہ جگت سنگھ
نے ہراول کو مار کر بھگا دیا۔ عوض خان نے طرح جرانغار کو بھگایا۔ فوج سیوم نے

جو علی مردان کے لشکر سے لڑتی۔ خان کے لشکر مین تزلزل ڈالا۔ مگر سعید خان نے اُسی جاکر سنبھال لیا اور دشمن کے لشکر کو پراگندہ کر دیا۔ دشمنون کا ایک گروہ مارا گیا اور باقی گھوڑون کی تیز خرامی کے سبب سے میدان جنگ سے فرار ہوئے۔ اور آب ارغنداب تک کہین نہین ٹھیرے۔ اس سرزمین ناہموار دشوار گذار کو وہ سمجھے کہ وہ مانع تعاقب ہو گی اور یون جائے ونجات ہو گی سعید خان اور ہوا خواہون نے سوچا کہ آجکے کام کو کل پر نہین چھوڑنا چاہیے اور شکست یافتہ دشمن کو مہلت نہ دینی چاہیئے آج ہی اس دریا سے گذرنا چاہیئے۔ سو لشکر دریا سے اترا۔ دشمن اسے دیکھ کر احمال واثقال چھوڑ کر بھاگا۔ اسکا سارا اسباب لشکر شاہی کے ہاتھ آیا۔ سوا ہر سیاوش کے توشکخانہ کے جسمین آگ لگ گئی تھی۔ رات ہو گئی اسلئے تعاقب کیا گیا اور سیاوش کے خیمون مین لشکر نے شب گذاری۔ سیاوش آب ہیرمند پر پہنچا۔ وہان اسنے پریشانی مین کشتی تلاش کی نہ گھاٹ ڈھونڈا۔ دریا مین۔ گھوڑا ڈال دیا جسکے سبب سے اسکے ہمراہیون کی ایک جماعت ڈوب گئی۔ لشکر شاہی کو یہ فتح نصیب ہوئی اور سعید خان نے شادیانے بجوائے اور معاودت کی ۲۰ ذی القعدہ کو بلدہ قندھار کے باہر اپنا خیمہ گاہ لگایا۔ سکان قندھار بلکہ سارے اہل دیار بادشاہی لشکر کے غلبہ سے خوش ہوئے جسکے سبب سے اُن کو قزلباشون کے تظلم وتعدی سے رہائی ہوئی مساجد ومعابد جنکے اوراد و اذکار سوا سب اصحاب و شتم احباب کچھ اور نہ تھا۔ اب ان مین خلفاء راشدین کے مناقب بیان ہونے لگے۔ جب شاہجہان کو سعید خان کی عرضی سے اس فتح کی خبر ہوئی تو اسنے اس جنگ کے کارگذارون کو خلعت ومنصب وانعام عنایت کیے۔

صفدر خان ایران سے مراجعت کر کے قندھار مین آیا تو اُسنے سعید خان سے کہا کہ لشکر شاہی نے جو قندھار فتح کر لیا ہے اسکے سبب سے شاہ صفی کو نہایت آشفتگی ہے اُسنے مگر یہ کہا کہ ایروان اور بغداد کا خیال مین چھوڑ سکتا ہون لیکن با مقدور مین قندھار کی تسخیر سے ہاتھ نہین اُٹھاؤنگا یہ بھی اُسنے کہا کہ جانی خان قورچی باشی کو جو اسکے بڑے معتبر امرا مین سے ہے لشکر عراق کے ساتھ عنقریب بھیجونگا کہ وہ لشکر خراسان کے

ہمراہ لے کر قندھار پر چڑھائی کرے اس سبب کہ اس سال اوزبکون نے خراسان پر تاخت
نہین کی ہے ظن غالب ہے کہ حسن خان حاکم ہرات بھی اسکے ہمراہ ہو اسواسطے سعید خان نے
قندھار سے باہر اقامت کو قرار دیا کہ اگر شاہ صفی لشکر روانہ کرے تو اس سے لڑے اور اگر وہ
لشکر نہ بھیجے تو قلعہ بست اور زمین داور کو فتح کرے۔ یہ حقیقت اس نے بادشاہ کو بھی لکھ کر
بھیجی اور اسنے شاہزادہ محمد شاہ شجاع سے معروض کیا کہ آپ کابل مین پہنچکر توقف کیجیے
اور لشکر کے ایک گروہ اور توپخانہ کو اس طرف روانہ کیجیے کہ مخالف گروہ اس لشکر کے آنے
کی خبر سنکر خراسان سے آنے کا ارادہ اس حالت مین بھی نہ کرے کہ عراق سے لشکر آئے
جب آپ کا لشکر زابلستان کے لشکر سے ملیگا اور آپ کابل کی سرزمین مین ہونگے تو لشکر
جمعیت کے ساتھ قلعہ بست اور زمین داور کی فتح پر ہمت کریگا۔ سیاوش نے اپنے
مین مقاومت کی استطاعت نہ دیکھی ادھر سنا کہ سعید خان کا ارادہ ہے کہ جب آب ہیرمند
کا جوش وخروش کم ہو تو اسکا تعاقب کرے اور قلعون کو فتح کرے تو اسنے حصار زمین
داور کو ان حدود کے مرزبان روشن سلطان کو سپرد کیا اور اپنے ہمراہ کے تفنگچیون کو قلعہ دار
بست کی کمک کے لئے اور خاندان قلی حاکم فراہ کو قلعہ دار گرشک کی مدد کے واسطے چھوڑا
اور خود اپنے اعوان وانصار کے ساتھ بھاگ گیا۔ جب سعید خان کی عرضداشت سے
شاہجہان کو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اوسنے حکم صادر فرمایا کہ قندھار مین توقف
کرکے قلعہ بست وزمین داور کو اور ولایت قندھار کے اور قلعون کو فتح کرے اور
جب قلیچ خان پہنچ جاوے تو قلعہ قندھار اسکو سپرد کرکے علی مردان خان کو اپنے بیٹے
خانہ زاد خان (خطاب شیخ محمد) کے ساتھ ہمارے پاس روانہ کرے جب قلیچ خان
نواحی قندھار مین آگیا تو ۱۱ ذی الحجہ کو علی مردان خان قندھار سے باہر آن کر
مقیم ہوا سعید خان نے اپنے بیٹے خانہ زاد خان کو دو ہزار سوارون کو اوس کے
ساتھ کیا اور کابل کو روانہ کیا اور تبخاک مین شاہزادہ شجاع سے علی مردان خان
ملکر بادشاہ کی ملازمت کے لئے روانہ ہوا سعید خان نے قلعون کی فتح کا

حصار بست اور زمین داور اور قلعوں کی فتح

ساماں کیا اور آب ہیرمند کے سکون کا منتظر بیٹھا۔ جب آب ہیرمند اتر گیا تو سعید خان بہادر ظفر جنگ نے افسران سپاہ کو اشارہ کیا کہ اس وقت ربیع کی فصل تیار ہے اگر قلعہ بست و زمین داور اور قلعہ چیتی و چالاکی سے فتح نہ کیے جائینگے تو غنیم غلوں کو کاٹکر حصار میں لے جائینگے اور آذوقہ جو قلعہ داری کا عمدہ مصالح ہی اسکو وہ سرانجام کریگا اس صورت میں ہم اس سرزمین میں بے غلہ و علف ہو جائینگے اور اگر قلعوں کا محاصرہ میسر بھی ہوگا تو دشواری ہو گی۔ قندھار کا آذوقہ جو حوائج لشکر میں خرچ ہونے سے کم ہوا ہے اسکا پورا بغیر اس غلے کے ہاتھ آنے کے نہیں پڑیگا جیسے قلعہ نشینوں کو اضطرار و اضطراب ہوگا۔ وقت تنگ اور فرصت بے درنگ ہے اس لیے کابل سے کمک آنے سے پہلے ان تین قلعوں بست و زمین داور و گرشک کو فتح کر لینا چاہیئے جو کوئی انمیں سے یکدلی سے اطاعت اختیار کرے اسکے جان و مال کو امان دی جائے۔ جس قلعہ پر قابو ملے فتح کیا جاوے اور باقی قلعوں کو مقتضائے وقت پر چھوڑ دیا جائے اسنے اپنی اس رائے صواب کے موافق راجہ جگت سنگھ کو یردلخان و عوض خان و عزت خان و ہمت خان و شادخان اور مغلوں و افغانوں کی جماعت کو اور رائے سنگھ کو مع تمام زمینداروں کے اور تمام سادات کمکی کابل کے راجپوتوں کو اور اپنے وکیل یعقوب کو اور اپنی فوج کی تابینوں اور مرزا محمد خویش قلیج خان کو و احدیوں و توپ خانہ اور اوراد وات قلعہ گیری کو ۲۶ محرم ۱۰۶۸ شنبہ کو رخصت کیا خود مع اپنے بیٹوں کے اور جماعت تابینوں و رائے کا سید اس بخشی صوبہ کابل کے احمال و اثقال سمیت قندھار سے باہر اقامت کی۔ یوسف محمد خان و جان نثار خان کو بھی روانہ کیا۔ جب لشکر موضع کشک نخود میں آیا تو معلوم ہوا کہ مخالف یہ چاہتے ہیں کہ قلعوں کے محال متعلقہ کا غلہ کاٹ کے حصاروں کے اندر لے جائیں انہیں استصواب کر کے یردلخان و عزت خان و شادخان و علاول ترین و حیات ترین مع سعید خان کے

تابینون مع احدیون کے قلعہ بست کی طرف روانہ ہوئے اور راجہ جگت سنگھ و یوسف محمد خان
و عوض خان و جان نثار و مرزا محمد دوسری جماعت کے ساتھ زمین داور کی طرف
روانہ ہوئے۔ اثناء راہ مین راجہ جگت سنگھ نے ایک ہزار سوار اور دو ہزار راجپوت
پیادے اور قلیچ خان کے آدمی قلعہ کے ساربان پر اپنے سے پہلے بھیجے۔ اُنہون نے
قلعہ کو محصور کیا۔ اہل قلعہ نے اول شب سے دو پہر دن تک کارزار و آتشبازی کی انجام کار
راجپوتون نے جو جان کے بازار مین ناموس کو زندگی کے بدلہ مین خریدتے ہین کو اور زندگی کو
ناموس کے لئے بیچنے کو فائدہ مند تجارت جانتے ہین آگے دوڑے کچھ مرے مگر قلعہ کے
دروازہ کو آگ لگا کے اُس کے اندر داخل ہو گئے اور سب اہل قلعہ کو ہلاک کیا ایک سو
چالیس عراقی گھوڑے اور کل اسباب جو حصار مین تھا اُن کے ہاتھ آیا بیس راجپوت
مقتول اور چند زخمی ہوئے تھے۔ راجہ جگت سنگھ نے اس قلعہ کا اسباب اور گھوڑے
راجپوتون کو دیدئے۔ زمین داور سے جو کوہ کے جانب سان ساربان قلعہ کے لئے
آئی تھی اسکو راجہ جگت سنگھ نے ایک جماعت کو بھیج کر راہ مین سے بھگا دیا جیسے
قلعہ ہیرمنداب جو نواحی گرشک مین تھا آسانی سے فتح ہو گیا۔ قلیچ خان نے زاہد
کو قلعہ گشتاک نخود کی حراست کے لئے بھیجا تھا اس نے تین سو آدمی یہان کے لیتے ساتھ
متفق کئے اور قلعہ ہیرمنداب کو لے لیا اور قلعہ دار کو زندہ گرفتار کیا اور اسکا کام تمام
کیا۔ ١٦ رمضان کو قلعہ زمین داور کو سب طرف سے لشکر شاہی نے گھیر لیا ایک بار ان
تو اہل حصار نے حوالی حصار مین آ کر تفنگ اندازی کی مگر لشکر شاہی نے اسکو ہٹا کر
حصار کے اندر کر دیا راجہ جگت سنگھ نے قلعہ کے دروازہ کے گرد مورچل کا اہتمام اپنے
آدمیون کو اور گیارہ مورچون کا اہتمام اور آدمیون کو حوالہ کیا۔ قلعہ گر بینون نے آلات
قلعہ داری کی کثرت کے سبب سے توپ تفنگ چلائے حقہ و سنگ باری۔ لشکر شاہی نے
نقب لگائے۔ سرکوب بنائے۔ قندھار مین خبر آئی کہ سران لشکر مین جلسی کہ موافقت
چاہیے نہین ہے تو سعید خان بہادر ظفر جنگ نے چاہا کہ وہان خود جاوے مگر قلیچ خان نے

کہا کہ اس ولایت کا نظم ونسق و صوبہ داری مجھے سپرد ہے مین قلعہ کی حراست اپنے تابینون
کے سپرد کر کے خود جاتا ہون وہ ۱۸ صفر کو زمین داور کی طرف گیا اسکے آنے سے سپاہ
کا دل قوی ہوا الوس روزبہانی کے پیشوا لئے اور حدود خراسان کے لشکر نے جو اس
محکمہ مین تھے روشن سلطان کو نصیحت کر کے اطاعت کی ہدایت کی اس نے اپنے معتمد کو بھیجکر
پناہ مانگی قلیج خان نے امان نامہ اپنی مہر لگا کے بھیجا۔ ۷ ربیع الاول کو بیس روز کی محاصرہ
کے بعد روشن سلطان حصار سے باہر قلیج خان پاس آیا قلیج خان نے قلعہ کی نگہبانی اپنے
نوکر فولاد بیگ کو سپرد کی اور خود قلعہ بست سے ۱۷ اور قلعون کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا ۱۸ دن
ربیع الاول اس استوار حصار کے پاس آیا اور اسکے گرد اٹھارہ مورچل قائم کئے ۔ رات
نقب لگائے حصار نشینون نے بھی مقاومت و مدافعت مین بڑی کوشش کی لشکر
شاہی جو نقب لگاتا اسکو وہ پورا نہ ہونے دیتے اور سنگ و تفنگ و آلات آتشبازی
اور اور ادوات جنگ کو کام مین لاتے ۔ اور قلعہ کے اندر آنے کی راہ مسدود کرتے
آخر کو ۶ ربیع الثانی کو قلیج خان کی نقب کے اڑنے نے ایک وسیع راہ قلعہ مین جانے
کی پیدا کر دی اور لشکر شاہی اس راہ سے داخل ہوا گو ان کے سر پر آتشباری
کی بارش ہوئی ۔ بادشاہی سو آدمی مارے گئے اور تین سو زخمی ہوئے دشمن بھاگ
کر ارک مین گئے لشکر شاہی نے باہر کے قلعہ اور چار سو گھوڑون اور غنیمت پر قبضہ کیا
محرابخان قلعہ دار نے تنگی ارک اور کمی آب کے سبب سے کہ صرف ایک کنواں تھا کچھ آدمیون
کے ساتھ حصاری ہوا ۔ ارک کا استحکام شیر حاجی پر موقوف تھا اسکو گھیر لیا اور اس کے
گرد نقب لگائی ۔ اہل قلعہ نے شیر حاجی کے اندر خندق کھودی اور خندق کے اسطرف
تختہ و چوب سے اور ٹوکرون مین خاک بھر کے ایک دیوار کھڑی کی اور تفنگ چلانے کے لئے
رخنے بنائے تا کہ دیوار شیر حاجی کے اڑنے کے بعد انکی پناہ مین لڑین ۔ ۲۲ ربیع الثانی
کو لشکر شاہی نے تین نقبین اڑائین ۔ ایک راجہ جگت سنگھ نے دوسری عوض خان
نے تیسری مرزا محمد نے راجہ کی نقب سے ایک برج مع دروازہ کے اڑ گیا اور باقی

نقبون سے اور دو برج اڑگئے۔ لشکر شاہی نے دشمن کی آتشباری کا خیال کچھ نہ کیا اور
مورچون پر سیڑھیان لگا کے دیوار چوب لبست پر پہنچے۔ محراب خان نے ناچار ہو کر زنہار مانگی۔
امان نامہ بھیجا گیا۔ ۳ ربیع الثانی کو لشکر شاہی کو ارک ہاتھ لگ گیا۔ محراب خان کو
قلیج خان نے ایک روز مہمان رکھ کر ایران روانہ کر دیا اسی زمانہ مین قلعہ گرشک بھی
فتح ہو گیا جسکی تفصیل یہ ہی کہ لبست کے محاصرہ کے درمیان اس سرزمین کے آدمیون سے
معلوم ہوا کہ گرشک سے دس فرسنگ پر قلعہ فولاد ہے اور لبست سے بارہ فرسنگ قلعہ ولی جاب
ہے ان دونو قلعون مین چار فرسنگ کا فاصلہ ہے بالفعل وہ فراہ سے متعلق ہین مگر کسی زمانہ
مین قندھار سے متعلق تھے۔ قلیج خان نے احشام ملکی و باختری و دنکلی کو کہ پانسو خانہ دار
رکھتے تھے ایسی تسلی دی اور خلعت بخشا کے بادشاہ کی عنایتون کا امیدوار کیا کہ ان
قبائل کے پیشوایون نے قلیج خان کے تابعیون کی ایک جماعت کو ہمراہ لیکر ان دونو قلعے
خاندان قلی حاکم فراہ کے تصرف سے نکال کر انکے حوالے کئے سیاوش نے انکو صفی قلی خان
محافظ گرشک کی کمک کے لئے مقرر کیا تھا جب اسکو اس طرح ان دو قلعون کے نکلجانے
کی اور محراب خان قلعہ دار بست کے حال کی اور فراہ کی طرف لشکر کے آنیکی خبر معلوم
ہوئی تو وہ گرشک کی حراست کو چھوڑ کر صفی قلی خان اور اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر
فراہ کو گیا۔ قلیج خان کے آدمی قلعہ گرشک مین گئے۔ غرض تمام ولایت قندھار اور اس کے
ساتھ قلعے بادشاہی لشکر کے قبضہ مین آئے۔ بنگالہ کی سمت شمال مین دو ولایتین آباد
ہین ایک کوچ ہاجو جو دریای برہم پتر پر ہے یہ دریا بہت بڑا ہے اس کا عرض دو
کروہ ہے اور ولایت اسام کے وسط سے بنگالہ مین آتا ہے وہان سے جہانگیر نگر
(ڈھاکہ) ایک ماہ کی راہ ہے دوسری ولایت کوچ بہار ہے کہ اس دریا سے
بہت دور ہے اس ولایت سے بیس روز مین جہانگیر نگر مین داخل ہوتے ہین یہ
دونو ولایتین یہین کے مرزبانون کے تصرف مین تھین جہانگیر کی اوائل سلطنت
مین کوچ ہاجو مین پریچھت اور کوچ بہار مین پریچھت کے دادا کا بھائی

بھیم نراین فرمانروا تھا۔ جب شاہجہان نے سنہ شش جلوس جہانگیری مین علاء الدین فتحپوری ملقب بہ اسلام خان کو مہمات بنگالہ کا انتظام سپرد ہوا تو رگھناتھ زمیندار پرگنہ سونگ اس پاس آیا اور یہ فریاد لایا کہ پریچھت نے اسکی عورتون اور فرزندون کو زبردستی قید کرلیا ہے رگھناتھ کی گفتار اور کردار سے بالکل راستی ظاہر ہوتی تھی ان ایام مین لچھمی نراین بادشاہ کی فرمان پذیری کا اظہار کرتا تھا اور شیخ علاء الدین کو کوچ ہاجو کی فتح پہ برانگیختہ کرتا تھا اُس نے مکرم خان خلف معظم خان اپنے خویش اور شیخ کمال اپنے نوکرون کے سردار کو چھ ہزار سوارون اور دس بارہ ہزار پیادون اور پانچ سو سماری بیگاری کے ساتھ پریچھت کی گوشمالی اور اسکی ولایت کی تسخیر کے لئے بھیجا جب لشکر شاہی موضع ہتسلہ مین آیا جہان سے ولایت کوچ ہاجو کا آغاز ہوتا ہے تو شیخ کمال نہایت احتیاط سے دو کروہ چلتا اور جہان منزل ہوتی اس سرزمین کی سپاہ کے دستور کے موافق لشکر کے گرد نے وخاک جمع کرکے اسکی محافظت مین کوشش کرتا اس طرح قطع منازل کرکے وہ حصار دھوبری پر پہنچا یہ قلعہ دریای برہم پتر کے کنارہ پر تھا اور پریچھت نے پانچ سو سوار اور دس ہزار پیادے اس قلعہ کی پاسبانی کے لئے مقرر کئے تھے اسنے اس حصار کا محاصرہ کیا ایک مہینے تک توپ تفنگ کی جنگ رہی اور آخر کو قلعہ فتح ہوگیا۔ پریچھت نے اپنی قرارگاہ موضع کہیلہ سے لشکر شاہی کے پاس اپنا وکیل بھیجا اور پیشکش مین سو ہاتھی سو ٹانگن اور بیس من نخود دیئے اور رگھناتھ کے اہل وعیال کو بادشاہی آدمیون کے حوالہ کرنے کے وعدہ پر صلح چاہی۔ مکرم خان و شیخ کمال نے اسکی درخواستون کو منظور کرکے علاء الدین کو لکھا۔ ہنوز اسکا جواب نہ آیا تھا کہ پریچھت نے موعود اشیا پہنچا دین اس اثنا مین ناظم بنگالہ کا نوشتہ آیا کہ جب تک ولایت کوچ اور پریچھت ہاتھ نہ آئین قتل و قید کرنے سے ہاتھ نہ اٹھائین لشکر شاہی نے برسات کے ختم ہونے تک دھوبری مین توقف

گیا۔ جب پاہیون کی کمی ہوئی تو پریچھت بیس ہاتھی اور چارسو کے قریب سوار اور دس
ہزار پیادے لیکر حصار دھوبری کی طرف روانہ ہوا اسکے ناگہان یہان آنے سے
لشکر شاہی مین اضطراب پیدا ہوا قریب تھا کہ مخالف حصار کو لے لیتا مگر مکرم خان
اور شیخ کمال نے سپاہ کو جنگ و پیکار مین ایسا گرم کیا کہ اول لشکر نے آن کر ہاتھیون کو
جو دوڑ کر دیوار قلعہ پاس آگئی تھے تلوارین اور تیرے مار کر بھگا دیا اور مخالف کی فوج ..
شکست پاکر کھیلہ مین گئی لشکر شاہی بھی دھوبری سے اس طرف مالش کے لئے
روانہ ہوا جب آب موہانہ - گجادھر پر پہنچا لشکر آیا تو پریچھت بہت سی کشتیان لیکر
کارزار پر آمادہ ہوا اور سطح آب پر بادشاہی کشتیون سے آتش جدال کو روشن
گیا آخر کو نہ لڑ سکا اور بادشاہی بہادرون کو کشتیان دیکر خشکی مین بھاگ گیا
جب کھیلہ مین آیا تو اسکو معلوم ہوا کہ لچھمی نراین لشکر شاہی سے ایک ہو کر دوسری جانب
سے اسکے سر پر آتا ہے تو ناچار یہان سے نکل کر بدھ نگر مین دریاے بناس کے کنارے
پر آیا۔ لشکر شاہی دو روز مین کھیلہ مین آیا اور صبح کو بناس کے کنارہ پر اس تنازع
مین پریچھت کا وکیل یہ پیغام لایا کہ وہ اپنے کئے سے پشیمان ہے افسران لشکر
سے ملنا چاہتا ہے شیخ کمال اس پاس گیا اور اسکو مع اموال و افیال مکرم خان
پاس لایا۔ پریچھت کا بھائی بلدیو افرار ہوا اور اپنے رشتہ دار سرگدیو مرزبان
آسام کے پاس چلا گیا اس سبب سے ولایت کوچ ہاجو کا ہر حصہ بادشاہی تصرف
مین آیا شیخ علاء الدین کے اشارہ سے مکرم خان نے اپنے بھائی کو کھیلہ
مین متعین کیا اور شیخ کمال پریچھت کو اموال سمیت جہانگیر نگر لے گیا مگر یہ اتفاق
پیش آیا کہ مکرم خان حوالی جہانگیر مین آیا کہ شیخ علاء الدین کا انتقال ہوا اس کا
بیٹا ہوشنگ اسکا جانشین ہوا۔ مکرم خان نے بادشاہ سے عرض حال کیا اسنے
فرمان پریچھت کو اپنے پاس بلانے کا بھیجا۔ مکرم خان کوچ ہاجو کی محافظت کے لئے
مقرر ہوا مگر وہ ناظم بنگالہ سے خفا ہو کر بادشاہ پاس چلا آیا۔ شیخ قاسم نے سید حکیم کو

وسیدا بابکر کو دس بارہ ہزار سوار اور پیادون اور چار سو سماری بگاریون کے ساتھ روانہ کیا کہ کوچ ہاجو کی ولایتون کو ضبط کرکے ملک آشام کی تسخیر مین مشغول ہو یہ لشکر ہاجو مین آیا۔ برسات یہین کاٹی پھر آشام مین گیا وہان آشامیون نے لشکر شاہی پر شب خون مارا۔ بڑی شکست دی اور بہت آدمیون کو مارا۔

آشام و آشامیون کا حال۔

آشام (آسام) کی ولایت کی ایک طرف کوچ ہاجو سے پیوستہ ہے اس ملک کے آدمی غیر آدمیون کو اپنے ملک مین نہین آنے دیتے اسلیئے ملک کے مخارج و مداخل پر جیسی کہ چاہیئے اطلاع نہین حاصل ہوتی وہان کے آدمی جو کوچ ہاجو مین اپنے حوائج زندگی کے لیئے آتے ہین اور بادشاہی آدمی جو وہان کے آدمیون کو قید کرتے ہین اس سے یہ معلوم ہوا کہ آشام ایک وسیع ولایت ہے اور عود جسکو ہندوستانی زبان مین اگر (اگر) کہتے ہین وہان بہت ہوتا ہے اور ہاتھیون کی کثرت ہے ندی۔ نالے۔ تال۔ بہت ہین اور وہان کی سرزمین مین کم قیمت سونا ریگ کے دھونے سے ملتا ہے اسکی انتہا ولایت خطا سے متصل ہے اُس کی شمال مین ایک کوہستان ہے کہ کشمیر و تبت سے گذر کر خطا سے ملتا ہے و بھراج و ترہت و مورنگ و کوچ بہار و کوچ ہاجو اسکے نزدیک ہین یہان کا مرزبان سرگ دیو ہے جسکے پاس ہزار ہاتھی اور لاکھ پیادے ہین یہان کے آدمی سر منڈاتے ہین اور ریش و بروت کو موچنے سے چُنتے ہین اور بری و بحری جانداروں مین سے جو پاتے ہین اُسے کھاتے ہین صورت مین سیاہ رو ہوتے ہین سردار فیل و ٹانگن پر سوار ہوتے ہین مگر سپاہی کل پیادے ہین میدان جنگ مین انکے ہتھیار تیر و کمان و تفنگ ہین۔ اگرچہ خشکی مین میدان جنگ مین بہادرون سے مقابلہ نہین کرسکتے مگر بحری جنگ مین کشتی پر لڑنے سے خوب ماہر ہین اپنے ملک مین یا غیر ملک مین جنگ کے قصد سے جب سفر کرتے ہین تو جسجگہ پہنچتے ہین وہان مضبوط قلعہ گل چوب و نے و کاہ سے کھڑا کر لیتے ہین اور

اسکے کنگوروں کو عریض تختوں سے بنا لیتے ہیں جسکے رخنوں ہی تو ہیں وتفنگ چھوڑتے ہیں
اور اسکے گرد عمیق خندق کھود لیتے ہیں اور خندق کے اوپر تیز لکڑیاں گاڑکے کھڑی
کرتے ہیں کہ دشمن کا گذر مشکل سے ہوتا ہے ہمنے اوپر بیان کیا ہے کہ جب لشکر شاہی کو
پرتھیپت پر غلبہ ہوا ہے تو مرزبان آشام سرگ دیو باس بلدیو نذکور گیا اور اسکو کوچ
کی تسخیر پر برانگیختہ کیا اور اس سے کہا کہ اگر مجھے فوج دے کر اس ولایت میں تو بھیجے
تو اسکو بادشاہی تصرف سے نکال لوں بشرطیکہ وہاں کی حکومت مجھکو ملے سرگ دیو
نے اسکو لشکر دیکے کوچ ہاجو کو روانہ کیا اور وعدہ کیا کہ لڑائی میں جس اعانت کی
ضرورت تجھے ہوگی وہ میں کرونگا۔ بنگالہ کے حاکموں کے عزل ونصب کے پیچ ومرج
کے سبب سے بلدیو کو موقع ملا کہ وہ ادرنگ میں آیا جو کوچ ہاجو سے دس کروہ پر دامن
کوہ میں آب برم پتر کے جنوب میں ہی اسپر قبضہ کیا اور محال پر دست درازی شروع
کی۔ پرگنوں کے زمینداروں کو اپنا طرفدار بنا کے دس بارہ ہزار پیادے تشکی
وبنگالی جمع کر لئے۔ پرگنہ لوکی وجہا بنتی پر بھی تصرف کر لیا۔ اس سبب سے اکثر محال
ویران ہوگئے اور ملک میں خلل عظیم ہوا۔ جس رعایا سے خراج مانگا جاتا وہ بھاگ کر
اس نواحی میں چلی جاتی۔ یہ دیکھ کر اور مرزبانوں نے بھی ادلے زمین تھہلتین کوچ ہاجو
کوچ ہاجو اور اسکی حدود میں دس بارہ ہزار شمشیر دار وسپر دار جنکو اس ولایت
میں پایک کہتے ہیں رہتے تھے اور کھیتی میں مشغول ہوتے
تھے ان کے چند عمدہ سردار تھے۔
حکام بنگال نے انکو جاگیریں دیں تھیں وہ کھیدہ میں صید فیل میں خدمت بجا لاتے
تھے انکو قاسم خان نے اپنی صوبہ داری کے دنوں میں اس قصور میں کہ کھیدہ قرار واقعی
نہ ہوا تھا جہانگیر نگر میں طلب کر کے قید کیا اور تیس ہزار روپیہ جرمانہ لے کر خلاص کیا
اس طائفہ کے سردار سنتو اس شکر وجی رام شکر بھاگ کر سرگ دیو زمیندار آشام کے پاس
چلے گئے اسنے انکی خاطرداری کر کے اپنے پاس رکھا جب بنگالہ کا انتظام اسلام خاں

کو سپرد ہوا تو ستر جیت تھانہ دار پاندو نے جو مخالفون سے موافق تھا بلدیو کو بلا بھیجا
کہ ان دنون مین جدید حاکم آیا ہے جو کچھ کرنا ہو کرو اسکے کہنے سے بلدیو اورنگ سے آگے بڑھا
شیخ عبد السلام حارس کوچ ہاجو نے ایک جماعت کھیدہ کے لئے بھیجی تھی اس سے بلدیو جا ملا
شیخ عبد السلام نے اسکی اطلاع لکھکر اسلام خان کو کی اس نے محمد صالح کنبوہ و مرزا محمد بخاری
و سید زین العابدین جنکے ساتھ ایک ہزار کے قریب سوار اور اسی قدر پیادے تفنگچی و تابین و
دس غراب و دو سو کے قریب کوسہ و جلیہ اور بہت سے توپچی اور تمام آلات پیکار
روانہ کیے اور گھوڑا گھاٹ مین بہت کشتیان جمع کین تاکہ جسقدر سواری اور باربرداری کے
لئے کشتیان درکار ہون وہ آمادہ رہین اس سبب سے کہ اس ملک مین پانچ مہینے
بارش شدت سے ہوتی ہے اس ضلع کے پیادے برسات کے شروع مین تری و خشکی
مین چلنے پھرنے کو برابر جانتے ہین مگر برشگال کے اواخر مین وہ بھی باشکال تمام
آمد و رفت نہین کر سکتے۔ غیر واقف پیادے و سوار تو کیا چلینگے اس ولایت کی آب و ہوا
کی سمیات و غذائے تازہ رسیدہ مسافرون کو ہلاک کرتی ہین خصوصاً اواخر برسات
مین کہ پہاڑون کی تمام سرزمین زہردار اشجار کے شکستہ و شوربانے سے اور ہوائے
مسموم سے مسافرون کے لئے ایک دو روز کے سفر مین آفت جان بنتی ہے۔ اس وقت تمام
زمینون کو پانی نے گھیر رکھا تھا اور مسافرون کا رستہ بند تھا۔ پانی کے چڑھاؤ پر
جانا تھا۔ بڑی کشتیان جنکو گھوڑے اور آدمی کھینچتے ہین وہ پانی کی تندی و تیزی
سے چڑھاؤ پر نہین جا سکتی تھین اسکی جماعت مذکور نے اپنے گھوڑون اور بنہ بار
کو گھوڑا گھاٹ مین چھوڑا اور چھوٹی کشتیون مین روانہ ہوا طغیانی کے اترنے پر سپاہ کے
گھوڑون کی روانگی مقرر ہوئی سب سے پہلے محمد صالح کنبوہ ہاجو پہنچا ستر جیت نے
عبد السلام سے کہا کہ میرے تھانے پر دشمن حملہ کرینگے میری کمک کے لئے آدمی بھیجو
اسنے شیخ محمد صالح کو ستر جیت کی مدد کے لئے بھیجدیا رات ہو گئی تھی کہ ستر جیت
نے محمد صالح کو راہ مین ٹھیرایا اور اس سے کہا کہ مین تھانہ کی خبر لینے جاتا ہون

صبح کو اسکے تھانہ کی طرف محمد صالح متوجہ ہوا تو وہ کیا دیکھتا ہی کہ سر جیت نوارہ لئے چلا آتا ہے محمد صالح نے اُسسے پوچھا کہ دیر کیون لگائی تو اُسنے کہا کہ دشمنون نے میری تھانہ پر قبضہ کر لیا مجھے خوف تھا کہ کہین نوارہ پر بھی قبضہ نہ کر لین اسلئے کشتیون کو جلد چلا کے لا یا ہون غرض یہان افسران شاہی نے تاجو کا اور اسکے مضافات کا سب طرح انتظام کر لیا تو سید زین العابدین و محمد صالح کنبوہ مع کل لشکر و نوارہ کے دشمنون سے لڑنے چلے۔ مخالفون نے تھانہ پانڈو سے دو کروہ چلکر دو قلعے بنائے تھے جب لشکر شاہی آیا تو وہ قلعون سے باہر نکل کر اُسسے لڑے۔ لشکر شاہی نے انکو شکست دی اور اُن کے دو قلعون کو گرا دیا اور پانچ توپین چھین لین۔ سید زین العابدین سری گھاٹ کی طرف گیا۔ جہان شکست یافتہ اور اور مخالف جمع ہوئے تھے سطح آب و صحن خاک پر آتش کارزار مشتعل ہوئی بہت آدمی مارے گئے اور انمین ایک بھوکن تھا جو مارا گیا وہ دس بارہ ہزار آشامیون کا پیشوا تھا۔ آسامی سپہ سالار کو اپنی زبان مین بھوکن کہتے ہین پانچ بڑی کشتیان جنکو بچھاری کہتے ہین اور چند کوس جو ایک جوہ کشتی ہوتی ہے پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئین۔ دوسرے روز پھر لڑائی ہوئی آشامیون کے تین سردار اور تین سو آدمی مارے گئے اور بہت آدمی زخمی ہوئے باقی سب بھاگ گئے اور بارہ بچھاری و چالیس کوس پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئی۔ آشامی چالیس ہزار سے زیادہ تھے اور مرزبان آشام انکی کمک پر مستعد رہتا تھا اسلام خان نے چاہا کہ اپنا لشکر لیکر انکے رفع کرنے کے لئے روانہ ہو۔ مگر جہانگیر نگر سے جو بنگالہ کا حاکم نشین ہے تاجو سے دور بہت تھا اسلئے اُس صوبہ کا خالی چھوڑنا مناسب نجانا سرداروں اور منصب دارون کا ایک گروہ پندرہ سو سوار اور چار ہزار تفنگچی و کماندار پیادے روانہ کئے اور محمد زمان طہرانی فوجدار و تیولدار سلہٹ کو بھی انکی ہمراہ بھیجا۔ یہ معلوم ہوا کہ ان ہین کے تمام پایک و کشتاورز دشمنون کے ساتھ متفق ہو گئے ہین اور راجا اور سری گھاٹ کے لشکرون کو آذوقہ نہین پہنچا

اسلئے کشتیون مین بہت سا غلہ بھرا اور معصوم زمیندار کے
سفائن مین سے ۵۰ جنگی کوسے نہین رعد انداز اور کماندار بھرے ہوئے تھے روانہ کئے
تاکہ اذوقہ کو مع خزانہ و باروت اور کچھ ہتھیارون کے ہاجو پہنچا دین خواجہ شیر فوجدار
گھوڑہ گھاٹ جبکو کھیسٹہ کی بھی فوجداری سپرد تھی جمعیت شائستہ کے ساتھ
میر حسینی ملازم خان مذکور کے ہمراہ ہوا جو زمیندار کوچ بہار ہاں تحصیل پیشکش کے لئے
گیا تھا اور تھانہ دھوبری مین آگیا تھا اور بستی زمیندار ہاتیکا کو جو پربھت کے خویشون مین
ہے اور اولیاء دولت کا خیر خواہ ہے ساتھ لے کر لشکر ہاجو کی کمک کو روانہ ہوا
مخالفون نے پانچ سو کشتیان ساز و سامان کے ساتھ جمع کرکے خشکی و دریا مین سے
نوارہ شاہی پر شبخون مارا صبح تک لڑائی ہوتی رہی ستر جیت اس شورش و فساد کا
باعث تھا وہ اپنے نوارہ کو لیکر پادشاہی لشکر سے پھر گیا۔ محمد صالح مارا گیا اور محلس بیر پد
قلیہ و سپارہ نوارہ شاہی مخالفون کے قبضہ مین آئے ستر جیت نے آذوقہ کی کشتیان
مکر و تزویر کرکے الٹی پھرا دین اب بلدیو نے بہت سا لشکر آشامیون کا لے کر ہاجو
کی طرف کوچ کیا اور اپنی رسم و آئین کے موافق ہر منزل مین قلعہ بناتا گیا اور ہاجو
کا محاصرہ ایسا کیا کہ حصار نشینون پاس کسی راہ سے آذوقہ نہ پہنچتا تھا۔ عبد السلام و
شیخ محی الدین و سید زین العابدین باہر آنکر بگڑ پڑے اور مخالفون کو بھگا کر اُن کے
کئی قلعے مسمار کئے اور پھر اپنے حصار مین آگئے۔ مگر آذوقہ کی کمی سے اور کمک کے
نہ پہنچنے سے اور دشمنون کی کثرت سے اہل حصار کی امید زندگی منقطع ہوئی اور
مخالفون نے پیہم کہا کہ لڑائی کو چھوڑو اور ہمارے پاس آؤ شیخ عبد السلام اور
اسکا بھائی مع اپنے تابعین جانون کی امان کے لئے ہاجو سے دشمنون پاس گئے اور
انہون نے عہد و پیمان کو توڑا اور انکو آشام بھیجا سید زین العابدین نے دشمنون
کی باتون کا اعتبار نہین کیا لڑکر جان دی۔ زین الدین علی و اللہ یار خان محمد زمان
طہرانی اور منصبدار جو دشمنون کی مالش کے لئے روانہ ہوئے تھے جنکا ذکر پہلے ہوا ہے

انہون نے اول چندر نراین پسر پری چھت زمیندار کوچ ہاجو کی استیصال پر توجہ کی وہ
پہلے پرگنہ سول باری مضافات دکن کول مین تھا جو اب برم پتر کی جانب راست سے
عبارت ہے چونکہ سرکار دکن کول کی اکثر محال ستر جیت کی تیول مین تھین اور اُسنے اپنی
بھتیجے گوپی ناتھ کو تھانہ داری و تحصیلداری پرگنہ کری باری پر مقرر کیا اسکی ناہمواری اور
ہنجاری سے یہان کی رعایا عاجز ہوئی چندر نراین کو کری باری مین بلایا گوپی ناتھ
اُسکے مقابلہ نہ کرسکا تھا نہ خالی کیا۔ تھوڑے دنون مین چندر نراین پاس موضع متعلقہ
علاقہ کری باری مین چھ سات ہزار کے قریب کوچی و آشامی پیادے جمع ہو گئے۔
اُسنے دریای برم پتر پر ایک درخت زار مین قلعہ بنایا اور فساد کے ارادہ سے وہان بیٹھا
لشکر شاہی اسکے سر پر پہنچا تو پرگنہ سول باری کو وہ فرار ہوگیا لشکر شاہی نے تمام
رعیت اطراف کے سردارون کو مطیع کیا اور چندر نراین کے قلعہ کو ڈھا دیا اور اسکے
حوالی کے جنگل کو کاٹ کر ریوہ پربھاتہ کے واسطے قلعہ بنایا اسکی حراست کے لیے جلالی
خویش معصوم زمیندار جھنگا و داماد چندر نراین تھا اپنے پاس بلا لیا کہ وہ داماد کی امداد
نہ کرسکے اسکا نام بھی پربھیت تھا۔ ان دنون مین پرگنہ سول باری کا زمیندار بھی چندر نراین
کے خوف سے گھوڑا گھاٹ مین آ گیا تھا۔ لشکر شاہی دھوپری کی طرف دوڑا۔ ایک جماعت
لشکر ہاجو کی کمک کو آئی تھی اور وہ اس قید و قتل کا حال سنکر واپس پھر گئی تھی ستر جیت علم
کی کشتیان لے جا کر انکی مدد کرتا تھا۔ جب معلوم ہوگیا کہ ستر جیت نفاق کیشی سے اکثر
غائب ہو جاتا ہے اسلام خان نے بھی اسکی گرفتاری کے لئے مبالغہ کیا لشکر شاہی نے
اُسے پکڑ کر جہانگیر نگر بھیجدیا وہ وہین مر گیا۔ شیخ عبد السلام اور اسکے بھائی اور ہمراہیون
کے قید ہو جانے سے کوچ اور آشام کے سردار مغرور ہو گئے اور انہون نے ایک سردار کو
بارہ ہزار پیادے اور پچاس جنگی کشتیان اور بہت سے کوس ہمراہ کر کے روانہ
کیا کہ وہ لشکر شاہی کی راہ بند کرین اور چوکی کیہ مین ایک استوار حصار بنایا اور
ایک لمبا پہاڑ دریاے بناس پر ہے اور اسکے مقابل ہیرہ پور مین بھی ایک محکم

قلعہ بنایا۔ جوگی کپہ مین تین ہزار پیادے رکھے اور سہرہ پور مین گئے۔ جب لشکر شاہی
کیسو نتھہ گھاٹ سے گذر کر آب بناس سے عبور کرنے لگا تو مخالف نمودار ہوئے زین الدین
واللہ یار خان نے اوّل حملہ مین انکو چھہ کروہ تک بھگایا۔ ایک گروہ کو مارا اور آن
سرِ لشکر عین لائے پھر لشکر جوگی کپہ مین آیا اور مخالف حصار سے بھاگ کر پہاڑون مین
چلے گئے۔ چندر نراین چودکن کول کے فساد منشون کا سرآمد تھا وہ چیچک سے مر گیا۔
محمد زمان ہزار سوار و چار ہزار پیادے لے کر دریاے بناس سے اس طرف گیا۔
محال دکن کول کے سرکشون کو مطیع کیا اور اپنے لشکرگاہ مین آیا پھر سپاہ شاہی
محمد زمان کے آنے پر چندن کوڑہ مین گئی راہ مین اوتم نراین زمیندار بدھ نگر کا
نوشتہ آیا کہ بلدیو بیس ہزار کوچی اور اشامی کے ساتھ بدھ نگر مین آیا۔ مین بھاگ کر
آیا ہون۔ محمد زمان انکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اوتم نراین بھی آگیا وہ اُس
سرزمین کی مداخل ومخارج سے خوب آگاہ تھا وہ ہمراہ ہوا۔ لشکر شاہی
آب بوبارہ پر پہنچکر دشمنون کا حصار لے لیا جو اس دریا کے کنارہ پر بنایا تھا
بلدیو بادشاہی لشکر کی خبر سنکر بدھ نگر سے بھاگ کر دامن کوہ مین جنگل چوکی
مین قلعے بنا کے بیٹھ گیا۔ لشکر شاہی نے لچھن پور مین برسات مین رہنے کا ارادہ
کیا دشمنون نے چالیس ہزار سپاہی لچھن پور سے ڈیڑھ کروہ پر مقام کالا پانی مین
بھیجے اور سرگ دیو اشامیون کے سردار نے بلدیو کی تحریر سے اپنے بیٹے کو بیس ہزار
اشامیون کے ساتھ بھیجا۔ ۲۰ جمادی الثانیہ کو دشمنون نے لشکر شاہی پر شبخون
مارکے دو قلعے جو ابھی پورے نہ تیار ہوئے تھے لے لئے۔ صبح کو خان زمان کے مقابلہ
سے لڑنا شروع کیا اور انکو ایک قلعہ سے نکال کر دوسرے قلعہ مین بھگاتا پھرا۔
دو پہر کے عرصہ مین پندرہ قلعے فتح کر لیے اور پانچ چھہ ہزار دشمن قتل کئے اور تین
نامور سردار اسیر کئے توپ و تفنگ اور ہتھیار بہت سے چھین لیے اب لشکر شاہی
نے لچھن پور مین جانے کا قصد ترک کیا۔ بارھوین رجب کو لشکر کی تین فوج بنا

سوار و پیادون کی بنائین اور خشکی کی راہ سے روانہ کین اور نوارہ کو بھی تری مین دشمنون کی راہ روکنے کے لیئے متعین کیا خشکی مین ان افواج سہ گانہ مین سے ہر فوج نے قلعون پر برابر حملے کیئے اور دشمن انسے لڑے ۔ دشمن شکست پاکر بھاگ گئے تھے مگر ان کرنیوالون نے انکی راہین ایسی بند کی تھین کہ وہ نکل کر نجات نہین پا سکتے تھے دشمنون کے کشتون و پشتون سے صحرا اور دریا مین مرغ و ماہی کو خوراک خوب ملجاتی تھی وہ بھاگکر سری گھاٹ و پاندو مین گئے بلدیو درنگ مین گیا ۔ لشکر شاہی نے دشمنون سے لڑکر ان قلعون کو فتح کر لیا پانچ سو کے قریب کشتیان از قسم بھاری اور کشتی کلان و کوس جنگی اور تین سرکوب غنیمت مین ہاتھ آئے ان فتوحات کے سبب اس نواح کے مرزبان اور گردن کش مطیع ہوئے ۔ آشامیو نکا نشان باقی نہ رہا اور کوچ ہاجو کی تمام محال اشامیون سے خالی ہوکر بدستور سابق تصرف مین آئے آب کجلی کی تسخیر کا ارادہ کیا جو ولایت آشام کا دھنہ ہے اور وہان اسامی بہت جمع تھے لشکر شاہی نے یہان پہنچکر مخالفون کو شکست دیکے بھگا دیا آب کجلی کے دو طرف دو قلعے استوار بنائے ۔ ہزار سوار و تین ہزار بندوقچی اور دو تین ہزار پایک اور کچھ زمیندار اسکی پاسبانی کے لیئے مقرر کیئے تین مہینے تک یہان کے انتظام مین بسر کیئے ۔ کوہ ہتہ مین جو سری گھاٹ و کجلی کے درمیان واقع ہے ایام بارش کے بسر کرنے کے لیئے قیام کیا ۔ جو فوج کہ بلدیو کے پیچھے گئی تھی وہ درنگ مین گئی تو وہ وہان سے بھاگا اور وہ خود اور اسکے دو بیٹے بیمار ہوکر مرگئے لشکر شاہی نے درنگ اور اسکے توابع و مضافات پر قبضہ کیا اور اس سرزمین کے مرزبانون کو مطیع کیا اور لشکر شاہی کوہ ہتہ مین داخل ہوا ۔ جب یہ سب حالات بادشاہ کو اسلام خان کی عرائض سے معلوم ہوئے تو اسکا اور جو سردار اس مہم مین کامیاب و فتحیاب ہوئے تھے انکا اضافہ منصب کیا ۔

فتح ولایت بگلانہ

بگلانہ مین نو قلعے اور ۳۴ پرگنے و ا ۱۰۰ قریئے ہین اور ۴۰۰ ۱ سال سے یہان کی مرزبانی بھرجی زمیندار حال کے سلسلہ مین چلی آتی ہے محصول یہان کا پندرہ لاکھ روپیہ ہے پہلے زمانہ مین یہان کے راجہ صاحب سکہ تھے آب ہوا کی لطافت مین انہار کی فروانی اور اشجار و اثمار کی فراوانی مین زبان زد روزگار ہے اسکا طول سو کروہ رسمی اور عرض ۷۰ کروہ ہے طول مین سمت شرقی مین چاندور پرگنہ دولت آباد اور غربی بندر سورت و دریاے شور اور عرض مین شمالی طرف سلطان پور و نندربار اور جنوبی طرف ناسک و ترنباک ہین- نو قلعے یہ ہین سالہیر و مولہیر و مورا دھرگڈھ و سالوڈ و باو نہ و دھاتگڈھ و ببیول و چوریل انمین زیادہ محکم قلعے سالہیر و مولہیر ہین سالہیر پہاڑ پر طولانی ہے اور حصانت و استواری و صعوبت راہ مین مشہور ہے اس پہاڑ پر دو قلعے ہین ایک اسکی چوٹی پر جسکو سالہیر کہتے ہین اور دوسرا کمر کوہ پر ہے- ہر ایک کو ... صنعت گرون نے دستکاری سے ایک تخت پتھر سے تراشا ہے مگر دروازے اور بعض برج سنگ و آہک سے بنائے ہین- پایئن کوہ سے حصار تک اول ایک مار پیچ راہ ہے اور اسکے بہت سے رستے دشوار گذار ہین اور دونو حصار کے درمیان ایک راہ دشوار گذار ہے اور   با بند کرنے کے لیئے پتھر مین رخنے کر دیے ہین کہ بغیر دوسری کی مددگاری اور دستیاری کے قدم نہین چلا سکتے- ہر حصار مین ایک تالاب ہے جسمین پانی جوش کرتا ہے- مولہیر ایک پہاڑ پر بنا ہے جسکے اوپر دو شعبے ہوتے ہین پست شعبہ پر قلعہ مولہیر ہے- بلند شعبہ پر حصن معمور ا- مورا نے مولہیر زیادہ وسیع ہے- اس کوہ کی کمر مین ایک حصار باری ہے جسکے اندر کی آبادی کو شہر باری کہتے ہین یہان بھرجی اور اسکے متعلقون کے مکانات ہین- کہتے ہین کہ جب دولت آباد کو اورنگ زیب روانہ ہوا ہے تو شاہجہان نے بگلانہ اور اسکے مضافات مرحمت کئے تھے اور فرمایا تھا کہ دکن پہنچکر لشکر بھیجکر اس ولایت کو تسخیر کر لینا- ۷ شعبان ۱۰۴۷ کو شہزادہ نے تین ہزار سوار اور دو ہزار پیادے تفنگچی بسرداری مالوجی دکنی اور اپنے دو ہزار ...

ہزار سوار بسرکردگی محمد طاہر کے اس طرف تعین کئے سران لشکر آذوقہ کا سرانجام کرکے اس
طرف روانہ ہوئے اور قلعہ مولہیر کے نیچے آئے دہم رمضان کو تین فوجین مرتب کرکے تین جانب
سے حصار باری پر یورش کی دروازہ سے ان پر خوب تیر و تفنگ چھوٹے کچھ انمین کشتہ
ہوئے اور کچھ زخمی مگر انہون نے بہت دشمنون کو مارکر قلعہ فتح کر لیا۔ بھرجی سراسیمہ
پانچ چھہ سو آدمیون کو ہمراہ لیکر قلعہ مولہیر مین آیا لشکر شاہی نے اسکا محاصرہ کیا ہر چند اہل
قلعہ نے توپ و تفنگ چلائی۔ مگر لشکر شاہی نے اپنے مورچے آگے بڑھائے اور محصورون پر
پر ابواب غلہ کو مسدود کیا۔ ناچار بھرجی نے دسوین شوال کو اپنی مان کو کشناجی وکیل اور
آٹھون قلعون کی کنجیون کے ساتھ بادشاہزادہ کی خدمت مین بھیجکے التماس کیا کہ
بگلانہ کے ہمسایہ مین سلطان پور ہے اگر وہ عنایت ہو تو اپنے توابع و لواحق بندوبار
کو وہان چھوڑکر حضور کی خدمت مین حاضر ہون شاہزادہ نے اسکی درخواست منظور کی
اور اسکی مان کو عطیات عطا کرکے رخصت کیا بادشاہ نے بھی شاہزادہ کے انتظام کو
پسند کیا اور فرمان بھیجدیا۔ غرہ ماہ صفر سنہ کو بھرجی حصار سے نکلا اور بادشاہزادے
کی خدمت مین آیا۔ شاہزادہ کو یہ ولایت انعام مین ملی تھی اسنے قلعہ مولہیر مین
محمد طاہر کو اور باقی اور قلعون مین سے ہر ایک مین ایک پاسبان مقرر کیا اس ولایت
کی جمع ایک کروڑ ساٹھ لاکھ دام (چار لاکھ روپیہ) مقرر ہوئی۔ رام نگر بگلانہ کے مضافات
مین سے تھا اور بھرجی کے داماد کو وہ ارث مین ملی تھی وہ بھی شاہزادہ کی خدمت مین
آیا اور دس ہزار روپیہ پیشکش دینے کا اقرار کیا۔

خافی خان اپنی منتخب اللباب مین بگلانہ کی فتح کا حال اس طرح لکھتا ہی کہ سید عبدالوہاب
خاندیسی بڑا شجاع مشہور تھا۔ برہان پور مین خاندوران سے ملاقات کرنے گیا اور
سر پر ہاتھ نہ رکھا صرف زبان سے سلام علیک کہا جس سے دونو مین بے لطفی ہوئی
اور سید نقارہ بجاتا ہوا بغیر خاندوران کے اجازت کے بادشاہ پاس آیا بادشاہ نے
اول اس سے کہا کہ خاندوران خان سے تم نے بدسلوکی کی بے رخصت کس لیے آئے

مگر از راہ لطف حکم دیا کہ تم اپنے قصور کی تلافی اس طرح کرو کہ قلعہ بھیر کو جا کر فتح کرو۔ بادشاہ نے محمد طاہر کی جگہ اسکو بھیر مور چال مقرر کیا سید عبدالوہاب بر سر کار آیا۔ بر خلاف دستور مورچال بڑھانے اور نقب لگانے مین اور لوازم قلعہ گیری کے بجا لانے مین اصلاً نہ مشغول ہوا اور لوگون مین مطعون ہوا محاصرہ پر تین مہینے گذر گئے ایک رات کو سید عبدالوہاب مع چار پانچ سیدون اور ایک نشان بردار و ایک نفیری اور ایک سقے کے لشکر سے سردارون کی اطلاع بغیر غائب ہو گیا اور دشوار راہون مین سے اندھیری راتون کے اندر مین رات دن اُسنے غارون مین بسر کی چوتھے روز ناگہان پہاڑ کے اوپر نشان نسخ نمایان کیا نفیری بجوائے جھنڈون کے دلون کو ہلا دیا۔ فوج بادشاہی پہاڑ پر بے ہم پہنچی عبدالوہاب دروازہ کے سامنے آیا۔ باقی حال وہی ہے جو اوپر بیان ہوا اتنا اور ہے کہ قلعہ دار بیساول نے جو بھرجی کے چچا رود یا سے تعلق رکھتا تھا کچھ حرکت مذبوحی کی اور دستگیر ہوا چونکہ قحط کی متواتر آفتون اور افواج کشتی و مردم کشی سے پرگنات بگلانہ چند سال سے پائمال آفات ہوئے تھے اس لئے اسکی جمع چار لاکھ روپئے مقرر ہوئی کچھ دنون سلطان پورہ بھرجی کو انعام دیا گیا اسکے مرنے کے بعد اسکے بیٹے بیرم کو دیا گیا وہ مسلمان ہو گیا اس کو پرگنہ سلطان پور کی عوض مین پرگنہ پورنا انعام مین دیا گیا اور دولتمند خان کا خطاب اور منصب ہزار و پانصدی کا ملا۔ عبدالوہاب کو دلاور خان کا خطاب دینا چاہا۔ مگر اوسنے منظور نہین کیا۔ کہتے ہین کہ سید عبدالوہاب سادات رسول دار سے تھا جسکے باپ دادا کچھ مدت تک مشہد مقدس مین مزار حضرت امام رضاؑ کے جاروب کش تھے وہ خاندیس مین آیا اور پرگنہ بیاول ورانویر مین وطن اختیار کیا پھر بادشاہی نوکرون کے زمرہ مین آیا۔ بڑے بوڑھے آدمی اسکے کارنامے یہ بیان کرتے ہین کہ جب وہ محال بیاول ورانویر کا فوجدار ہوا تو بھیلون کوہ نشین سرکشون سے اسکی لڑائی ٹھنی تو وہ دامن کوہ مین خیمہ دشمنون کے مقابل لگاتا پہلے اس سے کہ کوہ مین داخل ہو وقت شب یکہ و تنہا سیاہ پوش ہو کر دامن کوہ مین جاتا اور جاسوسون کے طور پر

مکان مین پہنچا کہ جہان مفرور نشین اپنی ہمخوابہ کی ساتھ خواب غفلت مین ہوتا اور ایک
مہیب آواز نے کھیلون کے دستور کے موافق اوسکو بیدار و خبردار کرتا وہ سراسیمہ خواب سے
اوٹھتا اور گھر سے باہر آتا اور اپنے حریف کو تحقیق کرتا تو عبد الوہاب ملائم زبان سے
کلام کرتا کہ ڈرو نہین مین عبد الوہاب بھائی تمہاری ملاقات کو آیا ہون (بھائی وہ زبان زد
خلائق تھا) مجھ اور تجھ مین محاربہ ہے میرے اور تیرے آدمی کسواسطے تلف ہون اور اس
بات چیت مین وہ اپنی تلوار غلاف سے نکال کر اس کے ہاتھ مین دیتا اور منھ پھیر کر کھڑا
ہوجاتا اور کہتا کہ بہین کار تجاست - مخالف کو سوا اسکے کچھ نہ بن پڑتی کہ وہ اپنا سر اسکے
پاؤن مین رکھتا اور عجز و فروتنی کرتا اور کچھ جرأت نہ کرسکتا - اطاعت قبول کرتا کہتے ہین
کہ کاما نام گڈھی کا مشہور مرزبان تھا - اس گڈھی کی بناے کو پر ہزار سال گذر چکے
تھے اور اسکی برابر کوئی حصار پختہ نہ تھا - ابتدائے عہد جہانگیری سے وہ رہزنی کرتا تھا
اور سب سرکشون مین مشہور تھا - راہین بند کر رکھی تھین - بڑے بڑے امیر بیش منصب
اسکے استیصال کے واسطے متعین ہوئے تھے - انہون نے کچھ کام نہین کیا مگر عبد الوہاب نے ایک
مدت تک اسکا محاصرہ کیا جب اس طرح کام نہ چلا تو یہ تدبیر خدعہ آمیز کی کہ چند کروہ
کی مسافت پر ایک جا پر دیواری بنائی اور خود مغلوب و محصور ہوگیا ایک رات کو شکار
کی شہرت دے کر ہمراہیون کے ساتھ مفقود الخبر ہوگیا - کاما ایک جماعت کو لے کر باقی
محصورون کی تسخیر و تاراج کے لئے گیا - ابھی وہان کچھ کام نہ کیا تھا کہ سید عبد الوہاب اسکی
گڈھی پر کمندین لگا کے چڑھ گیا اور اسکو مفتوح کیا -

بادشاہ چار سال سے لاہور نہین گیا تھا اس لئے ۱۷ ربیع الثانی کو لاہور روانہ ہوا
اور ۲۹ جمادی الثانی کو دہلی مین آیا اس گیارہوین سال جلوس مین ارسطو خان کو لاکھ روپیہ
انعام دیا +

## واقعات سال دوازدہم جلوس ۱۰۷۹ھ

غرہ جمادی الثانی ۱۰۷۹ھ کو جلوس کا بارھوان سال شروع ہوا - ۱۰ جمادی الثانی
کو بادشاہ سہرند مین باغ حافظ رخنہ مین تشریف فرما ہوا اس باغ کے متصل جہانگیر نے

ایک تال ایک سو بیس گز لمبا اور ایک سو دس گز چوڑا بنوایا تھا وہ ترا وش آب سے لبریز نہیں ہوتا تھا۔ سنہ جلوس میں لاہور جانے کے وقت بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ یہ تالاب تراوش آب سے پُر کیا جاوے اور دولتخانہ خاص و جھروکہ و خوابگاہ و محل بنایا جاوے۔ ابتک مکانات بالکل تیار ہو گئے تھے۔

اسلام خان ناظم بنگالہ کی عرضداشت سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ زمیندار رخنگ (اراکان) کے بعد اسکا بیٹا جانشین ہوا مگر مرزبان مذکور کے ایک نوکر نے اسکی زن ناموس سے ساز کر کے اس پسر کو مار ڈالا اور خود اسکی بجای ملک رخنگ کا حاکم بن بیٹھا۔ پہلے زمیندار کا حقیقی بھائی مانک رائے اپنے بھائی کی زندگی میں چاٹگام میں بالاستقلال حکومت کرتا تھا اس سے یہ فرومایہ خاطر نگران رکھتا تھا۔ ایک جماعت کو بھیجا کہ اسکو مکر و حیلہ کے دام و دانہ میں لا کر گرفتار کرے وہ جماعت چاٹگام میں آئی اور تزویر و تلبیس سے چاٹگام سے مانک رائے کو باہر لائی۔ اُس نے تھوڑی مسافت طی کی تھی کہ اس کو اس جماعت کا راز و انداز انہیں میں سے ایک آدمی کی معرفت معلوم ہو گیا اس نے اس گروہ میں سے بعض کو اپنے ساتھ موافق کر لیا اور جو موافق نہ ہوئے انہیں مار ڈالا اور نکوان فرنگیوں کی جماعت ہمراہ لیکر چاٹگام میں آ گیا اور اپنے بھائی کا جانشین ہوا۔ اور نیوانخان نے کہ جو کہ اپنے ساتھ متفق تھا اسکو چاٹگام کا نوارہ اور اور کام اسکے بھائی کے سپرد کئے تھے اُس نے چاٹگام کی کشتیوں کو آلات جنگ سے آراستہ کیا یہاں کے فرنگیوں کی کشتیوں کو اور لشکر کو جمع کر کے لشکر رخنگ سے لڑنے بھیجا۔ نیوانخان اس لشکر رخنگ سے نہ لڑ سکا انسے جا ملا ان دونوں لشکروں نے اتفاق کر کے چاٹگام کی طرف رخ کیا۔ مانک رائے یہ بیوفائی اور جدائی دیکھ کر بھلوہ میں آیا اور سنجر تر نیمان تھانہ دار اس جگہ سے جو سرحد مگ سے نزدیک ہے پیغام بھیجا کہ میں بادشاہ کو اپنا ملجا بناتا ہوں جس کام کا اشارہ ہو اسپر عمل کروں جب اسلام خان کو سنجر کی تحریر سے یہ حال معلوم ہوا تو اسنے سنجر و سید حسن تھانہ دار بھلوہ کو لکھا کہ

مانک رائے برادر زمیندار رخنگ کا بادشاہ کی پناہ میں آنا۔

بہت جلد سرحد مگ پر پہنچکر مانکٹ رائے کو لے آئیگا اس حکم کے بموجب سینجر لشکر لیکر آب
چیتپتی پر آیا۔ یہ سرحد بنگالہ و مگ ہے کچھ آدمی مانکٹ رائے پاس بھیجے اور خود اس نے
دو سو جلبیہ مگ کہ مانکٹ رائے کی راہ روکنے کے لئے آئے تھے تیر و تفنگ مار کر بھگا
دیئے مانکٹ رائے جگدیہ میں آیا سید حسن مکو نہ بھی آن ملا ان سب نے جگدیہ میں
توقف کیا۔ بنگالی عورت مرد دس بارہ ہزار جو ارباد فرنگ کی قید میں جانکنی کر رہے
تھے چالیس سال کے بعد رہا ہوئے اور اپنے اپنے وطن کو گئے۔ چاٹگام کے فرنگی جو مانکٹ رائے
کی موالفت کے سبب سے مرزبان رخنگ سے مخالفت رکھتے تھے وہان سے باہر آئے
کچھ فرنگستان کی طرف چلے گئے کچھ ایک غراب و ایک تیاول کے ساتھ سید حسن کے آدمیون
سے گرفتار کئے کچھ اس جانب مین آنکر اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے مانکٹ رائے
جہانگیر نگر مین اسلام خان سے ملا اور تین ہاتھی اسکو نذر دیئے۔ اسلام خان نے اپنی
طرف سے پانچہزار روپیہ انکو دیئے اور اسکے رہنے کے واسطے ایک مکان تجویز کیا
اور بادشاہ کو اس ماجرے سے مطلع کیا۔ مگ کے آدمی جو مانکٹ رائے سے لڑنے گئے
تھے انکو چاٹگام مین آنے سے معلوم ہوا کہ مانکٹ رائے بادشاہی آدمیون کا ملتجی ہو کر
بھلوہ چلا گیا ہے تو انہون نے چاٹگام مین کارزار کا سامان تیار کیا اور سرحد پور اور
بھلوہ کے درمیان جو دریا تھا اسپر آئے۔ اسمین ایک وقت مین کشتی اس طرف سے اس طرف ایک بار
جاتی تھی انکو یہ خیال تھا کہ جب مانکٹ رائے بھلوہ سے جہانگیر نگر کو روانہ ہوگا تو اس
دریا سے گذر کر ناگاہ پہنچکر اسکا کام تمام کرینگے مگر وہ ان کے آنے سے پہلے جہانگیر نگر
مین پہنچ گیا تھا اس وقت اکثر لشکر شاہی آسام مین لڑ رہا تھا اور ان مخالفون کے
پاس توپ خانہ اور جنگی کشتیان کہ پانچ سو سے زیادہ جلبیہ و ڈیرہ سو غراب و پانچ جہاز
خرد بیر سانہ تھے انہون نے قدم جرأت آگے بڑھایا۔ اسلام خان کو جب انکی اس
جسارت کی خبر ہوئی تو محلدار خان اور کومکیون و تابینیون کو دھانہ پر جو تھوڑے سے چار
گروہ پر تھا لڑائی کے قصد سے روانہ کیا یہان دریا کے دونو طرف جو مہانہ خضر گنج

نام سے مشہور ہے سرراہ دور وزین چار قلعے بنالیئے اور انپر توپ و تفنگ اور آلات
جنگ چڑھا دئیے۔ مخالفون نے اس دہانہ و دھانہ کا استحکام دیکھا تو جس راہ سے آئے تھے
اسی راہ چلے گئے۔

علی مردان خان کا پادشاہ کی ملازمت میں آنا۔

۱۵ رجب کو پادشاہ لاہور مین داخل ہوا۔ علی مردان خان قندھار سے آیا اسکا استقبال
اعزاز و احترام سے کیا گیا اسکو بہت بیش قیمت اشیاء دیگئین اور اسکے منصب ہفت ہزاری کی
اضافہ شش ہزار ذات و شش ہزار سوار پر کیا گیا۔ پادشاہ نے ۲۲ رجب کو اول اس کو کشمیر
صوبہ دار مقرر کیا اور پاندان اور سفر دان اسکو عنایت کیا اور فرمایا کہ اس ملک کا بڑا
تحفہ پان ہے اسکے کھانے کی عادت وہ کرے۔ ۱۱ شعبان کو علی مردان خان کو پانچ
لاکھ روپئے اور اور بنگالہ کے کپڑون کے دس بقچے عنایت کئے۔ ۲۶ شعبان کو علی مردان خان
کے گھر مین تشریف فرما ہوا اسنے ایک لاکھ روپئے کی پیشکش پیش کی۔ علی بیگ خویش علی مردان خان
کشمیر مین نائب علی مردان خان مقرر کیا گیا۔ افضل خان کی عمر ستر برس کی ہوگئی تھی

افضل خان وزیر کا مرنا۔

اور آٹھ سال سے وہ پادشاہ کی وزارت کا کام کرتا تھا وہ سخت بیمار ہوا۔ پادشاہ
اسکی عیادت کو گیا۔ ۱۲ رمضان کو وہ دنیا سے رخصت ہوا۔ اسکی وفات کی تاریخ
(علامی از دھر رفت) ہوئی۔ اسکی تہذیب اخلاق اس مرتبہ پر تھی کہ باوجود نکمت و قدرت کے
کسی بد اندیش حسد کیش سے اسکو ضرر نہ پہنچا۔ پادشاہ نے کئی دفعہ فرمایا کہ افضل نے کسی کے
باب مین کوئی بری بات کبھی نہین کہی۔

پادشاہ کا لاہور سے کابل جانا۔

۱۵ رمضان کو جشن وزن شمسی ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا سینتالیسوان سال ختم ہوا
پادشاہ کابل نہین گیا تھا اس لئے وہان روانہ ہوا کہ وہان کے باشندے بھی عطا
پادشاہی سے سرافراز ہون اور حضرت بابر کے مزار کی بھی زیارت ہو اور ولایت بلخ
و بخارا کے مداخل و مخارج پر قرار واقعی آگاہی ہو تو اس ملک موروثی کی تسخیر کی
عزیمت ہو۔ وقائع قندھار سے معلوم ہوا تھا کہ شاہ ایران قندھار کو فتح کرنے
کو آتا ہے اسلئے پادشاہ نے دارا شکوہ کو بہت سا سامان جنگ عنایت کیا اور اسکی

حکم دیا کہ وہ مستعد کارزار اور آمادہ پیکار رہے اگر والی ایران قندھار کی طرف حرکت کرے تو اسکے محاربہ و مدافعہ کی کوشش کرے اسکو اپنے سے پہلے نوشہرہ کو روانہ کیا دس لاکھ روپیہ نقد دیا۔ خود غرہ ذی قعدہ کو دار السلطنت لاہور سے سفر کیا ۵ ذی قعدہ کو جشن نوروز دریائے چناب کے کنارہ پر ہوا۔ جگت سنگہ کو بنگش بالا و بنگش پائین کا انتظام سپرد ہوا اور حکم ہوا کہ کابل میں ہمارے پہنچنے تک ۵ آذوقہ کابل میں فراہم کرے اور دو نو بنگش سے غلہ پے ہم پہنچتا رہے۔ ۱۲ ذی الحجہ کو بادشاہ نوشہرہ میں آیا اور دارا شکوہ کے لشکر کا ملاحظہ کیا اسمیں پچاس ہزار سوار تھے بادشاہ نے شاہزادہ کو حکم دیا کہ مجھ سے دو تین منزل پیچھے ہو کہ کتل خیبر اور تنگناؤن میں گذر آسانی سے ہو۔ ۵ ۲۰ محرم کو بادشاہ کابل میں پہنچگیا۔ جہانگیر کے عہد میں ہزارجات حوالی کابل کے انتظام میں خلل پڑگیا تھا۔ یلنگ توش نے زمینداروں کو بہکا دیا تھا وہ زر مالگذاری نہیں ادا کرتے تھے۔ بادشاہ نے کابل میں آکر سعید خان بہادر کو انکی گوشمالی کے لئے مقرر کیا جب شاہ شجاع کا لشکر قندھار کی فتح کے ارادہ سے کابل میں آیا تھا تو امام قلیخان نے اس اندیشہ سے کہ کہیں ماوراء النہر کو فتح کرنے کے لئے لشکر نہ آئے۔ اپنے طغائی (ماموں) نذر بیگ کو لکھا تھا کہ وہ خاندوران خان نصرت جنگ اور سعید خان بہادر ظفر جنگ سے کہیں کہ ہندوستان کے مقابلہ میں ماوراء النہر اک ولایت نہایت محقر ہے۔ اگر اس ولایت کی تسخیر کا ارادہ ہو تو بادشاہ سے عرض کرکے اسکو اس سے باز رکھیں بندہ اس وقت سب طرح سے خدمت کے لئے حاضر ہے کہ لشکر خراسان و عراق کا قصد کرے۔ جب ان سرداران لشکر نے بادشاہ کو اطلاع دی تو اُسنے حکم دیا کہ نذر بیگ کا اطمینان خاطر کردو اور لشکر کے آنے کے سبب سے اطلاع دو۔ اب بادشاہ کے آنے سے نذر محمد خان کو کہ بلخ میں تھا خوف پیدا ہوا اس لئے اُسنے منصور حاجی کو سفیر بناکے بھیجا اور نامہ لکھا کہ جسمیں اظہار اتحاد تھا۔ ۱۹ ربیع الاول کو یہ سفیر و نامہ بادشاہ کی نذر سے گذرا۔ ۱۴ ربیع الثانی کو جشن قمری

بادشاہ کا کابل سے لاہور جانا و تسخیر تبت خرد ۔

وزن ہوا بادشاہ کی عمر کا پچاسواں سال شروع ہوا۔

بادشاہ ۲۵ ربیع الثانی کو بنگش بالا اور بنگش پائین کی راہ سے دار السلطنت لاہور کی جانب روانہ ہوا پہلے سال دہم کے واقعات میں ہم لکھ چکے ہیں کہ تبت خرد کس طرح تسخیر ہوا اور ابدال پسر کلان علی رائی مرزبان تبت اسیر ہوا اور اس سرزمین کی ایالت آدم برادر خرد ابدال کو تفویض ہوئی جب علی مردان خان کشمیر میں ناظم ہو کر آیا تو آدم حاکم تبت نے اسکو لکھا کہ سنگی نمجل زمیندار تبت کلان نے پورگ پرگنہ مضافات تبت خرد سے بھی تصرف میں کر لیا ہے اور اور محال کے تعرض کا قصد رکھتا ہے علی مردان خان نے اپنے خویش حسین بیگ کو لشکر کے ساتھ بھیجا۔ ۲۵ ربیع الثانی کو نواحی کرلو میں سنگی نمجل مقابلہ میں آیا اور پٹ پٹا کر بھاگ گیا اس نے یہ سمجھ کر کہ امن و ہیں راہ ہی میں کام تمام ہو جائیگا حسین خان پاس آدمی بھیجکر صلح کر لی اور اسنے پیشکش مقرر کر دی کہ بادشاہ پاس بھیجدے ۔

## واقعات سال سیزدہم جلوس ۱۰۴۹ ۱۶۳۹

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۹ کو جلوس کا تیرہواں سال شروع ہوا ۱۷ جمادی الثانیہ کو بادشاہ لاہور میں آیا۔ بادشاہزادہ داراشکوہ اور علی مردان خان بھی یہاں آ گئے۔ علی مردان خان کا اضافہ منصب ایک ہزاری ذات ایک ہزاری سوار کا ہوا یعنی وہ اب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار مقرر ہوا اور کشمیر کے سوا پنجاب کی حکومت بھی اسکو سپرد ہوئی اسلام خان بادشاہ نے فرمان سے کابل سے آیا اور دیوانی کل اسکو سپرد ہوئی۔ علی مردان خان نے شب برات کی روشنی کا تماشا اہل ایران کی طرز پر دکھایا۔ تختے مشبک مختلف الاشکال بنائے اور کوٹھوں کے کناروں پر طاق بندی کی انمین روشنی کی جسکے دیکھنے سے لوگوں کو حیرت ہوئی۔

علی مردان خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ فدوی کی ہمراہ ایک شخص ہے کہ نہروں کے بنانے میں کمال مہارت رکھتا ہے وہ متعہد ہوتا ہے کہ اس جگہ سے کہ آب راوی کوہستان سے نکل کر ہموار زمین پر بہتا ہے اُس سے ایک نہر جدا کر کے حوالی دار السلطنتہ لاہور تک لاؤں جس سے کھیتوں اور باغوں میں آب پاشی ہو بادشاہ ملک پیرا اور عمارت افزا آبادی بلاد اور رفاہیت عباد پر مستعد تھا ایک لاکھ روپیہ ان کاموں کے خرچوں کے لیئے خان کو حوالہ کیا۔ خان نے اپنے ایک معتمد کو اس کام میں لگایا۔ لاہور سے ۴۹ کروہ جریبی کی مسافت سے نہر کھودنی شروع کی اس نہر کا باقی حال سنہ ۱۶ جلوس میں کیا جائیگا۔

شروع نہر لاہور باہتمام علی مردان خان۔

صوبہ قندھار کی نصف سرزمین عبدل سے تعلق رکھتی تھی اور قلعہ منشی اسکا مسکن تھا اور وہ ولایت بست وسیستان کا حد فاصل تھا اس قلعہ کی کنجی حمزہ اسکو سپرد تھی۔ عزت خان بتول دار بست نے اسکی ظاہری خدمت گذاری و فرمانبرداری کے سبب اس پر اعتماد کر کے اس قلعہ کی حفاظت کے لئے بہت آدمی نہیں مقرر کئے تھے۔ دارائے ایران نے ملک سیستان کی حکومت حمزہ پسر جلال الدین کی عنایت کی تھی اسکو عبدل نے بار بار لکھا کہ اگر تم کسی جماعت کو بھیجو تو میں قلعہ اسکو حوالہ کر دوں۔ حمزہ نے انکار کر دیا۔ جب قلیج خان بادشاہ پاس کابل گیا تو اُس نے پھر حمزہ کو لکھا کہ قندھار صوبہ دار سے خالی ہے اُس قلعہ پر متصرف ہو مگر اس دفعہ بھی حمزہ اسکے بھکاوے میں نہ آیا دارای ایران کے پاس حمزہ کا ایک دوست تھا اس نے لکھا کہ بادشاہ کی مجلس میں یہ مذکور ہوتا ہے کہ تو ناظم قندھار سے دوستی و سازگاری رکھتا ہے اور ہندوستان جانے کا قصد ہے اس سبب سے تو بے اعتماد ہو رہا ہے تیری الگ کرنے کا ارادہ ہو رہا ہے تیری رستگاری کی صورت کوئی اور نہیں ہے کہ تو حدود بست و قندھار میں تاخت و تاراج کرے۔ حمزہ نے از روے اضطرار اپنے خدمت گار

بیان سیستان ... قندھار ... اور قلعہ ... حوالہ

بیالہ کو عبدل پاس بھیجا اور ایک جماعت کو خنلشی کی تسخیر کو بھیجا۔ عبدل نے بیالہ کے پیغام پر قلعہ مین عزت خان کے آدمیون کو قتل کر ڈالا اور قلعہ حمزہ کے آدمیون کو جواب کیا۔ قلیج خان کو جب یہ خبر ہوئی تو اس نے لطیف بیگ کو لشکر کے ساتھ بھیجا عزت خان نے بھی تین سو آدمی روانہ کئے۔ جب لطیف بیگ قلعے کے نیچے آیا تو حمزہ کے پانسو آدمی لڑنے آئے اور شکست پاکر قلعہ مین گئے۔ بادشاہی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور مورچے بڑھائے حمزہ نے بہت سے آدمی کمک کو بھیجے لطیف بیگ دشمنون کی کثرت کو دیکھکر قلعے کے پاس چلا آیا۔ آب ہیرمند کے اس طرف موضع بیادرمین قلعہ خنلشی سے پانچ کوس پر مقیم ہوا۔ غرہ شعبان کو آب ہیرمند سے دشمن پار آکر لطیف بیگ سے لڑے انکے تین سو آدمی مقتول اور مجروح ہوئے اور قلعہ خنلشی کو چھوڑ کر سیستان کو بھاگے۔ قلیج خان نے حقیقت پر مطلع ہوکر پندرہ سو فوج کمک کے لئے تنجر خان کی ہمراہ بھیجی۔ لطیف بیگ و تنجر خان نے ملکر دشمنون کے بند سیستان کو توڑا جسکا پانی سارا نشیب مین چلا گیا اور سیستان اور اسکے توابع کو خراب کیا۔ حمزہ اپنے قلعہ فتح مین چلا گیا۔ بادشاہی لشکر فتح پاکر واپس آیا اور قلعہ خنلشی پر قابض ہوا بادشاہ نے حقیقت حال پر مطلع ہوکر عبدل پر جو قید ہو گیا تھا قتل کا حکم دیا وہ قتل ہوا۔

ششم شوال کو بادشاہزادہ کے بنگلون مین جو محل مین تھے آگ لگی اور سارے محلون اور مکانات مین پھیل گئی بادشاہزادہ اور اسکے اہل محل مرد بانون پر چھروکہ سے قلعہ سے باہر آگئے کچھ آدمی قلعہ سے باہر کودے ہاتھ پانون انکے ٹوٹے۔ ۵۰ نوکر جل کر خاکستر ہوئے۔ جواہر خانہ کرکراق خانہ۔ توشکخانہ۔ اور بہت سے کارخانے جل بھن کر راکھ کا ڈھیر ہوئے بادشاہ نے یہ حال سنکر دو لاکھ روپئے کے جواہر و اقمشہ اور دو لاکھ روپیہ نقد بادشاہزادہ کے لئے اور ایک لاکھ روپیہ اس کے فرزندون کے واسطے بھیجا۔

بادشاہ ۲۵ شوال کو ہنوج کی راہ سے کشمیر روانہ ہوا۔
جب میر برکہ ایران کو سفیر بناکے بھیجا گیا تھا تو ظریف اس سبب سے کہ گھوڑون کی شناسائی مین مہارت تمام رکھتا تھا عراقی گھوڑون کی خرید کے لیئے اسکی ساتھ کردیا گیا تھا مگر جو گھوڑے خرید کرکے لایا وہ بادشاہ کو پسند نہ آئے۔ اس شرمندگی کے مارے اُس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ روم و عرب جانے کی اجازت ہو تو وہان سے گھوڑے خرید کرکے لاؤن جس سے مجھے خجلت سے نجات ہو بادشاہ نے علامی افضل خان سے سلطان مراد قیصر روم کے نام محبت نامہ لکھواکر ظریف ہاتھ بھیجا کہ اگر ضرورت ہو تو اسکو اپنی کارروائی کی دستاویز بنائے اس نامہ کی ساتھ ایک کمر مرصع گران بہا بھی قیصر روم کے لیئے ارسال کیا۔ خالی نامہ بھیجنا ایسے بادشاہ کو سزاوار نہ تھا۔ بادشاہ کے حکم سے افضل خان نے ایک خط وہان کے وزیر کے نام بھی لکھدیا۔
شیخ جمادی الثانیہ سال جلوس دہم کو اس طرف روانہ ہوا۔ وہ دریا کی راہ سے عرب گیا وہان سے مصر مین آیا۔ بادشاہ مصر نے اسکی ضیافت کی اور قیصر سے اسکا حال معروض کیا وہ اس وقت بغداد کی مہم مین مصروف تھا اسنے حکم دیا کہ ظریف کو راہی کرے اور بلاد کے ناظمون کے نام حکم دیا کہ جس شہر کی وہ سیر کرنی چاہے اسکی سیر کراکے ہمارے پاس پہنچادو وہ سیر کرتا ہوا موصل مین آیا۔ سلطان مراد بھی موصل مین آگیا تھا ظریف نے محمد پاشا وزیر اعظم قیصر سے ملاقات کی اور مراسلہ علامی افضل خان کا پہنچایا دوسرے روز سلطان نے اسکو بلایا۔ بادشاہ نے نامہ کو عزت کے ساتھ لیا۔ ترکی زبان مین ظریف سے پوچھا کہ ایسی دور دراز راہ طے کرنے کا سبب کیا ہے اس نے سبب بیان کرکے چند وقیطلائی جسمین کمر مرصع تھا سلطان کو نذر دیا سلطان اسکو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ مین اس وقت اس مہم مین مصروف ہون نامہ اور کمر کا بادشاہ کے پاس سے آنا میری فتح و فیروزی و کامرانی کی علامت ہے دوسرے روز ظریف نے ہزار نفیس پارچے ہندوستانی اپنی طرف سے پیشکش مین دیے

سلطان نے ظریف بیگ سے پوچھا کہ ہندوستان میں کون سے ہتھیار زیادہ پہنتے ہیں اس نے جواب دیا کہ ہتھیار بہت سے ہیں بکتر - صادقی - ہزار میخی - قلماقی زرہ - چل قد ان میں سے جو کسی کو پسند ہوتا ہے وہ پہنتا ہے - اپنا بکتر منگا کے سلطان کے آگے رکھا قیصر نے اسپر بہت عنایت کی اور بادشاہ کا حال پوچھا - دس ہزار قروش کہ یہاں کے بیس ہزار روپیئے ہوتے ہیں اسکو دے کر کہا کہ ہم بغداد کے انصرام کے بعد تم کو معاودت کی اجازت دینگے اور اپنا سفیر ہمراہ کرینگے کہ ہمارے اور شہنشاہ ہند کے درمیان قواعد دوستی کا استحکام ہو - پھر سلطان بغداد گیا اور ظریف کو کہہ گیا کہ موصل میں گھوڑے خریدو - جب بغداد فتح کر کے آیا تو شاہ ہند کے نامہ کا جواب لکھا اور ارسلان آقا کو سفارت کے لئے معین کیا گیا ایک عربی گھوڑا خاص اپنی سواری کا بطور ارمغان کے دیا جسکا زین مرصع بالماس تھا و عبائے مروارید دوز روم کی طرح کی تھی اور ایک اور گھوڑا خاص دیا ظریف مع ارسلان آقا دریا کی راہ سے چلکر ٹھٹھہ میں آیا - سارا حال جب بادشاہ کو ظریف کی عرضداشت سے معلوم ہوا تو خواص خان صوبہ دار قلعہ کو حکم ہوا کہ دس ہزار روپیہ سرکار خاصہ سے ارسلان آقا کو انعام دے اور یہ بھی حکم ہوا کہ خواص خان اور نجابت خان صوبہ دار ملتان میں سے ہر ایک چھ چھ ہزار روپیہ اور قزاق خان سرکار ... اور شاہ قلی خان ضابطہ بھکر میں سے ہر ایک چار چار ہزار روپیہ بسم ضیافت کے اس سفیر کو دے - ۲۷ صفر کو وہ بادشاہ کی خدمت میں آیا پندرہ ہزار روپیہ اسکو انعام ملا - اس سفیر کو کشمیر میں بلایا جہاں وہ خود تھا -

**پرتھی راج ولد جھجھار سنگھ بندیلہ کا قید ہونا -**

جھجھار سنگھ اور اسکی اولاد کا حال پہلے رقم ہو چکا ہے - اسکا ایک بیٹا پرتھی راج زندہ تھا اسکو چنپت زمیندار نے دستاویز فساد بنایا - ملک میں اس نے تاخت و تاراج شروع کی - عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کو اسلام آباد میں اطلاع ہوئی کہ پرتھی راج اور چنپت بوندیلہ اوندچھہ اور جھانسی کے درمیان ٹھیرے ہیں اور ایک جنگل کو کہ اوندچھہ سے تین کروہ ہے

واقع ہے اپنی اقامت گاہ بنایا ہے اور مواضع جھانسی کو غارت کر رہے ہیں فیروز جنگ نے باقی خان کو اپنی سپاہ دے کر اُن کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ اسنے رات بھر سفر کر کے صبح دشمن کو جا لیا۔ ستیز و آویزہ ہوئی۔ برہتی راج زندہ گرفتار ہوا جسپت کارزار سے فرار کیا۔ باقی خان یہ فتح حاصل کر کے فیروز جنگ کے پاس آیا۔ بادشاہ کے حکم سے برہتی راج قلعہ گوالیار میں محبوس ہوا فیروز جنگ جسپت اور دوسرے فتنہ گروں کا استیصال جیسا کہ چاہئے نہ کر سکا بادشاہ نے بہادر خان کو اسکی جگہ مقرر کیا اور عبداللہ خان کو لاہور بلالیا۔

نہم ذی الحجہ بادشاہ تالاب ڈل کے کنارہ پر آیا جہانتک قوت سامعہ و باصرہ کام کرتی تھی۔ صدائے نغمہ روح پرور اور اقسام گل و ریاحین فرحت افزا سننے و دیکھنے جاتے تھے نہر و تالاب کے کناروں پر چراغوں کی روشنی علی مردان خان نے ایسی کرائی کہ تماشائی دیکھ کر حیران رہ گئے۔ روم کا ایلچی اور اور ایلچی بھی یہ تماشا دیکھنے کے لئے بلائے گئے۔ بادشاہ نے سُنا کہ ان دنوں میں سنگ سفید پر برف پہاڑ کشمیر سے دو تین منزل پر ہے راہ اوسکی بڑی دشوار گذار اور ناہموار تھی اس سرزمین میں وقت و غیر وقت مینھ برستا رہتا ہے۔ بادشاہ نہایت ضروری اسباب کے ساتھ اس کوتل پر آیا مینہ اس قدر برسا کہ ہوا ایسی ٹھنڈی ہو گئی کہ سوار اور گھوڑے لرزنے لگے اور جو آذوقہ خام یا پختہ ساتھ تھا نہ اسکے صرف کرنے کی فرصت ملی وہ احتیاط کی گئی جو کرنی چاہیئے تھی۔ تین چار روز تک برابر موسلا دھار مینھ برستا رہا آسمان اور پہاڑوں سے پانی کے نالے بہتے تھے ہر پتھر کے نیچے سے پانی جوش کرتا تھا اور راہیں پانی کے نیچے نایاب ہو گئیں تھیں بادشاہ سیرگاہ میں نہیں گیا اسنے اپنی اور خلق اللہ کی تصدیع پر نظر کر کے مراجعت کی۔ راہ میں کیچڑ اور پانی کی طغیانی اس قدر تھی کہ آدمی اور گھوڑے زانو اور سینہ تک کیچڑ میں پھنس جاتے تھے اور نکلنے کی طاقت نہ رکھتے تھے لشکر کو بہت تکلیف ہوئی چار کروہی منزل کو چھ پہر میں طے کیا یعنی آدھی رات تک راہ میں آدمی اور جانور ضائع ہوئے اور باقی رات گھوڑوں پر کٹی دو مقام آرام کے لئے کئے گئے

انھوں نے پھر بھی فرصت نہ دی اور آدمیوں کو بہت خراب کیا۔ کہتے ہیں کہ اس سال میں سیلاب و طغیان سے چار ہزار گھر ڈل کے اور کشمیر کے کنارہ کے دہات میں سے چار ہزار گھر اور پرگنات پھنھو وغیرہ کے دہات میں چار سو ستاسی گھر بیخ و بن سے کندہ اور بے نام و نشان ہو گئے اور خریف کی زراعت کا نشان باقی نہ رہا اور قحط نظر آنے لگا شہر میں بہت عمارتیں گر گئیں اور چند روز تک بازار میں کوئی آیا گیا نہیں دکانیں بند رہیں۔ بڑے بڑے بوڑھے کہتے تھے کہ ایسی طغیانی اور پانی کی آفت کبھی دیکھی نہ بزرگوں سے سنی۔

اس ضمن میں کابل کا واقعہ یہ سنا کہ یوسف زئی افغانوں کی ایک جماعت نے دلاور خان فوجدار اور اسکے تین بیٹوں اور ایک جماعت کثیر کو قتل کیا اور جو کچھ انکو ہاتھ لگا اسے لوٹ کر لے گئے اتنے بادشاہ کی فرحت کدورت سے بدل گئی اور لاہور کی کوچ کی تیاری کا حکم دیا۔

## واقعات سال چہاردہم جلوس ۱۰۵۰ھ

غرہ جمادی الثانی کو ۱۰۵۰ھ کو جو چودھواں سال جلوس کا شروع ہوا اس کے جشن میں بندہائے حضور و ارباب طرب کامیاب ہوئے۔ بادشاہ کشمیر میں چھ مہینے رہ کر براہ مذکور کو لاہور کو روانہ ہوا اور غرہ شعبان کو لاہور کے دولت خانہ میں داخل ہوا اثناء راہ میں شادی خان نے جو نذر محمد خان والی بلخ پاس بطور سفارت گیا تھا ایک شخص کو پیش کیا جسنے اپنے تئیں گرشاسپ معروف مرزا ہندی پسر خسرو بنایا تھا بادشاہ نے اسکی حقیقت حال دریافت کی تو معلوم ہوا کہ وہ سوداگر تھا بچپن میں اسکے ماں باپ جب مر گئے تھے تو وہ دو برس کا تھا اسکو ایک عورت حجاز لے گئی وہاں وہ بڑا ہوا پھر وہ ہندوستان میں آیا یہاں سے توشنج میں گیا۔ شیر خان ترین کا نوکر ہوا اپنے تئیں پسر خسرو بنایا۔ علی مردان خان نے

اسے قندھار مین اپنے پاس بلا کر شاہ صفی پاس بھیجدیا۔ اسنے اسکو چھوڑ دیا۔ وہ بلخ مین
آیا شاہ بلخ نے اسے جھوٹا سمجھ کر قید کیا اور اب شادی خان کو حوالہ کیا پادشاہ
نے اسکو قتل کرا یا تاکہ آیندہ کوئی جھوٹا دعویٰ اس خاندان سے انتساب کا نہ کرے۔
ملا سعد اللہ خان کا مولد و منشاء لاہور تھا وہ شیخ سعد اللہ لاہوری مشہور تھا فضیلت
علوم عقلی و نقلی و حفظ قرآن و حسن تقریر و تحریر کے زیور سے آراستہ تھا وہ سابق مین پادشاہ
کی خدمت مین آیا مگر اسکے جواہر کمالات پادشاہ کی منظور نظر نہ ہوئے اسکا روزینہ
بہت کم مقرر ہوا جسنے اُسنے انکار کیا۔ رمضان ۱۰۵۰ھ مین موسوی خان صدر کو حکم ہوا کہ
سعد اللہ خان کو ہمارے پاس بھیجدے وہ آیا تو یومیہ مناسب مقرر ہوا اور خلعت و اسپ
سے سرافراز ہوا دو تین روز کے عرصہ مین روزینہ کی عوض مین منصب مرحمت
ہوا ایک سال کے عرصہ مین منصب ہزاری ذات و دو سو سوار و خطاب و خدمت
عرضہ داشت مکرر سے معزز ہوا پھر اسکو غسلخانہ کی داروغگی مرحمت ہوئی دوسرے سال
مین منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار اور خدمت خانسامانی سے سرافراز ہوا۔ سال
چہارم مین وزارت کل ہندوستان سے مفتخر ہوا اور ساتوین سال مین ہفت ہزاری
ہفت ہزار سوار اور پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ اور دو کرور دام انعام مین سرفرازی
حاصل کی۔ پادشاہ کے مزاج مین اس قدر دخل پیدا کیا کہ سوا مقدمات وزارت
کے تمام امور کلی و جزوی مالکی و ملکی مین بدون اسکی صلاح و مشورہ کے اجرا کی
صورت متعذر تھی یہان تک نوبت پہنچی کہ شاہزادہ داراشکوہ کو باوجود قرب
ولیعہدی اور اختیار سلطنت اسپر حسد ہوا اور بیجا کاوشین اسکے ساتھ شروع کین
مگر اسکو کوئی ضرر نہ پہنچا سکا۔ باقی حال اسکا آگے آئیگا۔
۱۰۵۰ھ جلوس مین اعظم خان کو صوبہ گجرات کا نظم و نسق سپرد ہوا تھا یہان
کولی دو قومین ہین جو یہان ہمیشہ سے دزدی اور رہزنی کرتی تھین اور رعایا
اور آنے جانے والون کو ایذا دیتی تھی انکے استیصال مین اعظم خان کوشش کرتا

اور اس نے اس گروہ کی قرار واقعی تنبیہ کی اور مواضع پرگنہ بھباہ مین جو کولیون کے
وطن کی محال ہے دو محکم قلعے بنائے ایک کا نام اعظم پور رکھا اور دوسرے کا نام
تسلیل آباد اپنے بیٹے میر خلیل کے نام پر کاٹھیون کے وطنون کے درمیان ایک بوٹے
قلعہ اور عمارات مرتب کین اور اس مقام کا نام شاہ پور رکھا اکثر ایام بارش مین
حدود بعیدہ مین بسر کرکے اس نواحی کے متمردون کو اسنے سزا دی اور کولی واڑہ
کی ابتدا سے جالور کی سمت مین کاٹھی واڑہ کی انتہا تک جو جام کی ولایت و ساحل دریائے
شور سے پیوستہ ہے کسی مفسد کی مجال نہ تھی کہ کسی ضعیف پر دست تطاول دراز
کرے مسافر و تاجر طمانیت خاطر کے ساتھ رہ نوردی کرتے تھے مرزبان جام ایسی
اطاعت کہ زمیندار کرتے ہین نہین کرتا تھا اسلیئے خان مذکور نے اسکی تادیب کے لیئے
رہ نوردی کی جب وہ نوانگر سے سات گروہ پر پہنچا جہان مرزبان مذکور رہتا ہے
اور اسباب نبرد کی گردآوری کی فرصت نہ دی وہ نوانگر سے جلد لشکرگاہ شاہی
سے دو گروہ پر اترا اعظم خان نے اسے کہلا بھیجا کہ جبتک وہ پیشکش نہ مقرر کریگا
اور سکہ محمودی کا بنوانا دار الضرب نوانگر مین موقوف کریگا اسکی رستگاری کی کوئی
صورت نہ ہوگی زمیندار کو سوای اطاعت کے کوئی چارہ نہ تھا اسنے سو ہاتھی گھوڑے
اور تین لاکھ محمودی کو برسم پیشکش قبول کیا اور دار الضرب موقوف کرنے کا عہد
کیا اور یہ بھی اقرار کیا کہ نواحی احمد آباد کی رعایا جو اسکے ملک مین آئی ہے اسکو اپنی
سرزمین سے باہر کردونگا کہ وہ اپنے مسکن و مقام مین جائے اور جب کراس کی
کی تنبیہ و تادیب مین ناظم احمد آباد مشغول ہوگا تو مین اپنے بیٹے کو ایک جمعیت کے ساتھ
صوبہ دار پاس بھیجونگا۔ جام ان شرائط کو منظور کرکے اعظم خان سے ملا اور اعظم خان
شاہ پور مین آیا۔

جگت سنگھ کا بڑا بیٹا راجروپ سنہ ۱۲ جلوس مین دامن کوہ کانگڑہ کا فوجدار مقرر
ہوا تھا اور اس نواحی کے مرزبانون سے پیشکش تحصیل کرنے کی اجازت ملی تھی

اُسنے مکاری سے شہرت دی کہ باپ بیٹون مین بگاڑ ہے جگت سنگہ نے بادشاہ سے درخواست کی کہ دامن کوہ کی فوجداری میرے سپرد ہو تو مین تعہد کرتا ہون کہ سوے جمع مقرری کے جو زمینداروں کے ذمہ ہے چار لاکھ روپیہ اور ہر سال سرکار مین داخل کرتا رہونگا اور راجروپ کی جو اکثر تقصیرین کرتا رہتا ہے قرار واقعی تنبیہ کرونگا بادشاہ نے اسکی ملتمس کو قبول کرلیا اور جگت سنگہ وہان گیا۔ ظاہر مین بادشاہ کے اوامر و نواہی کی اطاعت کرتا اور در پردہ سرکشی اختیار کرکے اس سرزمین مین مادۂ فساد پیدا کرتا۔ قلعہ تاراگڈھ کو جو اس ضلع کے مسمار شدہ قلعون مین تھا تعمیر کرکے اپنا ملجا و ماوا بنایا اور ذخیرۂ جنگ اور آذوقہ ضروری جمع کیا۔ بادشاہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسکی تنبیہ کے واسطے تین سپاہین بسرداری سید خان جہان بہادر و سعید خان بہادر و سید اصالت خان بہادر مقرر کین اور چند امیر ہر ایک کے ہمراہ کیے انکو مصالح قلعہ گیری و توپخانہ دیا۔ اور ان تینون سپاہون کی سرداری بادشاہزادہ محمد مراد بخش کے لئے تجویز کی باقی ذکر آیندہ لکھا جائیگا۔

## واقعات سال پانزدہم الٰہی ۱۰۵۱ھ۔

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۱ھ کو جلوس کا پندرھوان سال شروع ہوا۔ بادشاہ کو شوق تھا کہ نجیب گھوڑے نکو منظر و لطیف پیکر جمع ہون معز الملک حاکم بندر سورت نے ایک جماعت جو گھوڑون کو پہچانتی تھی سرکاری کشتیون مین بصرہ و بخارا اور مقامات مین جہان اچھے گھوڑے پیدا ہوتے ہین بھیجا تھا اور دولتمند تاجرون سے کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے گماشتون کو جو چارون طرف پھرتے ہین اشارہ کردین کہ عربستان مین جسجگہ اچھا گھوڑا ملے خرید لین اس سال مین اس جماعت اکثر عربی گھوڑے ایک لاکھ روپیہ کے خریدے۔

[illegible] لشکر کشی پلاموں (پالاموو)

پٹنہ کے جنوب میں پلاموں (پالاموو) واقع ہے اسکی سرحد پٹنہ سے ۲۵ کروہ ہے اور اس
ملک کے شروع سے قلعہ تک جو مسکن و مامن زمیندار کا ہے پندرہ کروہ کا فاصلہ ہے
اس سرزمین کے مرزبان اپنے دشوار گذار بلند پہاڑوں اور درختستانوں کے سبب سے
اس صوبہ کے حکام کی اطاعت جیسے کہ چاہیئے نہیں کرتے۔ پرتاب ولد بلبدر چیرونی
جو باپ دادا سے یہاں کا مرزبان چلا آتا تھا عبداللہ خان فیروز جنگ صوبہ دار ان
سابق کو پیشکش نہیں دی اور اب شائستہ خان کو بھی پیشکش نہیں دی۔ شائستہ خان
نے بادشاہ کو اس کی اطلاع کی بادشاہ نے اوسکے استیصال کا حکم بھیجا۔ شائستہ خان
۷ رجب کو پانچ ہزار سوار اور پندرہ ہزار پیادے لیکر اسکی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا ہر منزل
میں خندق کھود کر اسکی مٹی سے لشکر کے گرد حصار بناتا۔ مورچالوں میں تفنگچیوں کو مقرر
کرتا کہ دشمن شب خون نہ مارے۔ درختوں کے کاٹنے کے لئے ایک جماعت کثیر مقرر
تھی وہ جنگل کو کاٹ کے ایک وسیع راہ بناتی تھی اور راہ کے دونوطرف جو مواضع
آباد تھے انکو تاخت و تاراج کرتی۔ یہاں کے آدمی جنگل کی تنگناؤں اور پہاڑوں
کی کمین میں چلے جاتے تھے اور جہاں انکو قابو ملتا لڑتے اور مرتے اور بھاگ جاتے
بادشاہی لشکر کے آدمی بھی زخمی و کشتہ ہوتے۔ پنجم ذی القعدہ کو قلعہ پلاموں کی سمت
شمال میں لشکر شاہی آیا مخالف راہ کی دونوطرف سے آن کے لڑے اور بھاگ گئے
قلعہ کے گرد جنگل بڑا گھنا تھا شائستہ خان نے اسکو کٹوا کے خیموں کے لئے جگہ کی۔ قلعہ کے
نزدیک باغ میں لشکر شاہی اترا۔ درخت زار کو کاٹنا شروع کیا۔ مخالف ہر طرف سے
آتش جنگ و تفنگ سے ہنگامہ نبرد گرم کرتے۔ بادشاہی آدمی مرتے شائستہ خان
ایک قلعہ کوہ پر جو قلعہ پلاموں کا سرکوب تھا چڑھ گیا۔ شام تک لڑتا رہا۔ پرتاب نے
یہ حال دیکھ کر صلح کی استدعا کی کہ اگر میری تقصیرات معاف ہو جائیں تو اسی ہزار
روپیہ برسم پیشکش دونگا۔ کبھی سر رشتہ بندگی کو نہ چھوڑونگا اور پٹنہ میں حاضر
ہونگا۔ خان نے اس خیال سے کہ گرمی کی شدت ہے برسات سر پر ہے لشکر

ذکر احوال آصف خان خانخانان سپہ سالار و وفات

لے لی اور پٹنہ کو چلا آیا بادشاہ شکار کو گیا تھا کہ اسکے پاس خبر آئی کہ ۱۷ شعبان کو یمین الدولہ آصف خان خانخانان سپہ سالار نے وفات پائی جبتے بادشاہ کا عیش مکدر ہوا اسنے حکم دیا کہ جہانگیر کے روضہ کے غربی جانب مین مدفون کرین اور اسکی تربت پر ایک گنبد عالی تعمیر کرین بیگم صاحب اور عزیزون کی بادشاہ نے تسلی کی اور ہر ایک کو نہ پارچہ بادہ کا خلعت دیا۔ آصف خان اس سلطنت کی حسن بندگی کے سبب سے عز و جاہ و شوکت و حشمت و اجتماع دولت مین اس مرتبہ پر پہنچا تھا کہ کسی بادشاہ کے عہد مین کوئی اور نوکر نہین پہنچا تھا اسکو نہ ہزاری ذات و نہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب تھا تنخواہ اسکی ۱۶ کرور ۲۰ لاکھ دام تھی اسکو پتول سیر حاصل تنخواہ مین تھی تھین ہر سال پچاس لاکھ روپیہ اسکو حاصل ہوتا تھا اور اسکی زندگی مین اسکے سارے اخلاف و اقارب مناصب و مراتب بلند پر سرافراز تھی وہ بادشاہ سے عرض کیا کرتا تھا کہ میری کوئی آرزو سوا اس کے نہین ہی کہ مین حضور کے رو برو آخرت کا رہ گرای ہون تمام نقود و اجناس جو مینے جمع کئے ہین وہ حضور کے ہین کیونکہ امیرون کے جمع کرنے سے غرض فرزندون اور متسبون کی رفاہیت کے سوا کوئی اور امر نہین ہوتا وہ خود مراحم شاہانہ سے جیسا کہ چاہیئے سرافراز ہین اسکے مرنے کے بعد حویلی جو لاہور مین بیس لاکھ روپیہ کی اسنے تیار کی تھی وہ بادشاہ نے داراشکوہ کو عنایت کی اس حویلی کے سوا نقد و جنس ڈھائی کروڑ روپیہ کے اس پاس تھی منجملہ انکے جواہر تیس لاکھ روپیہ کے اور تین لاکھ اشرفی جسکے بیالیس لاکھ روپیئے ہوتے ہین ایک کروڑ پچیس لاکھ روپیئے اور آلات طلا و نقرہ تیس لاکھ روپیہ کے اور باقی اور اجناس تیئیس لاکھ روپیہ کی تھین باوجودیکہ یمین الدولہ نے وصیت کی تھی کہ یہ سارا اندوختہ خزانہ عامرہ مین داخل ہو مگر بادشاہ نے بیس لاکھ روپیہ کے نقد و جنس اس کے تین بیٹون اور پانچ بیٹیو کو عنایت کئے اور اسکے متعلقات مین جو شخص منصب کے لائق تھا اسکو منصب دیا اور جو مشاہرہ کے قابل تھا اسکو مشاہرہ دیا اسکے خلف الصدق شائستہ خان کو جو صوبہ بہار کا ناظم تھا خلعت خاصہ فرمان تسلی

بھیجا جسکے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ اہل عرفان و حکمت انسان کو عالم صغیر سے تعبیر کرتے ہیں اور اسکی قدر و منزلت کو رفیع تر اسلئے جانتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ہو ضعہ خاک میں پا نہیں رکھتے اسلئے آصف خان نے نزہتگاہ جاودانی اور آرام جاے امینی کو کوچ کیا ہے کو اُس سے محبت حد سے زیادہ تھی نہایت تاسف ہوا مگر اس قسم کے قضا یا مین سوا رضا و تسلیم کے اور کوئی مسلک نہیں ہے ہماری خاطر نے صبر و خورسندی اختیار کی ہے تم بھی صبر و شکیبائی اختیار کرو اور ہماری سلامتی سے خرسند ہو اور ہماری عنایت کو اپنے حق مین زیادہ فزون جانو بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ مراد بخش نے کابل سے کوچ کیا سیالکوٹ کی راہ سے جگت سنگھ کی محال مین آیا اور پٹھان مین داخل ہوا سعید خان بہادر ظفر جنگ اور اصالت خان مع اپنے ہمراہیون کے شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے شاہزادہ نے سعید خان مع راجہ جیسنگھ و اصالت خان کو حصار مئو کی فتح کرنے کا حکم دیا اور خود پٹھان مین جو کوہ مئو سے تین کروہ پر تھا آذوقہ رسانی اور ضرور یات لشکر کے لئے توقف کیا۔ سعید خان جہان گتل کی راہ سے نور پور راہی ہوا۔ جب وہ گتل نور پور سے نیچے آیا تو اسکو معلوم ہوا کہ سر گتل پر کمین مین راجروپ پسر کلان جگت سنگھ بیٹھا ہے اور راہ روک رکھی ہے وہ ۱۲ محرم کو آگے مالش کے لئے روانہ ہوا۔ نجابت خان اسکے ہراول نے دشمنون کو مار کر بھگا دیا اور دیوارین جو انہون نے درہ گتل کے بند کرنے کے لیئے بنائی تھین ڈھا دین اور انکی پناہ مین جو ممانعت و مدافعت کے لئے جماعت بیٹھی تھی اسکو بھگا کر گتل پر قبضہ کر لیا سید خان جہان گتل بجھی بھون پر پہنچا مخالفون نے اس مکان سے نور پور تک شعاب کی تنگیون مین جابجا استوار دیوارین کھینچ رکھی تھین اور ان کی پناہ مین کوہ گرد اور گروہ انبوہ تفنگچی و کماندار پیادے مجارست و محاربت کے لئے بیٹھائے تھے مگر ایک کوہ نشین نے لشکر شاہی کو ایک راہ غیر معروف جو مسدود نہ تھی بتا دی۔ اس راہ سے لشکر شاہی ہموار جب کو پہاڑ کے اوپر آگیا جو آدھ کوس نور پور سے تھا اور اسکے قلعہ پر مشرف تھا۔ سید خانجہان نے اول حصار کے باہر کی آبادی کو غارت

[illegible] نور پور [illegible] اور جگت سنگھ [illegible] قلعہ [illegible] مفتوح ہوا۔

گرا یا جو آدمی لڑنے کھڑے ہوئے انکو اسیر کیا۔ صبحکو وہ قلعے کے نیچے آیا جگت سنگہ نے یہان
قلعہ داری کا خوب سامان کیا تھا اور دو ہزار سپاہ حفاظت کے لئے مقرر تھی۔
سید خان جہان محاصرہ کے سامان مین مشغول ہوا اور مورچل بنائے اور انہین
حصار کی فتح کے لئے آدمی مقرر کئے اب اور سپاہیون کا حال لکھا جاتا ہے کہ راجہ
جیسنگہ اور اصالت خان دوراہون سے چل کر نواحی مئو مین آپس مین ملگئے راجہ
باسو کے باغ کے قریب لشکرگاہ بنایا جو درہ کے اندر ہموار زمین پر تھا اور ایکطرف
کوہ مئو سے متصل تھا۔ قلعہ مئو کے اطراف مین جنگلون کا انبوہ تھا انمین درختون کی
وہ کثرت تھی کہ مرغ بھی نہین اڑسکتا تھا اور اوپر چڑھنے کی راہین بند تھین۔
جگت سنگہ نے درون کے درمیان جسجگہ کوئی راہ اور رخنہ تھا اسکو بند کردیا تھا اور
دیوارین چوب سنگ سے کھڑی کرلی تھین اور انپر برج دوبارہ بنالئے تھے لشکر شاہی
نے ان دیوارون کی برابر اپنے مورچل بنائے ان کی مدافعت کے لئے
دشمنون نے تیر و تفنگ اور آلات جنگ و تیر چلائے اور سب جنگل مین لشکر شاہی علف
وہیمہ لئے جاتا تو اوسکو وہ آسیب پہنچاتے۔ ۱۷ رجب کو قلیچ خان و رستم خان
بھی پیتھان مین شہزادہ مراد پاس آگئے۔ حکم شاہی کے موافق سید خانجہان کی
کمک کو رستم خان گیا اور قلیچ خان مئو کو گیا۔ خان ظفر جنگ ۱۵ شعبان کو کوتل نوپور
کے نیچے سے روانہ ہوا اور کوہ کے نیچے رہپڑ کی سرراہ کو دائرہ کیا اور اپنے
دو بیٹون سعد اللہ اور عبد اللہ کو اور ذوالفقار خان کو برق اندازون کے
ساتھ بھیجا کہ کوہ کے اوپر لشکرگاہ مقرر کرین جب یہ پہاڑ کے اوپر گئے تو معلوم
ہوا کہ جبتک جنگل کاٹا نہ جائے لشکر کے لئے جگہ نہین ہی اسکی خبر خان ظفر جنگ کو
پہنچی اور جواب کے انتظار کے لئے توقف کیا اس عرصہ مین مخالفون نے فرصت
پاکر چار پانچہزار تفنگچی اور کماندار پیادون نے اس پہاڑ پر کہ اس پہاڑ پر مشرف
تھا آتش پیکار روشن کی درختون کا ہجوم لشکر شاہی کے اجتماع کا مانع تھا

هر جگه چند سپاهی ان پهاڑی آدمیون کے روبرو هو کر لڑے یه خبر سنکر سعید خان
بهادر نے اپنے بیٹے لطف الله کو اور بعد اسکے شیخ فرید و سرانداز خان کو
مدد کے لئے روانه کیا۔ لطف الله پہلے اس سے که اپنی بهائیون سے ملے جنگل مین دشمنون سے دوچار
هوا جو درخت زار مین مور و مار کی طرح پراگنده تهے اور زخمی هوا اسکو دشمنون کے
هاتھ سے عبدالرحمن بچا کر لے گیا۔ ذوالفقار خان دشمنون کو مارتا دهاڑتا خان ظفر جنگ
سے ملا۔ سعد الله و عبدالله بهی خان پاس آ گئے دوسرے روز خان ریٹھ مین گیا
لشکرگاه کی وسعت کے لئے جنگل کو کٹوایا لشکرگاه کے گرد خندق کهدوائی اور
خاربست بنایا که جس سے دشمنون کے شب خون کا خوف نه رہا دشمنون نے اس
خوف سے که اس راه سے سرکوب مئو مین دشمن داخل هوا و اضلاع سے
آن کر اس ضلع مین زیاده جمع هو گئے اور انهون نے مضبوط باڑے اور استوار
برج بنائے اور تفنگ چلانے کے لئے جائین بنائین۔ خان ظفر جنگ نے جلدی مین
مصلحت نه دیکھی هر روز کچھ جنگل کاٹا جاتا اور آگے لشکر بڑهتا۔ ۲۱ شعبان کو
ایک لڑائی راجه باسو کے باغ کے قریب هوئی۔ نجابت خان و راجه مان کے
آدمی سپر کی جگه تختے سر پر رکھ کر آگے دوڑے دشمنون کی دیوار کو جو مقابل
آئی ڈهادیا طرفین سے آدمی کشته و زخمی هوئے۔ ۲۹ شعبان کو راجه باسو نے
اپنے هزار پیادے قلعه چهت پر بهیجے وه قلعے کے نیچے آکر دشمنون سے لڑے
اور حارس حصار مع اپنے چند خویشون کے قتل هوا۔ قلعه مین کچھ فتحمند آدمی
حفاظت کے لئے رہے اور باقی دشمنون کے سرون کو لے کر اپنے لشکرگاه مین
آئے اسی تاریخ کو سعید خان جهان نے جو قلعه نورپور کا محاصره کئے هوئے
تها نقب اڑا کر قلعه کا ایک برج اڑایا۔ زلفی اهول نژن اور آقا حسن رومی نے
اس حصار کے اطراف مین سات نقب لگائے تهے دشمنون کو چهه نقبون
پر اطلاع هو گئی انهین پانی بهر دیا صرف ایک نقب اڑی جس سے آدها برج

اڑا اور آدھا نیچا ہوگیا۔ مخالفون نے ہر برج کے پیچھے ایک دیوار بنا رکھی تھی کہ
لشکر شاہی قلعہ کے اندر نہ داخل ہوسکا۔ سید خان جہان کے آدمیون کو سید لطف اللہ
و جلال الدین محمود لیکر دوڑے انھون نے راہ کو بند پایا تو بیلدارون کو
اسکے کھودنے کے لئے مقرر کیا۔ لشکر شاہی نے مورچون سے اطراف و جوانب مین
حملے کیئے اور دروازون کے جلانے مین اور دیوارون پر چڑھنے مین کوشش کی
مخالف یہ سمجھ کر کہ راہ کھل گئی اور لشکر شاہی آگیا۔ بھاگ کر قلعہ کے اندر چلے گئے مگر رات
ایک برج و بارہ سے تیر و تفنگ مارتے رہے۔ پادشاہی لشکر کے آدمی کچھ مرتے کچھ
زخمی ہوتے رہے رات ہوگئی۔ لشکر شاہی دیوار کو ڈھا کر اندر نہ جاسکا۔ اور
خاک ریز بھی بلند تھا اس لئے قلعہ نہ فتح ہوا۔ اواخر شعبان مین بہادر خان اسلام آباد
سے روانہ ہوکر پٹھان مین پادشاہزادہ کی خدمت مین تین ہزار سوار اور اسی
قدر پیادے لیکر آیا۔ ماہ شعبان کی سلخ کو بہادر خان کی سعی سے دمثال اور
اللہ وردی خان کی کوشش سے کتاری مفتوح ہوے۔ پادشاہ نے حکم
بھیجا کہ اول قلعہ مئو فتح کیا جاے اسکی فتح کے بعد نورپور کا قلعہ آسانی سے فتح ہوجا
گا۔ شاہزادہ مئو جاے۔ جب شاہزادہ غرہ رمضان کو مئو کی طرف روانہ ہوا
جگت سنگہ نے خائف ہوکر راجروپ اپنے بیٹے کو اللہ وردی خان کے توسل سے
شاہزادہ کے پاس بھیجا اور یہ التماس کیا کہ مجھے اپنے جرم سے نہایت خجالت و
ندامت ہے بعض حضور کے ملازم ہم چشمی و ہمسری کے کینے سے مجھے اور میری قوم کو
ہلاک کرنا چاہتے تھے مین نے حمیت راجپوتی اور عزت سپاہی گری کے سبب سے
اپنے مقدور کے موافق تردد کیا اب یہ مہم حضور کو سپرد ہوئی ہے تو مجھے اطاعت
کے سوا کوئی چارہ نہین ہے امید وار ہون کہ اس شرمسار گنہگار کے ہراس کو دور
کرکے ملازمت کی اجازت فرمائین پادشاہی ہوا خواہون کی درخواست سے
۵ رمضان کو مجرمون کے طور پر راجروپ بغیر ہتھیارون کے گردن مین

فوطہ ڈالے ہوئے پادشاہزادہ کی خدمت مین آیا۔ پادشاہزادہ نے اُس کو
اطمینان کیا کہ اوسکی تقصیرات کی معافی کی درخواست پادشاہ سے
کی جاتی ہے مگر بعض مطالب جو اسکے حال کے لائق نہ تھے اسنے التماس کیے
وہ پادشاہزادہ نے قبول نہ کیے اور اسکو رخصت کیا چند روز اس
صلح کی شہرت کے سبب سے بہادران قلعہ کشا نے تردد سے ہاتھ کوتاہ کیا
اس فرصت مین جگت سنگہ نے تازہ ذخیرہ و مصالح جمع کرلیا جب یاوہ
طلبی اور مطالب بیجا کی درخواست سے پادشاہزادہ رنجیدہ ہوا تو از
سر نو بھر تسخیر و استیصال حصار سے گیر و دار کی صدا بلند ہوئی اور
یورش شہامت دستانہ اور اندازہ سے زیادہ سعیان ظہور مین آئین تمام
ایام محاصرہ مین پانچ روز ایسی جنگ صعب ہوئی کہ توپ تفنگ کے گولے
اور تیر اولون کی طرح بلا توقف آسمان سے برستے تھے اور زمین سے
آگ کے شعلے بھڑکتے تھے پادشاہی لشکر کے آدمی دو تین ہزار کشتہ و
زخمی ہوئے اور مخالفون کے آدمی اس قدر کثرت سے مارے گئے کہ
مخالف مغلوب ہو کر خوف کے مارے دونو حصارون مئو و نور پور کو
چھوڑکر مع اہل و عیال کے جنگل کی راہ سے بے سر و سامان فرار ہوئے
لشکر شاہی کے ہر کنارہ پر شادیانے بجے۔ ۲۳ رمضان کو شہزادہ نے
سر کٹی چند زمیندار چنبہ کو جسکے باپ کو جگت سنگہ نے قتل کیا تھا پادشاہ
پاس بھیجا۔ مئو کی محافظت راجہ جے سنگہ کو اور تہاری کی قلیچ خان
کو دو شال کی گوکلداس سیسودیہ کو پٹھان کی مرزا حسن صفوی کو سپرد
کی اور پادشاہی ملازمون کی ایک جماعت کو بہت سے بیلدار و تبردار
سپرد کیے گئے کہ وہ آسنے نواحی مئو مین جنگل کٹواکے رستون کو چوڑا کرین
پادشاہ کے حکم سے شاہزادہ اور بہادر خان اور اصالت خان پادشاہ

پاس روانہ ہوئے ۲۹ رمضان کو پادشاہ کی خدمت مین پہنچے غرہ شوال کو پادشاہ نے پادشاہزادہ کو خلعت خاصہ اور دو لاکھ روپیہ انعام دیکر ہمراہیون کے ساتھ رخصت کیا اور حکم دیا کہ جگت سنگھ کو اسیر و قتل کرکے کوہستان کو اُس کے فساد سے خالی کرے۔ پرتھی چند زمیندار چنبہ کو خلعت اور منصب ہزاری ذات اور چار صد سوار کا اور خطاب راجگی کا مرحمت ہوا اور وہ پہاڑ جس پر جگت سنگھ نے قلعہ تاراگڈھ بنایا تھا چنبہ کے مضافات سے تھا اور جگت سنگھ نے ظلم سے اوسکو غصب کیا تھا اور ولایت مذکور سے قلعہ کا عقب ملا ہوا تھا اور اس سمت مین ایک سرکوب تھا جو قلعہ تاراگڈھ کے فتح کرنے مین دخل رکھتا تھا پرتھی راج کو حکم ہوا کہ وطن مین جاکر ضروریات کا سرانجام کرے اور جمعیت شائستہ کے ساتھ قلعہ تاراگڈھ پر عقب سے جاکر اور سرکوب کو لیکر قلعہ نشینون کو تنگ کرے۔

پادشاہزادہ مراد بخش پادشاہ کے ارشاد سے سعید خانجہان اور ہمراہیان کو ساتھ لیکر پنجم شوال کو نور پور مین آنکے ٹھیرا اور سعید خان کو مع بیٹون کے جمون بھیجا۔ بہادر خان و اصالت خان کو بارہ ہزار سوار دیکر روانہ کیا کہ تاراگڈھ کو گھیر کر مخالفون کا استیصال کرے۔ راجہ مان سنگھ گوالیاری کو جو جگت سنگھ کا جانی دشمن تھا متعین کیا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ راجہ پرتھی چند کے ساتھ اتفاق کرکے تاراگڈھ کے عقب سے آئے اور جھگڑون کی بنیاد کا انہدام کرے۔ اس قلعہ کا فتح کرنا بہت دشوار تھا مگر پادشاہی لشکر نے اسکی تسخیر مین بڑی مردانگی دکھائی خسرو بیگ بخشی یمین الدولہ کو پادشاہ نے ہزار تابینون کے ساتھ وہان بھیجا تھا اسکو بہادر خان اور اصالت خان نے آگے بھیجا کہ وہان کی سرزمین کی حقیقت سے واقف ہوکر خیمون کے لگانے اور مورچون کے جمانے کی جگہ تجویز کرے تاکہ سران لشکر کا کوچ آگے ہو۔ جو

جو لوگ روانہ ہوئے تھے وہ مختلف ضلعون مین جاکر پراگندہ ہو گئے سرداران
مذکور نے آدمی بھیجے کہ انکو لوٹا لیکر چلے آئین سب چلے آئے مگر خسرو خان نے
کہا کہ مین جس زمین مین اترا ہون یہان رات بسر کر سکتا ہون اسکے پاس تین
چار سو سے زیادہ سوار نہ تھے لشکر کے سردارون نے آدمی بھیجکر اسکو پھر بلا یا لشکر
کی طرف پھیرا۔ دشمنون نے اسکے ہمراہیون کو قلیل جانکر آن گھیرا وہ لڑا
اور چودہ زخم کھا کر مرا دو سو آدمی اسکے ساتھ کشتہ و خستہ ہوئے بہادر خان
اور امالت خان اور سردارون نے اس طرف سے اور راجہ پرتھی چند
زمیندار چنبہ و راجہ مان سنگہ گوالیاری نے اپنی جمعیت کے ساتھ عقب سے
اس قلعہ کی فتح مین کوشش کی تو جگت سنگہ نے خیال کیا کہ جب ساری محال
قبضہ سے نکلجاے تو مین کب تک اس قلعہ مین پڑا رہونگا تو وہ سید خانجہان
کی معرفت بادشاہزادہ سے ملتجی ہوا بادشاہزادہ نے اسکو عفو شاہی کا
امیدوار کیا وہ بادشاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور التماس کیا
کہ بادشاہ کی طرف سے جان بخشی اور عفو معاصی کے فرمان دلا دیجے۔
بادشاہزادہ نے یہ درخواست بادشاہ سے کی وہ منظور ہوئی۔
اور حکم ہوا کہ قلعہ تارا گڈھ بادشاہی آدمیون کو سپرد کرے کہ وہ اسکو
مع اور عمارات کے ڈھاوین۔ جگت سنگہ نے بادشاہ کے حکم کی اطاعت
کی شاہزادہ کے درخواست پر بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ اس قلعہ مین بعض
عمارات جگت سنگہ کے اسباب و منسوبون کے لئے قائم رکھین اور باقی تینون
حصارون کو ڈھادین اور مئو اور نورپور کے قلعون کو بھی مسمار کرین تاکہ
آیندہ سرکشون کے لئے کوئی مامن نہ رہے سید خان جہان نے خود
جاکر باہر کا حصار ڈھا کر وہان اپنے آدمی مقرر کیے اور جگت سنگہ کو
ہمراہ لے کر ۹ ذی الحجہ کو بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ بادشاہ کے حکم

اس کوہستان کی حکومت نجابت خان سے متعلق ہوئی۔ نور پور مین بھی
ڈھا یا ڈھولی ہوئی۔ شاہزادہ اور سید خان جہان اور تمام ہمراہی اور
جگت سنگھ بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوئے ۔

کشمیر کی فصل خریف بارش کی کثرت اور پانی کی طغیانی سے بگڑ گئی تھی
اور کھیتون پر بڑی آفت آئی تھی اور چند سال کے غلون کے انبار بھی
ضائع اور نابود ہو گئے تھے تو اس ولایت مین قحط عظیم پڑا۔ تیس ہزار کے قریب
ضعیف و مسکین اس دیار سے دار السلطنۃ مین آئے اور جھروکہ کے نیچے آکر
بادشاہ سے اپنی ضعیف حالی کی نالش کی۔ بادشاہ نے اس جماعت کو
ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا اور حکم دیا کہ ان ضعیفون کے واسطے دو مین جگہ
پختہ و خام غلے کے لنگر خانے جاری کئے جائین اور دو سو روپیہ روز خرچ
کئے جائین اور کشمیر مین بھی تیس ہزار روپئے مستحقون کے واسطے عطا
کئے۔ تربیت خان حاکم کشمیر سے ضعیفون کی غمخواری اور تیمارداری جیسی کہ
چاہئیے نہین ہو سکتی تھی کشمیر کی رعایا الم کشیدہ جوق جوق فریادی آتی
تھی وہان کی صوبہ داری ظفر خان ولد خواجہ ابوالحسن ناظم سابق کو سپرد
کی اور کشمیر کے مستحقون کے لئے اور بیس ہزار روپیہ عنایت کیا۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہ صفی شاہ ایران نے رستم خان گرجی کو
بڑے لشکر و توپخانہ کے ساتھ خراسان کو روانہ کیا ہے کہ قلعہ قندھار
کو تسخیر کرے اور خود بھی اس طرف آنے کا تہیہ کرتا ہے شاہجہان نے چاہا
کہ کابل و قندھار کی طرف خود جاوے مگر شاہزادہ دارا شکوہ نے التماس
کیا کہ مین امیدوار ہون کہ حضرت خود بدولت دار السلطنۃ مین عیش و
کامرانی مین سریر آرا رہین اور مین مہم قزلباش مین شاہ صفی کے
شر کے رفع کے لئے بھیجا جاؤن۔ بادشاہ نے اسکی التماس کو قبول

کر لیا اور آخر محرم مین دارا شکوہ کو روانہ کیا بتیس ہزار سوار سائر اور سات ہزار سوار
توپ خانہ و احدی و بہت سے پیادے سوائے صوبون کے کومکیون کے کہ یہ سب ملکر
پچپن ہزار سوار سے تجاوز کرتے تھے اور چوبیس امیر جنمین عمدہ سید خان جہان راجہ
جسونت سنگہ و راجہ جیسنگہ و رستم خان و قلیج خان و بہادر خان و اللہ وردی خان
و قطب الدین خان و تیر انداز خان و یکہ تاز خان وغیرہ تھے یہہ سب شاہزادہ
کی ہمراہ کئے اور شاہزادہ کا اصل منصب سے بیس ہزاری بیس ہزار سوار سرافراز
کیا اور بارہ لاکھ روپیہ نقد دئے اور بعض نصائح کین اور حکم دیا کہ سو سوار تابین کے
سردار کو موافق ضابطہ منصب کے دس ہزار روپیہ نقد سوائے تنخواہ جاگیر کے جوان
پاس ہو بہر انجام سفر کے لئے بطریق مساعدت پہنچے اور ہر ایک احدی پیادہ و توپچی و
تفنگچی و بان دار کو تین ماہ کی تنخواہ پیشگی دیجائے پادشاہزادہ محمد مراد بخش کو
بھی بڑے بھائی کے ہمراہ کیا و سفارش کی کہ اگر قزلباشون کی شورش دیکھ کر فوج بلخ
و بخارا حرکت کرے تو اوزبکون کی تنبیہ کے واسطے دارا شکوہ کی صلاح کے موافق
مراد بخش جائے اور اگر یہ تقاضائے وقت مراد بخش کو دارا شکوہ اپنے پاس رکھنا چاہے
تو علی مردان خان فوج توران کی دفع کے لئے بھیجا جائے اور کابل کے کومکی
پادشاہزادہ کے ساتھ رفاقت کرین خاندوران بہادر نصرت جنگ جو مالوہ سے آیا تھا
اسکو پادشاہزادون کے ساتھ پادشاہ نے معین کیا اور حکم دیا کہ جب دونو
پادشاہزادے غزنین میں پہنچین تو وہان ٹھیرین اور تیس ہزار سوار مع توپ خانہ
پیشتر خاندوران اور سعید خان بہادر ظفر جنگ کے ساتھ روانہ کرین اور اس
صورت مین کہ شاہ ایران کی طرف سے قندھار مین رستم خان آئے تو اسکے
مقابلہ کے لئے یہ فوج کافی ہے اور اس صورت مین کہ شاہ ایران کی خود سواری
آنے کی اور سرحد ہرات سے آگے بڑھنے کی خبر تحقیق ہو تو دونو پادشاہزادے
قندھار پہنچ جائیں اسی ضمن مین شاہ ایران کے مرنے کی خبر بطریق افواہ آئی ۔۔۔

ایک ہفتہ کے بعد خبر مذکورہ تحقیق ہو گئی کہ چودہ سال ایران مین اُسنے فرمانروائی کرکے مشہد مقدس پاس جان آفرین کو جان سپرد کی اسکی جگہ شاہ عباس ثانی تخت نشین ہوا اور دارا شکوہ کی بھی عرضداشت آئی جس مین شاہ ایران کا واقعہ لکھا ہوا تھا اور یہ ظاہر کیا کہ اگر حکم ہو تو لشکر و توپخانہ کو لیکر بلاد خراسان کی طرف متوجہ ہوں اسکے جواب مین بادشاہ نے لکھا کہ ایسا لڑکے کی سلطنت پر جسکا باپ ابھی مرا ہوا ور اسکی سلطنت نے استحکام نہ پایا ہو مہم کرنا سلاطین عالیہمت کے رو یہ کے موافق نہیں ہے خود مع لشکر کے جلد حضور مین آؤ کہ اُس فرزند عزیز کے دیدار فرحت آثار کی لذت ہفت اقلیم کی تسخیر سے زیادہ ہے۔

شاہزادہ مراد بخش کا نکاح شاہ نواز خان صفوی کی بیٹی سے ۲۲ ربیع الثانی کو ہوا چار لاکھ روپیہ کا مہر بندھا اور چھ لاکھ چالیس ہزار روپیہ اس جشن مین خرچ ہوا

شاہزادہ مراد بخش کا بیاہ

## واقعات سال شانزدہم جلوس ۱۰۵۲ھ ۱۶۴۲ء

سال شانزدہم جلوس غرہ جمادی الثانی ۱۰۵۲ھ کو شروع ہوا اسکا جشن ہر سال کے دستور کے موافق زیب و زینت کے ساتھ مرتب ہوا ادنی اعلی ہر یک اپنی قسمت کے موافق فیض یاب ہوا۔ دارا شکوہ اور مراد بخش نے کابل و غزنین سے مراجعت کی دارا شکوہ کو بلند اقبال کا لقب عطا ہوا۔ مراد بخش کو ملتان اقطاع مین دیا گیا اور وہان کی صوبہ داری کے لئے مرخص ہوا۔ اللہ وردی خان کہ جو گوئی مین ضرب المثل تھا اُسنے بادشاہ کی خدمت مین کچھ باتین جو نمک خواری کی داب کے خلاف تھین زبان سے نکالی تھین اسلئے وہ بے منصب کیا گیا اور پرگنہ شکرپور جسکی جمع ۱۳ لاکھ دام تھی اسکی وجہ معاش کے لئے دی گئی۔ خاندان امیر تیمور مین وسعت خلق و طریقہ خطابخشی و جرم پوشی عجیب تھا باوجود ایسی تقصیرات کے جنھین دربار و شاہان ہفت اقلیم سوا اُنکے متحمل نہ ہو سکتے تھے وہ جان و مال

بحال رکھتے ہین - ظفر خان ناظم کشمیر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کے ڈیڑھ لاکھ روپیہ عنایت کرنے سے کشمیر کی رعایا کو قحط کے الم کے دن نوروز و عید کے دنون سے بدل گئے ہین لیکن اگر تیس ہزار روپیہ اور گاؤ و تخم سبزی کے لئے رعایا و مالگذار کو مرحمت ہو تو انتظام محال کی آبادی کا سبب ہوگا - بادشاہ نے اسے منظور کر لیا۔ بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ لاہور مین شالامار کا باغ تیار ہوگیا ہے اسکی تعمیر کا حکم سنہ ۱۲ جلوس مین دیا گیا تھا اسکا اہتمام خلیل اللہ خان کے سپرد ہوا تھا ایک سال چار مہینے پانچ روز مین وہ تیار ہوا - چھہ لاکھ روپیہ اس مین صرف ہوا - ۱۳ شعبان کو بادشاہ اسمین گیا اور نہایت محظوظ ہوا اس باغ کے تین طبقے تھے اوپر کے طبقہ کا نام فرح بخش اور دوسرے درجہ کا نام فیض بخش تھا عجیب و غریب حوض و نہر عمارات اسمین بنی تھین - جب بادشاہ لاہور مین آخر اسمین اُترتا تو خیمون ڈیرون کی ضرورت نہ ہوتی علی مردان خان کے اہتمام سے جو نہر ایک لاکھ روپیہ مین تیار ہوئی تھی اس سے علی مردان خان کی آبرو بڑھی اور باغات بادشاہی کی سرسبزی و خرمی اور زراعت کی شادابی ہوئی شاہ و گدا کو پسند آئی - شالیمار کے باغ فرح بخش کو فیض پہنچا مگر شہر کے لئے اسکا پانی کمی کرتا تھا ایک لاکھ روپیہ اور ملا علاء الملک کو حوالہ ہوا کہ منبع و عرض نہر کو کشادہ تر کرے تاکہ چشمۂ خیر ہمیشہ جاری رہے - بادشاہنامہ مین لکھا ہے کہ کارپردازون نے بیوقوفی اور عدم مہارت سے اس روپیہ مین پچاس ہزار روپئیے نہر سابق کی مرمت مین صرف کیا - آخر کار ملا علاء الملک کی صوابدید سے پانچ کروہ وہ نہر رہی جو علی مردان خان لایا تھا اور بیس کروہ نئی نہر کھودی گئی اب بہت پانی بے فتور باغ مین جاتا ہے اس ملا کو آب تراز و (لیول) مین بڑی شناسائی تھی -

جب پنجاب و کابل و قندھار کی مہمات سے بادشاہ کو انفراغ ہوا اور سارے ملک کا انتظام تازہ ہوگیا تو ۲۲ شعبان کو لاہور سے وہ روانہ ہوا -

اور ٢٢ شوال کو اکبر آباد مین داخل ہوا۔ غرہ ذی الحجہ ۱۰۵۲ سنہ کو جشن وزن قمری ہوا،
عمر کا اکیاون سال ختم ہوا۔ عبد الصمد عمودی سفیر شریف مکہ آیا اور تحفے اور کلید
بیت اللہ جو بطور سوغات بھیجی گئی تھین لایا بادشاہ نے اسکو چالیس ہزار روپیہ انعام دیا
جلوس سال پنجم کی ابتدا مین مزار ممتاز محل کی عمارات کی بنیاد کھدنی شروع
ہوئی وہ دریا جمن پر مشرف ہے اور یہ اسکے شمال مین بہتا ہے بیلدارون نے
اسکی بنیاد ایسی گہری کھودی کہ پانی نکل آیا۔ شگرف کار معمارون نے اسکو سنگ و
صاروج سے بھرا اور سطح زمین کی برابر کیا اور اسپر روضہ کی کرسی کی اساس رکھی
آجر و آہک سے چبوترہ طول مین تین سو چوہتر گز اور عرض مین ١٤١ گز اور ارتفاع
مین ١٦ گز بنایا اور تمام ممالک محروسہ کی اطراف سے گروہا گروہ سنگتراش سادہ کار
و پچین کار و منبت کار بلا کر جمع کئے انہون نے اور عملہ کے ساتھ اپنا کام کیا اس چبوترہ
کی روی کار کو سنگ سرخ سے تراشا اور اسکو منبت کاری و پچین کاری سے آراستہ
کیا اور اسمین وہ باہم پیوند لگائے کہ نظر دقیق بھی اسکی درز نہ دیکھ سکتی اور
اسکا فرش سنگ سرخ سے گرہ بندی کر کے مرتب کیا اور پھر اس کرسی
ایک اور کرسی سطح مربع طول و عرض مین ایک سو بیس گز اور بلند سات گز
روے کار اسکا سنگ مرمر سے مرتب کیا اور اس کرسی دوم کے وسط مین عمارت
روضہ کی بنا ڈالی جسکا قطر ستر گز ہے اور اسکی طرح مثمن بغدادی ہے اور ایک
گز کرسی ہے مرقد کا گنبد سراپا اندر باہر سے سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے
مثمن ہے قطر بائیس گز ہے مرمر کو منقش کیا ہے۔ مرمر سے شقہ گنبد تک
بتیس گز مرتفع ہے سنگ مرمر کا قالب کاری کی طرح تراشا ہے اور اس گنبد کے
اوپر ایک اور گنبد امرودی شکل کا بنایا ہے اور اس گنبد کے فرق پر جو
منطقہ کا دور ایک سو دس گز ہے ایک کلس گیارہ گز بلند خالص سونے کا لگایا ہے
روے زمین سے سر کلس تک ارتفاع ایک سو سات گز ہے

اضلاع ہشت گانہ مین دو طبقے نشیمن ہین ہر ایک کا طول ساڑھے پانچ گز اور عرض تین گز ہے
جہات اربعہ مین چہار خانہ دو مرتبہ ہین ہر یک طول و عرض مین چھہ چھہ گز اور اس مین چار
نشیمن ہین کہ ہر یک کی لمبائی ساڑھے ساڑھے چار گز اور چوڑائی تین گز ہے ہر خانہ کے
آگے ایک مربع پیش طاق ہے طول مین ۱۶ گز اور عرض مین نو گز. ارتفاع مین چھبیس گز اور چار دو
کونون مین چہار خانہ مثمن ہین درجہ ہر خانہ کا قطر دس گز مشتمل اٹھ نشیمن پر اور ان خانون
کے درجہ سوم مین ایک ایوان ہے جسکی چھت مثمن گنبدی ہی اور ان ہر مثمن کی باہر کی
جانب مین تین پیش طاق ہین ہر یک طول مین سات و عرض مین چار اور ارتفاع مین
دس میانہ گنبد مین ممتاز محل کا مرقد ہے اور تربت کے اوپر ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے
جسکے اوپر قبر کی صورت بنی ہوئی ہے اور اسکی گرد ایک محجر مثمن و مشبک مجلای مصفی سنگ
پتھر کا ہے اور اس محجر کا دروازہ سنگ یشم کا ہے بطرح بندرومی جسکے مفاصل کو شکنجہ
آہنین سے بنایا ہے اور اسکو زرفشان کیا ہے اور دس ہزار روپیہ اسمین خرچ کیا ہے۔
اس عمارت کے اندر کوکبہ و قندیل طلائی مینا کار تابان ہین اس گنبد کے ہر چار طاق
مین حلبی آئینے لگے ہوئے ہین ایک مین آمد و رفت کی راہ ہے۔ کرسی سنگ مرمر کی ہر
کونے مین چوڑائی زمین سے تیئیس گز بلند ہے ایک مینار زینہ دار سنگ مرمر کا بنایا ہی
جسکا قطر سات گز ہے اور کرسی مزبور کے سطح سے کلس تک ارتفاع باون گز مینار کے
فرق پر ایک چار طاق سنگ مرمر کا بنایا ہے اس روضہ کی کرسی کا فرش سنگ مرمر
اور سنگ سیاہ سے گرہ بندی کیا گیا ہے اس روضہ کی شمالی عمارات مین اندر اور
باہر صناع عجوبہ پرداز اور سحر طرازنے عقیق اور اور اقسام کے سنگہای رنگین اور
احجار ثمین سے پرچین کاری کی ہے کہ دیدۂ باریک بین بھی اسکے دقائق کو نہین سمجھتا
اس مکان مین پہلے ایک محجر تھا طلائی مینا کار جسکا وزن چالیس ہزار تولہ تھا اور
چھہ لاکھ روپیہ قیمت کا جسکا حال سال ششم جلوس مین لکھا گیا ہے مگر بادشاہ نے
یہ سمجھہ کر کہ اسکی چوری کا احتمال ہے ایک محجر سنگ مرمر کا بنوا دیا جسکا اوپر ذکر ہوا

ہوا دس سال کے عرصہ مین بچاس ہزار روپیہ مین وہ تیار ہوا۔ روضہ کے اندر اور باہر
کتابون مین سور قرآنی و آیات رحمانی و اسماء حسنیٰ و ادعیہ ماثورہ اس نہج پر
پرچین کاری ہوئی ہین کہ جنکو دیکھکر حیرت ہوتی ہے روضہ کی غربی جانب مین
سنگ سرخ کی کرسی پر ایک مسجد ہو سہ چشمہ سنگ سرخ کی طول مین ستر گز۔ عرض مین تیس گز
تین گنبد جو اندر سے سنگ سرخ کے ہین اور باہر سے سنگ مرمر کے۔ میانہ گنبد کا قطر
چودہ گز ہے اور باقی دو گنبدون مین ہر ایک کا قطر گیارہ گز ارتفاع اکیس گز تین
گنبدون مین سے ہر ایک کے آگے ایک خانہ ہی جسکا طول گیارہ گز اور عرض نو گز
ہے ازارہ مسجد کا حاشیہ اندر اور باہر سنگ مرمر اور سنگ زرد و سنگ سیاہ کا بطرح
لوح پرچین کار ہے۔ مسجد کا فرش سنگ سرخ کا ہے سنگ زرد و سنگ سیاہ سے
پرچین کرکے جاے نماز کی شکل نمایان کی ہے۔ چبوترہ کے آگے ایک حوض ہے جس کا
طول چودہ گز و عرض دس گز۔ صحن اس کا روح افزا و دل کشا ہے روضہ کے شرقی
جانب مین مہمان خانہ ہے جو مسجد کا ہم قرینہ ہے اور تمام جزئیات و خصوصیات
مین اسکی مانند ہے مگر اسکی دیوارین محراب دار نہین اور اسکا فرش بشکل جانماز نہین
کرسی سنگ سرخ کی چارون کونون مین چار برج مثمن سہ طبقہ ہین طبقہ سوم کی سقف
گنبدی ہے کلاہ گنبد اندر کی طرف سنگ سرخ کی ہے اور باہر سے سنگ مرمر
کی۔ اور ہر برج کے پہلو مین ایک ایوان ہی طول مین بارہ گز اور عرض مین چھہ اسکی
دو جانب مین دو حجرے ہین۔ سنگ سرخ کی کرسی کے نیچے باغ ہے جسکا طول و
عرض تین سو اڑسٹھ گز ہے وہ اقسام ریاحین و انواع اشجار سے پر ہے وسط
باغ کی چار خیابان ہین اسکے چالیس گز عرض مین ایک نہر چھ گز عرض کی ہی۔ اور
اُس مین جمنا کے پانی سے فوارے چھوٹتے ہین۔ نہرین جہان ملتی ہین وہان ایک
چبوترہ ہے طول و عرض مین اٹھائیس گز جسکے گرد نہر چکر کھاتی ہے۔ وسط چبوترہ
مین ایک حوض ہے طول و عرض مین سولہ گز ہے اسمین پانچ فوارے نصب ہین۔

ان خیابان کا فرش سنگ سرخ کا ہے کہ ائین طرح گرہ بندی کی گئی ہے۔ باغ
کے اضلاع شرقی و غربی مین ایک ایوان ہی جسکا طول گیارہ گز اور عرض سات
گز دو حجرے بنائے گئے ایوان ھینی کے پیچھے ایک خانہ ہے طول مین نو گز و عرض
پانچ گز ایوان کے آگے ایک چبوترہ ہے طول مین چھیالیس گز عرض مین دس
باغ کے جنوبی ضلع مین سراسر ایوان در ایوان ہین روبشمال عرض مین بارہ گز اس
ضلع کے دو کونون مین برج ہین جو کرسی سنگ مرمر کا قرینہ ہے ضلع مسطور کے وسط مین
روضہ کا دروازہ بہت بلند ہے یہ دروازہ مثمن بغدادی ہے اسکے سطح کا قطر
سولہ گز ہے اور گنبد کی شرقی و غربی جانب مین دو نشیمن ہین بشکل نیم مثمن عمارت
دروازہ ہین چار زاویے چار خانہ مربع دو طبقہ ہین ہر یک طول و عرض مین
چھ گز مشتمل چار نشیمن نیم مثمن پر۔ اس عمارت کی جانب شمالی و جنوبی مین دو پیش طاق
ہین۔ ہر یک طول سولہ گز عرض نو گز اور ارتفاع بیس گز ہے دروازہ بچہ رونہ کار کے
اوپر اور باہر کی جانب سات چو گھنڈی ہین کہ جنکی کلاہ سنگ مرمر کی ہے
اس عمارت کے چار کونون پر چار مینار ہین باغ و عمارات کی دیوارون مین
اور اسکے دور مین اندر و باہر اور فرش عمارات و باغ کے احاطون کے شرفات
مین سنگ مرمر و سنگ سیاہ کی پچی کاری کی گئی ہے اور سب سنگ سرخ
سے بنائے گئے ہین۔ دروازہ کے آگے ایک چبوترہ ہے طول مین اسی گز و عرض
مین چونتیس گز۔ جلو خانہ ہے طول مین دو سو چار گز اور عرض مین ایک سو پچاس گز
جلو خانہ کے اضلاع چارگانہ مین ایک سو اٹھائیس حجرے ہین دیوار باغ کے
متصل دو خواص پورہ ہین ایک جلو خانہ کی طرف شرقی مین اور دوسرا جانب
غربی مین ہر ایک کا طول چہتر گز اور عرض چونسٹھ گز۔ بتیس حجرون مین سے
ہر حجرہ کے آگے ایک ایوان خادمون کے واسطے جلو خانہ کے شرقی و غربی جانبون
مین بازارون کی ترتیب دی ہے جسکے ایوان سنگ سرخ کے ہین۔ اور

خشت چونے کے۔ ان بازارون کا عرض بیس گز ہے جلوخانہ کے جنوبی ضلع مین چوپڑ کا
بازار ہے جسکے شرقی وغربی بازار کا طول نوے گز ہے شمالی وجنوبی طول مین بیس گز
اس چوپڑ کے بازارون کے اطراف مین چار سرائین ہین جنمین سے دو سرائین خشت
پختہ و چونہ کی سرکار شاہی سے بنی ہوئی ہین۔ ہر ایک کا صحن کشمیر بغدادی ہے اور
اسمین ایک سو چھتیس حجرے ہین ہر حجرہ کے آگے ایک ایوان ہے ان دو سرا کے ہر ایک کے
تین کونون مین تین چوک ہین کہ ہر ایک کا صحن چودہ گز سے چودہ گز ہے اور دونو
سراؤن کے چوتھے کونے مین دروازہ ہے جسمین سے آدمی آتے جاتے ہین اور چوپڑ کے
بازار کے وسط مین ایک چوک ہے جسکی لمبائی ایک سو پچاس گز اور عرض سو گز ہے اور دو
اور سرائین پہلی دو سرا یون کے جواب مین ہین ان سرایون مین طرح طرح کے اقمشہ ہر دیار
کے اور اقسام امتعہ ہر ولایت کی اور انواع نفائس روزگار کے اور اصناف لوازم
تمدن وتعیش اطراف عالم سے آتے ہین اور خرید و فروخت ہوتے ہین بادشاہی سراؤن
کے پیچھے تجار نے بہت سے اپنے اپنے گھر بنا لئے ہین۔ اس طرح ایک شہر آباد ہوگیا ہے
جسکا نام ممتاز آباد ہے یہ تمام عمارتین بارہ سال مین مکرمت خان و میر عبد الکریم
کے اہتمام سے تمام ہوئین اور پچاس لاکھ روپیہ صرف ہوا اور تیس موضع مضافات
پرگنہ حویلی اکبر آباد و نگر چند کے جنکی جمع چالیس لاکھ دام ہے انکی آمدنی اور سرایون اور
بازارون کی آمدنی سب ملکر کل دو لاکھ روپیہ سال کی آمدنی اس روضہ کے لئے
وقف کی گئی کہ اگر مرمت کی احتیاج ہو تو ان وقفون کے محاصل سے اسمین جس قدر خرچ ہو
ورنہ مبلغ بقدر حاجت ان بقاع کی ترمیم مین خرچ کرین اور باقی کو مصارف معہودہ
اور علوفہ میانہ دارون اور ماہوارہ خوارون مین اور آش و نان مین جو اس
مکان کے خادمون اور اور محتاجون کو دیا جاے خرچ ہون اس عمارت کی
خوبی فضا و صفائی کیا قلم سے لکھی جا سکتی ہے جس کسی نے اُسکو دیکھا ہے اُسکو ہی جانتا ہے
ہندوستان کے ستارہ شناسون نے روز و شب کو ساٹھ برابر حصون مین تقسیم

گیا ہے اور ہر ایک حصہ کا نام گھڑی رکھا ہے اور آفتاب کے غروب و طلوع سے رات دن کا آغاز کرتے ہیں۔ اعتدال ربیعی و خریفی ہیں کہ رات دن برابر ہوتے ہیں انکی گھڑیاں متساوی ہوتی ہیں اور جب روز و شب متفاوت ہوتے ہیں تو رات دن کی گھڑیوں کو انکی کمی بیشی مقدار کے موافق کم و بیش کرتے ہیں چنانچہ دارالسلطنتہ لاہور کے عرض میں سب سے بڑے دن کی گھڑیاں ۳۵ اور چھوٹی رات کی گھڑیاں ۲۵ ہیں۔ علم نجوم کے مسلمان ماہروں نے فجر و مغرب کی نماز کے لئے وقت آغاز روز میں ایک نیم گھڑی پیش از طلوع آفتاب اور ابتداء شب میں نیم گھڑی بعد از غروب آفتاب مقرر کیا اور اسکی علامت یہ تعین کی کہ گجر بجایا جائے اور ان دو گھڑیوں کو رات میں سے گھٹا کر اجزاء روز پر متساوی زیادہ کیا اور گھڑی کے پیمانے کو درست کیا کہ عرض لاہور میں نجومیوں کے قاعدہ کے موافق طول روز ۳۵ گھڑی اور اقصر شب ۲۵ گھڑی سے متجاوز نہ ہو اس سبب سے رات دن کی گھڑیاں مقدار میں متفاوت ہوئیں جب بادشاہ کے روبرو یہ گھڑیوں کا تفاوت کا ضابطہ پیش ہوا تو اسنے تفاوت مقدار و اختلاف پیمانہ کو یوں مٹایا کہ فجر و مغرب کی نماز کا گجر بدستور رکھا اور رات دن کی گھڑیوں کو متساوی المقدار کیا اور ڈیڑھ گھڑی طلوع آفتاب سے پہلے اور آدھی گھڑی غروب آفتاب کے بعد جو منجموں کے نزدیک داخل شب تھیں دن کی گھڑیوں پر زیادہ کیا چنانچہ لاہور میں بڑے سے بڑا دن ۳۷ گھڑی کا مقرر کیا۔

## واقعات سال ہفدہم جلوس سنہ ۱۰۸۵ھ

غرہ جمادی الآخری سنہ ۸۵ کو سترھواں سال جلوس کا شروع ہوا جشن بازیب و زینت ہوا۔ عبدالصمد سفیر مکہ کو روز رخصت تک کل نقد و جنس پینسٹھ ہزار روپیہ کا انعام ملا اور وہ رخصت ہوا۔ رائے رایان بنارس میں گوشہ نشین ہوا اورنگ زیب کے بیٹا شاہ معظم پیدا ہوا ۱۳ شعبان کو اجمیر زیارت کے واسطے بادشاہ گیا زیارت کے بعد

روپیہ وہان کے خادمون کو دیا۔ دیگ کلان جو حضرت جہانگیر نے بنوائی تھی ایکسو من برنج وگوشت نیل گاؤ شکار خاصہ پکا کر مستحقون کو دیا ایک سو بتیالیس من بخته برنج گوشت وروغن اس دیگ مین پکے۔ زیارت کے بعد ۱۸ شوال کو اکبرآباد مین بادشاہ آگیا۔ بادشاہ سے عرض ہوا کہ راجہ کشن سنگہ فوت ہوا اسکا بیٹا لونڈی کے پیٹ سے ہے اور ہندو کنیز کے فرزند کو مالک مال کا وارث نہین جانتے اور اسکے ساتھ طعام نہین کھاتے اور اسکو غلام محسوب کرتے ہین اسلئے اسکے چچا کے پوتے دیوی سنگ کو اسکا وطن عنایت کیا۔ راجگی کا خطاب ومنصب ہزاری وہزاری سوار کا دیا۔ عبداللہ خان فیروز جنگ کا سالیانہ مقرر ہوگیا تھا اسکو پھر منصب شش ہزاری سوار کا عنایت کیا۔ دارالخلافہ مین تپ وبا وطاعون کے آثار ظاہر ہوئے تھے اسلئے بادشاہ فتحپور مین ذی الحجہ کے اول مین چلا گیا پھر دارالخلافہ مین آیا مگر ایک ہفتہ رہ کر وبا کے سبب سے سموگڈھ مین اور محرم کے ختم ہونے کے بعد دارالخلافہ مین آیا۔

ولایت پالاموں کی جگنونگی اور یہان کے زمیندار سے پیش کش جو شائستہ خان نے لی تھی اسکا حال گذارش ہوا اب ان دنون مین جو وقوع مین آیا اسے لکھتے ہین کہ پرتاب نے اپنے سردارون کے ساتھ حسن سلوک نہین برتا اس لئے سران قوم اسکے دشمن ہوگئے اور اسکے دفع کرنے کے درپے دریا راے اور تیج راے پرتاب کے اعمام صوبہ بہار کے ناظم اعتقاد خان پاس پٹنہ مین آگئے اور اسکے ساتھ ملکر یہ قرار پایا کہ پرتاب کو مقید کرکے اسکے پاس لائین۔ پالاموں مین ان دونے جاکر اسکو قید کرلیا اور تیج رای قوم کا سردار ہوا۔ صوبہ دار نے تیج راے کو لکھا کہ پرتاب کو بھیجدو اسنے بھیجنے کے لئے عذر کئے ایک مدت تک تیج راے کی قید مین پرتاب رہا اسکا بڑا بھائی دریا راے اس سے بگڑ گیا۔ اعتقاد خان نے ہر ایک کی دلدہی کرکے بادشاہ کی اطاعت پر رہنمونی کی۔ دریا راے نے اعتقاد خان سے کہا کہ اگر آپ فوج بھیجین تو حصن دیوگن کہ پالاموں کا تھانہ سب سے بڑا ہے حوالہ کردیا جاے۔

ولایت پالاموں میں فتنہ ہونا

ناظم صوبہ نے زبردست خان مرزبان شاہ آباد کو سپاہ کے ساتھ بھیدیا۔ غرہ شعبان کو خان مزبور نواحی دیوکن مین آیا۔ قلعہ دیوکن اسکو سپرد کیا گیا۔ تیج رائے نے جو آدمی لڑنے کے لئے اِدھر اُدھر بھیجے تھے انکو لشکر شاہی نے مار دھاڑ کر بھگا دیا۔ تیج رائے شکار کو گیا تھا اُس کے آدمیون نے پرتاب کو قیدخانہ سے نکال لیا تو تیج رائے اور اُسکے آدمی اِدھر اُدھر پھرنے لگے۔ جب زبردست خان یہان گڈھ مین آیا تو پرتاب نے اسکی اطاعت قبول کی مگر پٹنہ جانے کے سبب سے اوّل انکار کیا کہ کبھی اسکے باپ دادا صوبہ دار کے پاس پٹنہ کو نہین گئے تھے مگر آخر کو اسکو وہان جانا پڑا بادشاہ نے صوبہ دار کی سفارش سے منصب ہزاری ذات و ہزاری سوار دیا۔ ولایت پالامون کی ایک کروڑ دام جمع مقرر کر کے اسکی تیول مین دیدی۔

۱۰۵۵ھ

نواب جہان آرا بیگم عرف بادشاہ بیگم کی سالگرہ کا جشن تھا کہ اسکے دامن مین شمع سے آگ لگی اور ہاتھ و پیٹ و سینہ جلگیا اور چار لونڈیان جو پروانہ وار اُس آگ پر گرین انکے بھی اکثر اعضا جلگئے بیگم صاحب کو جلنے کے زخمون سے بہت تکلیف ہوئی اور بادشاہ کو اس سُنے نہایت رنج ہوا ان چار لونڈیون مین سے دو مرگئین۔ بادشاہ نے اس اپنی پیاری چاہتی بیٹی کے ایام علالت مین بہت خیرات دی۔ ہزارون ہزار روپیہ خیرات کیا اور جیلخانون مین مجرم جو سخت جرمون کے سبب سے مدت سے قید تھے انکو آزاد کیا اور سات لاکھ روپیہ عین المال سرکار سے ان مجرمون کی جماعت کو دیا۔ یہ امر اتفاقات نامحمود سے تھا کہ ان ایام مین سید جلال صدر جدید نے باوجود خاندان کی شرافت کے شرارت پیشہ پیشکارون کی رہنونی سے بادشاہ سے عرض کیا کہ موسوی خان صدر معزول کی بیخبری سے وجہ مدد معاش اکثر ان آدمیون کو بیجا ملگئی ہے جو کچھ استحقاق نہین رکھتے اور بہت سے آدمی اسناد اور فرمان جعلی بنا کے اراضی مدد معاش و وظائف پر متصرف ہوئے ہین اس لئے بادشاہ نے حکم دیدیا کہ تمام ممالک محروسہ مین ایک فصل مدد معاش خواہ خالصہ مین خواہ تیول اُمرا و منصبدارون مین سوائے سیورغالات مردم روشناس کے الگ ایک جگہ نگاہ رکھی جائے اور صحت و سناد کے بعد وہ ارباب احتیاج کو حوالہ کی جائے۔ دارالخلافہ اور

اور اسکے نواح کے نیاز مند صدر الصدور پاس آئین اور صوبجات بعیدہ کے رہنے والے
صوبہ داروں کی اور صدور جزو کی صوابدید سے سند حاصل کرین اور اس مضمون کے مناشیر
جمیع صوبون کے ناظمون کے پاس بھیجے جائین اس سبب سے سدہ کی بہت بدنامی ہوئی
اور مستحقین و مستمندون کے دل سوختہ ہوئے ان بے بضاعت بیچارون کے اس جلنے سے
شعلے اوٹھنے لگے ہین سچ ہی بہت سے مومن و مومنہ و مسلم و مسلمہ تھے کہ سوائے سینہ پُر درد کے آہ
درد آلود کے کوئی وسیلہ پیغام رسانی کا نہ رکھتے تھے۔ بادشاہ یہ سمجھا کہ ان دل جلون کی آہ نے
میرے بخت جگر کے دامن مین آگ لگائی ہے سچ ہے

| | |
|---|---|
| آتش سوزان نہ کند باسپند | آنچہ کند دود دل دردمند |

پھر تو اس بادشاہ فریاد رس نے حکم دیا کہ محصول مدد معاش و وجوہ وظائف موقوف شدہ
کو پھر اسی گروہ کو دیدو اور بعد اسکے اسکو علحدہ رکھوا ور دار الخلافہ اور اسکے حوالی کے
رہنے والے صدر الصدور سے رجوع کر کے تصحیح کرین اور اور صوبجات مین جس کسی کو فرمان اکبری و
جہانگیری اور شاہجہانی ملے ہون صدر جزو ناظمون کی صلاح سے تصحیح اسناد کرین اور فوت فراری
و قبض و تصرف کی تحقیقات کی جاوے اور جو کوئی سپاہی اور اہل حرفہ ہو اسکی مدد معاش کی مزاحمت نہ کرین
جو کوئی مر گیا ہو اور فرمان مین قید مع فرزندون کی ہو تو اسکی اراضی اسکی مستحق اولاد پر مقرر کرین اور اگر قید فرزندون
کی نہ ہو اسکی اراضی کو بازیافت کرین اور اگر کوئی استحقاق ظاہر ہو تو ہم سے
عرض کرین۔ غرض بادشاہ نے بیگم کے علاج جسمانی کا ضمیمہ اس بندوبست روحانی
کو کیا۔ داراشکوہ اور بادشاہ بیگم سے بادشاہ کو ایسی محبت تھی کہ کسی اور فرزند
سے نہ تھی بیگم کی بیماری کے دنون مین دوپہر سجادہ پر بیٹھکر شافی برحق سے
رو رو کر اور نہایت عجز سے شفا کے لیئے دعا مانگتا تھا پانچ چھہ مہینے تک حکماء کے
علاج اور دوا اور مراہم سے جیسا کہ فائدہ ہونا چاہیئے نہین ہوا بیگم کے غلام
عارف نے ایک مرہم تیار کیا جسکے لگانے سے ایسا آرام ہو گیا کہ زیست کی امید
ہو گئی صحت کامل کا جشن آیندہ پر موقوف رکھا گیا مگر فقط اتنی صحت پر جشن کیا۔

جسمین حکماء وصلحاء وفضلاء ومستحقین وارباب طرب کو بہت کچھ ملا۔ بیگم کے عارضہ کی خبر سنکر دونو بھائی اورنگزیب اور مراد بخش عیادت کے لئے آئے پھر بیگم صاحبہ کی صحت کامل کا جشن ہوا اور وہ سونے مین تولی گئین اور سونا محتاجون مین تقسیم ہوا۔

بادشاہزادہ اورنگزیب سے بیوقوف بدراہون کی راہ نمائی سے بعض دائین خلاف مرضی سرزد ہوئین اُسنے بادشاہ کے آثار قہر وکم توجہی وغضب اپنے حق مین ملاحظہ کئے تو غیرت وپیش بینی کے سبب سے پہلے اس سے کہ باپ کی طرف سے اثر کم لطفی ظہور مین آئے گوشہ نشینی کا ارادہ کیا کمر سے تلوار کھولکر گوشہ نشین ہوا اوسکی جاگیر ضبط ہوکر خالصہ مین آئی اور دکن کی صوبہ داری خاندوران خان کو مرحمت ہوئی اسکا اضافہ منصب ہوا۔ وہ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور پنج ہزار سوار دواسپہ وسہ اسپہ ہوا۔ بادشاہزادہ مراد بخش اپنے تعلقہ کو رخصت ہوا۔

سنگرام گونڈ زمیندار قلعہ کنور مر گیا وہ بادشاہ کا مطیع تھا اسکے غلام مارو گوند کو اس قلعہ کی حراست سپرد تھی اس نے اسکے بیٹے بھوپت کو بادشاہ کی فرمان پذیری اور معاملات مرزبانی سے محروم کرکے سارا اختیار اپنے ہاتھ مین لے لیا اور کچھ خرچ اسکے گذارہ کے لئے مقرر کردیا اور بادشاہ کی فرمان برداری اور مالگذاری کا طریقہ چھوڑا اسکے پاس کے زمینداروں نے بھی ادائے مال واجب مین تعلل کیا تو خاندوران نصرت جنگ قلعہ رائسین سے انکی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا جنگل کٹوا کر رستہ بنایا۔ مخوف مکانون مین تھانے بٹھائے۔ ۱۱ صفر سنہ ۵۳ کو کتل کنور پاس پہنچا۔ پانچہزار کے قریب گوند پیادے اور سات آٹھ سو تفنگچیون نے سر کتل کی راہ کو روکا۔ انکو اس نے پراگندہ کردیا اور نواحی کنور مین برسات بسر کرنے کے لئے اور قلعہ کے آس پاس کے جنگل کاٹنے کے لئے مخیم ہوا اُس نے ان سرکشون کے مساکن ومواطن کو بیخ وبن سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔ مارو گوند نے جب لشکر شاہی کی صولت دیکھی تو اُس نے بھوپت پسر سنگرام کو نصرت جنگ پاس بھیجا اور خود اطاعت کا اٹھا لیا

شاہزادہ اورنگزیب کا بادشاہ کی ناراضی + قلعہ کنور کی تسخیر خاندوران خان نصرت جنگ کی تدبیر سے

اسی اثنا رمین معلوم ہوا کہ بعض آدمی چاہتے ہین کہ بھوپت کو بھگا کر قلعہ مین لیجائین
اسلئے نصرت جنگ نے اس جماعت کو مقید کیا اور بھوپت کو نظر بند تا رو نے قلعہ حوالہ
نہین کیا ۱۱ر شعبان کو خان مزبور نے اپنی اقامت گاہ سے کوچ کیا۔ کوہ الکہرہ مین
پہنچا۔ اس پہاڑ کے سوا قلعہ کیتور کا کوئی اور سرکوب تھا جسکو مخالفون نے سنگ تار یک
سے محکم کیا تھا اسکو لے لیا اور اسے منزل بنایا قلعہ ایک پہاڑ پر واقع تھا جسکے دو مرتبے
پست و بلند تھے جنمین سے کسی کو حصار کی ضرورت نہ تھی اور سرا پا ایک سخت سنگ کا
بنا ہوا تھا کسی طرف سے اسپر چڑھنے کا رستہ نہ تھا اسکے برج و بارہ کو مار دو نے مستحکم
کیا تھا اسکی تسخیر بنیرو ے آو نیز و بازو ے ستیز سے میسر نہین ہو سکتی تھی۔ اکبر آباد سے
خاندوران نصرت جنگ نے دو توپین کلان منگائین ان توپون نے قلعہ مین ایک
آفت مچائی برج و بارے اڑ ا دیے اور تالاب پانی سے خالی ہوئے۔ اواخر محرم
۱۰۴۹ھ مین بارو گو ند خاندوران بہادر نصرت جنگ پاس پناہ لینے آیا خان نے
قلعہ لے لیا اور اپنے بھائی محمد صالح کو پانچ سو سوار اور سات سو پیادون کے ساتھ
محافظ اسکا مقرر کیا اور واقعہ کو عرضداشت مین بادشاہ کو لکھا۔

امر سنگھ دو مہینے تک تپ محرق مین مبتلا رہا پھر صحت پا کر دیوان کے مجرے
کے لئے آخر روز مین آیا۔ وہ صلابت خان سے اس سبب سے عداوت رکھتا تھا
کہ باوجودیکہ وہ برادر کلان تھا اسکو ریاست نملی اسکے چھوٹے بھائی راو جسونت سنگھ
کو ریاست ملی مغرب کی نماز کے بعد بادشاہ ایک فرمان اپنے دستخط خاص سے
لکھ رہا تھا کہ امر سنگھ نے جلدی سے جا کر صلابت خان کے سینہ مین ایک جمدھر مارا
کہ قبضہ تک اندر گھس گیا صلابت خان نے آہ بھی نہ کی۔ جان جان آفرین کو
سپرد کی۔ خلیل اللہ خان و ارجن ولد راجہ بیٹھل داس جو نزدیک تھے وہ امر سنگھ
پر حملہ آور ہوئے۔ امر سنگھ نے انکا مقابلہ کیا۔ ادھر ادھر سے گرز برداروں نے
پہنچکر اسکا کام تمام کیا۔ ارجن وغیرہ چند نفر زخمی ہوئے بعد اس حادثہ کے

امرسنگھ کی لاش کو میرخان میر توزک و تلوک چند اوٹھا کر باہر لائے اور اسکے نوکرون کو
بلایا کہ اسکو گھر لیجاکر مراسم ناگزیر کی تقدیم کرین تو اسکے پندرہ خدمت گار اور مشعلچی
شمشیر و جمدھر لے کر میرخان اور تلوک چند پر دوڑے اور جو اُنکے مقابل مین آیا اُسی سے
لڑے۔ تلوک چند مع چند گرزبردارون اور پانچ چار روشناس منصبدارون کے
قتل ہوا اور میرخان مع ایک جماعت کے زخمی ہوا کہتے ہین کہ جبتک امرسنگھ کے نوکر
قتل نہ ہوئے دربار کے اندر اور باہر ایک قیامت برپا رہی جب اس ہنگامہ کی
صدا بلند ہوئی تو بعض راجپوت نوکر رات کو بھاگ گئے۔ ابھی صبح نہ ہوئی تھی
کہ امرسنگھ کے بہت سے ہواخواہ نوکرون نے ارجن کے گھر کو گھیر لیا اور دارو گیر
کا آوازہ بلند کیا یہان تک نوبت آئی کہ بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ سپاہ پہنچنے
سے فساد اور زیادہ ہوگا ایک دو راجپوت مصلحت کار کو اس جماعت پاس بھیجکر
پیغام نصیحت آمیز دیا کہ امرسنگھ اور جماعت جو فساد کی مرتکب تھی اپنی سزا کو
پہنچے۔ تم بے تقصیر ہو کس واسطے تیر و سنان کے طعمے بنتے ہو۔ ان بہادر نمک خوارون
نے یہ نتیجہ سمجھ کر کہ پاس نمک خواری کے عالم مین آقا کے واقعہ کے بعد جان بچے رہنے دار
کرنی خالی آزرم پرستون کے طریقے سے نہین ہے۔ زبان شمشیر و جمدھر سے پیغام کا
جواب دیا اور کارزار پر نوبت آئی۔ سید خان جہان و رشید خان انصاری
اور سید عبدالرسول بارھہ مع توپخانہ کے گئے اور جنگ و جدال نے ایسا
اشتعال پایا۔ سید عبدالرسول بارھہ نوجوان کشتہ ہوا اور اور بادشاہی آدمی بھی
کام آئے۔ سید غلام محمد نے باوجود زخمی ہونے کے شام کے وقت مخالفون کو
مار کر کام کو ختم کیا۔ بادشاہ نے زخمیون کو اور مردون کی اولاد کو بڑے انعام دیے

## سوانح سال ہیجدہم جلوس سنہ ۱۰۵۴ ہجری

جلوس کا اٹھارھوان سال غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۵۴ھ سے شروع ہوا۔

ہر سال کے موافق خاص و عام کے فیض کا سرمایہ ہوا۔ داراشکوہ کے بیٹا پیدا ہوا
سپہر شکوہ اسکا نام ہوا۔ دو لاکھ روپیہ رونمائی مین دیا گیا۔ خان دوران کو بعلت
ضروری کے سبب طلب کیا۔ راجہ جیسنگہ کو حکم بھیجا کہ خاندوران کی مراجعت تک
وطن سے دکن مین جاکر وہان کے بندوبست سے خبردار رہے پادشاہ سے
عرض ہوا تھا کہ نذر محمد خان نے اپنے بھائی امام قلیخان پر ایسا ظلم کیا کہ وہ کمال
پریشانی و بے سامانی کے ساتھ بیت اللہ کو چلا گیا۔ پادشاہ نے مدد خرچ کے لئے
اسکے پاس ایک لاکھ روپیہ روانہ کیا مگر اس روپیہ کے پہنچنے سے پہلے امام قلیخان
مدینہ منورہ مین مر گیا ان لاکھ روپیون مین سے بیس ہزار روپیہ قیمت کا ایک
مروارید ابرو دی جسکا وزن ۳۴ رتی تھا مع گھوڑون کے پادشاہ کے لئے آیا
اس موتی کی قیمت جوہریون نے پچاس ہزار روپئے آنکے اور پادشاہ سے عرض
کیا کہ اس ساتھ کا موتی پچاس ہزار روپیہ کو بھی ملنا دشوار ہے سیاہہ دفتر سے
معلوم ہوتا ہے کہ ایسا موتی کسی بادشاہ کی سرکار مین نہین آیا۔ پادشاہ نے
اسکو اپنے سرپیچ مین داخل کیا سرپیچ مین وہ بارہ ٹانک کا تھا ٹانک ۲۴ رتی اور چوبیس دانہ
مروارید کے جسکے قیمتی ۴ لاکھ روپئے کے لگے ہوئے تھے۔ بعد ازان مروارید مذکور کو تسبیح
خاص کا امام بنایا اور آخر دم تک اسکو اپنے پاس رکھا۔ پادشاہ کے جواہر خانہ کا حال
یہ ہے کہ جس روز وہ تخت پر بیٹھا تھا۔ جواہر خانہ مین دس کروڑ روپیہ کے جواہر مرصع
آلات موجود تھے انمین سے سال حال تک دو کروڑ روپیہ کے جواہر انعام اور ارمغان
کے خرچ مین آئے اور پچاس لاکھ روپیہ کے جواہر معجونون و صدقون و نثار مین روز
وزن و جشن مین صرف ہوئے پانچ کروڑ روپئے جواہر جواہر خانہ انعام مین ہیں اور
باقی توشک خانہ مین پوشاک خاص مین موجود تھے۔ منجملہ انکے دو تسبیحین ہین جن مین
[illegible] دانے مروارید کے ہین اور ۷۷ دانے یاقوت رنگین کے ان دونو تسبیحون کی
قیمت بیس لاکھ روپیہ ہے اور ہر دانہ مروارید کا وزن تیئیس رتی —

مروارید عجوبہ

بادشاہ نے اول جشن بیگم صاحبہ کی اثر صحت کا اور دوسرا جشن امید حیات کا کیا تھا
جنمین ۱۷ لاکھ روپیہ خرچ کیا تھا اور تیسری دفعہ غسل صحت کا جشن ہوا۔ غسل کے بعد ہزار
اشرفی اور پانچہزار روپیہ مستحقون کو دیا گیا عارف چپہ جسکا مرہم مفید ہوا تھا نقرہ سے
تولا گیا خلعت اور گھوڑا انعام دیا گیا جب بیگم صاحبہ باپ پاس تسلیم کو آئی ہین تو
بادشاہ نے خود بیگم کے سر پر سے نثار کیا اور اور شاہزادون اور بیگمون نے سونے
کے پھول اور جواہر نثار کئے اور بادشاہ نے بیگم کے ہاتھ مین ایک سمرن اکیس موتی
کے دانون کی باندھی اور دوسرے روز ایک گوشوارہ عنایت کیا کہ جسمین دو گوہر
آبدار اور دو الماس بالاکھ روپئے کی قیمت کے تھے۔ ایک ہفتہ تک جشن رہا۔ اور
گیارہ لاکھ روپیہ محصول بندر سورت جو بیگم کی جاگیر مین مقرر تھا انعام مین مرحمت
کیا۔ اس جشن مین جو کچھ بادشاہ اور بادشاہزادون اور امرا نے صرف کیا اور
سوا اسکے جو حکماء کو انعام دیا گیا اور مکہ مدینہ کو اور اطراف مین بھیجا گیا۔ بیس لاکھ روپیہ
خرچ ہوا۔ حکیم داؤد کو بیگم کے معالجہ کے صلہ مین یک مہری یک روپیہ ہر یک وزن مین
پانچ سو تولہ مع خلعت و منصب دو ہزاری دو صد سوار و اسپ و فیل ملا۔ حکیم
مومنا کو جسکو تیس ہزار روپیہ سالیانہ ملتا تھا۔ منصب دو ہزاری
دو صد سوار دو اسپ و فیل اور تمام فقرا و امرا و حکماء و ارباب
طرب فیض یاب ہوئے چار لاکھ روپیہ شریف مکہ کے لئے اور ایک لاکھ روپیہ حرمین
مستحقون کے لئے جو بیگم کی بقاء کے لئے نذر کئے گئے تھے وہ احمد سعید کی ہمراہ
روانہ کئے گئے اور ہر دیار کے ہنرمندون نے چراغون کی روشنی کی و آتشبازی
کی سیر دکھائی۔

بیگم صاحبہ کے کہنے سے بادشاہ نے اورنگ زیب کا قصور معاف کیا اور منصب
پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار عنایت کیا۔ بدستور سابق جاگیر بحال فرمائی اور عنایتون
سے معزز کیا۔

غسل صحت بیگم صاحبہ کا تیسرا جشن

اورنگ زیب کا قصور معاف ہونا

علی مردان خان کا کابل سے تردی علی قطغان کی تنبیہ کے لئے بھیجنا اور اسکو مغلوب کرنا۔

نذر محمد خان والی بلخ و بدخشان نے کہمرد اور اُسکے مضافات کو بے سبب تیول بلنگتوش سے نکال کر سبحان قلی اپنے بیٹے کو دیدیے اسکے اتالیق تردی علیخان قطغان کو اسکی ضبط و حکومت کے لئے مقرر کیا۔ تردی علی نے ہزارجات لواحقات صوبہ کابل قندھار کو جو کہمرد کی حدود میں ہین غارت کیا اوّل زمین داور کی بلوچون پر تاخت کی اور اثناء مراجعت مین الوس ہزارہ سگپا کو جو دریاے ہیرمند کے کنارہ پر اقامت رکھتی ہین تاراج کیا اور بامیان سے بیس کروہ پر مقیم ہوا کہ قابو پاکر تاخت و تاراج کرے اور وہ ابہی اس عزیمت سے اسلئے باز رہا کہ اُس نے سُنا کہ علی مردان خان کابل سے پشاور کو جاتا ہے۔ خان مذکور کو جب اسکی خبر ہوئی تو اُس نے ۱۰ شعبان کو اپنا لشکر اسکی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ یہ لشکر ۲۶ شعبان کو معسکر اوزبکیہ مین آیا۔ تردی علی نے بعد از تلاش و پرخاش بے اختیار ہو کر بے زین گھوڑے پر سوار ہوا اور فرار اختیار کیا اسکے ہمراہیون مین سے ایک سو ساٹھ آدمی قتل ہوئے اور اسکے اٹھ رشتہ دار محبوس ہوئے اسکی بیوی مع اسباب کے گرفتار ہوئی اور بہت گھوڑے اور اونٹ و گوسفند غنیمت مین ہاتھ لگے اور لشکر شاہی کابل مین آیا۔

بادشاہ کا لاہور جانا اور یہان سے کشمیر جانا۔

۱۲ ذی القعدہ کو بادشاہ اکبر آباد سے لاہور کو کشمیر کی سیر و شکار کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ ۲۰ کو فتحپور مین شیخ سلیم چشتی کے روضہ کی زیارت کی۔ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ بیگم صاحب کی صحت کے بعد اجمیر کی زیارت کو جاے لیکن اس سفر سے بیگم صاحب کے زخم پھر ہرے ہو گئے۔ بادشاہ نے اس خوف سے کہ کہین حرارت ہوا کی شدت سے انکس نہ ہو اور زخمون مین جوش نہ پیدا ہو۔ اجمیر کا قصد موقوف کیا اور جمنا کی طرف توجہ کی کہ کشتی مین منزلین آسایش سے طے ہون اور بیگم صاحبہ کو حرکت و حرارت سے آزار نہ ہو چار کوچ مین بادشاہ متہرا مین آیا محمد علی فوجدار نے عرض کیا کہ ہاموں فقیر بے نوا ہے اُس کے پاس ایسے زخمون کے واسطے مرہم اکسیر ہے۔ بادشاہ نے اُسے بلوایا۔

اسکے مرہم لگاتے ہی آرام ہونا شروع ہوا۔ سات روز میں زخمون کا نشان باقی نہ رہا۔ ہامون کو اسکے ہموزن روپیہ اور وطن مین ایک گانون آل تمغا مرحمت ہوا اور اُسکی بیوی کے واسطے زیور۔ اور شاہزادون نے اسکو اتنا انعام دیا کہ تازندگی اسکو محتاجی نہین ہوگی۔ اگرچہ مسلمان ہندو و فرنگی جراحون نے علاج کیا مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ عارف و ہامون دو گمنام آدمیون کے مرہم سے آرام ہوا۔ جس سے انکا نام تاریخ مین درج ہوا۔

بادشاہ سفر کرتا اوائل صفر مین لاہور پہنچا اور ۲۶ صفر کو کشمیر کو کوچ کیا بادشاہ کی خدمت مین کابل سے امیر الامرا علیمردان خان آیا تھا۔ بادشاہ نے بدخشان کی تسخیر کے لئے اسکو بعض مقدمات تلقین کئے اور مقرر کیا کہ اس سال مین باقتضا وقت بدخشان کی مضافات مین سے جسقدر ہوسکے مسخر کرے۔ سال آیندہ مین بادشاہ خود کابل جائیگا اور کسی شاہزادہ کو لشکر اور سامان کیساتھ بدخشان و بلخ کی تسخیر کے لئے مقرر کریگا۔ اصالت خان میر بخشی بھی منصبدارون اور احدیون کے ساتھ کابل روانہ ہوا کہ امیر الامرا کی صواب دید سے مہم مذکور کے انجام دینے مین کوشش کرے اور اویماقات چغتا اور اور الوسات جو حوالی کابل مین و نیز بدخشان مین متوطن ہین کار طلب جوانون کو جمع کرے جسکو منصب کے سزاوار جانے امیر الامرا سے اس کے لئے منصب تجویز کرائے باقی کو احدی بندون مین ملازم کرے اور آپس مین استصواب کرکے کابل سے جو رستے بدخشان کو جاتے ہین ایسی راہ کہ لشکر آسانی سے اس سے گذر سکے پسند کرکے ایک جماعت کو مقرر کرے وہ تنگ جاؤن کو وسیع و ہموار کرے اور پلون کے بنانے مین سعی کرے امیر الامرا پاس حکم بھیجا کہ اگر اس سال وہ بدخشان پر لشکر کشی کرے تو اُس کو لکھ بھیجے کہ صوبہ پنجاب کی متعیناتی اور بہادر خان اسکی کمک کو بھیجے جائین۔

لاہور کا واقعہ بادشاہ نے یہ سنا کہ خان دوران کو ۶ جمادی الاولی کو

علیمردان خان کا بدخشان کو بھیجا

آخر شب مین کہ وہ جائے خواب مین تھا ایک کشمیری برہمن بچہ نے جسکو خان مذکور نے مسلمان
کیا تھا اور اسکے خدمتگارون مین تھا ایک جمدھرا اوسکے پیٹ مین مارا اور یہ لڑکا بھی مارا
گیا خان کے اپنے ہوش و حواس دن بھر برقرار رہے کہ نقود و اجناس اور اسباب
مہیا جہان تھا اسمین سے اپنے لڑکے لڑکیون کا حصہ مقرر کیا اور اپنے ہاتھ سے
وصیت نامہ لکھا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ مجھ پرانے نوکر نے جو حضور کی خدمتگاری
سے مال جمع کیا ہے موافق وصیت کے ہر ایک کو مرحمت ہوا اور باقی مال سرکار والا
لیجیے اور رات کو دنیا سے سفر کیا اگرچہ خان دوران عالیجاہ کے ساتھ اس مرتبہ پر بخت
ناہموار تھا کہ آخر مظلومون کی تیر آہ نے اسکا کام تمام کیا مگر خلوص اخلاص و رسوخ
اعتقاد اور صاحب پرستی کی فزونی و سرداری لشکر و معرکہ آرائی و قلعہ کشائی
کی مہارت مین بعدیل تھا اور خدمت گذاری کے سبب سے منصب ہفت ہزاری ذات
و ہفت ہزار سوار اور پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ پر پہنچا تھا اور تیس ہزار روپیہ
سالانہ پاتا تھا اور چار صوبون کے نظم سے سرافراز ہوا تھا۔ بادشاہ کو اسکے
مرنے کا بڑا افسوس ہوا اور اسکی اولاد کو مال و منصب وصیت کے موافق عطا
کیا اور ساٹھ لاکھ روپیہ نقد اسکی وصیت کے موافق سرکار شاہی مین داخل ہوا۔
اسکے بیٹے سید محمد و سید محمود کو منصب ہزاری ذات و ہزار سوار کا اضافہ ملا۔
اور اسکے چھوٹے بیٹے عبد النبی کو کہ بارہ برس کا تھا منصب پانصدی دو سو سوار کا ملا۔
بادشاہ کشمیر مین ہر روز اور ہر ہفتہ کسی باغ اور کسی مکان مین کہ مرغوب
طبع ہوتا تشریف لے جاتا تھا۔ صفاپور جو بادشاہ بیگم کی تیول مین مقرر تھا
اور اسم بامسمی تھا بیگم صاحبہ نے بادشاہ کی ضیافت کی اور روشنی کی اور
اپنا نقد و جواہر بادشاہ کی پیشکش مین دیا۔

## واقعات سال نوزدہم جلوس ۱۰۵۵ھ ۱۶۴۵

غرہ جمادی الثانیہ ۵۵ سنہ کو کشمیر کے باغون و گلشنون مین جشن سال نوزدہم ہوا
اسلام خان دکن کا صوبہ دار مقرر ہو کر رخصدت ہوا اور اسکا اضافہ ششہزاری
پنجہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ پر ہوا۔ سعد اللہ خان نے اپنی رسوخیت باطنی
اور استعداد ظاہری ایسی بادشاہ کے دل نشین کی کہ اُس نے اسلام خان کا عہدہ
وزارت کل کا اسکو دیا اور ہزار پانصدی سوار کا اصل منصب پر اضافہ کر کے اُس کو
پنجہزاری پانصد سوار بنایا۔ امیر الامراء علی مردان خان پاس اصالت خان کابل
مین آیا۔ لشکر اور آذوقہ کی گردآوری مین مصروف ہوا اور امراء کو راہون کے صاف
کرنے مین مصروف کیا اور امراء بھی کابل مین پے ہم آتے رہے۔

سلخ ربیع الثانی سال گزشتہ مین خلیل خان تھانہ دار غوربند نے امیر الامراء پاس
آنکر گزارش کی کہ ایسا سُنا گیا ہے کہ ان دلون مین تردی علی قطغان وحاجیان
کھمرد وسبحان قلیخان پسر نذر محمد خان کے ساتھ بہرام خان اور محمد بیگ کی
کمک کو گئے ہوئے ہین جو عبد العزیز خان کی طرف سے حصار شادمان کی تسخیر کو آئے
تھے۔ قلعہ مین تھوڑے آدمی ہین اگر لشکر میری ہمراہ کیا جائے تو مین کھمرد کو آسانی
سے جلد فتح کر لونگا امیر الامراء نے اطراف ضحاک مین غلہ اور کاہ کی کمی کے سبب سے
بہت لشکر بھیجنا مناسب نہ جانا ہزار سوار منصبدارون کے اور ہزار سوار احدی
صوبہ کابل کے اسحاق بیگ بخشی صوبہ کے ساتھ اور اپنے تابینیون مین ایک ہزار
سوار اپنے غلام فرہاد کے ساتھ خلیل اللہ کے ہمراہ بھیجے کہ قلعہ کھمرد کو فتح کرین اور
یہ قرار دیا کہ ضحاک مین جا کر خبر ندکور کی جھوٹ وسچ کی تحقیق ہو اگر سچ ہو تو قلعہ
کی تسخیر مین مصروف ہون ورنہ یہان توقف کر کے اطراف کھمرد کو تاخت وتاراج
کرین ضحاک مین خلیل بیگ کو تحقیق معلوم ہوا کہ خبر مذکور سچ تھی تو وہ قلعہ کی فتح مین مشغول
ہوا۔ حصار مین جو تھوڑے سے آدمی تھے اس تین ہزار لشکر کے پہنچنے پر انہون نے
ہزیمت کو غنیمت گنا اور بھاگ گئے۔ قلعہ کھمرد بغیر اسکے کہ میان سے تلوار نکلے اور

واقعات کھمرد اور اصالت خان کی تاخت اور ورود اقطاعات۔

کمان سے تیر چھوٹے لشکر شاہی کو ہاتھ آیا۔ خلیل خان اور اسکے ہمراہی کار دیدہ او پیکار
ورزیدہ نہ تھے وہ یہ سمجھے کہ اقوام اوزبکیہ سراسیمہ ہوئے ہین اور نذر محمد خان بیٹون
اور نوکرون کے ہاتھ سے درماندہ ہو رہا ہے ایسے غرور مین آئے کہ قلعہ کو جیسا کہ چاہیے
مستحکم نہین کیا نہ توقف کیا۔ سرمست نبیرہ مبارز خان اور دولت اور حمید اسکے خویشون
کو پچاس تفنگچی سوارون کے ساتھ قلعہ مین چھوڑا اور خود ضحاک کو چلے گئے کہ وہان آئے وقت
اور قلعہ داری کی ضروری چیزون کو سرانجام کرکے روانہ کرین۔ امیر الامرا نے آگے نہ
جانے کو کوملی امیرون کے آنے تک موقوف رکھا اور اصالت خان کو بھیجا کہ غوربند
کی طرف آن کر نواحی کابل مین فرو کش ہو۔ اگر کسی وقت کھمرد کی طرف اوزبکیہ آئین
تو وہ غوربند اور ضحاک کی طرف جاکر اور خلیل بیگ اور اسحاق بیگ کو ہمراہ لے کر اوزبکون
کی گوشمالی کرے اور نہین میرے آنے تک اس نواحی مین ٹھیرا رہے۔—

۱۹ جمادی الاولی کو اصالت خان کابل سے روانہ ہوا۔ ۲۶ جمادی الثانی کو
امیر الامراء اس اندیشہ سے کہ لشکر جو اسکی کمک کے لئے مقرر ہوئے ہین دیر مین
آئینگے اور انکے انتظار سے ہاتھ سے قابو جاتا رہیگا صوبہ کے تعیناتیون اور
اپنے تابینیون کے ساتھ بدخشان کی تسخیر کے ارادہ سے کابل سے چل کر اصالت خان
سے ملا۔ دو منزل چلا تھا کہ خلیل بیگ اور اسحاق بیگ کا نوشتہ ضحاک سے آیا کہ سو سوار احدی
اور ساٹھ افغان سرمست کے آدمیون مین سے دولت کی ہمراہ قلعہ کی کچھ ضروری چیزین
لئے جاتے تھے اور بامیان سے تین کروہ چلے تھے کہ دوربینی اور حزم گزینی کو چھوڑکر
خاطر جمعی سے غافل سو رہے ناگاہ آخر شب مین چار سو اوزبک سوار انپر حملہ آور ہوئے
طرفین مین کچھ آدمی مقتول کچھ مجروح ہوئے لشکر ضحاک اس واقعہ کو سنکر اوزبکون
پر دوڑا۔ اوزبک جب بھاگتے ہین تو انکی گرد کو ہوا بھی نہین پہنچ سکتی لشکر ضحاک کو
انکا پتا نہ لگا وہ ضحاک مین واپس چلے آئے امیر الامراء نے یہ خبر سنکر اصالت خان
کو پانچ چھہ ہزار سوارون کے ساتھ اپنے سے پہلے دوڑایا اور خود بھی کوچ بکوچ خلا

غوربند مین سب لشکر ملکر آگے چلے چار منزل چلکر یہ خبر آئی کہ قلعہ کھمرد کو ہزارہ اور اوزبکون نے
لے لیا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عبدالرحمن دیوان بیگی اور تردی علی ایک جماعت
اوزبکیہ کو ساتھ لیکر کھمرد پر چڑھے قلعہ نشینون نے بے اسکے کہ کام انپر تنگ ہوا ہو
لیکر بدنامی اور شرمساری کے ساتھ قلعہ سے باہر آئے اوزبکون کے پیمان و ایمان
کامل نہین ہوتے۔ الوسات و ایماقات نے انکے اشارہ سے سرراہ ان پر قتل و
نہیب کا ہاتھ دراز کیا ایک جماعت کو مقتول اور مجروح کیا۔ سرست اور چند اور آدمی
زخمی ضحاک مین پہنچے۔ اس مقدمہ کے بعد اصالت خان پاس خلیل بیگ گیا اور
گذارش کی کہ مصلحت مقتضی نہین ہے کہ ایسا لشکر گران کوہستان مین آئے
تنگی کے سبب سے ایسا دشوار گذار ہے کہ اکثر جگہون مین ایک اونٹ سے یا
ایک سوار سے زیادہ نہین گذر سکتے ضحاک سے کھمرد تک آذوقہ اور کاہ نہین ہے اوسکو
ساتھ لینا چاہیئے جبتک تھانہ جا بجا نہ بٹھائین غلہ کا اور آدمیون کا آنا لشکر
مین نہین ہوسکتا۔ نذر محمد خان نے ساری سپاہ بلخ سے کھمرد مین اس سبب سے
بھیجدی ہے کہ وہ بلخ کے قریب ہے اب اگر راہ کی محافظت مین ہر تھانہ مین جمعیت
کم رکھی جائیگی تو فائدہ مترتب نہین ہوگا اور بہت رکھی جائیگی تو لشکر سے بہت آدمیون
کا جدا کرنا مناسب نہ ہوگا۔ اصالت خان نے امیرالامرا پاس آنکر ان معقول مقدمات
کو عرض کیا تو صلاح یہی ٹھیری کہ ہم لشکر عظیم کے ساتھ کابل سے آ ... مین
کھمرد کی تسخیر کو اور وقت پر رکھین اور بدخشان کی فتح کے لیئے چلین اور یہ قرار دیا
کہ پنجشیر کی راہ سے بدخشان روانہ ہون اس درمیان مین امیرالامرا کی کمک کو
بہادر خان اور کچھ اور امرا گئے جسوقت لشکر شاہی کا مرکز موضع چکھار ہوا۔
دولت بیگ تھانہ دار پنجشیر آیا اور اُس نے عرض کیا کہ یہ راہ بڑی دشوار گذار ہے
اسکی تنگیون اور گھاٹیون سے اس سپاہ گران کا گذر سرحد بدخشان تک نہایت
مشکل ہے صرف اونٹ جسپر بوجھ ہلکا لدا ہو جا سکتا ہے۔ آپ پنجشیر سے

گیارہ جگہ ایسی ہین کہ بغیر پل باندھنے کے وہان سے گذرنا متعذر ہے اور آنے جانے
مین آذوقہ ساتھ لیکر چلنا پڑیگا وہان نہین ملیگا کوہسار اور راہ ناہموار کے طی کرنے سے
سپاہ گھوڑے دبلے ہو جائینگے - برف پڑنے کے دن قریب ہین اور جاڑا سخت آنے کو
ہے اسلئے یہ موسم لشکرکشی کے لئے مناسب نہین ہی - اسلئے دولتخواہون نے جمع ہو کر عرض
کیا کہ اگر اس وقت تمام لشکر اس راہ سے ملک بدخشان کو جائیگا تو غلہ وکاہ کی قلت
سے اور راہ کی سختی سے اکثر دواب بیکار ہو جائینگے اور اس قدر وقت نہین رہا
کہ جو کام کرنا چاہیئے وہ ہو سکے جب کابل سے ہم آئے تھے کہمرد کی طرف متوجہ نہ
ہوکے سیدھے بدخشان کو جاتے تو نقش مراد حسب آرزو صورت پکڑتا اب مصلحت یہ
ہے کہ ایسی جماعت منتخب کی جائے کہ اسکے گھوڑے تازہ زور ہون اسکو کسی کارطلب
سردار کے ساتھ بھیجنا چاہیئے کہ وہ سبکبار ہو کر اور چند روز کا آذوقہ اپنے گھوڑون پر
رکھکر بدخشان کی سرحد پر لوارہ اور شنگبر مین آئے کہ وہ مداخل و مخارج و مضائق مرحلون
پر آگاہ ہو اور غنیم اور ملک کی حقیقت پر اطلاع حاصل کرے اور وہان کی لوگون
مین جو دولتخواہی اختیار کرین انکو کابل مین راہی کرے اور جو مخالفت سے پیش
آئے اسکو قتل و غارت کرکے تنبیہ کرے اس رای صائب کے موافق امیرالامرا
نے دس ہزار سوارون کی ترتیب اصالت خان کی سرکردگی مین روانہ کئے
یہ لشکر آٹھ روز کا آذوقہ اپنے ساتھ لیکر بہت جلد ہندوکوہ کی راہ سے روانہ
ہوا اور منزل بمنزل چلکر گلنار مین آیا لشکر کو اس سفر مین گھوڑے اونٹ وگاؤ وگوسفند
غنیمت مین ہاتھ آئے اُس نے احتشام علی دانشمندی وایلانجوق وکورکی درکے
خواجہ زادہاے اسماعیل اتائی دمود و دہی وقاسم بیگ میر ہزارہ کو مدارات
ساتھ ہمراہ لیکر مراجعت کی پادشاہ کو امیرالامرا کی عرائض سے جبان
وقایع کی خبر ہوئی تو اسکو یہ بات پسندیدہ نہ ہوئی کہ قلعہ کہمرد کے لینے کے
لئے جانا اور بغیر سرانجام کار چلا آنا - اُسنے علی مردان کو منشور لکھا کہ تمکو

چاہئیے تھا کہ خود مع تمام لشکر کے بدخشان جاتے اور اسکی تسخیر مین مشغول ہوتے۔ اس وقت نذر محمد خود درماندہ ہو رہا تھا بدخشان آسانی سے فتح ہو جاتا اور یہ بھی حکم بھیجا کہ امیر الامرا اور راہ طول کے بنانے کے لئے جسکا بہتر نشان دیا گیا تھا سنگ تراش و درودگر و بیلدار وغیرہ جسقدر درکار ہون بھیجدے اور اور امیرون کو حکم بھیجا گیا کہ وہ فلان فلان مقامات مین رہین۔

راجہ جگت سنگھ کا سراب و اندراب کی حدود مین جانا اور جوہین قلعہ بنانا اور ازبک سے لڑنا۔

راجہ جگت سنگھ نے بادشاہ سے عرض کیا تھا کہ کمترین کی آرزو یہ ہے کہ راہ طول سے جو سب سے بہتر بدخشان کی راہ ہے جاکر خوست و سراب و اندراب کی تسخیر مین مشغول ہو اور اس سرزمین کے الوسات و ایماقات کو اطاعت مین لائے اور اگر وہ فرمان پذیری سے سرتابی کرین تو انکی مالش کرے اس سبب سے اس نے اپنے وطن سے بہت سوارون کی جمعیت بلائی تھی وہ اسکا بھی امیدوار تھا کہ اسکے منصب کے ضابطہ سے زیادہ جمعیت اس پاس جمع ہو گئی ہے اسکا علوفہ دیا جائے۔ بادشاہ نے اسکی ملتمس حسب الالتماس امیر الامرا منظور کی اور پندرہ سو سوارون اور دو ہزار پیادون کی تنخواہ خزانہ کابل پر مقرر ہو گئی یہ سوار اور پیادہ اس پاس زیادہ جمع ہو گئے تھے۔ راجہ اپنا سامان درست کرکے پانچوین رمضان ۵۵ھ کو امیر الامرا سے رخصت ہوا۔ کتل طول سے گذر کر اپنی ہمراہ لشکر کے دو جوق بنائے ایکسا کو اپنے بیٹے بہاو سنگھ کے ساتھ برسم منقلا بھیجا اور دوسرے کو اپنے ساتھ لیکر خوست کی تاخت و تاراج کے لئے روانہ ہوا۔ خوست کے کدخدا اور تین چار گروہون کے کلانتر اسکے استقبال کو آئے اور اطاعت کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ اگر ان حدود مین کوئی حصار استوار بنایا جائے اور بادشاہ کا کوئی سردار یہان اقامت استقلال کے ساتھ کرے تو ہم سے خدمت گذاری اور جان سپاری کے سوا کچھ اور ظہور مین نہ آئیگا اور اگر آئی تو ہمارے غارت و نہیب کی گنجائش ہے راجہ کا مطلب یہی تھا کہ ان حدود کو ضبط کرے اور

اوران گروہون کو مطیع اُس نے یہین ڈیرے ڈال دئیے اور انکو بادشاہی عنایت کا
امیدوار کیا اور قلعہ کے بنانے کے لئیے مکان کے واسطے پوچھا اُنہون نے اندراب
اور سراب کے وسط مین ایک مقام بتایا۔ سراب اور اندراب مین راجہ گیا۔
وہان کے ارباب کی اطاعت کا نقش راجہ کے دل مین جما۔ راجہ سمجھا کہ اگر حصار
خشت و سنگ کا بنایا جائیگا تو اُسکے واسطے فرصت اور مدت چاہیئے۔ اون پہاڑون
مین جو پہاڑ کلان بہت بہم پہنچ سکتی ہین اور درود گر جلد دست ہمراہ ہین اور مصالح
جو مطلوب ہوگا وہ زمیندار موجود کرینگے اس لئی اُس نے قلعہ چوبین بنانے کا جسمین
برج گل و سنگ کے ہون قصد کیا اول خود شریک کار ہوا تو راجہ کی رفاقت مین
سارا لشکر کدال اور تیشہ ہاتھ مین لیکر نجار و گل کار کے ساتھ شریک ہوا جو قلعہ ایک
سال مین تیار ہوتا وہ ایک ماہ مین تیار ہو گیا اسمین دو بڑے کنوئین کھودے۔
اس اثنا مین نذر محمد خان نے کفش قلماق اور ایک جماعت اوزبکون کو راجہ سے
لڑنے کے لئے بھیجا کفش قلماق نے یہان آنکر اپنی سپاہ کی اور اسکے پیچھے دو فوجین
سوارون کی اور ایک فوج پیادون کی بنائی جب راجہ کو اسکی خبر ہوئی تو وہ
قلعہ سے نکلا اور اُس نے اپنی سپاہ کی تین فوجین بنائین۔ دھنہ درہ کے دو
طرف محکم کئے جنمین غنیم داخل ہو سکتا تھا غرض راہ مین اس طرح بڑی بڑی چوبین
کھڑی کین کہ مشکل سے سوار کا گذر ہو سکتا تھا اور اسکے پیچھے تفنگچی اور تیرانداز پیادے
کھڑے کئے اور ایک طرف خود اور دوسری طرف اسکا بیٹا بھاؤ سنگہ لڑنے کے
لئے آمادہ ہوئے اوزبکون نے تین طرف سے لڑنا شروع کیا مگر ہندوستانی
سپاہ کے آگے وہ نہ ٹھیر سکے۔ ہزارہ کے پیادون سے پادشاہی لشکر نے قلعہ کا سرکوب
لے لیا اوزبکیہ اس جگہ کھڑے ہوئے کہ بندوق کی گولی ان تک نہین پہنچ سکتی تھی
راجہ نے اپنی کل سپاہ سے انپر حملہ کیا طرفین سے آدمی مجروح و مقتول ہوئی اوزبکیہ
بھاگ کر اپنے مقامون مین چلے گئے۔ راجہ کے پاس امیر الامراء نے اوسکے بیٹے راجروپ کی

ہمراہ سرب اور باروت بھیجی تین چار ہزار سوار ذوالقدر خان و علی بیگ اسحاق و فریدون غلام کی ہمراہ کمک بھیجی۔ ٢٣ رمضان کو رات کے وقت دو ہزار سوار اوزبک و پیادہ ہاے ہزارہ بسر کردگی کفش قلماق کے لشکر شاہی پر جو دھنیہ درہ کی پاسبانی کرتے تھے حملہ آور ہوئے۔ اس مرتبہ بھی اوزبکیہ بڑی خواری سے فرار ہوئے۔ راجہ نے قلعہ چوبین کو استوار کیا اور آذوقہ اور قلعہ داری سے خاطر جمع کر کے یہاں کی حفاظت کے لئے اپنے معتمد راجپوت و پانچ سو تفنگچی و چار سو رجپوت متعین کئے اور ٢٥ رمضان کو کتل پرندہ کی راہ سے پنجشیر کی طرف مراجعت کی۔ اثناے راہ نوردی میں برف و باد و دمہ سے بہت گھوڑے اور آدمی ہلاک ہوئے اور برف کی کثرت سے لشکر کتل سے نہیں گذر سکا۔ رات بڑی مصیبت سے کاٹی صبح کو وہان جہان لشکر نے بہت تھین منزل کی راجہ کی مدد کو فریدون آگیا اوزبکون نے یہ سنکر کہ راہ بند ہے اور راجہ الٹا جاتا ہے ہجوم کیا اور ایک سخت لڑائی لڑی۔ اوزبکون سے زیادہ راجپوت مارے گئے مگر راجپوتون نے بہادری کرکے اوزبکون کو بھگا دیا۔ اور دو کروہ انکا تعاقب کیا اوزبک ندامت کے ساتھ سلامت چلے گئے۔ راجہ حدود پنجشیر مین آگیا۔

اوائل شعبان مین بادشاہ کشمیر سے روانہ ہوا۔ سب جگہ سیر و شکار اور داد دہی کرتا ہوا اور برف و باران کی تکلیفین اوٹھاتا ہوا طی منازل کرکے اوسط رمضان مین لاہور مین داخل ہوا۔

٢٩ شوال ١٠٥٥ھ کو نورجہان نے جو دو لاکھ روپیہ سالیانہ پاتی تھی اس دنیا سے کوچ کیا کہتے ہین کہ خاوند کے مرنے کے بعد سواے سفید لباس کے کوئی اور لباس نہین پہنا۔ مجالس شادی مین وہ اپنے اختیار سے نہین جاتی مگر یہ اکراہ خاطر۔ اس نے اپنی باقی زندگی اپنی رفیق آخرت کے سوگ مین گذاری اس نے لاہور مین آصف خان کے مقبرہ کے پہلو مین اپنا مقبرہ تیار کرا یا تھا اسمین مدفون ہوئی۔

یہ مقبرہ روضہ جہانگیر کے جلوخانہ کے غرب مین روضہ کے دروازہ کے آگے تھا اُس کا
گنبد سطح سے پانگار تک مثمن تھا۔ قطر اسکا پندرہ ذراع اضلاع ہشتگانہ
مین اندر کی طرف آٹھ نشیمن اور باہر کی طرف آٹھ پیش طاق ہر ایک طول مین سات
گز اور عرض مین چار اور ارتفاع مین گیارہ بطرح نیم مثمن اس عمارات کا ازارہ
اندر کی طرف سنگ مرمر کا ہے اور باہر کی جانب سنگ ابری کا روہی کار
اسکے اکثر سنگ مرمر کی کچھ سنگ ابری اور سنگ زرد اور اور طرح کے پتھرون
کی۔ چبوترہ اور صورت قبر مین جو اسکے اوپر ہے انواع انواع کے رنگین پتھرون
سے پرچین کاری کی ہے اور آیات قرانی اور اسماء الٰہی بطریق پرچین کاری
کے اسمین منقش ہین۔ عمارت کا فرش طرح طرح کے پتھرون کا ہے جنمین گرہ بندی
ہے گنبد کے گرد مثمن چبوترہ ہے جسکا قطر ساٹھ ذراع ہے کہ سراسر سنگ سرخ
کا بنا ہوا ہے اسکے جہات اربعہ مین چار حوض ہین جنمین سے ہر ایک کا طول
نو ذراع اور عرض ساڑھے سات اور یہ عمارت چار چمن کے وسط مین
بنائی گئی ہے جسکا طول و عرض سو ذراع تھا اس مقبرہ اور روضہ جہانگیر کی
شرقی دیوار مشترک ہے اس مقبرہ کے ضلع غربی مین ایک مسجد ہے اور اوس کے
شرق مین ایک عمارت قرینہ مسجد ہے جنوبی سمت مین وسط مین ایک دروازہ ہے
یہ تمام عمارت چار سال مین تین لاکھ روپیہ کی لاگت مین تیار ہوئی ہے۔

شہزادہ مرادبخش کا بلخ و بدخشان کی تسخیر کے لیئے روانہ ہونا۔

آن ہی دنون مین راجہ جگت سنگہ کا مرحلہ عمر ختم ہوا اس کا بیٹا راج روپ
اسکی جگہ مقرر ہوا اور اسکو قلعہ چوبی کی حراست سپرد ہوئی جو اسکے باپ کا بنایا
ہوا تھا + آخر ذی الحجہ مین پادشاہزادہ مرادبخش پچاس ہزار سوار اور دس ہزار
تفنگچی و تیرانداز و باندارہ پیادون اور بہت توپخانون کے ساتھ بلخ و بدخشان
کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا اور نامدار امرای کارزار دیدہ کارطلب رزم جو
کو یمین و یسار کا ہراول مقرر کیا اور علی مردان خان کے ساتھ جو سردار تھے

انکو اور جواب بھیجے انکو بلاکر سات فوجین بنائین اور انکے سات عمدہ سردار بنائے
پہلے نجابت خان و مرزا خان و عبد اللہ خان و شیخ فرید و قطب الدین خان
کوکہ و ذوالقدر خان و ملتفت خان اور ہر ایک کے ساتھ سات امیر نامی تعینات
کیے اور سادات رزم جوے بارھہ اور نامدار راجپوتون کو ہراول اور سردار
مستقل مقرر کیا۔ امراء اور روشناس منصبدار چار سو ستر شمار مین اس لشکر کے ساتھ
تھے۔ سات لاکھ روپیہ اور دو ہزار گھوڑے سرکار سے ہمراہ کیے کہ بروقت کام مین
آئین اور حکم ہوا کہ ابھی ہوا سرد ہے اور برف کی شدت سے جانے مین اور راہون
سے لشکر کو تصدیع ہوگی۔ امراء کو چاہیئے کہ وہ گھکرون اور حسن ابدال کی
ملک مین اور جہان علف زار امراء دیکھین چند روز توقف کرین اور مختلف کوتلون
کی راہ سے لشکرون کا گذر ہو۔ جب سارا لشکر کابل مین جمع ہو جاوے و قلیچ خان
و خلیل اللہ خان اپنی اپنی فوجین لیکر پیشتر ہراول ہو کر اول حصار شادمان کو
بعد ازان حصن بخوبند کو تصرف مین لائین بعد ازان بے نفاق سے قندز اور
بلاد بدخشان کے فتح کرنے مین مشغول ہوون بدخشان کے فتح ہونے کے بعد
بلخ کی فتح کی طرف مصروف ہوون۔

قحط پنجاب۔

پادشاہ کو معلوم ہوا کہ ملک پنجاب مین کمی آب اور افواج کی گرد آوری سے
غلہ اس مرتبہ گران ہو گیا ہے کہ آدمی اپنے فرزندون کو بیچتے ہی نہین بلکہ ذبح کر کے
کھاتے ہین تو پادشاہ نے حکم دیا کہ دس جگہ لنگر خانے جاری ہوون اور ہر ایک لنگر خانے
مین دو سو روپیہ روز کی خوراک پختہ و خام تقسیم ہوا اور پچاس ہزار روپیہ بطور عنایت
دردمندون کو دیا جاے۔ جہان جس کسی نے اپنے فرزندون کو بیچا ہے ان کو
پیدا کر کے سرکار سے زر ادا کر کے مسلمانون کے فرزندون کو انکے ماں باپون کے
پاس بھجوا دین۔

شاہ ایران پاس بادشاہ کا سفیر بھیجنا

اگرچہ شاہ ایران اور پادشاہ کے درمیان شاہ صفی کی وفات کے وقت سے

رشتہ محبت ٹوٹ گیا تھا - لیکن بادشاہ نے جان نثار خان کو نامۂ تہنیت و تعزیت اور ایک لاکھ بچاس ہزار روپیہ کے جواہر اور بچاس ہزار پارچہ کشمیر و بنگالہ و احمد آباد وغیرہ کل دو لاکھ روپیہ کے شاہ عباس پاس روانہ کئے اور نامہ مین یہ معذرت لکھی کہ یار وفادار علی مردان خان جو اس درگاہ میں آیا اسکا سبب جب دولت اور جاہ نہ تھا بلکہ حسد پیشیون شرارت سرشت غرض پرستون کی شرارت تھی اور شاہ ایران کو یہ بھی لکھا کہ محمد علی پسر کلان علی مردان خان کو بھیجدیجے جو ابتدا مین حاسدونکی تہمت سے شاہ صفی نے طلب کیا تھا اور اُسنے بھیجدیا تھا -

۱۸ صفر ۱۰۵۶ھ کو لاہور سے بادشاہ کابل کو روانہ ہوا جعفر خان کو پنجاب کا صوبہ دار کیا - اعظم خان کو جس کا بیٹا التفات خان باپ کی فوج کے ساتھ آ گئے روانہ ہوا تھا اوسکو بسبب کبر سنی کے کشمیر روانہ کیا - بادشاہ نے حسن ابدال مین اگر شاہزادہ مراد کو فرمان بھیجا کہ وہ اپنے لشکر کو ساتھ لیکر کابل کو آگے روانہ ہو اس فرمان آنے پر بادشاہزادہ - ۲۶ ربیع الاول ۱۰۱۶ھ کو امیر الامرا کے ساتھ پشاور سے روانہ ہوا چند منزلین طے کی تہیں کہ راہونکو برف سے پاک صاف کرنے کے لئے اور دشوار گذار گہاٹون کے ہموار کرنیکے واسطے اور پلیون کے باندہنے کے لئے امیر الامرا آگے روانہ ہوا نہم ربیع الثانی ۱۰۵۶ھ کو بادشاہزادہ کابل میں آیا اور یہان سے چلکر موضع منار مین خیمہ زن ہوا بادشاہ غرہ ربیع الثانی کو آب نیلاب کے پل سے اُترا اور پانچوین کو پشاور مین آیا - علی مردان خان نے یہان آ کے ارک مین ایک مکان بنایا تھا اسمین بادشاہ اترا - یہ مکان بطرز ایران بنایا تھا - وہ بادشاہ کو پسند نہ آیا - مگر پشاور مین اس نے جو چارون طرف بازار مسقف گچ کی بطرح مثمن بغدادی بنائے تھے اوسکی بادشاہ نے تعریف کی اور اوسکی نقل مکرمت خان ناظم دہلی پاس بھیجی جو قلعہ کی عمارت کا اہتمام کرتا تھا اور اوس کو حکم دیا کہ اوسکے مطابق قلعہ کے اندر

+۱۰ جانا کابل کو لاہور سے ۱۰۵۶ھ

ضابطہ داغ +

ایک بازار جو دولتخانہ خاص و عام کے جلو خانہ کے دروازہ سے اس دروازہ تک کہ شہر کی طرف کھلتا ہے بنوائے باغ خضر خان میں آٹھوین ربیع الثانی ۱۰۵۶ کو جشن قمری وزن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا ستاون وان سال ختم ہوا ضابطہ سلطنت یہ ہے کہ اگر ہندوستان کے صوبہ میں منصب دار جاگیر رکھتا ہو اگر وہ اسی صوبہ کے تعیناتیون میں سے ہو تو اپنے تابینیون میں سے سوم حصہ کو داغ لگوائے سہ ہزاری ذات سہ ہزار سوار ایک ہزار سوار کو داغ لگوا اور اگر ہندوستان کے صوبون میں سے کسی دوسرے صوبہ میں کسی مہم میں مامور ہو تو چہارم حصہ کو داغ لگائے چار ہزاری چار ہزار سوار ایک ہزار سوار کو داغ لگوائے مگر جب لشکر بلخ و بدخشان کے لئے معین ہوا جو ہندوستان سے بہت دور ہے تو بادشاہ نے یہ ضابطہ مقرر فرمایا کہ جبتک یہ لشکرکشی رہے منصبدار اپنے تابینیون کے پانچوین حصہ کو داغ لگوائے پنجہزاری پانجہزار سوار ایک ہزار کو داغ لگوائے اگر حاصل جاگیر اوس کا دوازدہ ماہہ ہے تو تین سو سوار سہ اسپہ چھہ سو دو اسپہ و سو یک اسپہ اور اگر یازدہ ماہہ ہے تو ڈھائی سو سہ اسپہ اور پانسو دو اسپہ اور ڈھائی سو یک اسپہ اور اگر دہ ماہہ ہے تو آٹھ سو دو اسپہ اور دو سو یک اسپہ اور اگر نو ماہہ ہے تو چھہ سو دو اسپہ و چار سو یک اسپہ اگر ہشت ماہہ ہے ساڑھے چار سو دو اسپہ ساڑھے پانچ سو یک اسپہ اگر سات ماہ ہے تو ڈھائی سو دو اسپہ و ساڑھے سات سو یک اسپہ اور اگر ششماہہ ہے تو سو دو اسپہ و نو سو یک اسپہ اور اگر پنج ماہہ ہے تو کل یک اسپہ جس وقت منصبدار کے سواران دو اسپہ و سہ اسپہ مقرر ہو جائیں تو بقدر سواران دو اسپہ سہ اسپہ کے سواران برآورد کا سے دو چند داغ کرائے مثلاً پنجہزاری پنجہزار سوار تمام دو اسپہ و سہ اسپہ

جنگی تیول کا حاصل دوازدہ ماہہ ہو جیسہ سو سوار سہ اسپہ کو داغ گرائی اور بارہ سو
سوار دو اسپہ کو اور دو سو سوار یک اسپہ کو اور علی ہذا القیاس لشکرون کو تعین کرنے
کے وقت بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ منصبداری نقدی اور تیرانداز احدیون اور
برقنداز سوارون اور تفنگچی پیادون کو اور شاگرد پیشہ کو سہ ماہہ پیشگی دیدین اور
جاگیردارون کو جنکے داغ کے موافق حاصل جاگیر مقرر ہین تیول کے حاصل کا
چوتھا حصہ جو سہ ماہہ ہوتا ہے برسم مساعدت خزانہ سے تنخواہ دیدین تاکہ
خرچ کی تنگی نہ ہو۔ بعض نے دار السلطنت مین وجہ مذکور نہ پایا تھا گیا تو لشکر
اس سبب سے کیا اس وجہ سے کہ کتل دراہ مین برف بہت پڑی تھی اُس سے گذرنا
مشکل تھا۔ جانے مین توقف کر رہا تھا اور برف کی تخفیف کا انتظار کھینچ رہا تھا
بادشاہ نے دار کو سعد اللہ خان کو حکم دیا کہ بہت جلد کابل جاے۔ بادشاہزادہ کو
کچھ نصائح کہلا بھیجوائین اور حکم دیا کہ جن لوگون نے بطریق پیشگی مساعدت نہین پائی انکو جلد
وہ دیدے کہ پھر کسی کو عذر چلنے مین نہ رہے۔ خافی خان لکھتا ہے کہ اس عہد مین
جاہ و منصب کے متلاشی غور کرین کہ اس عہد مین کیا خیر و برکت تھی اگر اس زمانہ مین
خدانخواستہ ایران اور توران کی طرف مہم ہو اور ہفت اقلیم سے غنیم کا ہجوم
خلق عظیم پیدا کرے تو بیچارے منصبدار اور جاگیردار کیا کرین جنکا نام بے نشان لیا
جاتا ہے انمین سے سو تین جو دو صاحب طالع کہلاتے ہین انکو شاید روٹی کا ٹکڑا
جاگیر و منصب سے ملتا ہو۔ باقی سب کا کام فقر و فاقہ و گدائی و خفت سے
چلتا ہے اور جنکے نام نقدی ہے انکی طلب سال دو سال کی چڑھی ہوئی ہے
بالغرض انکے فقر و فاقہ کے حال سے بادشاہ کو اطلاع واقعی ہو اور ایسی مہم بھی پیش
ہو وہ یہ چاہے کہ تین چار مہینے کی طلب انکی چڑھی ہوئی طلب مین سے
دیدون اور خدا ترس و حق پرست وزیر بھی اسمین ساعی ہو تو خزانہ کے خالی
ہونے کے اور زر کے بہم نہ پہنچنے کی سبب سے اور منصبداران محال کی کثرت سے

یہ خیال فاسد ہے کہ وہ برسون کے سوختہ دلون گدا پیشون منصبدارون کی تمنا سے عہدہ برآ ہو سکین فقط بادشاہ نے سعد اللہ خان کو مکرر فرمایا کہ اگر بادشاہی سپاہیون مین سے کوئی ایک بھی خرچ و بار برداری کے نہ ہونے کے سبب سے پیچھے رہ جائیگا روز جزا مین اوراس زمانہ مین تجھ وزیر سے اوسکی بازخواست ہوگی بادشاہ نے سزاولون کو پے ہم مقرر کیا کہ آدمیون کو لائین اور خزانہ سے تنخواہین پہنچائین اور اخبار نویسون کو تاکید فرمائی کہ بے کم و کاست روئداد لکھتے رہین۔

مراد بخش کا چاریکاران سے بدخشان کو راہی ہونا اور راہون کا صاف کرنا۔

جب ہراول کتل طول پر پہنچا۔ یہ کتل اس سرزمین مین نہایت قلب ہی تو خبردارون نے خبر دی کہ کتل سے نیچے ایک گروہ تا کہ مین چار ذراع اور بعض جگہہ کمر تک برف چڑھا ہوا ہے تین ہزار بیلدار و تبردار و سنگتراش مع محصلان شایدمخنت دیدہ کے تعین کیئے اور کئی ہزار مددگار دہات سے جمع کیئے اور سپاہ نے بھی اپنی عبور کی آسانی کے لیئے کمر مین دامن کس کر برف روبی و برف کوبی مین ہمت صرف کی اور دو روز اور ایک شب مین رات دن چراغون کی روشنی مین دو تین ذراع رستہ صاف کیا جسمین اونٹ بوجھہ سمیت چلا جائے باقی برف کو کوٹ دیا کہ اسکے اوپر سے لشکر چل سکے لیکن پھر بھی بیل و بیلدار کا کام باقی رہا۔ راجہ بیتھلداس اور اصالت خان کہ ہمیشہ ہراول ہوتے تھے گھوڑون سے اوتر کر درہ مین آتے تھے اور آدمیون سے فرماتے تھے کہ راہون کو جیسا کہ چاہیئے صاف کرو اور بہر لحظا انعام دیکر ترغیب دیتے تھے اور بکمال خوشدلی سے انسے کام لے کر راہون کے پاک صاف کرنے مین کوشش کرتے تھے اور خود بھی زور و روشنی یاد بہ برف کو سپرون اور دامنون مین اوٹھاتے تھے کہ اورون کی دلدہی ہو۔ غرض خود خوب کام کرتے تھے اور اورون سے کام لیتے تھے۔ سہ پہر تک برف کے صاف کرنے مین اوقات صرف کرتے تھے اور آخر روز مین دو نو سردار کتل سے گذرے۔ بہادر خان اور اور راجے اور ایک اور بہادرون کی جماعت کرلوہ سے نیچے آئے۔ غرہ جمادی الاولی ۱۰۵۵ھ سے

آٹھوین تک کتل سے نیچے فوج کے تمام سردار اور لشکر آدمی اُتر آئے اور سب مل گئے
لیکن اس ہفتہ مین کارخانے نہین اُتر سکے ۔

خسرو خان پسر دوم نذر محمد خان بدخشان و قندوز مین تھا اوزبکیہ نے گھوڑے اونٹ و گوسفند و غلہ اور تمام گھر کے اسباب پر اور وہان کے آدمیونکی ناموس پر دست تعدی دراز کیا جامع مسجد کو جلادیا اور سادات کی جماعت کو قتل کیا اور نذر محمد خان اپنے حال مین ایسا درماندہ تھا کہ بیٹے کی خبر نہ لے سکا تو اوس نے ناچار فرار بطریق ایلغار کرکے اور تین ہزار خانہ دار کے ساتھ بادشاہزادہ پاس آنے کا ارادہ کیا خسرو کا عمدہ نوکر محمد صدیق مع عریضہ کے جسمین ارادۂ ملازمت کا اظہار تھا آیا ۔ بادشاہزادہ نے اصالت خان کو حکم دیا کہ استقبال کے طور پر جاکر حقیقت سے مطلع ہو جس صورت مین کہ اسکا ادعا واقعی ہو تو اوسکے ہمراہی کے آدمیون اور رعایا کو چھوڑکر خسرو خان کو مع اوسکے بیٹے محمد بدیع و مخصوصون کے ملازمت کے لئے لے آئے ۔ جب خسرو خان نزدیک آیا امیر الامرا نے گھوڑے پر سوار اس سے ملاقات کی ۔ پھر بادشاہزادہ کی خدمت مین آیا مراد بخش نے دو تین قدم استقبال کیا اور بغلگیر ہوا اور اوسکا ہاتھ پکڑکر اپنی مسند کے کنارہ پر بٹھایا اور لطف و دلجوئی و خوشخوئی سے اوسکی ملامت کے اشک کو اور کرب کے عرق کو چشم و جبین سے پاک کیا اور ایک جمدہر مرصع و یک تقوز پارچہ اور نو گھوڑے و یک فیل مع حوضہ نقرہ اپنی طرف سے اور پچاس ہزار روپئے بادشاہ کی طرف سے تواضع کیئے اور امیر الامرا نے سات گھوڑے دئے اور سات تقوز پارچہ اور سال کیئے ضیافت و مہمان پرستی کے بعد اوسکو بادشاہ پاس روانہ کیا ۔ بادشاہ پاس جب وہ آیا تو مرحمت خان اوسکی مہمانداری کے لئے اور اوسکے لانے کے لئے مقرر ہوا اور اوسکے ساتھ فرمان اور چار گھوڑے خاصہ مع زین طلا دینا و یک پالکی اور چار ڈولی مع ساز طلا و نقرہ اور بیس تقوز پارچہ روانہ کیئے ۔ خسرو پاس مرحمت خان آیا ۔

خسرو خان پسر دوم نذر محمد خان کا بدخشان سے بادشاہزادہ کے پاس آنا +

بادشاہ کے پیغام سُنائے آداب ملازمت و ملاقات کے تعلیم و تلقین کئے۔ جب وہ دولتخانہ مین داخل ہوا تو بادشاہ نے اوسکو خلوت خانہ میں بلایا خسرو آداب بجالا کر پابوس ہوا بادشاہ نے دست شفقت اوسکی پیٹھ اور سر پر رکھا اور بیٹھنے کا حکم دیا اسکے غمدیدہ محنت کشیدہ دل کا مرہم لطف سے علاج کیا خلعت وغیرہ اور منصب ششش ہزاری و ہزار سوار عنایت کیا دو ہاتھی اور پچاس ہزار روپئے عنایت کئے۔ اور خان دوران خان کی حویلی میں اوسکے کل مایحتاج کے کارخانے فرش وظروف سے مہیا کردیئے اور اوسکو وہان اوتارا۔

شاہزادہ مرادبخش نے بادشاہ کے حکم کے موافق قلیج خان و خلیل اللہ خان و مرزا نوذر صفوی کو چاریکاران سے کھمرد اور غوری کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ کوچ بکوچ اونھون نے منزلین طے کین اور بڑے بڑے دشوار گذار مکانون سے گذرے۔ بلخ سے سوداگر آتے تھے اونکی زبانی راہ میں معلوم ہوا کہ اوزبکون کو بادشاہی لشکر کے آنے کی خبر نہیں ہے اس لئے خلیل بیگ جلد روانہ ہوا کہ حصار کھمرد کو اوزبکون سے بے خبر جاکر لے لے۔ ۱۰ جمادی الاولی ۱۰۵۶ھ کو وہ کتل دندان شکن پر آیا بادشاہی لشکر کی خبر سُنکر قلعہ کے آدمیون کے ہاتھ پانون بھول گئے اور بہانے بنا کے چلتے بنے جب بادشاہی لشکر نے قلعہ کھمرد پر آلات قلعہ کشائی چلائے تو قلعہ نشینون نے چند تفنگ چلائے ایک سوار اور ایک آدمی خلیل بیگ (خلیل خان) کا مارا گیا اور چند آدمی زخمی ہوئے کہ اہل حصار نے کہا کہ اگر امان دو اور جان بخشی کرو تو قلعہ لے لو۔ خلیل بیگ نے امان دیکر قلعہ لے لیا اور وہی بادشاہ کی طرف سے یہان قلعہ دار مقرر ہوگیا قلیج خان و خلیل قلعہ سے خاطر جمع کرکے غوری کو روانہ ہوئے جب لشکر غوری کے پاس پہنچا تو حصن غوری کے حارس قباد میر آخور نے کمتر آویزو ستیز کرکے گریز اختیار کی اور بکیم نے اثناء گریز مین لشکر شاہی پر تیر باران کیا اور قلعہ مین داخل ہوگئے

کھمرد و غوری کا فتح ہونا +

لشکر شاہی باشندوں کو بھگاتے ہوئے انکے پیچھے آیا اور پیادہ ہو کر قلعہ کے دروازہ پر حملہ آور ہوا دونوں طرف سے تیر و تفنگ نے آتش پیکار کو روشن کیا۔ لشکر شاہی دروازہ کو توڑ کر حصار میں گیا۔ قباد ارک میں گیا اور جب ارک بادشاہی لشکر نے لے لیا تو وہ ایک حویلی میں گھسا۔ لشکر شاہی نے اُس حویلی کی فتح کا ارادہ کیا تو قباد نے مع پانسو آدمیوں کے اطاعت اختیار کی۔ خلیل خان نے اسکو مع اسکے چار بیٹوں اور کل اہل عیال کے بادشاہ پاس بھیجدیا۔

بادشاہزادہ مراد بخش ۷ جمادی الاولی کو کتل طول سے گذرا اور امیر الامرا کے ساتھ قندوز کی طرف روانہ ہوا اور امیر الامرا کی صوابدید سے اصالت خان کو مع فوج آگے روانہ کیا کہ وہ قندوز میں جائے۔ خود ۱۸ کو قندوز کے باہر آیا۔ قندوز کے آدمی اوزبکوں اور الامانوں کے ظلم و ستم سے ایسے عاجز ہو رہے تھے کہ وہ لشکر شاہی کو دیکھکر بڑے خوش ہوئے اور سمجھے کہ ہمارے بھلے دن آئے ہیں۔ اس بیان کی شرح یہ ہے کہ جب خسرو کو دریافت ہوا کہ شاہ محمد قطغان اور اور فتنہ گر یا قوں کے گروہ کے ساتھ دریاے آمو یہ سے گذر کر قندوز کے تاراج کے ارادہ سے روانہ ہوئے ہیں تو وہ بادشاہ کے پاس چلا گیا جسکا اوپر ذکر ہوا۔ جب خسرو چلا گیا تو شاہ محمد اور اوزبک اور الامان قندوز میں آئے اور رعایا کو خوب لوٹا۔ بہت بے گناہوں کو مارا انکے عیال اور اطفال کو مقید کیا۔ جو کچھ مال اسباب انکا ظاہر میں دیکھا چھین لیا۔ قلعہ کے اندر مسجد جامع اور مکانات کو جلا دیا۔ ۱۸ جمادی الاولی تک وہ یہی کام کرتے رہے جب لشکر شاہی آیا تو دریا قندز سے پار ہو کر فرار ہو گئے اور آسنا بہ امام کی طرف متفرق ہو گئے ہزاروں بندگان خدا جو انکے ظلم سے درختزاروں اور غاروں میں چھپے تھے اور قندز کے مضافات کے رہنے والے جو کوہسار کے دروں میں گھُسکر خوف سے بید کی مانند لرز رہے تھے

ورود شاہزادہ مراد بخش در قندوز و فرار اوزبکان و الامانان سنہ ۱۰۵۶

اُنکو اوزبکون کے ظلم سے رہائی ہوئی قندز پر پادشاہی قبضہ ہوا ہزار ہا رعایا ننگی جنکے
بدن پر ایک لتہ نہ تھا اور بھوکی جنکے مُنہ مین دانہ نہ گیا تھا پادشاہزادہ کے روبرو دعا
دیتی ہوئیں آئین - شاہزادہ نے ایک لاکھ حالی (پچیس ہزار روپیہ) اور چار سو ذرعہ
پارچہ نیمہ تمدا انکو مرحمت کیا - راجہ راجروپ اور سید اسد اللہ کو سپاہ کے ساتھ قندز
مین متعین کیا اور قلعہ کی ضروری چیزون کے لئے دو لاکھ روپیہ راجہ کو دیے - یکم
جمادی الاول کو لشکر بلخ کو روانہ کیا اسی تاریخ مین وہ نامہ جو شاہجہان نے نذر محمد خان
کو بطریق پند و نصائح و اثبات تقصیرات لکھا تھا پادشاہزادہ پاس قندز مین آیا پادشاہ
نے پادشاہزادہ کو لکھا تھا کہ اسکے مضمون پر مطلع ہوکر نذر محمد خان پاس وہ بھجوا دے اوّل
تقصیر جو نذر محمد خان سے ہوئی تھی یہ تھی کہ جنت مکانی کے ایام شورش مین اوس نے
سرحد کابل کی ملک و مال و رعایا مین خرابی کی اور انپر تعدی و بیرحمی کی وہ صفحہ
روزگار پر دور آخر تک قائم رہیگی پھر جب خواب غفلت سے وہ ہوش مین آیا تو اس نے
عذر آمیز رسل و رسائل کے ارسال سے عفو جرائم کی التماس کی مگر دل مین کچھ اور تھا
اور زبان پر کچھ اور - باوجودیکہ ندامت و خجالت کا اظہار اور اطاعت کا ادعا
کیا - مگر پادشاہ نے اسکو جس کام کرنے کو کہا اسمین صریح اغماض کیا چنانچہ وقاص حاجی
کے باب مین پادشاہ نے پیغام بھیجا کہ وہ پناہ ہماری درگاہ مین لایا ہے اور بندہای
پادشاہی کے جرگہ مین داخل ہوا ہے اسکے فرزندون اور ناموس کو بلا آفت جانی
و مالی حضور مین روانہ کرو - مگر اسنے برخلاف اسکے عمل کیا اور اسکے عیال کو ایسا تنگ
کیا کہ منکوحہ اسکی مع دختر کے زہر کھا کر مرگئی اس خبر کو سنکر وقاص حاجی بیمار ہوا
اور غم و غصہ کے مارے مرگیا - خردمندون اور گمراہون کے طریقون مین یہ تفاوت
ہوتا ہے کہ جن ایام مین کہ میر خلیل اللہ مع اپنے بیٹے میر میران کے شاہ عباس سے
آزردہ ہوکر بطریق فرار کے جنت مکانی (جہانگیر) کے پاس آیا ہے اور اپنے
پوتون اصالت خان اور خلیل خان کو خردسالی کے سبب سے اپنے ساتھ اس

پریشان روزگاری مین نہین لاسکا تو جنت مکانی نے شاہ عباس کو لکھا کہ انکو بھیجدے اسلئے سرانجام ضروری کے ساتھ باعزاز تمام انکو بھیجدیا جس سے محبت بڑھ گئی ایسے ہی علیمردان خان جو بادشاہ پاس آگیا تھا اسکا بڑا بیٹا محمد علی شاہ ایران پاس بطوریرغمال کے تھا۔ بادشاہ نے اسکو بلایا تو بلا توقف شاہ ایران نے بھیجدیا۔ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + باوجود ان تقصیرات کے بادشاہ کے دل مین آیا کہ اگر وہ ہماری جناب مین رجوع کرے تو اسکی اعانت مین کوشش کرکے اسپر ظالمون اور شریک ولستون کے ہاتھ کو کوتاہ کرین اور بدخشان کی محافظت کے واسطے شائستہ افواج بھیجدین اب بھی کچھ نہین گیا ہے۔ اگر وہ ہماری عنایات سابق ولاحق پر خیال کرکے ہماری درگاہ کی طرف رجوع کرے تو اسکو زیادہ ندامت نہوگی اور اسکا ملک اسکو واپس رہیگا۔ امیرالامراء نے یہ نامہ اسحاق بیگ بخشی کابل کے ساتھ نذر محمد خان پاس روانہ کیا اسکا مضمون یہ تھا کہ . . . . . . دارالسلطنت لاہور مین تمہارا خط جو بندہ کے ہاتھ تمنے بھیجا تھا ہماری نظر سے گذرا وہ مطلب سے خالی تھا اسمین تمنے اپنا واقعی حال نہین لکھا تھا نامہ کا لکھنا یگانگی تھی اور اوسکی بنا اتفاق پر تھی مگر اس زمانہ کے حقائق و اوضاع و اطوار کو اور ناسپاس حق ناشناس فرقہ کی بے راہی کا نہ لکھنا بیگانگی تھی اور اسکی بنا عدم وفاق پر تھی حالانکہ آج کل مصادقت کا وقت ہے نہ مجانبت کا۔ بہرکیف جب یہ تحقیق ہوا کہ اوزبکون اور المانون نے بغاوت کی ہے اور تمہارے ساتھ بے ادبی کی ہے اور تمہارا حال ایسا تنگ کیا کہ سوائے قلعہ بلخ کے کوئی اور ملک تمہارے پاس نہین چھوڑی ہے اور یہان ضعیفون اور مسکینون کو پامال کیا ہے اور انکے ناموس کو برباد کیا ہے امن امان کا نشان تک نہین رکھا ہے سادات اور اہلبیت کو قتل کیا ہے اس سبب سے کیا . . جانبین کی مروت و محبت کے سبب سے اور کیا حمیت دین اور مسلمین کے حال ترحم کی وجہ سے کیا خدا کی اس نعمت کے شکر کے

لحاظ سے کہ اس نے ہمکو مزید تمکنت و شوکت سے اعتبار بخشا ہے دار السلطنۃ لاہور
سے کابل میں ۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۵ کو پہنچے اور اپنے بیٹے مراد بخش کو بہت لشکر و سامان
دیکر بدخشان کی طرف روانہ کیا کہ جہان وہ سرکش جماعت کو پائے سزا دے
اور نہیں تو آگے بڑھکر فساد کیش جماعت کی تنبیہ اور تباہ اندیش طبقہ کی تادیب
کرے خواہ وہ بلخ و بدخشان کے المان یا اور کافر نعمت ہوں انہوں نے
تمہیں پور دودمان چنگیزی پر حملہ کیا ہے کلہاڑی اپنے پاؤں میں آپ ماری
ہے اور اپنے مذہب سے برگشتہ ہو گئے ہیں جسطرح امداد شاہزادہ سے طلب
کروگے وہ اسکے انجام دینے میں قیام کریگا ہمنے تمکو دوست سمجھ کر یہ خط لکھا ہے
اور شاہزادہ سے کہدیا ہے کہ وہ آپ کے حکم کے موجب کارگذار ہو جب ہم نے
شاہزادہ خسرو تمہارے بیٹے پر جو عاجز ہو کر ہمارے پاس آیا اس قدر خاطر و
تواضع کی تو تم اگر اتحاد سے پیش آؤگے تو کس قدر عنایت تم پر ہوگی والسلام
شاہزادہ مراد بخش و امیر الامرا علی مردان خان لشکر کے ساتھ ۱۳ جمادی الاولی
سنہ ۱۰۵۶ کو منزل بمنزل بلخ کی طرف چلے ۲۴ جمادی الاولی کو جگدلک میں آئے
جو جیحون کے کنارہ پر ہے جگدلک سے خلم بارہ کروہ ہے اکین ریگ بوم بے آب و
آبادانی کے ہے۔ ڈیڑھ پہر رات گئے جگدلک سے روانہ ہوئے اور ۲۵ کو
ڈیڑھ پہر دن چڑھے خلم میں آئے چونکہ سیاہ پہاڑوں اور سنگلاخوں کو
طے کرتی ہوئی کابل سے چلی آتی تھی اور بعض منزلوں میں بھوکی پیاسی رہی تھی
منزلیں کئی کئی کروہ کی طے کرتی تھی ہر کروہ پانچہزار ذراع کا اور ہر ذراع ۲۴
انگشت شخص مستوی الخلقت کا ان کڑی منزلوں میں کم بضاعت شکم پرور آدمی مرگئے
خلم سے کہ بلخ سے تین منزل ہے۔ پادشاہزادہ نے نامہ مذکور اسحاق بیگ میر بخشی صوبہ
کابل کے ہاتھ نذر محمد خان پاس بھیجا۔ جب نذر محمد خان پاس یہ نامہ گیا تو اُس نے
اس نامہ اور نامہ بر دونوں کا احترام کیا اور بہت خوش ہو کر یہ کہا کہ پادشاہ

مجھ پر بڑا رحم کیا کہ ان جو رسگال ناسپاس حق ناشناسون کے پنجے سے مجھے نکالا مجھے تازہ زندگانی مل گئی جسوقت شاہزادہ یہان آئیگا مین تمام بلخ و بدخشان اسکو حوالہ کرکے بادشاہ پاس کابل جاؤنگا اور اس قبلہ و کعبہ کی دستگیری سے بیت اللہ روانہ ہونگا۔ نامہ کے جواب کو بادشاہزادہ کی ملاقات پر موقوف رکھا اور اسحاق کو اپنے پاس شاہزادہ کے آنے تک روک رکھا اسحاق بیگ کو نذر محمد خان کی حیرانی و پریشانی اور اوزبکون کی شوخی اور ملک کی شورش کو دیکھ کر یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہین نذر محمد خان کو لوگ مار ڈالین اور اس کے سارے اندوختون کو غارت کرین اسلئے اُسنے شاہزادہ کو لکھا کہ ایلغار کرکے یہان آؤ اسحاق بیگ کے آنے سے پیشتر نذر محمد خان نے جو حاجب بیگ اوزبک کے ساتھ شاہزادہ پاس اس مضمون کی عرضداشت لکھ کر بھیجی تھی کہ تمام ملک و دولت مین آپ کو تفویض کرتا ہون مجھے دو تین روز کی مہلت دیجے کہ مین حجاز کے سفر کا سامان درست کرکے شہر سے باہر آؤن شاہزادہ اور امیرالامرا نے اسکو فریب جانا مگر جب اسحاق بیگ کا نوشتہ بھی آگیا تو ایک ہی رات مین گیارہ گروہ کی منزل طے کرکے بادشاہزادہ نے موضع بلاس پوش کو جو بلخ سے دو گروہ تھا لشکرگاہ بنایا اسحاق بیگ آیا اُس نے جو کچھ دیکھا وہ سب شاہزادہ سے مفصل حال عرض کیا۔ بعد نماز مغرب بہرام و سبحان قلی پسران نذر محمد خان مع اعیان بلخ بے اطلاع معسکر مین اصالت خان کے خیمے کے پاس آئے اور اسے اطلاع دی۔ اصالت خان نے کہا کہ اسطرح آنا نہین چاہیئے تھا اُس نے شاہزادہ کو اطلاع دی۔ ابھی وہ راہ دراز سے آیا تھا خیمہ مین فرش بھی نہین بچھا تھا اس لئے آنے والون کو کچھ دیر ٹھیرنا پڑا۔ بادشاہزادہ نے اونکو بلایا اور اپنی مسند پر بٹھایا اور اُن سے کہا کہ تم اپنے باپ سے کہدو کہ وہ جسطرح کی امداد و اعانت چاہیگا وہ کی جائیگی پھر انکو خلعت دیکر رخصت کیا۔

ار ۲۰ جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۶ھ کو شاہزادہ اور علی مردان خان لشکر کو لیکر کمال
شوکت و عظمت سے بلخ مین داخل ہوئے اس سرزمین کے باشندون نے کبھی ایسا
لشکر گران اس آرایش و نمایش کے ساتھ دیکھا نہ تھا بلکہ سُنا بھی نہ تھا۔ ہاتھیون
پر مخمل زربفت کی جھولین پڑی ہوئین اور برگستوان و پیرایے سیمین لگے ہوئے افواج
زرہ پہنے ہوئے یراق مرصع سونے کے اور گھوڑون کے ساز زرین و سیمین نشان
زرنگار اور پیادے تفنگچی نامدار اور بہت سے نقارے و علم اور کثرت سے خیل و حشم
سب دیکھکر گروہ سب دنگ رہ گئے پادشاہزادہ نے رستم خان کو محمد قاسم میر آتش
اور مردم توپخانہ کے ساتھ تعین کیا کہ قلعہ بلخ مین جاکر مداخل و مخارج کا ضبط
کرے اور زیردستون کی حراست کرے اور شہر پر تصرف کرے اور رعایا کے
حال پر ملال کی پرداخت کرے جو ازبکون کے ظلم سے نہایت شکستہ حال ہو رہی
ہے۔ شہزادہ خود دروازہ کے باہر مقیم ہوا۔ دوبارہ اسحاق بیگ کو نذر محمد خان
پاس بھیجا اور یہ کہلا بھجوایا کہ ہماری خاطر صحبت کی نگران ہے جسوقت آپ شہر سے
باہر آئین اطلاع فرمائین کہ مین استقبال کرکے ملاقات کو آؤن پھر آپ جس منزل
مین جائین فروکش ہون وہان مین آؤن اور دوسرے روز آپ کو اپنی منزل
مین بلانے کی تکلیف دون اور ضیافت کرون اور اگر بے تکلف اول روز میری
منزل مین آپ تشریف لائین تو دوسرے روز ہمکو اپنا مہمان بنائین اگرچہ
طرفین مین یہ باتین ہوئین جو اوپر لکھی گئین مگر پادشاہزادہ سے نذر محمد خان کے
بعض مقربون نے آکر عرض کیا کہ اسحاق بیگ نے جو خان کو پیغام دیا تو اثناے
مجلس مین متغیر ہوا اور انقباض خاطر کے سبب سے حضار مجلس کو کھانا کھلایا اور
خود نہ کھایا غالباً وہ کبرسن کے سبب سے متوقع تھا کہ پادشاہزادہ مجھے بزرگ سمجھکر
میرے ہان بے تکلف مہمان ہوگا غرض اصل حال معلوم نہین مگر خان آزردہ ہوگیا
اور اس لیے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ یہین زن و فرزند کو چھوڑا اور اپنے ارادہ کے چھپانے

کے لئے یہ مشہور کیا کہ وہ باغ مراد میں ضیافت کی تیاری کے لئے جاتا ہے خیمہ آگے
روانہ کیا اور مرصع پٹکا جسمین چند لعل لگے تھے کمر میں باندھا اور اس کے اوپر
زرہ اور زرہ پر زرہ پہنی اور کچھ زر و جواہر اور دو بیٹے سبحان قلی و تغلق محمد اور
چند اوزبک اور غلام ساتھ لئے ظہر کے وقت باغ صفا کی طرف چلا اور یہاں سے بھاگ
گیا۔ شہر بلخ کا حصار بہت وسیع تھا اسکا دور ساڑھے پانچ کروہ تھا۔ رستم خان و محمد قاسم
جو یہاں محافظت کے لئے آئے تھے اسکے آٹھون دروازون کا انتظام پورا
نہ کیا تھا۔ بعض دروازون پر آدمی متعین کئے تھے اور بعض پر آدمی بھیجے تھے امن اور
رفاہیت کے زمانہ میں خان کی سواری کوئی امتیاز نہ رکھتی تھی۔ اس وقت پریشانی کا
ذکر تو کیا ہے۔ بادشاہی آدمی اندر اور باہر کے اسکے فرار ہونے پر مطلع نہ ہوے۔
نماز پیشین کے بعد مقصود بیگ علی کیفیت حال پر مطلع ہوا اور امیر الامراء کو بھیجکر شاہزادہ سے
حقیقت کو عرض کیا اندر باہر اوزبکیہ اور فتنہ پردازون سے خالی نہ ہوا تھا اسلئے شاہزادہ
اور امیر الامراء نے اپنا جانا مصلحت نہ جانا۔ بہادر خان اور اصالت خان کو اسکے
تعاقب میں جلد روانہ کیا اور راجہ بیٹھلداس اور تمام راجپوت ہراول اور مہیس داس و
روپ سنگھ ورام سنگھ راٹھور راجپوت بے رخصت اس لشکر کے ہمراہ ہوئے اس
لشکر کے مقرر کرنے میں شاہزادہ اور امیر الامراء ایسے مصروف ہوے کہ نذر محمد خان کے
اموال کے جمع کرنے کی فرصت نہ ہوئی۔ رستم خان و محمد قاسم شاہزادہ کے حکم کے منتظر تھے
غرض اس عرصہ میں اوزبکون نے نذر محمد خان کا مال لوٹ لیا۔ بادشاہی آدمیون کو بارہ
لاکھ روپیئے کے مرصع آلات و طلا آلات و نقرہ آلات . . . . . . قریب
ڈھائی ہزار کے گھوڑے اور گھوڑیان اور تین سو اونٹ واونٹنیان ہاتھ لگیں نذر محمد خان
نے خست و بخل سے اور داد و دہش نہ کرنے سے اور جسجگہ جس طرح سے مال ہاتھ لگا اس کے
لینے سے جس قدر دولت جمع کی تھی۔ اسکی مقدار قرار واقع نہ معلوم ہوئی
وہ اپنے مال کو خود صندوقون میں رکھتا تھا اور ایک پرچہ میں اسکی تفصیل و

تعداد لکھہ کر ڈالدیتا تھا تا کسی تحویلدار کو اسپر اطلاع نہ ہو اور نہ اسکے دفاتر مین لکھا جاے۔ تخمینہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پاس ستر لاکھہ روپیہ کا اندوختہ تھا اسمین سے بارہ لاکھہ روپیہ سرکار شاہی مین آیا اور پندرہ لاکھہ روپیہ لٹ گیا کہ وہ قراپشی سے بلخ مین بھاگا تھا کچھہ روپیہ پر عبدالعزیز خان متصرف ہوا کچھہ اوزبکون اور المانون اور غارت گرون نے لوٹا۔ باقی ستائیس لاکھہ روپیہ مین سے اضطرار کے وقت اپنی سپاہ مین کچھہ صرف کیا لشکر شاہی کے داخل ہونے سے دس پندرہ روز پیشتر سے اوزبکیہ و المانیہ و قلماق اردستان نے جنکے دفع کرنے مین وہ درماندہ تھا اسکے سامنے روپیہ خیمہ لوٹتا تھا اگر وہ حجرون کے دروازہ پر پہرے بیٹھاتا تو پیچھے کو ٹل لگا کے چرا کے لے جاتے اور اگر پیچھے کا انتظام کرتا تو دروازے توڑ کر لیجاتے بادشاہزادہ اور امیر الامرا نے نذر محمد خان کے دو بیٹون بہرام اور عبدالرحمن اور رستم ولد خسرو کو طلب کرکے تینون کو لہراسپ خان و کرشاسف خان کے سپرد کیا اور ازواج و بنات۔ و جواری کی محافظت کے لیے معتمد آدمی مقرر کردیے شکر اللہ عرب کو شہر کا کوتوال مقرر کیا اور محلون اور بازارون کا انتظام سپرد کیا کل ولایت کا حاصل جو پہلے نذر محمد خان سے تعلق رکھتا تھا اور اب بادشاہ کے تصرف مین آیا استقلال اور آبادانی ملک کی اور المانون کی غارت کی موقوفی اور سال کی موافقت کی صورت مین جمیع وجوہ سے ایک کرور شاہی (پچیس لاکھہ روپیہ) کے قریب تھا اسمین سے بلخ اور اسکے مضافات کا حاصل ساٹھ لاکھہ شاہی (پندرہ لاکھہ روپیہ کے قریب) تھا بدخشان اور اسکے توابع کا محصول فصلون کے اچھے ہونے کی حالت مین دس لاکھہ روپیہ یا کچھہ زیادہ تھا مگر جب اس ملک کو اوزبکون اور المانون نے غارت کیا اور خان سراسیمہ بلخ مین آیا اور قلعہ نشین ہوا تو قلعہ بلخ سے وہ نکل نہ سکتا تھا انتظام کیا کرتا تو رفتہ رفتہ محصول نصف و چوتھائی رہ گیا۔ ماوراء النہر امام قلی خان سے متعلق تھا اسکا محصول

اسی قدر تھا مگر ملک کی قسمت کے وقت بڑے بھائی کا حصہ بہ اعتبار وسعت و حاصل
کے زیادہ تھا مگر نذر محمد خان کی پرداخت کے سبب سے کثرت زراعت اور توفیر عمارت
سے بلخ و بدخشان کا حاصل بڑھ گیا تھا اور ماوراءالنہر کا محصول وہان کی فرمان روائی کے
نارسائی اور بے پروائی سے بڑھا نہین بلکہ گھٹ گیا۔ بادشاہ کے پنجہزاری پنج ہزار
سوار دو اسپہ و سہ اسپہ مین سے ہر ایک تحصیل لاکھ روپیہ پاتے ہین سعد اللہ خان
و علی مردان خان کا تو کیا ذکر ہے ان دونون بھائیون کے نوکر علوفہ خوار ہفت
ہزار سوار تھے۔ بڑے بھائی کے چار ہزار اور چھوٹے بھائی کے تین ہزار جن کے
سردارون کی تنخواہ کی تفصیل یہ ہے عبد الرحمن دیوان بیگی اسی ہزار روپیہ
ینگتوش اتالیق ستر ہزار اتالیق بخارا اسی قدر بلکہ کمتر اوزبی پچاس ہزار یلنگ اوغلی
چالیس ہزار اور اور نوکرون کا ذکر بیان کے قابل نہین دیوان بیگی وزیر کو اور اتالیق وکیل مطلق
کو کہتے ہین ماوراءالنہر کو جو توران سے جدا لکھتے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ ان دو ولایتون
کے درمیان ایک بڑا دریا جیحون ہے جسکو آموں بھی کہتے ہین۔ ان معرکون مین
راجپوتون نے وہ کام کیے جو پہلے کبھی انسے ظہور مین نہین آئے تھے جنکی تفصیل یہ ہے
اول ایک مسلمان بادشاہ کے حکم سے راجپوتون کا دریاے سندھ سے پار اترنا جو
مذہبا انکو منع تھا دوم ایسی بے راہ کوہستانی راہون پر چلنا جنکا کاٹنا پہاڑ کے
کاٹنے سے زیادہ مشکل تھا سوم ان راہون مین مشقت شاقہ ایسی اٹھائی کہ خود انھون
نے ہاتھ مین کودال اور کندھے پر پھاوڑہ رکھ کر کام کیا اور سپرون اور دامنون مین
برف کو اٹھا کر ڈھویا چہارم برف و باران کی شدت کی برداشت کرنا جسکے عادی
یہ لوگ نہ تھے پنجم جنگ جو وحشی خو اوزبکیون سے لڑنا گو راجپوت لڑائیون مین یاد
ہارے جاتے مگر وہ اوزبکیون کو شکست دیتے تھے ششم اپنے بچاؤ اور جماؤ کے لئے
قلعون کا تیار رکھنا۔ غرض جو کام کیا وہ مشکل تھا مگر ان لوگون کو سہل سمجھنا انہین کی دلاور
اور بہادر راجپوتون کا کام تھا۔

# واقعات سال بستم جلوس ۱۰۵۶ھ

غرہ جمادی الثانیہ کو ۱۰۵۶ھ کو جلوس کا بیسوان سال شروع ہوا۔ ۳۔ رکون لشکر شاہی
بلخ مین داخل ہوا تھا جمعہ کو اس مسجد مین کہ نذر محمد خان نے اپنی حویلی کے باہر
بنائی تھی شاہجہان کا خطبہ پڑھا گیا اور سکہ جاری ہوا اور اُسی تاریخ مین شاہزادہ
کی خدمت مین منصور حاجی چغتائیہ قلعہ دار ترمذ کے دو بیٹے محمد بخش و عبداللہ بیگ
آئے اور باپ کی عرضداشت لائے جو فرمان برداری اور خدمت گذاری
پر مبنی تھی وہ شاہزادہ کے روبرو پیش کی شاہزادہ نے اسکے چھوٹے بیٹے کے ہاتھ
خلعت اور نشان اور یہ فرمان بھیجا کہ جبتک یہان سے کوئی قلعہ دار نہ بھیجا
جائے تب تک وہ قلعہ ترمذ کو جو اس طرف آب آمویہ کے ہے حراست کرے
بعدازان امیرالامرا نے سعادت بن ظفر خان بن زین خان کوکلتاش کو اس قلعہ کی
حراست کے لئے روانہ کیا اور منصور حاجی کو بلخ مین طلب کیا۔

ترمذ کا بادشاہ کے قبضہ مین آنا۔

بادشاہ کو علی مردان کی عرضداشت سے دوشنبہ دوم کو مژدہ فتح بلخ
و بدخشان سُنایا اس خداشناس نے عنایت الٰہی کے سجدات شکر کئے
آپس مین خوب مبارک سلامت کی دھوم دھام ہوئی۔ آٹھ روز جشن رہا
ہر روز نیا سامان عیش و طرب تیار ہوا نصیرائے شیراز نے اس فتح کی یہہ
تاریخ بطریق تعمیہ کہی۔

تعمیہ معمہ۔

والی توران برکرار ملک توران آگہی     ثانی صاحبقران بنشان بجالیش کن حساب

ملک توران۔ والی توران = ۵۱۶ اور ۵۴۰ ثانی صاحبقران = ۱۰۵۶۔
پانچوین جمادی الثانیہ کو بادشاہ پاس بادشاہزادہ مرادبخش کی عرضداشت
اور قلعہ بلخ کی کنجیان آئین۔

بہادر خان و اصالت خان کی نذر محمد خان سے لڑائی اور نذر محمد خان کا خراسان بھاگنا۔

بہادر خان و اصالت خان نے مع سادات و افغانون کے نذر محمد خان کا
تعاقب کیا اور راجپوتون کی جماعت نے اپنی جلادت ظاہر کرنے کے لئے

انکی رفاقت کی نذر محمد خان کے تعاقب مین پر وحشت دشت مین اُس کا سراغ
لگاتے ہوئے دوڑتے چلے جاتے تھے ایک دن سترہ اٹھارہ کروہ زمین . . . طے کر کے
ایسی جگھہ مین آگئے کہ اندھیری رات مین راہ بھول گئی - یہ سفر دن کے آخر پہر سے
دوسرے دن کے اوّل پہر تک ہوتا تھا - کہین انکو علف اور جو گھوڑون کے لئے
پیدا نہ ہوا اور دوسرے روز جتنی راہ گئے اُسمین چارہ اور پانی کا نشان نہ پایا -
گھوڑے تھک گئے سوارون مین رہ نوردی کی طاقت نہ رہی راجپوت اپنے آنے
سے دل مین پشیمان تھے مگر غیرت کے تقاضے سے اپنے ہمراہیون سے پیچھے قدم
نہین رکھتے تھے اوزبکیہ کے نمودار ہونے سے اور ان کے پھیلنے سے رات دن سونے
کھانے کا آرام حرام تھا - گرمی کی وہ شدت تھی کہ آسمان سے آگ برستی تھی
اور آب نایاب تھا - کمال تکلیف اوٹھا کر تعاقب سے ہاتھ نہین اوٹھاتے تھے
اور بہ ہیئت مجموعی بادیہ نوردی کرتے تھے یہان تک کہ ایک آباد جگہ غوطی مین پہنچے یہان
انہون نے خبر سُنی کہ نذر محمد خان پاس دس ہزار کے قریب اوزبک جمع ہو گئے
تھے - تمام صحرانشینون مین سے اکثر مال و عیال کے لٹ جانے کا ملاحظہ کر کے خان
کے رفیق بنے تھے اب جو اُنہون نے ہندوستان کے لشکر کے قریب آنے کی خبر
سُنی تو وہ مع اپنے مال و عیال کے قلب غارون اور پہاڑون مین گھس گئے
اور قریب چار ہزار کے دیوان بیگی و اتالیق و ابراہیم بکاول و محمد امین کتابدار
کی رفاقت مین خان کی ہمراہ رہ گئے اور فوج شاہی سے لڑنے کو مستعد ہوئے
جب لشکر شاہی نذر محمد خان کی فوج کے قریب آیا تو اوزبکیہ دفعۃً نمودار ہوئے
اور تیر چھوڑنے لگے بادشاہی لشکر کی طرف سے دار و گیر کی صدا بلند ہوئی
اور بان و تفنگ چھوڑنے شروع کئے آتش فشان بانون اور جان ستان
توپون نے فوج اوزبکیہ مین تزلزل پیدا کر دیا طرفین سے ایک جماعت کشتہ
ہوئی - نذر محمد خان کو ہزیمت ہوئی جو اوزبک گریز مین تیر بارنے کے لئے

بازگشت کی جرأت کرتے تھے وہ قتل واسیر ہوتے تھے بہت سے کشتہ ہوئے جو زندہ رہے اُنہون نے ترک رفاقت کی اس بیکسی کی حالت مین سب ایک ہزار آدمی نذر محمد خان کے رفیق رہے انکے ساتھ وہ اندجان کی طرف چلا بعض مفسدہ پیشون واقعہ طلب نے اس آشوب کے وقت مین سُبحان قلیخان کو نذر محمد خان سے جدا کیا اور اسکو اپنے ساتھ لے کر بخارا کی طرف بھاگ گئے۔ فوج شاہی نے آخر روز تک تعاقب کیا۔ رات کو شبرغان مین آرام کیا گھوڑے اور اونٹ اور بہت سے اقمشہ جمع کئے جنکو ازبک لوٹ کر ساتھ لے گئے تھے اور انکو راہون مین بہ سبب تنگ ہونے کے پھینکتے جاتے تھے اس رات کو فوج شاہی خوب دودھ پی کر گوشت کھا کر اپنی تان کر سوئی آگے جانے کی قوت اپنے مین نہین دیکھی حقیقت حال کو شاہزادہ سے عرض کیا اُس نے حکم مراجعت بھیجدیا۔ چونکہ بادشاہزادہ نے خلیل اللہ خان کو بھی افواج گران کے ساتھ کل سپاہ سابق وحال کی سرداری دیکر نذر محمد خان کے تعاقب مین بھیجا تھا شاہزادہ نے نذر محمد خان کی ہزیمت پانے کی اور فوج سابق کی معاودت کی خبر سُنی وہ علی مردان خان کے تسلط اور زیادہ اختیار سے اور اس ملک کی وضع و آب ہوا کے ناخوش آنے سے اور بعض ہوا خواہون کی رہنمونی سے اس ولایت کے رہنے سے دل برداشتہ ہوا خلیل اللہ خان کو مراجعت کا حکم بھیجا اور بادشاہ کی خدمت مین عرضداشت بھیجی کہ یہ غلام امیدوار ہے کہ اس ملک نو مفتوح اور فوج مین کوئی اور سردار مقرر ہوا اور بندہ کو حضور طلب فرمائین اس عرض سے بادشاہ کی خاطر گران ہوئی جواب مین فرمان صادر کیا گیا کہ ہم نے فتح سے پہلے زبان سے کہا تھا کہ جب خدا تعالیٰ کی عنایت سے ملک بلخ و بدخشان تسخیر ہوگا تو ہم اس نور چشم کو عنایت کرینگے اللہ تعالیٰ کی عنایت سے میرے خاندان کی آرزوئے دیرینہ برآئی۔ ابھی تک

قلعہ جات کا نسق و ویران شدہ ملک کا انتظام اور دل شکستہ رعایا کی تسلی اور حکام کا تعین اور تھانہ بندی کا اہتمام صورت پذیر نہیں ہوا یہ تمہارا ارادہ تباہ شدہ رعایا اور سپاہ اور تمام یہان کے رہنے والون کی دلشکنی کا سبب ہوگا خصوصاً اخلاص شعار چغتائیون کا کہ وہ مدتون سے خدا سے دعا مانگتے تھے کہ یہ آرزو انکی پوری ہو وہ نہایت ملول خاطر ہونگے صلاح دولت آئین ہی کہ کچھ مدت تک عیش و عشرت کے ساتھ اس جگہ فرمان روائی کرو باوجود اس جواب عنایت آمیز عتاب اثر کے بادشاہزادہ یہان رہنے پر راضی نہ ہوا مکرر استعفا لکھا بلکہ استعفا کے جواب آنے سے پہلے خلیل اللہ خان کو بلخ حوالہ کیا اور پیش خیمہ باہر لگانے کا حکم دیا اس نافرمانی سے بادشاہ کو نہایت گرانی خاطر ہوئی بادشاہزادہ کے منصب اور جاگیر کو بدل دیا اور ملتان کا صوبہ دیا۔

بادشاہ بلخ کی شوریدہ احوال کی اصلاح کے لئے چاہتا تھا کہ کسی ایسے معتمد و معتبر مزاج شناس کاردان کو بھیجے جسکی گفتار و کردار کا سب کو اعتبار ہو جسکی رضا سے امید جسکی شکایت سے خوف ہو اسلئے مدار المہام علامی سعد اللہ خان کو بلخ بھیجا حکم دیا کہ بہت جلد وہان پہنچے اگر ہو سکے تو بادشاہزادہ کو پیغام نصیحت آمیز سے معقول کرکے خطا سے باز رکھے اور اگر جانے کہ وہ کچھ نہیں سنتا تو اصلا اسسے ملاقات نہ کرے اور امراء کو بھی اسکی ملاقات سے منع کردے صوبہ بلخ کی حکومت بہادر خان اور اصالت خان کو سپرد کرے بہادر خان اہل تمرد اور فساد کا استیصال کرے انمین حمیت ہے اور وہ حمیت دار سردار ہے اور وہ سپاہ کا کام اور خزانہ کی داد و ستد اور اس دیار کے باشندون اور رعایا کی پرداخت اصالت خان کو سپرد کرے جو مزاج آشنائی و فہمیدگی و حسن سلوک سے موصوف ہے تاکہ امور ملکداری کی بہنا جو کچھ کرنا چاہیے

بادشاہ کی رہنموئی سے باہم مرافقت وموافقت کے ساتھ سرانجام دین اگر
نجابت خان ولد مرزا شاہرخ جسکے باپ دادا حکومت بدخشان پر سرفراز
رہے ہین اگر اس ملک کی صوبہ داری کو عنایت عظیمہ سمجھے اور بہت آرزو سے
قبول کرے تو یہ خدمت اسکو تفویض کرے اور اگر وہ پست فطرتی اور بیدلی
سے اپنے باپ دادا کی جانشینی کی قابلیت نہ رکھے تو استادگی کرے قلیچ خان
کو سپاہ کے ساتھ جتنی درکار ہو وہان بھیجدے کہ وہ بدخشان اور اسکے توابع کا
انتظام کرے رستم خان کو جمعیت شائستہ کے ساتھ اندخود اور اسکے مضافات کے
لئے معین کرے اور توابع بلخ کے ہر قلعہ و محال کے لیئے بہادر خان و اصالت خان
کی صواب دید سے اور حدود بدخشان کے قلعون و مواضع کے لئے وہان کے
صوبہ دار سے اتفاق کر کے ایک معتمد کو مقرر کرے اور اسکے پاس جسقدر منصبدار
واحدی و برق انداز و پیادہ تفنگچی مناسب جانے بھیجدے اور لعل بدخشان
کی کان کا مہتمم بھی کوئی جیدکار دیانت دار امانت گذار بھیجدے اور اس دیار
کے باشندون کے احوال پر توجہ کرے اور اس ولایت کی جمع و حاصل کی تشخیص
کرے اور جہان جمع پیشین مین سنگینی ہو اسکی تخفیف کرے اور لشکر شاہی سے
جو بزرگرون و باغبانون و فالیز بانون کا زراعات و باغون و فالیزون
مین نقصان ہوا ہو اسکی عوض مین زر نقد خزانہ عامرہ سے دیدے
منصبداران نقدی کو سہ ماہی پیشگی اور منصبداران جاگیردار کو انکی
جمعیت کے اندازہ کے موافق جسقدر مناسب جانے خزانہ عامرہ سے مساعدت
کے طور پر تنخواہ دیدے اور بعض بندگان جاگیر پژوہ کو بطور دستور جو
حضور نے قرار دی ہے انکے مقبوضہ سے تیول تنخواہ مین دیدے بہرام و عبد الرحمن
پسران نذر محمد خان کو اور رستم ولد خسرو کو جو بلخ مین ہین اور تمام اسکے دارو ولی
اور رہبرونی والستون کو راجہ بیتھلداس و خلیل اللہ خان و لہراسپ خان کے

جنکے حوالہ مرادبخش نے انکو کیا ہے اور نہیں تو اس راٹھور کو ہماری پاس بھیجدی اور نذر محمد خان کے گھوڑون اور آدمیون مین جنکو ہمارے لائق جانے بدفعات ارسال کرے اور شکاری جانور شنقار و طوغیون وغیرہ کا اہتمام کرکے مرزا نوذر صفوی۔ خوش بیگی کو حوالہ کرے۔ بلخ کے حصار بیرونی اور قلعہ اندرونی کی مرمت واستواری کے لیئے جسقدر بیلدارون اور عملہ کی ضرورت ہو اُس قدر نوکر اجیر دامگرین ان کو تاکید کے ساتھ کاروبار مین لگاے خواجون وعلماء ومشاہیر بلخ مین سے جنکو سزاوار حضور جانے اور خان کے نوکرون مین جو ہماری طرف رجوع لائے ہون یا ہاتھ لگے ہون انکو بھیجدی اور بندہاے شاہی مین سے سوائے انکے جنکی طلب مین فرمان صادر ہوچکا ہے جوکوئی ہمارے پاس آنے کی خواہش کرے اسکو بیم وامید دلاکے اور وعدہ وعید کرکے اس ارادے سے باز رکھے اور جو نوکر اس اپنی آرزو کو نہ چھوڑے یا جس خدمت پر اس صوبہ مین مقرر ہو اس کو قبول نہ کرے تو اسکو تغیر منصب وجاگیر سے تنبیہ کرے اور جس کسی کی خدمتگذاری اور اخلاص بندی وجان سپاری اسپر ظاہر ہو اسکے اضافۂ منصب اور سوا اسکے التماس کرے وہان کے سکہ خانے مین خوانین توران نے تانبا ملادیا ہے اسکو دار الضرب بلخ مین گلاکر جسقدر اس مین تانبا ملا ہو چاندی بڑھاکر اسکو چوتھائی روپئے کی برابر مقرر کردے اور اُسپر ہمارے نام کا سکہ لگاے چونکہ مدت سے اوزبک اور قزلباش مین تخالف مذہب کے سبب سے عداوت ایسی بڑھ گئی ہے کہ کسی وجہ سے موافقت ومولفت کی صورت نہ ہوگی اسلئے صوبہ بلخ کا انتظام امیر الامراء علی مردان خان کو گو وہ اہلسنت وجماعت کے زمرہ مین آگیا ہے سپرد کرنا مناسب نہ جانا۔ شاہزادہ اور بعض اور امرا کی بے موقع حرکت سے ایک جماعت کثیر طوائف المان آب جیحون سے اُترکر بدخشان کی بعض حدود ومحال مین شورش وفساد مچاتے تھے

جنکا حال آگے آئیگا امیرالامراء کو حکم ہوا کہ جب سعداللہ خان بدخشان مین پہنچے
تو امیرالامراء قندز مین جاے اور گروہ مذکور کی تنبیہ کرکے آب جیحون سے پار اُتار دے
ناظم بدخشان کو اپنی مہمات کی سربراہی کے لئے بلخ مین توقف ہوگا اُس کے
پہنچنے تک امیرالامراء قندز مین رہے اور جب صوبہ دار بدخشان مین آجاے
تو وہ کابل کو جاے جبکا وہ ناظم ہے۔ غرض بادشاہ نے یہ ساری باتین
سعداللہ خان کو سمجھا کر ۲۶ جمادی الثانیہ کو رخصت کیا اور سید فیروز کو حکم ہوا کہ
پچیس لاکھ روپیہ کا خزانہ علوفہ سپاہ اور اور مصالح کے لئے پنجشیر کی راہ سے بلخ
پہنچا کر چلا آئے۔ سعداللہ خان خنجان کی راہ سے گیارہ روز مین دوڑا۔
آٹھوین رجب کو بلخ مین پہنچا۔ شاہزادہ کو سمجھایا کہ وہ اپنے معاودت کے عزم
کو فسخ کرے جس سے قبلۂ دین و دنیا کی ناراضی نہ ہو اور اور نصیحتین کین مگر
کچھ اثر مرتب نہ ہوا تو اُس نے تمام بندہاے بادشاہی کو منع کر دیا کہ شاہزادہ
کے گھر نہ جائین۔ بہادر خان اور اصالت خان کو بلخ کی صوبہ داری تسلیم
کی اور اُن کے اتفاق سے مہمات کا انجام دینا شروع کیا تھانہ دار اور
قلعون کے قلعہ دار مقرر کیے نجابت خان نے بدخشان کی صوبہ داری نہین
قبول کی قلیچ خان کو وہ سپرد ہوئی۔ غرض تمام مقامات قلعون اور تھانون
مین امراء مقرر ہوگئے اور سپاہ جو انکے لئے مناسب تھی مقرر ہوئی۔ سعداللہ خان
نے رات کو رات جانا نہ دن کو دن۔ بائیس روز مین بادشاہ کے تمام
احکام کی تعمیل کر دی اور سارا انتظام کر دیا۔

بدخشان کے واقعات۔

بادشاہزادہ نے قندز مین راجروپ کو مقرر کیا تھا اس راجہ پر اوزبکون
کی ایک جماعت نے جنکو المانی کہتے تھے آب آموں سے عبور کرنے کے لئے
ہجوم کیا یہ دریا ہی اس راہ کا سدراہ تھا انکے مقابلہ مین راجہ نے
تردد نمایان کیا بہت آدمی کام آئے اور طرفین سے مگر غالب و مغلوب ہوئے

اور سخت محاربے ہوئے ہر بار اوزبکون کو شکست ہوئی امیر الامراء کے پہنچنے تک بموجب حکم کے
راجہ خود آیا اس گروہ کی تادیب مین مصروف رہا اور کارزار ہای رستمانہ راجہ سے ظہور مین
آئین کولاب مین بھی شاہ جہان صاحب قران ثانی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

اندخود کے وقائع

جب شاہزادہ مراد بخش کے حکم سے بہادر خان و اصالت خان نے اندخود
سے مراجعت کی تو حوالی اندخود مین المانیون نے تاخت کی۔ خواجہ کمال ارباب اندخود سے
جو بادشاہ کا دولت خواہ تھا حصار سے انکی مدافعت کے لیئے نکلا اور شہید ہوا۔ رستم خان
اس طرف روانہ ہوا اور پل خطب سے کوچ کیا تو اس نے سنا کہ پانچ گروہ پر بہت سے المانی
جمع ہین انکی تنبیہ کے لیئے اس نے محمد قاسم داروغہ توپ خانہ کو دو ہزار تفنگچیون کے ساتھ
بطور ہراول کے بھیجا کہ اس درمیان مین خسرو بیگ ترکمن قوشبیگی نذر محمد خان کا
آدمی آیا اور اسنے اسکی طرف سے یہ ظاہر کیا کہ ایک جماعت المانیون کی ان جلو دو کے
ادیماقات پر تاخت کر کے مال اور مواشی لوٹ کر لے گئی ہے اور چاہتی ہے کہ میری
یورت پر حملہ کرے۔ بادشاہ کی خدمت گذاری کے سوا اور کوئی خیال مجھے نہین
ہے امیدوار ہون کہ کومک کر کے ان شریرون کے شر سے مجھے رستگاری دی
جائے۔ رستم خان خود خان سے ملنے گیا۔ المانیون نے قیدیون اور مال کو
ایک رباط کے حوالی مین جو یہان تھی جمع کیا تھا۔ لشکر شاہی نے لڑکر انکو بھگا دیا اور جو
اسپ و شتر و گاؤ و گوسفند وغیرہ لوٹ کر لے گئے تھے وہ سب چھین لئے اور جنکا مال لٹا
تھا انہون نے اپنا مال پہچان کر لے لیا۔ شبرغان کی حدود مین جو المان جمع ہوئے تھے
وہ بھی غارت ہوئے خسرو بیگ نے اس دن پہلوانہ کام کیا کہ بادشاہ کی اطاعت
مین آکر مع اپنے قبیلہ کے رستم خان کی ہمراہ اندخود مین آیا۔ خسرو کا حال یہ ہی
کہ وہ پانچ چھہ برس کی عمر مین قید ہوا تھا۔ نذر محمد خان نے اسکو خرید کر تربیت
کیا اسکے حسن صوری و معنوی کے سبب سے نذر محمد خان کو اس سے علاقہ محبت پیدا
ہوا جب اس نے آورگنج کو فتح کیا جسمین ایماق ترکمن رہتی تھی تو اس نے

تو اُسنے خسرو کو پہچان کر کہا کہ یہ ہمارے قبیلہ سے ہے اور اسکا باپ ہمارے قوم مین معتبر تھا اسلئے خان نے اُسکو اویماق ترکمن کا سردار کرا یا۔ اب رستم خان کی سفارش سے بادشاہ نے منصب ہزاری ذات و پانصد پر سرافراز کیا راجہ دیبی سنگہ اور المانیون کی لڑائی ہوئی۔ المانی لشکر شاہی کی ایک قطار اونٹون کی چھین کر لے گئی تھی اسکو راجہ نے خلاص کیا۔ راجہ کو انکے پندرہ سو سوارون نے گھیر لیا۔ راجہ کے کئی قریب کے رشتہ دار مارے گئے۔ راجہ اور اسکے رجپوتون نے بہادرانہ عزم مرنے کا کرلیا تھا کہ محمد قاسم کا لشکر انکی مدد کو آگیا اور اُنہون نے المانیون کو مارکر بھگا دیا۔

میرعزیز کا ایران مین نذر محمد خان پاس بھیجنا

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ نذر محمد خان ایران کو گیا ہے تو میر عزیز کو کہ پہلے بھی نذر محمد خان پاس سفیر بن کر گیا تھا واپس روانہ کیا اور علامی سعد اللہ خان سے ایک نامہ خان کے نام لکھا کر اسکو دیا جسکا حاصل مضمون یہ تھا۔

بعد القاب و آداب گذارش مطلب یہ تھا کہ جب شاہزادہ مراد نواحی بلخ مین گیا تھا تو تم نے اسکے استقبال کے لیے بیٹون کو بھیجا اور جب شہزادہ کنار بلخ پر آیا تو اُس نے عنفوان جوانی کے سبب ریش سفیدون کے ساتھ بعض نامنجار ادا مین کین باوجودیکہ تم قلعہ مین تھے اُس نے رستم خان کو بھیجدیا اور تم کو مجبور کیا کہ شبرغان کی طرف چلو۔ خداوندان قدر کی قدر صاحب قدر اور اہل فضل کے فضل کو اصحاب فضل جانتے ہین مگر تم کو چاہئے تھا کہ میرے پاس آتے جسمین تمہاری بہبود کار ہوتی لیکن تدبیر پر تقدیر تقدیم رکھتی ہے ابھی تمہاری قسمت مین مشقت اُٹھانی باقی تھی بہر تقدیر ہم اپنے مافی الضمیر کو تم پر ظاہر کرتے ہین کہ اس دیار مین لشکر بھیجنے سے ہمارا ارادہ سوا اسکے کچھ اور نہ تھا کہ فتنہ جو ازبکون اور زشت خو المانیون کی تنبیہ کرین جنکے رویہ ناہنجار جور و خون خواری و ظلم و بیداد سے سب طرف خلقت الامان مانگتی

اور بعد اس تنبیہ کے تم کو باوجود تقصیرات کے اس ملک پر بحال رکھیں اور تمہاری مدد اور اعانت کے لئے ایک فوج بدخشان میں رکھیں اور اسکے بعد ہم اپنے پایہ تخت کو مراجعت کریں مگر تم ہوش عقل باختہ ایسے ہوئے کہ محض ہم سے اور بدخواہوں کی رہنمونی سے اس سمت کو روانہ ہوئے اور فرزند و عیال و ناموس کو یہاں چھوڑ گئے اگر تم اپنے معتمدوں میں سے کسی کو بھیجو تو تحمل نشینوں کو با احتیاط سرانجام راہ کرکے روانہ کروں اور نہیں تو انکی وجہ معاش ہر ایک کے لائق میں مقرر کروں اور اپنے پاس رکھوں۔ میر عزیز اس نامہ کو لے کر فراہ کی راہ سے عراق کی سرحد میں داخل ہوا اس نے سنا کہ نذر محمد خان صفاہان کو چلا گیا۔ جان نثار خان بادشاہ کی طرف سے ایلچی شاہ ایران کے پاس جاتا تھا اسکے ساتھ میر عزیز مکتوب سمیت پہنچا یہاں اسکو خبر لگی کہ نذر محمد خان سوء مزاجی کے سبب پھر خراسان کو فراہ کی راہ سے گیا۔ میر عزیز نے چاہا کہ مراجعت کرے۔ شاہ عباس نے اطلاع پا کر اسکو منع کیا کہ اغلب یہ ہے کہ نذر محمد خان بہ سبب جنون اور آشفتہ دماغی کے جو اسکے حال میں بڑھ گئی ہیں اسکے ساتھ معقول سلوک نہ کرے بہتر ہی کہ وہ جان نثار خان کے پہنچنے تک توقف کرے اور اپنی بادشاہ کو حقیقت لکھ بھیجے اور موافق حکم کے عمل کرے۔ جب بادشاہ پاس میر عزیز کا عریضہ پہنچا تو شاہ ایران کی مصلحت کو اس نے پسند کیا میر عزیز کو مراجعت کے لئے حکم صادر فرمایا۔

بادشاہ نے پچیس لاکھ روپیہ قلعہ دار غور پاس روانہ کیا کہ وہ پہلی پچیس لاکھ روپیوں کے ساتھ اس روپیہ کو بھی سپاہ میں پہنچادے۔ بادشاہزادہ محمد مراد بخش کابل میں داخل ہوا اور ملازمت سے ممنوع ہوا۔ حکم ہوا کہ بادشاہ کی فوج کے بعد وہ پشاور میں جا کر اقامت کرے خلیل اللہ خان اور بندہای بادشاہی نذر محمد خان کے متعلقین کو حضور میں لائے دوسرے روز بہرام و عبدالرحمن دو نو بیٹے اور رستم پسر خسرو شرف باب ملازمت ہوئے بہرام کو خلعت و منصب پنج ہزاری

ہزار سوار کا مرحمت ہوا عبدالرحمن اور رستم کم عمر تھے انمین سے ہر یک کا سو روپیہ
یومیہ مقرر ہوا اور تربیت کے واسطے دارا شکوہ کے سپرد ہوئے نذر محمد خان کی زوجہ و دختر
کو بیگم صاحب نے اپنے پاس بلا لیا اور بہت دلاسا دیا اور خلعت و زیور عطا کیا ہر ایک
کے واسطے مکان و یومیہ مقرر کیا اور فرمایا کہ نذر محمد خان جہان ہوگا وہان پہنچا دیے
جائینگے۔ بادشاہزادہ شجاع کو بنگالہ سے اور محمد اورنگ زیب کو احمد آباد سے بلانے کا
فرمان لکھا گیا۔ صوبہ گجرات مین شائستہ خان مقرر ہوا اور صوبہ بہار کا صوبہ بنگالہ ضمیمہ ہوکر
اعتماد خان صوبہ دار بہار کو سپرد ہوا۔ شائستہ خان کی جگہہ صوبہ مالوہ مین شہنواز خان
مقرر ہوا اور اسکی جگہہ جونپور مین مرزا حسن صفوی وسعد اللہ خان بلخ سے یلغار کر کے
بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ ایک ہزار سوار کا اضافہ ہوا وہ شش ہزاری پنج ہزار سوار ہوا
نہم شعبان ۱۰۵۶ھ کو دار الملک کابل سے دار السلطنت لاہور کو بادشاہ روانہ ہوا۔
نذر محمد خان کے بیٹون و متوسلون کو پہلے روانہ کیا اور سعد اللہ خان کو فرمایا کہ ایک
نامہ اتحاد جسمین فتح بلخ و بدخشان کا ذکر ہو شاہ عباس کو لکھے نذر محمد خان کے مال
منضبطہ مین سے اکثر چیزین کم بہا تھین ان مین سے ولایت تازہ مفتوح کی نشان کے
شگون کے لئے بادشاہ نے سب سے بہتر چیزین شاہ ایران کے لیے بہہ
انتخاب کین شمشیر مرصع مع پرتلہ گران بہا اور خنجر مرصع نامہ اور یہ تحائف سلابیگ
کے ساتھ ایران روانہ کئے اس نامہ کے چند فقرے ترجمہ کئے جاتے ہین ان دنون
مین ہم نے سنا کہ بلخ و بدخشان مین فرقہ اوزبکیہ نے سر اٹھایا اور اودھم مچایا ہے
روز معاد کی باز پرس اور سطوت رب العباد سے چشم پوشی کی ہے اور دست
باطل پرست کو آستین جور و جفا سے باہر نکالا ہے اول اپنے والی کے انقیاد کے
جادہ سے باہر قدم رکھا ہے اور اسکا ناک مین دم کیا ہے اور بہت نا ہنجار
ادائین اور دور از کار بے اعتدالی کرتے ہین اور وہان کے ضعفا و غربا کو ستاتے
ہین اور مسلمانون کی عرض و ناموس کو خاک مین ملاتے ہین امن و امان بالکل

معدوم ہوگیا اور یہان تک نوبت پہنچی کہ سادات کی ایک جمع کثیر کو قتل کیا اور ان کا
ذکر تو کیا ہے باقتضاء حمیت دین مبین و حمایت ملت متین و ترحم بحال مسلمین و زکاۃ نصاب
مکنت و شکر نعمت قدرت کہ ایزد بے ہمال نے فضل کامل و لطف شامل سے ہم کو
ارزانی کئے ہین۔ اور مظلومون کی داد دہی اور ستم رسیدون کی فریاد رسی ہماری ذمہ
فرض کی ہے ۱۸ صفر سنہ ۱۹ جلوس کو لاہور سے کابل کو ہم روانہ ہوئے اور آخر
ربیع الثانی مین کابل مین آگئے۔ یہان سے ایک لشکر گران و توپخانہ سنگین و خزانہ
وافر بسرداری فرزند محمد مراد بخش تعین فرمایا باوجودیکہ راہون مین نشیب و فراز
پہاڑون کے ہیبناک درے اور بہت سے گریوے و مغاک دشوار گذار تھے اور
گذر طول مین برف اس مرتبہ تھی کہ نظر بھی اسکے عبور مین کندی کرتی تھی۔ بلکہ
جابجا دست بیلدارون نے اور جیت چالاک کلندارون نے راہون کو برف
سے صاف کیا اور بہادرون نے جو خداے حقیقی و خداوند مجازی کی راہ مین
جانبازی کو حصول سعادت نشاتین جانتے ہین اور معرکہ رزم کو اپنے لیے غنیمت
کی تقدیم خدمت کے لئے محفل بزم سمجھتے ہین اس راہ کو طے کیا اور جمدھر و خنجر سے
برف کو کندہ کیا اور ہاتھ و دامن و سپر مین اسکو اٹھایا اور ولایت بدخشان
مین داخل ہوئے خسرو خلف نذر محمد خان نے اس درگاہ مین التجا کی آج وہ
ہماری عنایات و خصوصیات سے کامیاب ہے اور لشکر نے قلعہ قندز کو جو
حاکم نشین تھا و قلعہ کہمرد کو سرسواری مفتوح کیا اور قلعہ زارون کو اسیر اور مملکت
بدکور کے اور بقاع و قلاع پر تصرف کیا اور شاہزادہ بدخشان کو فتح کرکے
بلخ کی طرف متوجہ ہوا اوزبکیہ ہمارے لشکر کی تاب نہ لاسکے آب آمون کی
اس طرف فرار ہوگئے نذر محمد خان جو نہ پایاے استیز رکھتا تھا نہ تحصن کی طاقت
اس وقت کہ شاہزادہ نواحی بلخ مین آیا تو اپنے بیٹون کو استقبال کے لئے
بھیجا اور درخواست حرمین شریفین جانے کی کی شاہزادہ نے پسندیدہ

سلوک کیا اور اسکی دلدہی و دلداری مین کوشش کی اور انکو باپ پاس بھیجدیا مگر جب دوسرے روز حوالی بلخ مین لشکر آیا تو خان وہم کے غلبہ اور توہمات بیجا سے تمام عیال و اطفال اور مال و منال اور مدت العمر کا اندوختہ کو چھوڑکر سبحانقلی و قتلق سلطان بیٹون کو جو حاضر تھے ہمراہ لیکر اور غیر حاضرون کو چھوڑکر بے اطلاع سراسیمہ وار چند آدمیون کے ساتھ بلخ سے نکل کر آپ کے آستانہ کی طرف روانہ ہوا ظاہر تھا کہ جیسے ہم نے اسکے بڑے بھائی کو اعزاز کے ساتھ حرمین کو روانہ کیا تھا ایسے ہی ہم خان مشقت دیدہ تعب کشیدہ کو بھی اگر ہمارے پاس آتا تو احترام کے ساتھ طواف مکہ معظمہ کی اجازت دیتے۔ خدا کا ہزار شکر ہے کہ اس نیازمند کی تدابیر اپنی تقدیرات سے موافق ہوتی ہین اللہ تعالیٰ نے جیسی یہ فتح نمایان کہ کارنامہ پادشاہان روزگار ہے اس نیازمند کو مبارک کی ہین سمرقند و بخارا کی فتح بھی نصیب کرے آمین یارب العالمین۔

ارسلان بیگ کو روانہ کرکے پادشاہ کوچ بکوچ لاہور کو آیا دس لاکھ روپیہ غزنین و بند کو روانہ کیا۔ اوائل رمضان مین سیلاب سے عبور کیا مبلغ تیس لاکھ روپیہ کابل روانہ کیا وسط شوال سے حوالی لاہور مین آیا پچاس ہزار روپیہ خسرو و بہرام کو اور پچیس ہزار روپیہ نذر محمد خان کے اور بیٹون کو اور دس ہزار روپیہ محمد بدیع پسر خسرو کو عنایت کیا محمد مراد بخش کو منصب دوازدہ ہزاری دہ ہزار سوار سے معزول کیا اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار بر بحال کیا شکر النساء بیگم عمہ پادشاہ اکبر آباد سے فتح بلخ کی تہنیت کو لئے آئی تھی چالیس ہزار روپیہ کا لعل نذر کیا اور لاکھ روپیہ انعام پایا۔ پادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کو ولایت بلخ و بدخشان عنایت ہوئی اور اسکا اضافہ منصب دوازدہ ہزاری دہ ہزار سوار ہوا جنمین آٹھ ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ تھے اور پانچ لاکھ روپیہ نقد اور خلعت ملا وسط محرم ۱۰۵۷ھ کو رخصت کیا اور فرمایا کہ پشاور مین جاکر ایام نوروز بسر کرے

[illegible]

اورار دی بہشت مین وہان سے بلخ روانہ ہوا۔ پادشاہ نے سُنا کہ راجہ رای سنگہ وغیرہ ایک جماعت بے حکم بلخ سے چلی آتی ہے۔ حکم ہوا کہ آب اٹک سے اسکو نہ گذرنے دین اور پادشاہزادہ اسکو ساتھ لے جائے۔ سید منصور ولد سید خان جہان مغضوب و محبوس تھا اسکو محمد اورنگ زیب کی سفارش سے خلاص کیا اور اس شاہزادہ کے حوالہ کیا۔ مبلغ پچاس لاکھ روپیہ بلخ کی سپاہ کی مدد خرچ کے لئے پشاور روانہ کیا اور فرمایا کہ پادشاہزادہ کے پہنچنے سے پہلے جمعیت شائستہ کے ساتھ کتلون سے باہر لے جائین تیس ہزار روپیہ محافظ دون کو دین۔

بہادر خان کو معلوم ہوا کہ پانچ چھہ ہزار المان فساد کے ارادہ سے آب جیحون سے اس طرف گذر کلیف کے قریب آئے ہین وہ بلخ سے آنکر تنبیہ کے لئے لشکر لیکر نکلا۔ بلخ سے بارہ کروہ پر موسن آباد المان مین مقیم تھے۔ بہادر خان وہان گیا اور اُنکے آدمیون کو مارا اور انکو بھگا دیا اور اس نواحی کے محال کا جو اسباب اُنہون نے لوٹا تھا وہ چھین لیا اور اسکو مالکون کے پاس پہنچا دیا پھر اُسکو یہ خبر لگی کہ دس ہزار سوار خلم اور مواضع بلخ کو لوٹ رہے ہین۔ بہادر خان موسن آباد سے خلم مین آیا۔ یہان کے آدمیون سے اس نے سنا کہ موضع نیکی آرق مین ازبک چھہ روز رہے اور آستانہ اور ایبک کی محال کو خوب لوٹا اور لوٹ کا مال جمع کر گئے وہ پادشاہی لشکر کی خبر سنکر دریا سے پار چلے گئے ایک اور فوج جسکے سرآمد شاہ محمد قطغان و قاسم بای و قل محمد و جیبہ جی وغیرہم تھے انمین سے ہر یک سردار کچھ سپاہ کو لیکر ہر طرف گیا ہے کہ غوربند سے جو خزانہ شاہی بلخ کو جاتا ہے اسکو روکین۔ بہادر خان نے راجپوتون و راجاؤن اور اور آدمیون کو بھیجا کہ وہ خزانہ کے آدمیون کی مدد کرین اور خود جیحون کے کنارہ پر آیا کہ لٹیرون سے جو مال لوٹ کر لے گئے تھے چھینین اور انکے مالکون کو دے کچھ دور چلا تھا کہ سوارون نے آنکر خبر دی کہ موضع نیکی آرق کو اوزبکون نے

سخت محاصرہ کر رکھا ہے اسلیئے وہ اس طرف روانہ ہوا جب لشکر یہان آیا تو اوزبک یہان سے ایک گریوہ مین چلے گئے جو انکی پناہ گاہ تھا نیکنام عمر بہادر خان وہان جاکر ان سے لڑا - بہت اوزبکون کو مقتول و مجروح کیا وہ پہاڑ سے اُتر کر بھاگ گئے اور اس دار و گیر مین بہادر خان کے بھی کچھ تابین مارے گئے - شام کو بہادر خان و مظفر خان نیکی آرق مین آئے انکو معلوم ہوا کہ جو اموال کہ اوزبک لوٹ کر لے گئے تھے وہ دریا پار لے گئے اور بھاگے ہوئے اوزبکون کا پتا نہین تو وہ خلم مین خزانے کے آنے تک انتظار مین بیٹھے - ۱۴ شعبان کو خزانہ آیا تو وہ ۱۱ رمضان کو بلخ مین داخل ہوئے -

بلخ اور جوانب کے واقعات - ایک اور سانحہ -

۱۴ شعبان ۱۰۵۶ کو المانون کے ایک گروہ عظیم نے بلخ سے پانچ کروہ پر مواضعات کو خوب لوٹا - رعایا کے بہت سے مواشی اور لشکریون کے کچھ گھوڑے اور اونٹ جو چراگاہ مین پھیلے پھرتے تھے لوٹ کر لے گئے - مگر شمشیر خان تھانہ دار خان آباد نے جاکر سپاہ و رعیت کے دواب انسے چھین لیئے - غرض جہان جہان دہات مین اوزبک لوٹتے مارتے جاتے تھے وہان سے ہٹا کر بھگاتے تھے

شیر خان کا قاضی نفاق پیشہ تھا اوزبکون سے پوشیدہ سازش رکھتا تھا اوزبکون نے اس سے کہا کہ ایسی حیلہ سازی کرے کہ حصار شبرغان ہماری تصرف مین آجائے اسنے جبار قلی قلعہ دار سے کہا کہ آب شبرغان کا بند اوزبکون نے توڑ ڈالا ہے اسکا بند ھوانا ضرور ہے اسی پر معموری ولایت و فزونی زراعت موقوف ہے وہ آپ کے جائے بغیر بننے کا نہین - جبار قلی حصار سے نکل کر اس طرف راہی ہوا تو اوزبک کمین سے نکل کر پیکار کے لیئے نمودار ہوئے -

جبار قلی نے یہ سوچا کہ اگر مین انسے لڑنے مین مصروف ہوتا ہون تو یہ خوف ہے کہ انکا دوسرا گروہ قلعہ کو جاکر نہ لے لے اسلیئے وہ قلعہ کو چلا گیا اور ایک جماعت کثیر اسکی قتل ہوئی راجہ دیبی اور ترکتاز خان کہ رستم خان کی

بے اجازت اپنے خود سے بلخ کو روانہ ہوئے تھے وہ شبرغان مین آئے اور اہل قلعہ کا دل قوی کیا محسن قلی برادر جبار قلی کے ساتھ وہ قلعہ سے باہر آئے اور المانون کی خوب مالش کی اور انکے بہت آدمیون کو مار ڈالا اور باقی کو قلعہ کے دور سے پرے ہٹا دیا شبرغان مین اُنہون نے قیام کیا کہ خاطر جمع ہو جب انہون نے المانیون کی خبر کچھ نہ سُنی تو وہ بلخ کو روانہ ہوئے اور جب پل خطیب پر پہنچے تو دشمنون نے معاودت کر کے لڑنا شروع کیا وہ مور و ملخ سے زیادہ تھے اُنہون نے انکو گھیر لیا۔ لشکر بادشاہی کے بہت سے آدمی مارے گئے اور اوزبکون کی ایک جماعت قتل ہوئی۔

خسرو بیگ ترکمن کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے۔ رمضان ۱۰۵۶ھ مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ اوزبک اند خود پر چڑھائی کرینگے اسکو اندیشہ ہوا اور اُسنے بھاگنے کا قصد کیا رستم خان نے اسکو تسلی دی اور کہا کہ اول وہ میرا مال لوٹینگے تو کیون ڈرتا ہے مگر اسکی تسلی نہ ہوئی اور اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ رستم خان سے کہا کہ اس سرزمین کی علف میری مواشی کو کفایت نہین کرتی۔ یہ اجازت لیکر اند خود سے پانچ کروہ پر چراگاہ مین گیا کچھ دنون یہان ٹھیرا۔ بدذاتی سے بھاگ کر خراسان چلا گیا۔ نذر محمد خان نے اتالیق بیگ کو اپنے آخر عہد مین المانیون کی تنبیہ کے لیئے جو نواحی چیچکتو و میمنہ مین فساد مچاتے تھے بھیجا تھا۔ جب حوالی بلخ مین لشکر شاہی آیا تو اسکو اپنے پاس بلایا وہ قوم کا جغتا تھا بادشاہ کی خیر اندیشی کے سبب سے اس پاس نہ گیا اور جب خان ایران کو چلا گیا تو وہ اپنی یورت مین کہ حدود چیچکتو و میمنہ مین تھی فروکش ہوا۔ قفش قلماق نے بھی چیچکتو کی حدود مین اپنی الوسات کو جمع کیا تھا اسکو اُسنے اپنا دوست بنایا اور اپنے باپ منگ سعید اور بھائیون اور اپنی اویماق کے قلماقون کے ساتھ چیچکتو و حدود ماروچاق کی درمیان

بہادر خان کا اوزبکون اور المانیون کے ساتھ لڑنا

خسرو ترکمن کا بھاگنا اور ابا بیگ کا لشکر بادشاہی کے پاس آنا

بچراگاہ مین سکونت اختیار کی اولیاے دولت نے بلخ وانہ خود سے انکو ستمالت نامے
بھیجے کہ وہ پادشاہ کی اطاعت اختیار کرین امان بیگ نے غاشیہ عبودیت کندھے
پر رکھا اور بلخ کو روانہ ہوا اور کفش قلماق نے اپنے بھائی آتش قلماق کو امان بیگ کے
پاس بھیجا کہ معاملہ کی طرز کو ملاحظہ کرکے کچھ مقاصد کو التماس کرے اگر وہ منظور ہون
تو مین بھی پادشاہ کی غلامی کو حاضر ہون ۲۵ شوال کو امان بیگ و آتش قلماق
بعض ریش سفیدان ایماقات نواحی چیچکتو و میمنہ سمیت بلخ مین بہادر خان و اصالت خان
پاس آئے انہون نے ہر ایک کو خلعت دیا امان بیگ کو ساٹھ ہزار شاہی اور
آتش قلیخان کو جسکا نام محمد سعید تھا تیس ہزار شاہی برسم انعام دیئے اور امان بیگ
کو منصب دو ہزاری ذات اور ہشت صد سوار کا اور آتش کو آٹھ صدی چار صد سوار کا
منصب ملے۔ امان بیگ کی التماس سے اسکے لیئے محال میمنہ باستثناء قلعہ کے اور چیچکتو
و غرجستان و کرزان و فاریاب و خیراب جاگیر مین مقرر ہوئی اور جب آتش نے
اپنے باپ ینگ سعید اور کفش قلماق اور اور اپنے بھائیون کے لیئے مناسب
بزرگی کی درخواست کی اور قلعہ میمنہ و شبرغان کو چاہا کہ عیال و اطفال رکھنے کے لیئے
اسکو عنایت ہون تاکہ خاطر جمع ہو کر ہم بلخ کی مہم سازی مین مصروف ہون تو
اولیاے دولت نے جو انپر اعتماد نہین رکھتے تھے کہا کہ بالفعل تم سب کو منصب جو
انکے لائق حال تھے تجویز کر دیئے سواے ان دو قلعون کے جہان چاہین جاگیر
انکی تنخواہ کے لیئے مقرر ہو سکتی ہے تاکہ اپنی الوس کو سرحد سے لا کر اس محال مین
حفاظت سے رکھین اور جو کوئی بلخ مین آئیگا فراخور حال مدد خرچ پاکر رخصت ہوگا
اگر کوئی مہم پیش آئے تو مع اپنے ایماق کے حاضر ہوا ور جب سارے قبیلے خدمات
پسندیدہ بجا لائین گے تو ان دو قلعون کے واسطے پادشاہ سے درخواست کی
جائیگی یقین ہے کہ منظور ہوگی اور مناصب بھی زیادہ ہو جائینگے۔ آتش یہ جواب
سنکر رخصت ہوا کہ اپنے باپ اور بھائیون کو یہ باتین سمجھائے۔ مگر نہ وہ پھر خود آیا

اور نہ اوروں کی بندگی کے لئے رہتا ہوا اور اپنے باپ اور بھائیوں کے ساتھ شورش و فساد کا باعث ہوا جنکا ذکر آگے آئیگا سرکاری زر کو حرام خواری میں صرف کیا امان بیگ اپنے فرزندوں کو بلخ میں چھوڑکر کزران و غرجستان کو روانہ ہوا کہ محکم مقام میں مقیم ہوکر اپنے اویماق کو جمع کرے اور بعض احشام کو جو قلماقون سطور کے ساتھ متفق ہوئے تھے انکو بہ اختیار و بے اختیار الطاف پادشاہانہ کا امیدوار کرکے فتنہ اندوزوں کی ہمراہی سے نکالے امان بیگ کو ایسے خیر خواہیوں کے سبب سے قبچاق قبچاقی کا خطاب ملا۔

[illegible]

سبحان قلی نے پانچ چھہ ہزار اوزبک سواروں کو جو پہلے بلخ میں رہتے تھے اور المانون کو جو اسکے پاس جمع ہوئے تھے ساتھ لیا اور ۲۶ ذی القعدہ ۵۶ سنہ کو آب ترمذ پر ہجوم کیا حصن بیرونی قلعہ پر نردبانین لگا کے اوزبک اسکے اندر آ گئے۔ مرزا کو ہانی پاس پانچ سو افغان بنگش کے تھے انہون نے مردانہ ہمت کرکے حصار کی نگہبانی کی حفاظت کے لئے زد و خورد کے ہنگامہ کو گرم کیا بہت کشش و کوشش کے بعد بہت سے المان کشتہ ہوئے اس اثناء میں سعادت خان مہتابین جلا کر تفنگچیوں اور تابینوں کے ساتھ ارک سے باہر آیا صبح تک تلاش و پرخاش ہوتی رہی اوزبکوں کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور بقیۃ السیف ہر طرف بڑی جان کندنی سے دیوار پر سے اُترکر حصار سے باہر نکلے اور بارہ کوس تک کہین نہین ٹھیرے۔

المانون کا حال

اکثر المانون کا نام اوپر آیا ہے اسکا حال اس لئے لکھا جاتا ہے کہ انکا کام خونریزی اور بیشہ فتنہ انگیزی اور بیداد کرنا ہے جسکا اندوختہ ہاتھ لگے اسکا چھین لینا انکی معاش ہے انکی جنگ کا طریقہ یہ ہے کہ غدر کرکے ناگاہ جمعیت ناآگاہ پر گرتے ہین اور جو کچھ پاتے ہین لے جاتے ہین

اور بھاگ جاتے ہین ایک گرگین خر کے لئے دس بہادرون کو مار ڈالتے ہین اور جب تک
وہ ہاتھ نہ آئے اسکا پیچھا نہین چھوڑتے ہین جنگ صف نہین کرتے اگر غنیم مین ذرا
بھی قوت دیکھتے ہین تو بھاگ جاتے ہین غنیم کو اپنی چند صورتین دکھاتے ہین اور جنگ کے نیز
سے اس جگہ لے جاتے ہین جہان جمع کثیر کمین مین بیٹھی ہوتی ہے پھر اسکو گھیر لیتے ہین
اس جماعت کی دست اندازی اور ترکتاز کا سبب یہ ہے کہ کچھ انکو سامان وسرانجام
درکار نہین ہے ایک پرانا خیمہ دس دولتمندون کی عشرت گاہ ہے انکا طعام
لذیذ اور شراب گوارا تلقان جو و خمیر ترش ہین اگر پارچہ گوشت پاتے ہین تو اسکو
سب سے زیادہ مزہ دار طعام جانتے ہین انکے گھوڑون کی گھاس درمنہ خود رو ہے
اس خورش پر ایک دن مین وہ چالیس پچاس کروہ راہ چلتے ہین ایسے گھوڑے
اور آدمی سخت روانی و سبک جانی سے جہان چاہین جاسکتے ہین بہت دفعہ
ایسا ہوتا ہے کہ وہ بلخ و بخارا سے مال لوٹ کر خراسان و یزد مین لے جاتے
ہین اور قزلباش باوجودیکہ انکے پاس اصیل گھوڑے ہوتے ہین مگر وہ انکی گرد کو
نہین پہنچ سکتے ہین اور گہرے دریا مثل جیحون سے اگر وہ چاہین تو ایک دن مین
کئی دفعہ سبک آبی کی طرح آسانی سے آر پار آجاسکتے ہین جب عبور کرتے
ہین تو زبون کو جو چند چوب ہوتی ہین باہم ملاکر باندھتے ہین اور ایک گھوڑے
کے سر کو دوسرے گھوڑے کی دم سے باندھتے ہین اس طرح ایک آدمی
کتنے گھوڑون کو دریا سے اتار لے جاتا ہے اور نے کہ دریا پر بہت پیدا ہوتی ہے
اسکا ایک پشتوارہ بناتے ہین اور اسپر بیٹھ کر دریا سے گذر جاتے ہین تمام
افعال انکے مکر و فریب ہین مور و مار سے زیادہ ہین آگے جانے مین مگس و پشہ کی
مثال گذشتہ مین بلخ و بدخشان کی فتح سے دو ملک وسیع ممالک محروسہ کے
ضمیمہ بنے تھے بہادرخان و اصالت خان حفظ ولایت و ضبط معاملات کے
لئے مقرر ہوئے تھے انکی عرائض سے معلوم ہوا کہ عبدالعزیز خان والی توران

چاہتا ہے کہ اپنے علوفہ خوار افریکیون کا لشکر جمع کرکے موسم بہار مین بلخ پر لشکر کشی کرے اسلیئے ۱۵ محرم سنہ ۵۶ کو شاہزادہ اورنگ زیب کو روانہ کیا جس کا اوپر ذکر ہوا اور ۱۸ ماہ صفر سنہ ۵۶ کو لاہور سے کابل کی طرف خود کوچ کیا تا اسکے قریب ان سے جنگ و پیکار مین لشکر شاہی کو تقویت ہو اب تازہ وقائع بلخ و بدخشان لکھتے ہین۔

۱۲ محرم سنہ ۵۶ کو کئی ہزار المانیون نے اس ضلع کی نواح کے تھانہ دار اگر سین کچھواہہ پر آخر شب مین تاخت کی او گر سین سامان جنگ کے تھیئہ کے لیئے مستعد ہوا اور اپنا آدمی ناظم بلخ پاس کومک کے لیئے بھیجا کومک کے آنے تک اس نے المانیون سے مقابلہ و مقاتلہ کیا۔ تین روز تک سخت لڑائی رہی راجپوتون کی ایک جماعت اور پادشاہی بندے کام مین آئے اور المانیون کے آدمی بھی بہت مارے گئے۔ اس ضمن مین بہادر خان نے دو ہزار سوار بسر کردگی اپنے چچا نیک نام کے بھیجے۔ المانی اس لشکر کی خبر سنکر بلخ کی طرف بھاگ گئے۔ یہ تحقیق ہوا کہ اس سپاہ کو سبحان قلی خان نے بھیجا تھا۔ جب جماعت نے کچھ کام نہ کیا تو الٹی گئی وہ حصار مین چلا گیا۔

۱۷ محرم کو المانی بلخ کے نواحی مین پہنچے پہلے اس سے کہ بہادر خان کو خبر ہو اور وہ فوج کو متعین کرے بہت اسپ شتر و گوسفند لوٹ کر جمع کرکے روانہ ہوئے ساڑھے چار پہر بعد بہادر کی فوج تعین ہوئی بسرداری نیک نام خان وہ آئی اسمین دو ہزار سوار تھے جو تعاقب کے لئے گئے ہوئے تھے اس نے المانیون کا مقابلہ کیا ایک جماعت کو قتل کیا اور باقی کو بھگا دیا نیک نام خان نے ان سے بہت سی غنائم چھین لین گھوڑون اور چارپایون کی تکان کے سبب سے جو لوٹ کے سبب سے ہاتھ آئے تھے اور اندھیری رات کے ہونے کی وجہ سے المانیون کی ہزیمت دہی کے بعد وہ یہین مقیم رہا۔ المانیون نے اطلاع

کر مراجعت کی اور ڈیرھ پہر رات گئے بنگ نام خان کے سر پر جا چڑھے۔ لشکر نے انکا مقابلہ کیا اور جانبازی کی شرط بجا لائے۔ دونو طرف سے ایک جماعت کشتہ و زخمی ہوئی اور جب رات کی چادر سیاہ کا پردہ اوٹھ گیا تو بہت سے مقتول المانیون کے سر کاٹے گئے انمین بعض ایسے آدمیون کے سر پہچانے گئے جو بظاہر بادشاہ کی خدمت مین آگئے تھے مگر مسلمانون کے مال لوٹنے کے لئے دشمنون سے جا ملے تھے انمین نظر مینگ کا بھی سر تھا جو فوج کا سردار تھا اور قوم بورازی و الوس مینگ مین بہادر مشہور تھا اسکا سر بلخ مین منگا یا گیا ان سرون کو لیکر لشکر شاہی نے معاودت کی۔

۱۶ صفر کو رستاق کے نواحی مین ایک گروہ اوزبکون اور المانون کا آیا مواشی رعایا اور دواب سپاہ کو چراگاہ سے لے کر راہی ہوا۔ خنجر خان حارس رستاق بہت جلد انکے پیچھے پڑا اور دار و گیر کے بعد اس گروہ پر غالب ہوا بعض کو مقتول کیا بعض کو مجروح اور دواب جو وہ لوٹ کر لے گئے تھے انکو رستاق مین لے آیا۔

۱۷ ربیع الاول ۱۰۵۶ کو حسین علی آغر نے وشت قلعہ سے قلیچ خان قلعہ دار بدخشان کو لکھا کہ قیادیان مین بہت المانین جمع ہو کر آب جیحون سے پار اترنے کا ارادہ رکھتے ہین قلیچ خان نے راجہ راجروپ سے کہ قندز سے اس کی کمک کو آیا تھا اور نور الحسن بخشی احدیون اور بعض ورامراو سے مشورہ کیا کہ اگر غنیم طالقان کی طرف آئے تو اس سے جنگ کرنا مصلحت ہے یا شہر کی حراست کرنی بعد رد و بدل کے یہ صلاح ٹھیری کہ غنیم کی تعداد بہت بتلاتے ہین النسب یہ ہے کہ حصار شہر کے استحکام مین اور مداخل و مخارج کے ضبط مین کوشش کر کے غنیم کی مدافعت مین مشغول ہونا چاہئے قلیچ خان نے شہر کے حصار گلین مین ملچار مقرر کئے اور ان پر سپاہ اور افسر مقرر کئے۔

۱۹ ربیع الاول کو دشمنون نے آنا شروع کیا انکا لشکر دس بارہ ہزار سوار کا تھا

ازبکوں اور المانوں کا آنا

بدخشان کا محاصرہ و درمحیط طالقان۔

اور انکے سردار نزرکیا ے قطغان و شاہ مراد گلچی وغیرہم تھے۔ چھہ سات ہزار سوار دن
نے سبقت کرکے شہر کا محاصرہ کیا اور انکے پیچھے اور انکی سپاہ آتی رہی۔ اول
لڑائی مشرقی جانب سے شروع ہوئی اور دو تین ہزار سوار اس جانب مین گئے
ابو البقا و مقصود جو اس طرف کی حراست کرتے تھے انہون نے اس جماعت کو جو شہر
مین داخل ہونے کا قصد رکھتی تھی تیر و تفنگ سے مار کر بھگا دیا۔ پادشاہ کے اخلاص
شعار قاسم بیگ صفدر خان کی جان گئی۔ قلعہ کے باہر راجہ راجروپ او رنور الحسن
اپنے اپنے مورچون کو آراستہ کیے ہوئے کھڑے تھے اور انکے آگے میدان
تھا اسمین اور دشمنون کے ایک بڑے گروہ مین جنگ عظیم ہوئی اور گھوڑے پادشاہی
جو خوید کھانے کے لیے قلعہ سے باہر باندھے تھے انکو اندر لے جانے کی فرصت نہ
ہوئی کہ انکو دشمن لے کر فرار ہو گئے اور احداد جھمند سے لڑنا شروع کیا کامل بیگ
گرز بردار مع اپنے بھائی جمشید بیگ گرز بردار کے انکے ساتھ ہوا حیلہ سازی سے
دشمن بھاگے تا کہ لشکر شاہی کو دلیر کرکے میدان مین لائین لشکر شاہی سے تعاقب
کرکے میدان مین آیا تو راجہ راجروپ و نور الحسن اسکی کمک کو آئے۔ قلیچ خان نے
یہ حال دیکھ کر پیام دیا کہ کنار شہر سے اس قدر دور جانا مصلحت وقت نہین ہے اگر
اسکی مدد بھیجے جائینگے تو ایک جانب خالی ہو جائیگی غنیم ہجوم کرکے اس طرف کو لے کر شہر
مین داخل ہو جائیگا صلاح یہ ہے کہ دشمنون سے لڑتے ہوئے آہستگی کے
ساتھ اپنے مورچون پر پہنچ جاؤ اس بات نے نبرد کے وقت بہادرون کے دل
پر اثر نہ کیا جنگ مین مصروف رہے سخت لڑائی ہوئی دشمنون نے ہجوم کرکے
لشکر شاہی کو گھیر لیا اور کارزار مین مقابلہ کی نوبت معانقہ پر پہنچی محمد مراد دار وغہ و
محمد زمان اشرف توپخانہ اور بعض اور آدمی پادشاہی لشکر مین کشتہ ہوے۔
جب دشمنون نے دیکھا کہ پیکار سے کار نہین چلتا تو حیلہ سازی کرکے صلح کی
درخواست کی اس اثنا مین شدت سے مینھ برسا اور توپ و تفنگ بان

بیکا ہوئے تو دشمنون کی النسبہ خاطر جمع ہوئی اور وہ راجہ اور نور الحسن و احدیون پر
حملہ آور ہوئے اور تیر و سنان سے شمشیر و خنجر پر نوبت پہنچی اور دونو طرف
سے صف شکن اور مرد افگن جمع ہوئے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔ راجہ روپ
اور اسکے ہمراہی راجپوت مارے گئے۔ راجہ راجروپ و نور الحسن و احدی چند
اور بہت سے افسر زخمی ہوئے جمشید بیگ قتل ہوا انجام کار دشمنون کی سخت
جنگ اور غلبہ کی شدت اور غنیم کی کثرت سے لشکر شاہی لڑتا ہوا شہر مین محصور
ہوا اس مراجعت مین بھی لڑائی مین بہت آدمی دونو طرف کے مارے گئے۔
اور لشکر شاہی نے اپنی تیر اندازی اور تفنگ اندازی سے
اوزبکون کو پرے ہٹایا پھر وہ بمغرب رویہ شہر سے دو گروہ پر آئے انکی
تمنا یہ دل ہی مین رہی کہ شہر مین کسی کشادہ مقام سے داخل ہون یہان
سے ناامید ہو کر طالقان کی مشرق رویہ گئے اور پانی جو شہر مین آتا تھا
اسکا بند توڑ دیا اور پانی کا راستہ دوسری طرف کر دیا شہر مین پانی
نہین رہا ایک گروہ طالقان کے نواحی مین تاراج کے لئے گیا دور قند تک
شہر کے گرد یہان بھی دشمنون نے ہاتھ پاؤن مارے مگر پادشاہی آدمیون
نے پاسبانی کی اور طرفین کے آدمی مجروح و مقتول ہوئے دشمنون کو شہر کی
فتح سے مایوسی ہوئی ۲۲ ربیع الاول کو وہ ساحل آب کی طرف گئے اگر
وہ چند روز اور توقف کرتے تو قلعہ نشینون پر پانی کے نہونے سے کام
تنگ ہوتا۔ جب اطراف شہر خالی ہوئے تو راجہ راجروپ اور نور الحسن کو
قلیچ خان نے کہا کہ اب طالقان پر اعتماد نہین کرنا چاہئے بہتر ہے کہ
آپ بھی قندز مین چلیے۔ قلیچ خان فرخار کو اور راجہ قندز کو گیا حسین قلی
آخر کو طالقان مین چھوڑا۔ فرخار کے پرانے قلعہ کی مرمت کر کے قلیچ خان
اس مین رہا۔

[…] ربیع الاول […] کو شاہ بیگ پاس خبر آئی کہ کچھ المانیون نے غوری
سے نین کروہ پر موضع قراباغ مین آن کر سارے گلے ورمسلیہ رعایا اور دیہات
کے ہنکا کے لے گئے اُس نے پانسو کچھ آدمی قلعہ کی حفاظت کے لئے چھوڑے اور انکے
پیچھے گیارہ مین توقف کر کے اپنے لشکر نویس کو آگے بھیجا کہ اگر دشمن کمین گاہ سے نکلے تو
وہ انکی کمک کرے اور بکون نے مواشی کو ڈیلے گھوڑون کے ساتھ آگے روانہ
کردیا تھا اور خود توقف کیا تھا جب اونھون نے لشکر شاہی کو کم دیکھا تو اون پر
حملہ کیا مگر ہزیمت پا کے فرار ہوئے لشکر شاہی نے مسلمانون کا مال جو وہ چھین کر
لے گئے تھے واپس لیا کچھ آدمیون کو مقتول اور مجروح کیا اور فتح کے ساتھ واپس آئے
[…] ربیع الثانی […] کو صبحکو شاہ بیگ پاس خبر آئی کہ حوالی غوری کے
مواشی کو اوزبک لے جاتے ہین۔ خان سوار ہوا آدھ کوس چلا تھا کہ غنیم کے
دو سو سوار نمودار ہوئے خان نے خنجر بیگ اپنے خویش کو آگے روانہ کیا اور خود
آہستہ پیچھے چلا لشکر شاہی نے اوزبک مواشی کو چھین لیا اور چوروں کو بھگا یا ہزار
سوار کمین مین بیٹھے تھے اُنھون نے نکل کر ہنگامہ پیکار گرم کیا۔ زد و خورد کے بعد
خنجر بیگ و نظام بیگ اور میر فرخ کی جان گئی اس اثنا مین خبر آئی کہ دو ہزار
اور قلعہ کی دوسری جانب کا قصد کرتے ہین خان اس خوف سے کہ مبادا
حصار پر متصرف ہون قلعہ مین چلا گیا۔ اس کارزار مین بھی طرفین سے کچھ آدمی کشتہ
و خستہ ہوئے۔ […] ربیع الاول کو دو ہزار سوار المانیون کے نمودار ہوئے
نین سے آدھے محال کی طرف جو غوری سے دائین طرف ہے چلے اور آدھے
کیلگی اور سرغابا کی طرف یہان کے آدمیون نے انکی غارت کے خوف
سے اموال اور عیال کو پہاڑون کی گھاٹیون مین بھیجدیا تھا۔ اس لئے
یہان سے غارت گر نا امید پھرے اور قصبہ غوری پر گرے جو قلعہ
سے باہر تھا یہان سے بھی لشکر شاہی نے انکو رفع دفع کیا۔ محاصرہ

قاضی خواجہ کلان و قاضی تیمور اور بعض اور افغانون سے پوشیدہ خط و کتابت کرتے تھے انکے مکتوب پکڑے گئے۔ شاہ بیگ نے انکو بلا کر پوچھا انہون نے اقرار کیا۔ دونو قاضیون اور خواجہ کلان کے ایک بیٹے کو جو باپ کے ساتھ شریک تھا قتل کیا۔

اندخود سے پانچ کروہ پر چراگاہ مین لشکر شاہی کے گھوڑے اور اونٹ چرتے تھے ۹ ربیع الاول یکشنبہ کو المانیون کے ایک گروہ نے انکو آگے رکھا اور چند نگہبانون کو مار ڈالا اور چند کو قید کر کے ساتھ لیا۔ رستم خان نے یہ خبر سنکر سپاہ کو انکے تعاقب مین بھیجا وہ قیدیون اور مال کو المانیون سے واپس لیا۔ مراجعت کرتے تھے کہ اس وقت المانیون کی اور کمک آگئی لڑائی ہوئی لشکر شاہی مین سے اسلام بہادر عرب مارا گیا اس نے المانیون کو پراگندہ کر دیا اور لشکر شاہی اندخود مین آگیا

۱۰ ربیع الاول ۔شنبہ کو بہادر خان کو جاسوسون کے خبر دینے سے اور شمشیر خان تھانہ دار خان آباد کی تحریر آنے سے معلوم ہوا کہ خوشی لب حاکم حق نظر بدینگ پانچ چھ ہزار سوارون کے ساتھ عبد العزیز خان والی توران کی اجازت سے گذر کلیف سے گذرے ہین اور چشمہ علی مغول کی طرف چلے ہین انکا قصد یہ ہے کہ درہ گز اور شادیان کی طرف جائین جہان سپاہ شاہی کے گھوڑون کی چراگاہ ہے اور ان گھوڑون اور اور مواشی رعایا اور احشام سرزمین پر دست تاراج دراز کرین۔ خان مذکور اس گروہ کی تادیب کے لئے جاہتا تھا کہ خود روانہ ہو کہ اصالت خان نے کہا کہ آپ شہر کی حراست کیجئے اور مجھے المانیون کی تنبیہ کے لئے بھیجئے بہادر خان نے اس کی درخواست کو قبول کر لیا اور بعض افسر اسکے مددگار مقرر کر دئیے اصالت خان المانیون کے پاس پہنچا جو کچھ مواشی لئے جاتے تھے کارزار کے بعد بہت المانیون کو اس نے مارا۔ باز ماندہ مسلمانون کا مال چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اصالت خان نے کچھ انکا تعاقب کیا

گہ رات ہوگئی تو وہ درہ گز مین آیا وہ سارے دن جیبہ پہن کر پھرا تھا نماز مغرب وعشا کے لیئے جو اسنے جیبہ اتارا اور برہنہ ہوا ہوا کے اثر سے اسکو بخار آیا بہادر خان نے اسکو بلایا تو وہ شہر مین چلا آیا۔

۸ ربیع الاول کو عبدالعزیز خان کی اجازت سے تھانہ خان آباد پر پندرہ ہزار سوارون کے قریب بسرکردگی خنجر المان اور جنت المان آئی اور ہزار سوار دھوکہ دینے کے لیئے ظاہر ہوئے اور باقی سوار جابجا کمین مین بیٹھے شمشیر خان و مراد قلی سلطان اور آدمی جو تھانہ مین تھے وہ ان سے لڑنے نکلے۔ دشمن لڑتے ہوئے اور بھاگتے ہوئے انکو اپنی کمین گاہون کی زد مین لے گئے جہان سے سوار نکلے اور جنگ عظیم ہوئی۔ بہادرون نے جان بازی کو جان درازی جانا کئی منصب دار قتل ہوئے جب دن ختم ہونے کو ہوا تو لشکر شاہی تھانہ مین لڑتا ہوا آیا اور یہان تھانہ کو محکم کیا مخالفون نے تھانے کا محاصرہ کیا دو رات دن تک اندر اور باہر سے جانبازی اور سر اندازی کا بازار گرم رہا۔ ۹ ربیع الاول کو بہادر خان کو اسکی خبر ہوئی۔ اسنے درہ گز سے اصالت خان کو بلایا جس کا اوپر ذکر ہوا۔ ۱۰ کو بلخ مین اصالت خان آیا شہر کی محافظت اسکو سپرد ہوئی اور وہ خود مخالفون سے لڑنے گیا مخالفون نے اسکی خبر سنکر محاصرے کو تیسرے روز چھوڑ دیا اور بھاگ گئے۔ خان آباد مین بہادر خان آیا مخالف کوئی ادھر کوئی ادھر لوٹ مار کے لئے چلے گئے تھے۔ بہادر خان نے خان آباد کی سب طرح محافظت کرکے اور ضروری اسباب کا سرانجام کرکے کوچ کیا۔ بہادر خان امام بکری کے پل پر تھا کہ اصالت خان کے مرنے کی خبر آئی کہ وہ اسی عارضہ مین کہ درہ گز مین اسکو ہوا تھا ۲۲ ربیع الاول کو مر گیا۔ بہادر خان نے انتظام کیا اور جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ المانان جیحون سے اترے ہین اور عبدالعزیز خان قریشی سے اس طرف آتا ہے اور ربیگ اوغلی کو بہت سے ازبکون اور المانون کی

ساتھ ساحل جیحون پر آگے روانہ کیا ہے بہادر خان نے گذر کلیف پر قول کی اور جنگ کی تیاریان کین۔

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ نذر محمد خان شبرغان کی غزیمت کے بعد اپنے بیٹے قتلق محمد اور چند اوزبکون اور غلامون کے ساتھ ایران جانے کے ارادہ سے اندخود مین آیا۔ قاسم پسر خسرو نبیرہ نذر محمد خان چند امیرون مثل یادگار قلی وعات وغیرہ بارہ سردارون اور تین سو سوارون کے ساتھ نذر محمد خان سے ملا انکے ہمراہ وہ شہر حاکم نشین مرو مین آیا ایک ہفتہ یہان قیام کیا یہان سے وہ مشہد مقدس مین پہنچا یہان گیارہ روز مقام کیا اسنے دیکھا کہ شاہ ایران نے جیسا کہ طریقہ استقبال اور مہمان پرسی کا میرے بڑے بھائی کے ساتھ برتا تھا میرے ساتھ نہین برتا یون مایوس ہوکر اسنے الٹا جانے کا ارادہ کیا مرتضیٰ قلی خان عنت ناظم مشہد اسکے اس ارادہ سے مطلع ہوا تو اسنے قزلباشون کی ایک جماعت کو بھیجکر اسکے گھر پر چوکی بٹھا دی اس نے خجل زدہ ناچار ہوکر صفاہان کی راہ لی۔ جب بسطام متعلقہ عراق مین آیا تو شاہ عباس نے محمد علی بیگ کو جو پہلے ہندوستان کی سفارت کر چکا تھا مہمانداری کے لئے مع نقد و جنس نئے روانہ کیا۔ محمد علی بیگ کے ساتھ کاشان کی راہ سے اصفہان مین نذر محمد خان پہنچا۔ شاہ نے خلیفہ سلطان کو استقبال کے لئے بھیجا جو مازندران کے شہزادون مین سے تھا اور شاہ کا داماد تھا اور حکم دیا کہ مہمان نوازی کے طریقہ کے موافق ایک گروہ پا انداز اول رنگین پارچہ چھینٹ کا بعد اسکے قطنی و دارائی و مخمل و سیلک و زربفت کا فرش کیا جاے۔ ہندوستان کا ضابطہ یہ ہے کہ پا انداز کے پارچون کو بطریق قنات سی کر نظر سے گذرانتے اور توشک خانہ مین حوالہ کرتے ہین لیکن ایرانی پا انداز کو واقعی بچھا کر شاطر باشی و عملہ و فعلہ کو انعام دیدیتے ہین۔ نذر محمد خان نے حکم دیا کہ

نذر محمد خان کا اندخود سے صفاہان میں والی ایران پاس جانا اور وہان سے ... ہندوستان آنا اور مایوس پھرنا۔

یہ پا انداز ہماری سرکار مین ضبط کیا جاے - جب وہ شہر کے دروازہ کے پاس
پہنچا تو شاہ نے خود استقبال کیا - خاندان صفویہ کا طریقہ ہے کہ وہ مخالف و
موافق مہمان کے ساتھ مسافر پروری کا طریقہ برتتے ہین اسلئے خان سے
اعزاز کے ساتھ ملاقات کر کے شہر کے متصل ایک باغ مین اُتارا یہان سے
ما حضر کھانے کے بعد شاہ اسکے ساتھ سوار ہوا اور جب شہر مین داخل ہوا تو وہ
اپنے گھر گیا اور نذر محمد خان اس مکان مین اترا جو اسکے لئے تجویز ہوا تھا -
دوسرے روز شاہ پھر خان سے ملاقات کرنے گیا اور اسکا حال پوچھ پوچھ کر
اپنے دولتخانہ مین آیا - تیسرے روز بادشاہ کی ملاقات کو نذر محمد خان آیا -
اور تین گھنٹہ بیٹھا اور کھانا کھایا بعدہ شاہ نذر محمد خان کو شاہ نے دعوت
مین بلایا اور اسکا حال استفسار کیا تو نذر محمد خان نے نوکرون کی شرارت
و بیوفائی کا اور ازبکون کی نمک حرامی اور بیٹے کا شکوہ کیا اور اپنی ساری
سرگذشت سنائی اور کمک کی خواہش کی شاہ نے جواب سے تسلی دی
اس ضمن مین خلیفہ سلطان نے کہا کہ جب اوزبک نے تمہارے بیٹے کی سازش
اتفاق اور تمہارے ساتھ نفاق کیا ہو اور ملک مین شورش مچائی ہو اور ملک
ہاتھ سے نکل گیا ہو تو کمک کے جانے سے تم کو کیا فائدہ ہوگا - نذر محمد خان
نے جواب دیا کہ تم سے کمک اور خدا تعالی سے نصرت مطلوب ہے بعد اسکے
شاہ نے چراغان کر کے نذر محمد خان کی ضیافت کی اور روشنی کرائی
نذر محمد خان دل گرفتہ اس روشنی مین گیا مگر خلیفہ سلطان کا جواب کانٹے کی
طرح اسکے دل مین کھٹکتا تھا اسکی خاطر آشفتہ تھی اور لب شکوہ آمود تھے -
چراغان کی سیر کر کے وہ اپنے گھر آیا تمارض کے یا واقعی عارضہ کے سبب سے
خانہ نشین ہوا جب بادشاہ اوسکی عیادت کو آیا تو وہ بدداغی سے بے ادبانہ
بادشاہ سے پیش آیا - شاہ کے آنے اور جانے کے وقت نہ استقبال کیا نہ مشایعت

شاہ نے رنجیدہ ہوکر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مین کیا کرون کہ مہمان ناخواندہ
ہدیۂ خداست ورنہ اس مرد سودائی مزاج نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا
ہے کہ گویا مین اسکے دروازہ پر دریوزہ گری کے لئے گیا تھا باوجود اس کے
کہ اسکی وضع ناملموس سے روز بروز بادشاہ کی خاطر رنجیدہ ہوتی جاتی تھی
مگر مہمانداری کے رویہ اور طریقہ مین ذرا قصور نہ ہوتا تھا نذر محمد خان و
محمد علی خان مہماندار کو بلا کر شکوہ آمیز پیغام دیا اور کہا کہ مین طعام کھانے
اور سیر و چراغان کی سیر کرنے نہین آیا تھا بلکہ پسر غدار کی اور ناہنجار نوکرون
کی تنبیہ اور ہندوستان کی فوج کے نکالنے کے لئے اعانت و مدد کی امید
مین آیا تھا اب بادشاہ میرے حال پر توجہ نہین کرتا میرا ارادہ بیت اللہ
جانے کا ہے مین چاہتا ہون کہ بادشاہ مجھے حکم دے کہ اس مشت استخوان کو
اس متبرک مکان مین پہنچاؤن۔ شاہ نے اس کے جواب مین کہا کہ ابھی تمہارا
گرد اور تکان نہین اتری اور مزاج مین انحراف ہوگیا ہے چند روز باغات
کی سیر و عمارات کشتگار کے تفرج مین طبع کو بحال کرو اور ہم آپس مین بیٹھین
جلین بعد اسکے تمہاری عالی خاطر کے موافق عمل ہوگا نذر محمد خان نے
جواب دیا کہ مین اب زیادہ صبر نہین کرسکتا اور حجاز کے سفر کرنے کے سوا میرا کچھ
ارادہ نہین بادشاہ نے خلیفہ سلطان کو خان کی تسکین و دلداری کے لئے بھیجا۔ مگر
نذر محمد خان نے اُسے درشت جواب دئیے۔ شاہ نے دوبارہ خلیفہ سلطان کو بھیجا
کہ اسکو سمجھائے کہ تم کو شاہ کی رضامندی ضرور ہے اور اگر بیت اللہ جانے کا
ارادہ ہو تو بھی شاہ سے رخصت لے کر جانا چاہئیے۔ خان نے بدیدماغانہ جواب دیا
کہ مین کسی کی رضا کا پابند نہین ہون کل روانہ ہوتا ہون۔ نذر محمد خان کی
آنے پیر دو ہفتے نہ گذرنے تھے کہ وہ شہر سے باہر نکلا اور اس باغ مین آیا کہ آنے
کے وقت اتر کر بادشاہ کے ساتھ ہم نمک ہوا تھا دوسرے روز شاہ نے

خلیفہ سلطان کو مع اور ارکان سلطنت کے خان سوداوی مزاج پاس بھیجا اور دلداری
کی اور دوسرے روز خود شاہ تشریف لایا اور جو دلداری اور سلوک کی شرائط تھیں بجا لایا۔
بارہ ہزار تومان (چار لاکھ روپئے) نقد اور کچھ جنس و مروارید و زربفت وغیرہ کہ ہزار
تومان سے زیادہ قیمت رکھتے تھے تواضع کئی اور سارو خان جمعیت شائستہ کے
ساتھ ہمراہی کے واسطے مقرر کیا اور حاکم خراسان کے نام اس سرزمین سے
مدد و کمک مقرری کے لئے لکھ دیا اور رخصت کیا۔ نذر محمد خان نے سارو خان سے کہا
کہ بسبب عارضہ بدنی کے اس ملک کے سرما کی برداشت میں نہیں کرسکتا اس لئے
میں خود مازندران کی راہ سے کہ گرم سیر ہے جاؤنگا تم میرے بیٹے تغلق محمد کو
اپنے ساتھ لیکر مع اسباب کے جو زیادہ ہے مشہد میں جا کر میرا انتظار کرو ہم وہاں
آپس میں ملینگے وہ خود جریدہ اپنے پوتے قاسم کو ہمراہ لے کر استرآباد کی راہ سے
بسطام میں گیا اور وہاں سے مشہد مقدس میں آیا۔ سارو خان جو اس سے
پہلے پہنچ گیا تھا۔ خان نے اس سے ملاقات کرکے کہا کہ میں مرو کی راہ سے جاتا
ہوں کمی آب کے سبب سے ہمارا تمہارا گذر لشکر سمیت مشکل سے ہوگا تم اپنے
لشکر کو ہرات پر جمع کرو اور میرے نوشتہ کی منتظر رہو جہاں میں آنے کو لکھوں
وہاں آجاؤ۔ مشہد میں پانچ روز توقف کیا اور پھر پوتے کو ساتھ لیکر مرو میں
پہنچا بدخلقی اور سوداامزاجی کے سبب سے خان کی مرو کے حاکم علی قلی خان سے
موافقت نہ آئی اسکو اپنے سے آزردہ کیا اور مرو میں داخل نہ ہوا بالا بالا
روانہ ہوا مرو سے چار فرسخ پر پہنچا چند مقام کرنے ضرور ہوئے اس ضمن میں
نفش قلی خان جو اسکے نامی اور ہواخواہ امراء میں سے تھا سو دو سو سواروں
کے ساتھ اس پاس آیا اور اس نے کہا کہ اوزبکوں کے رئیسوں نے جو آپ کو
معذرت آمیز خطوط لکھے ہیں اور آپ کو طلب کیا ہے اور اپنی اطاعت کا اظہار
اور افعال گذشتہ کی ندامت اور قبول التماس کے لئے بہت الحاح کیا ہے

آپ ہرگز ہرگز اسکے مزخرف نوشتے کو سچ نہ جانئین اور کہین بخارا نہ چلے جائین
اس بدسگال فرقہ کا استیصال واقعی کرنا چاہیئے جو تمہید و تدبیر سے آپکے دستگیر
اور ہلاک کرنے مین آپ سے زیادہ ساعی ہین۔ خان نے کہا کہ مین بھی اس قوم کی
باتین جانتا ہون دفع حجت اور انکے خبث باطن کی آگاہی کے لیئے اس صورت سے
آیا ہون اُس نے قتلق محمد اور آتش کو بھیجا کہ الوس قلماق سے جسقدر جمعیت کہ مقدور
ہو جمع کرکے قلعہ میمنہ کو محاصرہ کرین انہون نے قلماقون اور بعض اور احشام کو
لیکر حصار مذکور کا محاصرہ دو مہینے تک کیا مگر شادمان حارس قلعہ میمنہ کی ہوشیاری
اور کارگذاری سے کچھہ نہ کر سکے کفش قلماق نے نذر محمد خان پاس جو اس وقت چیچکتو
مین فروکش تھا جاکر کہا کہ بغیر آپ کے اس مہم کا انصرام نہین ہوگا وہ میمنہ مین آیا۔
خان کے پہنچنے پر ایک مہینہ اور محاصرہ کی سرگردانی مین گذرا مدت محاصرہ مین دو
دفعہ لشکر بادشاہی نے قلعہ سے نکل کر ازبکیہ مورچون پر حملہ کیا پہلی دفعہ ایک
جماعت کو کشتہ و خستہ کرکے منصور و مظفر مراجعت کی دوسری دفعہ شادمان خان
کے خواہرزادے خسرو اور باقی ہمراہ تھے یادگار برادر باقی دیوان بیگی کے مورچہ پر
کارزار نمودار ہوئی اوزبکون نے چار نقب قلعہ کے چار طرف لگائے تھے اور تہ دیوار
تک پہنچائے تھے تین نقب لشکر شاہی نے اندر کی طرف معلوم کرلین تینون انکو درہم
برہم کردیا۔ چوتھی نقب کو ۹ ربیع الاول کو باروت سے بھر کر اڑایا پچیس گز دیوار کی
اوزبک کمین گاہ مین بیٹھے ہوئے آمادہ پیکار تھے قتلق محمد کے اہتمام سے قلعہ پر
دوڑے مگر لشکر شاہی نے قلعہ مین راہ نہ دی اور آخر کو انکو لڑ بھڑ کر بھگا دیا۔ آٹھہ
بادشاہی آدمی دیوار کے نیچے مرے اور دو لڑائی مین مرے لشکر شاہی نے
دوپہر تک کوشش کرکے دیوار بنائی لیکن دیوار کی بنیاد گیلی تھی وہ گر پڑی اوزبکون
نے اس دیوار کے گرنے سے پھر قلعہ پر حملہ کیا اور ایک جانب مین قتلق محمد اور دوسری
طرف نذر محمد خان نے لشکر کو برانگیختہ کیا۔ مگر شادمان خان آدھی رات تک اُن سے

لڑا اور پہلے سے زیادہ جان ستانی اور سر افشانی مین کوشش کی ۔ کئی معتبر سردار
اوزبکون کے قتل گئے ۔ نذر محمد خان نے جان لیا کہ مین لشکر شاہی سے عہدہ برآ
نہین ہوسکتا اس لئے وہ بیلچراغ (بیلچراغ) مین چلا گیا اور کفش قلماق مع اپنے الوس
کے میمنہ سے آدھ کوس پر جا بیٹھا کہ آذوقہ اور کاہ کی آمد و شد کو بند کرکے اہل قلعہ کو
تنگ کرے جب نذر محمد خان کی ہمراہی قلعہ میمنہ کی فتح سے مایوس ہوئے تو اسکے ہمراہیون
نے اسکو یہ سمجھایا کہ اس وقت بلخ مین بہادر خان نہین ہے وہ اورنگ زیب کے استقبال کو
گیا ہے اگر ان چار یا پانچ ہزار سوارون سے جو ہمراہ ہین ناگاہ بلخ پر چڑھ جائین تو
اغلب ہے کہ شہر کے اندر کے آدمی اور اطراف کے ہوا خواہ معاونت کرین اور بلخ
آسانی سے فتح ہو جائے ۔ نذر محمد خان نے جواب دیا کہ بلخ کا لینا دشوار ہے اور
اسکا نگاہ رکھنا دشوار تر ہے مین اپنے جانے کو مناسب نہین جانتا مگر قتلق محمد
سردارون اور فوج کے ساتھ روانہ کرتا ہون اگر اسکو بلخ کے آدمی شہر کے اندر
لے جا کر قلعہ حوالہ کر دینگے اور وہ اسکی محافظت کرینگے تو مین بھی وہان چلا جاؤنگا
جب یہ رائے پسند ہوئی تو قتلق محمد کو کارطلب آدمیون کے ساتھ روانہ کیا بعد
روانہ ہونے کے پھر رائین بدل گئین ہمدمون نے کہا کہ اس وقت اپنے بیٹے کو مع
جمعیت کی منافق پیشہ اوزبکون کے ساتھ اپنے سے جدا کرنا آئین خردی سے دور ہے
اغلب ہے کہ تغلق محمد کو ہمراہ آگے لیجا کر اپنی ترقی کا پیش آمد جان کر اسکو بخوشی و ناخوشی
تحفہ رہ آورد بنا کر عبد العزیز خان پاس لے جائین یا بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب سے
رجوع کرین نذر محمد خان نے بھی ان کلمات ہوش افزا کو سنکر مآل کار پر نظر کی بیٹے
کے پاس خواجہ عابد کو جو دونون باپ بیٹون کا معتمد تھا گزران بھیجا اور پیغام دیا
کہ وہ یہین ٹھیرا رہے آگے نہ جائیے مین بھی اس پاس آتا ہون دونو متفق ہو کر
مقصود و مطلوب پر متوجہ ہونگے ۔ تغلق محمد کے ہمراہیون نے اس بات پر اطلاع
پائی تو انہون نے کہا کہ نذر محمد خان سے دولت نے اپنا منہ پھیر لیا ہے

اور طالع کی برگشتگی کے سبب سے ہردم تازہ وسوسے اور ہراس اسکے ذہن آتے ہین
اور ہر لحظہ فکر واندیشہ باطل اسکی خاطر مین گذرتے ہین صلاح دولت اس مین ہے کہ اب
اسکا کہنا مانئے آپ اپنے برادر کلان عبدالعزیز خان پاس چلیئے اور دولت اور گنج
بے رنج کے شریک ہو جیئے قتلق محمد نے اس مصلحت کو سنکر ہمراہیون کو مراجعت اور
رفاقت مین مختار کیا اور اس ضمن مین محمد بیگ قلماق نے قتلق محمد سے ملاقات کی وہ
وہ بارہ ہزار کے قریب المان سوارون کا سردار تھا اُس نے بتلایا کہ عبدالعزیز خان
نے ایک فوج عظیم اس لئے متعین کی ہے کہ جہان آپ کو پائین بخوشی و ناخوشی
اُس پاس لے جائین ہم اسی خدمت پر مامور ہین وہ اسکے رفیق بن کر اعزاز و احترام
سے عبدالعزیز خان پاس اس تحفہ کو لے گئے. عبدالعزیز خان نے اسکا استقبال کیا
اور برادر نوازی کا برتاؤ برتا اور اسکی گرد غربت کو جھاڑا۔
اورنگ زیب ۱۵ محرم ۱۰۶۷ھ کو لاہور سے روانہ ہوکر ۱۹ صفر کو پشاور مین آیا
اُس نے اُسی ضابطہ کے موافق جو شاہزادہ مراد بخش کی بلخ کی مہم مین مقرر ہوا تھا
ماہ بماہ تمام بندہا ے پادشاہی کو پہنچا دیا اور یہان سے ۲۳ صفر کو کوچ کیا اور ۵
ربیع الاول کو کابل مین داخل ہوا یہان تین روز ٹھیرا یہان کے آدمیون کو بھی
مساعدت پہنچا کر فارغ کیا اور انکو اپنے ساتھ لیا امیر الامراء کے ساتھ آگے ہر حلقہ
ہوا جب درہ مین داخل ہوا تو خلیل خان کھمرد سے آیا اور حقیقت کو عرض کیا اور
پھر راہ کے تحقیق کرنے اور صاف کرنے کے لئے رخصت ہوا۔ باوجودیکہ اس پاس
پانچ سو سوارون سے زیادہ نہ تھے اور غارون کی اطراف مین فوج اوزبکیہ
ہزارون شکار کی کمین مین بیٹھی تھی. ناگہان اسپر حملہ آور ہوئی اُس نے مردانہ
وار انکا مقابلہ کیا عجب زد و خورد ہوئی اور ایک جماعت دونو طرف سے کشتہ ہوئی
باوجودیکہ ازبکیہ غالب تھے خلیل خان نے اس قدر استقامت کی کہ بادشاہزادہ کو
خبر ہوئی اور اُس نے جو کمک بھیجی وہ آگئی اور اوزبکون نے فرار کیا دشمن گردنہ

راہ کے مابین خبر آئی کہ بہت سے اوزبک اور المان دو تین فوجیں بنا کر قابِ گیاہ کی گاہوں کے اطراف میں بیٹھے ہیں۔ بادشاہزادہ نے امیر الامراء کو پیغام دیا کہ ہراول کی فوج کا اہتمام کرنا چاہیئے اور مفسدوں کی دست برد سے خبردار رہنا چاہیئے اس سوز بہان اوزبکیہ کا نشان پیدا ہوتا تھا وہ گولہ تفنگ و تیر کا نشانہ ہوتا تھا اور سامنے نہیں ٹھہر سکتا تھا دوسرے روز درہ کے تنگناؤں سے لشکر شاہی کا گذر ہوا تو اوزبک جوق جوق ہر طرف سے نمودار ہوئے اور انہوں نے شوخی شروع کی اور لشکر شاہی کے آدمی جو آگے دور اطراف میں تھے انکو زخمی کیا اور ساری منزل جنگ کرتے ہوئے گئے جس طرف اوزبکوں پر حملہ ہوتا تو وہ بھاگ جاتے پھر دوسری طرف سے نمودار ہوتے منزل پر پہنچے اور اترنے کے وقت اوزبکوں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے اور آخر وہ مفقود الاثر ہوگئے۔ رات کو امیر الامرا پاس خبر آئی کہ قتلق محمد دس ہزار اوزبک سواروں کے ساتھ کل لشکر بادشاہی کے مقابل میں آئیگا اسکے ہر طرف دو فوجیں پانچ پانچ ہزار اوزبک سواروں کی ہیں امیر الامرا نے یہ خبر سنکر سرداروں سے مصلحت کی اور سرداروں اور ہاتھیوں کے ساتھ ایک جماعت کی چار پانچ فوجیں بنا کر اوزبکوں کے مقابلہ کے لئے مقرر و تعین کیں فوجیں ہر طرف گروہ کی گروہ کمانیں لئے شمشیر کھینچے ہوئے جوش و خروش کرتی ہوئی اوزبکوں کو ڈھونڈھتی ہوئی اور نعرہ کرتی ہوئی گھوڑوں کو جولان میں لائیں اور جہاں اوزبکوں کی سپاہ کی سیاہی نظر آئی تیر و سنان کا ہدف بنایا ہر دم جوق جوق فوجیں بادشاہی تلواریں چمکاتی اور گھوڑے دوڑاتی ایک دوسرے کی مدد کو پہنچتی تھیں اور بہت سے اوزبک قتل و اسیر کرتی تھیں آخر کو اوزبکوں کو ہزیمت ہوئی فوج بادشاہی کے چند گروہوں نے تعاقب کیا یہ فتح بادشاہزادہ کی پہلی تھی اُس نے سرداروں کی خدمات کی بہت تحسین و آفرین کی۔

پادشاہ نے اصالت خان کو بلخ کی ملکی ومالی مقدمات کا اختیار دے رکھا تھا جب
اسکے مرنے کی خبر پادشاہ کو ہوئی تو اسکی جوانی اور کاردانی کے سبب سے پادشاہ نے
بہت افسوس ظاہر کیا۔ یہ جوان چالیس برس کا تھا اگرچہ لشکر بلخ کی سرکردگی
بہادر خان کو مفوض تھی مگر وہ سنجیدگی و فہمیدگی کے ساتھ تمام معاملات دیوانی
و بخشیگری و محارست قلعہ و خزانہ عمارت ملک و خوشنودی رعایا و خرسندی سپاہ
کو نیک روشی سے سرانجام کرتا تھا اگر وہ زندہ رہتا تو اورنگ زیب کی بڑی خدمات
کرتا پادشاہ نے اسکے بڑے بیٹے سلطان حسین کا اضافہ منصب کیا اور دو اور بیٹوں
کو انکے لائق منصب دیا اسکا بھائی خلیل اللہ خان جو شاہزادہ کی خدمت میں تھا
اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سنکر ایسا بے تاب ہوا کہ منصب کے استعفا کی التماس کی
اور علائق دنیوی کو ترک کیا خانہ نشین و زاویہ گزین ہوا ہرچند اسکی تسلی کی گئی پر کچھ
فائدہ نہ ہوا اسکی گوشہ نشینی سے بھی پادشاہ کو ملال ہوا۔ پادشاہ سلخ ربیع الاول کو
کابل میں داخل ہوا۔ ۵ ربیع الثانی ۱۰۵۶ کو وزن قمری کا جشن ہوا ستاونواں
سال عمر کا ختم ہوا لہار کو ذوالقدر خان کے ہمراہ پندرہ لاکھ روپیہ بلخ کو روانہ کیا
پادشاہزادہ محمد شجاع بنگالہ سے آیا۔ پادشاہزادہ محمد مراد بخش باوجود بحالی
منصب ابتک مجرا سے ممنوع تھا بموجب حکم کے بھائی کے استقبال کو گیا محمد شجاع
نے اسکی عفو تقصیرات کرائی۔ راجہ جیسنگہ کی ہمراہ بیس لاکھ روپیہ بلخ بھجوایا۔
جب عبدالعزیز خان نے فوج پادشاہی کا آنا سنا تو اسنے شائستہ فوج گران
مع مصالح کارزار بسرداری بیگ اوغلی خان کہ توران کے نامی سرداروں میں تھا
پادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کے مقابلہ کو ہراول بنا کے روانہ کیا اور آب آمون
(جیحون) سے گذرنے کی تاکید کی اور خود بھی لشکر گران کے ساتھ آنے کا تہیہ کیا
بہادر خان نے اطلاع پا کر رام سنگہ کو بلخ میں چھوڑا خود شائستہ فوج کے ساتھ
بقصد استقبال غنیم کی سرراہ روکنے کے لئے آیا اور کنارہ پل نذر محمد خان پر بے اسکے

کہ اوزبکیہ سے آمنا سامنا ہو بادشاہزادہ کی ملازمت مین آیا۔ غرہ جمادی الاولی سنہ
کو اورنگ زیب بلخ مین پہنچا۔ قلعہ کے اندر اور باہر کو ملاحظہ کیا اسکا دورہ پانچ کروہ ناپا
گیا اور شہر کے باہر ٹھیرا اس آوان مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ عبدالعزیز خان کی دو فوج
گران بسرداری قتلق محمد اور بیگ اوغلی سرحد بلخ گئین ہین۔ بادشاہزادہ نے بندوبست
ضروری کیا اور شرفا اور اعیان بلخ پر جو عبدالعزیز خان کے خاندان سے قرابت رکھتے
تھے اور خواجہ پارسا کی اولاد پر اور اور نجبا پر طرح طرح کے لطف و انعام سے نوازش
فرمائی مادھو سنگھ اور راجہ رتن کو شمشیر خان کے ساتھ قلعہ بلخ کی حراست کے لیے
چھوڑا۔ تنخواہ سہ ماہ سپاہ کی تقسیم کی تین روز مین سارے کاروبار سے فراغت حاصل
کر لی پھر فوج بندی کے اہتمام مین مصروف ہوا۔ بہادر خان کو مع ہمراہیون کے
ہراول اور امیر الامرا کو برانغار اور سعید خان کو جرانغار بنایا اور کوچ کیا اور
راہون کی احتیاط کے لیے اور معبرون پر پلون کے باندھنے کے واسطے کار دیدہ
آدمی متعین کیے جب وہ موضع تیمور آباد مین آیا تو اسنے سنا کہ غنیم تھوڑی دور
پر آگیا ہے تو اسنے لشکر کو ترتیب دیا دوسرے روز سوار ہونے کے وقت کہ بہادر خان
اور امیر الامرا راہ مین پڑے تھے ہر طرف سے اوزبکون اور المانیون کی سپاہ
نمودار ہوئی اور یکبارگی لشکر شاہی پر آکر اطراف سے ہجوم کیا اور حد سے زیادہ
شوخی کرنے لگی ہر طرف سے بہادر اور مبارز خبردار ہو کر پیکار مین گرم ہوئے
امیر الامرا اور بہادر خان کی جنگ عظیم اوزبکون کے ساتھ راہ مین ہوئی جب بادشاہزادہ
کو خبر ہوئی اسنے راجہ ستر سال و الہوردی خان کو مدد کے لیے مامور کیا سعید خان
بہ سبب عارضہ صعب بدنی کے خیمہ مین تھا اسکے اطراف کو مخالفون نے گھیر لیا۔ سعید خان باوجود ضعف
بدن کمان سے مقابلہ اور مقاتلہ مین مشغول ہوا ہر طرف سے آتش قتال و شعلہ
جدال مین لوگ اٹھنے لگین اور توپ و تفنگ کی زبان سے بان آتش فشان
کے غرانے سے موت کی خبر ہوش باختون کے گوش مین پہنچنے لگی جس بار بہت سے بسیار

تین چار ہزار سوار اوزبکیہ المانیہ خونخوار سیل دمان کی طرح پہنچکر حملہ کرتے تھے ان
مین سے تیر پران اور تفنگ سوزان کے طعمے ہوتے تھے اور فرار ہوتے تھے اور
پھر شوخی کی لیئے نمودار ہوتے تھے اور چستی و چالاکی کے ساتھ بعض بندہائے
بادشاہی کو ہلاک کرتے تھے بہادر خان نے اوزبکون کو اپنے سامنے سے
ہٹا دیا اور امیر الامراء کی سپاہ نے کوہک پہنچنے سے پہلے مردانہ چپقلشین کین
اور بہت سے بیباک اوزبکون کو مقتول و زخمی کیا اور ہزیمت دیکر اُن کے
سرداروں کے ڈیرہ تک پہنچا دیا - چند گھوڑے اور تغلق محمد کا خاص گھوڑا چھین لیا
پھر اُلٹے چلے آئے سعید خان ضعف بدن کی وجہ سے گھوڑے پر سوار نہین ہوتا
تھا اسکا بخشی چار پانچ سو سوار سے اوزبکون کے مقابل ہوتا تھا اسکے ہمراہیون
کی ایک جماعت کشتہ ہوئی تو وہ مغلوب ہوکر گھر گیا سعید خان نے اپنے
دو بیٹون لطف اللہ خان و خانہ زاد خان کو اسکی کمک کے لیئے بھیجا - ان
دونو بہادرون نے داد شجاعت دی اور بعض جان باز مارے گئے اور وہ
زخمی ہوئے اُنھون نے باپ سے کمک طلب کی سعید خان شیر غران کی
طرح نعرہ زنان وہان گیا باوجودیکہ چند روز سے فاقہ سے تھا اور بہت
ضعیف ہو رہا تھا مگر اس نے ان اوزبکون کو جو جوانان زخم رسیدہ پر
ہجوم کر رہے تھے بذات خود شمشیر جان ستان سے گرایا اور زد و خورد کی
ایک عجیب رستخیز درمیان مین آئی اس حالت مین سعید خان کے گھوڑے کا پاؤن
ایک گڑھے مین جا پڑا اور سعید خان کے ایک زخم لگا کہ وہ زین سے زمین پر
گرا باوجودیکہ اس شیر دل کے اور دو تین زخم لگے مگر پھر وہ اٹھا تین چار مقابل
کے حریفون کو گرایا اسی آن مین کہ لطف اللہ خان باپ کی مدد پر متوجہ
ہوا اسکے سر و سینہ مین تیر پیاپے لگے اور گھوڑے سے زمین پر آ گرا
کہ دوسرے عالم مین دوڑ گیا خانہ زاد خان بھی تردد نمایان کر کے

زخم کھاکر گھوڑے سے گرا جب شاہزادہ کو اوزبکیہ کے اس غلبہ کی خبر پہنچی تو اُس نے اپنی سواری
کے فیل کا رُخ اس طرف پھیرا اور سوار اور توپ خانہ کے پیادون کے ساتھ خان مغلوب
کی مدد پر متوجہ ہوا کہ اوزبکون کے ہجوم کو پراگندہ کرے فوج اوزبکیہ شوخی کے ساتھ
شاہزادہ کے مقابلہ مین آئی۔ ہر طرف سے جانبازون کی صفون کا نعرہ بلند ہوا۔
پادشاہزادہ معرکہ رزم مین آئین سررشتہ بزم کو ہاتھ سے نہین دیتا ہر وقت رای مسلم کو
کارفرما بناتا اس نے حکم دیا کہ دو فیل مست شیر صولت فوج کے بہادران صف شکن
کے ہم قدم ہوکر پیش قدمی سے اوزبکون پر دوڑین اور اطراف سے مبارزان
یکہ تاز دوڑکر توپ خانہ کی شلک کے غلغا عظیم سے اوزبکون کے دلون مین ہیبت
پیدا کرین اوزبک بہت سے مارے گئے اور زخمی ہوئے اور بھاگ گئے۔ اس ضمن
مین سعید خان کے نوکر فرصت پاکر اسکو اور اسکے دونو بیٹون کو میدان کارزار سے
اوٹھا لائے۔ خان زاد خان مین رمق باقی تھی اسنے اشارہ و لکنت زبان سے
باپ کا حال پوچھا اور ایک پہر بعد مرگیا۔ حاصل کلام اول روز سے شام تک
لڑائی مین بہادرون نے اپنی بہادری دکھائی اور شاہزادہ کی سعی سے فتح ہوئی۔
اور اوزبک بھاگ گئے۔ اس سبب سے کہ دونو فوجون مین چندان مسافت نہ تھی
بازگشت اور شب خون کے خیال سے بہت سے پادشاہی سردار ہاتھی اور
گھوڑون مین رات بھر طلایہ کرتے رہے دوسرے روز امیر الامرا نے معروض
کیا کہ صلاح دولت اس باب مین ہے کہ خصم کو فرصت نہ دین اور اس کے
بنگاہ پر تاخت کرکے اسکی واقعی گوشمالی کردین از سر نو فوج کی ترتیب دے کر
اپنی بہیر کو راجپوتون کے سپرد کرکے مخالفون کی بنگاہ پر اور مقابلہ پر روانہ ہوئی
وہ ابھی بنگاہ کے قریب نہ پہنچے تھے کہ اوزبک فوج فوج آراستگی کے ساتھ گھوڑے
دوڑاتے ہوئے پادشاہزادہ کی فوج کی برابر آگئے اور شوخی کے ساتھ
پیش دستی کی۔ گولہ و بان و تیر و شمشیر سے انکی جانین جاتی تھین مگر وہ حملہ آوری

سے باز نہ آتے تھے پادشاہی آدمی بھی بہت اُن کے تیر باران کے صدمون سے
مارے گئے اس ضمن مین لشکر اوزبکیہ کی تین فوجین ہوئین انمین سے شاہزادہ کے
یمین و یسار کے مقابلہ مین دو فوجین آئین اور دار و گیر کی صدا بلند کی اور اپنی
طرف مشغول کیا اور تیسری فوج سنگین ہراول پر جو غافل تھا حملہ آور ہوئی۔
پھر ان دونو فوجون نے اتفاق کیا دس بارہ ہزار کماندار یکبارہ کمانین چڑھائی
ہوئے آن واحد مین عجب تیرباران کرتے تھے اور ایک آن امان نہ دیتے تھے انہون نے
ایک جمع کثیر کو کشتہ و زخمی کیا داروغہ توپ خانہ اور شیر تسکار بہادرون نے اس
جماعت خونخوار سے آویزش کی اور داد تھوری دی سینون کو سپر بلا اور ہدف تیر
بنایا اور پیاپے حملے کر کے جماعت مخالف کو مقابل سے پرے ہٹایا۔ اسی آوان
مین دوسرا سردار بیگ اوغلی تازہ فوج کے ساتھ آن پہنچا اور اپنے گروہ ہزیمت
یافتہ کو بھی اپنے ساتھ لیا اور از سر نو بازار کارزار گرم کیا اور ہراول شاہی کے
سر راہ ایک فوج کو تعین کیا باقی فوج امیر الامراء کے روبرو آئی اور چند ہزار تیر
ایک بار خانہ کمان سے برسانے لگی امیر الامراء نے مع ہمراہیون کے اس قوم
کے ہجوم اور تیر باران مین قدم جما کر خوب کوشش و کشش کی مگر قریب تھا
کہ اس نیستان بلا سے امیر الامراء کی سپاہ کو چشم زخم پہنچے کہ اس حالت مین
شہزادہ ہاتھیون اور فوج کے ساتھ آگیا اور بہادرون کی تقویت دل کا سبب
ہوا طرفۃ العین مین جمع کثیر اوزبکیہ کو گولہ تفنگ و تیغ و سنان کا طعمہ بنایا اور انکی
جمعیت مین تفرقہ ڈال دیا اس وقت پادشاہزادہ نے از راہ منصوبہ بازی
راجپوتون کے سردارون کے جماعت کو بنگاہ اوزبکیہ پر تعین کر کے روانہ کیا
جب اوزبکون کو اسپر اطلاع ہوئی تو انکے دل مین تزلزل پیدا ہوا اور کارزار
جو بہیئت مجموعی کرتے تھے جنگ گریز سے مبدل ہوئی اور کچھ اوزبک بنگاہ کی
نگہبانی کے واسطے عرصۂ کارزار سے چلے گئے افواج پادشاہی اُن کے پیچھے دوڑی

فوج اوزبکیہ کو ہزیمت عظیم ہوئی اور سپاہ ہندوستان کے ساتھ بہت خیمہ اور اسباب ہاتھ لگا اور رہا پایا اور لشکر کے آدمی کئی ہزار جو انکے قیدی تھے وہ خلاص ہوئے دوسرے دن خبر آئی کہ اوزبکون کی ہزیمت پانے سے پہلے عبدالعزیز خان نے فوج گران بسرداری سبحان قلی خان بلخ کی تاخت کے لئے تعین کی تھی قتلق محمد اور اوزبک شکست یافتہ بھی اُس سے جاکر ملے اور بلخ کی تاخت کا ارادہ کیا پادشاہزادہ اس خبر کو سنکر بلخ کو پھرا اور راہ کے مابین دو تین جگہ اس گروہ سے مقابلہ ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور جب فوج شاہی برسرکار اور عرصہ روزگار تنگ ہوا تو شاہزادہ اور امیرالامراء کومک کو پہنچے اور مکرر اسکی نوبت آئی کہ پادشاہزادہ اور علی مردان خان بذات خود کارزار میں مشغول ہوئے اور کوشش سے لشکر شاہی اوزبکون کے شر سے محفوظ رہا ان دنون میں خبر آئی کہ عبدالعزیز خود باقی فوج کے ساتھ اپنے لشکر سے ملا اور مقرر کیا کہ اسکے لشکر میں نقارہ نہ بجائیں اور خود قول میں نہ ہو اور نشان اور علامت سرفوجی کی اپنے ساتھ نہ رکھی عبدالعزیز خان کے آنے بعد لشکر اوزبکیہ کی تعداد بے شمار ہوگئی اور مور و ملخ کی طرح دشت و صحرا میں پراگندہ ہوگئی اور جنگ اور محاربات جو ہر منزل میں ہر روز ہوتے تھے اگر انکو قلم لکھے تو سننے والے اور پڑھنے والے کو اسکے طول سے ملال ہو۔ حاصل کلام ہر روز دونو فریق کی ایک جماعت کشتہ و زخمی ہوتی جسوقت فوج پادشاہی پر اوزبک زور کرتے تھے تو پادشاہزادہ اپنے لشکر کی فریادرسی اور کومک کرتا تھا ایک دن عبدالعزیز خان نے اپنے لشکر کی سات فوجین بنائین اور کارزار دیدہ سردار مقرر کئے اور ہر طرف سے افواج پادشاہی پر ہجوم کیا انمین سے یادگار بیگ کہ میر توزک اور میر شمشیر قدیم الخدمت نذر محمد خان کا تھا اور یکہ بہادر شجاعون مین مشہور تھا وہ دو تین ہزار سوار یکہ تاز لیکر شمشیر چمکاتا ہوا امیرالامراء کی برابر پہنچا اور کچھ باقی نہ رہا تھا کہ امیرالامرا سپہ سالار کے شجر حیات کو وہ منقطع کرتا کہ امیرالامراء شمشیر نیام سے نکال کر اُس پر

حملہ آور ہوا اور حریف کو زخمی اور دستگیر کیا بعد اسکے جب پادشاہزادہ پاس امیر الامرا حاضر ہوا تو اسنے امیر الامرا پر آفرین کی اور گلے لگایا - امیر الامرا کی شفاعت سے یادگار بیگ کی تقصیرات کو عفو کیا اور عنایات پادشاہی کا امیدوار کیا دوسرے روز اورنگزیب بہیئت مجموعی سوار ہوئے محاربہ عظیم واقع ہوا اُس روز اورنگزیب کے غلبہ کی نوبت یہانتک آئی کہ تین چار ہزار سوار لشکر شاہی مین سیلاب کی طرح داخل ہوئے اور کارخانجات مین پہنچکے کئی قطارین اونٹون کی سرکار پادشاہی اور بعض امرا کی اور صرافہ بازار کو آگے رکھکر روانہ ہوئے اور لشکر کے زن و فرزند کو گرفتار کر لیا - امیر الامرا یہ خبر سنکر عقب سے دوڑا اور بذات خود بتردد جانبازی کیا اور تنہا شرط جلادت اور تہوری کام مین لایا طرفین سے جمع کثیر کے کشتہ ہونے کے بعد چند قطار شتر کارخانجات پادشاہی اور اکثر امرا کے پھر لے لئے لیکن بازار اور سپاہ کے آدمیون کا بڑا نقصان ہوا اور انہین خرابی کی پادشاہزادہ کی منصوبہ سازیون مین سے جو غلبہ جنگ کے وقت وہ کام مین لایا کچھ لکھے جاتے ہین کہ ایکدن عین گرمی کارزار اور ہنگامہ دار و گیر مین خبر آئی کہ شادمان بیگ اور محمد طاہر خراسانی جو آخر کو صف شکن خان ہوا تھا اپنے تعلقہ تھانہ سے کومک کو آتے تھے دو ہزار سوار اورنگزیب نے انکے سر راہ کو ایک قلب مکان مین روک کر انکو گھیر لیا اور انکو تنگ کیا اور سوا ے دوسو بند وقچیون اور کماندارون کے جو استقامت کر کے رہ گئے تھے کسی طرح کی کمک و مدد کی امید نہین تھی اور اغلب تھا کہ وہ کشتہ ہو جاتے پادشاہزادہ نے یہ خبر سنکر فوج خاصہ سے ایک جماعت کو اور امیر الامرا کے سو دوسو سوارون کو بھیجا - اور علامات اور نشان سواری خاصہ کے ان جانبازون کی مدد کے لئے انکی ہمراہ کئے اورنگزیب نے جب یہ سواری خاصہ پادشاہزادہ کے نشان دیکھے اور اسکے آنے کی خبر سنی تو وہ بھاگ گئے اور شادمان بیگ اور محمد طاہر نے سلامت

لیکر پادشاہزادہ پاس گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ سترہ اٹھارہ روز تک آدمی اور گھوڑون کو لڑائی سے آرام نہ ملا اور حکم ہوا تھا کہ نان وطعام ہاتھیون پر لگا کے خاص آدمیون کو اور ہر کسی کو اسکی قسمت کے موافق پہنچائین ایک نان ایک دو روپیہ کو اور پانی بشرح ایضاً فروخت ہوئے تھے اور کسی کو نہ ملتے تھے۔ کسی تاریخ اور داستان محاربات پادشاہان سلف کی جسمین اغراق و مبالغہ سخن کو دخل نہ ہو ایسی لڑائی نہین دیکھنے مین آئی کہ جسکا اتنا امتداد ہوا اور شرط سرداری و بردباری و کارفرمائی اور بعض امراء کی رفاقت مین بذات خود پادشاہزادہ اور امیر الامراء علی مردان خان کا رزم مین متوجہ ہونا ظہور مین آیا ہو اور ازبک و الامان ایک لاکھ بیس ہزار سے کم نہ تھے سرداران اوزبکیہ نے جو شجاعت و جلادت اور غلبہ خصم سے دل نہ ہارنا۔ پادشاہزادہ مین دیکھا تھا تو وہ انصاف کرکے کہتے تھے کہ اگر ہمارے لشکر کا سردار ایسی رفاقت کرے تو امیر تیمور کی طرح روم و شام تک تسخیر کرلین اگرچہ عبد العزیز خان اور امراء اور سردارون نے عاجز ہوکر جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا تھا مگر ہندوستان کی فوج کی اطراف کو وہ گھیرے رہتے تھے فی الحقیقت دونو طرف کی فوج کے گھوڑون اور سوارون مین حرکت کی طاقت نہین رہی تھی اس مابین مین یہ شہرت ہوگئی کہ پادشاہزادہ کا ارادہ ہے کہ نذر محمد خان کی تقصیر معاف کرے اور ملک و مال اسکو دے عبد العزیز خان نے اپنا ایک معتمد نوکر پادشاہزادہ پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ سنا جاتا ہے کہ پادشاہ حق شناس اور عدالت اساس کی مرکوز خاطر یہ ہے کہ ولایت بلخ کو پھر نذر محمد خان کو تسلیم کرین اس صورت مین امیدوار ہون کہ سبحان قلی خان کو یہ ولایت مرحمت ہو وہ نذر محمد خان کا پسر رشید ہے اور پدر کی نسبت زیادہ رعیت پرور اور آبادکار ہے اور مین نے بھی اسکو فرزند بنایا ہے اور قلیچ خان کا خطاب دیا ہے اور اس سے مسلمانون کی نزاع و خونریزی برطرف ہوگی۔ پادشاہزادہ نے جواب دیا کہ مین پادشاہ حکم بدون

آپ کو کچھ جواب نہین دیسکتا پھر جب سواد بلخ کے نزدیک شاہزادہ آیا تو عبدالعزیز خان نے پھر اُسکو پیغام دیا کہ اگر پادشاہزادہ یہان آرام کرے تو مین یہ چاہتا ہون کہ بیگ اوغلی خان اور یلنگ توش کو پادشاہزادہ کی خدمت مین بھیجون اور اُن کی زبانی اپنے پیغام دون پادشاہزادہ نے جواب دیا کہ شہر نزدیک آگیا ہے جب مین وہان اترون تو جس کسی کو جی چاہے بھیجدینا ان پیغامون کی آمد و رفت سے مصالحت کی شہرت لشکر مین پھیل گئی ۔ ۱۸ / جمادی الاولی کو شاہزادہ نے بلخ مین نزول فرمایا اور تین مقام کیئے عبدالعزیز خان کے لشکر مین سے اوزبکیہ اور المانیہ گھوڑے اور گھوڑیون کو بیچنے کے لئے لانے لگے پادشاہزادہ نے انکو مادہ غدر سے خالی نہ جانا ۔ کوتوال اردو کو حکم دیا کہ اوزبکیہ کو لشکر مین آنے سے اور خرید و فروخت کرنے سے منع کرے تاکہ وہ اسرار لشکر پر اطلاع نہ پائین اور یہ قرار پایا کہ شاہزادہ محمد سلطان کو بعض امیر اور زخمی آدمیون کو بلخ مین چھوڑے اور خود جریدہ ہوکر لشکر کے ساتھ اوزبکیون کی گوشمالی کرے اس خبر کی شہرت سے المانی اور اکثر اوزبکیہ عبدالعزیز خان سے جدا اور متفرق ہوگئے اور فوج فوج اندجان اور بخارا مین آگئے اسکی وجہ یہ تھی کہ اس قوم کی وجہ قوت حلال و کسب مال لوٹنا ہے اور اس جنگ مین کوئی چیز وجہ تاراج سے انکو ملی نہ تھی بلکہ اکثر اسباب مال اندوختہ سابق باد فنا و تاراج مین کھو بیٹھے تھے ناچار عبدالعزیز خان حوالی بلخ کو چھوڑکر ہندوستان کی فوج کے شب خون کے خوف سے بیس کروہ آب آمون سے گذر گیا ۔

لشکر شاہی کا مجمل بیان یہ ہے کہ بلخ و بدخشان کو شاہزادہ محمد مراد بخش کے ہمراہ پچاس ہزار سپاہ روانہ ہوئی تھی جب حملاکا محرم و سنہ مین یہ ملک داخل ہوا تو ایک گروہ حسب الطلب پادشاہ پاس آگیا تھا اور ایک سپاہ بہادر خان اصالت خان کے پاس اس ولایت مین رہی زیادہ تر وہ حدود و ملک

[illegible]

قلعون کے ضبط مین مشغول تھی اور شاہزادہ محمد اورنگ زیب کے آنے تک ہر ایک اپنے محل مین
خدمت مین مامور تھے چنانچہ قلیچ خان ایک گروہ کے ساتھ طالقان اور اسکے حدود مین
تھا اور رستم خان ایک لشکر کے ساتھ اندخود مین اور سعادت خان ایک جماعت کے ساتھ
ترمذ مین اور شاہ ملک خان ایک فریق کے ساتھ میمنہ مین راجہ راجروپ ایک جوق کے ساتھ
قندز مین اور خنجر خان ایک فوج کے ساتھ رستاق مین اور ایک طائفہ شہر و قلعہ بلخ مین
اور ایک فرقہ اور اماکن مین تھا جب اورنگ زیب بلخ مین آیا تو اُس نے کسی کو اپنے
پاس نہین طلب کیا جو امرا کہ اسکی ہمراہی کے لئے مامور ہوئے تھے انمین سے
راجہ جے سنگہ نے جو دو ہزار سپاہ ہمراہ رکھتا تھا اور بعض اور امیرون نے پہنچنے مین درنگ
کی اور الہ وردی خان و نجابت خان ولد مرزا شاہرخ و مرزا نوذر صفوی اور بعض
اور بے توفیقی سے قندھار نہین پہنچ سکے اسلئے اورنگ زیب کے پاس لشکر سے جو گذشتہ سال
مین پچاس ہزار بھیجا گیا تھا اسکے نصف تھا بلکہ اُس سے بھی کمتر تھا اور عبدالعزیز خان اور
اسکے دو بھائیون کا اور توران و بدخشان و بلخ سے تمام علوفہ خوارون و آبخوارون
و علف خوارون کا لشکر جمع ہوا تھا جسکو آق سقلان اس طائفہ کا پیکار دیدہ کہتا ہے
کہ ماوراء النہر کی کسی یساق مین نہین جمع ہوا - بابرنامہ مین بابر نے لکھا ہے کہ عبداللہ خان
والی توران و شاہ طہماسپ دارائے ایران مین جو محاربہ ہوا لشکر اوزبک ایک
لاکھ پچاس ہزار تھا اور قزلباش کی سپاہ چالیس ہزار - اُن معزز اوزبکون کی
زبانی جو عبدالعزیز خان کے ساتھ تمام معرکون مین تھے اور پھر بادشاہزادہ کی
خدمت مین آ گئے تھے معلوم ہوتا ہے کہ ان لڑائیون مین اوزبکون کی ایک جماعت
ایک لاکھ سوارون سے زیادہ تھی مگر بادشاہ نے جو تحقیق کیا تو سچ یہ معلوم ہوا کہ لاکھ سوار
سے کم تھی اس سبب سے کہ لشکر شاہی کو یقین تھا کہ اوزبکیہ غرور اور فزونی سپاہ کی وجہ
سے یکبارہ صف کرینگے تو وہ احمال اور اثقال کو اپنی ہمراہ رکھتا تھا - غنیم باوجود کثرت
سپاہ کے جنگ صف نہ کرسکا قزاقی کرنے لگا تو اردو کی محارست اور غنیم کی محاربت

مشغول ہوتا اور ہمیشہ چارون طرف ہنگامۂ قتال کو گرم رکھنا اور توپ و تفنگ و بان سے
اوزبکون کو مار کر بھگانا پڑا۔ ان لڑائیون مین اوزبک پانچ چھہ ہزار مارے گئے اور لشکر
شاہی مین پانچ چھہ سو آدمی۔ شاہزادہ محمد اورنگ زیب سات لڑائیان لڑا۔ وہ ہاتھی پر
بیٹھتا اور نہ زرہ پہنتا نہ سپر لگاتا۔ جہان اوزبکون کا غلبہ دیکھتا وہان دوڑ کر پہنچتا۔
عبد اللہ بیگ نبیرہ شکور بے اتالیق امام قلیخان اوزبکون کے ساتھ سب لڑائیون مین
شریک تھا۔ جب عبد العزیز خان جیحون سے پار بھاگ گیا تو وہ شاہزادہ اورنگ زیب کی
خدمت مین آگیا بیگ اوعلی آتے یہ کہتا تھا کہ جسقدر تدبیر و تلاش ہم نے اس مہم
مین کی اگر کوئی اور لشکر مثلاً قزلباش وغیرہ کا ہوتا تو ہم اسکو ضرور شکست دیدیتے
مگر ہندوستان کے لشکر سے عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ اوزبک قزاقانہ جنگ مثل دکنیون
کی کرتے تھے اس لیئے انکی تنبیہ بغیر اسکی صورت پذیر نہین ہو سکتی تھی کہ لشکر کے احمال
و اثقال کو شہر بلخ مین چھوڑین اور جریدہ ہو کر جنگ مین مشغول ہون اس سے لڑنے
مین بڑی محنت و مشقت اوٹھانی پڑتی تھی اورنگ زیب کو اس قسم کی جنگ کا تجربہ
دکن مین پہلے ہو چکا تھا جسکا بیان وقائع سال نہم مین ہو چکا ہے اس لیئے بلخ مین
اپنے بیٹے محمد سلطان کو احمال و اثقال کے ساتھ ٹھیرایا اور خود جریدہ مخالفون کے
تعاقب اور تلاش مین مصروف ہوا اپنی تدبیر صائب سے عبد العزیز خان اور اور اوزبک
سردارون کو متجانب ہونے دیا وہ گاہ بیگاہ کی لڑائیون سے ناامید ہوئے اور
مسلمانون کے مال کو وہ اپنی قوت حلال اور قوت بال جانتے تھے اس سے مایوس
ہوئے۔ جنگ صف تو کیا کرتے۔ مدافعت قزاقانہ کی بھی نیرو اپنے مین نہین دیکھتے
اور ایسا انپر وہم چھایا کہ توقف مین اپنی صلاح کار نہ دیکھی موضع شہاب سے
شہرک کی طرف گئے اور یہان کی بعض زراعات کو جلایا اور لشکر شاہی کے تعاقب
کی ہراس سے یہ مشہور کیا کہ ہم بدخشان جاتے ہین خلم سے راہ چپ کر کے ایک روز مین
ساحل جیحون پر گئے اور ۲۴ جمادی الاولی سنہ ۵۷ کو عبد العزیز خان جیحون سے

پار چلا گیا اور کچھ آدمی عبور کرنے مین غرق ہوئے۔
اس مہم کی اوپر تصویر اتاری گئی ہے وہ اسکے بغیر کامل نہین ہوگی کہ ہم ناشائستہ امور جو اسمین واقع ہوئے ہین تحریر نہ کرین۔ شاہزادہ مراد بخش کی بلخ سے معاودت کرنے کا درخواست کرنا پہلے اس سے کہ اپنے مفتوح ملک کا انتظام ہوا اور قلعون کا استحکام اور حدود کا انسداد ہو جا بجا تھانے بیٹھین اور انتظام سے بالکل خاطر جمع ہوا اور نذر محمد خان کا معاملہ منفتح ہو اور جو لشکر اسکے تعاقب مین گیا ہے وہ مراجعت کرے اور الوسات اور اویماقات چغتائیہ جنکی عمرون کے بعد یہ آرزو انکی پوری ہوئی تھی کہ اپنی قوم کے قدیم ولی نعمت کو اپنی ولایت مین دیکھین وہ صاحب زادہ صاحب زادہ گھتے ہوئے اور ہزارہ شادمانی سے ملازمت کی تمنا مین بلخ مین آئین کہ انکی مملکت سے اوزبکون اور المانون کا کانٹا نکلے اور رعایا وکشاورزہ استمالت پائین۔ دویم بہادر خان اور اصالت خان کا نذر محمد خان کا تعاقب نہ کرنا اور شبرغان واندخود وچیکتو ومیمنہ کے حدود کے ربط وضبط بغیر مراجعت کرنی اور ہر مکان مین تھانون کے بٹھانے سے خاطر جمع نہ کرنی اور اس سرزمین کے ان آدمیون کا مطیع نہ بنانا جو اسکی قابلیت رکھتے تھے اور اس نواح کے الوسات واویماقات کی تسلیم واستمالت نہ کرنی۔ سوم شاہزادہ محمد اورنگ زیب کا بلخ سے غنیم کی مالش کے لئے پیش جانا یہ اس شاہزادہ کی اول خطا تھی اسکو بلخ سے دور نہین جانا چاہیے تھا بلکہ اس سے چار پانچ کوس پر توقف کرنا لازم تھا کہ شہر مین لشکر کی آمد ورفت بھی میسر ہوتی اور احمال واثقال زائد بھی شہر مین رہتی۔ جریدہ ہونے کے سبب سے بلخ کو معاودت نہ کرنی پڑتی شہر کے پاس بیکار کے انتظار مین بیٹھتا اگر غنیم جنگ صف کرتا تو اپنی سزا کو پہنچتا اور اگر جنگ صف نہ کرتا تو اسکا لشکر المان جنکا علوفہ کچھ نہین ہوتا اور مسلمانون کے اموال سے اوقات گذاری کرتے ہین وہ چند دنون مین متفرق ہو جاتے

تو اس صورت مین انکا تعاقب اس جریدہ ہونے کی صورت سے نہایت آسان ہوتا اور افواج کی تقسیم کے وقت تمام بلخ کے لشکر کو جو اس لشکر سے بھی زیادہ تھا جو شاہزادہ کی خدمت مین تھا فقط بہادر خان کے ساتھ نہین بھیجنا چاہیے تھا بلکہ اسکو میمنہ و میسرہ مین بھی قسمت کرنا چاہیے تھا کہ ہر سمت اپنے مقابل کے غنیم کو مار کر ہٹا سکتی اور وہ آفت و بلا جو سعید خان شیرازی پر آئی نہ آتی اور اسکے بیٹے نہ قتل ہوتے۔ چہارم بلخ کی معاودت کے بعد شاہزادہ کو ایک روز بھی زیادہ توقف نہین کرنا چاہیے تھا ایک جماعت نے اپنی خود غرضی کے سبب نمک خوارگی پر خیال نہ کیا اور ایک ہفتہ تک اسکو ٹھیرایا چاہیے تھا کہ یہ توقف نہ ہوتا اور عبدالعزیز خان کے فرار کی خبر سنتے ہی اسکا تعاقب کیا جاتا تو وہ مقید ہوتا یا دریاے جیحون مین غرق ہوتا تمام ماوراءالنہر مفتوح ہوتا۔

## واقعات سال بست و یکم ۱۰۵۷ ۱۶۴۷

ہر سال کی طرح غرہ جمادی الآخر ۱۰۵۷ھ کو بزم جلوس سال بست و یکم منعقد ہوئی اور امراء و اعلیٰ و ادنی فیض یاب ہوئے۔ بادشاہ نے یہ اخبار سنے کہ اوزبکون نے بے اعتدالی کی ہے اور بلخ کی لڑائی سے بھاگ کر انکا ارادہ یہ ہے کہ بدخشان مین جاکر دست بردی کرین اسلیئے پانچوین ماہ مذکور کو بادشاہ نے شاہزادہ محمد مراد بخش کو اس طرف جانے کے لئے رخصت کیا اسی ضمن مین معروض ہوا کہ افواج اوزبکیہ نے بدخشان مین فساد کرنے کا ارادہ ترک کیا اور نذر محمد خان حضور مین آنے کا قصد رکھتا ہے اور اسکا عریضہ عفو تقصیرات کی التماس کا اور استمالت نامہ کی طلب کا آبھی گیا تھا اسلیئے اار ماہ مذکور کو محمد مراد بخش کا بلخ جانا موقوف کرکے مراجعت کا حکم بھیجا اور صوبہ کشمیر کو رخصت کیا۔

بادشاہ نے جو نذر محمد خان کو نامے لکھے ہین ان سے یہ معلوم ہوتا ہے

کہ بادشاہ کو یہ منظور تھا کہ ماوراءالنہر کو فتح کرکے اور اس دیار کا نظم و نسق کرکے اپنی عنایات سے بلخ و بدخشان نذر محمد خان کو مرحمت کرے غرض وہ اپنے خاندان کے مردہ حقوق کو دوبارہ زندہ کرنا اور سوتے ہوئے موروثی استحقاقون کو خواب گران کی بند سے پھر بیدار کرنا چاہتا تھا۔ مگر نذر محمد خان نے بادشاہ سے رجوع نہین کی بلکہ شاہ ایران پاس گیا اور وہان سے مایوس پھر بلخ مین مراجعت کی اور یہ ارادہ کیا کہ قلعہ میمنہ کو تسخیر کرکے اُس سے اپنے پروبال شکستہ کو درست کرے اسمین بھی کامیاب نہ ہوا جسکا ذکر اوپر ہو چکا تو بیل چراغ (اینل چراغ) مین اُس نے اقامت کی اور یہان عبدالعزیز خان اپنے بیٹون کی فتح و شکست کا منتظر رہا۔

جب بادشاہ کو اسمین فتح ہوئی تو وہ سب طرف سے مایوس ہوا اور اپنی مصلحت اسمین دیکھی کہ اورنگ زیب کو مکتوب بھیجا کہ جسمین اپنی اطاعت کا اظہار کیا اور ملاقات کی درخواست کی شاہزادہ نے اپنی عرضداشت کے ساتھ اسکا مکتوب بادشاہ پاس بھیجا اور اسکے حال پر ترحم کی درخواست کی بادشاہ نے اسکی درخواستون کو منظور کیا اور اورنگ زیب پاس حکم بھیجا کہ اگر نذر محمد خان تم سے ملنے آئے تو تم اسکو بلخ و بدخشان دیدو اور سب اطراف سے لشکر کو بلا کر اس طرف روانہ ہو۔ بادشاہ کو اب کابل مین کوئی حالت منتظرہ باقی نہین رہی رجب ۱۰۵۷ھ کو کوچ کیا اور محمد شجاع کو حکم دیا کہ جب تک اورنگ زیب سرحد کابل مین داخل ہو وہ یہان رہے اور پھر ہمارے پاس چلا آئے۔ بادشاہ منزل بمنزل چل کر پانچوین شوال کو لاہور مین داخل ہوا اور ۱۰ کو اکبر آباد کی طرف کوچ کیا۔

نذر محمد خان بیل چراغ مین اقامت رکھتا تھا اس نے جو کچھ سوچا وہ نہ ہوا ناچار شاہزادہ سے درخواست کی کہ مین بلخ مین آنا چاہتا ہون میری جمعیت خاطر کے لئے طاہر خان کو بھیجدیجے۔

۱۹ جمادی الثانیہ کو شاہزادہ نے طاہر خان کو اس پاس بھیجا اور عطاء اللہ

سپرد کرنا بلخ و بدخشان کا نذر محمد خان کو

بخشی اسکے ساتھ کیا اور فرستادون کو ارشاد کیا کہ نذر محمد خان کے مطالب کو دریافت
کر کے اسکی خاطر پراگندہ کو جمع کرین اور حقیقت لکھ بھیجین۔ نذر محمد خان نے فرستادون
کے بھیجنے کے بعد ظاہر کیا کہ قلعہ میمنہ کو اگر اولیاء دولت میرے تصرف مین کر دین
تو مین اپنے وابستون اور اسباب و اموال کو وہان چھوڑ کر بلخ کو روانہ ہوں۔
شاہزادہ نے بعد آگہی جواب دیا کہ جب بلخ و بدخشان عنایت ہوگا تو قلعہ میمنہ
بھی انکا ضمیمہ ہوگا اس جواب سے نذر محمد خان رنجیدہ ہوگیا اور آنے مین متامل
ہوا اور اُس نے ظاہر کیا کہ اگر بلخ کا دینا منظور ہوتا تو قلعہ میمنہ کے دینے مین
ایستادگی نہ ہوتی۔ ہر چند طاہر خان نے اسکو سمجھایا مگر اس نے توہم سے نہین
قبول کیا اپنے معتمد محمد قلی کو عطار اللہ کے ساتھ بھیجا کہ وہ معاہدہ کو مستحکم کرے
جب وہ شاہزادہ پاس آیا تو اُس نے عہدنامہ اسکی خواہش کے موافق لکھ کے
مکتوب استمالت آمیز کے ساتھ بھیجدیا۔ نذر محمد خان نے بلچراغ سے کوچ کیا
خوف وہراس کے سبب آہستگی کے ساتھ قطع مسافت کیا اور ہر جگہ نے ضرورت
توقف کر کے قدم بڑھایا۔ شاہزادہ نے بہادر خان کو استقبال کے لئے شبرغان
بھیجا اور سمجھا دیا کہ اگر نذر محمد خان کا ارادہ یہان آنے کا مصمم ہو تو سب جگہ اُسکے
احترام و اکرام مین کوشش کرے ورنہ بدستور سابق دلیری سے اسکی ساتھ
رزم کرے اور ایسا اسکو وادی فرار مین آوارہ کرے کہ پھر اسکو اپنی گلیم سے
قدم نکالنے کی جرأت نہ ہو خان مذکور نے کفش و قلماق کو روانہ کیا کہ
اول وہ بہادر خان سے ملاقات کرے اور اسکو بلطائف الحیل پھرا دی
اور بعد ازان شاہزادہ کی ملاقات کے لئے ایک مکتوب لکھے اور خود جاکر
شاہزادہ کو دے کفش قلماق نے بہادر خان کو شبرغان مین کہا کہ قلعہ
میمنہ کے نہ دینے سے خان کی خاطر جمعی نہین ہے اب اگر خان کے لئے
شبرغان خالی کر دو تو وہ اپنے گھوڑون کو یہان آرام دے کر اور بنہ و بار

وہان چھوڑکر شاہزادہ کی ملاقات پر متوجہ ہوگا اگر قدر دانی اور مہربانی سے یہ
درخواست قبول نہ ہوگی تو خان جہان ہی وہان سے مراجعت کرکے جہان
مناسب جانیگا چلا جائیگا۔ خان نے اسکے دغدغہ اور تفرقہ خاطر کے رفع کے
لئے صلاح وقت پر لحاظ کرکے قلعہ شبرغان کو خالی کردیا اور خود کوچ کرکے پل
خطیب کو اپنا لشکرگاہ بنایا۔ کفش قلماق شبرغان سے خاطر جمع کرکے شاہزادہ
کی خدمت مین گیا اور نامہ جسمین خان نے اپنی ملاقات کی تاریخ ۲ رمضان
مقرر کی تھی شاہزادہ کو دیا۔ شاہزادہ نے کفش قلماق کو خلعت دیکر رخصت کیا
اور خود استقبال کے لئے بلخ سے فیض آباد مین آیا۔ اس اثناء مین نذر محمد خان کا
نوشتہ آیا کہ اگرچہ ملاقات کا وعدہ پل خطیب کے قریب تھا مگر اسکو آپ کی
تصدیع کا سبب جانکر گذارش ہے کہ ملاقات نواحی شہر مین ہوگی آپ
شہر کو تشریف لے جائیں اور شہر کے نزدیک جو جگہ آپ مقرر فرمائینگے مین وہان
آپ کی ملاقات سے مسرور ہونگا۔ چہارم رمضان ملاقات کا دن مقرر
ہوا تھا کہ خبر آئی کہ خان ایسا مریض ہوگیا ہے کہ اُس نے اپنا آنا موقوف رکھا
اور اپنے پوتے قاسم سلطان کو کفش قلماق کے ساتھ بھیجا ہے اور اپنے نہ آنے
کی معذرت کی۔ شاہزادہ نے بہادر خان کو قاسم سلطان کے استقبال کے لئے بھیجا
اور جب وہ آیا تو اسکو گلے لگایا اور اپنی مسند کے نزدیک بٹھایا اور اسکی رخصت کے
بعد امیر الامراء اور اوروں کے ساتھ شاہزادہ نے مشورت کی اور بیان کیا۔
کہ گرانی غلہ و ویرانی ملک اور موسم زمستان کا قرب یہ سب باتین ایسی
ہین کہ اس محال مین مجال توقف محال ہے غلہ روز بروز گران ہوتا جاتا ہے۔
کاہ و ہیمہ مطلق نایاب ہے موسم مذکور کا سامان کرنا اور اس ملک مین رہنا
بغایت دشوار ہے اب تم صلاح دولت بتاؤ کہ کیا ہے سب نے متفق ہوکر
عرض کیا کہ بادشاہ کے جواب آنے تک تو راہین برف سے مسدود ہوجائینگی

اور کسل ہندو کوہ سے عبور کی فرصت نہین ملیگی اس صورت مین نہ رہنے کا سامان
ہوگا نہ کوچ کرنے کی طاقت آدمیون پر سخت مشکل ہوگی۔ناگزیر شاہزادہ نے
نواحی بلخ کے قلعجات کے حارسون کو اپنے پاس بلایا اس سبب سے کہ اوزبک اور
المان بہت اس نواحی مین متفرق پھرتے ہین جہان جمع قلیل وہ دیکھینگے بے تامل
اُن پر تاخت کرینگے۔شہزادہ نے راجہ جے سنگہ کو سعادت خان کے لانے کے
لئے ترمذ بھیجکر یہ چاہا کہ بہادر خان کو رستم خان کی مدد کے لئے تعین کرے کہ اس
اثنا مین رستم خان کی عرضداشت آئی کہ مین مع اپنی جمعیت کے سمت میمنہ
کو جاتا ہون کہ شادخان کو ہمراہ لیکر راہ سان چاریک سے کابل روانہ ہون۔
۱۵ رمضان کو شاہزادہ نے فیض آباد سے مراجعت کی جلکا یے مین منزل کی
اور ملک نذر محمد خان کو اور قلعہ بلخ قاسم و نقش قلماق کو سپرد کیا اور رخصت
کے وقت سرکار والا سے قاسم سلطان کو پچاس ہزار مَن غلہ دیا جو اس وقت کے
نرخ سے پانچ لاکھ روپیہ کی قیمت کا تھا سوا غلات کے قلاع اور ذخیرے
نذر محمد خان کو حوالہ کئے اگر نذر محمد خان خود آتا تو بادشاہ کی طرف سے چار
لاکھ روپیہ اور شاہزادہ کی طرف سے ایک لاکھ روپیہ پاتا جسسے وہ سامان
ملکداری سے مستغنی ہو جاتا۔راجہ جے سنگہ نے سعادت خان کے ساتھ
اس منزل مین ملازمت کی۔اس ملک کی آغاز تسخیر سے بادشاہزادہ کی
مراجعت کی تاریخ تک دو کروڑ روپیہ سپاہ کی تنخواہ مین خرچ ہوا۔
اور دو کروڑ روپیہ اور اس مہم کی ضروریات مین خرچ ہوا اور سب لڑائیون
مین طرفین سے جمع کثیر قتل ہوئی اور جنگ ہفت شبانروزی مین اوزبک کے
چھ ہزار سوار اور بادشاہ کے پانچ ہزار سوار کشتہ ہوئے مال مویشی رعایا جو
فنا ہوئے اسکا حساب خدا جانتا ہے۔
اس مراجعت کے عمدہ موجبات یہ تھے کہ امرا مین نفاق و بیدلی تھی

اُن کو اپنے ہندوستان کا عیش یاد آتا تھا یہان کی کثرت عسرت و قلت علف سے دل گھبراتا تھا ہندوستان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ لم یخلق مثلہا فی البلاد۔ کہان اسکی سرزمین کے تنعمات و مستلذات اسکے مکانون کا تفرج کہان اس ملک مین ٹھیرنا۔ اوزبکون کی عمارات کی علامات کو تاخت و تاراج سے مٹانا اور آبادانی کو ویرانی بنانا اور خیدو لوم کا گلستان بنانا ہوا اس مین مجال توقف کو محال جانکے بے اختیار بلخ دینے پر راضی ہونا اور وہان سے چلنا پڑا۔ ۱۴ ار رمضان کو شاہزادہ توزک اور ترتیب فوج کے ساتھ موافق دستور العمل کے کابل روانہ ہوا۔ ۱۶ ار رمضان کو درہ تنگ غزبیک پر پہنچے یہان منزل کہی کو شمشیر خان گیا تھا آٹھ سات ہزار اوزبک نے چارون طرف سے شمشیر خان کو گھیر لیا اور دار و گیر کی صدا بلند کی بہت سے ترکتاز پر متصرف ہوے۔ اور ایک جماعت کو کشتہ و زخمی کیا۔ شمشیر خان کی مدد کو بہادر خان آیا اور اسکو اس تھلکہ سے نجات دی غوربند کے پہنچنے تک تین دفعہ اس طائفہ سے سخت مقابلہ و مقاتلہ ہوا اور ہر بار جمع کثیر طرفین سے کشتہ ہوئی۔ غوربند مین پہنچکر یہان تھانہ قائم ہوا۔ خزانہ کے دس لاکھ روپئے یہان موجود تھے انکو ہمراہ لے کر روانہ ہوگئے جس وقت وہ غور سے گذرے تو ہزارون ہزارہ نے شاہزادہ کے لشکر پر تاخت کی عجب آتش جنگ مشتعل کی جو مال اسباب ہاتھ لگا اسے لوٹ لیا اور تمام فوج و سردارون کو تنگ کیا۔ یہان تک نوبت پہنچی کہ خزانہ پر وہ جھکے۔ بہادر خان خود وہان گیا بادشاہی آدمی زیادہ زخمی و کشتہ ہوگئے۔ پہر رات گئے تک دار و گیر کی صدا بلند رہی اور نجات کی امید محال معلوم ہوتی تھی۔ ذوالفقار خان و نوزالحسن (ابوالحسن) کہ خزانہ کی ہمراہ تھے اُنھون نے رستمانہ چپقلشین کین باوجود زخمی ہونے کے دونو سردارون نے داد مردانگی دی آخر کو اس جماعت کی دستبرد سے خزانہ بچایا۔ کوتل ہندوکش پر

پہنچے۔ تنگی راہ اور برف و یخ سے سر راہ بہت بار بردار تلف ہوئے جو جانور گرا
وہ آدمیون اور چارپایون کی لگدکوب مین آیا جو سوار اور پیادہ گرا اوسکو اٹھنے
کی فرصت نہ ملی۔ بہر حال اگرچہ شاہزادہ ششم شوال کو کابل مین داخل ہوا لیکن
بہادر خان رُہیلہ ذوالفقار خان و خواجہ حسن خزانہ کے ساتھ پیچھے رہے انکے لشکرون
پر برف ایسی پے ہم برسی کہ پلک مارنے کی فرصت نہ دی۔ بہت چارپاے اور آدمی
تلف ہوئے ذوالفقار خان سے بہادر خان بے اختیار جدا ہوگیا۔ خزانہ کے باربردار
نصف سے زیادہ تلف ہوئے ذوالفقار خان کے جو اونٹ زندہ اور توانا تھے اُن پر
جتنا خزانہ لد سکا پادشاہزادہ پاس بھیجا اب بالکل باربردار نہ رہا اسنے باقی خزانہ
کے ساتھ مقام کیا۔ برف و باران رات دن برستے تھے اس جھگڑے مین ہزارہ
ایک فوج سنگین کے ساتھ آمد ہوے خزانہ اور لشکر شاہی پر حملہ آور ہوئے ایک عجیب ہنگامہ
جدال و قتال برپا ہوا۔ بہت ہی کم آدمی ایسے ہونگے کہ جنکا مال و اسباب و عیال و ناموس
محفوظ رہا ہو۔ ایک قیامت برپا تھی۔ چار پانچ ہزار گھوڑے اور بہت آدمی اور باربردار
چارپاے جو باقی رہے تھے غارت ہوئے اور بہت جانور برف کے نیچے دب کر رہ
گئے۔ نوبت یہ آئی کہ خزانہ پر تمام نبردآزما اور کارزار دیدہ سخت جان پیادہ جمع
ہوئے اور جنگ رستمانہ اور تردد مردانہ کیا اور سب مایحتاج سے ہاتھ اوٹھایا۔
جان اور خزانہ کو اس جماعت کے ہاتھ سے سالم بچا کر لے جانے کو غنیمت جانتے تھے
ہزارہ بھی غنیمت سے بہت سنگین بار ہو کر فرار ہوئے۔ جب بہادر خان کو اسکی خبر پہنچی تو
اسنے حکم دیا کہ باربردار جہان ہو اسکو پکڑ کر اور کھینچکر ذوالفقار خان پاس پہنچا دین
افغان باربردار دینے مین مضائقہ کرتے تھے اُن سے بھی جنگ ہونے لگی۔ بہادر خان
خود اپنے خاصہ کے شتر اور اپنے بیٹون اور خویشون کے باربردار لے کر ذوالفقار خان
پاس پہنچا۔ بہادر خان کے آنے تک بہت آدمی اور دواب تلف ہوئے اول مرور لشکر
سے آخر تک دس ہزار جاندار ضائع ہوئے۔ جنمین آدھے کے قریب آدمی

اور آدھی ہاتھی و گھوڑے و اونٹ وغیرہ تھے اور بہت اسباب برف کے نیچے
دب گیا جو آدمی زندہ تھے انہیں نہ باپ بیٹے کی اور نہ بیٹا باپ کی خبر لیتا تھا۔
ہر شخص اپنی جان بچانے کو غنیمت سمجھتا تھا۔ جب بہادر خان سپاہ سمیت خزانہ پر آیا
تو اس سبب سے کہ بار بردار سرما و برف سے نیم جان تھے اور انکا صرف پوست
واستخوان باقی رہا تھا خزانہ نہیں اٹھا سکتے تھے ناچار حکم دیا کہ خزانہ کو متفرق کرکے
جماعہ دار کو تھیلیاں گن گن کر دیدیں کہ گھوڑون پر بار کرکے روانہ ہوں اس ضمن میں
ہزارہ سر راہ نمودار ہوئے زد و خورد شروع ہوئی۔ بہادر خان اور ذوالفقار خان
جان بازی کرکے سعی و کوشش و کشش سے تمام خزانہ کو مع اپنی جانوں کے ان
درون سے سالم ۲۲ شوال کو کابل لے گئے۔
بادشاہ کابل سے اکبرآباد جاتا تھا کہ ۱۷ ذی قعدہ سپہر شکوہ پسر دوم دارا شکوہ
بیمار ہوا اور مر گیا۔ بادشاہ جب دہلی سے پچاس کروہ پرکرنال میں آیا تو جعفر خان ۔ ورود اکبرآباد
کو ضروری کاموں کے لئے دہلی بھیجا اوائل ذی الحجہ کو حوالی دہلی میں نزول ہوا۔
دوسرے روز سوار ہو کر شاہجہان آباد کے نئے قلعے کے مکانات کو ملاحظہ کیا۔
۲۲ سنہ جلوس میں اس عمارت کے بنانے کے لئے غیرت خان عرف کامگار خان
مقرر ہوا تھا۔ ۹ محرم ۱۰۴۹ کو عمارت کی بنیاد ڈالی گئی۔ مکرمت خان کی اہتمام
سے اسکا اتمام ہوا۔ بادشاہ نے تاکید کی کہ سال آئندہ کے جشن تک یہ عمارت تیار
ہو جائے۔ عاقل خان خوافی اور یوسف خان سرانجام اور اہتمام عمارت کے لئے
مکرمت خان کے شریک کئے گئے اور خود ۱۱ ذی الحجہ کو اکبرآباد میں آیا۔
بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ ایک الماس ناتراشیدہ وزن میں ایک سو اسی رتی
قطب الملک کے تعلقہ میں کان سے نکلا ہے حکم ہوا کہ قطب الملک کو لکھا جائے کہ الماس
کی قیمت کو پیشکش مقرری کی وجہ میں مجرا دیکر حضور میں بھیجدے۔ اس حکم کے پہنچنے
سے پہلے عبد اللہ قطب الملک نے الماس تراش کو الماس حوالہ کیا تھا اور سو رتی ۔ الماس بوزن ۱۸۰ رتی

قندیل مرصع کا مدینہ منورہ بھیجنا -

اس مین سے تراشا تھا اسی روز بادشاہ کا حکم پہنچا کہ اس بیش بہا جوہر کو ناتراشیدہ
بھیجدو اُس نے اسکو اسی طرح حسب الحکم بھیجدیا - جب حضور مین آیا تو ستر رتی اُس
مین سے اور تراشے گئے - سو رتی بے جرم شفاف عیب سے خالی وہ رہا ڈیڑھ لاکھ
روپیہ اسکی قیمت لگائی گئی اور بیس ہزار روپیہ اسکے تراشیدہ ریزون کی قیمت
تشخیص ہوئی - اتفاقاً اسی روز ایک شمامہ عنبر نظر سے گذرا جو قندیل کی صورت
کا ستر تولہ وزن مین اور دس ہزار روپیہ کا قیمت مین تھا - بادشاہ کی نیت
مین آیا کہ اس شمامہ کو طلا مین مشبک کراکے انواع جواہر اور اس الماس کے ریزون
سے مرصع کرائے اور اس سو رتی الماس کو اسپر نصب کرائے اسی طرح ایک قندیل
بے عدیل جسکی قیمت ڈھائی لاکھ روپیہ تھی تیار ہوئی اسکے ساتھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ
نصف نقد اور باقی کی جنس احمد آباد سے خرید کرکے مکہ اور مدینہ سید احمد سعید کے
ہاتھ روانہ کی - یہ معمول کی ہوئی جنس وہان دو چند قیمت کو بکتی ہے یہ سید سابق
مین بھی مکہ معظمہ نذر لیکے گیا تھا اسکو حکم دیا کہ شریف مکہ کو نقد جنس پچاس ہزار روپیہ
کی دیجائے باقی روپیہ بیچارے مسکینون اور مستحقون کو پہنچائے اور قندیل کو
روضہ منورہ مین لٹکائے - اُس قندیل کی گلکاری خوب کی گئی تھی اُس کا
نام بادشاہ نے گل محمدی رکھا تھا -

شاہزادوں کا تقرر -

غرہ صفر سشنبہ کو محمد شجاع بنگالہ کا صوبہ مقرر ہوا اور ۲۵ صفر کو شاہزادہ مراد
کشمیر کی صوبہ داری سے دکن کی صوبہ داری پر بدلا گیا اور شاہزادہ اورنگ زیب
جو بلخ سے اٹک پر آیا تھا ملتان کی صوبہ داری پر مقرر ہوا -

شاہجہان کو دار الخلافہ اکبر آباد جو جمنا کے کنارہ پر ہے اس سبب سے ناپسند
تھا کہ اسمین شکست و آبکند اور نشیب و فراز بہت تھے - شہر کے درمیان جابجا
انکے واقع ہونے سے ناہمواری اسمین تھی اور دار الخلافہ لاہور اس وجہ سے
ناپسند تھا کہ وہ ایک دفعہ تو بنا نہ تھا رفتہ رفتہ اسکی بنیاد پڑی تھی جیسی کہ

دارالخلافہ شاہجہان آباد کے حصار اور عمارات کی بنا آبادی شہر اور فیض نہر کی کیفیت۔

باید و شاید اسکی طرح مرغوب نہ تھی اور ان دونو دار الخلافون کے قلعون مین کارخانجات شاہی اور بیوتات کے واسطے شاندار مکان نہ تھے۔ جلوخانے بے رخ و بے موقع بنے ہوئے تھے اوقات ملازمت مین آدمیون اور افواج پادشاہی اور امراء کے تابینون کی آمدوشد زیادہ ہوتی اور فیل و اسپ کا ہجوم ہوتا۔ خصوصاً عیدون و جشنون مین تو ضعیفون کو آزار پہنچتا دونو شہرون کے کوچے اور بازار تاریک و تنگ تھے انکے نشیب و فراز انکی ناہمواری بتاتے تھے۔ ان تنگ بازارون سے خلقت کی جان بڑی ضیق مین آتی تھی اور ہجوم کے دنون مین بہت تکلیف پہنچتی تھی۔ دو چار بیچارے پس کر دب دبا جاتے تھے۔ شاہجہان نے اس تنگی و کمی کے دور کرنے کے لئے ارادہ کیا کہ ایک ایسی عمارت بنوائیے جس سے خلقت لطف زندگی اُٹھائے اور طریق عیش و معاش مین تضیق سے چھوٹ جاے اُس نے ہندسی معمارون کو حکم دیا کہ وہ کوئی مقام تجویز کرین کہ آب و ہوا کے اعتدال کی صفت رکھتا ہو اور وہان قلعہ والا کی بنیاد رکھین انھون نے دار الملک دہلی مین نورگڈھ (سلیم گڈھ) سے متصل اور پرانی دہلی کی فصیل سے دور جمنا کے کنارہ پر یہ جگہہ تجویز ہوئی روز جمعہ ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۲ جلوس ۱۰۴۸ ہجری کو استاد احمد و حامد معمارون نے جو اپنے فن مین یکتاے روزگار تھے ایک تازہ طرح کی عمارت کا نقشہ بادشاہ کے روبرو رکھا اسکے موافق بیلدارون نے نیک ساعت مین شب جمعہ نہم محرم ۱۰۴۹ کو بنیاد کھودنی شروع کی۔ سارے ہندوستان کے منتخب سنگتراش و نجار و منبت کار معمار و پچین کار سلیقہ شعار بلائے گئے۔ اُنمین سے ہر یک یہ چاہتا تھا کہ مین اپنے ہنر کے کمال دکھانے مین اورون پر سبقت لے جاؤن۔ وہ نہر کہ سلطان فیروز شاہ نے اپنے ایام سلطنت مین خضرآباد سے اپنی شکارگاہ مقرری سفیدون تک بنوائی تھی اور اسکی رحلت کے بعد مرور ایام سے اٹ گئی تھی اور جاری نہ تھی بادشاہ کے حکم سے منبع سے شاہجہان آباد تک اس نہر کے بلند و پست ہموار کئے گئے اور اسکے کنارہ استوار کئے گئے سفیدون تک تو وہی قدیمی نہر صاف ہوئی اور وہان

سے ایک نہر کھودی گئی اور قلعہ تک لائی گئی۔ قلعہ کی تاریخ بنا سے ۱۵ جمادی الاولیٰ
۱۰۵۸ھ تک چار ماہ دو روز میں عزت خان کے اہتمام میں بنیاد ناتمام کھدی اور
مصالح جمع ہوا اور بعض جگہ بنیاد رکھی گئی اور جب وہ ٹھٹھہ کا صوبہ دار ہو گیا تو دو
سال ایک ماہ گیارہ روز میں اللہ وردی خان کی صوبہ داری میں قلعہ کی دیوارین
دریا کی جانب بارہ بارہ گز اونچی بنیں اسکا اہتمام مکرمت خان کو سپرد ہوا۔ اور
اسپر تاکید کی گئی اسکے اہتمام میں ۲۱ سنہ جلوس میں دیوارین پوری بن گئیں بادشاہ
کو اسکی اطلاع کابل میں ہوئی۔ نجومیون نے اسمین اجلاس کی تاریخ ۲۴ ربیع الاول
۱۰۵۸ھ قرار دی۔ یہ قلعہ آٹھ سال میں باوجود کمال جد وجہد کے تمام ہوا۔ اور اسکے
بنا کے مصارف میں پچاس لاکھ روپیہ اور اسی قدر روپیہ مخارج عمارات عالیہ داخل
قلعہ میں خرچ ہوا۔ اسکی چار دروازے اور دو دریچے (کھڑکیان) ہین اور اکیس برج ہین
جنمین سے سات مدور اور چودہ مثمن اسکی چار دیواری کا محیط مثمن بغدادی ہے ہزار گز
طول میں اور چھ سو گز عرض میں اور پچیس گز ارتفاع میں کنگورون تک زمین اسکی چھہ
گز اسکا دور تین ہزار تین سو گز تمام برج و بارہ اسکے کنگرہ سے خاکریز تک سنگ سرخ
سے تراشے گئے ہین اور انہین خارا تراشون نے پتھرون کے سلون کو ایسا جوڑا
ہے کہ انمین کہین درز نظر نہین آتی ساری ایک سل معلوم ہوتی ہے۔ دولتخانہ والا
کی تمام عمارات برج شمالی و باغ حیات بخش و شاہ محل و آرامگاہ معروف برج طلا
و امتیاز محل اور اسکے قرینہ کی اور عمارات اور بیگم صاحبہ اور اور اہل حرم کی خوابگاہ
ایک رستہ میں ترتیب سے واقع ہوئی ہین۔ مشرق کی طرف بارہ گز بلند مشرف
آب و صحرا اور مغرب کی طرف باغ و باغچے مسرت افزا اور نہرین و تالاب ہین سر
سرا پا سنگ مرمر کے صاف و شفاف بنے ہوئے ہین ازارہ ہر ایک کار نگین۔
پتھرون کا ہر چین کاری کا بنا ہوا ہے اور سقف دیوار ہر یک طلا و سے منقش و
رنگین بنی ہوئی ہین۔ ہر عمارت کے وسط میں نہر جاری ہے جسکا نام

سہو اور اسمی کاری۔

نہر بہشت ہے ہر نشیمن کے اندر اور آگے حوض ہیں بصورت آبشارہ جنمین فوارے چھوٹتے
ہیں پھر ہر نشیمن کے آگے پھولون کے باغیچے دولتخانہ کی چار دیواری تک ہین عرض
نہر مین جابجا حوض ہین ان مکانون مین افضل غسلخانہ کا ایوان ہے اور اس کی
برابر حمام ہے - ایوان غسلخانہ کی چھت زرین ہے اس مین بند فرنگی اور گرہ بندی
نو لاکھ روپیہ کے صرف مین بنائی گئی ہین - حمام کی دیوارون کے ازارہ پر نہایت
نزاکت کی پرچین کاری ہے پھر باغ حیات بخش ہے اسمین سب جگہ نہر کا پانی
روان رہتا ہے میوہ دار درخت اور پھولون کے درختون سے بھرا ہوا ہے اسمین
ایک حوض ہے طول و عرض شصت در شصت ہے جب اسکے وسط مین آفتاب اپنی
شعاعین ڈالتا ہے اور پھولون کا عکس اسمین پڑتا ہے تو وہ پھر نگارخانہ چین معلوم
ہوتا ہے اسمین ۴۹ نقرئی فوارے اور اسکی دور مین ۱۱۲ فوارے لگے ہوئے ہین -
اسکے گرد چار خیابان الگ الگ سنگ سرخ کی بیس گز چوڑی بنی ہوئی ہین اور انمین
نہر چھ گز چوڑی بہتی ہے جسکے وسط مین تیس فوارے لگے ہوئے ہین حوضون مین
ڈیڑھ گز اونچی چادرین بنی ہوئی ہین وہ چھوٹتی ہین پھر طبقہ مشرقی سمت باغ مین
کہ باغ کے طول کی مانند ۲۶ ذراع اور ارتفاع ڈیڑھ گز ہے دریای جمن کی طرف
عمارت بالکل سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اور اسمین نقش و نگار بنے ہوئے ہین اور
وسط عمارت مین ایک حوض کم عمق تہ نما بطرح گرہ بندی بنا ہوا ہے ہر بند پر
ایک سوراخ ہے جسمین سے پانی جوش کرتا ہے اور اسمین فوارے جڑے ہوئے ہین -
پھر نہر کی جدولین چارون طرف اس سے نکلی ہین - اور وہ سب ایک حوض مین جو
ایک سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے ملی ہین اس حوض کا پتھر کان سے نکلا اسکا ایک حوض
مربع چار در چار ڈیڑھ گز عمق کا بنایا گیا اور شاہجہان آباد مین سو کروہ سے بڑی
جرثقیل سے لایا گیا - اگرچہ بہت سے اور حوض ہین مگر یہ حوض عرائب روزگار سے
ہے - امتیاز محل مین ایک بڑا حوض ہے جسمین نہر سے پانی آتا ہے دولتخانہ مین

سب سے بڑی عمارت امتیاز محل ہے جسکا طول ستایس گز اور عرض ۲۶ گز۔ اسکی کلاہ
وطرہ طارم اور کلس سب طلا اندود ہین اسمین باغ ہے اسکی ایک جانب مین جھروکہ
درشن مشرق رویہ ہے۔ دوم جھروکہ خاص وعام ہم قرینہ بنا ہے اب دیوان خاص و
عام و بازار سقف اور شہر کی آبادی کا حال سنو کہ امتیاز محل کے غرب مین ایک ایوان
ہے مشرف باغچہ پر عمارت مذکور سنگ سرخ سے بنائی ہے اور وہ سنگ مہتابی سے
سفید کی گئی معمارون نے مہرہ کشی ایسی کی ہے کہ اسکو آئینہ بنا دیا ہے اسکی
سقف کے متصل جھروکہ خاص و عام ہے جو بالکل سنگ مرمر کا بنگلہ نما بنا ہوا ہے
طول مین چار اور عرض مین تین گز ہے۔ اسکے چار ستون ہین اور اسکے عقب مین ایک
بنگلہ طاقی ہے جو درازی مین سات اور پہنائی مین ڈھائی گز ہے اسمین نگین
پتھرون سے پرچین کاری کی گئی ہے اور اسکے تین ضلعون مین ایک محجر خالص سونے
کا لگا ہوا ہے اسمین بادشاہ بیٹھتا ہے اور اسکے آگے ایک بارگاہ چہل ستون ہے جسکا
طول ۶۷ گز اور عرض ۲۴ گز اسکی چھت و دیوار نقوش گوناگون سے منقش ہے
اسکے تین طرف خالص چاندی کا بقد آدم متوسط ایک محجر ہے اسکے باہر ایک ایوان
ہے جسکا طول ایک سو چار گز اور عرض ساٹھ گز ہے محوطۂ خاص و عام سے جدا کیا
گیا ہے اسکے ہر جانب مین ایک کٹہرہ سنگ سرخ کا بنایا گیا ہے جسکے اوپر قبے
زرین لگائے گئے ہین اسکے باہر ایک صحن ہے طول مین دو سو چار اور عرض مین
ایک سو ساٹھ گز اسکے گرد ایوان بنائے گئے ہین کہ آدمیون کو بارش سحاب
کی زحمت اور تابش آفتاب کا آسیب نہ پہنچے۔ تین دروازون مین سے ایک
دروازہ جانب غرب مین سنگ سرخ کا منبت کار بنا ہے اور بہت بلند
ہے اس دروازہ کے باہر جلوخانہ کا چوک ہے جسکا طول دو سو اور عرض ایک
سو چالیس گز ہے وہ سراسر ایوانون اور حجرون پر مشتمل ہے اور تین دروازے
جانب شمال و غرب و جنوب مین ہین شمالی دروازہ قلعہ سے جنوبی دروازہ

دو راستہ حجرے اور ایوان بنائے ہین - عرض چالیس گز ہی - وہ اصطبل و کارخانجات
کے لئے ہے بہشت نہر اس کے وسط مین جاری ہے اور دروازہ غرب کی جانب
سے دروازہ قلعہ تک ایک بازار مسقف دو طبقہ ہے اسمین دوکانین ہین جو متاع
سے مالامال رہتی ہین - اہل ہند ایسے مسقف بازارون سے پہلے واقف نہ تھے
ہر دروازہ قلعہ کے آگے بازار مذکور کے متصل اور دروازہ جانب اکبر آباد کی
کی طرف دو تمثال فیل سایہ دار ہاتھی کے قد کی برابر بنائی گئی ہین جو سچ مچ
ہاتھی معلوم ہوتی ہین قلعہ کے جانب راست مین دریا کے کنارہ پر تمام شاہزادون
نے عمارات وسیع و بدیع بنائی ہین اس شہر مین بہت مکانات ایک لاکھ روپیہ سے
بیس لاکھ روپیے تک بنے ہوئے ہین - اسمین ہزار و مکان شش و ہفت منزلی
لاکھون روپیے کی تیاری کے بنے ہوئے ہین اور قلعہ کے گرد باغات و سرابستان بہت لگے
ہین شہر مین دو بڑے بازار ہین ایک اکبر آباد کی طرف دوسرا لاہور کی
طرف جنکا عرض چالیس چالیس گز ہے اور نہر دونو بازارون کے وسط
مین جاری ہے اور بازار کے ہر طرف دوکانین ہین جنمین سیٹھ دکاندار بیٹھتے
ہین - چارون طرف سے خریدار آتے ہین جس چیز کی ضرورت انکو ہوتی
ہے وہ اس بازار مین پاتے ہین - ساتون ولایت کے نفائس اور امتعہ اور
عدن و معدن کے جواہر و نوادر موجود ہین - کروڑون روپیون کا مال
اسباب دکانون مین رکھا ہے - بیمار کی صحت کے لئے جس دوا کی ضرورت ہی
موجود ہے بقول شخصے چڑیا کا دودھ اور آدمی کی جان تک مل سکتی ہے
لاہور کی سمت جو بازار ہے اسکا عرض چالیس ذراع اور طول ایک ہزار
پانچسو بیس گز ہے اس مین ایک ہزار پانچسو ساٹھ حجرے اور ایوان اس
طرح واقع ہین کہ آغاز بازار سے چوک ہشتاد در ہشتاد تک اور کوتوالی
جسبوترہ سے چار سو ہشتاد گز تک اور یہان سے دوسرے چوک صد در صد تک

بطرز مثمن بغدادی اور اس چوک کی جانب شمالی مین ایک سرائے دو سقفہ ہے
طول اور عرض مین ۱۸۶ گز جسمین نوے حجرے اور چار برجیان اور ہر حجرے
کے آگے ایوان اور ایوانون کے آگے چبوترہ سراسر بعرض پانچ گز بیگم صاحب نے
یہ سرا بنائی ہے ایک دروازہ اسکا جانب بازار ہے اور دوسری جانب
دروازہ باغ کی طرف جسکا نام صاحب آباد ہے طول مین نوسو بہتر گز اور عرض
دوسو بیالیس گز اسمین عمارتین اور آبشار و حوض و فوارے ہین۔ بازار کے ضلع جنوبی
مین ایک حمام طول مین ساٹھ گز اور عرض مین بیس گز ہے اسکے ایوان اور نشیمن
کمال وسیع ہین۔ یہ دونو چیزین وقف ہین اس سرا اور چوک سے مسجد بی بی فتحپوری
محل تک پانچسو ساٹھ گز طول بازار طول مسجد ۵۴ گز اور عرض بیس اسکے وسط
مین ایک گنبد اندر سے سنگ سرخ کا ہے اور گنبد کے دونو جانب ایوان و ایوان
ہر یک کار و کار کرسی و ازارہ تک سنگ سرخ کا سراسر منبت کار و فرش بھی سنگ سرخ
کا۔ دو کونون مین دو مینارہ ۳۰ گز بلند۔ اسکے آگے چبوترہ اور صحن سنگ سرخ کا
طول مین ۵۴ و عرض مین ۵۳ گز ہے اور اسکے بائین مین حوض ۱۶ در ۱۶ اسمین
نہر سے پانی جاتا تھا مسجد کے گرد سرائے جسمین ۶۹ حجرے اور چار برج اور
سر ایوان بنے دستور پر ایوانون کے آگے چبوترہ عرض مین ۳ گز اسکا صحن صندلدار
ہے اور البیسو(؟) اکبرآبادی کی جانب بازار طول مین ۱۰۵۰ گز اور عرض مین ۳۰ گز
اسمین ۸۸ حجرے اور ایوان اور بازار ہے آغاز مین دروازہ قلعہ کے محاذ
جنوب کی جانب مین ایک مسجد عالیشان بنام بی بی اکبرآبادی کے ہے اسکی
عمارت طول مین ۳۶ گز عرض تینتیس ۳۳ گز۔ اسمین سات خانے گنبدی سقف
مین۔ انمین سے چار مسطح اور تین خانہ گنبدی۔ مسجد کے دو بازون پر سنگ مرمر کے
بعینہ طاق مین سورہ فتح کو سنگ سیاہ سے تراش کر پچہ کاری(؟) کیا ہے
اور اسکے مشرقی دو کونون مین دو مینارے بنائے ہین اور مسجد کا فرش

سنگ سرخ کا ہے جسپر سنگ سیاہ سے جانمازین بنائی ہین۔ اندر اور باہر کا ازارہ
سنگ سرخ کا منبت کار بنایا ہے اسکے صحن کا چبوترہ درازی مین ۳۶ گز اور
عرض مین ۷۵ گز ہے اور ارتفاع مین ساڑھے تین گز مجر سنگ سرخ کا ہے جانب
شرقی کے پائین مین ایک حوض ۱۲×۱۲ گز ہے نہر کا پانی اسمین آتا ہے اسکے
اطراف مین سرا ہے۔ طول مین ۱۴۵ گز عرض مین ۱۴۰ گز ہر حجرہ کے آگے ایک
ایوان اور ایوان کے آگے سراسر چبوترہ عرض مین چار گز۔ اسکا دروازہ اندر
اور باہر سے سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور اس کی پیشانی سنگ مرمر کی اور
اسکے اوپر کتابہ سنگ سیاہ سے پرچین کار اور اسکے آگے ایک چوک ہی طول
مین ۱۰۰ گز اور عرض مین ۶۰ گز اسمین حمام کمال آب و تاب کے ساتھ سنگ سرخ
کا بنا ہے نہر بہشت سے اسمین پانی جاتا ہے تمام عمارات مسجد رمضان
سنہ ۱۰۶۰ھ مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ مین بن کر تمام ہوئی۔ غرض یہہ دارالسلطنت
سلطنت اسلامیہ کا بے نظیر تھا نہ قسطنطنیہ اسکو پہنچتا تھا۔ نہ بغداد۔ بغداد کا احاطہ
چھ گروہ رہی تھا اور دارالخلافہ شاہجہان آباد کا محیط پانچ فرسخ یعنی دس گروہ
بادشاہی اور پندرہ گروہ رسمی ہے۔ انہین سے ۱۸۵۷ء کے بعد اکثر عمارتین مسمار ہو گئین جو
بنا ہاے خیر کا بنانا نافع ترین خیرات جاریہ ہے خصوص ابداع معابد
و مساجد جس سے ایمان کی بنیاد مستحکم ہوتی ہے۔ اسلئے شاہجہان کے حکم سے
۱۰ شوال سنہ ۱۰۶۰ ہجری مین معمارون اور سعد اللہ خان دیوان اور فاضل خان
خانساماں نے ایک پہاڑی پر ایک مسجد عالی کی بنیاد رکھی جو قلعہ کی سمت مغرب
مین ہزار گز کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ہر روز اول سے آخر تک اسکو پانچ ہزار
سنگتراش و پرچین کار و منبت کار و نقاش و حکاک و بیلدار اور عملہ فعلہ
بناتے رہے۔ یہ کاریگر دارالخلافہ کے تھے اور اطراف و اکناف ممالک سے
بادشاہ کے حکم سے بلائے گئے تھے اور سعد اللہ خان اور خلیل اللہ خان کے

شاہجہان آباد کی جامع مسجد

اہتمام سے چھہ سال مین دس لاکھ روپیہ کے صرف سے تمام تیار ہوئی اس مسجد کی لطافت و نزاکت و خوبی و خوشنمائی بیان سے باہر ہے۔ اگر روی زمین پر کوئی خوش قطع اور خوشنما مسجد ہوگی تو اس سے بہتر نہ ہوگی ۔ تین برج اسکے سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہین اور انمین سنگ موسیٰ کی پچی کاری کی ہوئی ہے چارون طرف ایوان (دالان) یک رنگ سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہین اور انکے چارون کونون پر چار برج ہین۔ تین بڑے عالی شان دروازے عنبت کار ہین اور دو مینار زینہ دار بہت اونچے بنے ہوئے انپر بارہ دری کی برجیان بنی ہوئی ہین۔ صحن مین سراسر فرش سنگ سرخ کا ہے اس مسجد کا کوئی در و دیوار طاق محراب مرغولہ کنگرہ برج مینار صحن مناسبت سے خالی نہین مسجد کے دالان کی سات محرابین اور بیش طاق ہین انکی پیشانی پر آیات بینات قرآنی و کلمات سراسر معانی سنگ سیاہ کی پچی کاری سے مرتسم ہین اور ایسے خوشخط ہین کہ کوئی خوشخط بڑا خوشنویس انکی برابر لکھ سکتا ہے۔ مسجد سے باہر چارون ضلعون مین ایک چوک ہی اسمین دلنشین حجرے بنے ہوئے ہین اسکے جنوبی و شمالی کونون مین دار الشفا اور مدرسہ (دار البقا) پاکیزہ بنے ہوئے ہین اس مسجد کی تاریخ ہے

مسجد بش کان کعبۂ ثانی ہست تاریخش بود۔ قبلۂ حاجات آمد مسجد شاہ جہان آبادی

اگرچہ ہمنی بادشاہ کے معمولی جشنون کا بیان بہت جگہ کیا ہے مگر یہ جشن جو اُسنی ۲۴ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ مین شاہجہان نے کیا اسکی شان و شوکت ایسی تھی کہ قابل یادر کھنے کے ہی۔ نجومیون نے اکبرآباد سے چلنے کی اور شاہجہان آباد مین جشن کرنے کی تاریخین مقرر کین۔ اول سلطنت کے کارپردازون اور سامان طرازون نے جشن خسروانی کے لیئے مشکوی عزت و غسلخانہ کو آراستہ کیا اس مین بساط رنگین اور قالین ابریشمین بچھائے یہ فرش کشمیر مین ہر شیمن و ایوان کے لیئے

جو ائین ٹھیک آئے تیار ہوئے تھے۔ پھر ہر ایوان حجرے مین پردے مخمل زردوزی
رومی و فرنگی اور پردہ چینی و خطائی کے لٹکائے اور ہر در و دیوار کو ہر دیار کے
نادر اقمشہ سے نہایت لطافت و نزاکت سے آراستہ کیا اور ایک خیمہ دلبادل
جسکا طول ۷۰ گز اور عرض ۴۵ گز تھا اور مدت ۷ برس مین ایک لاکھ روپیہ مین احمدآباد
کے کارخانہ مین تیار ہوا تھا بائیس گز اونچے چاندی کے ستونون پر تین ہزار فراشون
نے کھڑا کیا جسنے بارہ سو گز زمین گھیری اسکے سایہ مین دس ہزار آدمیون کی جگہ
تھی اور اسکے گرد سائبان مخمل و زربفت چاندی و سونے کے ستونون پر کھڑے
کئے انکے اطراف مین نقرئی محجر نصب کئے ایک کے سایہ مین اور خرگاہ جن مین
چوب کی جگہ چاندی کام مین آئی تھی ایستادہ کئے اور انکی پوششین مخمل زربفت
و کلابتون زردوزی اور دیبائے گجراتی و ایرانی سے آراستہ کیا اور جابجا
زمین جواہر گرانمایہ مرصع موتیون کی لڑیون مین لٹکائے گئے اور کئی جگہ
مرصع تخت اور زرین سریر رکھے گئے اور ایوان رفیع کے وسط مین تخت گاہ کا
مکان مرصع بنایا گیا اور اس کے گرد محجر طلائی (سونے کا کٹھرا) آراستہ کیا گیا
اور اسپر تخت طاؤس رکھا گیا جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔ بادشاہ کی ساعت
جلوس سہ شنبہ ۲۴ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ ہجری سنہ ۲۱ جلوس کو قرار پائی تھی
اس لئے بادشاہ دریا کی راہ سے اکبرآباد سے ۱۲ ربیع الاول کو روانہ
ہوا تا شاہجہان آباد مین آیا اول بارگاہ چہل ستون کی سیر کی پھر تخت طاؤس
پر جلوہ افروز ہوا اور شکر الٰہی مین زبان کھولی اور بخشش مین ہاتھ کھولا چار لاکھ
روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپئے کے مرصع آلات بیگم صاحب کو عنایت فرمائے
اور اسی طرح اور پردگیان حرم اور بادشاہزادون و امراء کو خلعت اور نقد
و جواہر عطا فرمائے۔ داراشکوہ کو بیستی ہزاری ہزار سوار بنایا اور سعد اللہ خان
اور سو امیر۔ اضافہ و عنایات سے مفتخر ہوئے بیس روز تک امرا و فضلاء و صلحاء

شعرا و ارباب طرب انواع انعام وعطاء زر و گوہر سے مالا مال ہوئے۔ ایران و توران و کشمیر کے نغمہ پردازون و ہند کے رقاصان جادو فن نے زر و گوہر ڈھیرون پائے۔ اکثر اہل حرفہ نے اپنے باغ صنائع کا ایک پھول نذر کرکے انعام سے دامن زر سرخ و سفید سے پُر کیا اور برسون کے لئے ذخیرہ جمع کیا کوئی گھر نہ رہا کہ اسکے اوپر در شادی نہ مفتوح ہوا اور کوئی کاشانہ نہ تھا کہ اس گھر مین شمع مراد نہ روشن ہوئی ہو اس جشن کی بہت سی تاریخین پیش ہوئین اور سب مین یہ تاریخ پسند آئی ؎

شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد۔ عجب شہر شاہجہان آباد کر گیا ہے۔ کہ حضرت امیر حسن کا یہ شعر اس پر صادق آتا ہے ؎

اگر فردوس بر روے زمین است + ہمین است وہمین است وہمین است۔

واقعی یہ روے زمین کا بہشت ہے کہ اسمین بے قیام قیامت و غوغاے رستخیز و شور و شر کے ادنیٰ و اعلیٰ کو بہشت ملجاتی ہے اس لئے اس شہر کی سیر سے نظر کے سامنے سے بہشت گذر جاتی ہے امید ہے کہ جبتک دار دنیا اور دیر گیتی قائم ہے اس شہر کے ارکان کو بھی لقا بہشت کی

ہم نے شاہجہان آباد کے آباد ہونے کے ذکر مین کئی جگہ نہر بہشت کا نام لیا ہے اسکا حال یہ ہے کہ سلطان فیروز شاہ تغلق نے اپنے عہد سلطنت مین جمنا سے ایک نہر کی شاخ خضر آباد کے پاس سے نکالی تھی اور وہ تیس کوس شہر سفیدون کی حد تک جاری ہوئی تھی جہان اسکی شکارگاہ تھی اسمین تھوڑا پانی بہتا تھا اور سلطان کی وفات کے بعد وہ خراب و خشک ہو گئی۔ جب عہد اکبر شاہی مین شہاب الدین احمد خان دہلی کا حاکم ہوا تو اُسنے اس شہر کی مرمت کرائی تاکہ اسکی جاگیر مین آب پاشی اچھی طرح زراعت مین ہو اسلئے اس نہر کا نام نہر شہاب ہوا۔ مگر مرمت کے نہ ہونے کے سبب سے وہ پھر اٹ کر بند ہو گئی۔ جب شاہجہان کی توجہ سے شاہجہان آباد مین قلعہ بنانے کا ارادہ ہوا تو اس نے حکم دیا کہ خضر آباد سے سفیدون تک اسکی مرمت کی جائے اور ایک نئی نہر سفیدون سے بادشاہی محل تک کھودی جائے یہ فاصلہ بھی تیس

کوس تھا جب وہ تیار ہوگئی تو اسکا نام نہر بہشت رکھا گیا۔

اندنون مین علی مردان خان کی عرضداشت سے عرض کیا گیا کہ عبد العزیز خان نے بھی نذر محمد خان پر لشکر کشی کی اور اسکا محاصرہ کر لیا ہے حکم ہوا کہ بہادر خان و راے بیٹھلداس وغیرہ بسیا امیر علی مردان کے پاس جائین اور اسکی تجویز سے نذر محمد خان کی مدد کو روانہ ہون۔ بلخ کی خبر -

## سوانح سال بست و دوم جلوس ۱۰۵۸ھ مطابق ۱۶۴۸ء

جشن سال بست و دوم ہر سال کے دستور کے موافق غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۸ھ کو ہوا ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ علی مردان خان نے قندھار شاہجہان کو دیدیا تھا۔ ایران والے جو اسپر صبر کیے بیٹھے رہے اور کچھ نہ بولے تو اسکا سبب یہ تھا کہ شاہ صفوی کی سلطنت کمزور اور جفا خیز تھی اسکے مرنے کے بعد جو شاہ عباس ثانی بادشاہ ہوا وہ کمسن تھا۔ جب وہ بالغ ہوا تو اسکے وزیرون نے سمجھایا کہ سب سے مقدم کام یہ ہے کہ قندھار کو آپ فتح کیجیے اور اپنے آبائی ملک پر تسلط پائیے اور پہلے بدنامی کو مٹائیے جس سے سلطنت کا مرتبہ بڑھے۔ چنانچہ بادشاہ قندھار پر حملہ کرنے کو راضی ہوا جسکا آگے بیان کیا جاتا ہے کہ شاہجہان بلخ کی مہم سے فارغ ہوکر اپنے آباد کیے ہوئے شہر شاہجہان آباد مین جشن اڑا رہا تھا عیش و عشرت سیر و تماشے مین مصروف تھا کہ خواص خان قلعہ دار قندھار کی عرضی آئی اور خبرین بھی متواتر آئین کہ ۱۰ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ کو شاہ عباس بہت سا لشکر لیکر قندھار کی تسخیر کے عزم سے صفاہان سے نکلا ہے۔ ۷ شعبان کو مشہد مقدس مین آیا اور اپنے امرا مین سے ایک کو پہلے ہرات مین بھیجا کہ وہان جاکر دس ہزار سوار برقندازانہ موافق معمول کے تاجیکان خراسان سے جو مہم کے وقت پیش قدم ہوتے ہین اور بے علوفہ رفاقت اور جانفشانی کرتی ہین اور پانچہزار بیلدار اور مصالح قلعہ گیری کو موجود کرے اور یہ سنا گیا کہ شاہ کا قندھار پر شاہ ایران کی لشکر کشی -

ارادہ ہے کہ ماہ دی اور بہمن مین خود یا کے قلعہ مین اس سبب سے آئے کہ ہندوستان کی فوج برف کی شدت کے سبب سے اور کابل اور قندھار کے درمیان راہون کے بند ہونے کی وجہ سے قندھار کی کمک کو اسکے بچانے کے لئے نہین آسکتی ہی۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ شاہ قلی سفیر کو نامہ دے کر حضرت اعلیٰ کی خدمت مین بھیجا ہے وہ قندھار پہنچکر حضور مین روانہ ہوا ہے۔ بادشاہ نے اس خبر کو سُنکر سعد اللہ خان کو جو صاحب السیف والقلم لکھا جاتا تھا ایک سو تینتیس ۱۳۳ نامی روشناس امیرون کے ساتھ بسرداری شاہزادہ محمد اورنگ زیب قندھار کی کومک کے لئے مقرر کرکے حکم دیا کہ ساٹھ ہزار سوار اور دس ہزار برقندازون کا طومار فوج تیار ہو جسمین اکثر سادات بارہ و ازبکیہ و افغان و راجپوت ہون اور ایران کے آدمی اس فوج بندی مین کمتر داخل ہون اور دارا شکوہ کے نائب کو جو لاہور مین تھا حکم کیا کہ شاہ قلی ایلچی ایران کو وہان سے آگے بڑھنے کی اجازت نہ دے۔ اس ضمن مین عرض کیا گیا کہ علی مردان خان نے قندھار کے قلعہ دار کے لکھنے سے پانچہزار سوار اور ہزار برقنداز بسرداری کاکر خان و راجہ امر سنگھ و نورالحسن بخشی احدیان بطور کمک روانہ کئے ہین اور خزانہ سے پانچ لاکھ روپئے حکم شاہی بغیر روانہ کئے ہین بادشاہ نے سوم ذی قعدہ کو بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کو روانہ کیا اور بعد ازان خود لاہور کی طرف چلا۔ بادشاہ کا ارادہ پہلے یہ تھا کہ شاہزادہ اورنگ زیب کو دار الخلافہ سے آگے روانہ کرے پھر یہ قصد ہوا کہ لاہور تک کیا بلکہ کابل تک بطریق استعجال ساتھ چلکر منازل کو طے کرے اور ایام زمستان کی تکلیفات کا خیال نہ کرے مگر امراے آرام طلب ناآزمودہ کار نے خلق اللہ کی خیر خواہی کے اظہار کے لئے بادشاہ سے عرض کیا کہ آذر و دی و بہمن کے تین مہینون مین قزلباش سفر و مہم کی تاب نہین رکھتے اور قندھار مین پہنچنے کی خبر جو مشہور ہے وہ خلاف عقل ہے اور اس ضلع مین غلہ و کاہ کی

کم یابی کی بھی خبر آئی پادشاہ نے اس مصلحت کو پسند کیا۔ کہ فی الواقع ان تین چار ماہ مین برف وسرما مسافر کُش ہوتا ہے اکثر قزلباش انہین تردد نہین کرتے اور سفر اور محاصرہ قندھار کے واسطے لشکر کشی جو فی الحقیقت لشکر کشی ہے وہ عمل مین نہین آئی ہوگی اسلیئے اسلئے کابل جانے کا ارادہ فسخ کیا اور یہ قرار پایا کہ ایام برف و باران کو لاہور مین بسر کرے اور امرا اطراف کے آنے کا انتظار کرے جنکے بلانے کے لئے حکم اور گرز بردار گئے ہوئے ہین ابتک خلقت کی زبانون پر شاہ ایران کے کوچ و مقام کی خبرین مختلف تھین شاہجہان انتظار کر رہا تھا کہ اسکو مزار شاہ خراسان کے نیچے سے شاہ عباس کے حرکت کرنے کی خبر بتحقیق پہنچی۔ پادشاہ کے یاران فراغت طلب چھاؤنی کے سرانجام کرنے کے تردد مین مذبذب خاطر تھے اور عزیزان بے بضاعت خیمون مین رہنے کو ایام زمستان کے سفر کے تصدیع سے غنیمت جانتے تھے حرج ومرج وکوچ ومقام کا شکر ادا کرتے تھے کہ دفعتاً قلعہ دار قندھار کی عرضداشت سے عرض کیا گیا کہ شاہ عباس پائے قلعہ قندھار مین آگیا عرضداشت مین لکھا تھا کہ از ذی الحجہ ۱۰۵۸ھ کو شاہ عباس فزونی سپاہ کے غرور کے سبب سے سخت جانی کرکے بطریق یلغار کے پچاس ہزار قزلباش و ترک و تاجیک توپخانہ لے کر آن پہنچا دی ماہ الٰہی مین زمین و آسمان بالکل تختہ برف یخ بن رہا تھا اور برف جانستان کے لحاف کے نیچے ایک عالم جان کی پاسبانی کر رہا تھا برف اور مینھ کے برسنے سے جہان سفید و تاریک نظر آتا تھا شاہ عباس نے اس اندیشہ سے کہ قندھار مین حضور آجائین اور کمک پہنچ جائے۔ پروا نہین کی کہ راہین برف و یخ سے بند ہو رہی ہین وہ یہان آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا جسقدر جلد حضور کی فریاد رسی حضور فرمائینگے اسی قدر صلاح دولت ہے۔ پادشاہ نے یہ سنکر شاہزادہ اورنگ زیب کا اتالیق سعد اللہ خان کو بنایا اور شہزادہ کو روانہ کیا۔ ایک سو چونتیس امرا روشناس کو ہمراہ کیا جو اکثر ساداتِ نبرد آزما و ازبکان بادیہ پیما و افغانان صف ربا و راجپوتان جان فدا تھے

اس لشکر مین ساٹھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تفنگچی اور باندار اس طرح کل ستر ہزار سپاہ تھی اور بتاکید حکم فرمایا کہ خزانہ شاہی سے امرا اور جاگیردار و قدیم و جدید منصبدارون کو جو اس مہم مین مقرر ہوئے ہین سوای طلب کے سرسواری سو روپیہ کے حساب سے ہر ہزار کا خرچ ایک لاکھ روپیہ ہوتا ہے بطریق مساعدت دیا جاے اور اس جماعت کو کہ نقد تنخواہ پاتی ہی سہ ماہہ پیشگی دیا جاے تا کہ اس سفر مین خرچ کی تکلیف کوئی نہ اٹھاے اور برق انداز و تیر انداز احدیون کو کہ پانچ ہزار سوار ہین سہ ماہہ پیشگی دیا جاے جسمین ساڑھے سات لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ بادشاہزادہ کو بسبب احتیاط ساعت و عدم فرصت بغیر اسکے کہ لازمۂ رخصت بجا لاے جاین پیشتر مرخص کیا کہ وہ ملتان کی راہ سے جاے اور ملتان مین جاکر سپاہ کی گردآوری اور سرانجام مہم مین مشغول ہو خلعت و اسپ وغیرہ اسکے لئے سعد اللہ خان کے ہمراہ پیچھے بھیجے گئے۔ اور حکم ہوا کہ امراے بنگش بالا و پائین سے کہ نزدیک کار آستہ ہے کابل جاین اور وہان سے غزنین کی راہ سے قندھار روانہ ہون اور گرزبردارون کو مقرر کیا کہ لشکر تا مقدور سرما و برف و باران اور نشیب و فراز راہ کی رعایت نہ کرکے علائق غیر ضروری سے جریدہ ہو کر کوچ بکوچ منزل مقصود کا مرحلہ پیما ہو۔ بادشاہ خود غرۂ ربیع الاول کو روانہ ہوا۔ آب چناب سے لشکر نے عبور کیا تھا اور بادشاہ نے عبور نہین کیا تھا کہ ایک گرزبردار قندھار سے بطریق یلغار کمال اضطرار مین جعفر خان میر بخشی کے گھر مین آیا زبانی بیان کیا کہ میری روانگی کے بعد یہ خبر منتشر ہوئی کہ قندھار قزلباشون نے لے لیا اور اسکے مطابق غزنین سے بلا فاصلہ نوشتجات قاصدون اور جلودارون کے پہنچے ہین کہ خواص خان نے قلعہ قندھار والی ایران کو حوالہ کیا اور اس ولایت کے تمام قلاع متعلقہ اسکے تصرف مین آئے ہین اور جعفر خان نے خلوت مین بادشاہ سے عرض کیا کہ اس سانحہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ شاہ ایران طوس سے ہرات مین آیا اور یہان سے فراہ مین اور فراہ سے محراب خان کو

ملک نصرت حاکم سیستان ... اور آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ قلعہ بست کے محاصرہ کے
اور سارو خان (ساز خان) کو پانچ چھ ہزار سواروں کے ساتھ زمین داور کی فتح
کے لئے تعین کیا اور خود کوچ بکوچ قندھار کی طرف چلا اور دہم ذی الحجہ کو باغ
گنج علی خان میں اترا دولت خان قلعہ میں متحصن ہوا انہوں نے تمام قلعہ کے برج و بارہ
کا استحکام معتبر آدمیوں کے اہتمام میں دیا اور بادشاہی تفنگچی اور اپنے سپاہی
کوہ بچہ کابل پر مقرر کئے۔ برجوں کی حفاظت اس نے کاکر خان کو حوالہ کی اور کچھ
اپنے تفنگچی بھی اس پاس بھیجدئے۔ باشوری اور خواجہ خضر کے دروازوں کے
نیچے کے مورچے نور الحسن بخشی احدیان کو اور حصار دولت آباد قلعہ مندوی میر کرم حسین
بخشی احدیان کو حوالہ کئے اور ارک کی اور سب جگہ کی خبرداری کو اپنے ذمہ لیا
مگر بڑی نادانی اور بے احتیاطی یہ کی کہ قلیچ خان نے جو دو برج کوہ بچہ چہل زینہ
کی چوٹی پر بنائے تھے انکی حفاظت نہ کی وہاں سے قلعہ دولت آباد و مندوی پر توپ اور
تفنگ کے گولے کارگر چل سکتے تھے۔ قزلباشوں نے اسکو غیر محفوظ دیکھ کر اپنے تفنگچی
بھیج کر اس پر قبضہ کر لیا اور آتشبازی اور جان ستانی شروع کی۔ والی ایران
قلعہ کے باباولی کے دروازہ کی جانب آیا اسکے آدمیوں نے کوشش کر کے
مورچلوں کو آگے بڑھایا۔ اہل قلعہ نے بہادرانہ مقابلہ کیا اور کلب علیخان نے ایک
ایرانی سردار کو مارا ایرانیوں نے غرہ محرم کو تین بڑی توپیں لگائیں جنمیں ایک من
کا گولہ چھوٹتا تھا قلعہ کی دیواریں عریض تھیں انپر ان گولوں کا اثر نہیں ہوتا تھا
مگر وہ انکے کنگروں کو گرا دیتے تھے جنکی پناہ میں اہل قلعہ توپ و تفنگ چھوڑتے
تھے ان کنگروں کو پھر اہل قلعہ بنا لیتے تھے اور روزانہ جنگ کرتے تھے ایرانی ان
توپوں کے ذریعہ سے خندق کے کنارہ تک پہنچ گئے اور بعض خندق کے پار گئے اور
شیر حاجی کی دیوار کے نیچے مقیم ہوئے قلعہ دار نے ایک نقب اندر سے قلعہ کی دیوار
شیر حاجی تک بنائی اور اسکی راہ سے قوی بازوں کو قزلباشوں کے دفع کرنے کے

اُنہون نے کچھ قزلباشون کو ہلاک کیا باقی کو زخمی و شکستہ کرکے الٹا ہٹا دیا شاہ ایران
کی تاکید سے دہم محرم سے ہیژدہم تک قزلباشون نے خندق پر اکثر جگھہ خاک
بھرے تھیلون اور چوب سے پل بنائے۔ اور اس سے عبور کیا اور شیر حاجی کی
دیوار کے نیچے نقب کھودی اور سامان قلعہ گیری جمع کیا۔ قلعہ دار نے دیوار قلعہ و
شیر حاجی کے درمیان ایک چوڑی خندق بنائی اسکو جو نقب ملتی اسکو خراب کرتا
اور جو نہ ملتی اور غنیم کے آدمی اسکی راہ سے خندق مذکور پر آتے تو انکی گردن
تلوار سے اڑائی جاتی یا وہ زخمی ہوکر بے نیل مرام اُلٹے جاتے اور جو آدمی نقب مین
چھپ کر نکلنے کے لئے وقت اور قابو ڈھونڈھتے تھے انمین وہ دنبالہ شکستہ باروتون کو
کے چھوڑنے سے جل بھن کر خاک ہو جاتے تھے۔ ۲۳ محرم کو بادشاہ نے لشکر کو لیکر
بڑے زور شور سے بابا ولی کے دروازہ پر حملہ کیا اہل قلعہ ان سے سہ پہر تک
لڑے قزلباش آخر روز مین افسردہ دل ہوکر واپس آگئے۔ پھر اس دن سے بارش
شروع ہوئی اسنے محصورین و محاصرین کو توپ و تفنگ چھوڑنے کی فرصت نہ دی۔ غنیم
نے شیر حاجی کی پناہ مین مقیم ہوکر پوشیدہ جابجا دیوار مین شگاف ڈالے اور
کبھی دیوار کو گرا کر اندر آنے کا قصد کرتے مگر اہل قلعہ نے انکو کامیاب نہ ہونے دیا۔
دوم صفر تک مینہ کی شدت سے توپ و تفنگ کام مین نہ آئے۔ جنگ کا مدار حقہ و تیر
و سنگ پھینکنے پر تھا۔ جب مخالف شیر حاجی کی راہ قلعہ کے اندر آتے تو اہل قلعہ باہر
نکالدیتے آخر کار اہل قلعہ مین سے ایک جماعت پست ہمت سُست عقیدہ نے دیدہ
و دانستہ از روی اضطرار پوشیدہ صلح کی درخواست دینے سے غنیم کی یورش کے
مادہ کو آمادہ کیا اور ابواب مصالحت کھولنے مین مصلحت دیکھی قبچاق خان جو
شاہجہان کی ملازمت کے لیئے ماورالنہر سے آیا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی خدمت
کو بجالائے وہ قندھار بھیجا گیا تھا اسکو شادی اوزبک نمک حرام بے غیرت نے
بھکایا اور منصب دارون کی ایک نمک حرام جماعت نے قلعہ دار سے کہا کہ بارش

برف کی کثرت سے راہون کے بند ہونے سے کومک کا آنا مشکل ہی اور قزلباشون کے
جد و جہد سے نزدیک ہی کہ قلعہ ہمارے ہاتھ سے نکلجای بعد از فتح نہ ہماری جان کی امان
ہی اور نہ فرزندون کی ایرانیون کی قید سے رہائی ہے قلعہ دار کو اس جماعت کی گردن
اڑانی چاہیئے تھی مگر اُس نے اسکی تسلی و استمالت کی اور مواعظ مین مشغول ہوا جس سے کچھ
نفع نہ ہوا سارے مفسدون کی جماعت مورچلون سے اپنے گھر چلی گئی۔ ۲ صفر کو غنیم
تیر جاجی کی طرف چند جاؤن سے قلعہ مین آیا اور اسکے قلعہ دار کے نوکرون سے ایک گروہ
سے لڑائی ہوئی دونو طرف سے بہت آدمی مارے گئے اس اثنا مین شادی نے قلعہ دار
سے کہلا بھجوایا کہ محمد بیگ نامی ایک شخص والی ایران کی طرف سے آیا ہے اور تیرے اور نور الحسن و
میرک حسین کے نام کچھ لکھا لایا ہے اس نے میرک حسین کو بھیجا کہ حقیقت کار پر آگاہ ہو
وہ دروازہ پر آیا تو اُسنے دیکھا کہ قبچاق خان و شادی اور اور مغلون نے فرستادہ کو
اندر بلایا ہے اور اسکے آگے بیٹھے ہین میرک حسین نے پھر کر اس حقیقت کو قلعہ دار سے کہا
اُس نے قبچاق خان و شادی خان کو بخشی بھیجکر اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ فرستادہ
کو میری اجازت بغیر کیون قلعہ کے اندر بلایا اور اسکے ساتھ بیٹھ کر صحبت جمائی انھون نے
جواب دیا کہ وہ تحریر و پیغام لایا تھا اسکو بغیر دیکھے الٹا بھیجدینا مصلحت سے دور جان کر
اندر بلایا تھا بہتر ہوگا کہ اسکی تحریر کو دیکھ کر اور پیغام لیکر رخصت کرین قلعہ دار انکی ہمراہ
گیا اور محمد بیگ سے ملاقات کی اور اُس کی تحریر دیکھی اور پیغام سنا اسی وقت سے اُس نے
فی الحقیقۃ خویشتن داری کو چھوڑ کر قلعہ کو چھوڑ بیٹھا اور والی ایران کے اس پیغام کے بعد
پیردل خان برادر قلعہ بست کے آدمیون پر جو حال گذرا تھا وہ سنا کہ چند آدمی
مارے گئے بقیۃ السیف طرح طرح کی بلاؤن مین گرفتار ہین اس نے یہ مناسب جانا کہ یہی
حال میرا اور میرے آدمیون کا ہو اس نے شاہ ایران کو جواب دیا کہ مین ان
مقدمات کا جواب پانچ روز بعد دونگا اور یہ قرار پایا کہ ان پانچ روز تک حرب
و قتال نہین ہوگا۔ ۷ صفر کو علی قلی خان برادر رستم خان سپہ سالار سابق

والی ایران نے پاس قلعہ میں آنکر شادی سے کہا کہ مجھے جواب لینے کے لئے بھیجا ہے
قلعہ دار نے علی قلی خان کو بلا کر حقیقت پوچھی اُسنے کہا کہ تمہاری صلاح حال و مال اس
مین ہی کہ ستیز و آویز سے ہاتھ اوٹھاؤ اور اپنی ہلاکت و ننگ و ناموس کے کھونے مین
ساعی نہ ہو۔ قلعہ دار نے یہ سنکر عبد اللطیف دیوان صوبہ کو علی قلیخان کے ہمراہ کیا
کہ والی ایران سے امان نامہ لائے دوسرے روز امان نامہ آیا۔ شادی قبچاق خان
والی ایران پاس گئے دوازدھم صفر کو تمام منصبدارون احدیون اور تیر اندازون
نے امان لی اور قلعہ سے باہر آئے۔ غنیم قلعہ پر متصرف ہوا۔ علی قلیخان نے قلعہ دار کی
ملاقات والی ایران سے کرائی۔ اسکے بعد قلعہ دار ہندوستان کو روانہ ہوا۔
جس وقت کہ شاہ عباس نے قندھار کو عبد العزیز سے لیا تھا اسکا ایک ارک تھا او
اسکی چار دیوار حصار تھی بعد ازان علی مردان خان نے ایک قلعہ مستحکم گل کا کوہ لکہ
پر بنایا ابھی وہ تمام نہ ہوا تھا کہ شاہجہان کے تصرف مین وہ آیا اسکے حکم سے پانچ
سال مین اور پانچ لاکھ روپیہ مین حصار نہایت استوار ایک شہر کے گرد دوم قلعہ دولت آباد
کے گرد سوم قلعہ مندوی کے گرد چہارم قلعہ ارک کے گرد پنجم فراز کوہ پر بنا کیا۔ اگرچہ وہ
مٹی سے بنایا گیا تھا مگر اوسکی دیوار کا عرض دس گز تھا اور اس کے گرد عمیق خندق
تھی باوجودیکہ اسمین دو سال کا آذوقہ ہر قسم کا اور ساز و سامان قلعہ داری کا
چہار ہزار مرد شمشیر زن و کماندار اور تین ہزار برق انداز موجود تھے ان سب
چیزون کو نمک حرامون نے مفت کھویا کہتے ہین کہ ایک جاسوس بخشہ کار آزمودہ
قلعہ سے شاہ ایران کے لشکر مین گیا اُسنے دیکھا کہ شاہ مین سختی و کمی ذخیرہ
غلہ و کاہ ہے اور ہندوستان سے کوہک آنے کا خوف ہی وہ خوف زدہ ہو رہا
ہے اور باتون پر مطلع ہوکر ہر چند اُسنے سعی کی کہ پہر لشکر ایران سے نکل کر اپنے
قلعہ مین جائے مگر لشکر ایران کی خبرداری اور بند و بست ایسا تھا کہ وہ کسی
طرح سے نہ جا سکا ناچار اسنے حقیقت کو ایک پارچہ کاغذ پہ لکھا کہ کاہ و دانہ کی

قلت سے اور رسد کے نہ پہنچنے سے اور برف و سرما کی شدت سے لشکر قزلباش نہایت تنگ ہو رہا ہے اسکے گھوڑون مین بجز پوست و استخوان کے کچھ نہین رہا اور لشکر ہند کوچ بکوچ قندھار کو چلا آتا ہے اور لشکر قزلباش بھاگنے کو ہے اس پرچہ کو تیر مین باندھکر حصار قلعہ کے احاطہ مین پھینکدیا باوجودیکہ اس پرچہ کے اس مضمون پر اہل قلعہ کو اطلاع ہوئی مگر ایسا ہراس اُنپر غالب تھا کہ قلعہ دیدیا۔ محراب خان قلعہ دار و شاہ ایران داخل ہوا۔ یہ محاصرہ دو مہینے رہا جسمین دو ہزار قزلباش اور چار سو محصورین مارے گئے۔

۱۷ر ذیقعدہ کو محراب خان قلعہ بست کے محاصرہ مین مشغول ہوا حصار جدید کے فتح کو مشکل سمجھکر وہ حصار قدیم کی فتح کو آسان سمجھا اور کنار پل عاشقان سی آب ہیرمند تک پانچ مورچے قائم کئے پردل خان قلعہ دار خوب لڑتا رہا ابتداے محاصرہ سے ۱۸ر محرم تک کہ چوّن روز ہوتے ہین طرفین سی ترددات نمایان ہوئے تین سو قزلباش اور تین سو افغان تابین قلعہ دار وادی عدم کے مسافر بنے آخر کار قلعہ دار نے ازراہ اضطرار امان طلب کی اور محراب خان سے ملاقات کی پردل خان کے تین سو ہمراہیون نے یراق کے دینے مین ایستادگی کی انکو محراب خان نے قتل کرایا اور پُردل خان نے اور اور باقی آدمیون اور انکے عیال و اطفال کو مقید کرکے والی ایران پاس قندھار بھیجدیا۔ آٹھوین ذی الحجہ کو سارو خان (سانہ خان) نے قلعہ زمین داور کا محاصرہ کیا۔ سید اسد اللہ و سید باقر پسران سید بایزید بخاری پاس باوجودیکہ سواے برادرون اور تابینون کے پانچسو تفنگچی سوار و پیادہ ہمراہ تھے۔ اُنھون پیغام دیا کہ یہ قلعہ توابع قندھار سے ہے اسکا فتح ہونا نتیجہ قلعہ قندھار کے تسخیر کے بے فائدہ ہے اگر قلعہ قندھار فتح ہو گیا تو یہ قلعہ بھی بے تردد و جنگ کے تمکو ہاتھ لگ جائیگا چاہیے کہ اُس وقت تک کہ قلعہ قندھار کا فیصلہ ہو جنگ و جدال کرکے عبث آدمی طرفین سے ضائع نہ کئے جائین سارو خان اس امر کو مستحسن جان کر تردد اور مورچال لگانے سے

سنہ ۱۱۵۰ ہجری

شاہ ایران کا ایران جانا

باز رہا اور والی ایران کو حقیقت لکھ بھیجی جواب کا منتظر رہا کہ والی ایران کا آدمی آیا اور قندھار کی فتح کا نوشتہ لایا۔ ان سیدون نے شاہ ایران کے آدمیون کو قلعہ حوالہ کیا اور خود قندھار چلے گئے۔

شاہ ایران بسبب غلہ و علف کی عسرت کے اور گھوڑون اور بار برداری کے تلف ہونے کے اور شدت سرما کے اواخر صفر مین فراہ و ہرات کو روانہ ہوا اور محراب خان کو قندھار کا قلعہ دار بنایا اور دس ہزار تفنگچی اس پاس معین کئے اور دولت علی کو قلعہ بست کا قلعہ دار کیا ابتداء محاصرہ سے تسخیر قلعہ کے بعد شاہ ایران کے جانے تک ڈھائی مہینہ کا عرصہ لگا۔

جب اورنگ زیب و سعد اللہ خان روانہ ہوئے تھے تو بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ تا مقدور قندھار مین جلد اپنے تئین پہنچانا اور اغلب ہے کہ افواج شاہی پہنچ نہ پائیگی کہ شاہ ایران اس لشکر کے صدمات کے خوف سے قلعہ کو چھوڑ کر چلا جائے۔ اور اگر خدا نہ کردہ تمہارے پہنچنے سے پہلے قزلباشون کے تصرف مین قلعہ آجائے تم کو چاہیئے کہ انکو جنگ گرم کرنے اور ذخیرہ تازہ بہم پہنچنے کی فرصت نہ دو اور خود گرم گرم جاکر قلعہ کا محاصرہ کرلو لیکن شاہزادہ کو ملتان مین لشکر کی گردآوری اور اسباب ضروری کے سرانجام مین اور سعد اللہ خان کو بے وقت بارش اور شاہزادہ کے انتظار مین چند روزہ توقف ہوا وسط صفر مین جب دونو فوجین نزدیک آئین تو خلیل بیگ کا نوشتہ آیا کہ سر راہ اور درہون مین اس قدر برف پڑی ہے کہ اگر مینہ اور نہ برسے تو کم سے کم ایک مہینے کے بعد اس راہ مین دشواری سے آمد و رفت ہوسکتی ہے وہ راہون کے برف سے صاف کرنے کے لئے اور درختون کے کاٹنے کے لئے روانہ ہوا تھا اس ضمن مین مکرر خبرین آئین کہ شاہ ایران نے قلعہ لے لیا ہے بادشاہ نے احکام تاکید و تہدید آمیز بھیجے کہ جلد اپنے تئین پہنچاؤ پھر یہ خبر آئی کہ شاہ ایران نے حصول مطلب کے بعد معاودت کی ناچار

جس راہ پر جانا منظور نظر تھا اسنے چھوڑا اور پشاور کے پہاڑوں کی راہ بالا سے جانا قرار پایا۔ ان پہاڑوں کی بلندی دو ہزار سات گز پیمایش ہوئی تھی تمام سپاہ پیادہ ہوئی اسباب مایحتاج ضروری وغیر ضروری کو چھوڑا افتان و خیزان بہزار دشواری مسافت طے ہوئی تھی خلق اللہ پر عجب آفت برپا تھی۔ بار بردار جو پاس تھے وہ سخت جاڑوں سے گر پڑتے تھے اور پھر نہ اٹھتے تھے نوکر و غلام و پاجی و تمام حرام جو خالی بھاگ جاتا تھا وہ آقا پر منت عظیم رکھتا تھا اور غلہ کاہ و تمام جنس کھانے پینے کی اس مرتبہ کمیاب ہوئیں کہ نان کی قیمت جان کی برابر ہو گئی اس حال سے ۱۷ ربیع الاول کو کابل میں سپاہ پہنچی جو روپیہ کے ۵ سیر و گندم چار سیر اور کاہ بھی روپیہ کی اسی قدر زراعت میں علف چرانے کے قابلیت نہ تھی۔ کابل میں کچھ آرام ملا۔ ایک روپیہ میں بھی آدمی اور چارپایہ کا پیٹ پورا نہ بھرتا تھا۔ یہاں پندرہ روز اسلئے توقف ہوا کہ سپاہ اکثر پیادہ و خانہ بدوش تھی اسلئے گھوڑے اور بار بردار خریدنے ضرور تھے۔ اوائل ربیع الثانی میں کابل سے کوچ کیا غزنین میں آئے علف اصلا نہیں ملتی تھی مگر خاص آدمیوں کو تکلف سے غلہ روپیہ کا ایک سیر اور کاہ ڈیڑھ سیر ملتی تھی لشکر کا حال تنگ ہوا۔ خبر آئی کہ غزنین سے قندھار تک قزلباشوں کے تسلط کے سبب انسان اور چارپا کے کھانے کی جنس بالکل نایاب ہے۔ جملۃ الملک سعد اللہ خان نے حقیقت پادشاہ سے عرض کی جواب میں حکم آیا کہ ملک گیری میں رفاہیت طلبی نہیں ہوتی جس طرح ہو سکے اپنے تئیں قندھار پہنچاؤ اور قزلباشوں کو قلعہ میں ذخیرہ فراہم کرنے کی اور استقامت کی فرصت نہ دو اور حوالی قندھار کے غلہ کو جو قابل درو ہے نہ چھوڑو کہ وہ قلعہ کے آدمیوں کے ہاتھ لگے اسلئے لشکر میں منادی ہوئی کہ غزنین سے راہ میں سپاہ اپنا آذوقہ اٹھائی چلے پندرہ روز قیام کرکے کوچ کیا اور فوج کی

ترتیب ہوئی سات فوجین ہراول وجرانغار و برانغار و چنداول وطرح
راست وچپ مقرر ہوئین اور شہر صفا کے نزدیک آئین ملک حسین زمیندار نواح
قندہار کہ بجب ضرورت محراب خان سے ملاقات کرنے آیا تھا وہ سعد اللہ خان
پاس بھاگ کر آیا۔ اسکو شاہزادہ نے خلعت دیا۔ ۱۵ جمادی الاول ۵۹ھ شنبہ
باغ کلان گنج علی خان مین قندھار کے مقابل آگئے۔ آلات واسباب مورچال بندی
ونقب بنانے مین مصروف ہوگئے۔ ۱۹ کو دوپہر کے وقت راجہ مان سنگہ گوالیاری
وبہادر سنگہ وجگت سنگہ نے چل زینہ کے اوپر کی برجون کو خالی دیکھا وہان اپنے
نشانون کو لیکر دوڑے مگر حسب الطلب انکے بخشی سعد اللہ خان بھی ایک پانسو
کی جماعت کے ساتھ دوڑا گیا۔ متفق ہوکر حملہ آور ہوئے محراب خان کو خبر ہوئی
اسنے بروج مذکور کو برقندازون کو سپرد کرکے استوار کیا اور آلات آتشبازی
اور تیر وتفنگ سے اولون کی طرح گولے برسائے اور حملہ آورون کو برجون
تک پہنچنے کی مجال نہ دی۔ دونو سردارون نے آدھی راہ مین مورچل قائم کئے۔ یہ
جرأت بیجا شاہزادہ کو پسند نہ آئی اسنے حکم دیا کہ اپنے ارادہ سے ہم کو آگاہ
کرکے قدم آگے بڑھانے لیکن اب وہان سے حرکت کرنی اور چلا آنا اہل قلعہ کی
شوخی کا سبب ہوگا اسلئے چاہیئے کہ جب وقت مساعدت کرے برجون پر متصرف
ہون اور جنگل کے درختون کو کاٹ کر پناہ بناؤ اور دل کو قوی رکھو۔ ہم کو بھی
کومک کے لئے مستعد جانو۔ اُنہون نے بہت مشقت سے بہت آدمیون کو ضائع
کراکے مورچال قائم کئے۔

شاہ وردی بیگ ایران کا ایلچی شاہجہان کے پاس آیا تھا۔ بادشاہ نے
حکم دیا کہ اُسے نامہ نہ لیا جاسے زبانی کہہ دیا جاسے کہ ہمکو محبت دیرینہ و
موروثی شاہ سے تھی ہمنے اپنے ایک خواص کو قلعہ قندھار کا قلعہ دار مقرر
کیا۔ ........................................ اگر ہم جانتے

ایلچی ایران در دربار شاہجہان

اگر شاہ ایران سے ایسی حرکت ظہور مین آئیگی تو ایک امیر رزم دیدہ تجربہ کار آزمودہ کو قلعہ دار مقرر کرتے کہ جبتک اُس کی جان باقی رہتی قلعہ کی محافظت مین اپنے تئین معاف نہ رکھتا۔ چونکہ خلاف توقع عمل مین آیا۔ ہرچہ عوض دارد گلہ ندارد دوسرا ایلچی شاہ قلی نامہ لیکر آیا تھا اسکو حکم دیا کہ وہ لاہور سے آگے نہ بڑھنے پائے۔ فی الواقع جب رشتۂ محبت و الفت غبار کدورت سے آلودہ ہو پھر نامہ و رسول کا بھیجنا کیا لطف رکھتا ہے اظہار یکرنگی مین دورو ئی اخلاص کیشون کے رویہ کے منافی ہے بادشاہ نے پھر حکم دیا کہ دونو ایلچی کابل مین میرے پاس حاضر ہون مین انکو اعزاز کے ساتھ رخصت کرونگا اوائل جمادی الاول مین شاہجہان کابل مین آگیا۔

## ذکر سولہ نخ بست وسوم سنہ ۱۰۵۹ھ ۱۶۴۹ء

غرہ جمادی الاخری کو سال بست وسوم جلوس رسم کے موافق ہوا۔

نذر محمد خان و عبد العزیز خان و سبحان قلی خان کے فسادون کا بیان اس تاریخ کے احاطہ سے باہر ہے اس لئے ماحصل ضروری بیان کیا جاتا ہے کہ نذر محمد خان کو سلطنت مل گئی شاہجہان نے اسکے فرزندون اور متعلقین کو اسکے پاس بھیجا جاتا نذر محمد خان کے بھی نوشتجات مکرر فرزندون اور وابستون کی طلب مین آئے اور اپنی پریشانی کا اظہار کرکے مدد خرچ کا بھی وہ طالب ہوا۔ اسکے بیٹے عبد الرحمن کو مع اور ہمراہیون کے کہ دو سال دس مہینے سے بادشاہ کی خدمت مین رہتے تھے بوقت رخصت خلعت اور تیس ہزار روپیہ نقد مرحمت کیا اور ایک لاکھ روپیہ مع نفیس نذر محمد خان کے لئے بموجب طلب عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ پہلے بھیجا جا چکا تھا۔ خسرو پسر نذر محمد خان لذات ہند کا ایسا دل بند ہوا کہ باپ پاس جانے کیلئے راضی نہ ہوا۔ بندہاے بادشاہی کے جرگہ مین رہا نذر محمد خان کے

متعلقون کو کل تین لاکھ روپیہ مدد خرچ رخصت تک مرحمت ہوا اسکے سوا بیگمون کو
زیور اور چیزین دی تھین۔ ایک طرف جملتہ الملک سعد اللہ خان نے تردد نمایان
کرکے اور بہت آدمیون کو کشتہ کراکے مورچالون اور نقب و کوچہ سلامت کو زیر خندق
پہنچایا۔ دوسری طرف رستم خان و قاسم خان اور جانباز کار طلبون نے مورچال
اور نقب کنارہ خندق تک دروازون کے نزدیک پہنچاے۔ مگر محراب خان نے جو
روم کی جنگون مین بہت جنگ اور قلعہ داری کی تھی اور بڑا کار آزما اور آزمودہ کار
تھا وہ پاے قلعہ سے شب و روز ایسے تفنگ گولیان اور توپون کے زمین کوب گولے
اور آتشبازی حقے اور شررفشان بانون کو اولون کی طرح برساتا تھا کہ جب پاے
قلعہ کے نیچے مورچل شاہی پہنچتے تھے تو اونکو کسی کام کی فرصت نہ دیتا تھا۔ بلکہ
اکثر زمین نقب گولون کی ضرب سے نابود اور ضائع کر دیتا تھا ہر یورش مین
سردارون اور لشکریون کے کئی ہزار سر خندق کے پُر کرنے کے مصالح مین
صرف ہو جاتے تھے اور اس تردد کا کوئی فائدہ کار نمودار نہ ہوتا تھا۔ ہر دفعہ
قزلباش نکل کر طلایہ لشکر شاہی کے مقابل ہوکر مورچلون پر حملہ آور ہوتے تھے
طرفین سے آدمی قتیل و اسیر ہوتے تھے اور نبرد ہاے عظیم ہوتی تھین۔
کبھی قزلباش بادشاہی آدمیون کو پکڑ کر قلعے مین لے جاتے تھے کبھی اس کے
برعکس ہوتا تھا اس ضمن مین ایک دن قزلباشون کی ایک جماعت گرفتار ہو کر
آئی اسکی زبانی معلوم ہوا کہ شاہ عباس نے ہرات مین پہنچکر اپنے چند امیر کار طلب
رزم جو سرداری مرتضی قلیخان قورچی باشی کل بیس امیر اور پینتیس ہزار سوار
محراب خان کی کمک کے لئے اور بادشاہی لشکر کے مقابلہ کے واسطے بھیجے ہین انمین سے
تین چار ہزار سوار بطریق قراولون کے نزدیک آگئے ہین۔ اسی وقت بادشاہ
کے قدیمی ملازمون مین سے ایک شخص جو لشکر ایران مین گرفتار ہوکر نوکری کا
پابند ہوا تھا اور وہ بطریق جاسوسی اس طرف سے مقرر ہوا تھا۔

اور احوال محاصرہ قندھار اور لشکر کا ہزارہ اور رسد اور کمک کا

قلیچ خان پاس آیا وہ سابق مین اسکے تابعینون مین تھا اور اُسنے آگاہ کیا
کہ دو فوجین لیسار و یمین سے آتی ہین انہین سے دو تین ہزار سوار اس قصد سے
جدا ہوئے ہین کہ کہین پر تاخت کرین اس ضمن مین یہ خبر آئی کہ قزلباش آ بھی گئے
اور اُنھون نے کہین پہ بیخبر حملہ کیا اور ایک جمع کثیر کو مقتول اور زخمی کیا اور لوٹا اور
چارپایون کو بہت آدمیون کو اسیر کرکے لے گئے اور اسکے ساتھ ہی شتربان و فیلبان
و استربان فریاد کرتے ہوئے آئے کہ فیل اور شتر اور چارپایہ قطار قطار قزلباش آگے
رکھکے لے گئے رستم خان کو جو رستم زمان کہا جاتا تھا اس امر کی اطلاع ہوئی بغیر
اسکے کہ وہ مامور ہوا اسنے قزلباش کا تعاقب کیا اور چار پانچ کروہ جریدہ تاخت
کی اور دشمن تک جا پہنچا مقابلہ ہوا۔ اول جنگ گولہ و تفنگ و بان و تیر کی ہوئی۔
پھر تلوار و خنجر کی لڑائی ہوئی۔ دونو طرف سے نبرد صعب ہوئی مگر دونو غالب
و مغلوب ہوئے طرفین سے مردانگی ظہور مین آئی اور دونو طرف کے آدمی
بہت کشتہ و زخمی ہوئے آخرکار رستم خان نے ہاتھیون و چند قطار شتر
و گاؤ و استر و اسپ اپنے اور انکے چھین کر مراجعت کی اور شاہزادہ
پاس آنکر مورد تحسین و آفرین ہوا۔ صبح متواتر یہ خبر آئی کہ بیس ہزار قزلباش
آئے ہین جنکے سردار ایران کے بڑے نامی سپہ سالار اور نظر علیخان حاکم
اردبیل و علی قلیخان و مرتضی قلی ہین اس طرف سے دوبارہ رستم و قلیچ خان
اور اور امرا و راجاؤن کی جماعت اور ہاتھی اور دس ہزار سوار اور بڑا توپخانہ
یہ سب انکے مقابل گئے۔ جب لشکر قزلباشون کی علامت سیاہ اور گرد سیاہ
نمودار ہوئی تو زرہ پوش سادات بارہ اور افغانون و یکہ تاز مغلون و
رزم طلب راجپوتون نے گھوڑے دوڑائے اور ایران کے سردارون نے
معرکہ مین پاؤن رکھا اول گولہ و توپ و بان سے زد و خورد کی آتش
روشن ہوئی پھر قزلباشون کی تینون فوجون نے دوڑ کر ہندی فوج

اطراف کو گھیر لیا اور شمشیرزنی سے دار و گیر کا بازار گرم کیا اور مردو ربا حملے کیے۔ طرفین نے شرط
جان سپاری ادا کی۔ قزلباشون کی فوج نے ہندوستان کے لشکر کو شکست دیدی گئی
ہوتی۔ مگر رستم خان نے جو رستم زمان و رستم با اسم مسمیٰ تھا قلیج خان اور
راجاؤن کے مست ہاتھیون کو پیش رو بنایا اور اپنی سواری کے ہاتھیون کے پاؤن مین
زنجیرین ڈالین اور دل باختہ آدمیون کی دلدہی کی مستانہ وار قدم آگے بڑھایا اور بہ
شرط تردد جو جان نثارون کو لایق ہوتی ہے بجا لایا بہت سے سردار مارے گئے
بہت کوشش اور کشش سے قلب خصم پر حملہ کیا اور محمد سعید پسر سادات خان خواجہ خان
وغیرہ نامی سردار مارے گئے اور غیر مشہور آدمیون کی جماعت بھی کشتہ و زخمی
ہوئی تو قزلباشون کا قدم ثبات ڈگمگایا اور فرار اختیار کیا اور اسپ و اشتر
بہت لشکر شاہی کو غنیمت مین ہاتھ آئے اور پادشاہزادہ کی خدمت مین فتحمند لشکر
نے مراجعت کی۔ اورنگ زیب کی عرضداشت اس فتح جنگ کی۔ پادشاہ پاس
نہین پہنچی تھی کہ پادشاہ نے وردی بیگ کو جو شاہ ایران کا نامہ لایا تھا اور بار
نہ پایا تھا اور جلال آباد مین مغضوب ہوا تھا وہ پادشاہ کی ہمراہ تھا نامہ کو بغیر
پڑھے زبانی جواب اسکو یہ دیا کہ شاہ عباس کلان ہمارا قدر دان اور اخلاص مند
تھا اور بیس سال سے اسنے ہمارا اتحاد دیکھا اسنے دنیا سے رحلت کی اسکے بعد اسکے
خاندان سے جو ہمکو توقع تھی از راہ تقاضاے سال اسکے خلاف عمل مین آیا اور اپنے
بزرگون کے طریقہ کی مراعات نہین کی الحال جو کچھ خدا چاہے گا وہ ہم سے ظہور
مین آئیگا اور دس ہزار روپیہ اور شاہ وردی بیگ کو عنایت کرکے رخصت کیا۔
اور شاہزادہ محمد اورنگ زیب پاس بھجوایا اور حکم لکھا کہ قندھار سے گزر بردار کو ساتھ
کرکے شاہ کے پاس روانہ کرے قندھار کے محاصرہ کے دنون مین گرانی و کمیابی
غلہ و کاہ سے لشکر کو جو صعوبت و مکروہات پیش آئے اسکا فائدہ آخر کو کچھ نہ ہوا۔ پادشاہ
پاس اور شدائد مذکورہ کی خبر آئی تو اُس نے جانا کہ امتداد محاصرہ مین سپاہ کے

تلف ہونے کے سوا اور نتیجہ مرتب نہین ہوگا تو شاہزادہ کو حکم فرمایا کہ مصلحت وقت کا تقاضا یہ ہی کہ تسخیر قلعہ کو دوسرے وقت اور سال پر موقوف رکھو اور پائیں قلعہ کو چھوڑ دو اور شاہزادہ داراشکوہ کو حکم فرمایا کہ جبتک غزنین مین اورنگ زیب کے پہنچنے کی خبر آئی

بادشاہ کا کابل سے شاہجہان آباد مین آنا۔

کابل مین توقف کرے اور خود اوائل رمضان مین کابل سے لاہور کو روانہ ہوا اوّل ہی منزل چلا تھا کہ قزلباشون کے ہزیمت پانے کی خبر اس پاس آئی اسکو پہلے حد سے زیادہ تشویش خاطر تھی اب تفریح طبع ہوئی اور تین روز تک شادیانے بجوائے۔

سعد اللہ خان و رستم خان و قلیچ خان اور سب امرا کا اضافہ کیا۔ اورنگ زیب چار مہینے محاصرہ کے بعد پائے قلعہ کو چھوڑ کر بادشاہ پاس روانہ ہوا اس عرصہ مین دو تین ہزار آدمی اور چار پانچہزار جانور ہلاک ہوئے۔ ۱۸ شوال کو بادشاہ لاہور مین داخل ہوا اوائل ذی قعدہ مین داراشکوہ اور جملۃ الملک حضور مین آئے اور وسط ماہ مذکور مین اورنگ زیب بادشاہ کی خدمت مین آیا اور رستم خان قزلباشون کی چند توپین اور نشان اور گھوڑے لایا اور بادشاہ کی ملازمت سے شرف اندوز ہوا۔ اور مورد تحسین و آفرین ہوا اور راہی جاگیر کو مرخص اور اورنگ زیب کو ٹھٹھہ کی صوبہ داری کے سوا ملتان کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ بادشاہ ۱۲ ذی حجہ کو لاہور سے روانہ ہوا اور ۱۱ محرم ۶۳ھ کو دولت خانہ شاہجہان آباد مین داخل ہوا اسی روز شاہزادہ محمد مراد بخش بادشاہ کی خدمت مین دکھن سے آیا اسکو وہان کی ہوا ناموافق تھی اور وہان کا بندوبست بھی اس سے نہ ہوسکا وہ کابل کا صوبہ دار مقرر ہوا۔

شاہجہان آباد مین جشن اول نوروز۔

دار الخلافہ شاہجہان آباد کی تمام عمارات تیار ہوگئین تھین۔ یہان پہلا جشن نوروز بڑی دھوم دھام سے ہوا اطراف سے امرا تہنیت کے لئے آئے۔ ہزار امیرون کو منصب و خلعت عنایت ہوئے۔ پرگنہ پانی پت جسکی جمع ایک کروڑ دام (بارہ لاکھ روپیہ) تھی بیگم صاحب کو انعام مین دی گئی۔ سولہ لاکھ روپیہ کی نذرین بادشاہ کے روبرو پیش ہوئین۔

# سوانح سال بست و چہارم ۱۰۶۰ سنہ ۱۶۵۰

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۰ کو جو بیسوان سال جلوس کا شروع ہوا جشن حسب دستور ہوا ۱۲ رجب کو بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ راجہ جے سنگہ چار ہزار سوار اور شش ہزار تفنگچی و تیر دار لیکر میوات مین آیا اور میوون کے خانمان کو جلایا اور ایک جمع کثیر کو جو سوائے رہزنی اور مسافر کشی کے کوئی کام نہین کرتے تھے بے سر و بے سپر کیا اور ان کے اہل و عیال کو اطفال کو اسیر و دستگیر کیا اور بقیۃ السّیف کو اخراج کیا -

اکبر آبادی محل نے باولی کے قریب قلعہ شاہجہان آباد سے ڈھائی کروہ کے فاصلہ پر ایک باغ لاہور اور کشمیر کے فیض بخش و فرح بخش کے نمونہ پر بنوایا اور اسمین عمارات عالی شان بنوائین اسکے وسط مین آٹھ گز چوڑی نہر جاری تھی اور سب جگہ عمارتون مین دو گز سے کچھ کم و بیش چوڑی نہرین جاری تھین چار سال مین دو لاکھ روپیہ کی لاگت مین یہ باغ اور عمارت تیار ہوئی تھین - باولی سرائے پہلے خام تھی - بی بی اکبر آبادی محل نے اسمین ستر ایوان و حجرے رختہ کے بنوائے -

ساٹھ سال کی عمر مین بادشاہ نے جو روزے عمداً و سہواً کھائے تھے فقہاء و فضلاء کی تجویز سے انکے کفارہ مین بیس ہزار روپئے مستحقون اور محتاجون کو خیرات ہوے اور حکم ہوا کہ ہر سال ماہ رمضان کے آخر مین بیس ہزار روپئے جو فطرہ روزہ وغیرہ مین اہل استحقاق کو مقرری دیا جاتا ہے اسکے ساتھ بیس ہزار روپیہ اور روزون کے کفارہ کی سبب سے دربارون کو دیا جائے بادشاہ کی عمر ساٹھ برس سے کچھ زائد ہو گئی تھی - ملاؤن نے ازروے شرع اسکو روزون سے معاف رکھا اور کفارہ تجویز کیا - عنایت اللہ کے شاہجہان نامہ مین لکھا ہے کہ رمضان کے مہینے مین ۶۰ ہزار روپیہ خیرات دینا تجویز کیا گیا -

ملا شفیعا یزدی جو فاضل و شاعر و صاحب طبع و تجارت پیشہ تھا

اودی سرائے و باغ

روزون کا کفارہ اور بعض اور حالات -

ایران سے بندر سورت مین آیا بادشاہ نے اسکو سورت کے خزانہ سے پانچہزار روپیہ دلاکر اپنے پاس بلایا اور منصب ہزاری سو سوارون کا عنایت کیا اور حکم دیا کہ دو وقت مجرے کو حاضر ہوا کرے۔ سلطان محمد خان قیصر روم نے سید محی الدین کو نامہ و تحائف و تبرک دیکر بادشاہ پاس بھیجا وہ سید عبد القادر جیلانی کے تبارمین سے تھا وہ بندر سورت مین آیا تو بادشاہ نے گرزبردارن کو حکم دیا کہ خلعت اور فرمان اور خزانہ سورت سے دس ہزار روپیہ اس پاس لیجائین اور برہانپور و مانڈو و مالوہ کے دیوانون کو پندرہ ہزار روپئے تنخواہ دینے کے لئے حکم دیا۔

برسات کے نہ ہونے سے شاہجہان آباد کی ہوا گرم تھی اسلئے بادشاہ نے کشمیر جانے کا ارادہ کیا۔ غرہ ربیع الاول ۱۰۶۱ سنہ کو کشمیر کو روانہ ہوا۔ غرہ ربیع الثانی کو لاہور کے باغ فیض بخش مین جشن نوروز کیا۔

پہلے ہم تحریر کر چکے ہین کہ بادشاہ نے عبد الرحمن سلطان کو اسکے باپ نذر محمد خان پاس روانہ کیا تھا۔ جب وہ نذر محمد خان پاس پہنچا تو باپ نے اسکو غوربند کی حکومت کے لئے رخصت کیا اور بلخ کے امرائین سے یادگار کو اسکی رفاقت مین مقرر کیا کہ اسکو مع فوج حضور کے غوربند پہنچا دے۔ اس بات پر جب سبحان قلی کو اطلاع ہوئی تو اسنے یہ جانکر کہ باپ پاس سپاہ کی جمعیت نہین ہے وہ سپاہ لیکر بلخ مین باپ پر چڑھ گیا اور نذر محمد خان محصور ہو گیا اور لیدر کی شہر کے دفعہ مین مشغول ہوا۔ جب نذر محمد خان تنگ ہوا ناچار اس نے عبد الرحمن کو راہ سے اپنے پاس واپس بلایا۔ عبد الرحمن باپ کے حکم سے الٹا آیا تو سبحان قلی خان نے ابراہیم بیگ کو مقرر کیا کہ اسکو سر راہ روکے عبد الرحمن نے اسکا مقابلہ کیا اور اول مقابلہ مین ابراہیم بیگ کشتہ ہوا اگرچہ اسکے ہمراہی عبد الرحمن پر غالب ہوئے نذر محمد خان لشکر نے یادگار بیگ کے ساتھ فرار کیا اور سبحان قلی خان کے قلماقون کے ہاتھ میں

۱۰۶۰ [illegible]

عبد الرحمٰن گرفتار ہوا اور جب وہ سبحان قلی خان پاس آیا تو اس نے بھائی کو محبوس کیا عبد الرحمٰن نے بہ تقاضائے مصلحت اپنے نگاہبانون کے ساتھ سازش کی اور ان سے رفاقت اور شریک دولت کرنے کا عہد و پیمان کیا اور انکے اتفاق سے بھاگ کر شاہجہان پاس آیا - بادشاہ نے عبد الرحمٰن کو منصب چار ہزاری بانصد سوار کا عنایت کیا اور اسکے ہمراہی عبد الرحمٰن کی تجویز کے موافق بندگان سرکاری کے زمرہ مین آئے -

۲۹ جمادی الثانی کو بادشاہ نے کشمیر جانے کے لئے لاہور سے کوچ کیا اس سال مین اوّل مینہ کم برسا گرمی کی شدت سے زراعت خشک ہوئی اور آخر مین بارش نے وہ تار باندھا کہ چار مہینے تک وہ برابر برستا رہا - دریاؤن مین ایسی طغیانی ہوئی کہ آب بہت کی طغیانی سے قصبہ بہرہ کے آدمی ہلاک ہوئے بعد ازان کمی ہوئی جس سے خلقت کو آرام ملا -

## سوانح سال بست و پنجم ۲۵ جلوس سنہ ۱۰۶۱

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۶۱ سنہ کو جشن جلوس سال بست و پنجم دستور کے موافق ہوا اس سال مین غلہ کی گرانی اور باران کے امساک سے ایک عالم رو رہا تھا اور رات دن بھوکون کے ہاتھ دعاؤن مین اُٹھے رہتے تھے - جس روز بادشاہ نے لاہور سے کوچ کیا ہے تو بارش کی بڑی شدت ہوئی اور کئی روز تک برابر ایسا برستا رہا کہ بادشاہ کو ایک ہفتہ تک توقف کرنا پڑا - بارش ایسی کثرت سے ہوئی کہ ربیع کے کشت و کار کی فرصت نہ ملی اور جو کچھ بویا تھا وہ مینہ کی شدت سے سبز نہ ہوا - پرگنات خالصہ بادشاہی کی رعایا نے تشخیص جمع کے وقت استغاثہ کیا تو بادشاہ نے اپنے متدین طلب کئے اور سعد اللہ خان کو حکم دیا کہ چندرو پنجاب کی رعایا اور مالگذارون کے معاملات پر اور استمالت رعایا پر متوجہ ہو -

عادل خان والی بیجاپور کی پیشکش

برسون کی چڑھی ہوئی پیشکش عادل خان والی بیجاپور سے محمد صفی پسر اسلام خان
لایا۔ یہ کل پیشکش چالیس لاکھ روپیہ نقد و جنس کی بادشاہ کے لیئے اور پانچ لاکھ
روپیہ کی بیگم صاحب کے واسطے اور پندرہ لاکھ روپیہ کی شاہزادہ داراشکوہ
کے لیئے اور ڈیڑہ لاکھ روپیہ کی محمد صفی کے واسطے تھی وہ بادشاہ کی نظر کے سامنے لائی
اور چھ لاکھ روپیہ نقد سید باقر ملازم ولی عہد کو جو محمد صفی کے ساتھ گیا تھا اسی
عادل خان نے دیئے تھے وہ نظر کے روبرو آئے۔ محمد اورنگ زیب مالوہ کی صوبہ داری
پر رخصت کیا گیا بادشاہ خود سیر و شکار کھیلتا ہوا اور برف کی سختیان اٹھاتا ہوا
آخر جمادی الاخری مین شہر کشمیر مین پہنچا اور خدمہ محل کی ہمراہ مزین کشتیون
مین زربفت کے پردے اور لاجوردی منقش ستون اور قبہ ہاے طلا و مرصع لگا کے
سوار ہوتا اور روے آب تالاب ڈل پر سیر کرتا دشت و کوہ و باغون کے
پھولون کا تماشا دیکھتا اور ملاحون کو انعام دیتا

ملا شاہ بدخشی

ملا شاہ بدخشی اس زمانہ کے حق آگاہون مین تھا اور کشمیر مین بڑا مشہور نامور تھا
وہ بادشاہ کی ملاقات کو آیا۔ دوسرے روز بادشاہ اس مسجد کو دیکھنے گیا کہ
جہان آرا بیگم صاحب نے شاہ بدخشی کی عبادت کے واسطے چالیس ہزار روپیہ مین اور
اسکے اطراف کی عمارات فقراؤ کے رہنے کے واسطے بیس ہزار روپیہ مین تعمیر کرائی
تھین مسجد مین شاہ صاحب سے بادشاہ نے ملاقات کی اور کچھ دیر بیٹھ کر نصیحتین سنین

مہم تبت

۱۲ رجب کو آدم خان غلام نبی اور اسکے بھتیجے محمد مراد کو اور نذر ابراہیم بیگ و
نعیم بیگ پسران سلیم بیگ کاشغری کو جو آدم خان و غلام نبی کے ضامن تھے اور کاشمیر مین
تعینات تھے اور کشمیر کے زمیندارون کی ایک جماعت کو تبت اس غرض سے بھیجا گیا کہ
وہان مرزا خان تبتی کی تنبیہ کرین جسنے سرکشی کی ہے اور قلعہ سکردو کو فتح کرین اور
تبت جو ملازمان شاہی کے قبضہ سے نکل گیا ہے اسپر تصرف کرین۔ ۲۷ شعبان کو
آدم تبتی کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ مرزا خان نے جب لشکر شاہی کے

آنے کی خبر سنی تو وہ بھاگ گیا اور قلعہ سکردو اور ملک تبت بادشاہی آدمیون کے تصرف
مین آیا۔ بادشاہ نے آدم خان کو اور اوسکے بھائیون کو یہ ولایت دیدی کہ
وہ وہان وطن بنا کے رہین اسکی جمع اسی لاکھ دام تھی سالہائے اول مینہ نہین برسا پھر برسا
تو بڑی شدت سے اسکے سبب گلزارون اور سبزہ زارون مین اصلی رونق نہین
رہی اور پھلدار درختون مین پھل کم آئے اور وہ خشک ہوگئے اسلئے بادشاہ کو
کشمیر کی سیر دلپذیر نہ ہوئی اور فرمایا کہ لاہور اور شاہجہان آباد کے باغات و
باصفا مکانون کو چھوڑ کر حظ النفس کے لئے اس مسافت بعیدہ کو طی کرنا اور خلق کی ایذا پر
راضی ہونا خداپرستی کے طریقہ سے دور ہے اور ایک فعل عبث ہے۔ دو مہینے
گذرنے کے بعد بادشاہ نے غرہ رمضان کو کشمیر سے کوچ کیا اور دارالخلافہ کی طرف
چلا۔ سعد اللہ خان مامور ہوا کہ چند روز یہان رہ کر کشمیر کے مال اور ملکی مقدمات کو
طے کرکے جلد لاہور مین آجاے۔ منزل آصف پور مین دریا کے عبور کرنے مین آدمیون
کے ازدحام سے اسکا پل ٹوٹ گیا وہ بہت بڑا نا تھا ڈھائی سو آدمی اور جانور
اور بہت سا اسباب پانی مین ڈوبا اور سو نفر بحر فنا مین غرق ہوئے لاہور کے
نزدیک بادشاہ سے سعد اللہ خان بھی آن ملا۔ حکم ہوا کہ رستم خان اور اور امرا
دور و نزدیک اور نامدار راجہ مع مصالحہ توپخانہ مہم قندھار کے لئے حضور مین
حاضر ہون۔ اور شاہزادہ مراد بخش کے نام بھی دستخط خاص سے اس باب مین حکم
صادر ہوا۔ جب بادشاہ لاہور مین آیا تو سید محی الدین ایلچی روم حاضر ہوا اور
نامہ قیصر اور دو گھوڑے باساز طلا و مرصع و مروارید اور عبائے مروارید باف
قیصر کی طرف سے اور پانچ گھوڑے اپنی طرف پیش کئے۔ بادشاہ نے پندرہ ہزار
روپیہ مع خلعت و اسپ و خنجر و جیغہ اسکو مرحمت کیا۔ سعد اللہ خان نے
نامہ کا جواب عربی زبان مین لکھا کر بھیجا جیغہ و شمشیر و پرتلہ مرصع ایک لاکھ
روپیہ کی قیمت کا سید محی الدین کو قیصر روم کے لئے اور اسکو پندرہ ہزار روپیہ

بادشاہ کی مراجعت کشمیر سے لاہور کو۔

ایلچی روم اور بعض اور واقعات۔

نقد و اسپ مع ساز طلا وقت رخصت عنایت کیا۔ قاضی احمد سعید کو دو لاکھ روپیہ کی نقد جنس شریف مکہ اور کعبتہ اللہ کے مستحقون کے لئے دے کر سید محی الدین کی ہمراہ رخصت کیا۔ بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ نذر محمد خان نے جو بیت اللہ کا عازم تھا راہ مین وفات پائی بادشاہ نے اسکے بیٹون کو خلعت ماتمی عنایت کیا منجملہ اس نے بھی انتقال کیا۔ دس لاکھ روپیہ نقد اور پانچ لاکھ روپیہ کا اول مال چھوڑا وہ بادشاہ نے اسکی اولاد کو دیدیا۔
حکم کے بموجب رستم خان بہادر اپنی جاگیر سے کرور روپئے مہم قندھار کے لئے لیکر روانہ ہوا تھا وہ بادشاہ پاس آگیا۔ سعد اللہ خان کے بیٹے لطف اللہ و عنایت اللہ جو ابتک بادشاہ کی ملازمت سے مشرف نہ ہوئے تھے اُنہون نے سعد اللہ خان کے محلہ لشکر کے ساتھ ملازمت کی سعد اللہ خان کے محلہ لشکر مین چار ہزار سوار و ہزار بیرہ قندار و پانسو بیلدار اور تبردار خاص نوکر اسکے شمار مین آئے۔ نجابت خان ایک کرور روپیہ خزانہ اکبر آباد سے لیکے بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا۔ شاہزادہ اورنگ زیب مہم قندھار کے لئے ۱۶ ربیع الاول ۱۰۶۳ھ کو ملتان سے برآمد ہوا محمد صفی کی ہمراہ شاہزادہ پاس ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ نقد روانہ ہوا اور سواران امراء کے جو شہزادہ کے ساتھ تھے اکیس عقیدت گزین و فدویت آگین امیر بادشاہ کے پاس سے مع خزانہ و مصالح قلعہ گیری کے روانہ کئے گئے بادشاہ نے حکم دیا کہ شاہزادہ انکو لے کر ملتان کی راہ سے قندھار پہنچ جائے اور سوم جمادی الاخری کو قلعہ قندھار کے نیچے جاکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور یہ بھی مقرر ہوا کہ سعد اللہ خان کابل کی راہ سے اس تاریخ دربان جاگیر بادشاہزادہ سے ملے اور ۲۷ ربیع الاول کو بادشاہ خود کابل کو روانہ ہوا اور اسی روز سعد اللہ خان کو اس سامان سے قندھار روانہ کیا

کہ پچاس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے برقنداز اور چند ہزار بان اور تیس توپین قلعہ شکن اور بیس توپین میانہ اور تیس ہتنال اور دس فیل جنگی مست و سو شترنال اور دو کرور روپیہ کا خزانہ اور لوازم قلعہ گیری اور بیلدار بے شمار اور نقب لگانے اور دمدمہ بنانے اور مورچال کے بڑھانے کے لئے سامان جسقدر چاہیئے دیا۔ تین ہزار اونٹ فقط اس کام کے لئے مقرر کئے کہ وہ توپخانہ کے مصالح کی جیسے کہ سیسہ باروت و لوہے کے گولے ہین باربرداری کرین اور اسکی تاکید کردی کہ تاریخ مقرری مین جسکا اوپر مذکور ہوا وہان پہنچکر محاصرہ کرین کل فوج ستر ہزار سوار سوای توپ خانہ کے تھے جنمین چھہ سو نامی منصبدار و روشناس تھے۔ رستم خان کو اور سب امیرون کو خلعت دے کر رخصت کیا حکم فرمایا کہ کابل مین منصبدارون و امراء کے تابینون اور اہل توپخانہ کو پیشگی سہ ماہہ مین ایک کروڑ روپیہ دیا جائے اور ارشاد ہوا کہ اول قلعہ بست و زمین داور مین کوشش کی جائے کہ جس سے قلعہ قندھار کے آدمیون مین تزلزل ہو۔

## سوانح سال بست و ششم جلوس ۱۰۶۲ھ

جشن سال جلوس بست و ششم سنہ ۱۰۶۲ موافق معمول کے ہوا۔

پادشاہ خود بھی منزل بمنزل طے کرتا ہوا دو مہینے چار روز مین چوتھی جمادی الاولی کو کابل مین آگیا سعد اللہ خان کوچ بکوچ اول جمادی الاولی کو بموجب حکم و تعین تاریخ کے قندھار کے قریب پادشاہزادہ کی خدمت مین آیا اور دونو متفق ہو کر قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوئے۔ لشکر شاہی ایسے مقامات مین اترا کہ جہان مخالفون کا گولہ نہین پہنچ سکتا تھا اور نقب لگانے اور مورچلون کے بنانے مین مشغول ہوا امیران کارزار دیدہ مین سعد اللہ خان تردد اور جلادت و تدبیر کار کی شرائط کو زیادہ بجالایا۔ راجپوتون کے ساتھ اتفاق کر کے مصالح نقب زنی اور مورچال بڑھانے مین کوشش کی گئی جس سے وہ خود دشمنون کے گولہ توپ و تفنگ و سنگ کے نشانہ

قلعہ قندھار کے محاصرہ کا اور مورچلون کے بڑھنے اور کام نہ بننے کا بیان۔

بن گئے۔ چند روز کے محاصرہ اور دار و گیر کے بعد قلعہ دار نے تغافل کیا اور ایسا بندوبست کیا کہ اصلاً آدمی کی آواز اور محصوروں کا تردد ظاہر نہیں ہوتا تھا ہرچند ہندوستانی لشکر پائے حصار میں آن کر اپنی بہادری دکھاتا تا اہل قلعہ اُسکو نادیدہ و ناشنیدہ سمجھ کر قلعہ سے صدا نہیں بلند کرتے تھے۔ یہاں تک کہ رستم خان و وزیر اعظم کے مورچال پائے حصار میں خندق تک پہنچ گئے ایک دن راجہ راجروپ نے جو بڑا مشہور جوان مرد تھا بیان کیا کہ حصار کی خندق کے نزدیک اور ایک برج کے درمیان ایک مکان نظر میں آیا ہے اور مورچال ایسی جگہہ پہنچ گئے ہیں کہ قلعہ کے اوپر چڑھنا قابو میں ہے اور برج کے پاسبان غافل و بے خبر معلوم ہوتے ہیں اگر مجھے حکم دیا جائے تو جانبازوں ہمراہیوں کو ساتھہ لے کر زینہ و کمند کی مدد سے اپنے تئیں اور کرناچی کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچاؤں لشکر مسلح و مکمل منتظر چشم براہ اور گوش بر آواز رہے کہ بروقت یورش کرے بادشاہزادہ اور سعد اللہ خان نے حکم دیدیا۔ رات کے وقت راجہ چند پایہ تابنوں و جانبازوں جو فن قلعہ گیری میں کارآزمائوں میں مشہور تھے بہت طرح کی تدبیریں کر کے قدم جرأت آگے رکھا اور جان نثار پیش قدم بارگی مانند حصار کے اوپر برآمد ہوئے اور اشارہ مقرری کر کے لشکر کو طلب کیا اور بہادر لیے تابانہ کمند جان بازی لے کر حرکت میں آئے اور کرنا کی آواز بلند ہوئی محصورین مدت سے اس قابو کے لئے چشم براہ اور گوش بر آواز بیٹھے تھے اطراف سے مہتاب روشن کر کے طرح طرح کی آلات آدم کشتی لے کر دشمنوں کی نگاہ پر دوڑے اور اس قدر توپ و تفنگ و بان چھوڑے اور حقہ آتش و سنگ اور روغن جوشان اور انواع مصالح سرد کیا اوپر سے مارے کہ جماعت جو برج کے سرے پر پہنچی اور نہ پہنچی جان بحق ہو کر بہ تبدیل ہیئت اپنے یاروں سے بے منت و مدد قادم و کمند پیوستہ

ہوے مسلمان وراجپوت بہت کام آئے انمین تفرقہ کرنا دشوار تھا جو شخص دیوار
اور کنار برج کی اس طرف گیا پھر اسکی خبر نہ آئی ہر طرف کشتون کے پشتے
لگ گئے۔ اس قدر آدمی کشتہ و زخمی ہوے کہ انکی گنتی بھی نہ ہو سکی پھر اس روز
سے دو مہینے آٹھ روز تک دو پہر پیچھے بازار پیکار ایسا گرم رہا کہ جو کوئی مورچال سے
سر نکالتا اسی وقت جان سے جاتا۔ راتون کو قزلباش نکل کر مورچال پر حملہ کرتے
اور آدمیون اور چارپایون کو ضائع کرتے اور دونو طرف آدم کشی و مردم کشی
ہوتی۔ ایک دن سعد اللہ خان کی توپ کلان کی زد سے محصورون کے پانچ نامی
آدمی کہ محمد بیگ توپچی باشی کے ساتھ بیٹھے کام کر رہے تھے ایک جا مر گئے ایک
رات کو رستم خان و سعد اللہ خان کے مورچال پر قزلباشون کی جمع کثیر نے حملہ
کیا اور زیادہ کشش اور بہت شوخی کی بعض توپون کو ناقص کیا اور ایک جماعت کو
اسیر کر کے قلعہ مین چلے گئے ہر چند خبردار ہو کر اطراف سے تعاقب کیا مگر قلعے
اوپر سے انہون نے وہ آگ برسائی کہ لشکر شاہی تلافی کار نہ کر سکا بہادران
جان باز و جان نثار یکہ تاز مورچالون کے بڑھانے مین کوشش کرتے مگر
اس سے کچھ فائدہ نہ ہوتا اوپر سے پے ہم توپین ایسی چلتی تھین کہ بہادر بہت
ضائع ہوتے تھے۔ اس ضمن مین بادشاہ کی دو توپ کلان ترخ گئین
اور باقی اور توپین جو مورچون مین تھین وہ چلتی تھین مگر انکے چلانیوالے
اناڑی تھے اسلئے وہ کچھ کام نہ کرتی تھین قلعہ مین رومی و قزلباش حکم انداز
اور بے خطا توپ انداز تھے۔ ہندی توپ انداز کچھ کام نہ کر سکتے تھے۔ اور
سردارون کی راے کے اختلاف کے سبب سے قلعہ بست و زمین داور کی
تسخیر بھی گو بہت کچھ تردد کیا گیا ظہور مین نہ آئی شاہ ایران کی طرف سے
محراب خان قلعہ دار بھی ایسا ہنر مند تھا کہ اورنگ زیب جیسے دانشمند اور سعد اللہ خان
جیسے عقلمند کی کسی حکمت و تدبیر کو اپنے سامنے نہین چلنے دیتا ان دونون کی

دلدوری اور دانائی کی تدبیرین اور رجپوتون کی بہادری اور جان نثاری
سب اکارت گئین - حاصل کلام یہ ہے کہ جب پادشاہ کو یہ اخبار پہنچے اور ایام محاصرہ
نے امتداد کھینچا اور مصالح توپخانہ تمام ہوا اور اسی زمانہ مین یہ معروض ہوا کہ
غزنین کی اطراف کو اوزبک تاخت و تاراج کرتے ہین اور رعایا کے جان و مال کو
تلف کرتے ہین تو فرمان دستخط خاص نے پادشاہزادہ کی طلب مین اور اس مہم کو
اور وقت پر موقوف رکھنے کا صادر ہوا اورنگزیب کابل مین آیا اسکو چار صوبہ
دکن کی حکومت دے کر رخصت کیا - شائستہ خان کو صوبۂ احمدآباد عطا ہوا -
داراشکوہ کو صوبۂ کابل مرحمت ہوا - کابل کی نیابت پر پسر سلیمان شکوہ مقرر ہوا
شاہزادہ شجاع کو بنگالہ ملا -

جب سعد اللہ خان قندھار سے آگیا تو ۱۱ رمضان سنہ ۶۲ کو کابل سے پادشاہ
دارالخلافہ کو روانہ ہوا مرشد قلی خان کو دکن کی کل دیوانی پر اور
دکن کی بخشیگری اور وقائع نگاری پر محمد صفی پسر اسلام خان کو مامور کر کے رخصت کیا
اگرچہ یہ دونو آدمی خوبی و صفات سے موصوف تھے لیکن تعلقہ دکن مین محمد صفی نے
اکثر مقدمات مین منصبدارون پر سختی کی اور بعض بدعتون کی بنا ڈالی - عہد اکبری
مین تو ڈرمل نے جو دستور العمل ملکی بنایا تھا اسی کے موافق مرشد قلیخان نے بندوبست
دیوانی قائم رکھا - دکن مین سررشتہ دھارہ و تشخیص جمع مال اس طرح ہوتی ہے کہ غلہ
و بقولات کی اقسام و جنس کی تفریق کی جاتی ہے ہر جنس کی قیمت پر نظر کی جاتی
ہے - زمین کی پیمایش بیگہ و پرتن و بیسن و بسوہ مین کی جاتی ہے اور اسکی تقسیم
چاہی و بارانی و کاریزی مین ہوتی ہے - یہ دستور العمل ایسا ہے کہ ہمیشہ عمال
اور زمیندارون کا عمل اسپر رہیگا - ۵ ذی قعدہ کو پادشاہ لاہور مین آیا -
شاہجہان کو گو مہم قندھار مین دو دفعہ ناکامیابی ہوئی مگر وہ خاطر شکستہ نہین ہوا
بلکہ اسنے پہلے سامانون سے اور زیادہ سامان کیا بڑے بیٹے داراشکوہ نے

پادشاہ کا کابل سے دارالخلافہ کو جانا -

مہم قندھار کے لیے سامان کی تیاری-

جو اور سب بیٹون مین ممتاز و معزز تھا اور بادشاہ پاس رہتا تھا- باپ سے یہ
درخواست کی کہ تسخیر قندھار کی مہم کے عہدہ پر غلام مقرر کیا جاوے- بادشاہ نے
یہ درخواست قبول کی اور اسکو کابل اور ملتان کا صوبہ عنایت کیا اور لاہور مین
تین ماہ ۱۸ روز توقف کیا اور توپخانہ کا سامان بہت کچھ کیا اور مصالحہ
قلعہ گیری جمع کیا- دس کلان توپین اور ۲۷ ہوائی توپین اور تیس ہزار گولے
چھوٹے بڑے اور چودہ ہزار بان اور ۲۵۰۰۰ من سرب اور ۵۰۰۰ من باروت وغیرہ
سامان اسی قیاس پر تیار و موجود کیے اور رسد پہنچانے کے لئے بنجارون کی
استمالت کی اور اواخر ربیع الاول کو کوچ کی ساعت اور ۷ جمادی الاخری
کو تاریخ محاصرہ مقرر فرمائی- خلعت و شمشیر وغیرہ شاہزادہ کو چار لاکھ روپیہ کی قیمت
کے عنایت کیے سوا اسکے بیس لاکھ روپیہ بطور مساعدت کے مرحمت کیا امرای نامدار
اور راجہاے جلادت آثار اور بہادر دلاور اپنے حضور کے اور متعینہ کابل اور
صوبجات اطراف کے جنمین سے اکثر پہلے محاصرہ مین موجود تھے اُس سپاہ مین
مقرر کیے اس لشکر عظیم الشان مین سامان یہ تھا- ستر ہزار سوار منصبدارون
و تابینون کے تھے اور پانچہزار برقنداز اور تین ہزار احدی تیرانداز اور دس ہزار
پیادے بندوقچی اور چھہ ہزار بیلدار و تبردار اور پانسو سنگ تراش و نقب کن اور
پانسو سقے اور سات توپ کلان اور سترہ توپین ہوائی اور تیس توپین چھوٹی
اور ساٹھہ فیل جنگی و ست انتخابی سوا شاہزادہ داراشکوہ کے ہاتھیون کے کہ
ملکر ایک سو ستر شمار مین آئے اور بان انداز و گولہ انداز وغیرہ و سرانجام قلعہ گیری و
اور ایک کروڑ روپیہ خزانہ علی مردان خان اور اسکے بیٹے ابراہیم خان کے ساتھ
سات ہزار سوار مقرر کیے اور حکم دیا کہ وہ کابل مین جاکر مہم کے انفصال تک امداد اور
معاونت و ارسال رسد اور لوازم قلعہ گیری مین کوشش کرین-

## سوانح سال بست و ہفتم جلوس سنہ ۱۰۶۳ھ ۱۶۵۳ء

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۶۳ کو حسب معمول جشن جلوس سال بست و ہفتم ہوا۔
شاہزادہ ۳ ربیع الاول سنہ ۶۳ قندھار کی طرف متوجہ ہوا۔ توپ قلعہ کشا
و توپ یم دھادرسی جو راہ زیادہ ہموار کابل سے نزدیک تر ہے کچھ فوج و عملہ توپخانہ
کے ساتھ کشتی مین بھکر تک اور وہان سے خشکی مین قندھار روانہ کین اور خود لشکر
اعظم کے ساتھ ملتان کو روانہ ہوا۔ ۲۵ کو آب بہت پر پل بندھو کے دریائے سیلاب
کنارہ پہنچا اس دریا کا پل ایک ہفتہ مین بندھوا کے سیوم جمادی الاولی کو
اس دریا سے عبور کیا زمیندارون اور افغانون نے تنگنا کوہستان مین
سر راہ کو روکا انمین سے اکثر کو تلوار نے ہلاک کیا اور انکا مال اسباب غارت
کیا۔ اس دستاویز سے کدخدایان الوس نے شاہزادہ کی ملازمت کی
اور اسکی وفور سخاوت کے سبب سے لشکر مین آذوقہ پہنچانے کا تعہد کیا۔ اور
اس سرزمین مین جو مرزبان افغان و بلوچ متوطن تھے وہ لشکر مین
ہر منزل مین بے تکلف آتے اور جاتے اور غلہ و گوسفند بھیج جاتے ساعت
محاصرہ جو نجومیون سے پادشاہ نے پوچھکر مقرر کی تھی نزدیک آگئی تھی اور تمام
لشکر کا پہنچنا متعذر تھا اسلیئے رستم خان بہادر کو نجابت خان و قاسم خان
میر آتش وغیرہ عبداللہ بخشی و جعفر اپنے میر آتش کو تین ہزار سوارون کے ساتھ بطریق
ہراول روانہ کیا کہ ایلغار کر کے پہلے سے پہنچکر مراسم محاصرہ مین مشغول ہون۔
دوم جمادی الثانیہ کو ایلغار کر کے رستم خان بارہ ہزار سوارون کے ساتھ
قلعہ قندھار کے خضری دروازہ کے روبرو آیا ازبک دلاورون کی جماعت مثل
خواجہ خان وغیرہ نے گھوڑے دوڑائے۔ قزلباشون نے بھی قلعہ سے باہر نکل کر
میدان جنگ مین مصافحہ کیا تھوڑی زد و خورد ہوئی۔ طرفین کے آدمی مقتول
و زخمی ہوئے اور خواجہ خان بھی زخمی ہوا آخر کار رستم خان نے دروازہ کے
آگے روبرو توپ رس مقام مین قیام کیا نجابت خان اور قاسم خان نے

ساعت مختار مین نقب کھودی اور مورچل لگانے شروع کئے۔ دو ہزار قزلباش گازدہ وسرمہ باروت لے کر قلعہ نشینون کی کمک کر رہے تھے انکو قلعہ قندھار مین جانا نصیب نہ ہوا وہ قلعہ زمین داور مین چلے گئے۔ شاہزادہ بلند اقبال پانچوین جمادالثانیہ کو کتل پنجدرگ سے جسکی بلندی ۳۵ جریب اور نشیب ۲۹ جریب ہے گذرا اور آٹھوین کو ایسی جگہہ اترا کہ قلعہ قندھار دکھلائی دیتا تھا اور ساعت سعید کے انتظار مین چھہ روز یہان مقیم رہا۔ ہر روز سوار ہو کر اطراف حصار کا ملاحظہ کرتا اور اس مقام کے آدمیون کی اوضاع واطوار کی خصوصیات کیفیات پر مطلع ہوتا نواحی قلعہ و محال دور دست کی مزروعات کی ضبط کے واسطے معتمد ومتدین آدمی بھیجتا اور ہزارہ والوس کے روساء پر اور توابع قندھار کی رعایا پر طرح طرح کی عنایتین کرتا چنانچہ مدت محاصرہ مین فراری کسانون کی جماعت کثیر اپنے گھرون مین آباد ہوئی اور سرکار خاصہ مین نصف محصول ایام سابق کا وصول ہوا۔ تاریخ بارہ دہم کو شاہزادہ کی ساعت نزول حوالی قندھار مین مقرر تھی وہ مع لشکر باغ مرزا کامران مین کہ قلعہ سے آدھہ کروہ پر تالاب کے کنارہ پر تھا فروکش ہوا اسی روز قزلباشون نے قلعہ کے برج وبارہ سے توپ و تفنگ و سائر آلات آتشبازی کے چلانے مین کوئی کسر باقی نہین رکھی شاہزادہ نے حکم دیا کہ رستم خان لشکر سے ایک کروہ پر قلعہ بست کی سرراہ اور برج آب دزد کے روبرو راجہ جے سنگہ اور دروازہ ویس قرن کے محاذی قلیج خان اور دروازہ باولی کی برابر مہابت خان اور برج چل زینہ کے محاذی اخلاص خان اور دروازہ خضری و برج آب دزد کے سامنے قاسم خان اور دروازہ ویس قرن کے روبرو جعفر میر آتش۔ اپنے اپنے مورچے بنائین۔ برج آب دزد کے مورچل کو ملا فاضل میر سامان کے سپرد کیا اور ہزار بیلدار اور ستر نقب کن ہمراہ کئے اور سید محمود بارہ کو کومک مقرر کیا۔ غرض قلعہ کو

مرکز وار مورچون کے احاطہ مین گھیر لیا۔ اہل قلعہ نے قلعہ پر شاہزادہ کے دائرہ کو نشانہ بناکے ایک توپ لگائی تھی اور ہر روز چند مرتبہ اسکو چھوڑتے تھے اسکا گولہ کبھی تالاب مین کبھی کنار لشکر پر گرتا تھا۔ بادشاہی امیرون نے دمدمہ پر توپ لگا کے اُس توپ کے مہرہ کو اڑا دیا چالیس روز تک وہ توپ کام مین نہ آسکی اور اوسکی آواز نہ سنائی دی قلعہ کے آدمی جو بھاگ کر آئے انکی زبانی معلوم ہوا کہ اہل قلعہ نے اسکا دہانہ کاٹ کر پھر اسکو اس طرح لگایا ہے کہ وہ نظر نہین آتی اسکا گولہ بہت دور جاتا تھا اسکو اوپر لگا کے بارہ گولے ہر روز چھوڑتے تھے اسمین سے بعض شاہزادہ کے خیمہ کے حوالی مین اور کچھ لشکر مین پڑتے تھے مگر آسیب کسی کو نہین پہنچتا تھا۔ سپاہ پر نقب لگانے مین اور کوچہ سلامت کے خم و پیچ کے درست کرنے مین اور حوالہ کے بلند کرنے مین اپنی قوت بازو سے اور بیلدارون کی مدد سے کوشش کرتے تھے خصوصاً محمد جعفر میر آتش جو پیش قدمی کا داعیہ سب سے بڑھ کر رکھتا تھا اور پیرے بڑے بڑے پیر لگاتا تھا اسکے ایک گستاخ دوست نے پوچھا کہ ایسے پیرون کے لگانے مین کیا لطف ہے تو اسنے فدویت کے اظہار کے لیئے جواب دیا کہ یورش کے دن مین ان اپنے پیرون سے اڑکر قلعہ مین جا پہنچونگا محاصرہ پر چھ مہینے روز گذرے تھے کہ ہزار گز سے مورچال قلعہ کے کنارہ تک پہنچ گئے اہل قلعہ ان مورچلون پر اطراف حصار سے رات دن آگ کا مینہہ برساتے تھے۔ بادشاہی آدمی زخمی اور کشتہ ہوتے تھے مگر اپنے کام مین شکستہ خاطر نہ ہوتے تھے جل زینہ پر قبضہ کرنے کا تعہد راجہ روپ نے کیا تھا اسنے نیچے سے چوب بندی شروع کی اور تختون کی پناہ مین آدمیون کو جا دیتا اور مرتبہ بمرتبہ اوپر چڑھتا جاتا تھا یہان تک راجہ نے نوبت پہنچا دی کہ ایک رات کو اسکے آدمیون نے دیوار برج مین کاواک کرکے اُس جگہہ کو لے لیا۔ لیکن اہل قلعہ نے اس قدر توپ تفنگ مارے اور نفت آلود حجادر مین آگ لگا کے پھینکیں کہ انکے دھوئین اور گرمی نے وہان بادشاہی آدمیون کو

ٹھیرنے نہیں دیا پھر اپنی چوب بست کی پناہ مین چلے آئے۔ اس برج کے لینے مین کوئی نفع نہ تھا اس لئے بادشاہ نے راجہ کو اس ارادہ سے باز رکھا۔

قلعہ بست کی فتح۔

بادشاہ کا حکم تھا کہ قندھار کے متعلق قلعے اول فتح کئے جائین کہ محصورون کے دل مین تزلزل پیدا ہو شاہزادہ نے رستم خان کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ قلعہ بست کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ جب قلعہ کے نزدیک یہ لشکر آیا تو دونو طرف سے تردد نمایان ظہور مین آئے توپ و تفنگ بنور آتشباز ہوئے دس روز تک مہدی قلی قلعہ دار لڑتا رہا۔ مگر جب دروازہ کے برج کے سامنے توپ قلعہ کشائی چند گولے خانہ برانداز لگائے تو قلعہ دار نے امان مانگی اور قلعہ کی کنجی لیکر رستم خان پاس آیا۔ رستم خان نے اُس پر بہت مہربانی کی اور قلعہ کے اموال و آذوقہ کے ضبط کے لئے اپنے آدمی بھیجدیئے۔ قلعہ گرسنگ مین مہدی قلی خان کا بیٹا قلعہ دار تھا رستم خان نے اسکے باپ سے اس مضمون کا نوشتہ لکھا کر بھجوایا کہ اب محصور ہونے اور جنگ کرنے سے کچھ فائدہ نہین جیسا مین قلعہ حوالہ کرکے امن کے گنبد مین آگیا ہون ایسا تو بھی آجا۔ مگر اُس نے ابتدا مین باپ کے کہنے کو نہ مانا۔ چند روز لڑ کر قلعہ خالی کیا اور بھاگ گیا۔ رستم خان نے مہدی قلی کو مع اسباب و اشیا و اہل و عیال کے اپنے نواسہ محمد طاہر کے ساتھ شاہزادہ محمد اقبال پاس بھیجدیا ان قلعون کی فتح سے آخر کو کوئی فائدہ نہین ہوا۔

محاصرہ قندھار کا بیان۔

مہابت خان کے مورچال کے آدمی ایک رات غافل تھے اُس پر اہل قلعہ نے حملہ کیا اور اسکے تابینیون کو زخمی و کشتہ کیا مگر انکو پھرتی دفعہ عزت خان کے مورچال کے آدمیون نے خوب قتل کیا وہ بھاگ کر قلعہ مین چلے گئے۔

شاہزادہ کے حکم سے حکیم جعفر خان نے ایک دمدمہ بنایا جسکا طول ۷۵ گز عرض ۵۵ گز اور ارتفاع ۲۷ گز تھا ایک لاکھ روپیہ اسمین خرچ ہوا اور چالیس روز مین تیار ہوا اور اُس پر دس چھوٹی توپین لگائی گئیں جنمین پانچ سیر سے کم کا گولہ نہین چھوٹتا تھا اور حصار مین اُنکے گولے مارنے شروع کئے۔ اور عزت خان کے مورچل کی بڑی توپین شیر حاجی اور قلعہ کی دیوار کو خاک کی برابر کرتی تھین خندق کا عمق سب جگہ برابر نہ تھا اسلئے مخالفون نے تین جگہ بند بنائے تھے کہ اگر پانی کم ہو تو کم عمق جائین

بے آب ہون۔ عبداللہ بیگ نے دس روز مین ایک نقب کے سوراخ سے اس خندق کے پانی کو نکالنا شروع کیا اور دوسرے بند کو جو خاک ریز کرکے بنایا تھا اسکا سر شکستہ کیا اور چار روز مین خندق کا پانی بالکل خالی کر دیا اور خندق کے کنارہ پر جو برج بنائے تھے انمین بندوقچیون کو بٹھا دیا کہ غنیم کو بند بنانے کی فرصت نہ دین اب بادشاہی آدمیون نے خندق مین آنکر برج بنانے

اور مورچل بڑھانے شروع کئے جعفر خان نے ایک خاکریزہ ۳۰ گز چوڑا اور ۱۷ گز بلند بنایا اور اسکے اوپر ایک برج بنایا جسمین مزدور اور بیلدار بجمعیت خاطر کام کر سکین۔ فاضل جو آب زد کا متعلق تھا اُس نے پانچہزار گز سے ایک نہر تین گز چوڑی اور سات گز گہری کھودی اور خندق سے ۱۳۰ گز کے فاصلہ سے نقب کھودی۔ نقب نے بند ریختہ کے نیچے سے کہ آب زد کے آگے تھا سر نکالا اور آب خندق کہ خضری دروازہ کی اسطرف تھا وہ بالکل نکل گیا۔

اہل قلعہ نے دامن خاکریز شیر حاجی مین ایک جر کھودا اور حصار اندر کے آب خانون سے اُس کو لبریز کیا اور اسکو اپنی استظہار کا سرمایہ بنایا آخر رمضان مین مغلون نے توپ کلان توپ مین بلچارون مین لیجاکر دونو طرف قلعہ کے مارنے شروع کین جس سے مشرفات قلعہ اور دیوارون کا نصف سے زیادہ حصہ اور شیر حاجی کی تین دیوارین زمین کی برابر ہو گئین۔ جب محاصرہ پر چار مہینے گذر گئے تو شاہزادہ داراشکوہ نے امراء کو طلب کرکے وعدہ وعید تہدید آمیز کرکے فرمایا۔ کہ مجھے اورنگ زیب نہ تصور کرنا کہ دو بار پای حصار سے بغیر فتح کے چلا گیا جبتک تم قلعہ کو تسخیر نہ کروگے تم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا کہ وہ اپنے زن و فرزند کی صورت دیکھے محمد جعفر اپنے فدویت و عقیدت کے اظہار مین بشریت سے زیادہ ساعی تھا اُس نے التماس کیا کہ قلعہ پر تصرف کرکے محصورین مین سے ایک نفس کو زندہ نہ چھوڑونگا ایسا نہ ہو کہ وہ جماعت آپکے سامنے عاجزی کرے تو آپ رحم فرمائین اور جان بخشی کرین۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم بادشاہون کو دریای رحمت کہتے ہین۔ جو ہماری طرف رجوع کرے اسپر ہمکو رحم کرنا ضرور ہی ہر چند خندق و حصار کے نزدیک نقب و مورچالون کا کام پہنچ گیا تھا مگر دشمن لگے بیچ در پیے توپ اندازی سے آدمی ضائع ہوتے تھے بادشاہی دمامون اور توپون سے

محصورین بھی تلف ہوتے تھے۔ توپ ہوائی کے ایک گولہ نے قلعہ کے باروت خانہ مین آگ لگائی
اُس کارخانہ مین جتنے آدمی تھے وہ مع سقف خانہ اڑ گئے۔ غرض گو بادشاہی لشکر نے تین یورش
کی اور بڑی جدوجہد کی مگر آخر کار کوئی کارگر نہ ہوئی خافی خان لکھتا ہے کہ رشید خان
عرف محمد بدیع کہ اس مہم مین شہزادہ کی خدمت مین تھا بطریق وقائع کے روئداد محاصرہ
لکھتا تھا اور اسکو بادشاہزادہ پاس پہنچاکر انعام پاتا تھا اس تاریخ کا نام اُسنے تاریخ قندہار
رکھا تھا اسمین بعض وقائع ایسے لکھے ہین کہ خامہ کو اُنکے بیان کی جرأت نہین ہے مگر اصلا اُسکا
ترک ذکر کرنا مورخان صداقت بیان کے طریقہ کے خلاف ہے کلمۂ چند لکھتا ہون کہتے ہین کہ
سلطان سلیمان شکوہ نے شجاعت پیشہ اطفال کے دستور کے موافق کھیل کے طور پر ریگ سے قلعہ
بنایا اسمین برج و بارہ قرار دیئے چوب سے توپین اُس برج و حصار پر جنین ایک جماعت کو
بجای قزلباش کے اُس جگہ محصور قرار دیا یورش کی اور داروگیر کے صدا کے بلند کرنے اور تفنگ
چھوڑنے کے بعد خالی قلعہ کو فتح کیا اور شادیانے بجانے کا حکم دیا جب یہ حال بادشاہزادہ سے
عرض کیا گیا تو خود اُسنے سلیمان شکوہ کو طلب کرکے زبان سے مبارکباد دی دہلی اور خلعت عنایت
کیا ساری امراء نے آداب تہنیت کی تقدیم کی محمد جعفر نے ایک دن شاہزادہ سے عرض کیا
کہ چند روز سے آدمی کی آواز اور آثار تردد قلعہ سے ظاہر نہین ہوتے مُردون کی گندہ بو
آتی ہی ظاہرا بہ سبب طاعون اور وبا کے قلعہ دار نے اور اکثر اُسکے رفقاء اور سپاہ نے رحلت
کی اسکے بعد بہت غل مچا کے یورش کی پائے برج حصار کے نزدیک لشکر شاہی آگیا مگر قلعہ سے
ندا وصدا نہ آئی جب کمند لگا کے حصار پر بادشاہی سپاہی چڑھنے لگے تو یکبار گی توپخانہ
آلات آتشبازی کے ساتھ جوش مین آیا اور چند ہزار گولہ و سنگ اوپر سے برسے اور پائے
حصار مین اس قدر سوار اور پیادہ کام مین آئے کہ چند روز تک وارث اپنے مُردون کی
لاشون کے اٹھانے پر قادر نہ تھے راجپوت بہت تلاش کے بعد راتون کو اپنے مُردون کی
لکڑیاں ڈال کر آگ لگا دیتے تھے۔

بادشاہزادہ کی اور بعض اُسکے بہواخواہون کی یہ سادہ لوحی اُس نے لکھی ہے کہ ایک روز

محمد جعفر دو دعوی ریش سفید پشمینہ پوش بردا بر دوش کو پادشاہزادہ پاس لایا اور عرض کیا کہ یہ مراقبہ کرکے احوال عالم کی خبر دیتے ہین پادشاہزادہ نے دونو کو اعزاز تمام کے ساتھ اپنی نزدیک بٹھایا طرح طرح کی خوشبوئین حاضر کین ان دونو غواص بحر معرفت نے مراقبہ مین سر جھکایا ایک نے دیر کے بعد جیب تفکر سے سر نکالا اور کہا کہ مین سیر کرتا ہوا اصفاہان کی طرف گیا کہ وہان شاہ ایران کے واقعہ کی واویلا مچ رہی تھی اس ضمن مین دوسرے نے سر نکالا اور بولا کہ اصفہان مین میری جانے کا اتفاق اُس حالت مین ہوا کہ شاہ عباس کو خاک مین سپرد کرتے تھے ان دو صاحب حال کی زبان الہام بیان سے یہ مژدہ سُننے والون نے سُنا تو محمد جعفر اور امرا نے اس نوید کا شکریہ ادا کیا ایک اور عجیب بات اُس نے تحریر کی ہے کہ محمد جعفر ایک یاپی جن دان صاحب کمال حمیل کو لایا اور پادشاہزادہ سے عرض کیا کہ یہ مرد تسخیر جن اور فن تکسیر مین قدرت رکھتا ہے التماس کرتا ہے کہ اگر ایک لولی ایسی ایسی شکل و شمائل سے موصوف ہو اور کچھ شراب دو آتشہ سہ سالہ اور بعض اور مصالح مطلوبہ عنایت فرمائین تو اس لولی کے بدن کے خون سے اور شراب سے چند ہزار نقش لکھے جائین کہ بعض جن جو میرے محکوم ہین مع اپنے لشکرون کے تسخیر کے واسطے آئین انکو متھیون کے مغلوب و منکوب کرنے کے لئے مامور کرون لشکر یورش مین بہت کوشش کرے جن بھی اُنکے ساتھ مدد مین مشغول ہونگے اور چالیس روز کے اندر قلعہ فتح ہو جائیگا شاہزادہ نے مصالح مطلوبہ کے سرانجام دینے کے واسطے محمد جعفر کو مامور کیا اس خبر کے سُننے سے لولیان لشکر روپوش ہوئین بڑی کوشش سے ایک لولی جو اسکی مرغوب و مطلوب تھی موجود کی انقضاے ایام موعود تک کہ پادشاہی بہادرون کے سرپنجہ کے زور سے قلعہ کے مفتوح ہونے کی امید تھی سحر جن اپنے خلوتخانہ خاص مین عیش کرتا رہا۔ جب ایام وعدہ بسر ہوگئے اور اُس نے جانا کہ یورشون سے قلعہ فتح نہ ہوگا اور میری قلعی کھلجائیگی سرزنش و انفعال کے خیال سے لشکر سے فرار ہوا اور راہ حصار مین قلعہ کے دروازہ کے نزدیک جا کر امان کا رومال پھرایا مامون ہو کر قلعہ مین آیا اسکو قلعہ دار کے نزدیک لیگئے استفسار حال کے بعد خوراک مقرر ہوئی اس شکار محیل کی موت آگئی تھی وہ کبھی کبھی کنارہ برج و دیوار حصار پر آکر پادشاہی آدمیون سے

باتین کرتا تھا۔ قزلباش اسکے اوصاف سنکر پہلے سی اُس سی متوہم تھے اور زیادہ انکو وسوسہ
ہوا اسکو قلعہ کے اوپر سے نیچے پھینکدیا وہ اپنے اعمال کی سزا کو پہنچ گیا۔ مکرر محمد جعفر نے عرض کیا
کہ امروز فردا مین قلعہ دار مع ہمراہیون کے بہادرون کے پنجۂ قہر مین گرفتار ہوگا حضور انکے
حال پر رحم نہ فرمائین انکو میری حوالہ کرین کہ مین انکو خوب سزا دون بادشاہ نے فرمایا کہ
ہم بادشاہ ہین ہمکو انتقام و مکافات اعمال مجرمان سی عفو جرائم مین زیادہ لذت آتی ہی۔
اب نہم شوال کو اواخر شب مین پانچوین دفعہ یورش مقرر فرمائی۔ نردبانین اور زینے تیار ہوے اور
سارا مصالح یورش موجود کیا گیا ایک پہر رات باقی تھی کہ بہادرون اور جوانون نے جیسی
جد و جہد کرنی چاہیئے تھی کی اور ہمت کر کے قلعہ کے اوپر چڑھ گئے رستم خان و لشکر خان و ایرج خان
و محمد جعفر راجپوتون کی ایک جماعت کے ساتھ جان بازی کر کے تردد کے مصدر ہوے دمدمون کے اوپر سے
اور پایہ ئن حصار سے بانون کے پھینکنے سی اور خانہ برانداز گولون کے مارنے سی ایک قیامت برپا
کردی اور ہر طرف سی توپ و تفنگ و زنبورک کئی ہزار گولے بہادرون کی یورش کی کمک کے لئے
اور محصورون کے سراسیمہ کرنے کے لئے چھوڑے۔ پہلے ہر روز جو دیوارین گولون کی ضرب سی
گرتی تھین وہ رات کو محصورین پھر بنا لیتے تھے اس رات کو دیوارون کے اٹھانے کی بھی
فرصت نہ دی عبد اللہ بیگ و محمد جعفر دو نو بھائیون نے اس قدر سپاہیون کی ترغیب مین فریاد
کی کہ اونکی آواز ایسی پڑگئی کہ گلے سے بات نہین نکلتی تھی صبح نے روی کار سے پردہ اوٹھا دیا
اور رات کی نسبت قلعہ کے اوپر سے گولہ توپ و تفنگ و ساچمہ و پارچہ آہن اور پل سیاہ ایسی
اور چادر روغن نفط زدہ و آتش گرفتہ اور چھوٹے بڑے پتھر اولون کی طرح سے آسمان سی برستی
تھے۔ سر اٹھانے کی فرصت نہ دیتے تھے۔ سادات بارہہ و مغلون و راجپوتون و افغانون کی
ایک جماعت کثیر تیر اجل کی ہدف بنی اور جو جماعت زخمی ہوئی افتان و خیزان اس راہ سی
کہ گئی تھی اُلٹی بہت جلد چلی آئی سوا او مردم غیر مشہور کے بہت سی روشناس مثل خواجہ خان و
ضیاء الدین بخشی احدیان و محمد شریف عرب و تیمور بیگ و لعل بیگ و محمد حسین پسر میر یوسف و
محمد سعید کاشغری و دولت خان و راجہ مان سنگھ وغیرہ پچیس امرا اور راجپوت بانام و

سلطان

کام مین آئے اور بہت اعدی جان نثار ہوے اور خندقون مین جہان سے نقبون کے سر نکلے تھے آج کے دن جو مرد افتتاح کار کی امید مین بقصد پیکار اُنکے پاس گئے تھے وہ دریای غیرت مین غرق ہوکر راہ عدم کے مرحلہ پیما ہوئے آج دو ہزار سے زیادہ آدمی فنا ہوئے شاہزادہ کی غیرت فطری کی ترقی اور نگ زیب کے رشک و حسد سے زیادہ ہو گئی تھی اُس نے امرا کو طلب کر کے ازروی اعراض فرمایا کہ ہمنے مکرر فرمایا کہ ہمکو بھائی اورنگ زیب سے نسبت نہ دو مین قلعہ کی تسخیر بغیر بازگشت کا ارادہ نہ کرونگا اُسکے جواب مین سب امرا اطاعت کرنے کے لیے حاضر جواب ہوئے اور از سرنو نقب و ڈالنے اور دمدمہ بنانے مین اور مورچال بڑھانے مین مشغول ہوئے۔ ہر روز دونو طرف سے نامدار سرداروں کا سر تن سے جدا ہوتا خاصکر پادشاہی آدمی بہت مارے جاتے عرب و عجم و ہند کے ہنرمندون نے تختون و چوبون کو رستون سے جوڑا اور اُنپر بیٹھے اور زیر کوہ جوف مین چلے گئے کہ گولون سے پناہ مین رہین جب محصورون کو اطلاع ہوئی تو خیکون (مشکون) مین روغن نفط پُر کیا اور ان تختون کی برابر اور محاذی لائے پھر ان خیکون مین تیر لگاکے ایسے سوراخ کیے کہ روغن کی ... دھارین اُن چوبون پر پاشیدہ ہوئین لحافون و پرانے کپڑون کو چرب کر کے اور آگ لگاکے لمبی لمبی چوبون کے سرون پر باندھ کے ان تختون اور چوبون پر پہنچایا اور تختون کو مع رسیون کے بلکہ راکبون کے جلایا کنار خندق سے نقبون کو کھود کر دمدمہ کے نیچے تک پہنچایا اور دمدمہ کی مٹی کو ایسا چرایا کہ مخالفون کے خبردار ہونے تک دمدمہ چاہ کی صورت مین مبدل ہوگیا تاریخ ایران مین لکھا ہے کہ ایام محاصرہ مین محراب خان نے کبھی قلعہ کے دروازہ کو بند نہین کیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ محاصرہ کی مدت پر پانچ مہینے سے زیادہ گذر گئے۔ ستائیس ہزار گولے قلعہ پر مارے گئے وہ ختم ہوئے مصالح سرب و باروت آخر ہوئی صحرا مین علف اور لشکر مین آذوقہ باقی نہین رہا جب اسباب یورش مہیا نہ رہا لشکر کو آذوقہ کی تنگی ہوئی جسکا کچھ علاج نہ تھا۔ دس پندرہ کروہ تک کسی جگہ ہیمہ و کاہ نہ رہا ہر دفعہ جب لشکر

کہین جاتا تو اطراف کی طول و عرض مین دس بیس کروہ مسافت مین طی کرتا تو ہزار جز بقیل
سے دواب کی ایک روز کی خوراک ہاتھ لگتی ہر روز ایک جنگ محاصرہ تھی دوسری یہ جنگ
بھی تھی۔ اس آمد و شد مین تخریب لشکر و تضییع اوقات ہوتی اور لوازم محاصرہ و سرانجام
اسباب تسخیر حصار کے وقت پر وفا نہ کرتا تھا سب سے زیادہ برائی یہ تھی کہ آپس مین نفاق
تھا اس عدم اتفاق سے مطلب نہین حاصل ہوتا تھا کل امراء اور سرداروں کی کدورت
باطنی سے رفتہ رفتہ انمین اتحاد جاتا رہا جس سے مطلوب کا نہ حاصل ہونا ظاہر ہو گیا سوا
اسکے برف کے برسنے سے زمین یخ بستہ تختہ بن گئی۔ بہت آدمی اور چارپائے مر گئے۔
جب بادشاہ کو ان سب باتون پر اطلاع ہوئی تو اسنے ان سب وجوہ پر نظر کر کے
دستخط خاص سے فرمان صادر کیا کہ قلعہ سے چلے آئین اسلئے رستم خان نے قلعہ بست کو
جو اسکے تصرف مین تھا ڈھا کر خاک کی برابر کیا اور وہان کے ماکولات کو آدمیون مین
تقسیم کیا مصالح توپخانہ کو اپنی ساتھ لیا اور آخر ذیقعدہ مین بادشاہزادہ نے پائے
حصار سے کوچ کیا قزلباشون کے تعاقب کا اور افغانون کی شوخی کا خوف تھا توپخانہ
اور بہیر کے فضول آدمی . . . . عزت خان کے ساتھ آگے غزنین روانہ کئے خود
چند مقام کئے کوچ کے بعد ہر منزل مین قزلباشون کی اور اس نواح کے اور مفسدون کی
شوخیون سے لشکر کے عقب کے اور اطراف کے آدمیون کو مضرت پہنچتی تھی اس طرح
ملتان مین پہنچا یہان چند روز آرام کیا اور ۱۱ محرم سنہ ۶۴ع کو دار السلطنت
لاہور مین داخل ہوا۔

بادشاہ اکبرآباد مین جامع مسجد دیکھنے گیا یہ مسجد قلعہ کے اندر سرتاپا سنگ مرمر
کی تین لاکھ روپیہ مین سات سال کے عرصہ مین آخر سال بست و ششم جلوس مین
بن کر تیار ہوئی۔ اسکے تین گنبد ہین ہر ایک کا قطر نو ذراع اور زمین قطا روان
مین انیس چھتریان ہین چھ برج ہین ہر ایک پر مثمن گنبد ہے جسکا قطر چار ذراع مسجد کا
طول ۵۶ ذراع اور عرض ۱۰ ذراع اور ارتفاع کرسی سنگ مرمر کے فرش سے

[illegible]

ایک ورغرا اسکے شمال اور جنوب مین دو طبقی خانہ ہین ہر ایک کا طول ۱۰ و عرض ۳ ½ ذرعہ
اسکی پیشانی پر کتابہ سنگ سیاہ سے پر چین کاری کی گئی ہے۔ اسکا صحن سطح زمین سے ۱۱
گز اونچا ہے اور بالکل سنگ مرمر کا ہے اس کے وسط مین ایک حوض دہ در دہ ہے +
دو گز عمیق ہے اس صحن کے اضلاع ستہ گانہ مین ایوان سنگ مرمر کے ہین اس عمارت
کے نیچے باہر کیطرف دو طبقے سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہین ایوانون کی کرسی صحن مسجد سے
۲ ½ گز ہے۔ شمال اور جنوب مین دو دروازے ہین ہر ایک مربع چار در چار جہت
گنبدنی ہے جسکا کاسہ سنگ مرمر کا ہے اور ہر ایک کے اوپر تہ چہار تر کی سنگ مرمر کے
ہین جنپر سونے کے کلس لگے ہوئے ہین۔ مشرق مین ایک دروازہ سنگ مرمر کا شش گز در
شش گز ہے۔ نشیمن کے دو طبقے ہین اور ہر دروازہ کے دو ایوان ہین ـــ
سمونگر کے شکارگاہ کی عمارات کہنہ ہو گئی تھین بادشاہ نے عماد پور مین دریا کے کنارہ پر
عمارات جدید اسی ہزار روپیہ خرچ کرکے بنوائین ـــ

## سال بست و ہشتم جلوس سنہ ۱۰۶۴ھ
## ۱۶۵۳ و ۵۴ء

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۴ کو جشن سال بست و ہشتم ہوا اس تاریخ مین ذوالفقار خان
سفیر روم کو جسکو سلطان محمد خان قیصر روم نے بھیجا تھا سرکار بادشاہی سے تیس ہزار روپیہ سفیر روم
نقد و اسپ عراقی مع ساز طلا و خلعت اور سرکار شاہزادہ بلند اقبال سے بیس ہزار روپیہ نقد
دو اسپ با زین نقرہ اور سرکار شاہزادہ سلیمان شکوہ سے پانچہزار روپیہ اور سرکار
بیگم صاحب سے پندرہ ہزار روپیہ نقد و خلعت فاخرہ انعام ملا اس سفیر کو ابتداء
ملازمت سے تا روز رخصت دو لاکھ پچہتر ہزار روپئے اسطرح مرحمت ہوئے کہ ایک لاکھ
اسی ہزار سرکار خاصہ سے اور نوے ہزار شاہزادون اور امراء کی سرکارون سے
بادشاہ نے سفیر کو ڈھائی لاکھ روپیہ کی سوغات قیصر روم کے لئے دیکر رخصت کیا اور
اپنا نامہ دیکر ایلچی قائم بیگ اسکے ہمراہ کیا یہ سنا تھا کہ استنبول مین وبا ہے اسکے رفع کرنے کے لئے
بادشاہ نے ایک زہر مہرہ بھیجا ـــ

بادشاہ کا اجمیر جانا اور رانا کی تنبیہ کے لئے سعد اللہ خان کا بھیجا جانا

بادشاہ زیارت کے لئے ۲۲ ذی حجہ ۱۰۶۴ھ کو اجمیر روانہ ہوا ۲۵ کو زیارت سے مشرف ہوا
۱۴ محرم ۱۰۶۵ھ کو دار الخلافہ مین واپس آیا جس وقت بادشاہ اجمیر جاتا تھا اُسنے سُنا کہ حضرت
جنت مکانی کے زمانہ مین رانا کو جو منع کیا گیا تھا کہ نہ وہ اور نہ اسکی اولاد قلعہ چیتوڑ کی شکستہ و
ریختہ کی مرمت سکین ان دنون مین رانا جگت سنگہ نے جرأت کرکے جہانگیر کے قول پر لحاظ نہین کیا۔
ابدال بیگ کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ کو دیکھ کر آئے اُس نے جاکر دیکھا اور آنکر عرض کیا کہ غرب کی طرف جو
ہفت گانہ دروازے تھے کہ پایان قلعہ سے مرتبہ بمرتبہ بنائے گئے تھے اور وہ مرور ایام کے
سبب سے پاشیدہ ہوگئے تھے اور جابجا سے ریختہ تھے انمین سے بعض کو رانا نے از سر نو نہایت متانت
کے ساتھ بنایا ہے اور بعض کی مرمت کی ہے اور بعض مقام مین کہ جہان سے برآمد ہونا مشکل نہ تھا
ایک مضبوط دیوار کوہ کی بلندی و پستی پر نظر کرکے ۸ گز سے ۱۶ گز تک اونچی اور سارھے تین گز کی
عرض کی بنائی ہے اور ایک برج (بالا برج جو اکبر کے عہد مین مسمار ہوا تھا) نہایت مضبوط
جسکا قطر ۶۵ اور ارتفاع ۳۰ گز ہے بنایا بالضرورۃ بادشاہ نے حکم فرمایا کہ سعد اللہ خان
تیس ہزار سپاہ ساتھ لیکر وہان جائے اور قلعہ کو منہدم کرے اور اگر رانا خواب غفلت سے بیدار
اور مستی سے ہوش مین نہ آئے اور اطاعت نہ کرے تو اسکی مملکت کو غارت کرے جب
لشکر شاہی یقین ہوا تو رانا نے خوف و ہراس سے تملق و چاپلوسی کرکے شاہزادہ بلند اقبال پاس
اپنے وکیلون کی معرفت پیغام بھیجے۔ شاہزادہ بلند اقبال کی شفاعت سے بادشاہ نے حکم دیا
کہ اگر رانا اپنے صاحب ٹیکہ بیٹے کو درگاہ والا مین بھیجدے اور آئین پیشین کے موافق ہزار سوار
اُسکے ملازم جنکا سردار کوئی اسکے اقارب مین سے ہو دکن مین حاضر رکھے تو اُسکا قصور معاف ہوجائے
گا اور نہین تو لشکر اسکی سرزمین مین جاکر تمام راجپوت بیخ خانمان کو ویران کریگا رانا نے
جواب مین لکھا کہ قلعہ چیتوڑ اور تمام مملکت بندہ کی سرکار کے ملازمون کی ہے اگر شیخ عبد الکریم
دیوان سرکار عالی کو استمالت کے لئے سرافرازی فرمائین تو مین اپنے بیٹے کو اسکی ہمراہ بھیجدون
اور ہزار سوار بدستور سابق دکن مین روانہ کرون فرمان شاہی سعد اللہ خان کے نام صادر ہوا
کہ رانا نے مراسم بندگی و لوازم فروتنی اختیار کین اور اپنے آدمیون کو بھیجکر عہد نامہ

التماس کی اور درخواست امان مانگی تو تمکو چاہیے کہ فقط قلعہ کو خراب کرکے دربار مین چلے آؤ۔ خان مذکور نے فرمان کے موافق عمل کیا کہ قلعہ کی در و دیوار و برج و بارہ چودہ روز مین ڈھاکر اور خاک کی برابر کرکے پادشاہ پاس چلا آیا۔ رانا نے عبدالکریم کے ہمراہ اپنے بیٹے کو بھیجا جس کی عمر چھہ سال کی تھی۔ پادشاہ نے اس پسر خردسال کو اپنے پایۂ تخت کے نزدیک بلایا۔ باپ نے ابتک اُسکا نام نہین رکھا تھا۔ پادشاہ نے خود اسکا نام سبھاگ سنگہ رکھا اور اسکو وطن کو رخصت کیا رانا جگت سنگہ نے ہزار سوار بسرداری سنگت سنگہ کے دکن روانہ کردیئے۔

دسوین ربیع الاول ۱۰۶۵؁ کو جشن قمری ہوا شاہزادہ محمد دارا شکوہ کو اول خلعت خاصہ قیمتی دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ کا عنایت کیا اور ایک سرپیچ دیا جسمین ایک لعل درخشان بدخشانی اور دو دانہ مروارید گران بہا قیمتی ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ کے تھے خلعت کی کل قیمت چار لاکھ بیس ہزار روپیہ کی ہوئی تیس لاکھ روپیہ نقد دیا اور خطاب شاہ بلند اقبال کا عطا کیا یہ خطاب شاہ کا صرف شاہجہان کو جہانگیر نے دیا تھا اور کسی پادشاہ نے کسی بیٹے کو نہین دیا اور اورنگ خلافت کے قریب صندلی طلائی پر بیٹھنے کی اجازت ملی

شاہزادہ محمد دارا شکوہ کو خطاب شاہ بلند اقبال عطا ہوا — عید گاہ شاہجہان آباد

## سوانح سال بست ونہم ۱۰۶۵؁ و ۱۰۶۶؁ و سال کسی اھم ۱۰۶۵ و ۶۶

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۶۵؁ کو جشن سال بست نہم حسب معمول ہوا۔

پادشاہ عید الضحیٰ کی نماز پڑھنے عیدگاہ مین گیا۔ یہ عیدگاہ شہر شاہجہان آباد کے حصار کے باہر پادشاہ نے بنوائی تھی اسکا طول ۶۲ گز اور عرض ۱۸½ گز اور زمین سے ارتفاع ۱۲ گز تھا اسکی پوشش سنگ سرخ کے تختون سے تھی مشتمل سات چھتون پر تھی اور اندر کا فرش ور ازاره اور اسکے باہر چبوترہ جسکا طول ۱۰۹ ذراع اور عرض ۴۵ ذراع تھا یہ سب سنگ سرخ کے بنے تھے اور اسکے گرد ایک مُحجر سنگ سرخ کا نصب ہوا تھا اور چبوترہ کے آگے ایک وسیع صحن جو عرض وطول مین ۳۰۰ ذراع تھا اور اسکے وسط مین ایک حوض ۱۸×۱۸ گز تھا اور اسکے دور مین سایہ دار اشجار تھے اسکے گرد چار دیواری تھی جسکے تین دروازے تھے اور چار برج ہر برج کا قطر پانچ ذراع شرقی دروازہ کے آگے جلوخانہ ۳۰۰×۲۰۰ اسکے آگے دو رستہ بازار شہر کی دیوار حصار تک

کمال خوبی سے آراستہ تھا ڈیڑھ سال مین پچاس ہزار روپیہ مین تعمیر ہوئی اور آخر ذی قعدہ سنہ ۱۰۶۵
مین تمام ہوئی —

سال گزشتہ مین بادشاہ نے اس سبب سے کہ سری نگر کا راجہ بادشاہ کی اطاعت نہین کرتا تھا خلیل خان کو آٹھ ہزار سوار دیکر روانہ کیا تھا کہ راجہ کی تنبیہ کرے اور دون پر قبضہ کرے۔ جب خان لشکر شاہی کو لیکے چلا تو زمیندار سرمور جو پہلے کبھی بادشاہ کی اطاعت نہین کرتا تھا اس لشکر شاہی سے آکر مل گیا۔ بادشاہ نے اسکو راجہ سبھاگ پرکاش کا خطاب عنایت کیا۔

سرمور ایک کوہستانی خطہ ۴۰ کوس طول مین اور ۲۵ کوس عرض مین شاہجہان آباد کے شمال مین ہی اور وہان بادشاہی برف خانے بنے ہوئے ہین اسقدر سے مہر تک (فروری سے ستمبر تک) دار الخلافہ مین برف آتی ہے جب بادشاہ یہان ہوتا ہے۔ دھرم راس تک کہار برف کے ڈلون کو لے جاتے ہین دھرم راس جمنا کے کنارہ پر ۲۱ کوس پر ایک مقام ہی مگر سڑک نہایت ہی خراب ہے یہان برف صندوقون مین بند ہوتی ہی اور کشتیون مین دریا پورہ مین بھیجی جاتی جو خضر آباد کے پرگنہ مین ہی اور وہ بھی دھرم راس سے سولہ کوس پر ہے پھر یہان سے کشتیون مین تین دن رات مین دار الخلافہ مین برف پہنچ جاتی ہے —

خلیل خان اور راجہ مذکور اور بعض اور زمیندار اس نواح کے دون پہنچے سری نگر کے حوالی مین دون ایک قطعہ سرزمین ہی جو ۲۰ کوس طول مین اور پانچ کوس عرض مین ہی اس کے ایک سرے پر جمنا اور دوسرے پر گنگا بہے اسمین بہت سے سرسبز و شاداب قصبے و قریے ہین خان نے کالی گڈھ کے قریب ایک ہفتہ مین گڈھ بنایا اور ایک منصبدار کو دو سو بندوقچیون کے ساتھ اسکا محافظ مقرر کیا اور باقی ہمراہیون کے ساتھ وہ آگے بڑھا وہ بہادر خان پور مین آیا یہ ایک مقام دون مین گنگا جمنا کے درمیان ہی۔ یہان کی اور اسکے نواح کی رعایا و کسان پہاڑون اور جنگلون اور تنگناؤن مین بھاگ گئے خان نے لشکر کو سب طرح بھیجکر ان نافرمانون کی خوب تنبیہ و گوشمالی کی۔ کچھ انمین سے مارے گئے۔ بہت سے اسیر ہوئے باقی نے اطاعت اختیار کی لشکر شاہی کو بے شمار مویشی ہاتھ لگے یہان بھی اس نے ایک مستحکم گڈھی بنائی اور اس کی

حفاظت منصبداروں میں سے ایک معتمد کو سپرد کی اور پانچسو بندوقچی اُس کے سپرد کئے جسکے سبب سے مسافروں
کے لئے راہ بے خوف وخطر کھل گئی خلیل خان   یہاں سے آگے بسنت پور میں آیا وہ بھی دون سے
تعلق رکھتا تھا اور کمر کوہ میں قیام کیا اُس نے قصبہ کو کے محاذی ایک اور گڈھی بنائی ایک
منصبدار کو دوسو پچاس بندوقچی دیکر اُسکی حفاظت سپرد کی یہاں سے وہ سہج پور میں گیا جہاں
رود بار اور چشمے اور پھول اور سبزہ زار بہت تھے یہاں اُس نے ایک پشتہ پر قلعہ بنایا جس کا محیط
ایک ہزار گز تھا اور بلندی ۵ گز تھی اس جگہ پہلے بھی قلعہ تھا جسکے کچھ کھنڈر اب تک موجود
تھے یہاں بھی ایک منصبدار کو دوسو پچاس بندوقچیوں کے ساتھ محافظ قلعہ مقرر کیا
گنگا کے کنارہ پر خلیل خان آیا اور دریا سے عبور کرکے کوہستان میں گیا اور ایک فوج
شاہی اُس نے تھانہ چاندی پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی وہ سری نگر سے متعلق تھی
مگر دون کالی گڈھ سے باہر تھی اس اثنا میں خلیل خان بہادر چند زمیندار کمایوں بھی
آن ملا جب بادشاہ کو خلیل خان کی عرضداشت سے یہ سارے حالات معلوم ہوئے تو
اُس نے اسکے لئے خلعت مرصع بجواہر بھیجا اب ان اضلاع کوہستان میں مہم سازی کا موسم
نہیں رہا تھا اور برسات قریب تھی اور دون پر قبضہ ہوگیا تھا تو بادشاہ نے خلیل خان
پاس حکم بھیجا کہ بالفعل کوہستان میں مہم کا کام ختم کیا جاوے اور چتر بھوج کو دون
اور ناگر داس زمیندار ہردوار کو تھانہ چاندی حوالہ کرکے ہمارے پاس چلے آؤ خلیل خان نے
حکم کی تعمیل کی۔

میر جملہ کا شاہزادہ اورنگ زیب کی معرفت بادشاہ سے پناہ مانگنا۔

میر محمد سعید اردستانی اصفہان کی سادات سے تھا ایک الماس فروش تاجر نے اُس کو
ملازم رکھا اور گولکنڈہ میں لایا اور مرنے کے بعد اسکو اپنا مال اسباب دے گیا۔ اس
نوجوان نے اپنی حسن لیاقت سے بحری تجارت میں بڑی دولت کمائی اور اشیاء کی
تمام بادشاہی درباروں میں جانے لگا سلطان عبداللہ قطب شاہ والی گولکنڈہ نے
اسکی لیاقت اور دولت کے سبب سے اپنا وزیر مقرر کیا اور میر جملہ کا خطاب دیا۔
(یہ لقب اس ریاست میں وزیر کا ہوتا ہے) امور مملکت کا مدار اسی کی رائے پر تھا۔

اُس نے کرناٹک مین سے ایک ولایت جسکا طول ایک سو پچاس اور عرض بیس کوس تھا۔ اور حاصل
چالیس لاکھ روپیہ اور الماس کی کانین تھین نہایت استوار قلعے مثل کچی کوٹ وسدھوٹ وغیرہ
کے تھے اپنی شہامت و کاردانی کے سبب سے فتح کر لیے۔ اب تک اسلاف قطب الملک مین سے
کسی کو اس ملک پر قابض ہونا میسر نہین ہوا تھا غرض وہ سابق ثروت و لاحق مکنت و سامان
و سرانجام سے اس اعلیٰ درجہ پر پہنچا کہ پانچہزار سوار نوکر اپنی ذات سے رکھتا تھا اقران و
امثال پر اسکو تفوق ہوا اس سبب سے ایک جماعت اس سے مخالف ہوئی اُس نے عناد و بداندیشی
کے سبب سے دولتخواہی کے پردہ مین ایسی نکمی باتین قطب الملک کے ذہن نشین کر دین کہ وہ
اسکی جانب سے متوہم و منحرف ہو گیا اسکا بیٹا محمد امین قطب الملک کی حضور مین رہتا تھا
وہ جوانی و دولت کے سبب سے رعونت کرتا تھا اسکے باپ کو جو فتوح نصیب ہوئین اُن سے وہ
نخوت مین بدمست ہوا اور اپنی حد سے باہر قدم بڑھایا ایکدن بدمست دربار مین
آیا اور مسند شاہی پر سو گیا اور استفراغ کیا۔ قطب الملک کو اس سے سرگرانی ہوئی اور بے التفاتی
ظہور مین آئی میر جملہ کو ایسی فتح عظیم کی عوض مین بہت توقعین تھین مگر اسکے برخلاف نتائج
ظہور مین آنے لگے تو اُس نے شاہزادہ محمد اورنگ زیب سے جو دکن مین صاحب صوبہ ہو کر انتظام
کر رہا تھا توسل ڈھونڈا اور التماس کی کہ آپ مجھے بلالین شاہزادہ نے بادشاہ سے اس کی
درخواست کی اسکی استدعا کے موافق بادشاہ نے منشور بھیجا کہ میر جملہ کو منصب پنجہزاری
ذات و سوار اور اسکے بیٹے محمد امین کو منصب دوہزاری ذات ہزار سوار مرحمت ہوا۔ اور
قاضی محمد عارف کشمیری کے ہاتھ قطب الملک پاس فرمان بھیجا کہ وہ اسکے اور اسکے متعلقین کے
بھیجنے مین کچھ تعرض نہ کرے۔ قطب شاہ نے اس خبر کے سنتے ہی محمد امین کو مع اسکے ہمنشینو
کے مقید کیا اور اسکا سارا مال اسباب سامت و ناطق ضبط کیا۔ اور قلعہ گلکنڈہ مین بھیجدیا
بادشاہ نے قطب الملک کے نام فرمان بھیجا کہ جب میر جملہ نے ہمارا دامن دولت پکڑا تو
اوسکے بیٹے کو قید کرنا قانون ادب و قاعدہ معاملہ سے نہایت بدنما اور بعید ہی تمکو چاہئے
کہ فرمان کے پہنچتے ہی اوسکے بیٹے اور متعلقون کو حضور مین روانہ کر دو اور جو مال و اموال

ضبط کیا ہے سب کو واپس کردو ورنہ بہت مفاسد کلیہ ان مراتب پر ایسے مرتب ہونگے
کہ آخرکار وہ تمہاری کل ولایت کے جزئیات مین سرایت کرینگے اور اس تمہاری نافہمی اور
بے ادبی سے تمہارے سلسلہ کی تخریب ہوگی۔ سواء ندامت کے تمکو کچھ اور نہین حاصل ہوگا۔
عنایت خان نے اپنے شاہجہان نامہ مین اسطرح لکھا ہے کہ جب مخبرون کی معرفت شاہزادہ
اورنگ زیب کو یہ خبر لگی کہ میر محمد امین کو مع اسکے متعلقین کے قطب الملک نے قید کر کے
گولکنڈہ بھیجدیا اور اسکا کل مال و اسباب ضبط کیا تو اُسنے ایک مخفی خط قطب الملک کو بھیجا
کہ وہ کل قیدیون کو چھوڑدے اور کل مال منضبطہ واپس دیدے اور شاہجہان کو عرضداشت
مین یہ سارا حال لکھ کر یہ التماس کی کہ اگر قطب الملک قیدیون کے چھوڑنے سے انکار کرے تو
مجھے اجازت ملے کہ مین قیدیون کے چھٹانے مین کوشش کرون اس بات مین مسامحہ و مساہلہ
جائز نہین ہے جسکے سبب سے دکن کے اور دولتمندون کو جرأت ہوا اس سبب سے بادشاہ
نے قطب الملک اور اورنگ زیب کے نام فرامین مذکور جاری کیے۔ بادشاہ نے شائستہ خان
ناظم مالوہ اور بعض اور ناظمون کے نام حکم جاری کیے کہ شاہزادہ کے پاس جلد جائین اب
قطب الملک محمد امین کو قید کرے اور رہا کرنے مین متامل ہوا تھا اورنگ زیب نے ۸ ربیع الاول
سالگذشتہ کو اس طرف اپنے بیٹے سلطان محمد کو بہت سپاہ کے ساتھ رخصت کیا۔ اور
سوم ربیع الاول کو وہ خود روانہ ہوا جب سلطان محمد نے ملک مین تاخت و
تاراج شروع کی اور قطب الملک کو تنگ کیا تو وہ بیدار ہوا اس نے ایک عرضداشت
عزیز بیگ گرزبردار کے ہاتھ بھیجی اور اپنی تقصیرات کا عذر اور متابعت کا
اظہار کیا اور محمد امین کو مع اسکی والدہ کے روانہ کیا مگر انکا مال و اسباب واپس نہ کیا حیدر آباد
سے بارہ کروہ پر یہ دونو شاہزادہ سلطان محمد کی خدمت مین آئے حیدر آباد گولکنڈہ سے تین
کروہ پر محمد قلی قطب الملک نے آباد کیا تھا اسمین سلطان محمد آیا تو قطب الملک اسکے آنے
کی خبر کو سنکر بیقرار ہوا اپنی فرزندون کو گولکندہ بھیجا وہان اسکا اندوختہ تھا خود پنجشنبہ
ربیع الاول کو حیدر آباد سے بھاگ کر قلعہ مذکور مین گیا یہان جواہر و مرصع آلات

وطلا آلات ونقرہ آلات وزر نقد پہلے بھیج چکا تھا اب باقی جو کچھ رہا تھا اُسکو اپنے
ساتھ لیا اور جن اشیاء مثل قالی و چینی آلات وغیرہ کے اُٹھانے کی فرصت نہ ملی انکو
اپنی حویلی مین چھوڑا اور پانچ چھہ ہزار سوار اور بارہ ہزار تفنگچی لڑائی کے لئے مقرر کئے اور انکے
سردار موسی خان محلدار و تولک چی بیگ و مظفر لودھی و میر ابراہیم بنائے- دوسرے روز
سلطان محمد نے حسین ساگر کے کنارہ پر حیدرآباد کے نزدیک لشکرگاہ بنایا سلطان محمد کی خدمت
مین محمد ناصر فرستادہ قطب الملک نے جواہرات و مرصع آلات سے بھرا ہوا صندوقچہ نذر گزرانا
اسی حال مین قطب الملک کی فوج نمودار ہوئی اس نے شوخی شروع کی سلطان محمد نے اس خبر کے
سنتے ہی بیجاپا اُس پر حملہ کیا- حملہ اول ہی مین انکو دیوار بند شہر تک بھگا دیا اور ایک جمع
کثیر کو مقتول اور مجروح کیا محمد ناصر کو قید کیا دوسرے روز شہر کو اپنے تصرف مین لایا اس
اندیشہ سے کہ اس ہجوم عام مین مبادا غارت گر لوٹنا شروع کرین اور قطب الملک کا مال
اور وہان کے باشندون کے اموال لٹ جائین اور وہان کی عمارات کہ سراسر چوب کی ہوتی
ہین اور انمین آگ جلد اثر کرتی ہے آگ نہ لگ جائے- ہادی داود خان و محمد امین پسر میر جملہ و
محمد طاہر و محمد بیگ یا میر آتشی کو متعین کیا کہ عمارات کو آگ سے اور شہر کو لوٹیرونکی دست اندازی
سے بچائین- قطب الملک کے مال کو حویلی مین دیکھ بھالکر مقفل کرین اس شہر مین آگ لگنے کا بڑا
خوف تھا- اسی سے چند سال پہلے ایک رات کو محمد قلی قطب الملک کے گھر مین شمع کی لو سے
ایک ایوان مین آگ لگی وہ فوراً چھت مین جا پہنچی اور ایسی بھڑکی کہ عمارات مذکور کو اور اطراف
کے گھرون کو خاکستر کیا اور ایک مہینے تک مشتعل رہی اسکے بجھانے مین جتنی کوشش کیجاتی تھی
اتنی ہی اور زیادہ بھڑکتی تھی- اسی تاریخ قطب الملک کی جانب سے سلطان محمد کی خدمت
مین حکیم نظام الدین آیا اور جواہر و مرصع آلات کا صندوقچہ اور دو زنجیر فیل با ساز و
نقرہ و چہار اسپ با زین طلا لایا اور نذر دئے- قطب الملک میر جملہ کے اموال کے ارسال
مین کوتاہی کرتا تھا اسلئے یہ مقرر ہوا کہ جبتک وہ مال نہ بھیجے حکیم نظام الدین قید مین رہے
قطب الملک نے میر جملہ کے اسباب مین سے گیارہ ہاتھی اور ساٹھ گھوڑے اور کچھ اور اشیا

اورنگ زیب کا قطب الملک سے لڑنا

بھیجین اگرچہ قطب الملک ظاہر مین طریقہ مدارا کا سلوک رکھتا تھا اور بوقت اطاعت اظہار
کرتا تھا لیکن اپنی مصلحت کے لیئے ہمیشہ قلعہ کے استحکام اور اسباب رزم کے تہیہ مین کوشش
کرتا تھا اور متواتر نوشتجات عادل خان والی بیجاپور کو کومک کی طلب مین بھیجتا تھا
شاہزادہ اورنگ زیب یہ حالات دیکھ کر سولہ روز مین حیدرآباد مین آیا اور ہاتھی
پر سوار ہو کر دور قلعہ کے دیکھنے کو گیا جو حیدرآباد سے تین کروہ پر بنا تھا۔ اس اثنا
مین اسکی برابر آنکر ہزار سوارون اور بارہ ہزار پیادون نے صف آرا ہو کر اُسپر بان و
تفنگ چلانے شروع کیے اور قلعہ نشینون نے بھی توپ و تفنگ چلائی۔ ہنگامہ مقاتلہ و مجادلہ
گرم ہوا لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی شاہزادہ نے اپنے کیمپ مین آنکر لشکر کو
قلعہ کے محاصرہ کے لیئے جا بجا متعین کیا اور انکے مورچال مقرر کیے ہر مورچال سے بہادرون
نے اہل قلعہ کو تنگ کیا ۲۲ کو قطب الملک نے چار صندوقچے جواہر و مرصع آلات کے اور
تین فیل باساز نقرہ و پنج اسپ باساز طلا میر فصیح کے ہاتھ بھیجا اور عرض کیا کہ مین
اپنی والدہ کو مع پیشکش و استغفار جرائم کے لیئے بھیجتا ہون اس سبب سے کہ وہ کئی دفعہ جنگ کا
مرتکب ہوا تھا اور نافرمانی کر چکا تھا میر مذکور کو دربار مین نہ بلایا اور اشیاء کے لینے
مین درنگ کیا مگر مورچلون کے آدمیون کو منع کر دیا کہ توپین قلعہ پر نہ مارین ایک
جمع کثیر سمت شمالی سے بسرداری جبار بیگ نمودار ہوئی اور اُس نے اپنی ہیئت
معہودہ کے موافق بر گی گری شروع کی جس سے بادشاہی لشکر کو تشویش ہوئی
دو روز اُن سے شاہزادہ لڑا اور ہر روز انکو شکست دی اور آدمی مجروح و
مقتول و اسیر کیئے۔ بادشاہی لشکر کے آدمی بھی مارے گئے شیخ منیر و محمد بیگ
میر آتش زخمی ہوئے۔ نہم جمادی الثانی کو سلطان محمد پاس بادشاہ کی
طرف سے منشور ہفت ہزاری و دو ہزار سوار کا اور دوسرا فرمان قطب الملک کی
عرضداشت کے جواب مین آیا۔ بادشاہی لشکر نے دمدمے اور سر کوب مورچال
ایسے بنائے تھے کہ ناچار قطب الملک کو پناہ مانگنی پڑی میر احمد و میر فصیح کو بھیج

پیش کش کے ساتھ بھیجا اور تقصیر کی فروگذاشت کی اور لشکر کے باز داشت کی درخواست کی
بعد بہت سی رد و بدل و گفتگو کے ان شرائط پر صلح ہو گئی کہ سنوات گذشتہ کی پیش کش کی بابت ایک کروڑ
روپیہ دے اور اپنی بیٹی کا نکاح سلطان محمد سے کرے میر جملہ کا باقی اسباب واپس کرے۔

خافی خان اس واقعہ کو یوں لکھتا ہے کہ جب قطب شاہ نے باوجود پیہم فرامین اور نشان پہنچنے کے اطاعت
نہ کی اور مقیدوں کو نہ چھوڑا تو اورنگ زیب نے اوائل ربیع الاول سنہ ۲۹ جلوس کو سلطان محمد کو بہت
سے لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا ایک روایت یہ ہے کہ اورنگ زیب نے یہ شہرت دی کہ شجاع کی بیٹی
سے محمد سلطان شادی کرنے بنگالہ جاتا ہے اور میں خود شکار کو جاتا ہوں اور وہ قندھار کی طرف
چلا۔ جب ولایت گلکنڈہ میں سلطان محمد اس طرح بے خبر آگیا تو ابتداءً عبداللہ قطب شاہ کی ضیافت کی
تیاری کے فکر میں ہوا مگر جب ہراول مع اسلحہ و استعداد جنگ قریب آگئے تو وہ بادۂ غفلت کی مستی سے
بیدار ہوا اور اپنی کاروبار میں سراسیمہ ہوا اور سوائے اطاعت کے مآل کار میں کوئی فائدہ نہ جانا محمد امین
کو مع اسکی والدہ اور بعض اجناس کے سلطان محمد پاس بھیجدیا۔ فرمان بادشاہ و نشان شاہزادہ
اورنگ زیب کے جواب میں اور شاہزادہ کی خدمت میں عذر جو نامسموع رویہ کار سے دور تھے لکھے
محمد امین جب شاہزادہ پاس آیا تو مالش زیادہ کی قطب الملک پاس خبر آئی کہ لشکر شاہی نے سرحد
کے اکثر پرگنات کو پائے مال کیا اور اطراف پر تسلط پایا اور سلطان محمد گلکنڈہ سے تین کروہ پر
آگیا ہے۔ ساری مرز و بوم میں ایک تزلزل پڑ گیا۔ عبداللہ شاہ کے پاؤں اکھڑ گئے شہر حیدرآباد کو
چھوڑا فرزندوں اور اہل و عیال و مال و خزانہ و جواہر جو کچھ ایک روز میں قلعہ گلکنڈہ میں پہنچا سکا
پہنچا دیا اجناس سنگین مثل قالین و چینی آلات اور اقمشہ قطب شاہ و امرا و تجار اس قدر شہر اور
حویلیوں میں رہا جو اندازہ حساب سے باہر تھا۔ اگرچہ ان حویلیوں کی محافظت کے لئے پانچ ہزار سوار
و چند ہزار پیادے برقنداز بسر کردگی موسی محلدار متعین کئے تھے ــ مگر آخر کار سارا مال لٹ
گیا۔ تاراجیوں کی زد و خورد کی ابتدا میں محمد ناصر جو میر جملہ کے مضرت حال کا مادہ فساد تھا
پادشاہزادہ کی خدمت میں گیا اور تاراج کی منع کے لئے عرض کیا اس ضمن میں سلطان محمد کے
آدمی اطراف میں دست اندازی کرنے گئے اور عبداللہ شاہ کے سوار اور برقنداز ان کی

شوخی میں مشغول ہوئے صدای دار و گیر بلند ہوئی اور قطب شاہ کے آدمی مغلوب و مقتول و زخمی ہوئے سلطان محمد کا خیمہ حسین ساغر (ساگر) پر تھا اور سلطان کے کان میں زد و خورد کی آواز پہنچی تھی تو اوسنے محمد ناصر کو مع ہمراہیوں کے مقید کیا اور اموال قطب شاہ کے ضبط کی لئے اور مال رعایا کی حفاظت کے واسطے تاکید فرمائی محمد بیگ کو ایک جماعت ساتھ آگ لگانے سے منع کرنے کے لئے اور غارت گروں کی تاکید کے واسطے بھیجا۔ اگرچہ بعض محلوں کے جلنے کے بعد باقی شہر آگ سے محفوظ رہا لیکن مال کی لوٹ سے لوٹیروں کا ہاتھ کوتاہ نہ ہوا۔

آداب عالمگیری سے جو قطب شاہ کے نام اورنگ زیب کے خطوط کا ایک سلسلہ تحریرات ہے اس میں سے ایک خط ہم نقل کرتے ہیں جس سے خافی خان کا بیان بالکل غلط ثابت ہوتا ہے۔ "قطب الملک بالقابہ بعنایات علیہ و توجہات سنیہ مسرور و مبتہج گشتہ بداند کہ چون اعلیٰ حضرت ... از روے ذرہ پروری و قدر دانی سیادت و نجابت مرتبت میر محمد سعید را در سلک بندہاے درگاہ سلاطین پناہ انسلاک بخشیدہ بعنایت منصب پنج ہزاری و پنج ہزار سوار سرافراز و سربلند گردانیدہ اند حکم جہان مطاع عالم مطیع شرف نفاذ یافتہ کہ معتمد درگاہ آسمان جاہ قابل العنایات والمرحمت قاضی عارف کہ با فرمان طلب میر مذکور از پیشگاہ معلی تعین گردیدہ کہ او را با پسر و اتباع عمش بحضور پرنور اقدس بیاورد و درینولا از عرائض سیادت و نجابت پناہ میر عبد اللطیف بمسامع علیہ رسیدہ کہ آن قطب سماوی شوکت و ابہت با وجود اطلاع بر فحوای مضامین نشان عالی شان کہ بہ میر محمد امین خلف میر مشار الیہ صادر شدہ بود موحی الیہ این حرز بازوے دولت را روزے کہ بقید در آمدہ بایشان نمودہ از سوء ادب نہ اندیشیدہ او را با متعلقان بقلعہ گلکندہ فرستادہ بضبط اموال آنہا پرداختہ اند و دست تعدی و تطاول بہ توابع و لواحق میر مذکور دراز ساختہ جمعیتے بر سر او نیز فرستادہ بنا بر آن امر جلیل القدر زینت صدور می یابد کہ بوقوع این جرأت و جسارت کہ مخالف قانون عقیدت و ارادت است از ان حشمت و ایالت دستگاہ بغایت بعید نمود بائستے کہ از وخامت عاقبت این حرکت غفلت نورزیدہ اصلا تجویز آن نمی نمودند اکنون باید کہ بمجرد آگہی بر مضمون آن دیباچہ صحیفۂ عزت و کرامت

کہ فی الحقیقت منطوق برلیغ معلے است پسر محمد سعید را با متعلقان او و تمامی اموال آنہا از نقود و جواہر و افیال کہ درین ایام بضبط درآوردہ اند مصحوب ملازم سرکار نامدار کہ حامل نشان مجستہ عنوان است بپارگاہ اقبال بفرستند و پس از رسیدن قاضی مومی الیہ وصول منشور لامع النور کہ بآن عمدۂ مخلصان جناب خلافت مآب پیرایہ ورود گرفتہ میر معز الیہ را عزیمت درگاہ خواقین سجدہ گاہ مانع نہ گردند و امتثال حکم ارفع اعلی را متضمن سعادت دو جہانی انگاشتہ و از کردۂ خویش ندامت گزیدہ باستعفاے تقصیرے کہ از شامت نادانیخواہان عاقبت نہ اندیش واقعہ شدہ بپردازند و کار را بجاے نرسانند کہ فی الحال تدارک آن برایشان دشوار گردد و پشیمانی سود ندہد چہ اگر آن مرکز دائرہ نیک اختری چشم البصیرت از جادہ صواب پوشیدہ طریق اطاعت و فرمان برداری سلوک ندارند و در وادی نقض عہد بادی شدہ غاشیہ بندگی را از دوش سعادت انداختہ مطابق فرمودہ عمل نہ نمایند بموجب حکم گیتی مطاع لازم الاتباع فرزند سعادتمند..... محمد سلطان را تعین خواہیم فرمود کہ بکلکتہ رسیدہ دمار از روزگار سکنۂ آن دیار برآوردہ و غبار آن مرز را بسیم خارہ فرسای بادپایان فیروزی عنان بذروۂ سپہر دوار رسانیدہ پنبہ غرور و پندار را از گوش اہل غفلت برون آوردہ سزای کفران نعمت در کنار ناحق شناسان گذارد بیقین کہ آن زبدہ اماجد کرام کہ درین مدت بوسیلہ حسن ارادت و صدق عبودیت بمراتب رفیعہ دولت و ابہت فائز گردیدہ محسود امثال و اقران اند از شاہراہ صلاح و راہ نجاۃ انحراف نجستہ در تہیہ اسباب دشمن کامی و بدسرانجامی خود سعی نخواہند نمود و بتفکر مآل اندیشی بمدلول استان گشتہ باستقبال ادبار و نکبت خویش بقدم استعجال نخواہند شتافت و الا ہر چہ ببیند از خود ببیند یہدی اللہ بنورہ من یشاء و السلام علی من اتبع الہدیٰ۔

اس خط میں قطب الملک کو اورنگ زیب نے سلطان محمد کے بھیجنے کے لئے صاف صاف لکھا اس کی نسبت یہ کہنا کہ یہ شہرت دی کہ سلطان محمد کو بنگالہ شادی کے لئے بھیجتا ہوں اور حیدرآباد بھیجدیا محض افترا اور بہتان ہے الفنسٹن صاحب نے اپنی تاریخ میں

خافی خان کی اس جھوٹی روایت کو جس طرح لکھا ہی نقل کرتا ہون اول اس واقعہ کی پیشانی
یہ لکھی ہے کہ اورنگ زیب کا حملہ دغابازی سے حیدرآباد پر جنوری ۱۶۵۶ء مطابق ربیع الاول
۱۰۶۶ھ اسکے نیچے وہ لکھتے ہین کہ

شاہجہان نے نہایت پیچ و تاب کھاکر اورنگ زیب کو لکھا کہ ہمارے حکمون کی تعمیل تلوار کے زور سے
کرائی جاوی اورنگ زیب اس نتیجہ کے انتظار مین بیقرار بیٹھا تھا اس حکم کے پہنچتے ہی اسکی پوری تعمیل مین
چستی و چالاکی سے مصروف ہوا۔ اور اسکو اس طرح سرانجام دیا جو اُسکی مکار طبیعت کا
مقتضا تھا۔ اُسنے کچھ زیادہ عداوت نہین ظاہر کی مگر اپنے بیٹے سلطان محمد کو منتخب فوج کے
ساتھ بہانہ بناکے چلتا کیا کہ وہ اُسکے بھائی شجاع صوبہ دار بنگالہ کی بیٹی سے شادی کرنی
کے لئے جاتا ہے اورنگ آباد سے بنگالہ کو ایک راہ چکر کی مسلی پٹم کے پاس سے جاتی تھی جسمین
گونڈوانہ کے جنگل نہین پڑتے تھے اور اس راہ مین جانے سے ضرور تھا کہ حیدرآباد دار السلطنت
ولایت گلکنڈہ کچھ تھوڑے فاصلہ پر رہ جاے۔ اس راہ پر سلطان محمد کے آنے سے عبداللہ قطب شاہ
اسکی ضیافت کا فکر کر رہا تھا کہ یکایک اسکو سلطان محمد نے دشمن کی طرح آکر گھیر لیا اور ایسا
سراسیمہ کیا کہ اسکو فقط اتنی فرصت ملی کہ وہ اپنے بھاری قلعہ گلکنڈہ مین چلا گیا جو شہر سے ۶ یا
۷ میل ہی۔ اب حیدرآباد مغلون کے چنگل مین آیا۔ پہلے اس سے کہ فوج کا انتظام ہو آدھا شہر جل
اور لٹ کھسٹ گیا۔ الفنسٹن صاحب نے خافی خان کی اس جھوٹی روایت کو غلطی سے سچ
جانکر اپنی طرف سے اُسپر یہ حاشیہ اور چڑھایا کہ اورنگ آباد سے بنگالہ تک مسلی پٹم کے پاس سے
ایسی راہ بتائی کہ جسمین گونڈوانہ کے جنگل نہ پڑین اور حیدرآباد لشکر کے قریب آجائے۔

خافی خان آگے اس واقعہ کا بیان اسطرح لکھتا ہے کہ اس اثنا مین عبداللطیف حاجب
اورنگ زیب گلکنڈہ مین تھا موسی محلدار کے ہاتھیون کو اور اور اسباب کو لیکر آیا اور حکیم نظام الدین
ملازم عبداللہ قطب شاہ اسکے ہمراہ تھا دونو سلطان محمد کی خدمت مین گئے اور صندوقچہ جواہر
مرصع و دو فیل و دو اسپ باساز و طلا و نقرہ اپنی طرف سے پیش کئے سلطان محمد نے محمد امین میر
جملہ کو حکم دیا کہ محافظ آدمیون کی ایک جماعت کو لیجاکر گھوڑون اور اور چارپایون اور

قطب شاہ کے گھوڑون کی جو حویلی مین ہین فہرست لکھوا ور اپنے معتمد آدمیون کی چوکی مقرر کرو اور
یہ بھی فرمایا کہ میر جملہ کا جتنا سارا مال نہ آجائے حکیم نظام الدین کو بھی محمد ناصر کی ساتھ قید رکھو
پھر قطب شاہ نے دو ہاتھی اور ساٹھ گھوڑے اور قدرے جواہر اور اشیاء میر جملہ کو بھیجین اور
اظہار ندامت و عذر خجالت کا پیغام دیا بعض آدمیون نے یہ بھی کہا کہ عبداللہ شاہ نے
عادل شاہ اور زمینداران نواح کے پاس کومک و امداد و
معاونت کے لئے نوشتے دیکر آدمیون کو دوڑایا ہے اور برج و بارہ کے استحکام مین مشغول ہوا
ہے یہ رنگ دیکھ کر اورنگ زیب بھی گلکنڈہ سے معہ میر جملہ مین آٹھ کروہ پر آگیا۔ دوسرے روز
سوار ہوکر اطراف قلعہ مین مورچالون اور خیمۂ دولت کے مقام کرنے کے لئے آیا اس وقت خبر
آئی کہ سات آٹھ ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادے برقنداز بسرداری موسی خان
اطراف لشکر مین شوخی کر رہے ہین اور قلعہ کے اوپر سے توپ و تفنگ و بان متصل چل رہے ہین
سلطان محمد کو اورنگ زیب نے پیغام بھیجا کہ افواج کو ساتھ لیکر بائین طرف مستعد ہو اور اس
طرف کے مفسدون کو دفع کرے دکھنیون کے مقابلہ مین ہر طرف بادشاہی لشکر بہادری
کرتا تھا۔ شام تک لڑائی رہی اور شاہزادہ کے آدمیون کی ایک جماعت کشتہ و زخمی ہوئی
اور قطب شاہ کے بعض کام کے آدمی کام مین آئے اور زخمی ہوئے۔ سلطان محمد نے اپنے
خیمہ مین آخر عشا کی نماز پڑھی اور اپنے زخمی نامی نوکرون کے مرہم پٹی مین مشغول ہوا۔
دوسرے روز اطراف کے مورچال پر اپنے امیرون کو مقرر کیا۔ مرزا خان و کار طلب خان و
سنگھ گنیش داس اور امیر نقب کھودنے اور مورچال بڑھانے مین مصروف ہوئے اس وقت قطب شاہ نے میر فصیح
کو اور اسکے ساتھ چار صندوقچے جواہر و مرصع آلات و اشیاء و دو سو زنجیر فیل نامی کلان
اور چند اسپ باساز طلا وغیرہ بھیجے اور معروض کیا کہ عفو جرائم کے التماس کے واسطے مین اپنی
مان کو مع لائق پیشکش کے بھیجتا ہون قطب الملک کی اس التجا کے بعد شاہزادہ نے لشکر کو
مورچال کے بڑھانے اور توپون کے چلانے کو منع کر دیا مگر میر فصیح کو بار ملازمت نہ دیا
اور اشیاء مرسولہ کو قبول نہ فرمایا۔ تیسرے روز ایک جمع کثیر ہمراہ جبار بیگ خراسانی

اور نوکران قطب شاہی مرزا خان کے مورچال کی طرف نمودار ہوی - اس طرف کے آدمی خبردار ہوکر لیسبر داری مالوجی دکھنی کے مرزا خان کی مدد کو پہنچے - طرفین سی خونریز و خورد ظہور مین آئی دونو طرف سی آدمی زخمی و کشتہ و اسیر ہوئے ایک فیل اور کئی اسیر اور نگ زیب کے پاس یادشاہی آدمی لائے میر حملہ کرناٹک مین تھا اسکے لے آنے کے واسطے میر عبد اللطیف کو بھیجا اس ضمن مین عرض ہوا کہ سات آٹھ ہزار سوار اور بیس ہزار برقنداز کرناٹکی جنوب کی طرف معرکہ آرا ہوئے خود بدولت سوار ہوکر اس فوج کے مقابلہ مین گئی طرف ثانی کے آدمیون نے قلعہ کے اوپر سے بندوق و بان مارنے اور توپ و تفنگ چھوڑنے اور سنگ پھینکنے اور آتشبازی مین مشغول ہوئی - طرفین سی صدای دار و گیر بلند ہوئی یادشاہی جوانون نے قلعہ کی آتشبازی کا کچھ خوف نہ کیا جان نثاری پر مستعد ہوے خصوص شیخ میر محمد بیگ میر آتش نے داد مردانگی دی دکھنیون کو پرے ہٹا دیا اور ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی اور قلعہ کے آدمی مغلوب ہوئی پھر انھون نے مقابلہ و مقاتلہ پر اقدام نہیں کیا انکے سردار سید مظفر و جبار بیگ و شرزہ خان بھاگ گئے شیخ میر محمد بیگ یادشاہی نامی آدمی تیر و تفنگ سے زخمی ہوئی - یادشاہزادہ کے مخالفون نے انکے سدراہ ہونے کے لئے سپاہ مقرر کی اور خود ڈیرہ مین تشریف لے گیا دوسرے روز زمیندار جاندہ مدد کو آگیا - مرزا احمد قطب شاہ کا داماد سلطان محمد کی خدمت مین آیا اور عفو تقصیرات کے لئے ملتجی ہوا جواہر و فیل جو وہ ہمراہ لایا تھا وہ شاہزادہ نے قبول نہین کئی انکو انفصال معاملہ پر موقوف رکھا اس فرصت مین شائستہ خان و افتخار خان و نصیر خان افواج شاہی سے ملے - انھون نے سابق کے مورچلون کو بدل کر از سرنو جابجا اعلی امیران کار دیدہ کو مقرر کیا اس ضمن مین قطب شاہ کی عرضداشت کے جواب مین یادشاہ کا فرمان اسکی عفو تقصیرات کے باب مین آیا - شاہزادہ نے اس فرمان کو انفصال مقدمہ تک مخفی رکھا اسکے افشا مین مصلحت نہ دیکھی لشکر شاہی نے مورچال کو بڑھا کر اہل قلعہ کو تنگ کیا قطب شاہ کے آدمی ہر روز بامید بندگی شاہزادہ کی ملازمت مین آنے لگے ..

قطب الملک کا حال بڑا پریشان ہوا۔ میر احمد و میر فصیح کو وسیلہ بنا کر دوبارہ بھیجا
اور یہ عرض کیا کہ مین سابق کے اطوار ناہنجار کا عذر کرتا ہون اور جو کچھ حکم ہوا اسکے موافق
پیشکش باقی سابق و حال پیش کرنے کو حاضر ہوتا ہون اور سلطان محمد سے اپنی بیٹی کے
نکاح کرنے کی درخواست کرتا ہون اور میر جملہ کے دس ہاتھی اور اور اسباب ظروف
طلا و نقرہ بھیجے اور سلطان محمد کو جو منصب بادشاہ نے عنایت کیا تھا اُس کی
مبارکباد لکھی اور دو ہاتھی اور چار گھوڑے مع ساز طلا و نقرہ بھیجے اور پھر دوبارہ
درخواست کی کہ حکم ہو کہ مین اپنی مان کو مع لوازم نسبت بھیجون اورنگ زیب نے
شائستہ خان کو مامور کیا کہ وہ اوسکی طرف اور سلطان محمد کی طرف سے استمالت نامہ
لکھے بغرض والدہ قطب الملک اورنگ زیب پاس آئی اور قطب الملک کے جرائم معاف
ہوئے اور نکاح کی تاریخ مقرر ہوئی ایک کروڑ روپیہ نقد و جنس پیشکش حال تجویز
ہوئی اور سابق کی باقی پیشکش کا وعدہ ٹھیرا کہ دو سال مین بہ اقساط ادا کی جائے
والدہ قطب الملک نے نسبت کی تاریخ مقرر کرکے قلعہ مین مراجعت کی مصالحہ کی
شہرت کے سبب سے مورچالون سے آدمی اپنے مکانون مین خاطر جمعی سے آنے جانے
لگے ان دنون مین میر اسد اللہ بخاری عرف میر میران کسی بے وسوسہ کے کسی ضرورت سے
جا جاتا تھا کہ اس پر زنبورک کا گولہ قلعہ کے اوپر سے آکر لگا اور اسکا کام تمام
ہوا۔ اور اسکے سوا اطراف سے دکنیون کی ایک جماعت کثیر مصالح جنگ کے ساتھ
مدد کے لئے آئی تھی اور گلکنڈہ کا کوتوال انکے لینے کو گیا تھا اسکو صلح کی خبر نہ تھی
اُسنے دس کوس پر شاہی مردم کی پر دست تعدی و غارت دراز کیا سپاہ
ہمراہ دفع مضرت مین مشغول ہوئی۔ آتش جنگ مشتعل ہوئی یہان تک نوبت پہنچی کہ
شائستہ خان اور اور امراء کا سارا لشکر قریب چھ سات ہزار سوار اور بہت
پیادون کے لڑائی کے قصد سے مردم کمکی کی مدد کو بغیر شاہزادہ کی اطلاع کے
پہنچ گیا ہر ساعت شعلہ دار و گیر بلند ہوتا گیا۔ ہر چند طرفین کے سردار اس

فساد کے منع و دفع میں کوشش کرتے تھے مگر اس کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا آخر روز تک دونو طرف سے
ایک جمع کثیر کی جان گئی اور تمام رات ہاتھی گھوڑے کارزار کے لئے تیار رہے اور دور سے ایک
دوسرے پر تفنگ مارتے تھے ابھی صباح نہ ہوئی تھی کہ پھر بازار کارزار گرم ہوا۔ قطب الملک کیطرف
سے آنکھرے اہم سردار و شتر سوار و اسپ سوار اس فتنہ کی دفع کے لئے جاتے تھے لیکن سپاہ
لڑائی سے باز نہ آتی تھی۔ ہر بار دکھنی مغلوب ہوتے تھے اور پھر جمع ہو کر کارزار پر مستعد
ہوتے تھے دوسری رات تک بادشاہی آدمی بہت مارے گئے مگر ان سے زیادہ دکنیون کے
آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ جنگ قائم تھی بعد ازاں جا بجا وہ متفرق ہوئے۔ اس حالت
مین خبر آئی کہ میر عبد اللطیف جو میر جملہ کو لینے گیا تھا گلکنڈہ کے قریب آگیا ہے بادشاہزادہ کے
حکم سے قاضی عارف وہ فرمان اور خلعت کہ بادشاہ نے اسکے لئے بھیجا تھا اس پاس لیکر
گیا اور اسکو بادشاہ زادہ سے ملنے کی رہنموئی کی میر جملہ نے استقبال کیا اور قاعدہ دانان
ہند کے موافق فرمان لیکر اور خلعت پہنکر اپنے خیمہ مین گیا۔ شاہزادہ سے ملاقات کا وقت
مقرر ہوا امیر شمس الدین بانوجی اسکے استقبال کو گئے اور بادشاہزادہ پاس لائے دستور کے موافق
ملاقات ہوئی۔ شاہزادہ خلوت مین لے گیا۔ مصلحت کے کلمے کلام ہوئے اور اسکو رخصت
کیا۔ دوسرے روز حکم دیا کہ حصار قلعہ کے نیچے سے مورچے اٹھائے جائین قاضی میر عدل کو
شیخ نظام کی ہمراہ عقد نکاح کے لئے قلعہ مین بھیجا قطب الملک نے اسکا استقبال دروازہ تک
کیا اور فرستادون کو اچھے مکان مین اوتارا جو شادی کی رسمیات ہوتی ہین وہ
عمل مین آئین دوسرے روز بعد فراغ عقد قاضی کو مع ہمراہیون کے رخصت کیا جو دہ لاکھ
روپیہ کے جواہر مع اور لوازم کے اور سرکار رام نگر کہ سرحد برار و بیدر مین واقع ہین۔
قطب الملک نے بیٹی کے جہیز مین دئیے اور اسکو رخصت کیا اور آخر جمادی الاولی مین
رزم کی معرکہ آرائی بزم کی مجلس افروزی سے مبدل ہوئی شادی کے انفراغ کے بعد شاہزادہ
نے بادشاہ کا فرمان جو قطب الملک کے لئے آیا ہوا تھا اس پاس بھیجا اس نے اسکا استقبال
کیا اور شرط آداب بجا لاکر اسکو لے لیا بعد اسکے اورنگ زیب میر جملہ کے گھر تشریف

[illegible] ۱۰۶۶ [illegible]

لے گیا اُس نے ایک قطعہ الماس ناتراشیدہ اور دو لعل و نو زمرد و شصت دانہ مروارید ایک نیلم و پنج فیل نر و یک مادہ و ہا زین طلا و یراق نقرہ و پنج اسپ پیش کش مین دیئے اور انکے سوا سلطان محمد و سلطان معظم کو پیش کش دیا وائل رجب مین اورنگ آباد کیطرف کوچ کیا اور شائستہ خان اور امراء و زمینداروں کو جو اطراف اور صوبجات سے کمک کے لئی آئے خلعت و جواہر وغیرہ دیکر اپنے اپنے مکانون کو رخصت کیا۔ شاہ بیگ خان کو تین ہزار سوارون کے ساتھ پیش کش کے وصول کرنے کے لئے اور ملک کی حفاظت کے لئی سرحد پر چھوڑا کہ واقعہ طلب لشکری اور مفسد فساد نہ مچائیں۔ اس اثنا مین بادشاہ کا فرمان منصب پنجہزاری و چہار ہزار سوار و خطاب معظم خان و خلعت خاصہ کا میر جملہ کے لئے گرز بردار لایا معظم خان آداب بجا لاکر بادشاہزادہ کی ہمراہ ہوا اورنگ آباد مین شاہزادہ اوائل شعبان مین داخل ہوا قطب شاہ کی عرضداشت فدویت اور پریشانی کی پہنچی بادشاہ نے بیس لاکھ روپیہ بابت تفاوت نرخ وغیرہ کل پیش کش سابق و حال مین سے معاف کر دیا۔

بادشاہ نے سُنا کہ محمد امین متصدی بندر سورت جمع مال اور دیگر ابواب کی تشخیص مین ظلم و تعدی کرتا ہے اسکو جاگیر و منصب سے برطرف کیا گرزبردار مقرر کرکے اسکو طلب کیا۔ جب وہ آگیا تو حکم ہوا کہ سر دیوان اسکی آستین مین سانپ چھوڑ دین اسکی وکلا نے ہر چند کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا نوبت یہان تک آئی کہ متصدیون نے بادشاہ بیگم سے جسکی تنخواہ مین بندر سورت تھا اسکی شفاعت کے لئی رقعہ بادشاہ کے نام حاصل کیا جب بادشاہ کے مطالعہ مین رقعہ خاص آیا تو اُسکو قید کا حکم دیا اور محل مین بے دماغ داخل ہوا اور بیگم کو اپنے پاس بُلایا اور فرمایا کہ بندر سورت نورچشم کے اقطاع مین ہے رعیت و مالگذار اس ملک کی آبادی اور مزید خزانہ و افزونی لشکر کے سبب ہوتے ہین تو میری بیٹی ہوکر اس ناپاک کی سفارش مین باوجود اس بات کی راضی ہوگی۔ اُس نے تشخیص مال مین ایسی سختی کی کہ ادای محصول کے لیئے رعایا نے ناچار ہو کر اپنے خرد سال اطفال کو نصرانیون کے ہاتھ فروخت کیا سورت مین ساتون اقلیم کے آدمی آتے ہین جب اطراف مین بادشاہون کو یہ خبر پہنچیگی تو ہماری

محمد امین متصدی بندر سورت اور شاہجہان کی عدالت۔

بدنامی علاوہ خدا کی ناخوشنودی کے ہوگی جب بیگم کو اس ظالم کی بیداد پر اطلاع ہوئی تو وہ اسکی شفاعت سے باز رہی بادشاہ نے دوسرے روز پھر محمد امین کو بلا کر بار گیر ہونے کا حکم دیا پھر راجہ رگناتھ نے کہ نیابت وزارت کا کام کرتا تھا۔ بہت عجز و زاری سے اسکی شفاعت چاہی اور عرض کیا کہ جو اس ظالم کی شفاعت چاہے اول وہ سزاوار عقوبت ہے لیکن حق رعایا کا بہت سا روپیہ جسکی نالش ہے اسکے ذمہ ہے وہ طلب کیا جاوے اور جبتک اس کے قتل میں تامل کیا جاوے کہ مظلوموں کا زر اور مطالبہ سرکاری وصول ہو حکم ہوجائے جب ستم رسیدوں کا حق اور زر بادشاہی وصول ہوجاوے تو پھر اسکو اعمال کی سزا دیجاوے بادشاہ نے اسکی التماس کو قبول کرلیا اور حکم دیدیا کہ اسکو راجہ رگناتھ کے حوالہ کریں کہ حق رعایا کی تحقیق بغور کرکے اس سے روپیہ لے اور انکو دے اس طرح بادشاہ کا غصہ فرو ہوا اور ایک آدمی کا جان بچی اس نے سزاوار سزا دیا اور واقعہ نگار روشن ضمیر متصدی مشورت مقرر کئی کہ وہ ستم رسیدوں کا حق ادا کرے۔ اس بادشاہ کی ایسی عدالت کی باتیں بہت مشہور ہیں۔

میر جملہ بادشاہ کے نزدیک آیا۔ بادشاہ نے دانشمند خان کو استقبال کیلئے حکم دیا۔ جب وہ آیا تو اسنے نذر دی بادشاہ نے اسکو منصب شش ہزاری شش ہزار سوار کا اور خطاب معظم خان کا مع وزارت و قلمدان مرصع اور پانچ لاکھ روپیہ نقد عنایت کیا اور اسکا بیٹا جب باپ کے بعد آیا تو اسکو دو ہزاری منصب و خطاب خانی سے سرافراز کیا معظم خان نے ایک قطعہ الماس وزنی دو سو سولہ سرخ کا اور قیمتی دو لاکھ سولہ ہزار روپیہ کا اور سا گھٹے فیل مع یراق کے پیشکش میں دئیے کل نذر و پیشکش سابق و حال پندرہ لاکھ روپیہ کی قیمت میں تھی۔

میر جملہ کا بادشاہ کے پاس آنا۔

خافی خان نے لکھا ہے کہ سعد اللہ خان سے وزارت اور کار و بار سلطنت ہند نے رونق پائی تھی وہ عارضہ قولنج میں پانچ چار مہینے مبتلا رہا اسکی عیادت کو بادشاہ کئی بار گیا طبیبوں کو اسنے بار بار بدل کر علاج کے لئے مقرر کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

سعد اللہ خان کی وفات

دواخر جمادی الاخری ۱۰۶۶؁ کو اس سرای فانی سے روضۂ جاودانی کو اس نے انتقال
کیا بادشاہ کو ایسا ملال ہوا کہ وہ اسکے لئے بے اختیار زار زار رویا اسکا بڑا بیٹا لطف اللہ
پندرہ سال کا تھا اسکو منصب ہفتصدی صد سوار دیا اور باقی اور اسکے بیٹون اور
والیسون کا یومیہ مقرر کیا اسکے ہمشیرہ زادہ یار محمد کو منصب سہ صدی شصت سوار کا
عطا کیا اور اسکے عمدہ نوکر عبد النبی کو جو اسکی جاگیر کا صاحب مدار تھا ہزاری کا منصب دیا
اور اکثر سعد اللہ خان کے روشناس نوکرون کو انکے فراخور حالت منصب مقرر کئے سعد اللہ خان
میں جمع اکمالات صوری و معنوی صفات ذاتی بہت تھین۔ بہترین صفت اسمین یہ تھی کہ مہمات
ملکی کو کمال دیانت و امانت سے سرانجام دیتا تھا مدت وزارت مین ہرگز اسکا قلم بدعت
و مردم آزاری کیلئے نہین اوٹھا بلکہ وہ ان مقدمات و محاسبات کو رفع دفع کرتا تھا کہ
جنمین عمال و رعایا و مساکین کا نقصان ہوتا کہتے ہین کہ وہ عمال مین ایک کا محاسبہ رہا
تھا سابق کا ضابطہ یہ تھا کہ وجہ حق التحصیل فی صد عمال و تحصیلدار کو مجرا دیتے تھے سعد اللہ خان کے
دل مین آیا کہ ہندو صرافون کے دستور کے موافق وجہ حق التحصیل کو سو روپیہ کے اوپر جمع
کرکے خرچ مین محسوب کرین مثلاً سابق مین عامل کو کل سو روپیہ کی تحصیل مین سے پانچ روپیہ
تحصیلانہ مجرا دیتے تھے یعنی پانچ روپیہ وہ لیتا تھا اور پچانوے سرکار مین داخل کرتا تھا
سعد اللہ خان نے کفایت سرکار و تحفظ کے لئے مقرر کیا کہ ایکسو پانچ روپیہ کروڑی تحصیل کرے
پانچ روپیہ مجرا کرے اور سرکار مین سو روپیہ داخل کرے وہ اس بدعت کی بنا سے مدتون
تک نادم رہا اور کہتا تھا کہ کاش اس دن میرے ہاتھ خشک ہو جاتے اور قلم کسیرہ ہوتے سچ
ہے عقلا پر ظاہر ہے کہ اجراے بدعت و مردم آزاری مین کفایت نہین ہوتی بلکہ بیرو رعیت
مالک و جذب قلوب ذلد ہی رعایا باعث گرد آوری خزانہ و مادہ نیکنامی وزرا ہوتی ہے
سعد اللہ خان سے دارا شکوہ سوء مزاجی رکھتا تھا اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ سعد اللہ خان
نے ویران اور کم حاصل پرگنات ہماری تیول مین دیدئے ہین اور سیر حاصل محال خود
لے لئے ہین جب سعد اللہ خان کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو اس نے شاہزادہ

وکیل کو طلب کیا اور جن دہات پر آفتین شاہزادہ کے ظالم عمال کے ہاتھ سے آئی تھین اور جسکے
سبب سے وہ ویران ہوئے تھے اُسکا نوشتہ لیکر اپنی جاگیر مین داخل کئے اور انکی عوض مین
اپنی جاگیر مین وکیل کی تجویز سے بادشاہزادہ کی تنخواہ مین محال دئیے۔ ایک دو سال مین یہی محال
سابق سے زیادہ خراب و کم حاصل ہوگئین۔ اکبر بادشاہ کے زمانہ مین راجہ ٹوڈرمل نے مقرر کیا تھا
کہ عامل اور کروڑیون کا فاضل سو سے کمتر ہو تو مستوفی اسکو مجرا نہ دین اور کروڑیوں و عمال کا سو
سے زیادہ فاضل ہو تو وہ محسوب ہے۔ شاہجہان کے عہد مین شرارت سرشت مستوفیون نے
یک قلم عاملون کے فاضل مجرا دینے مین دقتین پیدا کین۔ جب فرد حساب سعد اللہ خان کو
سپرد ہوئی تو اُس نے دستخط کئے کہ اے مستوفی مثل مشہور ہے کہ لینا لینا۔ دینا دینا۔ جب
ضابطہ سرکار ایسا مقرر ہو کہ سو سے بالا فاضل مجرا ہو تو کس واسطے ہمارے لئے اور اپنے لئے دعاء
بدعاقبتی پر راضی ہوتے ہو۔ محال خالصہ کے کروڑیون کی بدر نویسی کی فرد بازیافت پر
اُسنے دستخط کئے کہ اس کنارہ برف کو آفتاب کے سامنے رکھو بعد گرمی کے جو باقی رہے اُسکی
بازیافت کرو۔ خافی خان نے اپنے اعتقاد کی یہ بات لکھی ہی کہ عقلاء جہاندیدہ پر ظاہر ہے
کہ حکام و ارباب ایالت سے ظلم و حیف و میل جو مظلومون کو پہنچتا ہی اور بر و احسان و
خیر جو مستمندون کے حال پر عائد ہوتا ہے موافق کردار کے دعا و نفرین اُسکے فرزندون پر
کرتے ہین۔ اسی سبب سے قدیم زمانہ سے اب تک از روی تواریخ جو حال مطالعہ مین آیا ہے
اور مسود اوراق جو باون سال کی مدت سے حد تمیز مین آیا ہے وہ مشاہدہ کرتا
ہے کہ کوئی ظالم عاقبت بخیر نہین ہوتا اور اُسکے فرزند رزق و آبرو کی طرف سی دلی مراد
کو نہین پہنچتے بلکہ دس بیس سال مین اس جماعت کا نام و نشان نہین باقی رہتا۔ سعد اللہ خان
کی اولاد اسکے جو ہشتر سال مرنے کے بعد تک سب عاقبت محمود و فراخ روزی نیکنام
زیست کرتے رہے خصوص اس دور مین کہ انسانیت و کمال مروت معدوم الوجود ہی ہم
امیرزادے جنکی تربیت مین متعدد معلم و متعدد اتالیق مدتون تک صرف اوقات کرتے
ہین اس مرتبہ آدمیت کے طریق سی بیگانہ ہوتے ہین کہ مادر آزار و پدر بیزار ہمسایونکی

اور اوباش وضع ضائع روزگاروں کی صحبت کے سوائے وہ باوقار صاحب کمالوں اور صلاح شعار دانشمندون کے پاس نہین پھٹکتے۔ سرودخوانی اور طنبورہ نوازی اور دھرپت وکبت و دوہرہ فہمی ان ایسے ہرفن کے کمالات ہین اور باقی اور سب کمالات کو محض بیہودہ سمجھتے ہین باوجودیکہ انکے باپون نے ملاؤن کو بہت روپیہ خرچ کراکے انکو صاحب سواد کر دیا ہے مگر جب سوادِ خط انکے چہرہ پر نمودار ہوتا ہے تو کتاب کو ہاتھ مین لینا اور تفسیر حدیث و کتب لغت و تاریخ کا پڑھنا مشق خط کرنی و مربوط نویسی ان سب کو وہ لغو ولاحاصل فعل سمجھتے ہین اور انکے باپ دادا کا نام سطر غلط و ورق قلم خوردہ کی طرح صفحۂ روزگار سے حک کرتے ہین اور لیل و نہار کی تھوڑی گردش مین وہ خود بھی بعالم کے گمناموں مین سے ہو جاتے ہین یہ سب ستم رسیدہ مستمندون کی دعا سے ہوتا ہے کہ منتقم حقیقی کی درگاہ مین سحر خیزون کی دعا اجابت کے درجہ پر پہنچتی ہے اور پر خون دلون کی تیر آہ نکمی کام کرتی ہے۔

بادشاہ نے رگناتھ کہ خالصہ و تن کی پیشکاری کرتا تھا اور سعد اللہ خان کی تربیت کا اثر اُس مین پایا جاتا تھا اسکو حکم دیا کہ دیوان کل کی مقرر ہونے تک وہ مقدمات وزارت کا انصرام کیا کرے اسکو رائے رایان کا خطاب دیا چندربھان کو کہ مطلب نویسی مین بے نظیر تھا اور افضل خان کا تربیت یافتہ تھا اسکو رائے چندربھان کا خطاب دیا اور اُسکو دار الانشا کی خدمت سپرد کی اور سب ہنود نشینون پر امتیاز دیا۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ علی عادل شاہ بیجاپوری نے اس سرای فانی سے دار البقا کو انتقال کیا کوئی وارث ملک باقی نہ تھا مگر سکندر جسکو علی عادل خان نے بجائے بیٹے کے پرورش کیا تھا۔ امراء بیجاپور نے جو اکثر غلام ہین اُسکو بادشاہ بنایا ہے وہ مجہول النسب تھا بعض امرا اُس سے موافقت نہین رکھتے ہین تو شاہجہان نے اورنگ زیب کو حکم دیا کہ خود بیجاپور مین جا کر اس ملک اور قلعہ کو تصرف مین لائے اور اس مہم مین اوسکی معاونت کے لئے اپنی پاس سے معظم خان کو رخصت کیا اور حکم صادر کیا کہ جہاں اورنگ زیب اپنے بیٹے محمد امین خان کو سپرد کرے کہ رائے رایان کی رفاقت مین مالی و ملکی کامون کا اجرا کرے۔ مہابت خان خان جہان

ونجابت خان وشاہ نواز خان وغیرہ کو حضور وصوبجات سے اور سو نامی و روشناس
کم منصب ملازموں کو بادشاہزادہ کی ہمراہی کے لئے متعین کیا خانجہان کو حکم دیا کہ جب تک
شاہزادہ مہم سے واپس آئے وہ اورنگ آباد میں رہے معظم خان کو روز ملازمت سے تا
تاریخ رخصت پانچ لاکھ روپیہ نقد سوای جواہر و اسپ و فیل کے مرحمت کیے۔

دولتخانہ مخلص پور یا فیض آباد

اندنوں میں دار الخلافہ میں وباتھی مسلمانوں کے مذہب میں جہاں طاعون ہو وہاں
سے جانا اور وہاں آنا دونو منع ہیں اسلیئے بادشاہ نے فضلا سے اس باب میں
پوچھا تو انہوں نے بروایت مختلف بادشاہ کو شکار کے لئے جانے کی اجازت دی ۱۹
ربیع الاول ۱۰۶۶ھ کو کنار گنگات کلنگ کے شکار کے لئے گیا۔ سہارنپور میں شاہجہان آباد
سے ۴۷ کوس پر ایک موضع مخلص پور تھا۔ یہاں موسم گرما میں سرد ہوا چلتی تھی۔ اور
دار الخلافہ سے کشتی وہاں تک جاتی تھی۔ بادشاہ مخلص پور میں آیا۔ یہاں ۲۸ سنہ جلوس میں
اس نے عمارت بنانے کا حکم دیا تھا۔ دو سال دو ماہ میں پانچ لاکھ روپیے میں یہاں
عمارات دولتخانہ و خوابگاہ و غسلخانہ جھروکہ درشن خاص و عام و حوض و باغ و
نہر تعمیر ہوئے یہاں کی آب و ہوا کے خوش ہونے کے سبب سے مخلص پور کا نام فیض آباد
بادشاہ نے رکھا اور اسکے محاصل پرگنات سے سوا منبع تیس لاکھ دام کی جمع کے لئے جدا کیے

شاہجہان آباد کی فصیل

۱۲ سنہ جلوس میں شاہجہان آباد کی فصیل ڈیڑھ لاکھ روپیہ میں سنگ گل سے بنائی گئی
تھی وہ بارش کی کثرت سے جابجا سے گر گئی اور آمد و رفت میں دراڑیں پڑ گئیں۔
۲۲ ربیع الاول ۲۵ سنہ جلوس میں سنگ و صاروج سے فصیل بننی شروع ہوئی طول
میں چھ ہزار تین سو چوسٹھ گز تھی اس میں ۲۷ برج تھے اور گیارہ دروازے چھوٹے بڑے
اسکا عرض ۴ گز اور ارتفاع کنگوروں تک ۹ گز تھا چار لاکھ روپیہ میں تیار ہوئی۔

## سوانح سال سی و یکم ۱۰۶۷ھ

علی مردان خان کا مرنا

امیر الامرا علی مردان خان مرض اسہال میں مبتلا ہوا۔ بادشاہ کی خدمت سے
کشمیر کو رخصت ہوا یہاں کی آب و ہوا اسکے مزاج کے موافق تھی ماچھیوارہ میں ضعف و ناتوانی

کے غلبہ کے سبب سے کشتی میں سوار ہو کر تہارہ میں پہنچا تھا کہ ۱۲ رجب ۱۰۶۷ھ کو دنیا سے
رخصت ہوا۔ لاہور میں اپنی ماں کے مقبرہ میں دفن ہوا۔ وہ ہفت ہزاری ہفت
ہزار سوار پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا منصب اور ایک کروڑ دام جسکے تین لاکھ
روپیہ ہوتے ہیں انعام رکھتا تھا۔ پادشاہ کو اسکے مرنے کا کمال ملال ہوا وہ ایک امیر باتدبیر
کار دیدہ تھا۔ پادشاہ نے اسکی اولاد اور اسکے لائق نوکرون کو بڑھا دیا امیرالامراء مرحوم
کے کل متروکات نقد و جنس ایک کروڑ روپیہ کے تھے جسمین تیس لاکھ روپیہ اس کے بڑے بیٹے
ابراہیم خان کو اور بیس لاکھ روپیہ باقی تین بیٹون کو دیئے اور پچاس لاکھ روپیہ بعوض مطالبہ
سرکار ضبط کیا۔

معظم خان پادشاہ سے رخصت ہو کر مع اپنی افواج کے کوچ بکوچ چلکر ۲۸ ربیع الثانی
کو شاہزادہ اورنگ زیب پاس پہنچ گیا۔ اورنگ زیب اسی تاریخ بے توقف لشکر شاہی
اور اپنے ملازمون کو ہمراہ لیکر مقصد کی طرف راہی ہوا۔ چودہ روز مین نواحی چاندور مین
پہنچا۔ یہان ملی محلدار خان کو بمع قندازون کی فوج دیکر متعین کیا کہ وہ راہ کی حراست
اور رسد کی سربراہی کرے۔ دوسرے روز قلعہ بیدر کے نزدیک ڈیرے ڈالے یہان کا
قلعہ دار سیدی مرجان تھا وہ ابراہیم عادل شاہ کا بڑا پرانا نوکر تھا۔ تیس سال سے قلعہ
کی حراست کرتا تھا قلعہ داری کا سامان مواد مہیا رکھتا تھا۔ قریب ہزار سوار اور چار ہزار
پیادے تفنگچی و باندار و توپ انداز اسکے ہمراہ تھے قلعہ کی نگاہداشت کے لئے اس نے برج
و بارہ و مداخل و مخارج کو درست کیا اور مقابلہ کے لئے مستعد ہوا اس قلعہ کا دور چار
ہزار پانسو ذراع اور ارتفاع بارہ ذراع اور تین خندق عمیق ۲۵ گز اور عرض
پنبارہ گز پتھر مین کندہ تھین اورنگ زیب نے اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ کیا معظم خان قلعہ
کے گرد پھرا اور حصار کے چارون طرف کی دیوارون کو خوب دیکھا بھالا کر مورچالون
کی جگہ اس نے مقرر کی اور وہان بندہای شاہی اور اپنے ملازم مقرر کیے باوجودیکہ قلعہ
ارک کے برج و بارہ سے لشکر شاہی پر توپ و تفنگ آگ برساتے تھے مگر دس روز

معظم خان کا اورنگ زیب پاس پہنچنا اور اورنگ زیب کا ... قلعہ بیدر کا فتح کرنا اور ... قلعہ ... کرنا

عرصہ مین معظم خان او سردار خندق کے کنارہ پر پہنچ گئے اور خندق کو بھرنا شروع کیا۔ مورچالون مین اہل حصار نے جان بازی کر کے کئی دفعہ حملے کئے بہت نقصان اوٹھا کر اور گشتہ او زخمی ہو کر قلعہ مین چلے گئے۔ بادشاہی لشکر نے توپون سے دو برج اور دیوارہ پایین کے کنگورے ڈھا دئے۔ ۱۴ جمادی الثانی سنہ ۱۰۶۶ جلوس کو محمد مراد نے برقندازون اور ملازمان شاہی کی ایک جماعت لیکر ایکبار دفعہ اپنے مورچل سے حرکت کر کے یورش کی اور معظم خان کے مورچل کے محاذی برج کے اطراف و جوانب مین نردبانین لگائین اور اوپر چڑھ گیا۔ مرجان قلعہ دار نے برج مذکور کے عقب مین ایک بڑا حجرہ (گھر غار) بنایا تھا اسکو باروت و حقہ و بان سے بھرا تھا وہ مع اپنے آٹھون بیٹون اور کل جمعیت کے برج پر ایستادہ ہوکر بہادرانہ جلیسا کہ چاہیئے لڑا اس اثنا مین حجرہ مذکورہ مین ایک بان جو وہ لشکر شاہی پر مارتا تھا جا پڑا اور باروت مین آگ لگ گئی دفعتہً شعلہ بلند ہوا۔ بہت آدمی مر گئے اور سیدی مرجان اور اسکے دو بیٹے کچھ جل گئے جو جلنے سے بچے تھے وہ سیدی مرجان اور اسکے دو بیٹون کو اٹھا کر ارک مین لے گئے۔ لشکر شاہی اطراف سے قلعہ مین داخل ہوا اور دشمن پر حملہ آور ہوا ایک جماعت کو قتل کیا اور اعلام نصرت کو بلند کیا اور کوس فتح کا ڈنکا بجایا شہر کی محافظت کے لئے مہابت خان و محمد بیگ دارو غہ توپخانہ کو مقرر کیا۔ قلعدار نے کمال عجز و فروتنی سے امان طلب کی۔ ملک حسین امان نامہ لیکر گیا مرجان سوختہ جان مین حرکت کی طاقت نہ تھی اُس نے اپنے بیٹون کے ہمراہ کنجیان بھیجدین۔ شاہزادہ نے انکو خلعت دئے اور بادشاہی نوازش کا امیدوار کیا دوسرے روز سیدی مرجان نے جان مالک کو سپرد کی۔ شہزادہ قلعہ مین گیا اور وہان مسجد مین جو دو سو برس ہوئے کہ حکومت بہمنیہ مین تعمیر ہوئی تھی۔ بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ ستائیس روز مین یہ قلعہ آسانی سے فتح ہو گیا اور دس لاکھ روپیہ نقد اور آٹھ لاکھ روپیہ کا سرمایہ باروت و غلہ اور اور مواد قلعہ داری اور دو سو تیس توپین ہاتھ آئین۔

سرحد تلنگانہ نے متصل بیدر ایک معمور و خوش عمارت شہر ہے ہندوستان کے باستانی نامون مین لکھا ہے کہ پہلے یہ راجایان دکن کا حاکم نشین تھا۔ ہمیشہ کرناٹک و مرہٹہ و تلنگ کے

راجہ رائے بیدر کی اطاعت کرتے تھے۔ نل راجہ مالوہ کی معشوقہ دمن مرزبان بیدر بھیم سین کی دختر تھی جسکی داستان کو شیخ فیضی نے نظم کرکے نلدمن نام رکھاہے اوّل سلطان محمد ولد سلطان تغلق نے بیدر کو فتح کیا۔ پھر وہ سلاطین بہمنیہ کے ہاتھ مین منتقل ہوا۔ پھر بیجاپوریون کے تصرف مین آیا اب ممالک محروسہ مین داخل ہوا۔

شہزادہ نے سُنا کہ گلبرگہ مین عادل خان کے لشکر کی ایک جمع کثیر لڑائی کے قصد سے فراہم ہوتی ہی تو اُسنے مہابت خان کو حکم دیا کہ پندرہ ہزار سوار جوش اسپہ رزم آزمودہ ساتھ لیجائے اور اس سرزمین مین آبادی کا نشان نہ چھوڑے عمارت کی بنیادین اُکھیڑ کر جغد و بوم کے لئے گلستان بنائے۔ ابھی خان مذکور نواحی بیدر سے راہی نہین ہوا تھا کہ دوپہر کو غنیم کے دو ہزار سوار ان نے لشکر سے تین کروہ کے فاصلہ پر بنجارہ کے بیلون کو جو چراگاہ مین گئے تھے اپنے آگے رکھا اور اپنی قرارگاہ کو روانہ ہوئی۔ معظم خان نے دلیر خان و رتن و بندہاے بادشاہی اور محمد مراد کو اپنی جمعیت کے ساتھ بھیجا کہ وہ مواشی کو چھڑائین اور غنیم کی تنبیہ کرین۔ یہ لشکر گرم عنان ہوکر دشمن کے سر پر جا چڑھا اور ایک گروہ انبوہ کو قتل کیا اور ساری مواشی چھین لئی۔ معرکہ سے دشمن اُفتان و خیزان بھاگ گئی لشکر شاہی واپس آیا دوسری جانب سے اس کام مین افضل نے سب سے زیادہ پیش قدمی کی تھی جب اُسنے یہ خبر سُنی تو وہ کلیانی مین نہ گیا اور اپنے سران لشکر سے جاملا۔ مہابت خان کلیانی کو پسِ سپر اور پائمال و غارت کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اثناے راہ مین ہر روز غنیم کی سپاہ اپنی سیاہی دکھاتی۔ مگر آگے نہ بڑھتی۔ لشکر شاہی اُن پر تاخت کرکے بھگا دیتا ۸ رجب کو خان محمد و افضل و رستم پسر رندولہ مع اپنے سپاہیون اور ریحان کے بیٹون کے قریب بیس ہزار کے سوارون کو لیکر وقت دیکھکر لشکر شاہی کی اطراف مین شوخیان و خیرگی کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ دشمنون کا کام خیرہ چشمی سے چیرہ دستی پر پہنچا اور پیش بازی اور دستبازی کرنے لگے۔ مہابت خان نے لشکر کی حفاظت سو بھان سنگھ کو سپرد کی اور خود اُسنے راو ستر سال و جلال کاکر وغیرہ کو جو اس فوج کے ہراول تھے ہمراہ لیا۔ بر الغار فوج کی برابر غنیم آیا جسکا سردار دلیر خان تھا اور اسپر بان اندازی شروع کی

اور دارو گیر مین بازو کھولے مہابت خان آئین سرداری کو مرعی رکھتا تھا ہر طرف کی خبر
لیتا تھا۔ جب اسنے دیکھا کہ اخلاص خان اور دلیر خان پر کار تنگ ہوا ہے تو اسنے غنیم پر ایسا
حملہ نمایان کیا کہ اسکے پاؤن اکھڑ گئے اور اپنے مقر پر بھاگ گیا۔ فتحمندون نے تعاقب کیا۔ اور
بہت دشمنون کو ہلاک کیا۔ بادشاہزادہ نے حقیقت حال کو معروض کیا اور غنیم کی کثرت
اور جنگ گبر نیر پر نظر کرنے کے لئے التماس کیا غنیم کا اثر باقی نہ تھا۔ اسلئے ایک روز توقف
کرکے کمک بھیجنے سے پہلے معاودت کی۔ غنیم کے اشارہ سے سیوا و شاہجی بھونسلہ نے سر اٹھایا
پرگنہ راسین و قصبہ چمارکوندہ اور بعض بعض محال کے تھانہ دارون کی غفلت سے نواحی
احمدنگر مین انہون نے تاخت کی بادشاہزادہ نے نصرت خان و کار طلب خان اور
ایرج خان کو تین ہزار سوارون کے ساتھ انکی تنبیہ کے لئے بھیجا اور راؤ کرن کو جو اورنگ آباد
سے بیدر کو آتا تھا حکم دیا کہ احمدنگر مین پہنچکر سرداران مذکور کے ساتھ متفق ہو کر غنیم کو ہٹائے۔
شاہزادہ نے سلطان محمد معظم کو افتخار خان کے ساتھ قلعہ بیدر مین چھوڑا اور خود ۲۳ رجب کو
قلعہ کلیانی کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ سکبارو جریدہ سفر کرکے ۲۹ رجب کو سرزمین کلیانی پر
آگیا۔ اسی تاریخ اسکے برج و بارہ کو دیکھکر محاصرہ مین مشغول ہوا۔ اس حال مین متحصنون نے
تفنگ و تمام آلات جنگ کے چلانے مین ہاتھ کھولے معظم خان اور سردارون نے ملچار اور
دمدمے بنائے۔ اور یہ قصد کیا کہ جسطرح ہوسکے پائے حصار مین پہنچین ہر چند قلعہ نشینون
نے توپ و تفنگ سے ان پر آگ اولون کی طرح برسائی اور مدافعت مین بہت کوشش
کی اور لشکر شاہی کے بہت آدمیون کو زخمی و کشتہ کیا مگر وہ اپنی کوشش سے باز نہ آیا اور
معظم خان ۸ شعبان کو خندق کے کنارہ پر پہنچ گیا اور اہل قلعہ کو تنگ کیا۔ غنیم کے آدمی
مور و ملخ سے زیادہ صحرا مین پھیل کر رسد کے سدراہ ہوتے۔ بڑے بڑے سردار دس
دس ہزار سوارون کے ساتھ ایک دو دفعہ کہین تاخت مین لائے۔ ایکدفعہ کہی آئی تھی کہ
غنیم کے بیس ہزار سوارون نے اسکو چارون طرف سے گھیر لیا۔ تیر و شمشیر و بان و تفنگ
سے خوب ہنگامہ جنگ گرم ہوا۔ بیش قیمت جانون کا نرخ ارزان ہوا تو کچھ

ایک حشر برپا ہوا - راجہ رائسنگہ زخمی ہوا - راجپوتون نے بڑی بہادری دکھائی
اخلاص خان سوبھان سنگہ بھی زخمی ہوئے - آخرکار دشمنون کو لشکر شاہی نے بھگایا -
اور ملک کو غارت کیا اور گلبرگہ پر تصرف پایا اب ہم پھر قلعہ کلیانی کے محاصرہ کا حال
لکھتے ہین کہ خندق کے کنارہ پر مورچے پہنچے اور توپ کی ضربون سے اکثر کنگورے
اڑ گئے تو بادشاہی آدمیون نے خندق کا بھرنا شروع کیا - ۱۹ رجب تک اُسکے بعض حصے
بھر دیے باوجودیکہ غنیم شوخی و خیرگی کرتا تھا مگر بادشاہزادہ انکی تنبیہ پر متوجہ نہین ہوتا
تھا اسکی ساری توجہ اسپر تھی کہ قلعہ کو فتح کرے عادلخانیہ افواج کے دفع مین کماینبغی مقید
نہ ہوتا تھا اس سبب سے غنیم دلیر ہوتا تھا اور قدم آگے بڑھاتا تھا اسکے تیس ہزار سوارون نے
لشکر سے چھہ کروہ پر اپنا بنگاہ بنایا اور وہان سے جریدہ جدا ہو کر لشکر سے دو کروہ پر
قیام کیا - شاہزادہ سمجھتا تھا کہ غنیم کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح سے میری خاطر کو پریشان کرے
جسکے سبب سے تسخیر قلعہ کا معاملہ تاخیر مین پڑے اورنگ زیب نے از راہ مصلحت یہ شہرت دی
کہ لشکر بھالکی کیطرف رسد لانے کے لئے جاتا ہے اور ۲۴ شعبان کو اسنے راجہ رائسنگہ
اور اخلاص خان وغیرہ کو لشکر اور مورچالون کی محافظت کے لئے مقرر کیا فوج قول کو
خود زینت دی اور غنیم سے لڑنے چلا - سلطان محمد کو تابینیون کی ایک جماعت کے ساتھ
التمش بنایا اور معظم خان و نجابت خان و راجہ سوبھان سنگہ بندیلہ و دلیر خان وغیرہ
کو ہراول اور شاہ نواز خان و راؤ ستر سال وغیرہ کو جرانغار بنایا - یہ لشکر جب خیمون سے نکلا
تو غنیم کے تیس ہزار سوارون کی سیاہی نمودار ہوئی - اور بہلول کے بیٹون نے جو لشکر غنیم
کے ہراول تھے دلیری کرکے بادشاہی لشکر کے ہراول سے لڑائی شروع کی دلیر خان پر شمشیر
چلائی مگر وہ بچ گیا - چارون طرف سے دشمنون نے ہجوم کیا لشکر شاہی اپنی جگہ قائم
رہا آگے نہ بڑھا کہ دشمن شیر ہو کر اسپر آیا تو پھر لشکر شاہی نے بھی گھوڑے دوڑا کر اُس پر
حملہ کیا اور غنیم نے سخت مقابلہ کیا - بادشاہی چند امیر کشتہ ہوئے - شاہ نواز خان و
راؤ ستر سال و شمس الدین خویشگی و معظم خان و نجابت خان دائین بائین طرف سے آئے

اور دشمنون پر دلیرانہ حملہ کیا اور انکو پاشان و پریشان کیا۔ مخالفون نے فرار کیا تو انکا بنگاہ تک لشکر شاہی نے تعاقب کیا اور اُنکے خیمہ و خرگاہ کو جلایا اور حتی الامکان قتل و آسیر سے باز نہ آیا اس سبب سے کہ قلعہ کے محاصرہ کا خیال تھا۔ مورچون کی خبر لینی ضرور تھی اور غنیم کا پتا نہ تھا۔ تعاقب زیادہ ضروری نہ تھا شام کے وقت لشکر اپنے ڈیرون مین چلا آیا نصرت خان وغیرہ جب احمد نگر پہنچے تو ایک بارگی سیواجی پرگہ اُس سرزمین مین فساد اُٹھا رہا تھا حملہ آور ہوئے اور مخالفون کو گھیر لیا اور ایک جمع کثیر کو زخمی و قتل کیا۔ دشمن بھاگ گیا اور یہ مقرر ہوا کہ کارطلب خان نواحی جنیر مین اور عبد المنعم پسر مرزا خان ہوشدار خان بجمار گونده اور نصرت خان و ایرج خان پاندیہ مین قلعہ پرینده کے محاذی توقف کرین تاکہ پرگنات لٹیرون کے آسیب سے سالم و امین رہین کسی کو رعایا کے حال کے تعرض کی مجال نہ ہو۔۔

اس ماہ مین زرقوم کا صحرا بہت تھا سردار کے حکم سے خندق کو زیادہ تر زرقوم سے پُر کرتے تھے حصار گزین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہمیشہ نقب مین باروت بھر کر یا اوپر سے بہت سی گھانس مین آگ لگا کر خندق مین پھینکتے تو چوب زقوم جلجاتی اور خندق خالی ہوجاتی پھر از سر نو تردد کرنا پڑتا اور اس سبب سے یورش کے کام مین دیر لگتی۔ اورنگ زیب کے حکم سے خندق خاک پتھرون سے بھری گئی ۲ اسی تاریخ ملک حسین و فتح خان و سیلہ محمد بیگ دارو غہ توپخانہ کو دو ہزار سوارون کے ساتھ اورنگ زیب نے قلعہ پلٹینگہ کی فتح کے لئے روانہ کئے اُس قلعہ کو گو اہل قلعہ نے انکا مقابلہ کیا مگر انہون نے سرسواری اسکو فتح کر لیا ایسے ہی جھجولی کی فتح کے لئے شیخ میر بھیجا گیا پہلے ہی سے خوف کے مارے قلعہ دار بھاگ گیا بے تصدیع یہ قلعہ تصرف مین آیا۔ سپاہ لوٹ سے معمول ہوئی۔

سیوم ماہ مذکور کو شاہزادہ سلطان محمد معظم او معظم خان و نجابت خان و راے ستر سال اور مرزا سلطان و دلیر خان وغیرہ مخالفون کی دفع کے لئے روانہ ہوئے جو مکرر الفش پاکر متفرق ہوگئے مگر پھر وہ جمع ہو گئے وہ یہ چاہتے تھے کہ قلعہ کے لینے مین مخل ہون

اورنگ زیب نے سرداران لشکر کو تاکید سے حکم دیا کہ سعی و کوشش کر کے انکو ایسا پریشان کریں کہ
پھر انکو لڑنے کا خیال ہی نہ پیدا ہو یہ لشکر دو گروہ چلا تھا کہ غنیم کا لشکر نمودار ہوا۔ اس کے
قلب پر لشکر شاہی نے حملہ کیا اور تھوڑی دیر میں مخالفوں کو بے جا و بے پا کیا۔ دو گروہ تک
تعاقب کیا۔ اثنائے رہ نوردی میں بہت سے دہات و قریات کو غارت کیا اور خشک و تر کو
جلایا اور آخر روز گلبرگہ میں پہنچے۔ حسب الامر ایک جماعت کو مزار محمد گیسو دراز کی محافظت کے لئے
مقرر کیا اور ایک اور جماعت کو اس سرزمین کی تاخت و تاراج کے لئے روانہ کیا

جب قلعہ کی خندق خاک و پتھر سے پر ہوئی اور برج مع فصیل کے توپوں کی ضرب سے خراب ہوئے
تو ۲۸ تاریخ کو دلاوریوں کے ذریعہ سے اس برج پر چڑھ گئے جسکے محاذی پختہ دیوار کھنچی ہوئی تھی
اوّل اسی دیوار کو ڈھایا۔ اگرچہ قلعہ کے اندر مدافعہ و مجادلہ میں متحصن ساعی ہوئے بان و تیر و
تفنگ مار کر بازار کارزار اور ہنگامہ جنگ کو انہوں نے رونق دی حقہائے باروت و سحابہائے
نفت آمود و پشتوارہائے کاہ کو آگ لگا کے اوپر سے پھینکتے تھے۔ مگر بادشاہی لشکر کے دلاور
اسکو گلزار سمجھتے تھے۔ سب کے سب ایک دفعہ قلعہ کے اندر داخل ہوئے۔ دلاور حبشی نے جو عادلخان
کی طرف سے دو ہزار پانچ سو سپاہیوں کے ساتھ قلعہ کی حفاظت کرتا تھا اپنے تئیں معرض ہلاک
میں دیکھ کر ایک عرضداشت بھیجی جسمیں اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے جرائم کی معافی مانگی۔ چونکہ
قلعہ میں اکثر سید تھے اسلئے بمقتضائے دینداری و مروت و فتوت کل قلعہ نشینوں کے جان و
مال کی امان دی گئی اور حکم دیا کہ وہ مع عیال و اطفال سب قلعہ سے باہر چلے آئیں دوسرے
روز غرہ ذی قعدہ سنہ ۶۷ کو قلعہ دار قلعہ کی کنجیاں لیکر خدمت عالی میں آیا اور بیجاپور جانے
کی اجازت مانگی۔ اورنگزیب نے قلعہ پر قبضہ کیا اور بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور
دلاور کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ بادشاہ کو جب ان قلعوں کی فتوحات کی خبر پہنچی تو اس نے
بیدر کا نام ظفرآباد رکھا معظم خان کو ولایت کرناٹک جسکی جمع چار کروڑ دام تھی بطریق انعام
عنایت کی اور امرا و سرداروں کو مناصب دئے اور جاگیریں دیکر بالامال کر دیا۔ جانشین عادلخان
نے بھی اطاعت اختیار کی اور مقرر ہوا کہ ایک کروڑ پچاس لاکھ روپئے بطریق پیش کش کے بھیجے

قلعہ پرنیدہ مع لواحق اور قلاع و ولایت کونکن اور محال و نکو پادشاہی ملازمون کے حوالہ کرے۔ جب اورنگ زیب کی عرضداشت مین یہ حال لکھا ہوا پادشاہ کی خدمت مین گیا تو اُنھنے پچاس لاکھ روپیہ پیش کش مین معاف کیا اور اورنگ زیب کو حکم ہوا کہ وہ اورنگ آباد مین جائے۔ اور قاضی نظاما کو پیش کش کے وصول کیلئے بھیجے معظم خان کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ پرنیدہ و قلاع ولایت کوکن و ونکو مین تھانے بٹھائے اور قاضی نظاما جب واپس آئے تو پیش کش کو ہمراہ لیکر پادشاہ کی خدمت مین آئے۔

شاہجہان کی بیماری

تیس برس کی سلطنت کے بعد شاہ جہان کے بھی بھلے دن گئے بُرے دن آئے اس سے عیش و عشرت کی جگہ مصیبت و آفت نے اور سلطنت کی جا عزلت نے چھین لی شاہجہان آباد مین ۷ ذی الحجہ سنہ ۶۷ کو پادشاہ کا اوّل پیشاب بند ہوا۔ پھر مواد دموی کے ازدیاد سے اعضاء اسفل مین ورم ہوا۔ اطبار کے علاج نے کچھ فائدہ نہین کیا مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی۔ ایک ہفتہ مین رفتہ رفتہ سلسل بول و قبض طبیعت اور ورم زیر ناف ہوگیا ان امراض نے ایسا زور پکڑا کہ اسکو مُردہ کی شکل بنا دیا۔ سات روز تک مُنہ مین کھیل کا دانہ تک اُتر کر نہین گیا۔ اطبار کے مبالغہ سے پادشاہ نے کچھ شوربا پیا۔ شیرخشت سی فائدہ ہوا۔ ضعف کچھ کم ہوا ان دنون مین صرف داراشکوہ اور بعض امرا مقرب پادشاہ کے دیدار سے مشرف ہوتے تھے مگر اور سب محروم تھے۔ ۱۵ ذی الحجہ کو جھروکہ خوابگاہ مین پادشاہ بیٹھا سب لوگ کورنش بجالاے۔ خلق کا اضطراب کم ہوا اسی تاریخ داراشکوہ کے منصب کا اضافہ کرکے منصب پنجاہ ہزاری چہل ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ عنایت کیا اور ایک کرُوڑ دام انعام سابق ولاحق ملکہ بیس کرُوڑ دام ہوئے۔ ساڑھے سات لاکھ روپیہ زکاۃ سائر دارالخلافہ کا معاف کیا۔ اور حکم دیا کہ جہان مین جاؤن وہان کی زکاۃ معاف ہو پانچ ہزار مہر ارباب استحقاق مین تقسیم کرنے کیلئے فاضلخان و رضوی خان و سید ہدایت اللہ کو دئیے بہت سے قیدی چھوڑ دئیے بغیر اسکے کہ اُنکے جرائم کا استفسار کیا گیا ہو۔ ۱۹ محرم سنہ ۶۸ کو پادشاہ نے پھر اپنا دیدار خلائق کو جھروکہ مین دکھایا اور ۲۰ محرم کو شاہجہان آباد سے اکبر آباد

روانہ ہوا۔ ۸ صفر سنہ ۱۰۶۸ کو اکبرآباد سے تین کروہ پر جمنا کے کنارہ آیا۔ منجموں نے دولت خانہ کو جانے کی تاریخ ۱۹ صفر مقرر کی۔ ماء اللحم و اشربہ مقویہ پینے سے طبیعت بحال ہوئی اور روز بروز صحت ہوتی گئی۔ بادشاہ اپنے دولت خانہ میں گیا اور جشن قمری اڑسٹھ سال کے ختم ہونے اور اُنہترویں برس شروع ہونے کا ہوا۔ بادشاہ کو دارا سب بیٹوں میں زیادہ پیارا تھا اسکو منصب شصت ہزاری چہل ہزار سوار سی ہزار دو اسپہ و سہ اسپہ کا عنایت کیا اور ایک تسبیح مروارید قیمتی آٹھ لاکھ روپئے کی اور مرصع آلات چودہ لاکھ روپئے کے دئیے اس منصب کی تمام طلب مع انعام ۸۴ کروڑ دام تھی اور سالانہ حاصل اسکا دو کروڑ سات لاکھ پچاس ہزار روپیہ تھا۔ اسپر صوبہ بہار اور ضمیمہ ہوا۔

## سوانح سال سی و دوم جلوس سنہ ۱۰۶۸۔

اب آیندہ اس بادشاہ کے واقعات سلطنت صرف اسکی اولاد کے فساد میں اس لئے اسکی اولاد کی استعداد لیاقت و خصائل کا ذکر اول کیا جاتا ہے۔ تم پہلے پڑھ آئے ہو کہ آصفخان کی بیٹی ممتاز الزمانی بیگم شاہجہان کی بیوی تھی اسکے بطن سے اس وقت چار بیٹے سلطان دارا شکوہ و مرزا شجاع و مرزا اورنگ زیب و مرزا مراد زندہ تھے اور دو بیٹیاں بادشاہ بیگم اور روشن آرا بیگم۔ باپ نے ان چاروں بیٹوں کو اوضاع محمودہ و آداب ستودہ و پسندیدہ و اطوار برگزیدہ کی تعلیم کرائی تھی اور ہر ایک کو ایک وسیع ملک اور فسیح مملکت عنایت کی تھی اور سر رشتہ انتظام و بست و کشاد مہام مملکت انہیں کی رائے پر چھوڑا تھا۔ نزدیک و دور کے ممالک کی تسخیر ان سے کرائی تھی۔ چاروں بیٹے امورات سلطنت میں کوئی نہ کوئی لیاقت رکھتا تھا وہ اپنی بلند نظری کے سبب آپس میں رشک و حسد رکھتے تھے ایک کی برتری اور عظمت کو دوسرا نہ دیکھ سکتا تھا۔ سلطان دارا شکوہ سب میں بڑا بیٹا تھا اس وقت بیالیس برس کا تھا وہ بادشاہ کو ایسا عزیز تھا کہ اسکی دوری کبھی اسکو پسند نہ ہوئی وہ ہر وقت باپ کا انیس جلیس رہتا تھا بادشاہ نے اسکو سب بیٹوں پر فوقیت دی تھی اور اپنا ولیعہد بنایا تھا۔ یہ شاہزادہ دل کا شجاع اور ہاتھ کا سخی و طبیعت کا آزاد تھا۔ بادشاہت کی شان و شوکت

شاہجہان کے بیٹوں اور بیٹیوں کی عادات و خصائل

اور فوج کی حکومت کی لیاقت رکھتا تھا مگر کسی شخص کو جو فخر و عزت کا خواہان ہوا اُسکو مغلوب کرنا چاہتا تھا اس لئے شاہجہان اُسے کہا کرتا تھا کہ وہ برون کے لئے بھلا اور بھلون کے لئے برا ہے۔ دشمنون سے انتقام لینے مین بے صبر و شکیب تھا احتیاط و حزم کے معمولی قواعد کو مکر اور نامردی جانتا تھا۔ اس مزاج اور شہزادہ پن کے ساتھ تصوف و ویدانت مین ڈوبا ہوا تھا وہ کفر و اسلام کو برادر توام سمجھتا تھا وہ اپنے پردادا اکبر کے مدرسہ کا طالب علم تھا ہندو مسلمانون کو متحد کرنا چاہتا تھا وہ فرنگیون کا بھی مربی تھا۔ انجنیر اور توپ خانہ کے افسر فرنگی اسکے نوکر تھے جنکے نام فرانسیسی ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ بوزی صاحب فلیمش پادری کے مواعظ دینیہ کو بہت رغبت سے سنتا تھا۔ ہندو مسلمانون کو ایک مذہب کرنا چاہتا تھا۔ فقیرون اور ہندوؤن کی صحبت کا شوق تھا انکی کتابین پڑھتا اور ترجمہ کرتا۔ دلی مین بنارس سے پنڈت بلوائے اور پچاس وید کے اپنشید کا ترجمہ فارسی زبان مین کرایا۔ یہ ترجمہ رمضان سنہ ۱۰۶۷ مین ختم ہوا تھا۔ اُس نے ایک کتاب ہندو مسلمانون کی تطبیق مین لکھی۔ اس قسم کی تصنیفات وہ عربی فارسی مین خود کرتا اور عالمون سے کراتا اس سبب سے مسلمان اسکو اپنے اسلام کا دشمن اور ہندو اسکو اپنے مذہب کا معاون جانتے تھے۔ بحیثیت مجموعی اسکا مزاج ایسا تھا کہ اسکے دشمن بہت اور دوست تھوڑے تھے گو وہ شیرین کلام تھا مگر ایک قسم کا غرور و گھمنڈ ایسا رکھتا تھا کہ لوگ اس سے مانوس کم ہوتے تھے۔ مرزا شجاع اُس سے چھوٹا بھائی تھا اس وقت چالیس برس کا تھا اور بنگال مین صوبہ دار تھا اگرچہ فطری عالی دماغ تھا مگر عیش و عشرت مین ڈوبا رہتا تھا اور شراب کی بلا مین ایسا مبتلا تھا کہ کور مغز ہو گیا تھا۔ اگرچہ اہل سنت و جماعت کے گھر مین پیدا ہوا تھا مگر شیعون سے ایسا اتحاد اور ارتباط رکھتا کہ شیعہ مشہور ہو گیا تھا اہل سنت کی نظر اس پر بری طرح پڑتی تھی شاہجہان نے اس شہزادہ کی نسبت کہا ہے کہ شجاع غیر از سیر چشمی وصفے ندارد اس سے چھوٹا بھائی اورنگ زیب ۳۹ برس کا تھا اور دکن مین صوبہ دار تھا اسکا مزاج اپنی ساری خاندان سے نرالا تھا اس نے آیندہ اپنی سلطنت ایک نئے رنگ ڈھنگ سے کی وہ دل کا شجاع

مزاج کا تحمل طبیعت کا متین تھا۔ ملاقات میں متواضع منکسر اور آداب کا پابند۔ گفتگو میں شیرین کلام
جو بات منہ سے نکالتا سوچ سمجھ کر۔ عاقبت اندیش اور دوربین ایسا کہ برسوں پہلے سے ہر بات کی
پیش بندی اور منصوبے کیا کرتا تھا۔ ہوشیار ایسا کہ چاروں طرف کان لگائے رکھتا۔ ملکی کاموں
میں جوڑ توڑ سے خوب واقف تھا۔ دل ایسا مستقل رکھتا تھا کہ کسی کے کہنے سے ڈھل مل نہیں ہوتا تھا۔ نہ
کسی کے بھڑکانے سے بھڑکے۔ نہ کسی کے ٹھنڈا کرنے سے ٹھنڈا ہو۔ دشمنوں کو اپنا دوست بنا لینا
اور دوستوں کو آپس میں دشمن بنا دینا اور انکو دق و حیران کرنا خوب جانتا تھا یوں تو نہایت سادہ
بے تکلف رہتا مگر وقت پر شاہانہ شان دکھاتا۔ لڑکپن میں ایسے پرہیزگار اور زہد شعار علماء سے
اسنے تعلیم پائی تھی کہ آغاز عمر میں وہ زہد و تقویٰ اور صوم و صلوٰۃ اور قرآن شریف کی تلاوت کا عادی
تھا نشست برخاست۔ رفتار گفتار کردار میں غرض ساری حرکات و سکنات میں ایک تعجب خیز
دینداری کی شان لئے ہوئے تھا۔ حرارت اسلامی اسکے رگ و پے میں ایسی بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ اپنے
مذہب کے لئے بڑی بڑی خطروں کے اٹھانے کو اپنا فخر و ناز جانتا تھا وہ اہل سنت و جماعت کے مذہب
پر اعتقاد کامل رکھتا تھا بعض اوقات اسکو دینداری کا جوش ایسا اٹھتا تھا کہ وہ اس دنیا کی دولت کو
ناچیز سمجھ کر اسکے تارک ہونے کا ارادہ کرتا تھا۔ چنانچہ ہمنے لکھا ہے کہ سنہ میں اسنے گوشہ نشینی و
خلوت گزینی کا ارادہ کر ہی لیا تھا۔ مگر باپ نے یہ سنکر اس ارادہ سے باز رکھا۔ کبھی کبھی اپنی خود کامی
اور بلند نظری کے ارادوں میں اور دغا و فریب کی چالوں میں شرعی حجتیں نکالا کرتا تھا۔ وہ کسی کا
نا اعتبار کرنے کو حزم و احتیاط جانتا تھا۔ باقی حال اسکی خصائل کا اسکی سلطنت و وفات کے بعد
بیان کرینگے شاہجہان نے اسکی نسبت کہا کہ ذی عزم و تاآل اندیش بہ نظر می آید اغلب کہ متکفل امر خطیر
ریاست تواند شد۔ مرزا مراد سب سے چھوٹا بھائی تھا۔ گجرات میں صوبہ دار تھا۔ ہاتھ کا سخی
دل کا دلاور تھا۔ مہمات عظیم میں بڑی بڑی فوجوں کی سپہ سالاری کر چکا تھا۔ مگر نرا شہزادہ تھا
وہ ایسی عقل نہیں رکھتا تھا کہ بادشاہی کے لئے داؤں پیچ کرتا۔ اس عقل پر ایک اور یہ کم بختی
تھی کہ عیش دوست تھا اسکی نسبت شاہجہان نے کہا ہے کہ مراد بخش مجہول الکیفیت بالکل شرب
ساختہ دائم الخمر است جہان آرا بیگم جسکو پادشاہ بیگم یا بیگم صاحب کہتی ہیں۔ وہ بڑی

صاحبزادی تھی وہ ایک عقل کی پتلی نور حسن سے آراستہ بادشاہ کی آنکھ کی مینک اور کلیجے کی ٹھنڈک تھی وہ امورات سلطنت مین بہت دخیل تھی۔ بادشاہ نے جو دولت اور جاگیرین اُس کو دین انکا ذکر اوپر ہو چکا ہے وہ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر رکھتی۔ وہ اپنے بھائی داراشکوہ سے بہت مانوس تھی اور بھائی بھی اسکو بہت چاہتا تھا۔ شاہجہان کو اپنی اولاد مین یہ بڑا بیٹا اور یہ بڑی بیٹی حد سے زیادہ عزیز تھے بیگم صاحب کی نسبت ڈاکٹر برنیر نے معلوم نہین یہ بازاری گپ کسی بھنگیر خانہ مین سُنکر یا اپنے ملک پر قیاس کرکے لکھی ہے کہ بیٹی کو باپ سے متہم کیا ہے اور لکھا ہے کہ شاہجہان اپنے اس کام کو درست اس وجہ سے جانتا تھا کہ علماء و فقہاء نے فتویٰ دیدیا تھا کہ بادشاہ کو اس درخت کے میوہ سے متمتع ہونے کو منع کرنا جو اُسنے خود لگایا ہو انصاف سے بعید ہے۔ ڈاکٹر نے جو اس عصمت مآب بیگم کے دامن پر دھبا لگایا ہے اسکو انکا خود یادری کے تور یون مٹاتا ہے کہ بیگم صاحب کی محبت مین گناہ کا شامل کرنا محض ایک افواہ عوام تھی جسکی بنیاد سوائے اہل دربار کی حسد کے کوئی ڈاکٹر نے پھر بیگم صاحب کی عشق بازی کے دو قصے تحریر کئے ہین اور لکھا ہے کہ مین بطور افسانہ سازی کے نہین لکھتا۔ بلکہ وہ واقعات تاریخی لکھتا ہون جس سے ہندوستانیون کا حال معلوم ہو جسکا مختصر بیان یہ ہے کہ بیگم صاحب نے ایک حسین جوان سے عشق پیدا کیا ایکدن شاہجہان بے خبر بیگم صاحب پاس گیا تو اس نے اپنے یار کو حمام کی ایک دیگ مین چھپایا۔ بادشاہ نے اسکو اس دیگ مین دم بخت اس طرح کیا کہ بیٹی سے کہا کہ ہمنے ابھی غسل نہین کیا ہے۔ خواجہ سراؤن کو حکم دیکر دیگ کے تلے آگ روشن کرائی اور بیٹی کے یار کو اس طرح فی النار کیا۔ دوسرا قصہ یہ گھڑا ہے کہ بیگم صاحب نے ایک ایرانی خانساماں ناظر خان کو پسند کیا جسکو شاہجہان نے پان مین ایسا زہر کھلایا کہ وہ گھر تک نہ پہنچ سکا راہ ہی مین موت آگئی ایک ظریف نے ان قصون کو سُنکر یہ شعر ڈاکٹر برنیر پڑھا کہ ؎ جعفر زٹلی نے کیا کیا کیا مکھی کو ململ کے بھینسا کیا۔ ہندوستان مین مسلمان بادشاہ جو بدکردار ہوئے ہین انہون نے بہت بڑے بُرے کام کئے ہین لیکن کسی نے یہ پاپ نہین کیا جو برنیر نے شاہجہان کے سر پر تھوپا ہے اور پھر اس پر یہ طرہ اور چڑھایا ہے

کہ مولویون سے فتوی لیکر اسکو جائز جانا ہے۔ ڈاکٹر نے بہت سی باتین ایسی ہی لکھی ہین کہ جسکے سبب سے
اسکی تصنیف پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔

بیگم صاحب سے چھوٹی بیٹی روشن آرا بیگم تھی جو عقل و صورت مین اور بادشاہ کے لاڈ و پیار مین بڑی
بہن کے برابر تھی مگر اپنے بھائی اورنگ زیب پر دل و جان سے فدا تھی محل سرای شاہی مین وہی اورنگ زیب
کی جاسوس تھی اپنے بھائی کو امورات سلطنت کی خبرین پہنچاتی تھی۔ شاہجہان نے ہر چند چاہا کہ بیٹون
مین طریقہ برادری ہمیشہ قائم رہی اور انمین اخوت و صداقت کو متانت ہو مگر اسکا اثر کچھہ مرتب ہوا
اور ساری نصائح اسکی ضائع گئین۔ فتنہ پرستون اور نار استون نے وہ داستانین بنائین اور
فساد کے افسون پھونکے کہ بھائیون مین ابواب پرخاش ستیز مفتوح ہوئے اور دلون مین رنجشین
پیدا ہوئین کہ باہم انتقام کے درپے ہوئے اور خویشتن داری کے سبب سے ہر ایک وقت قابو کا منتظر رہا۔

بادشاہ کی بیماری مین امورات سلطنت مین فتور پڑنا۔

جب بادشاہ بیمار ہوا تو دارا شکوہ نے وقت فرصت کو غنیمت جانکر امور سلطنت کا اختیار اپنے
کف اقتدار مین لیا اور وکلا سے دربار کے وقائع نویسون کے نہ لکھنے کا مچلکہ لیا اور بنگالہ و احمد آباد
و دکن کے قاصدون و مسافرون کی راہ بندی کی۔ مگر ڈاک چوکی کے ذریعہ سے بادشاہ کی بیماری
کی شدت اور اسکی طول مدت کی خبر پھیل گئی تھی۔ پھر نزدیک و دور کے صوبجات مین واقعی خبرون
کے نہ پہنچنے سے اور بادشاہ کے احوال نہ معلوم ہونے سے ہل چل پڑی واقعی خبرون کا پہنچنا
مواد فتنہ و فساد کے رفع کے لئے واجب عقلی و سخن شرعی تھا۔ اس ضمن مین بعض بداندیشون نے
اور ونکی پریشانی مین اپنی جمعیت اصلاح جانکر جھوٹی سچی اخبار نویسی شروع کی اور اپنی
عوائض خلاص آمیز ہر طرف بھیجکر معاملہ کو اور ہی رنگ مین دکھایا۔ بادشاہ نے اپنے حال کو
متغیر دیکھہ کر چند اپنے خاص ارکان سلطنت کو بلایا اور دارا شکوہ سے بیعت کرائی اور یہ
نصائح فرمائین کہ اول حاضرین انجمن کو سر رشتہ اخلاص و ارادت و موافقت ظاہر و باطن
کی نگاہداشت لازم ہی کہ ہر وقت ہر حال مین وہ دارا شکوہ سی موافقت کرین اور پھر
دارا شکوہ کو پند ارجمند کی کہ وہ جناب الہی کی رضامندی و خرسندی مین اور عموم خلق کے
ساتھ حسن سلوک مین اور رعیت و سپاہ کی رعایت مین ہمیشہ ساعی رہے پھر بادشاہ کشتی مین

سوار ہوکر اکبرآباد مین چلاآیا جسکو بعض مؤرخ یہ بیان کرتے ہین کہ داراشکوہ باپکو اس حالت مرض مین آگرہ سے لے گیا کہ وہان کے خزانہ پر قابض ہو۔ اب اس نے باپکو چندروزہ مہمان سمجھ کر اور اپنی تئین بادشاہ جانکر ایسے احکام جاری کئے کہ سررشتہ ملک بانی و قانون پاسبانی ہاتھ سے گیا۔ مصالح دولت مین مفاسد عظیمہ اور انتظام مین کلی خلل پیدا ہوئی۔

جب بھائیون کو یہ خبر پہنچی کہ باپ آفتاب برلب بام ہے اور داراشکوہ سلطنت پر متسلط ہے تو گجرات مین مرزا مراد نے تاج شاہی سر پر رکھا اور بنگال مین مرزا شجاع نے تخت شاہی قدمون تلے بچھایا دکن مین اورنگ زیب نے دانائی خرچ کی کہ بظاہر اورنگ فرمانرہی پر قدم نہ رکھا مگر درپردہ سب کچھ سامان تیار کیا اور اپنی سعادت منشی دکھلانے کے لئے باپ کی عیادت کا بہانہ بناکے اورنگ آباد سے چل کھڑا ہوا۔ اب آگرہ مین شاہجہان کو شفاء کلی حاصل ہوگئی تھی سلطنت کے کاروبار کرنے کے لائق ہوگیا تھا۔ . . . مگر تین بیٹون کی حرکات ناسزا سے حضرت ناراض ہوا اسکو داراشکوہ کے سوا کسی دوسرے بیٹے پر اعتبار نہ رہا اور اسپر ایسا اعتماد کیا کہ پھر اپنے اختیارات سے بے اعتنائی کی۔ اب ان اوپر کی باتون کی تفصیل یہ ہے کہ بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہزادہ مرادبخش نے باپ کی علالت کی خبر سنتے ہی سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ خواجہ شہباز خواجہ سرا کو فوج و مصالح قلعہ گیری کے ساتھ قلعہ بندر سورت کے تسخیر کے لئے اور بندر مذکور کے ضبط کے واسطے روانہ کیا۔ خواجہ شہباز نے بندر سورت مین پہنچکر قلعہ کو محاصرہ کیا اور نقب لگاکے اوبرج و حصار اڑا کے قلعہ کو مفتوح کیا اور تجار کو جمع کرکے پندرہ لاکھ روپئے بطریق دست گردان طلب کئے۔ بہت قیل و قال کے بعد عمدہ تاجرون حاجی محمد زاہد اور بیرجی نے آپس مین اتفاق کرکے چھ لاکھ روپئے سب تاجرون سے لے قرض مین دیا۔ اور تمسک پر محمد مرادبخش نے مہر کی اور خواجہ شہاب الدین نے ضمانت دی۔ مشہور ہے کہ مرادبخش کا دیوان علی نقی تھا ایک مقرب خواجہ سرا اس سے عداوت ہم چشمی رکھتا تھا۔ یہ دیوان اجرای سیاست مین ایسا شدید تھا کہ اگر کوئی تقصیر کرتا تو اسکا زہرہ (پتا) نکلواتا۔ ایک فقیر چوری کی علت مین گرفتار ہوا۔ علی نقی نے اسکا زہرہ نکلوایا اس نے آسمان کی طرف منہ کرکے کہا کہ تو مجھے

۱۰۶۸ھ ۱۶۵۸ع نزاع سلطنت اور بھائیون کی باہمی عداوت۔

ناحق مارتا ہے توبھی کسی تہمت کی بلامین اسی طرح گرفتار ہو۔ اُس خواجہ سرانے یا کسی اورنے علی نقی
کی طرف سے ایک نوشتہ جعلی بنایا جسمین اس کے خط و مہر کی تقلید کی اور اسمین داراشکوہ کو یہ لکھا کہ
شہزادہ مراد کا ارادہ فاسد ہے اور اسکو موم مین بند کرکے قاصد کو دیا اور قاصد کو بوجوہ کی
مین گرفتار کرایا اور اسکو مرادبخش پاس لائے۔ وہ نوشتہ کو دیکھ کر آگ بگولا ہوگیا اور علی نقی
کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نمک حرامی کے ارادہ سے اپنے ولینعمت کے ساتھ
قصد فاسد کرے تو اسکی سزا کیا ہے۔ علی نقی نے کہا کہ اسکی سیاست کرنی چاہیئے اسکے بعد مرادبخش
نے وہ نوشتہ علی نقی کو دیا اُسنے پڑھ کر گستاخانہ جواب دیا کہ اُس ندیم پر آفرین ہے کہ جسنے
یہ جعل بنایا اور اس بادشاہ کی عقل و دانائی پر افسوس ہے کہ جسکو خدا نے سلطنت دی ہو اور وہ
اپنے فدوی دوستون اور مخالف منافقون مین فرق نہ کرے۔ شاہزادہ غصہ مین پہلے ہی جامے سے
مونڈھے پر برچھی لئے بیٹھا تھا اُس نے علی نقی کے سینہ مین برچھی ماری اور خواجہ سرا کو اشارہ کرکے
اُس کا کام تمام کرایا۔

شاہزادہ شجاع نے بادشاہ سے سرتابی کی اور زمینداروں کی اعانت کے بھروسہ پر
ترکتازی شروع کی اور اکثر محال خالصہ پر دست تصرف دراز کیا اور لشکر عظیم لے کر پٹنہ و بہار کا
عازم ہوا اور مقابلہ پر مستعد ہوا۔ بادشاہ نے مرادبخش کیطرف کچھ خیال نہین کیا۔۔۔۔ مگر
شجاع کے لئے ایک بھاری لشکر بسرداری سلیمان شکوہ روانہ کیا اور مرزا راجہ جی سنگھ کو اسکا اتالیق
مقرر کیا اور بہت خزانہ و ہاتھی اور امراء نامدار اور بیس ہزار سوار اور دو ہزار بندوقچی پیادے تعین کئے
اور سلیمان کا اضافہ منصب پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار پر کیا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا
جب راجہ بطریق ہراول بنارس کے نزدیک آیا محمد شجاع بھی اپنے لشکر کے شجاعوں کے ساتھ پیکار
پر مستعد ہوا۔ کشتیون پر اپنا تصرف کیا اور راجہ کے ساتھ مقابلہ و کارزار پر متوجہ ہوا۔
اور راجہ سے ڈیڑھ کروہ پر اُترا۔ راجہ نے دوسرے روز جنگ کی شہرت نہ دی اور تبدیل
مکان کا اشتہار دیا اور اپنے مقام سے سوار ہوا اور صبح ہونے سے پہلے کہ ابھی محمد شجاع
خواب غفلت سے بیدار نہ ہوا تھا اور رات کے نشہ کا خمار اسکا نہ اُترا تھا قتال و جدال مین

مصروف ہوا۔ یہ بے خبر ناتجربہ کار اس وقت خبردار ہوا۔ کہ کام ہاتھ سے جا چکا تھا اور لشکر کو شکست فاحش ہو چکی تھی۔ سراسیمہ تمام لشکر خزانہ و ہاتھی اور توپ خانہ اور کارخانے غارت ہو کر راجہ کے تصرف میں آئے۔ اور ساری ولایت داراشکوہ کے تصرف میں آ گئی۔ راجہ نے اکبرآباد شجاع کے ہمراہیوں اور نامی شجاعوں کی ایک جماعت کو اسیر کر کے روانہ کیا۔ داراشکوہ نے انکی تشہیر کر کے بعض کو قتل کیا بعض کے ہاتھ کاٹے۔

شجاع میدان جنگ سے سراسیمہ ہو کر کشتی میں سوار ہوا اور پٹنہ گیا تھا۔ یہاں بھی لشکر نے اسکا پیچھا نہیں چھوڑا وہ منگیر گیا۔ یہاں سے بھی نکالا گیا تو راج محل میں آیا۔ اس ہزیمت اور فرار ننگ عار سے اسکی غفلت پر ایک ایسا کاری تازیانہ لگا کہ اٹھ بیٹھا ایک عرضداشت باپ کی خدمت میں بھیجی کہ امیدوار اعلی حضرت کی عنایت کا ہوں مجھ پر رحم فرمایئے اور میری تقصیرات کو معاف کیجئے۔ بادشاہ نے یہ درخواست منظور کر لی اور بنگ بنگال بدستور سابق اسکو عطا فرمایا اور سلیمان شکوہ کو لشکر سمیت واپس بلایا۔ یہ معاملہ تو مرزا شجاع کے ساتھ داراشکوہ کا ہوا۔

داراشکوہ نے اورنگ زیب کی بدخواہی کو بادشاہ کی دولتخواہی کے پیرایہ میں یوں ادا کیا کہ اسکی طرف سے بادشاہ کو یہ سمجھایا کہ وہ بھی مرزا شجاع کی ہزیمت خوردگی کے انتقام کشی کے لئے اور مرزا مراد مفسد کی کمک کے واسطے ایک شائستہ لشکر کے ساتھ عیادت شاہی کا بہانہ بنا کے چلا آتا ہے ہر طرح سے وہ حضور کی دولت میں رخنہ اندازی کر رہا ہے کہ نخستہ کاری کے ساتھ پیغام نہانی بہت سے امیروں کو بھیجکر اپنا طرفدار بنا لیا ہے قطب الملک سے پیشکش کے کروڑ روپئے وصول کر کے بغیر حضور کی اجازت کے فراہمی سپاہ میں صرف کر دیے۔ اگر خدانخواستہ یہ لشکر اعظم جو والی بیجاپور سے لڑنے گیا تھا اور آجکل اورنگ زیب کے پاس ہے اسکو اسنے اپنا مددگار بنا لیا اور لڑائی کے لئے کھڑا ہو گیا تو پھر حضور کی سلطنت کا کیا ٹھکانا ہے اب صواب دید وقت یہ ہے کہ اول صوبہ دکن میں جو امرا تعینات ہیں طلب کئے جائیں پھر خزانہ کے لانے کا تقاضا کیا جائے تاکہ اس سبب سے اورنگ زیب کی حشمت و شوکت و قوت کے اسباب بتدریج کم ہو جائیں۔ اگرچہ ایسے احکام کے جاری کرنے کی مرضی بادشاہ کی نہ تھی مگر اب بادشاہ کی فراست اپنی حالت پر

بہ سبب پیری و بیماری کے نہ رہی تھی۔ داراشکوہ ایسا مزاج پر مسلط ہو گیا تھا کہ خواہ نہ خواہ یہ احکام اس وقت جاری ہوئے کہ اورنگ زیب بیجاپور کی لڑائی مین مصروف تھا۔ بادشاہ کے لیساولون اور سزاولون نے یہان آن کر لڑائی مین ایسی کھنڈت مچائی کہ مہابت خان و راؤ ستر سال وغیرہ بے رخصت وبے اطلاع اکبرآباد کو متوجہ ہوئے۔ ایسے واقعات ناہنجار کے وقوع سے اورنگ زیب کی خاطر مکدر ہوئی اسلئے اہل بیجاپور کو امان دیکر جان بخشی کی اور مصالحتہ و معاہدہ کو قبول کر لیا اور اس مہم کا اتمام اور وقت پر رکھا اور خود بیجاپور سے اورنگ آباد مین چلا آیا۔ بادشاہ کی طرف سے سپاہ کی طلبی کی وجہ اورنگ زیب کو یہ لکھی گئی کہ سپاہ کی ضرورت مرزا شجاع و مرزا مراد کی سرکشی کے دبانے کے لئے ہے۔ داراشکوہ نے یہ بات دور کی سوچی تھی باپ کی زندگی مین ان دونو بھائیون کا فیصلہ ہو جاے اور پھر اورنگ زیب سے دکن مین سمجھ لیا جاے سب امرا بادشاہ پاس چلے گئے۔ شاہنواز خان و معظم خان میر جملہ اور نجابت خان کے سوا کوئی اورنگ زیب پاس نہین رہا۔ ان امیرون مین معظم خان کی جان پر سب سے زیادہ مصیبت تھی وہ خود تو یہان مہم بیجاپور مین اورنگ زیب پاس تھا اور بیٹا اور سارا کنبا آگرہ مین بادشاہ پاس تھا۔ اگر بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتا تو اورنگ زیب کے ہاتھ سے اسکی کم بختی آتی اور اگر نافرمانی کرتا تو سارا خاندان عذاب مین پھنستا۔ مگر اورنگ زیب نے اسکو ایسی بات سجھائی کہ ساری اسکی حیرانی پریشانی دور ہوئی آپس مین صلاح مشورہ سے یہ بات نکالی کہ معظم خان کو اورنگ زیب نے اپنی دربار مین بلایا اسنے اپنی پریشانی کا عذر کیا اور تعمیل حکم مین تاخیر کی اورنگ زیب نے اپنے بیٹے سلطان محمد کو حکم دیا کہ فوراً اسکو پکڑ کر مجلس مین لائے وہ جا کر پکڑ لایا اور اورنگ زیب نے اسی مجلس مین اسکو قید کر کے دولت آباد کے قلعہ مین بھیجدیا اور اس کا سب مال اسباب ضبط کر لیا اس ہی بھگت سے کام چل گیا کہ اسکے خاندان پر آگرہ مین کوئی آفت نہ آئی۔ بلکہ بادشاہ نے اورنگ زیب کو اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ ان دنون مین ایسا سنا گیا کہ اس فرزند ارجمند نے ہمارے ایک بے گناہ دوست کو جس نے شائستہ خدمات کی تھین اور عقل ادب آموز نے ہمارے حکم کی تعمیل مین اسکو مجبور کیا تھا۔ تمنے بعض بادہ سرون کے

کچھ نہ سے اسکا نقد وجنس ضبط کیا اور قلعہ دولت آباد مین اسکو محبوس کیا مین تمہاری اس حرکت
سے ناراض ہون کہ جو امراء ہماری اطاعت کو اپنا جزو ایمان جانتے ہین تم انکو قید کرتے ہو
اور جنکو دولت اسباب انعام دینا چاہیئے تم اُلٹا انکا مال اسباب ضبط کرتے ہو تمکو چاہیئے
کہ کسی حال مین مغلوب الغضب نہو اور اپنے نفس کو قابو مین رکھ کر عفو کو انتقام پر اور
مہر اندوزی کو کینہ توزی پر سبقت دو اور ہمارے فرمان کی اطاعت کرکے ہمکو خوش کرو
جس سے دونو جہان مین تمہاری رستگاری ہو - غرض اورنگ زیب کی یہ حکمت خوب چلی
اور معظم خان کے سب افسران ماتحت اپنے افسر کی اجازت سے اورنگ زیب کی خدمت مین
کمربستہ حاضر رہے اورنگ زیب کی اس حُسن تدبیر اور گہنیچین کو دیکھنا چاہیئے کہ اُس نے
اپنے سب کام پردہ مین کیئے اور دارا و شجاع کو آپس مین لڑنے بھڑنے دیا کہ ان دونو کے
ضعیف ہونے سے اپنے تئین فائدہ پہنچائے —

شاہزادہ مراد بخش کو بادشاہ نے فرمان بھیجا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اے فرزند تو نے مراسم
ادب کی رعایت کو بھلا دیا ہے اور بدسلوکی اور بے روشی جو حق شناسی و عقل کے خلاف
تھین اختیار کین اور تو نے بڑی بڑی تقصیرات کین مگر ہم دیدہ و دانستہ ان سے
چشم پوشی کرتے ہین اور تجھ سے حق تربیت و ناسپاسی کا انتقام نہین لیتا اور تیری ساری
لغزشون کو معاف فرماتے ہین تجھے چاہیئے کہ اس فرمان کے پہنچتے ہی برار کو جا - ان دنون مین
وہ تجھے ہم نے جاگیر مین دی ہے اگر تو اس حکم کو نہ مانیگا اور بغاوت و سرکشی اختیار کرکے
برار نہ جائیگا تو پھر ہم پر واجب ہوگا کہ تجھ معاملہ نافہم سے بے ادبی کی تادیب گوشمالی کرکے راہ
پر لائین اور تجھے دنون زندان مین کہ کودک غلشون کے لیئے دبستان آگاہی ہے کردار نابکار کی
پاداش مین گرفتار رکھین اور تنبیہ کرکے مغرور غفلت شعار کو ہوشیار کرین -

ان فرمانون کا جواب نہ مراد بخش نے بھیجا نہ اورنگ زیب نے اس سبب سے یاس ہوا کہ اب کام
سوا سا و مدارا و تغافل و تجاہل سے گذر گیا - دارا شکوہ کی صوابدید سے مہاراجہ جسونت سنگہ
کو مالوہ کی صوبہ داری عنایت ہوئی اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا گیا اور ہفت ہزاری

شاہزادہ مراد بخش کو فرمان شاہی اور اُسکا جواب نہ دینا

ہفت ہزاری سوار پنج ہزار دو اسپہ و سہ اسپہ پر اسکا اضافہ منصب کیا گیا اور سلخ جمادی الاول ۱۰۶۸ھ کو قاسم خان کو احمد آباد کی صوبہ داری مرحمت ہوئی اور منصب پنجہزاری پنج ہزار دو اسپہ و سہ اسپہ کا عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا گیا۔ ان دونو سرداروں کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ سارے امیر اور لشکر اوجین مین مقیم رہین اگر شہزادہ مراد اپنی سعادتمندی و ادب نا شناسی سے حکم کی اطاعت کر کے احمد آباد کو خالی کر دے تو بہتر ہے ورنہ اسکو دوبارہ فہمایش بطور نصیحت کی جاے کہ اتمام حجت ہو جاے اگر اسپر بھی وہ نہ سمجھا ور لڑنے کو آئے تو بلے توقف احمد آباد مین جا کر اس ولایت گجرات کے استخلاص مین کوشش کریں۔ اگر اورنگ زیب ادھر آتا ہو تو اسکو روکین یہ دونو سردار اجین مین جا کر مقیم ہوئے۔

اورنگزیب کا اورنگ آباد سے جانا اور شہزادہ مراد کو ملانا

اورنگ زیب خوب سوچ سمجھ کر جمادی الاول ۱۰۶۸ھ کو اورنگ آباد سے برہان پور کی طرف روانہ ہوا اسکو یہ خیال تھا کہ اگر دارا شکوہ نے مراد کو شجاع کی طرح مغلوب کر لیا تو اسکو بڑی قوت و قدرت حاصل ہو جائیگی اس لئے کسی طرح سے مراد کو اپنا طرفدار بنانا چاہیئے چنانچہ اس نے اپنی تدبیر و رائے صائب سے محمد مراد بخش کو مکرر بکمال محبت سے نامہ الفتیام آمیز لکھے جو بادشاہی کی مبارکباد اور تہنیت پر مبنی تھے اور یہ لکھا تھا کہ مجھ دنیای غدار کے کاروبار سے کسی طرح کی دلبستگی اور آرزو نہین ہے اور طواف بیت اللہ کے سوا کوئی اور مراد منظور نہین ہے۔ برادر بے شکوہ کی زیادہ سری اور بے انصافی کے مقابلہ مین جو کچھ اس بندۂ اخوان کے دل مین آیا وہ بموقع اور بجا تھا لیکن اب یہ ہے کہ ابھی پدر بزرگوار بقید حیات ہین ہم دونو بھائی متفق ہو کر باپ کی خدمت مین جائین اور اس خیرہ سر بد ملت بادۂ نخوت و غرور و خود رائی کے مست کے سزا دینے مین مشغول ہون اگر مقدور ہوا اور حضرت ولینعمت کا دیدار مبارک میسر ہو تو آشوب و فتنہ کے دور کرنے مین کوشش کرین اور ہم نے جو تقصیر عالم اضطرار مین بے اختیار کی ہے اسکا عذر بادشاہ کی خدمت مین عرض کرین اور بعد سلطنت کے انتظام کے اور تمہاری دولت کے مخالفون کی تادیب کے مین تم سے کعبۃ اللہ جانے کی اجازت حاصل

کرکے اپنے مقصود کا عازم ہون۔ تم کو چاہیئے کہ اس ارادہ مین تاخیر نہ کرو اور شائستہ
فوج اور آراستہ لشکر لے کر کافر بے ادب یعنی جسونت کی تادیب کے قصد سے مرحلہ پیما ہو
اور مجھکو یہ جانو کہ دریائے نربدا کے پار ہون اور فوج دریا موج اور توپخانہ جہان آشوب
کو کہ میری ہمراہ ہے اسکو اپنی فتح کے مصالح مین سمجھو اور کلام اللہ کو عہد و پیمان کا کفیل سمجھو
ہواخواہ کا جانو اور کسی وجہ سے اپنی خاطر مین وسوسہ نہ کرو۔ یہ خط خافی خان
کی منتخب اللباب سے ترجمہ کیا ہے مگر مکتوبات عالمگیری مین اور اس عہد کی پانچ چار اور
تاریخون مین اس خط کا پتہ نہین ملا۔ الفنسٹن صاحب نے بھی اس خط کو خافی خان سے نقل کیا ہے
ورنہ عمل صالح مین یہ لکھا ہے کہ مرادبخش بہت سا لشکر لے کر بادشاہ کی سپاہ سے لڑنے
کے قصد سے روانہ ہوا۔ جب لشکر شاہی کے قریب آیا تو اس سے تنہا روبرو ہونا نامناسب
جانا جس پاؤن آیا تھا اس پاؤن پھر گیا اور اورنگ زیب کے حکم سے اس سے جا ملا اور
اسکا شریک ہو گیا۔ خافی خان کے بزرگ مرادبخش سے رشتہ ملازمت رکھتے تھے اس لیے
اُسنے اس شہزادہ کی نسبت ایسی باتین لکھی ہین جو اور تاریخون مین نہین اورنگ زیب نے
خطاوندکور کے موافق عہدنامہ لکھکر بھیجدیا اور لشکر کی گرد آوری کی اور توپ خانہ کی تیاری مین
بادشاہانہ سعی اور عاقلانہ تدبیر کی مگر سکہ و خطبہ پر اصلا متوجہ نہ ہوا۔ بادشاہزادہ
محمد معظم کو اورنگ آباد کی حراست کے لیے چھوڑا۔ شاہزادہ محمد اکبر کو جو ان ہی دنون مین
پیدا ہوا تھا اوسکو مع پردگیان حرم قلعہ دولت آباد مین چھوڑا۔ معظم خان عرف میر جملہ
جو اس قلعہ مین مصلحتاً محبوس تھا وہ در پردہ انکا محافظ تھا۔ غرہ جمادی الاولی کو شاہزادہ
محمد سلطان کو نجابت خان اور ایک جماعت امرا کو آگے بطریق ہراول روانہ کیا۔ مرزا
قلی خان دیوان دکن کو جسکا دستور العمل اس ملک مین مدتون تک وزرا کے نامون
مین یادگار رہیگا اپنا دیوان مقرر کیا اور آخر کو میر آتشی کی خدمت اسکو سپرد کی اور
ہمراہ لیا۔ بہت سے امرائے کارزار دیدہ آزمودہ کار رفاقت مین ساتھ لیے ۱۲ ربیع الاول کو
کو اورنگ زیب برہان پور کو روانہ ہوا اور ۲۵ کو یہان آگیا۔ کہتے ہین کہ حضرت

شیخ برہان اس عہد کے بزرگون مین تھے۔ جب اورنگ زیب جریدہ ان سے ملنے گیا اور فاتحہ کی التماس کی تو شیخ نے جواب مین فرمایا کہ ہم فقیرون کی فاتحہ سے کیا حاصل ہوگا تم بادشاہ ہو عدالت و رعیت پروری کے قصد سے فاتحہ پڑھو مین بھی تمہاری رفاقت مین دعاء فاتحہ پڑھونگا۔ اس کلام کو سنکر شیخ نظام نے اورنگ زیب کو مژدہ سلطنت کی مبارکباد دی بعد فاتحہ کے شیخ نے کلمۂ نصائح آمیز فرمائے اور تبرک دے کر رخصت کیا اورنگ زیب نے ایک مہینے تک برہانپور مین سرانجام ضرور او راخبار حضور کی تحقیق کے لئے قیام کیا۔ ۲۵ جمادی الاخری کو محمد طاہر مشہدی کو وزیر خان کا خطاب دیکر برہانپور کا نگہبان مقرر کیا اور آپ دار الخلافہ کی طرف چلا۔ اُس روز معلوم ہوا کہ عیسیٰ بیگ وکیل اورنگ زیب جو دارا شکوہ نے مقید کیا تھا شاہجہان نے اسکو رہا کرکے مرخص و مطلق العنان کیا وہ بطریق یلغار اورنگ زیب پاس آیا اور اُس نے مہاراجہ جسونت سنگھ و قاسم خان کی اجین مین آنے کی اطلاع دی۔ وہ لٹ لٹا کر آیا تھا۔ اورنگ زیب نے اُسکو دس ہزار روپیہ دیے دو تین منزل چلا تھا اُسے عرض کیا گیا کہ شاہ نواز خان کا رفاقت کا ارادہ نہین اُس کی ایک بیٹی اورنگ زیب سے اور دوسری بیٹی مرزا مراد بخش سے بیاہی گئی تھی۔ شاہزادہ محمد سلطان کے ہمراہ شیخ میر کے لڑکے کو حکم دیا کہ وہ جاکر شاہ نواز خان کو قلعہ ارک مین محبوس کرین ہر منزل مین روشناس اور کار طلب نوکرون کے وہ اضافہ کرتا اور انکو خطاب دیتا۔ دہم رجب کو آب نربدا سے عبور کیا۔ محمد مراد بخش محبت آمیز عہد نامہ کے بھیجنے کے بعد احمد آباد سے نکلا۔ ۲ رجب کو دیپالپور مین آیا اور اورنگ زیب سے ملا۔ دونو بھائیون مین بڑے تپاک کی باتین ہوئین اور از سر نو عہد و قرار بکفالت قسم کلام اللہ ہوئے۔ اورنگ زیب نے دریاؤن و ندیون کے معبرون پہرا و خشکی کی گذرگاہون پر ایسا بند و بست کیا تھا کہ آمد و باد کا گذر متعذر تھا وہ اجین سے سات کروہ پر آگیا اور راجہ جسونت سنگھ کو دونو بھائیون کے فوج پہنچنے کی خبر نہ ہوئی۔ جب اکبرپور سے لشکر کا گذر ہوا تو راجہ شیورام قلعہ دار ماندو نے مطلع ہو کر مہاراجہ کو مجمل حال لکھ کر اطلاع دی۔ قاسم خان نے جب محمد مراد بخش کی

احمد آباد سے چلنے کی خبر سُنی تھی تو وہ آگے آیا تھا مگر محمد مراد بخش نے راہ راست کو دو کروہ کے تفاوت سے چھوڑ دیا اور اورنگ زیب پاس چلا آیا۔ قاسم خان مایوس ہو کر اُلٹا چلا گیا۔ داراشکوہ کے آدمی کہ دھار کے نواحی و قلعہ مین تھے دونو بھائیون کے لشکرون کی شکوہ دیکھ کر بھاگ گئے اور مہاراجہ سے جا ملے لشکر کی خبر سُنکر مہاراجہ مع قاسم خان کے ایک منزل آگے آ گئے اور اورنگ زیب کے لشکر سے ڈیڑھ کروہ پر اُترے۔ اورنگ زیب نے کب نام برہمن کو کہ دہیرہ کہنے مین اور زبان آوری مین مشہور تھا مہاراجہ پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ ہمارا مطلب اس حرکت سے فقط حضرت ولینعمت مرشد دو جہان کی ملازمت و عیادت سے ہے جسکو ہم محض عبادت سمجھکر حضور پر نور کیطرف متوجہ ہوئے ہین جنگ و مخالفت کا ارادہ نہین رکھتے۔ مناسب یہ ہی کہ تم بھی ہماری ہمرکاب چلو اور نہین تو سر راہ سے کنارہ اختیار کرو اور اپنے وطن کو چلے جاؤ اور فتنہ اور بندہ ہائے خدا کی خونریزی کے سبب نہ ہو۔ مہاراجہ نے اعلیٰ حضرت کے حکم کی اطاعت کو پیغام کے نہ قبول کرنے کے لئے دستاویز بنایا اور جواب ناصواب بھیجا۔ دوسرے روز دونو طرف سے ترتیب فوج مین مشغول ہوئے۔ اورنگ زیب نے بیس ہزار سپاہ کو اسطرح مرتب کیا کہ مرزا محمد سلطان کو ہراول بنایا۔ نجابت خان اور ایک جماعت امرا اور ہاتھیون کو اسکے ساتھ کیا۔ ذوالفقار خان عرف محمد بیگ اور شاہزادہ کے چند بہادرون کو لیکر شاہزادہ کا ہراول مقرر کیا مرشد قلی خان کو مع توپخانہ کے ہراول پیش آہنگ بنایا۔ محمد مراد بخش کو فوج اور سردارون کے ساتھ برانغار کی طرف صف آرا کیا اور شاہزادہ محمد معظم کی سپاہ جرانغار کی طرف مقرر ہوئی۔ اسی طرح فوج التمش و چنداول اور جابجا امرا معرکہ آرا ہوئے۔ خود اورنگ زیب ہاتھی پر بیٹھ کر قول مین ٹھیرا دوسری طرف مہاراجہ جسونت سنگھ نے لشکر کو اس طرح آراستہ کیا کہ قاسم خان کو ہراول مقرر کیا اور بادشاہی اور داراشکوہی توپخانہ کے پیچھے امیران کار طلب کو مقرر کیا۔ افواج میمنہ و میسرہ و التمش کو آراستہ کر کے اور مست جنگی ہاتھیون کو دونو فوجون کا پیش آہنگ بنایا اور سردار جدا جدا مقرر کئے اور خود راجپوتون کے ساتھ قول مین صف آرا ہوا۔ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ھ کو دونو لشکرون نے مستانہ وار معرکہ کارزار مین قدم رکھا۔ اورنگ زیب نے آتش داروغہ توپخانہ کو

حکم دیا کہ بان اور گولے کو مارکر سپاہ کو دار وگیر مین گرم کرے۔ ہر ساعت لڑائی بڑھتی گئی اور تیر و سنان پر نوبت آئی۔ نامدار سرداروں کے سر تن سے جدا ہوئے اور شمشیر و خنجر کی ضرب سے بڑے بڑے بہادر خانہ زین سے زمین پر آئے جنگجو راجپوتون مین سے پدر صندل کی جگہہ خون سے بیٹے کے قشقہ لگانے کو نیکنامی و سرخروئی سمجھتا تھا عرصۂ کارزار مین کوئی دلیری و بہادری باقی نہین رہی جو کام مین نہ آئی ہو۔ تمام نامدار راجاؤن مین سے مکند سنگہ ہاڈہ اور رتن سنگہ راٹھور و ارجن گور و دیال سنگہ جھالا اور راجپوتون سے رام رام کہہ کر گھوڑے دوڑائے اور توپخانہ کی آگ پر پروانہ کی طرح گرے اور پے درپے حملون سے دشمن کے توپخانہ کے انتظام کو شکستہ کردیا۔ مرشد قلیخان کو مار ڈالا۔ ہراول پر عرصہ تنگ کیا۔ ذوالفقار خان کے ہمراہی فرار ہوئے مگر وہ ہاتھی سے اُترکر بہادرون کے ساتھ ہوا اور جنگ کرکے زخمی ہوا مگر راجپوتون کو اُسنے روک دیا پھر اسکی کمک کے لئے شیخ میر آیا اور دار و گیر کی صدا زمین سے آسمان پر پہنچی۔ بادشاہزادہ محمد سلطان و نجابت خان مع ہمراہیون کے راجپوتون کے دفع کرنے مین پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے مگر ہر ساعت راجپوتون کا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ شیخ میر خوافی و صف شکن خان و مرتضیٰ خان مدد کو آئے اور اُنہون نے دشمن کی کمرگاہ پر حملہ کیا مگر اُسسے بھی راجپوتون کا کچھ نہو سکا تو اورنگ زیب خود ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی حمایت کو آیا تو لشکر کے مغلوبون کو غلبہ ہوا۔ اور بہت راجپوتون کو تیغ و تیر و سنان سے مارا ؎

زمین راجپوتان پیر کار جنگ ✤ گذشتند از جان بناموس و ننگ ✤ فتاد آن قدر کشتہ در کارزار ✤ کہ شد بستہ راہ گذر بر سوار ✤ میدان جنگ کی زمین خون سے سرخ ہوئی اور طیور و وحوش کی خوراک برسون کے واسطے مُردون کے گوشت سے تیار ہو گئی۔ مگر اس حال مین بھی میدان جنگ سے راجپوتون کا پاؤن نہ اُکھڑا کہ محمد مراد بخش برانغار کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگہ کی بنگاہ پر حملہ آور ہوا اور تاخت و تاراج اسنے شروع کی اور وہان ایک محاربہ عظیم راجپوتون سے ہوا اور ایک جماعت مثل دیبی سنگہ و ہرسوجی و مالوجی جو آٹھ نو ہزار

سواروں سے بنگاہ کی حراست کر رہی تھے مقابلہ و مقاتلہ کے بعد کئی دفعہ محمد مراد بخش کے ہاتھی تک پہنچے اور جان سے گئے مگر دیبی سنگہ گھوڑے سے پیادہ ہو کر مثل زنہاریوں کے محمد مراد بخش کی خدمت مین آیا اور الامان کی فریاد کی اور جان و مال و عیال کی امان چاہی اسکو امن دیا گیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ شمشیر کی ضرب اور حملوں کے صدموں سے مکند سنگہ ہاڈہ و سجان سنگہ سیسودیہ و رتن سنگہ راٹھور و ارجن گور و دیال داس جھالہ و موہن سنگہ ہاڈہ کے ہیر اکھڑ گئے اور انکی سپاہ کے کشتوں کے پشتے لگ گئے اور اورنگزیب کے لشکر کو ایسا غلبہ ہوا کہ مہاراجہ جسونت سنگہ کے دل مین خوف و ہراس پیدا ہوا اور نامدار راجاؤن کے دستور کے برخلاف معرکۂ کارزار مین عار فرار کو اپنے اوپر گوارا کیا اور بدنامی دائمی کو اپنے لئے پسند کیا۔ ہمچشموں کے طعنوں کی کچھ پروا نہ کی۔ پہلے اس سے کہ فوج کی ہزیمت ہو بجائے صندل سرخ و سفید قشقہ کے سیاہ نیل کا خط پیشانی پر کھینچکر صفِ قتال سے وطن کو بھاگ گیا۔ قاسم خان اور بادشاہی نوکرون اور دارا شکوہ کے سرداران فوج خانگی نے ناچار سر فوج کی رفاقت مین فرار کیا اور ہر ایک کسی طرف چلا گیا۔ اورنگزیب کی فتح و فیروزی کا شادیانہ بلند آوازہ ہوا اور تمام توپخانہ و ہاتھی و خزانہ اور قطار شتر و استر بوجھوں سے لدے ہوئے اور تمام کارخانہ بادشاہی اور دارا شکوہی بعد تاراج کے اورنگزیب کی سرکار مین ضبط ہوئے۔

بہادرون کو جب لڑائی سے فرصت ہوئی تو وہ لوٹ پر جھکے۔ دشمنوں مین سے جس کسی کا نصیبہ یاور ہوا وہ اپنا سر بچا کر لے گیا اور سامان چھوڑ گیا۔ بہت سے گھوڑے لوٹ مین ہاتھ لگے جنکے ہاتھ پاؤن مین خون کی مہندی لگی ہوئی تھی۔ عالمگیرنامہ مین لکھا ہے کہ اس فتح کے بعد جو عالمگیر بادشاہ کے فرامین والی بیجاپور اور حیدرآباد کو تحریر کیے ہین انمین لکھا ہے کہ مخالفوں کے چھہ ہزار آدمی اور بڑے بڑے نامی سردار مارے گئے اور اس طرف سی سردارون مین مرشد قلی خان کشتہ ہوا اور ذوالفقار خان زخمی ——

دونو بھائی آپس مین ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے۔ شاہزادی اور امرا تسلیمات

تہنیت بجا لاتے تھے۔ محمد مراد کے ہمراہیون کے بر ہم بہا کے واسطے پندرہ ہزار اشرفی اور
چار فیل با ساز نقرہ و حوضہ طلا اور قدرے جواہر و مرصع آلات و لآلی آبدار محمد مراد بخش کے
تردد نمایان کے جلدو مین بھیجے سچ کہا ہے ؎

ہمین تا بر آید بہ تدبیر کار ✦ مدارائے دشمن بہ از کارزار

اورنگ زیب کا اکبر آباد کو روانہ ہونا

اورنگ زیب نے ۲ رجب کو اجین سے کوچ کیا اور آٹھ کوچ کرکے گوالیار مین خیمہ زن ہوا
اگرہ کی گرم ہوا شاہجہان کے مزاج کے موافق نہ تھی کچھ صحت پائی تھی کہ وہ شاہجہان آباد
کو روانہ ہوا اور اس حرکت مین دارا شکوہ اپنی مصلحت نہین سمجھتا تھا اسلئے اوّل وہ
مانع ہوا مگر بادشاہ کوچ بکوچ چلکر بلوچ پورہ مین آیا صوبہ دارون کی عرائض سے
جسونت سنگہ کے لشکر کی شکست کا حال معلوم ہوا تو وہ رنجیدہ خاطر ہوا اور اس نے
جانا کہ دونو بیٹون نے باہم عہدو پیمان کرکے بغاوت اختیار کی ہے۔ مہاراجہ کی شکست
سے دارا شکوہ سراسیمہ ہوا اور مدہوش باختون کی طرح باپ کی منتین کرکے آگرہ کیطرف
لے گیا۔ اورنگ زیب نے معظم خان کو دولت آباد مین محبوس کرکے شاہزادہ محمد اکبر کی
محافظت کے لئے چھوڑا۔ دارا شکوہ اسکے معنے یہ سمجھا کہ معظم خان کی رہنمونی سے
اورنگ زیب نے یہ کام کیا ہے اسلئے اُس نے اسکے بیٹے محمد امین کو جا کر حضور مین مقید کیا
اور اُسکے گھر پر پہرہ چوکی بٹھا دیا مگر شاہجہان اصلاح و دفع فتنہ و فساد چاہتا تھا
اُسکو چند روز کے بعد خلاص کیا کہتے ہین کہ شاہ جہان نے دارا شکوہ کو بار بار منع
کیا کہ تو لڑنے نہ جا تیرے جانے سے دونو بھائی اور زیادہ خیرہ ہونگے اور ستیزہ زیادہ
اور خود دونو بیٹون کے سمجھانے اور صلح کرانے کے ارادہ سے جانے کا ارادہ کیا اور پیشخانہ
کے باہر نکالنے کا حکم دیا۔ مگر دارا شکوہ خان جہان عرف شائستہ خان کی ہمزبانی اور
ہمدمی کے سبب سے اسپر راضی نہین ہوا۔ یہ بھی روایت کرتے ہین کہ راجہ کی ہزیمت کی خبر
پہنچنے سے پہلے کہ ابھی افواج دکن اور احمد آباد آپس مین نہین ملی تھین شاہ جہان نے
خود جانے کا قصد کیا تھا اور خان جہان سے مصلحت پوچھی تھی اور مکرر اُس سے مشورہ

لیا تھا مگر اُس نے یہ مشورہ نہ دیا خان جہان جو اورنگ زیب کا خالو تھا اور اُسکے ساتھ
دل سے اخلاص رکھتا تھا وہ اورنگ زیب کے جوہر ذاتی و رشد پر نظر رکھتا تھا اور اوج طالع
کو دیکھ رہا تھا اُس نے بتقاضاء وقت مصلحت نہ دی اور جب جسونت سنگھ کے شکست کی خبر
آئی تو بادشاہ کو خان جہان پر اورنگ زیب کی طرفداری کا گمان ہوا تو اُسپر غیظ ہوا
اور اسکے سینہ پر عصا مارا اور تین روز حجرے سے ممنوع رکھا مگر پھر مہربانی فرمائی اور
اُس سے مشورہ لیا تو اُسنے اپنی مصلحت سابق بتلائی آخرکار بادشاہ نے جو اپنا پیش خانہ
باہر نکالا تھا اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا - بادشاہ نہم شعبان ۱۰۶۸ھ کو اکبرآباد میں آگیا تھا
اور ۲۵ شعبان کو اُس نے تشکر اور داراشکوہ کو رخصت کیا - یہ رخصت اسکی فی الحقیقۃ رخصت
واپسین اور ملاقات آخرین تھی محبت کے غلبہ کے سبب سے اُس بیٹے کو جسکو جان کی طرح
ہمیشہ بغل میں رکھتا تھا اور کبھی اپنے پاس سے جدا نہ کیا تھا اسکی فتح و ظفر کی دعا کے لئے
قبلہ کی طرف رُخ کیا اور بکمال رقت کے ساتھ فاتحہ پڑھی نیک شگون کے لئے رتھ پر سوار کیا فتح و نصرت کے
کورکہ دولت بجوایا امرای نظام و سردار شاہی اپنے اندازہ و قدر و مقدار اور
اپنے قرب و منزلت کے موافق بکمال ادب کے ساتھ ہالہ کی طرح اسکے گرد تھے منصبدار اور
لشکر بیشمار اسکے ہمراہ تھا بعد اس رخصت کے مصلحت وقت کا ملاحظہ بھی ضرور تھا -
بیگم صاحبہ نے نامہ عاطفت مضمون ( حقیقت میں یہ خط شاہجہان کا لکھا ہوا تھا )
لکھکر اپنی سرکار کے بخشی محمد فاروق کے ہاتھ اورنگ زیب پاس بھیجا جسکا خلاصہ مضمون
یہ تھا کہ بادشاہان عظیم الشان پر کہ خلافت کے بار امانت کے متحمل ہیں واجب ہے کہ کل رعیت
کی مراعات و رعایت و حمایت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں اور سب طرح سے لوازم
پاسبانی کو بجا لائیں الحمد للہ کہ اعلیٰ حضرت رات دن عبادت الٰہی کے بعد ملک و ملت
کے انتظام میں مصروف رہتے ہیں ہمیشہ مملکت کی امنیت و معموری اور خلائق کی رفاہیت
میں انکی توجہ رہتی ہے - ابتدا سے اب تک موافق کتاب و سنت حضرت خیر الانام
اور رب العزت کے اطاعت و طاعت کو اپنا پیشہ بنایا ہے اور شیوہ جو مشبہ میں

مشبہ بہ بیروشی و بے طریقتی کا ہو کسی کا قبول نہین کیا ہی علی الخصوص سعادتمند فرزندون کا
اس وقت مین کہ حرج و مرج کے سبب سے فتنہ پرستون کی زیادہ سری سے دور و نزدیک
کی ولایتون کے بندوبست مین سستی آگئی ہے اور اس سے رعایا و ضعفار کے حال مین
ضرر کلی عائد ہوا نابکار اشرار کی بے اندامی کا اور دلخستون اور ستم رسیدون کی ترمیم احوال
کا تلافی و تدارک منظور نظر ہے ان لوگون کے کہنے سے کہ نہ عقل آزمودہ کار رکھتے ہین نہ خرد آزمودہ
فتنہ و فساد اور افعال ناصواب کا ارتکاب کرنا اور پاکیزہ اعتقاد اور صاف دین رعیت و
سپاہ کے جان و مال و ناموس کے درپے ہونا اور صوابدید ہنگام و ایام سے اغماض کرنا اور
بڑے بھائی کے ساتھ تسویہ صفوف مصاف جو ظاہر و باطن مین قبلہ کونین کے ساتھ مبارزت
ہے پیش نہاد خاطر کرنا یہ سب باتین آئین حق پرستی و خداشناسی و رسم و راہ سعادتکیشی و
دوراندیشی سے بہت بعید ہین تم کو چاہیے کہ اپنے برادر کامگار سے صدق ارادت و حسن اعتقاد
کو نزدیک کر کے اور احکام کو دل و جان سے قبول کر کے لوازم اخلاص و شرائط خلوص مین دقیقہ فروگذاشت
نہ کرو اور اپنے ولینعمت کے مقابلہ اور طرفین کے مسلمانون کے قتل ہونے مین قرآن شریف کی خلاف
کام کر کے اپنی عاقبت نہ خراب کرو اور جہان آگئے ہو وہین مقام کرو اور جو دل مین باتین ہون
انسے آگاہ کرو کہ تمہاری خواہش کے مطابق بادشاہ سے عرض کی جائین اور سارے کام ساختہ
و پرداختہ ہون۔ ادھر یہ نامہ قاصد نے پہنچایا اُدھر خبر آئی کہ دارا شکوہ نے ۲۶ شعبان کو خلیل خان
کو قباد خان و رام سنگھ وغیرہ بادشاہی ملازمین اور اپنے ملازمون کے بطریق ہراول رخصت کیا کہ
دھولپور پاس جا کر ٹھیرین اور آب چنبل کے گھاٹون کا انتظام کرین اور خود شہر کے باہر اس انتظام
مین ٹھیرا کہ سلیمان شکوہ جو شجاع سے جنگ کے بعد آتا تھا آجائے اور بعض سامان سفر کا سرانجام
ہو جائے سلیمان شکوہ جب نہ آیا تو وہ کوچ بکوچ آگے بڑھا اور دھولپور مین آگیا تو اورنگزیب
ان حدود کے زمینداروں کی رہنموئی سے اس راہ سے کہ لشکر اس سرزمین پر نہ گیا تھا شبا شب
دریا سے جہان زانو تک پانی تھا گذر گیا اور قاصد کے ہاتھ یہ عریضہ دیگر رخصت کیا۔ عریضہ
حضرت ظل سبحانی کی عرض اشرف مین پہنچتا ہے کہ جب ملکی و مالی اختیارات آنحضرت کے ہاتھ مین

نہ تھے اور شاہزادہ کلان کو امور جہانبانی کے حل وعقد مین وہ استقلال و تصرف حاصل ہوا
کہ جسکی شرح نہین ہوسکتی تو وہ بالضرور اپنی مزید عزت و اعتبار و دوام تسلط و اقتدار کے واسطے نیازمند
کی ایذا و آزار کے درپے ہوا - اور مدار کار اپنی طبیعت کی خواہش پر رکھا اور وہ کام کرنے لگا
جسسے بلاد مین فساد پیدا ہوا اور عناد کی صلاح نہ ہو - خیراندیش کے منافع کو بند کیا اور اس طریقہ
سے اُس نے چاہا کہ ابواب مداخل دکھن کو مجھ رضا جو پر بند کرے زر کی قلت لشکر کی
خرابی و پراگندگی کی علت ہو چنانچہ اس وقت کہ بیٹے حسب الحکم بیجاپوریون پر لشکر کشی کی اور برابر
سعی کرکے انکو تنگ کیا اور محاصرہ سے انکو ضیق کیا اور قریب تھا کہ مین ان سے گڑھ مندرہ پیشکش لیتا
یا سب کو مستاصل کرکے لے جاوے پاکر تابنرا و لان شدید طلب لشکر مین بھیجے اور پوشیدہ اپنے
نوکرون کو بیجاپوریون کی تسلی قلب و استمالت خاطر کے لئے تعین کیا - ان باتون سے مجھے کوفت
ہوئی اور غنیم خیرہ چشم ہوا - اور دلاورون کے ثبات قدم مین فتور عظیم واقع ہوا - اپنی مصلحت کے لئے
جو حقیقت مین مفسدہ تھا اکثر آدمی خود سر ہوکر ہر طرف متفرق ہوگئے - خدانخواستہ غنیم کے ملک مین
لشکر کو کوئی چشم زخم عظیم پہنچتا تو وہ تمام ہفت اقلیم مین شہرت پاتا مفت سلطنت کی ذلت ہوتی
شاہزادہ کلان کی ناعاقبت اندیشی سے اسکا تدارک و تلافی عمرون مین بھی حیز امکان قوۃ
اقتدار سے باہر ہوتا - کرم الہی سے نیازمند نے باوجود اعوان و انصار کی بے مددی کے تائید
الہی کی کارگری پر دل بستہ ہوکر اور عقدہ کشائی اقبال کی راہ پر نظر کرکے اہل عناد کی سرکوبی
اور گوشمالی کی اور مطلب حاصل کرکے صحیح و سالم اس ملک سے نکل کر اپنے مقصد پر پہنچا اس قدر
بے مددی و کارشکنی پر اکتفا نہین کیا - بغیر کسی تقصیر و بے روشی و لغزش کے جو آنحضرت کی کم توجہی کا
سبب ہو مجھ رضا جو درست اعتقاد کی جاگیر برار کو تغیر کرکے اس ناخلف کی تنخواہ طلب مین دیدی
جسنے بموجب دائرہ اطاعت و انقیاد سے سر نکالا تھا اور طرح طرح کی بے ادبی کی اور فساد بجای
داعی دولت خواہ کے تمام مطالب صحیح کو بطریق ناشائستہ بادشاہ کے ایسے خاطر نشان کئے کہ
جسونت سنگہ کو ایک لشکر گران کے ساتھ اس مختصر ملک کے لینے کے لئے بھیجدیا جو نیازمند کے لئے
نامزد ہوا تھا اور یہ قصد کیا کہ جس صورت اور طریقہ سے ہوسکے قطعًا ناحق مجھ خیراندیش و خیرخواہ کے

محال متعلقہ پادشاہی مین ایک تہلی کی برابر زمین میرے پاس نہ رہنے دے جب مین نے یہ حال دیکھا کہ آن حضرت بے اختیاری کے سبب سے مطلق اسکے اختیار مین ہوگئے اور امور ملکی کی تفتیش کے مقید نہین ہوتے اور اسکے کہنے سے تمام مریدون کو دشمن سمجھنے لگے جو وہ تجویز کرتا ہے اسکے موافق فرامین جاری کرتے ہین تو مین نے اپنی ناموس عزت کی خاطر دل مین یہ قرار دیا کہ مین ملازمت اشرف کی سعادت حاصل کرون اور حقیقت معاملہ کو بوجوہ معقولہ خاطر نشان کرون جب مجھ مرید کے ورود و صدور کی خبر جسونت کو ہوئی تو اسنے اپنی کمال بے سعادتی سے میری کوچ کے وقت سر راہ کو روکا ناچار مجھے اسکی تنبیہ و گوشمالی کرنی پڑی اور اس ستائی کو جو میری راہ مین خار تھا تخت شکست دی اپنی راہ سے اسکو بھگا دیا۔ رائے عالم آرائے پر ظاہر ہے کہ سوائے حضور کی ملازمت کے سعادت یابی کے کوئی اور ارادہ ہوتا تو مین اسکو گرفتار کرتا اور اسکے ہمراہیون کو پائمال کرتا۔ یہ کام کچھ کام نہ تھا۔ اب سنا جاتا ہے کہ شاہ بلند اقبال نے لوائے خصومت بلند کیا ہے۔ مقابلہ کے ارادہ سے دھول پور مین آیا ہے۔ مجھ جیسے غنیم شکن اور حریف پرفن پر کسی صورت سے وہ مقابلہ مین کامیاب نہ ہوگا۔ بہتر ہوگا کہ وہ معاملہ کو طرح دیکے صوبہ پنجاب مین جو اسکی تیول مین ہے چلا جاے اور مجھ مرید مرشد پرست کو پادشاہ کی خدمت مین رہنے دے بعد ازان جو کچھ رائے عالم آرائے کا اقتضا ہوگا وہ عمل مین آئیگا فقط۔ یہ عریضہ بھیجکر اورنگ زیب اپنی سپاہ کی آراستگی مین مشغول ہوا۔

بیگم صاحب اور اورنگ زیب کے خطوط ہمنے عمل صالح سے ترجمہ کئے ہین مگر عاقل خان کی تاریخ مین جو یہ دو خط لکھے ہین وہ عمل صالح کے خطوط سے ملتے جلتے ہین مگر دو سبب مفصل زیادہ ہین اسلئے انکا ترجمہ فضول الفاظ کو چھوڑکر لکھا جاتا ہے۔ للہ الحمد والمنۃ کہ اب پادشاہ کے دن رات تمام عوارض و امراض جسمانی سے جو لازمۂ نشاء بشریت و طبیعت انسانی ہے منزہ و مبرا ہے اور خلق کی رفاہیت اور ملک کی امنیت پر وہ بالکل متوجہ ہے اور اپنی طبع لطافت آگین کے سبب سے وہ یہ نہین پسند کرتا کہ کوئی متنفس ایسی حرکت کا مصدر اور ایسے امر کا مظہر ہو کہ جس سے خلائق کی بے جمعیتی ہو اور طوائف انام کو ضرر پہنچے خاص کر اسکے بیٹون مین سے کوئی ایسا ہو۔ ان ایام مین جو حضرت کی بیماری کے سبب سے رعایا اور خلقت کے حال مین فتور آگیا تھا اسکے دور کرنے مین حضرت کی خاطر مقدس بالکل متوجہ و متعلق ہے

فتنہ و فساد کین و عناد جسے ویرانی بلاد اور خرابی عباد ہوتی ہے۔ معاذ اللہ وہ خاطر
ہمایون کے مزید آزار اور طبع مقدس کے حزن و ملال کا سبب ہون نخصوص جب اس نشار
ناپسندیدہ کا ظہور اور اس امر نامرغوب کا وقوع اس برادر ہوشمند بیدار مغز سے ہو
جو اخلاق کریمہ اور آداب حمیدہ سے آراستہ ہو اور طبع سلیمہ رکھتا ہو اس سے ایسی
حرکت صادر ہونی نہایت زشت و نازیبا ہے۔ خیر طلبی کے سبب یہ چند کلمے لکھے گئے جو
فوائد عظیمہ پر متضمن ہین انفسے باطن کی تنزیہ و تقدیس ہوتی ہے اور طریق معاد کا امور ردیہ
شیون ذمیمہ کے خس و خاشاک سے تصفیہ ہوتا ہے اگر اس برادر کی غرض یہ ہے کہ فساد
عناد و حرب و قتال کے غبار کو اٹھائیے تو خود انصاف فرمائیے کہ مرشد و قبلہ حقیقی کی . . .
رضا موجب خوشنودی خدا اور رضامندی رسول ہے انسے ہنگامہ جنگ و جدال و حرب و
قتال آراستہ کرنا اور بے گناہون کے خون کے لئے کمر بستہ ہونا اور اس حضرت کے منہ پر
تیر و تفنگ پھینکنا کسقدر ناشایان ہے اسکا ثمرہ اس دنیا مین سوا بدسرانجامی کے
نہین ہے۔ اور اگر مخاصمہ و مقابلہ کے ہنگامہ کی آرایش شاہ بلند اقبال دارا شکوہ کی
لئے ہے تو یہ بھی آئین دین اور خرد وصواب گزین مین پسندیدہ نہین ہی اسلئے کہ برادر بزرگ
شرعاً عرفاً باپ کا حکم رکھتا ہے یہ امر حضرت ظل الہی کے مرضی کے خلاف ہے وہ برادر
جو جہان مین محامد اوضاع و محاسن اطوار و مکارم اخلاق سے موصوف و معروف ہو
وہ ہمیشہ بادشاہ کی استرضا مین کوشش کرتا رہا ہو۔ وہ انعات غبار ہیجا و ایقاد
نوائرہ و غا و ترتیب اسباب ہدم و خون ریزی و تصمیم عزیمت حرب و فتنہ انگیزی کرے
وہ کسی وجہ سے اور کسی شخص کے نزدیک پسندیدہ نہین ہی اس دار بے ثبات مین چند روزہ
کا توقف اور اس سرائے مستعار کی مستلذات بافریب ایسے امور مذموم و ناپسندیدہ کے
ارتکاب کا باعث ہون وہ ملالت ابدی کا سبب ہوگا ع مکن مکن کہ نکوگوہران چنین نکنند
مناسب یہ ہے کہ وہ برادر نامدار ان امور ردیہ و افعال شنیعہ سے اجتناب لازم
جانے جسکا نتیجہ یہ ہو کہ عاقبت خراب ہو۔ بادشاہ کی خوشنودی سعادت دارین ہے

اسکی استرضا مین حتی الامکان سعی کر۔ ماہ رمضان مین مسلمانون کے خون سے محترز ہو۔
اور اپنے ولینعمت کے احکام کی جان و دل سے اطاعت کر۔ فی الحقیقۃ بمقتضا اوُلی الامر
منکم خلیفہ الٰہی کی مخالفت مین قدم رکھنا خدا کے حکم کے خلاف کرنا ہے۔ اگر کوئی اور مطلب
اور غرض اسکے سوا تیرے مرکوز خاطر ہو تو عقل کے موافق پسندیدہ یہ بات ہے کہ جس
سرزمین مین خیمہ لگائے ہوئے ہے وہین توقف کرو اور جو مطلب کہ دل مین ہو اسکو لکھو وہ بادشاہ
سے عرض کیا جائیگا اور اسکا انتظام تیری تمنا کے موافق ہوگا اور اب تیرے مقاصد کے
حاصل کرانے مین کافی سعی کی جائیگی۔

اورنگ زیب نے بہن کو اس خط کا جواب نہین لکھا لیکن باپ کو یہ لکھا کہ۔ ان ایام مین زمام
مہام سلطنت و دارائی اور عنان امور ملکی و مالی حضرت کے قبضۂ اختیار سے باہر چلی
گئین امور سلطنت و فرماندہی کی قبض و بسط مین دارا شکوہ کے تغلب و اقتدار نے وہ ارتفاع
پایا کہ تقریر و تحریر مین نہین آسکتا اُسنے اپنی قدرت و مکنت کے لئے اپنی ساری ہمت
اسمین صرف کی کہ بھائیون کا گلا کاٹے اور انکی جڑ پیڑ اُکھیڑے اس باب مین اسکی سعی روز
بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی چنانچہ سلیمان شکوہ کو بڑی افواج گران کے ساتھ شاہ
شجاع کے سر پر تعین کیا جو حضرت کا پسر رشید ہے اور بتیس سال کے ناموس و نام کو شاہ
شاہ شجاع نے کس قدر ذلت و خفت سلیمان شکوہ کے ہاتھ سے اٹھائی اور وہ
اہل جہان کے نزدیک شرمسار و خجل ہوا اور ایسے ہی اُسنے اپنی ہوای نفس اور خواہش طبع
سے اپنی بنای کار اُس پر رکھی ہے کہ ہمیشہ اس نیازمند کی تنقیص و تضییق احوال و تخریب
مہام مین دل سے جد و جہد کرے ہمیشہ اس سے کام ایسے صادر ہوتے ہین جو دین کے
خلاف ہین اور اسنے بلاد و عباد کی کامون مین فساد پیدا ہوتا ہے مجھ خیرخواہ پر ابواب
منافع کو بند کیا اور طرح طرح کے نقصانات کی مضرتین پہنچائین ان دنون مین جینے
حضرت کے ارشاد سے ولایت بیجاپور پر لشکرکشی کی اور اس ولایت کے بعض قلاع
کی تسخیر مین مصروف ہوا اور امرا اور لشکر محاصرہ مین مشغول ہوئے اور جانفشانی کی

دادودہی اور اطراف و جوانب سے مخالفون نے ہجوم کیا اور ممانعت و مدافعت کے درپے
ہوئے اور حضرت کی بیماری کے اخبار موحشہ شائع کئے۔ تو وہ اعدا کی شوخی و خیرگی کا سبب اور
اولیاء دولت کے تحیر و تفکر کا باعث ہوا۔ بیدر و کلیانی کے قلعون کی فتح کے بعد گلبرگہ کو لشکر
شاہی نے محاصرہ کیا تھا اور محاصرہ کی تنگی سے محصورین ایسے دل تنگ تھے کہ قریب فتح ہوجاتی
اور بیجاپور کا مسند آرا ایسا لشکر شاہی کی ترکتازی سے عاجز ہوا تھا کہ وہ اس فکر مین تھا
کہ لائق پیشکش بھیجکر اپنی ولایت کو لشکر شاہی کے صدمون سے بچائے اسکو یہ خوف تھا
کہ پادشاہی لشکر اسکو عنقریب مستاصل کرکے اسکی ولایت کو ممالک محروسہ کا ضمیمہ بنائیگا۔
اس حال مین شاہزادہ کلان نے اپنے ملازمون کو امراء پادشاہی کی طلب کے لئے اور
حاکم بیجاپور کی تسلی و استمالت کے لئے تعین کئے انھون نے عنایت آمیز و مہربانی انگیز
پیغام والی بیجاپور کو پہنچائے اور اسکو میری ساتھ عناد مین زیادہ دلیر کیا اور سرداران
پادشاہی کو مبالغہ اور اہتمام کے ساتھ بلدہ گلبرگہ کے گرد سے جو قریب الفتح تھا اٹھا یا اور
لشکر روانہ کرنے مین اور لیجانے مین اس قدر کوشش کی کہ انکو مجھ سے رخصت ہونے کی بھی
فرصت نہ دی اور مجھ سے بغیر ملے بہت جلد درگاہ جہان پناہ کے عازم ہوئے۔ اس سبب
سے ہیچ فقیر جیسہ یہ ایسا تنگ ہوا کہ مین تحیر و تفکر کے ورطہ مین ڈوب گیا۔ کام
جسکی صورت بگڑی تھی اور انجام کو پہنچ گیا اسکو بضرورت برہم کرکے اپنے اقبال سے اس خطرہ
سے مین نکل آیا اور ہزار جرثقیل اور اصابت تدبیر سے انبوہ غنیم سے نکل کر ایک امن مین سلامت پہنچ
گیا عیاذاً باللہ اگر چشم زخم پہنچتا اور اکناف و اطراف جہان مین شہرت پاتا تو دولت پائدار
کو ہواخواہون کے لئے کلنک کا ٹیکا لگ جاتا اور جرائد روزگار مین ثبت ہوتا۔ شہزادہ کلان
مین دوربینی و عاقبت اندیشی نہین ہی وہ محض اپنی کارروائی کو پیش نظر رکھتا ہے اگر ایک
عالم ڈوب جائے تو اسکو غم نہین جس نقصان کا مینے اوپر ذکر کیا اسکا تدارک و تلافی بندہ ہائے
پادشاہی کی حیز قدرت سے باہر تھا یہ تو بندہ ہی تھا کہ جان بازی کی ممارست اور کار زار
کی مہارت اور شیوہ ستیز کی آشنائی کے سبب اس دیار مین اعدا کے ہجوم اور ازدحام کو کچھ

نہ گنا اور جلادت کی چقماق سے مخالفون کی سرکوبی کی اور اپنے اقبال کے استظہار سے لشکر
کو گرداب شورش و فساد سے سلامت باہر نکالا اور تعجب یہ ہے کہ اس بے مددی اور خسارت و زنگار
شکنی و خصومت پر اکتفا نہین کی جسکی شہرت ایران و توران تک ہو رہی ہی بلکہ اس بے تقصیر کی جاگیر
سے محال برباز نکال کر مرادبخش کی تنخواہ مین دیدیا مین خیرخواہ رضا طلب تھا سوائے ارادت
اور اعتقاد کے دوسری بات کو دل مین دخل نہین دیتا تھا اور مرادبخش نے اپنی حد سے باہر
قدم رکھکر گستاخیون کا مرتکب و تقصیرات عظیم کا مصدر ہوا اور بے اعتدالی اور فساد کے
لواء کو عرصۂ بغی و عناد مین بلند کیا میری کیفیت حال کو اپنی خواہش کے سبب سے خلاف واقع
شاہزادہ کلان نے بادشاہ سے عرض کیا محض بہتان و افترا سے مجھ خیراندیش کو محروم بنایا
اور الحاح کر کے جسونت سنگہ کو لشکر گران کے ساتھ میرے لئے متعین کیا ضرور اس کے
پیش نظر یہ تھا کہ اس ضمن مین صوبہ داری دکن جو بادشاہ نے مجھے مرحمت کی تھی جسے ہاتھ بندی
ہاتھ لگے اسکو میری ہاتھ سے نکال لے اور مجھے بیکسی غربت کے جنگل مین اور محن و کربت کے صحرا مین
آوارہ کرے بادشاہ کے مزاج مین اسنے وہ دخل پیدا کیا ہے کہ جو وہ کہتا ہے بادشاہ اسے
سچ جانتا ہے اسنے بادشاہ کے ذہن نشین کر دیا ہے کہ یہ سب اخلاص طینت فرزند دشمن
دولت ہین اور ان سراسیمگان وادی حیرت کے سرگردانون کے حق مین جو کچھ وہ تجویز کرتا ہے
بے تامل بادشاہ اسکے موافق حکم دیتا ہے اور وہ مطلقاً ان بے گناہون کی تفحص و تفتیش
حال پر توجہ نہین کرتا اور امور ملکی و مالی مین غور نہ فرما کر مہام جزئی و کلی کا سارا انتظام اسکے
سپرد کر دیا ہے وہ بے شبہ ان بے گناہون کے خون کا پیاسا ہے جب اس حد پر کام
کی نوبت پہنچی تو مین نے اپنی حفظ جان و پاس ناموس کو عقل و خرد کے موافق رکھنا لازم
بادشاہ کی آستانہ بوسی کا ارادہ کیا تھا کہ صورت حال کو حجج و براہین معقولہ کے ساتھ
بادشاہ کے روبرو بیان کرون **فرد** عدل سلطان گر نہ پرسد حال مظلومان عشق
گوشہ گیران را ز آسایش طمع باید برید + جب مین خیرخواہ قطع مسافت کر کے نواح
اجین مین آیا تو داراشکوہ کے اشارہ سے جسونت سنگہ میری ایذا اور آزار کے درپے

مامور ہوا اور جہل و نادانی کی سلسلہ جنبانی سے میرا سنگ راہ ہوا اور قدم ممانعت آگے رکھا
ادب و حقوق کا ملاحظہ نرکھا دلیرانہ تحکم کیا مین نے ہوشمند سخندان بھیجکر عنوان معقول سے اس جہول کو
اپنے ارادہ سے آگاہی دی اور تصریح کی کہ . . . . پادشاہ کے پاس سب دور و نزدیک
کے بندگان جاتے ہین وہ میرا مانع کیون ہوتا ہے وہ ناعاقبت اندیش اصلا مقبولیت سے
آشنا نہ ہوا اور جہالت و غرور کی تکلیف سے اور مراتب منع کی افزایش کی اسلئے مجھ پر فرض ہوا
کہ پنبہ جہل و پندار اسکے گوش ہوش سے نکالون اور اسکو اپنے آگے سے ہٹاؤن اگرچہ بجز
حضور کی سعادت زمین بوس کے سوائے کوئی اور مطلب ہوتا تو مین اسکے اور اس کی
رفیقون کے اسیر کرنے مین ایسی شکست فاش کے بعد کوشش کرتا اب دارا شکوہ سپاہ گران
کے ساتھ دھولپور مین تشریف لایا ہے معابر چنبل و مسالک راہ کو مسدود کیا ہے اور جابجا
اپنے گماشتے مقرر کئے ہین اپنے اعتقاد مین اس خیراندیش کی راہ کو بند کیا ہے مجھ مرید کو
سوائے دولت حضور کے ادراک کے کسی سے مقابلہ و پیکار نہ تھا نہ ہے۔ راہ پھدا ور سے
آب چنبل سے عبور کیا اور زمین بوس کا عازم ہوا ایسا سُنا جاتا ہے کہ دارا شکوہ یہ جانتا ہے
کہ مین حضور کی قدمبوسی سے محروم رہون اور نائرہ قتال کا اشتعال ہو۔ مجھ مرید ارادت
پرست سے مقابلہ و ممانعت کے لئے دارا شکوہ کا پیش آنا اور ہنگامہ حرب و مصاف کو
آراستہ کرنا عقلاً و نقلاً میزان استحسان مین سنجیدہ نہین ہے اسلئے مسلک عناد و اعتساف
سے انحراف کرکے ایسے کام کے لئے قدم نہ بڑھائے جسمین احوال خلائق مین اختلال پیدا
ہو اُسسے اجتناب و احتراز کرے اگر نخوت اور انصار و اعوان کی کثرت کے سبب خواہ مخواہ
آتش کارزار کے گرم کرنے کا ارادہ ہو تو بندہ بھی بحکم ضرورت الضرورت تبیح المحظورات
تصرفہ نہ کریگا پسندیدہ بات یہ ہے کہ آنجناب بزرگی کو کارفرما کر بساط کر و فر کو طے کرین
اور بالفعل و لابت پنجاب کی طرف جو آنجناب کی جاگیر مین ہے چلے جائین۔ کچھ دنون مجھ
خیرخواہ کو پادشاہ کی خدمت کرلے دین پھر جو کچھ مرآت جہان آرائی مین جلوہ ظہور پائے
وہ ظاہر کیا جاسے۔

اورنگ زیب اور دارا شکوہ کی لڑائی

ششم رمضان کو سموگڑھ کے نزدیک ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر دونو لشکر آمنے سامنے آگئے معبرون کے بند کرنے کے لئے جو افواج دارا شکوہ نے بھیجی تھین اُسنے کچھ فائدہ نہین ہوا دارا شکوہ فوج بندی کے تہیہ مین توپ خانہ کی ترتیب دینے مین مست جنگی ہاتھیون کے آراستہ کرنے مین مشغول ہوا۔ دوسرے روز سوار ہو کر کچھ آگے آیا۔ میدان وسیع مین صف آرا ہوا دو کوس چوڑی زمین کو ہاتھیون اور لشکر سے زیر بار کیا اس روز جیٹھ کی طرف ماہ خورداد کی گرمی آگ برساتی تھی اسپر کمی آب اور زرہ بکتر کی گرمی فولاد پوشونکو مارے ڈالتی تھی۔ کئی ہاتھی مر گئے اس روز اورنگ زیب ـــــ نے تیز جلوئی اور پہلے آغاز جنگ مین سبقت کو مصلحت نہ جانا گولہ رس فاصلہ پر مقیم ہوا اور انتظار کیا کہ طرف ثانی سے آغاز جنگ ہو کوئی حرکت سوا محلہ کے ظہور مین نہ آئی تو حکم ہوا کہ ساری اندھیری رات صبح تک ہوشیاری و خبرداری کے ساتھ لشکر بسر کرے۔ دوسرے روز صبح کو جب آفتاب نے تیغ عالمگیری مشرق مین نکالی تو اورنگ زیب ترتیب فوج مین مشغول ہوا ذوالفقار خان و صف شکن خان کو توپ خانہ آگے لے جانے کے لئے مامور کیا اور ہاتھیون کو اُسکے پیچھے آراستہ کیا۔ بادشاہزادہ محمد سلطان کو خان خانان و نجابت خان و سید بہادر و سید ظفر خان بارھہ و شجاعت خان وغیرہ کے ساتھ ہراول بنایا اور شاہزادہ محمد اعظم کو برانغار کیطرف مقرر کیا اسلام خان و اعظم خان و خان زمان خان و مختار خان اور ایک اور جماعت کارزار دیدہ کو اس جماعت کا معاون مقرر کیا محمد مراد بخش نے نامی سرداروں کے ساتھ جرانغار مین قیام کیا۔ التمش کی سرداری شیخ مراد اور اسکے بھائی سید میر و شرزہ خان کو سپرد ہوئی اور بہادر خان کو پانچ سرداروں کے ساتھ التمش کا ہراول مقرر کیا اور اس طور سے جا بجا امیرون کو مقرر کیا۔ اورنگ زیب نے ہر قوم کی ایک جماعت عقیدت کیش کو خصوصاً سید دلاور خان خانہ زاد کو جنکی فدویت خاندان پر اعتماد کلی تھا اور سادات بارھہ کو اپنی ہمراہ لیا اور ہاتھی پر شاہزادہ محمد اعظم کو اپنی ساتھ بٹھایا اور قول مین صف آرا ہوا اور دارا شکوہ کے لشکر کے سامنے معرکہ آرا ہوا اس طرف بھی دارا شکوہ نے ہراول برانغار و جرانغار و التمش و چنداول کی

فوجون اور توپ خانہ اور ہاتھیون کو آراستہ کیا- دوپہر کو جس وقت آفتاب نے اپنی گرمی سے
ایک عالم کو تپ اور حرارت سے بیتاب کر رکھا تھا دونون کی صف آرا ہوئی- دونو طرف
ہر قدم پر آتش جنگ معرکہ نام و ننگ مین شعلہ افروز ہوئی- یہان تک کہ کارزار کی نوبت
تیر و سنان پر آ پہنچی- دونو طرف سے کئی ہزار تیر ہوا مین مخالفون کے سینون پر چھوٹ گئے
پھر تلوار اور خنجر کی لڑائی ہوئی پھر سپہر شکوہ نے جو ہراول مین ہمعنان رستم خان دکھنی
کا تھا بارہ ہزار سوارون سے اورنگ زیب کے توپ خانہ پر حملہ کیا اور مارتا ہوا صف آتشبار
سے گذر گیا- قریب تھا کہ شاہزادہ محمد سلطان کے ہراول کے قریب پہنچ جاوے- اور لشکر ہراول
مین تزلزل ڈالدے کہ رستم خان بہادر فیروز جنگ دکھنی کے فیل پیش آہنگ کے ہاتھ کے
او پر گولہ لگا اور وہ مر گیا تو پھر رستم خان نے ہراول کے مقابل سے پھر کر فوج برنغار
کی طرف جسمین بہادر خان کوکہ تھا لڑائی شروع ہوئی- بہادر خان نے بھی بہادری
دکھائی- رستم خان کو ہر ساعت تازہ مدد پہنچتی تھی اسکا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا تھا- کہ
بہادر خان زخمی ہوا- دونو طرف سے بہت آدمی زخمی اور کشتہ ہوئے قریب تھا کہ
اورنگ زیب کی سپاہ کے پاؤن اکھڑ جاوین اس حال مین بہادر خان کی کمک کو اسلام خان
و سید دلاور خان افغان آن پہنچے اور اسی حال مین شیخ میر اور سید حسین و سیف خان
و عزیز خان و عرب بیگ و محمد صادق بلنگتش کی فوج لیکر برانغار کی مدد کو آ گئے اور
رستم خان اور سپہر شکوہ کے اور ہمراہیون سے لڑنے لگے- اس دار و گیر مین دلاور خان
خاندیسی و ہادی داؤد خان اور بعض اور بہادرون نے پیاپے زخم اٹھا کر جان دی-
سید حسین و سیف خان و عزیز خان و عرب بیگ و محمد صادق زخمون سے سرخرو ہوئے
آخر الامر رستم خان نے ہزیمت پائی اور سپہر شکوہ کا پائے ثبات ڈگمگایا- سپہر شکوہ و
رستم خان کے مغلوب ہونے کی خبر دارا شکوہ سنکر مع فوج قول کے جو بیس ہزار
سوار سے کم نہ تھی اس غول مین پہنچا اپنے توپخانہ سے گذر کر اورنگ زیب کے توپخانہ
و ہراول کے مقابل آیا اس طرف سے بھی مقابلہ مین بہادرون نے بان و توپ و تفنگ کے گولے

ایسے چھوڑے اور پیاپے حملے صف ربا ایسے کیئے کہ داراشکوہ انکے سامنے نہ ٹھیر سکا محمد مراد
کی طرف گیا وہان دونو طرف سے صفین باہم لڑین خلیل اللہ خان داراشکوہ کی فوج کا پیش
آہنگ تھا تین چار ہزار اوزبک کماندار اسکے ساتھ تھے یہ سب مرادبخش کے ہاتھی پر حملہ آور
ہوئے۔ دونو طرف سے تیر برسے اور اُنہون نے مرادبخش کے لشکر مین ایک قیامت
برپا کی اور اکثر سپاہیون کے میدان جنگ مین پیر اُکھڑ گئے اور قریب تھا کہ تیر باران و گرز
وسنان کے صدمات سے مرادبخش کے ہاتھی کا رُخ پھر جاے تو اُسنے حکم دیا کہ ہاتھی کے
پاؤن مین زنجیر ڈالدو اس حال مین راجہ مان سنگہ نے جو راجپوتون مین تہوڑی مین بہت
مشہور تھا اُسنے بیش قیمت موتیون کا سہرا سر پر باندھا اور رخت زعفرانی اُس نے
اور اسکے ہمراہیون نے پردلی کے دعوی کے لئے پہنا اور وہ آگے بڑھکر محمد مرادبخش کی
سواری کے ہاتھی پاس پہنچا اور بے باکانہ کہا کہ تو داراشکوہ کے مقابل مین بادشاہی کی
ہوس رکھتا ہے اور مرادبخش کے ایک برچھی ماری اور مہاوت کو مہابت کے ساتھ کہا کہ
ہاتھی کو بٹھا۔ مرادبخش نے اُسکے حملہ کو رد کیا اور تیر جان ستان راجہ کے ایسا مارا کہ وہ گھوڑے
سے اوندھے مُنہ گرا اور راجپوت جو اسکے ہمراہ تھے وہ مرادبخش کے ہاتھی کے نیچے کشتہ ہو
اور مرادبخش کے ہاتھی کے اطراف کو کشت زار زعفران اور ارغوان کیا۔ اگرچہ عالمگیر نامہ
مین درج ہے کہ اس حالت مین اورنگزیب بھائی کی مدد کو دشمنون کے دفع کرنے کے لئے
گیا لیکن خافی خان لکھتا ہے کہ میرا باپ مرادبخش کا ہمرکاب تھا انتہاے جنگ تک اسکی رفاقت
مین رہا اور زخمہاے کاری اُٹھائے وہ مجھ سے یہ کہتا تھا کہ ایسا ثقہ آدمیون کی زبانی سُنا گیا
کہ اورنگزیب نے مکرر خبر منگانے سے اور اعدا کے غلبہ ظاہر ہونے سے چاہا کہ بھائی کی کمک کو
جائے۔ کہ شیخ میر مانع ہوا اور جانے کے لئے مصلحت نہ دی اور کہا کہ صبر کرو اس صورت
مین گزند و فاختہ کا عمل مین آنا صلاح دولت ہے حاصل کلام یہ ہے کہ عرصہ دار و گیر
مین ایک رستخیز عظیم برپا ہوئی۔ طرفین سے بہادرون نے بہادری اور جانفشانی کی
داد دی۔ تلوار کے بیداد سے سر تن سے جدا اور تن کفن سے جدا رہا۔ راجپوتون نے

بڑی بہادرانہ کوششین کین اور وہ مردانہ اورنگ زیب کے قول پر پہنچے۔ راجہ روپ سنگھ
راٹھور اپنے گھوڑے سے اُتر کر اور ننگی تلوار ہاتھ مین لیکر قول کو چیر پھاڑ اورنگ زیب کی سواری
کے ہاتھی کے پیٹ کے نیچے جا پہنچا۔ اور حوضہ کی رسیان کاٹنے لگا اورنگ زیب نے اُس کی
جرأت و جلادت دیکھ کر از راہ انصاف و جوہر شناسی نہ چاہا کہ وہ بے باک ہلاک ہو
فرمایا کہ تا مقدور اسکو زندہ دستگیر کرین لیکن ہواخواہون نے اسکی بے ادبی کے سبب پارہ پارہ
کیا اورنگ زیب کی آواز نہین سنی دوبارہ دلاورون کے مقابلہ مین رستم خان آیا اور
اس نے بازار جنگ کو زیادہ گرم کیا اُسنے دارا شکوہ کے لشکر کی پشت گرم تھی اُس نے
رستمانہ حملے کیئے۔ وہ اور راجہ ستر سال و وزیر خان دیوان دارا شکوہ و سید ناہر خان و
یوسف خان برادر دلیر خان افغان گرے اور رام سنگھ و بھیم پسران بیٹھلداس کوار اور راجہ
شیورام کے زخم کاری لگے جب دارا شکوہ نے ایسے با نام و نشان سردارون کا کشتہ
و زخمی ہونا دیکھا تو وہ متوہم ہوا اور اپنے مآل کار سے سراسیمہ ہوا حیران تھا کہ کیا کرون
کہ ایک بان آتش فشان اُسکے حوضۂ فیل مین آن کر لگا تو اوسان باختہ ہو کر ہاتھی سے
ننگے پاؤن نیچے اُترا کمال اضطرار سے جوتیان پہننے کی بھی فرصت نہ پائی بے یراق گھوڑے
پر سوار ہوا اس بوقت اضطراب اور تبدیل سواری کے ملاحظہ سے سپاہ نے جب حوضۂ سواری
خالی دیکھا تو لشکر کا دل بھی سردار کی طرح ہل گیا اور فرار کے فکر مین پڑا۔ اسی حال مین دارا شکوہ
کا ایک خواص کہ دارا شکوہ کی کمر مین ترکش باندھتا تھا ایک گولے کے لگنے سے اسکا دایان
ہاتھ اُڑ گیا اور اُسکے ساتھ جان بھی اُڑ گئی۔ اس حال کے واقع ہونے سے اطراف کے ہواخواہ بھی
سراسیمہ ہوئے۔ ثبات قدم کو ہاتھ سے دیکر بعض متفرق ہوئے بعض نے معرکہ سے جان
بچا لے جانے کو مصلحت جانا۔ دارا شکوہ نے خود سپاہ کے متفرق اور لشکر کے بے استقلال ہونے کو
دیکھ کر حیات مستعار کے نقد کو سلطنت نسیہ کی امید پر اختیار کیا اور ثبات قدم کو ہاتھ سے دیا
سپہر شکوہ نے بھی باپ کے ساتھ رفاقت کی چند شفیق رفیق طریق ہزیمت مین شریک ہوئے
اور اکبر آباد کی راہ لی۔ اورنگ زیب کو فتح ہوئی۔ مبارکباد کی دھوم مچی۔ اورنگ زیب نے

ہاتھی سے اُتر کر خدا کا شکر ادا کیا پھر داراشکوہ کے خیمہ کی طرف آیا۔ سوائے خیمہ و توپخانہ کے سارے کارخانوں کی صفائی تھی وہ داراشکوہ کے خیمہ میں رونق افروز ہوا شاہزادوں اور امیروں نے نذریں دیں اور نثار کیئے۔ تحسین و آفرین سے مفتخر ہوئے۔ مرادبخش کا چہرہ اور بدن تیروں کے زخم سے گلرنگ ہو رہا تھا۔ اس سادہ لوح بھائی کو اورنگزیب نے اسکے جراحتوں پر اول چرب نرم باتوں کا مرہم لگایا اور جراحوں کو بلا کر خوب علاج کرایا اور سلطنت کی مبارکباد دی اور ہزاروں تحسین کی اور رو رو کر اپنی آستین شفقت سے رخساروں سے خون پوچھا کہتے ہیں کہ جس حوضہ میں مرادبخش سوار تھا تیروں کے لگنے سے وہ سیہی بن گیا تھا اسکی زمین نظر نہیں آتی تھی اُس حوضہ کو دولت خانہ دارالخلافہ کے کارخانہ میں مرادبخش کی یادگار کے طور پر فرخ سیر کی سلطنت تک رکھا۔ اورنگزیب کے عمدہ امیروں میں خواجہ خان و راجہ مان سنگھ ہاڈہ اور دس اور امراء کام میں آئے۔ شاہزادہ مرادبخش کے بیس امیر مارے گئے۔ اعظم خان جنگ کے تمام ہونے کے بعد ہوا کی حرارت اور زرہ بکتر کی گرمی سے چنگ اجل میں گرفتار ہوا۔ داراشکوہ کی طرف سے بہت امیر اور آدمی مارے گئے۔ داراشکوہ دو ہزار سوار بے سروسامان جن میں اکثر زخمی ساتھ لیکر شام کے وقت بے مشعل اکبرآباد میں پہنچا مگر شرم کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا اسکو کیا منہ دکھاتا وہ پہلے ہی اس نازپروردہ کی حقیقت جانتا تھا اور اورنگزیب کو خوب پہچانتا تھا اسی لئے وہ مقابلہ کو منع کرتا تھا اگر داراشکوہ باپ کے کہنے پر چلتا تو کیوں یہ دقت اُٹھاتا۔ باپ نے کئی دفعہ نیئے مشوروں کے لئے بلایا وہ نہ گیا اُسی رات کو ستہ پہر گذرنے کے بعد سپہر شکوہ بیوی اور بیٹے اور چند اہل خدمہ محل اور جواہر و زیور و اشرفی و طلا و نقرہ و آلات ضروری کو جو ہاتھیوں و آدمیوں و خچروں پر لاد سکا ہمراہ لے کر شہر سے نکلا اور شاہجہان آباد کو دارالسلطنت لاہور جانے کے لئے چلا۔ آگرہ سے تیسری منزل میں وہ پانچ ہزار سوار جو باپ نے کمک کے لئے بھیجے تھے اُس سے مل گئی یا جو لڑائی سے بھاگے تھے وہ آکر مل گئے۔ اورنگزیب دہم رمضان کو سموگڈھ سے کوچ کر کے اکبرآباد کی سواد میں بڑی دہوم دہام سے آیا

تمام اعیان دولت وارکان مملکت مع اپنے خویشون اور منتسبون کے اطاعت کے قدمون سے پیش آئے اور تمام امراء عظام او معتبر بادشاہی کی ملازمت کے گروہ گروہ آدمیون نے اضافہ مناصب کی طمع مین سررشتہ وفا کو ہاتھ سے دیا اور خداوند قدیم کی رعایت کمک کو بالای طاق رکھا۔ ان آدمیون کی اس حرکت سی اور اورنگ زیب کے سلوک سے شاہجہان کو ملال ہوا اُس نے اپنے مقرب افضل خان کو جو کہ اسرار سلطنت کا بڑا محرم تھا یہ فرمان دیکر اورنگ زیب پاس بھیجا جب اس فرخندہ کوکب برج اجلال کا کوکبہ جاہ وجلال دار الخلافہ کے نزدیک آیا اور تم کہ دوری ضروری کی مدت مین قبلہ حقیقی و خدای مجازی کی ملازمت سے حرمان نصیب بے شکیب تھے یہان نزدیک آئے تو بحکم استیلاء شدت شوق جو بعد فراق کو لازم اور قرب وصال کا مقتضاء ہے خاطر اشرف بے اختیار تمہارے دیکھنے کی آرزومند ہے تمکو مجھ سے محبت ہے اور میرے ملنے کا شوق بہت ہے اس پر بھی ایسے نزدیک ہو کر مجھ سے نہین ملے سوا بخت جانی اور سست مہری کے کیا تصور کیا جاے اگر باپ کی طلب صادق اور تعظیم و تکریم کے سبب تم مجھ نیاز مند درگاہِ الٰہی سے ملنے آؤ جسکی دوبارہ زندگی ہوئی ہے اور از سرنو عالم وجود مین آیا ہے تو البتہ دولت دوجہانی سے متمتع و برخورداری پاؤگے اور مرادات صورت و معنی مین کامیاب ہوگے۔ جب یہ فرمان فاضل خان اورنگ زیب پاس لایا تو اس نے اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ

مراسم سجدہ و تسلیم و لوازم تعظیم و تکریم بجا لا کر عرض کرتا ہے کہ فرمان فرخندہ عنوان میرے پاس پہنچا کہ حضور کی آرزو ہے کہ مین جلد حضور کی خدمت مین حاضر ہون ان عنایات تازہ کا شکر مجھ سے ادا نہین ہو سکتا ع۔ ہم گمہ لطف شما پیش نہد گامے چند۔ الحمد للہ کہ میری صدق ارادت و خلوص عقیدت نے حضور کے دل مین تاثیر کی اور اُسکا ظہور حضور کے دل سے ظاہر ہوا جس سے میرا گلشن امید و مراد شگفتہ و خندان ہوا اور میری مزید حیات کا سبب ہوا امیدوار ہون کہ اس دورافتادہ کی مواصلت کسی ساعت مسعود مین قرار پائے فی الحقیقت حضور کی قدمبوسی برکت روزگار و آیت رحمت پروردگار ہے اور بہت مدتون سے اس

شاہجہان اور اورنگزیب کے پیغام و سلام -

اس وقت کا منتظر تھا اور اس روز کی آرزو رکھتا تھا اب مین اپنی مراد پر پہنچا کہ حضور
کے دیدار سے اپنی آنکھون کو روشن کرونگا اس سے زیادہ دراز نفسی کو کوتاہ اندیشی جانتا ہے
افضل خان نے خوش وخرم مراجعت کی اور حقیقت حال عرض اشرف مین پہنچائی عرضداشت
پیش کی۔ باپ بیٹے کی ادب اندیشی و سعادت مندی سے بہت خوش ہوا۔ دوسرے روز
باپ کو بیٹے کے ملنے کا اشتیاق اور بڑھا۔ فاضل خان کے ہاتھ تحفے اور گرانمایہ جواہر اور
شمشیر عالمگیر جس سے بہتر کوئی اور شمشیر تیموریہ نہین سمجھی تھی اور شوق آمیز پیام بھیجا اور بہت
باتین زبانی کہلا بھیجی تھین مگر جب فاضلخان چلا گیا تو اورنگ زیب کو مفسدون نے یہ سمجھایا کہ آپکے
بلانے سے بادشاہ کا کچھ اور ارادہ ہے۔ اسطرح اسکی خاطر کو بادشاہ سے متغیر کردیا۔
فاضل بیگ جنجی اس مرتبہ آیا اور اُس نے بڑی فصیح وبلیغ تقریرین حدیث و قرآن کی موافق
اورنگ زیب کو سنائین تو اُنکا اثر اُسکے دل پر کچھ نہ ہوا۔ فاضل خان بے نیل مقصود شاہجہان
پاس گیا جو کچھ دیکھا تھا وہ کہدیا۔ پھر بادشاہ نے مصلحتاً اور فرمان خلیل اللہ خان او
فاضل خان کے ہاتھ اورنگ زیب پاس بھیجا۔ خلیل اللہ خان بادشاہ سے کچھ آزردگی رکھتا
تھا۔ فرمان کا مضمون یہ تھا کہ فرزند ارجمند ہمیشہ میری رضامندی سے تحصیل خرسندی کرتا رہا
اور خدمات پسندیدہ بجا لاتا رہا اور کبھی مرضی کے خلاف تقصیر کرنے مین راضی نہین ہوا
اب اس سوء ادب اور اس قدر بے مہری کا سبب میرے ساتھ کیون ہے جو مستلزم بدی
دارین ہے۔ یہ تمام دلگرانی ورنجش خاطر بیوجہ و سبب معلوم نہین ہوتی کہ کیون ہے۔ تمنے میری
عیادت کی مراسم کو ادا نہ کیا اور میری کو صحت جسمانی کا استفسار نہ کیا حقوق تربیت کی رعایت
نہ کی مجھے تعجب ہے کہ اس تمام لاابالی کا باعث اور اس قدر سرگرانی کی علت واقع مین
کیا ہوگی اگر یہ باتین اس سبب سے ہوئی ہین کہ ارباب غرض و عناد اور فسادیے سعایت
کی ہے تو قریب ہے کہ وہ تمہارے شیمۂ کریمہ سے دور ہوجائینگی۔ غرض پرست فتنہ
انگیزون نے میری عنایت واشفاق کو تمیز نامناسب لباس مین اور بدترین صورت
مین ظاہر کیا ہے جو میرے دل مین کبھی نہین آئین اگر تم خود میرے پاس آؤ اور مین تم جو

معقولہ کے ساتھ کیفیت حال تمکو سمجھاؤن تو تمہارا اپنا دشمن کا کام سمجھنا گنجایش رکھتا ہے۔
تمہاری صاف دلی پر جو کدورت بیٹھ گئی ہے وہ مین اپنے بیان سے محو کردونگا اور
مطلب صحیح جسکو ناراستون نے مفسدہ نام رکھکر ناشائستہ وجوہ سے تمہارے خاطرنشان
کیا ہے وہ بیچ بیچ تمہارے دل کو یقین کرایا جائیگا جس سے رفع کلفت ہوگی ادای پیغام
اور فرمان پہنچانے کے بعد خلیل اللہ خان کو اورنگ زیب خلوت مین لے گیا اور نجابتخان
باہر رہا - ثقہ آدمی یہ کہتے ہین کہ خلیل اللہ خان نے شاہجہان کے مقصد اشرف کو ایک
ناخوش لباس پہنایا اور بہت بری طرح سے بیان کیا اور بعض اور آدمیون نے اُس سے
اتفاق کیا جتنے وفاق کی جگہہ نفاق ہوگیا اُسنے بادشاہ کے قید کرنے کی و تسخیر قلعہ و
خزانون کے ضبط کرنے کی صلاح دی - اورنگ زیب نے ازروے مصلحت خلیل اللہ خان
کو نظر بند کیا اور فاضل خان کو جواب دیا کہ اس وقت بعض امور کے واقع ہونے سے
معاملہ کا اور رنگ ہوگیا ہے حضور کی طرف سے میری خاطر جمع نہین ہے غالب یہ ہے
کہ حضور ملازمت کے وقت انتقام لینگے اور کسی اور بات کا قصد کرینگے اس سبب سے مجھ
خیر خواہ خلایق کا آنا نہین ہوگا فاضلخان نے حقیقت حال بادشاہ کے خاطرنشان کی
اور ظاہر کیا کہ اب نامہ و پیغام کی کارسازی سے کار باہر ہوگیا بہبود کی صورت نہین
ہے بلکہ اور باتون کا احتمال ہے بادشاہ نے اس خیال سے کہ مبادا اورنگزیب کی اطلاع
سے مفسد فساد اندیشے کرین قلعہ کے دروازون کو بند کردیا اور اسکی حفظ و حراست پر
دو تنخواہون کو مقرر کیا - رات گذری تھی کہ ایک جماعت کثیر ملازمان شاہی بھجانی پائے
حصار مین آگی اور محاصرہ کے شغل مین مصروف ہوئی لیکن قلعہ استوار کا استحکام اس نہج
تھا کہ محض یورش و نقب و ملچار سے اسپر تصرف نہین ہوسکتا تھا اسکی خندق کا عمق پانی
تک تھا اسکی برج اور دیوار نہین آسکتی تھی اس طرح اسکی تسخیر کا تصور دل مین نہین آسکتا تھا
دیوارون کی پناہ مین اور قلعہ سے دور باغون مین آکر توپ و تفنگ کی رد و بدل ہوتی
تھی اور قلعہ کے اندر بھی مدافعت کرتے تھے اور شرط ممانعت کو جیسا کہ مقام کا حق تھا

بجالاتے تھے لیکن اکثر ناسعادتمند محاصرہ کی تاب ایک رات دن نہ اُٹھا سکے اور پانی لانے کے بہانے سے باہر نکل آئے اور جو جماعت قلعہ کے اندر رہی اُسنے حق نمک کی رعایت سے چشم پوشی کی اور چاہنے لگے امان مانگ کر باہر چلے آئین جب شاہجہان کو اُس پر اطلاع ہوئی تو اُسنے ہر چند اہل نفاق کو باوفاق بنانا چاہا مگر کچھ اثر مرتب نہ ہوا تو بادشاہ نے یہ فرمان اورنگ زیب پاس بھیجا جسکا مضمون یہ تھا۔

## اشعار

خدایے راست بزرگی و ملک بے انباز  
بدیگرے کہ تو بینی بعاریت داد است

کلید فتح اقالیم در خزائن اوست  
کسے بقوت بازوی خویش نگشاد است

گر اہل معرفتی دل بہ آخرت بندی  
نہ در خزانہ دنیا کہ محنت آباد است

جہان سرا ینہادرست و عاقلان دانند  
کہ روی آب نشاید قرار بنیادست

تیری حاجتون اور مرادون کے بر لانے مین بخت مساعد و اقبال موافق ہوا اور ادوار چرخ و انقلاب لیل و نہار ہر وقت و ہر حال مین تیرے کام کے موافق ہوون واقعہ حیرت افزا جو مجھکو نصیب ہوا اور جسقدر کدورت و الم مجھے ہوا ہے اس سے میرا حال یہ ہی کہ کوئی آزار نہین ہے جو میرے ساتھ کوتاہی کرتا ہوا اور اقبال کسی طرح یاوری نہین کرتا۔ کار ہاتھ سے اور ہاتھ کار سے ایسا گیا گذرا ہوا کہ بیان نہین ہوسکتا تم سے اس مدت دراز مین ترک ادب و عدم مراتب کے دقائق مین سے کوئی دقیقہ ظہور مین نہین آیا باپ کی مرضی بغیر کوئی کام نہین کیا اب ہمنے عنایت یزدانی کی توفیق سے سلطنت صوری سے گذر کر معنوی بادشاہی اختیار کی۔ خدا کے اعلام سے کیفیت زمانہ پر آگاہی پائی اور زاویہ عزلت مین حضرت باری تعالیٰ کی بیحد ستایش قبول کی تم کار فرمائی کی روانی جس سے کارخانہ خدائی کو رونق ہوتی ہے اسکو اپنے سے متعلق جانو اور نظام عالم کے سررشتہ کو جو ہم سے تعلق تھا اب تم جسکو چاہو اسکا وہ ہو پھر تم کس واسطے غرض پرستون و کج روشون و ناراستون کی بداندیشیون سے خیال محال

وبیندار دوراز کاراس دُنیا کار کھ کر اپنی حد سے قدم باہر رکھتے ہو - یہ دنیا جو ظاہر
وباطن خراب ہے اور فی الحقیقۃ اسکا کاروبار ایک خواب ہے بیداری کا اور سراب ہے
آب نما - جیسے تم اپنے تئین بدنام اور ہمکو خفیف کرتے ہو اور جسکو تھوڑی عقل بھی دقیقہ یاب ہے
اس پر حقیقت کی حقیت روز کی طرح روشن ہے کہ دار المکافات دُنیا مین کارکنان قضا
وقدر سب وقت اپنے بر سر کار رہتے ہین - ماہ سے ماہی تک ہر حرکت و ہر نفس کا شمار
وشمار کرتے ہین

## اشعار

اے کہ وقتے نطفہ بودی در شکم — وقت دیگر طفل گشتی شیرخوار
مدتے بالا گرفتی تا بلوغ — سرو بالا دستدی سیمین عذار
ہم چنین تا مرد نام آور شدی — فارس میدان و مرد کارزار
انچہ دیدی برقرار خود نماند — واین چہ می بینی نماند برقرار
پیشتر ازان کز دست بیرون برد — گردش گیتی زمام اختیار
شکر نعمت را نکوئی کن کہ حق — دوست دارد بندگان حق گذار
با ولی نعمت سلوک نیک کن — تا ہمہ کامت برآرد کردگار

اس سبب سے کہ کہن دیر بے بقا کا دیرینہ آئین ہے کہ آخر کار تعب کا مقتضی ہے اس
رباط بے ثبات کی رسم معہود ہے کہ ہر عافیت کی عاقبت مین رنج نوائب اور عشرت کے
عقب مین عسرت ہے اسکی جمعیت سرمایہ پریشانی و حسرت اگر روزگار کی چشم بد سے کوئی
گزند اور حوادث گیتی کی دستبرد سے مجھے آسیب پہنچے تو میری جمعیت حواس مین تشویش
نہین ہوتی اور میرے ثبات و قرار مین توکل کے نیرو سے فتور نہین آتا میرا منظور نظر اور
مافی الضمیر یہ ہے کہ ظاہر بین باطن فہم ہو کہ گمراہ نہ ہون خاص کر تم میری فرزند سعادتمند
کہ لیل و نہار کے انقلاب و گردش روزگار سے فارغ ہو کر ظاہر کار کشائی اقبال پر مغرور
ہو جسکا وجود فی الحقیقۃ اعتبار نہین رکھتا - سب حال مین اگر نظر دور بین منتہائے مطالب و سرانجام کار
پر رکھکر کتاب آسمانی کے احکام پر اور سنت حضرت سید المرسلین اور طریقہ دین متین پر عمل

کروگے تو حقیقت مین بین تمہارا خدا ے مجازی ہون کہ میری اطاعت معبود حقیقی کی عبادت وطاعت شمار کروگے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوگے۔ اس فرمان کا جواب اورنگ زیب نے یہ لکھا۔

فرمان عالی شان میرے پاس آیا اُس مین جو مرشد انہ اندرز لکھی تھین اُنکو از روی ادب اندیشی و ارادت کیشی کے سُنکر قبول کیا اسکا شکریہ غائبانہ بغیر استعداد حضور کے حتی الامکان ادا کیا۔ مین سن تمیز سے تعلیم الٰہی کے دبستان کا سواد خوان اور دانش کیفضل نامتناہی کا حروف شمار ہون۔ اسرار مبداء و معاد کے مراتب معرفت سے حقیقت کا ایک دل سے دریافت کرتا ہون اور روزگار بے مدار کی گردش مین بہت سے اسرار ژرف حکمتہاے شگرف سے ملاحظہ کرتا ہون اور ہر کار کے شمار کا حساب اور ہر چیز کی مقدار کا قیاس کرتا ہون۔ دُنیا کے بے صورت تصورات اور بے جا توہمات کو اپنا سرمایہ استظہار نہین بناتا اور اس کی شراب مرد آزما کے نشاء سے سرشار ہوکر اپنی جگہ سے نہین ہلتا۔ خودسری کے سرمایہ سے خیال عصیان و اندیشہ طغیان اپنے ساتھ مخمر نہین کرتا۔ مجاری امور کو استقامت و ارشاد کے طور پر جاری رکھتا ہون اور اپنے تئین وہی مرید صادق العقیدت گمان کرتا ہون حضور نے وضع روزگار و گردش لیل و نہار کی گونہ شکایت تحریر فرمائی تھی اس مقام مین گفتار کی جائے نہین ہی۔ آداب معہودہ کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہون کہ حضرت حکیم علی الاطلاق کے محکمہ کے افعال مین بہت سے حکم و مصالح مندرج ہین کہ عقول بشر انکے سر کو نہین پا سکتی اس صورت مین حقائق آگاہ پر لازم ہے کہ پیش آمد احوال کو فوائد بسیار اور منافع بیشمار پر مشتمل جانے اور واردات تقدیر پر اعتراض نہ کرے اور اسکے بطن مین اغراض صحیحہ کو پوشیدہ جانے تسلیم و رضا کو چھوڑ کر چون وچرا نہ کرے۔ غرض اس تمہید سے ابھی حال کی کیفیت کی شرح کرنی ہی۔ جو مجھ ارادت سرشت کے امثال افعال پر نکات بعد الوقوع حضور نے لکھے ہین۔ وہ اب ارباب شہود و اصحاب تسویہ باطن پر اکثر صورتون مین لاورہی عنوان سے

فرمان کے جواب مین عریضہ اورنگ زیب –

ظاہر ہوتے ہین اگر حضور قراعد اندیشہ لطیف پیشہ سے اصل کار کو مشاہدہ فرمائین تو مجھ خیر خواہ
کی حرکات و سکنات اس کعبۂ حاجات رضا کے موافق ہوئی ہین وہ کوئی بر آشفتہ مغز و خفتہ
خرد ہوگا کہ اس قدر ارادت و اخلاص پر مجموعہ سعادت کا شیرازہ توڑے اور اس قبلہ کو مین کے
شکر کے سوا دم مارے اور پیر و مرشد کی اطاعت کے سوا قدم رکھے یا کوئی امر ایسا کرے
کہ جو گرانی خاطر کا باعث ہوا اور خلاف مرضی کو روا رکھے سر رشتہ رضا و تسلیم و آداب تعظیم و
تکریم کے سر رشتہ کو سر مو کی برابر چھوڑے جسطرح کہ حضرت ولی نعمت کو مراتب عاطفت
کے وقوع مین امتناع مراد نہین ہوا مجھ خدمت گذار کو بھی سوا خلوص ارادت و
محض صفائی اخلاص کے اور آئین جان سپاری اور عقیدت کے کوئی امر پیش نہاد ہمت
نہ ہوا اس حساب سے بختیاری کی سلسلہ جنبانی اور التزام گذاری کے حکم سے مراعات
تربیت مین اور مراسم عنایت مین مجھ مرید پر نوازش مین حضور نے کبھی خست نہین فرمائی وہ احسان
ہی نہین ہے بلکہ باوجود برادر بزرگ کی بے مددی کے اس سبب سے کہ مین حضور کی خدمت
پرستی مین حضور کا رضا جو رہا حضرت نے نایۂ عاطفت روز افزون بھیجا جس سے مین نے محض
استحقاق و شائستگی کے سبب سے پایۂ والا پایا اور تمکین بخت سے بساط کامروائی پر متمکن ہوا۔
اور بھائیون سے علو درجات مین بڑھ گیا بہرحال زبان سے نہ مین شکر ادا کر سکتا ہون
نہ معذرت ع ہم مگر لطف شما پیش نہد گامے چند ۔ ارادہ تھا کہ اس منشور عاطفت کو جسکے
ہر کلمہ پر اگر ہزار جان نثار کرون تو گنجایش ہے دو نوجہان کی توقیع رستگاری اور سعادت
ہا و دانی کا طغرا سمجھ کر بکمال ارادت و عقیدت سے حرز جان جان کر خدمت مین دوڑ کر
آؤن مگر بعض امور کے واقعہ ہونے سے ایک طرح کا حجاب حضور سے ہو گیا ہے اور طبع اشرف
کی گرانی سے مین وہمون کا مغلوب ہو گیا ہون اگر حضور اپنی مرحمت سے حکم فرمائین کہ
قلعہ کے دروازے اور مداخل و مخارج مجھ مرید کے آدمیون کے سپرد کر کے مجھے اس واہمہ سے
مطمئن فرمائین تو تلافی تقصیر کے لئے مین حضور کی ملازمت مین پہنچ کر رضا اشرف پر راضی
ہون اور کسی ایسے امر کا روادار نہین ہون جس مین حضرت کی خفت و تصدیع کا

سبب ہو جب باپ پاس یہ عرضداشت پہنچی اُسنے تمام قلعہ خالی کر دیا اور بیٹے کے ملازمون کے سپرد کر دیا ان ملازمون نے مداخل و مخارج کی بست و کشاد کو اپنے ہاتھ مین لیکر اس قلعہ کے دروازون پر اپنا تصرف کیا اور بادشاہی آدمیون کو آمد و رفت سے بالکل منع کر دیا تمام کارخانون اور خزانون پر مہرین لگا دین غرض وہی قلعہ جس مین شاہجہان نے فرمانروائی کی تھی اُسکا زندان بنا اور اسی زندان مین آخر عمر بسر ہوئی اس مین شک نہین معلوم ہوتا کہ اول اورنگزیب دل سے یہ چاہتا تھا کہ مین اپنے باپ کو خوش رکھون اور اُسی کے نام سے سلطنت کرون۔ مگر جب اسکو یہ تحقیق ہوا کہ مین باپ کے دل سے دارا شکوہ کی محبت الفت نہین دور کر سکتا اور اسکی خاطر مین اپنا اعتبار نہین بٹھا سکتا تو اُسنے باپ کو اس طرح گوشۂ عزلت مین بٹھایا۔ جب تک باپ زندہ رہا اسکی تعظیم و تکریم کرتا رہا۔

خافی خان لکھتا ہے کہ اگرچہ عہد [illegible] کے مولفون نے تینون عالمگیر نامون مین مجمل حال لکھا ہے کہ اورنگزیب نے جو شاہجہان کو گوشہ نشین بنایا تو خود شاہجہان کی مرضی یہ تھی لیکن واقعات عالمگیری مین عاقل خان خافی نے شرح و بسط کے ساتھ یہ لکھا ہے اوسکے ہم فضول الفاظ چھوڑ کر ترجمہ کرتے ہین اس سے زیادہ اصلی حال معلوم ہوتا ہے۔

عالمگیر نامہ مین لکھا ہے کہ جب عالمگیر سموگڈھ مین آیا تو اس نے اسی دن ایک معذرت نامہ شاہجہان کی خدمت مین بھیجا جو صورت حال پر مشتمل تھا اور وقوع صف آرائی و قتال کا اعتذار تھا جسکی ابتدا احمق اور مغرور دارا شکوہ نے کی تھی اور میرا شاہ بحکم شرع و فتوائے عقل اسکے اقدام مین معذور تھا۔ فاضل خان شاہ اور سید ہدایت اللہ اس معذرت نامے کے جواب مین یہ شقہ شاہجہان کیطرف سے لے کر گئے بمقتضاء مشیت ایزدی تمہارے اور دارا شکوہ کے درمیان صحبت کا انجام کدورت اور ملال پر ہوا اور جو کچھ پردۂ غیب و حجاب تقدیر مین مستور تھا وہ ظہور مین آیا۔ فرمان قضا و قدر اور ارادت خالق خیر و شر مین بشر کی چون و چرا کو مدخل نہین ہے اس سے چشم پوشی تقاضاء خود شناسی و خدادانی کے مہمات سے جان کر اس امر کا اظہار کرتا ہون جس سے میری خاطر

کا تقاضا اور باطن کی تمنا یہ ہے کہ مین تمھین دیکھون مین اس شوق کو بیان نہین کر سکتا۔ تم
ایک مدت دراز اور زمانۂ طویل کے بعد میرے قریب آگئے ہو اور مین مرکز بجا ہون تمھاری
ملاقات کا شوق و اشتیاق میرا اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے یقین ہی کہ تمھاری محبت کی بہت
سی خواہش قلبی اور آرزوی باطنی زیادہ ہو گئی ہو گی اب مجھ مین انتظار کی تاب نہین ہے
اب تم سے جسقدر جلد ممکن ہو مجھے اپنا جمال دکھاؤ ع زود آؤ و دل تنگ مرا مونس جان باش
اورنگ زیب نے ان شقہ لانے والون اور زبانی پیغام دینے والون کو بھاری خلعت عنایت کئے
اور شقہ کے جواب مین یہ عرضی انکو دیکر رخصت کیا۔

سجدہ و سلام کے مراسم اور تعظیم و تکریم کے لوازم بجا لا کر عرض کرتا ہے کہ حضور کا فرمان میرے
پاس پہنچا جس مین حضور نے مجھے بہت جلد طلب فرمایا ہے اس مضمون اشتیاق سے مین نہایت
شگفتہ خاطر ہوا اس عنایت تازہ و مرحمت بے اندازہ کا شکر تحریر و تقریر سے باہر ہے
لفظ و معنی کی دستگاہ کی تنگی سے کیونکہ اپنی زبان سے بیان کر سکتا ہون ع
ہم مگر لطف شما پیش نہد گامے چند + الحمد للہ کہ میرے صدق ارادت و خلوص عقیدت نے
حضور کے دل پر اثر کیا اور حضرت ظل سبحانی کی کمال عنایت سے میرا گلشن مراد شگفتہ و
خندان ہوا اب مین امیدوار ہون کہ وقت مسعود و ساعت سعادت آمود مقرر
کی جاے کہ اس مین قدمبوسی حاصل کرون اور حضور کے دیدار سے اپنی آنکھون کو روشن
کرون اسسے زیادہ درازنفسی کوتہ اندیشی ہے۔

عاقل خان اور مصنف عمل صالح کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب کا
ارادہ یقینی باپ کے پاس جانے کا تھا مگر بعض اسکے مصاحبون نے شاہجہان پاس جانے
سے اسکو ڈرایا۔ فاضل خان دوسرے روز پھر خوش آیا اور باپ کی طرف سے تحفۃ
تلوار عالمگیر لایا جسکو مورخ لکھتے ہین کہ اورنگ زیب کے رفیقون نے اسکو ایسی فال مبارک
جانا کہ اسکے نام کو القاب شاہی کا ایک جزو قرار دیا اب کی دفعہ بھی اورنگ زیب نے
ادب اور اطاعت کی باتین بنائین مگر بادشاہ پاس جانے سے انکار کیا جس کو

فاضل خان نے پادشاہ سے جا کر کہا تو اُسنے ایک ورشقہ لکھا اور اسکی بدگمانی دُور کرنے کے لئے خلیل اللہ خان کو فاضل خان کے ساتھ بھیجا **شقّۂ ثانی** ۔ باوجودیکہ مینے تجھکو نازو نعمت کے ساتھ پرورش کیا اور بہت سی نوازشون سے ترتیب وتلقین و تعلیم کیا اور مناصب بلند و مراتب ارجمند پر فائز کیا۔ ان حقوق کو اور اطیعوا اولوالامر کے حقوق کو جنکی اطاعت خدا کے حکم سے واجب ولازم ہے اور کلام ربانی وکتاب آسمانی اسپر ناطق ہے تونے چھوڑ دیا باوجودیکہ تونے اپنی عمر رضاجوئی ونیکنامی وحق شناسی وخدادانی مین صرف کی ہے مجھے تجھ سے یہ بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ تونے میری مہربانی اور شوق کی جو تیری دیدار کا ہی قدر نہ جانی اور صاحب اغراض فاسدہ کے بہکانے سکھانے مین آگیا ؎ دُود شوندار بد باغے برسند + باد شوندار بحر لغے برسند اور میرے پاس نہ آیا خدا اور رسول کے سامنے شرمندہ ہونے کا خیال نہ کیا۔ تمہارے لیے فرزند اس کام پر جرأت نہ کر جسکا نتیجہ ندامت وپشیمانی ہو۔

## ابیات

اے خلف از رہ مخالف بہ تاب
تیغ بیفگن کہ مسلم آفتاب

گر ز خود این نقش گرفتی بدست
سوے خدا آئین و شو خدا پرست

ور ز پدر آموز شد این رہ پدید
گفت بد آموز نباید شنید

گرچہ کنی دعوئ دانش ولیک
نیک بدانم کہ نہ دانی تو نیک

چون تو شب و روز ادب افزون کنی
بے ادبی با چو منے چون کنی ؛

گرچہ جوانی ہمہ فرزانگی است
این نہ جوانی است کہ دیوانگی ہست

اے پسر ار چہ پسری دستخور مجا
لیکن مکن با پدران سروری

بر سر خوان آے کہ ہم تو شنہ
یاد نمک کن کہ جگر گوشۂ

خون بینی و دل من مہر جو است
جوشش بسیار مکن زہرہ پوست

جب افضل خان اور خلیل اللہ خان دونو اورنگ زیب پاس گئے تو خلیل اللہ خان

کو بلا لیا جینے جاکر یہ کہہ دیا کہ وہان آپ ہرگز نجایئے آپ کی نسبت برا ارادہ ہے۔ بادشاہ کی قید کرلینے کی صلاح دی اور اپنی درخواست سے بظاہر نظر بند ہوکر وہین رہ گیا کہ خلقت مین بدنامی نہ ہو۔ شاہجہان نے فاضل خان سے جب یہ سب ماجرا سنا تو اس سے خوف ہوا کہ میری ساتھ یکایک کچھ اور سلوک نہ کیا جاے قلعہ کے دروازونکو بند کردیا جسکی خبر پہنچتے ہی اورنگ زیب کے سردارون ذوالفقار خان اور بہادر خان نے آنکر قلعہ کا محاصرہ کیا قلعہ کی دوہری فصیل اور اسکے گرد خندق عمیق تھی۔ یہ نہ سرنگ سے اڑ سکتا تھا نہ حملہ اسپر کارگر ہوسکتا۔ اسلئے اہل قلعہ کو پیاسا مارکر مغلوب کرنا چاہا۔ قلعہ مین پانی جانے کا رستہ بند کیا اورنگ زیب کے آدمیون نے قلعہ پر جاکر گو بہت سر مارا مگر اسکا بال بیکا نہ ہوا سردار اور سپاہی قلعہ کے نزدیک مکانون اور دیوارون اور درختون کے پیچھے آڑ مین بیٹھے اور طرفین سے توپ بندوق چلا کی۔ بادشاہ کے بڑے بڑے امیر اورنگ زیب کے ساتھ گٹھے ہوئے تھے چھوٹے سردار اور آدمی نمک حلالی کرکے خوب مقابلہ کرتے تھے۔ اکثر بڑے بڑے منصب دار تو دریا سے پانی لانے کا بہانہ بناکے باہر جاکر اورنگ زیب کے آدمیون سے ملگئے گرمی کا موسم تھا لوئین چل رہی تھین آگرہ کی سخت گرمی سے اہل قلعہ لاچار ہوئے۔ بادشاہ نے یہ حال دیکھ کر مصالحہ کرلی اور فاضلخان کی معرفت یہ تحریر اوسنے بھیجی۔

خدا تعالی تیرے کوکب اقبال کو روشن رکھے۔ سپہر نیرنگ ساز کی کجبازی اور روزگار شعبدہ باز کی ناسازی سے ایسا امر جو تصور تعقل مین نہ آتا تھا عین الیقین مشاہدہ ہوا۔ تو نے مہر فرزندی کو یکبارگی چھوڑ دیا میرے آتش شوق پر نظر نہ کی۔ حقوق ابوت و تربیت سے چشم پوشی کی۔ ہماری ایذا اور ضرر کو جو دنیا کی بدنامی کا موجب اور ناکامی عقبیٰ کا موروث ہے سہل اور آسان گمان کیا روز شمار کی بازپرس سے غافل اور بیخبر ہو تو قیامت کے دن اس حق شکنی کا کیا جواب دیگا۔

## ابیات

| | |
|---|---|
| بہ پستی کہ گویم زخودت شرم باد | کز پے خون خودم اندر افتاد |

| | | | |
|---|---|---|---|
| بندہ کہ پادشاہ بود کینہ جو | | خلق چہ گویند تو ہم خود بگو | |
| ورنہ تو در قلب من آید غبار | | ہم تو شوی در رخ خود شرمسار | |
| باش بکامم کہ بکارم تو ام | | زندہ و نازندہ بنام تو ام | |
| بہر خدا صورت خویشیم بنا | | روی مگردان و بترس از خدا | |

تجھے لائق یہ ہے کہ تو اپنی صف شکنی و کشور کشائی پر مغرور نہ ہو اور زمانہ کی ناسازگاری اور روزگار کی رفاقت پر تکیہ نہ کر کہ یہ چرخ پر نیرنگ و جہان دورنگ اصلا اعتماد کے لائق نہیں ہی اس پیمان شکن بدعہد سے قطعاً وفا نہیں ہوتی۔ اس صورت مین عقل یہ چاہتی ہے کہ ایسا کام تو نہ کرے کہ جس سے اس دودمان عالی شان مین فتور آئے۔ ہماری سلطنت تمام عالم مین مشہور ہے اُسکے حفظ ناموس مین تو کوشش کر جس سے تیری نیکنامی صحیفہ روزگار و صفحہ لیل ونہار پر ثابت و پائدار رہے۔ اسکے جواب مین اورنگ زیب نے یہ عریضہ بھیجا۔

بلله الحمد والمنته کہ مین نیازمند درگاہ شہنشاہی ابتدا و شعور و تمیز سے اب تک تا اندازہ امکان البشری و طاقت انسانی حضور کی ارادت و اعتقاد و صدق سدا دین مقصر نہین رہا اور حضور کی استرضاء خاطر مین کوشش کرتا رہا۔ عبودیت و جانفشانی کی راہ سے انحراف جائز نہین رکھا اور نہ رکھتا ہے۔ بندگی و عقیدت مین ثابت و راسخ ہے لیکن ارادت ازلی اور مشیت لم یزلی سے ایسے مقدمات ظہور مین آئے کہ مقتضائے طبیعت البشری واہمہ و ہراس مغلوب ہوا اُسکی جرأت نہ ہوئی کہ اطمینان قلب و جمعیت باطن کے ساتھ حضور کی ملازمت کا عازم ہوتا مجھے حضور کی قدمبوس کا حد سے زیادہ شوق ہے اگر آپ آئین مرید نوازی مرعی فرمائین تو حکم والا نفاذ ہو کہ اول قلعہ مین میرے کچھ آدمی داخل ہون اور ملازمان سرکار جو مداخل و مخارج کی محافظت کر رہے ہین اُن کی جا وہ مقرر ہون اور عنایت خسروانی سے وہ قلعون کے دروازون کی حراست سے اختصاص پائین تو یہ جان سپارنہ خاطر جمعی سے حضور کی خدمت با

حاضر ہو اور زمین بوس سے مشرف ہو اور اپنی تقصیرات کے عذرات بیان کرے اگر یہ ہو تو عنایت مرید نوازی ہوگی۔

شاہجہان نے اورنگ زیب کی یہ درخواست پڑھ کر حکم دیدیا کہ قلعہ سے باہر سب میرے نوکر چلے جائیں اور قلعہ کے دروازے کھولدیے جائیں۔ روز جمعہ ۱۷ رمضان ۱۰۶۸ھ کو قلعہ میں شاہزادہ محمد سلطان مع ذوالفقار خان و شیخ میر و بہادر خان و اسلام خان داخل ہوگئے۔ جب اس قلعہ کے حوالہ کرنے پر اورنگ زیب باپ کی خدمت میں نہ آیا تو بیگم صاحب باپ کا پیغام لیکر بھائی کے لشکر میں آئیں۔ دستور کے موافق استقبال نہ ہوا مگر اورنگ زیب نے کہلا بھجوایا کہ آپ محلسرا میں جائیں میں وہاں آتا ہوں۔

محلسرا میں بھائی بہت اچھی طرح ملا۔ بہن نے باپ کا شوق ظاہر کیا جو باپ سے ملنے کا تھا۔ بعد اسکے یہ پیغام دیا کہ حضرت ظل الٰہی کی شاہانہ مرضی یہ ہے کہ داراشکوہ کو ملک پنجاب مع اسکے مضافات کے عطا فرمائیں اور مرادبخش پاس گجرات اور شجاع پاس بنگالہ بدستور برقرار رہے اور دکن محمد سلطان کو عنایت کریں اور شاہ بلند اقبال کا خطاب اور باقی کل ممالک محروسہ کی ولیعہدی کا منصب عالی آپ کو مبارک ہوا اب اس بات کو آپ قبول فرمائیں اور غرضمندوں کی باتوں پر نہ جائیں وسوسہ و دغدغہ کے بغیر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں چلئے اور انکی خاطر مشتاق کو اپنے دیدار سے مسرور کیجیے اورنگ زیب نے داراشکوہ کی عداوت کی شکایتیں کیں اور ان درخواستوں کو مقبول نہ کیا اور صاف کہدیا کہ جب تک داراشکوہ کے معاملہ کا فیصلہ نہ ہوگا۔ میں حضور میں حاضری کی جرأت نہیں کر سکتا۔ بیگم صاحب مایوسانہ اندوہناک یہ جواب لیکر آئیں اس کے بعد پھر اس طرح کے پیام سلام ہوتے رہے۔ آخرکار گفت و شنید کے بعد اورنگ زیب تیسرے دن باپ کے پاس جانے کے لئے سوار ہوا شائستہ خان اور شیخ میر نے سامنے سے آکر عرض کیا کہ حضور کا یہ جانا عقل و دوراندیشی سے بعید ہے اسے احتراز فرمائیے جب قلعہ پر خدا کے فضل سے عمل دخل ہے اور اعلیٰ حضرت کا اقتدار و اختیار

سمجھ نہین ہے تو ضرورت کیا پڑی ہے کہ آپ محل خطر مین جاتے ہین اپنے حاصل کیا ہے اس سمجھانے سے وہ الٹا چلا آیا۔ پادشاہ کے جانے نہ جانے کے باب مین یہ گفتگوئین ہو ہی رہی تھین کہ پادشاہ کا شقہ داراشکوہ کے نام کا ماہر دل نے پیش کیا جو پادشاہ نے اسکو اپنا حیلہ سمجھ کر اور نہایت معتمد و معتبر جانکر اسکو دیا تھا کہ داراشکوہ پاس بہت جلد دہلی پہنچا دے اس شقہ کا حاصل یہ تھا کہ داراشکوہ شاہجہان آباد مین ثبات قدم اختیار کرے وہان خزانہ اور لشکر کی کمی نہین ہے۔ ہرگز وہان سے آگے نہ جاے۔ کہ ما بدولت یہان مہم کا فیصلہ فرماتے ہین اس فقرے نے اورنگ زیب کو دولت خواہون کی بات کا یقین دلا دیا پھر اسنے باپ پاس جانے کا ارادہ بالکل چھوڑ دیا۔ بیگم صاحب کے آنے کے بعد جعفر خان وزیر۔ حکیم تقرب خان اور راے رایان راجہ رگناتھ دیوان سلطنت مع عملہ و فعلہ دیوانی آگئے تھے تو پھر اورنگ زیب نے ایک شاندار دربار عام کیا۔ مسند پر تو شاہزادون کی طرح بیٹھا اور نذرین شاہانہ طور پر سب امرا و منصبداروں سے لین پھر شان و شکوہ کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہو کر داراشکوہ کی حویلی مین چلا گیا۔ محمد سلطان نے باپ کے حکم سے تمام پادشاہی خزانون کارخانون توشہ خانون کو سر بمہر کر دیا۔ ۲۱ رمضان کو شاہجہان ایسا قیدی ہو گیا جسکی تاریخ عاقل خان نے یہ کہی فاعتبروا یا اولی الابصار۔

**شاہجہان کی عزلت نشینی اور وفات۔**

جب شاہجہان بے اختیاری کے سبب سے قلعۂ اکبرآباد مین گوشہ گزین ہوا تو اسنے دن رات کو وظائف و طاعات و عبادات و اداے فرائض و سنت مین تقسیم فرمایا قرآن شریف کی تلاوت کرتا اور اسکی آیات کو لکھتا۔ اور انکو پڑھتا۔ احادیث و بزرگان سلف کا حال سنتا اور داد و دہش و بخشش و بخشایش کرتا اور تعجب یہ ہے کہ اکثر اوقات تعلقات ظاہری کے قطع علائق کا ذکر کرتا اور اس مرحلہ فنا سے کوچ کرنے کو اپنی خوشی بتاتا۔ بروز یکشنبہ ۱۱ رجب ۱۰۷۶ کو تیل ملنے سے بدن مین حرارت پیدا ہوئی اور حبس بول و پیچش شکم کا عارضہ عارض ہوا اور اس آزار سے گیارہ دن وہ صاحب فراش رہا۔ نو روز بعد بندرابن جرلح کے علاج سے پیشاب کھل کر آنے

لگا۔ مگر ضعف بہت قوی ہوا۔ ہونٹھ وزبان خشک رہنے لگے اُسکو اپنی موت کا یقین ہوا اور اپنے اسباب تجہیز وتکفین کو خود ترتیب دیا اپنی ساری بیٹیون کو بلایا اور اُنکی تسلی وتشفی کی اور اُنسے آیات قرآنی پڑھوائین اور خود کلمۂ شہادت پڑھتا اور آیہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار پڑھکر شب دوشنبہ ۲۶ رجب سنہ ۷۶ کو انتقال فرمایا۔ نعش کو ارکان دولت واعیان حضرت نے دولتخانہ سے روضہ تک دوش بدوش پہنچایا۔ تمام اعیان اکابر واعالی واہالی اکبرآباد وتمام اشراف واعاظم واہالی اطراف وکل فضلاء وعلماء وارباب ورع وتقوی واصحاب عمائم سر وپا برہنہ نعش کے آگے کلمہ اور تسبیح پڑھتے ہوئے چلتے تھے۔ سیم وزر نعش پر نثار ہوتا تھا۔ عالمگیر تو شاہجہان آباد مین تھا اور بیگم صاحب سب طرح سے بے اختیار تھین اور کار کا مدار اورون کے ہاتھ مین تھا آخر شب کو شاہ برج کے زینے سے روضہ مین پہنچایا۔ جنازہ کی نماز کے بعد دوپہر کو اس زندہ دل بادشاہ کو زمین کے اندر دفن کیا۔ سارے شہر اور اہل حرم کو بادشاہ کے مرنے کا غم تھا مگر بیگم صاحب کے ملال کی کچھ حد نہ تھی۔ عمل صالح مین تو مرنے کا حال یہ لکھا ہے مگر عالمگیرنامہ مین یہ تحریر ہے بادشاہ نے اسی سال سلطنت کرکے امور دنیا کے اشتغال کو ترک کیا اور گوشہ نشینی وانزوا کو اختیار کیا۔ بقیۂ عمر جمعیت خاطر اور توجہ باطن سے طاعت وعبادت ویزدان پرستی مین ختم کی۔ اس سانحۂ عظیم کا بیان یہ ہے کہ اعلی حضرت کے عارضہ کو جسکا اوپر ذکر ہو چکا ہے اشتداد اور امتداد ہوا اور ضعف وناتوانی طبیعت پر غالب ہوئی۔ امراض مختلفہ وعوارض متضادہ لاحق ہوئی کہ جن مین سے ایک کا معالجہ دوسرے کے ازدیاد کا سبب ہوتا تھا قوی کے کمال انحلال سے رعشہ واختلاج عظیم اعضا مین پیدا ہوئے۔ روز بروز بدن کی کاہش اور مرض کی افزایش ہوئی۔ اطبا کی تدبیرات اوراد ویہ کا استعمال اور تناول اشربہ واغذیہ کا کوئی اثر مترتب نہین ہوا اور صحت کی کوئی صورت نہ ہوئی تو اوائل شب دوشنبہ ۲۶ رجب کو مرض تزائد ہوا مرنے کے آثار نمودار ہوئے۔ اعلی حضرت نے توفیق اور ایمان کی قوت سے اس حال مین دل کو خدا کی طرف متوجہ کیا اور خاطر کو غیر حق سے

خالی کیا اور مکرر کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کیا۔ بیگم صاحب اور مستورات کو زاری و گریہ سے منع کیا
اور سوگوارون کو تسلی دی ایک لمحہ کے بعد انتقال فرمایا۔ حد سے زیادہ سب چھوٹے بڑون کو
ملال ہوا بعد اس حادثہ کے ملکہ جہان بیگم کے اشارہ سے رعد انداز خان قلعہ دار اور خواجہ پھول
غسلخانہ مین حاضر ہوئے قلعہ کے دروازون کی کھڑکیان کھلین سید محمد قنوجی اور قاضی قربان
تجہیز و تکفین کیلئے بلائے گئے اُنہون نے آخر صوم و صلوٰۃ جو قضا ہوئے تھے اُنکے واسطے ایک رقم خطیر مقرر
کیا پھر برج مثمن مین جہان انتقال ہوا تھا وہ گئے اور لاش کو غسل دیا اور صندل کے صندوق مین
بند کیا اور برج مذکور کے نشیب دروازہ کو جو بند تھا کھولا نعش کو شائستہ آئین سے قلعہ سے باہر نکالا
اور دروازہ شیر حاجی سے جو اس دروازہ کے محاذی تھا حصار سے باہر نکالا۔ ہوشدار خان
صوبہ دار مع بندہائے بادشاہی کے ہمراہ ہوا۔ صبح کا وقت دریا کے کنارہ پر لائے اور روضہ
ممتاز محل مین لے گئے سید محمد و قاضی قربان نے جنازہ کی نماز پڑھی اور نعش کو گنبد کے اندر
دفن کیا۔ تاریخ وفات ایک شخص نے شاہجہان وفات کرد کہی۔ بحساب قمری شاہجہان
کی عمر ۷۶ سال ۳ ماہ ۲۷ روز تھی اور بحساب شمسی ۷۴ سال ۱۳ روز کم اور ایام فرمانروائی
بحساب شمسی ۳۰ سال ۴ ماہ ۱۸ روز۔ دادا کے مرنے کی اواخر شب مین شاہزادہ معظم آگرہ
سے ۷ کوس پر پہنچا تھا۔ بادشاہ کے حکم سے آگرہ آتا تھا۔ اوائل روز مین شہر مین وہ آگیا۔
دوسرے روز اُس نے بیگم صاحب اور مستورات پاس جا کر تعزیت کی۔ حکم کے بموجب وظائف
خیرات و مبرات و ختمات قرآن کی تقدیم ہوئی اور مکرر مولود کی مجلس منعقد ہوئی اور اہل
استحقاق و صلحا و علماء اور سید محمد قربان کو بہت کچھ ملا ۲۶ر کو اس سانحہ کی خبر قاصدون نے
عالمگیر کو پہنچائی۔ یہ خبر سنکر بے اختیار رونے لگا اور اسپر قلق بیقراری و کمال تاثر و سوگواری
کے آثار نمودار ہوئے۔ اس قدر آنکھون سے سیل اشک روان ہوئے کہ وہ بیطاقت ہو گیا۔ اور
شاہزادون اور امرائے بھی اسکے ساتھ ماتم کیا اُسنے حکم دیا کہ آئندہ سے حضرت صاحبقران ثانی
کو لوگ فردوس آشیانی کہا کرین اور یہی نام فرامین و مناشیر مین لکھا جایا کرے۔ بادشاہ
نے فرمایا کہ میری آرزو یہ تھی کہ مین بوقت مرگ باپ کے دیدار سے سعادت اندوز ہوتا لیکن

یہ قسمت مین نہ تھا اسکی عوض مین اب مین اکبرآباد مین باپ کے مزار سے مشرف ہونے کے لئے جاتا ہون - ۱۷ر شعبان کو وہ روانہ ہوا اور ۲۰ر کو دارالخلافہ مین آگیا - دوسرے روز بادشاہ کے مزار کی زیارت کی اور بہت رویا - بارہ ہزار روپیہ مجاورون کو دیا - قلعہ مین جاکر بیگم صاحب اور اور اہل ماتم کا لباس ماتمی اُترو ایا اور بیگم صاحب کی ایسی خاطر کی کہ اسکے حکم سے سب امرا و شاہزادون نے بیگم صاحب کو نذرین دین اور وہ کورنش بجالائے - بیگم صاحب نے سب امرا کو ہزاری تک خلعت عنایت کئے - اور ہمشیرہ کی دلجوئی کے لیئے ملاقات کو گیا وہ مراسم با انداز و نثار بجالائی - بادشاہ ہر روز باپ کے مزار کی زیارت کو گیا اور مولود کی مجالس کو منعقد کیا اور شاہجہان آباد سے مستورات کو بلایا -

شاہجہان اور عالمگیر کے درمیان نوشتجات گلہ و شکوہ آمیز معذرت و خشونت کے بھیجے گئے ان سب کی نقل تو ہم نہین کرسکتے نہ شاہجہان کے خطوط کا مسودہ کہین ہمکو ہاتھ لگا لیکن جو خطوط کہ آداب عالمگیری مین موجود ہین انکا ترجمہ فضول الفاظ کو چھوڑ کر لکھتے ہین انسے معلوم ہوجاتا ہے کہ شاہجہان نے عالمگیر کو کیا لکھا تھا (۱) شاہجہان نے عالمگیر کو خط لکھا تھا کہ کسی خواجہ سرا کو اچھی نویسی کو وہ بھیجدے اسکے جواب مین عالمگیر نے یہ خط بھیجا -

مراسم عقیدت کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہون کہ میرے عریضہ کے جواب مین جو فرمان والاشان اپنی قلم مبارک سے لکھ کر حضور نے صادر کیا تھا وہ پنجم شہر حال کو میری پاس پہنچا اس تحریر نے دیدہ کو نور اور دل کو سرور بخشا - خدا کا احسان ہے کہ حضور کی ذات فائض البرکات صحت و عافیت سے ہے - پیر دستگیر سلامت (شاہ جہان) حکم قضا و قدر سے مین مجبور ہون مشیت الٰہی سے ایسے ورطہ خطرناک مین پڑا اور کتنی ظاہر و باطن کی کلفتون مین مبتلا ہوا اپنی خجالت و انفعال حال کو کیا عرض کرون کہ وہ حضور پر ہویدا نہ ہو مین ہمیشہ درگاہ ایزدی سے سوال کرتا رہتا ہون کہ میری خطاؤن کی عذر خواہیون مین حضور کی خاطر کی استرضا کی توفیق اور تلافی و تدارک مافات عطا ہو کہ مین ایسی خدمت بجالاؤن کہ قبلہ و کعبہ حقیقی کی خوشنودی کا سبب ہو اور حضرت کی ذرہ پروری و بندہ نوازی سے امید رکھتا ہون کہ مجھ گنہگار کو دعاء خیر سے یاد

یاد فرمائیں کہ مجھے توفیق حسنات اور خدمت گذاری و لینعمت حاصل ہو۔ تجویز اور بعض امر کا ظہور جو پہلے اس سے لکھا گیا ہے وہ اضطراری ہے اور اس سبب سے کوئی شرمندگی ایسی نہیں کہ مجھے نہ ہو خواجہ سرائے چٹھی نویس سے جو وقت کام ہو اسکو حکم ہو کہ وہ سعادت خدمت حاصل کرے۔

(۲) یہ دوسرا خط ان دنوں کا ہے کہ اول دفعہ شجاع نے عالمگیر سے ہزیمت پائی ہے اور فرار ہوا ہے اور ابھی داراشکوہ گرفتار نہیں ہوا کہ عالمگیر نے قاصدوں کی گرفت و گیر کی ہے تو شاہجہان نے عالمگیر کو نصیحت اعتراض آمیز لکھی تھی اور آبدارخانہ و غسلخانہ جو شاہجہان کیلئے بند ہو گیا تھا اسکے باب میں کچھ لکھا تھا اور اتفاقات سے ان ہی دنوں میں خط ہندوی شاہجہان نے شجاع کو لکھا تھا اور وہ عالمگیر کے ہاتھ آگیا تھا اسکا جواب عالمگیر نے خود یہ لکھا تھا۔ ادائے مراسم عقیدت و عبودیت کو ادا کرکے عرض کرتا ہے کہ بہت دنوں کے بعد صحیفہ خط خاص سے لکھا ہوا صادر ہوا وہ میرے پاس پہنچا اس کے مطالعہ سے سرمایہ سعادت حاصل کیا جو کیفیت کہ لکھی تھی وہ واضح ہوئی۔ حضور نے استفسار فرمایا ہے کہ خطوط کی گرفت و گیر کیوں ہوئی ہے حضور کی خاطر پر پوشیدہ نہیں ہے کہ اس مرید نے ان مراتب کے ابتدائے حال اور آغاز وقوع میں کہ نقدیر ایزد متعال سے ظہور میں آئے یہ اعتقاد کیا کہ اعلیٰ حضرت عقل کل ہیں اور اکثر روزگار کے پست و بلند کے تجربوں میں اوقات گرامی گذرے ہیں تو شائد ان امور کا ظہور قضا و قدر سے سمجھ کر میری شکست کار میں اور اوروں کی رونق بازار میں جو ارادت الٰہی میں نہیں ہیں کوشش نہ فرمائینگے۔ یہ سلوک مستحسن اس طرح قرار دیا تھا اور چاہتا تھا کہ شورش کے رفع ہونے کے بعد خاطر والا کی استرضا کے اہتمام میں دل و جان سے کمربستہ ہوں اور اس وسیلے سے سعادت دارین حاصل کروں۔ ہر چند سنتا تھا کہ غبار فساد کا ارتفاع اور مہمات عباد کی بیخ خوردگی حضرت کی تحریک سے ہے اور بھائی حضور کے فرمانے سے دست و پا زنی کرتے ہیں لیکن میں ان باتوں پر کان نہیں لگاتا تھا۔ شاہراہ عقیدت سے انحراف کا خیال نہ کرتا تھا لیکن اس سبب سے کہ حضور کی بے توجہی کے اخبار ہمیشہ متواتر سنتا تھا چنانچہ یہ امر اس سے

ظاہر ہے کہ خط ہندوی ہین جو نوشتہ شجاع کو قلمی ہوا تھا جس سے جان و مال اسی کے سبب
خراب ہوا۔ تو یقین حاصل ہوا حضرت مجھے نہین چاہتے ہین جو کچھ ہاتھ سے کھو چکے ہین اسکو پھر
ہاتھ مین لا کر مستقل رکھنا چاہتے ہین اور احکام دین متین کے اجرا مین اور مہمات ممالک کے
انتظام مین جو مین سعی و تردد کرتا ہون اسکو ضائع کرنا چاہتے ہین امراء اس طریق و فکر سے
باز نہین آتے اور آسپر مصر ہین۔ ناگزیر مین لوازم حزم و احتیاط کی مراعات مین مشغول ہو کر او
مفسدہ ہاے ممتنع التدارک کے بند ہونے سے اندیشہ مند ہو کر جو میرا دل چاہتا تھا وہ قوت
سے فعل مین نہ لاسکا اور میرے اس صدق دعوے کا خدا شاہد ہے۔ اس صورت مین اس وقت
میری جمعیت خاطر ہوگی کہ وہ فتنہ جو جنہون نے دوبارہ اپنی بیعزتی مقرر کی ہی اور بھاگ
گئے ہین۔ ممالک محروسہ سے باہر جائین یا بتوفیق الہی دستگیر ہو کر برادر سوم کے پاس
بیٹھین ؎ سر وارث ملک تا بر تن است  تن ملک را فتنہ پیرہن است
انشاء اللہ تعالی جب دشمنون کا کام ان دو وجہ سے کسی ایک وجہ سے ہو جائیگا۔ تو
اسقدر احتیاط عبث کیون کرونگا آبدارخانہ کے باب مین جو قلمی تھا اس وقت حضرت
ہمیشہ محل مین رہتے ہین غسلخانہ مین آب خاصہ کی ضرورت کیا ہے بکار خانہ ملبوس پر جو مہر
ہوئی تھی اسکا سبب یہ تھا کہ خواجہ معمور کا انتقال ہو گیا تھا اب دوسرا شخص اسکی جگہ مامور ہو گیا
ہے پوشاک مبارک بدستور سابق بے تعلل پہنچے گی۔

(۱۰۹) تیسرا خط اس خط کے جواب مین عالمگیر نے لکھا ہے جو بادشاہ نے تقصیرات عفو
کرنے کے باب مین لکھا تھا اور اسکی ساتھ قدرے جواہر و پوشاک عالمگیر کے پاس بھیجی تھی
جو دارا شکوہ محل مین چھوڑ گیا تھا۔

بعد ادائے وظائف عقیدت عرض کرتا ہے کہ میرے عریضہ کے جواب مین والا فرمان عاطفت
عنوان صادر ہوا تھا وہ اسعد زمان اور بہترین ساعات مین صادر ہوا۔ زلات
و تقصیرات کے عفو کی نوید سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ قبلہ خطا بخش پیر مرشد عذر
پذیر کے لطف عمیم کا امید وار ہوا۔ المنتہ اللہ اعلی حضرت نے بمقتضائے انصاف و قدردانی

انتقام پر عفو کو ترجیح دی مجھ سراپا گناہ روسیاہ کو دو تو جہان کے اندوہ و ملال کے گرداب
سے نجات بخشی۔ کرم ایزدی سے امید واثق ہے کہ اسکے بعد موجب مصلحت کے کوئی امر
جسکا واقع ہونا نہیں چاہیئے مجھ سے ظہور میں نہیں آئیگا خدا غیب دان ہے جسکو کذب و
دروغ پر گواہ کرنا اہل اسلام کے نزدیک کفر ہے اور اور تمام مذہبوں اور دینوں میں
مذموم ہے وہ جانتا ہے کہ یہ مرید ہرگز ارباب نفاق کی تجویز سے مرضی طبع مقدس کے
مرتکب نہ ہوا نہ ہے اور اپنے تئیں حضرت کا نائب سمجھ کر اس خدمت و امر خطیر پر قیام کرتا
ہے لیکن اظہار نیابت میں اوضاع مملکت و ملت کا انتظام و تسلی رعیت ممکن نہ تھی اس لیئے
ناگزیر پاس ملک و حال رعایا کے سبب سے چند روز کے لئے اس طرح کا سلوک اختیار کیا گیا
جو میرے دل میں کبھی نہیں آتا تھا۔ خدا آگاہ ہے کہ اس وجہ سے کس قدر مجھے شرمندگیاں
ہوئیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب مملکت میں امنیت ظاہر ہوگی فتنے کا غبار بیٹھ جائیگا
توکل خاطر اشرف کے مرغوبات بوجہ احسن و دلخواہ صورت پذیر ہونگے۔ مجھ مرید نے جب
اپنا خلاصہ عمر اعلیٰ حضرت کی رضا جوئی و نیکو خدمتی میں صرف کیا تو پھر مزخرفات دنیویہ
فانیہ پر کیونکر راضی ہو سکتا ہے کہ حضرت کے اوقات فرخندہ سمات جمعیت خاطر کے
ساتھ نہ گذریں۔ اعلیٰ حضرت کی تحصیل خرسندی کے لئے جان و مال و عیال نثار میں
میں نہیں چاہتا تھا کہ ہر دم محل خدمت وافی سعادت سے جدا ہوں اس سبب سے کہ شجاع نے
قدر عافیت نہ جانی اور آلہ آباد کا قصد فاسد کیا اور شورش اٹھائی۔ میں نے بھی پادشاہزادہ
کلاں کی طرف سے قدرے خاطر جمعی حاصل کر کے ایکدم فرصت نہ لی اور تائیدات الٰہی
اور نصرت بخش حقیقی کی تائید اپنے توکل کر کے اس شہر حال کو ان حدود کی طرف متوجہ
ہوا امیدوار ہوں کہ توفیق الٰہی اور اعانت حضرت رسالت پناہی اور حضرت دستگیر
کی توجہ باطنی سے عنقریب اس کام سے فارغ ہو کر اصلاً کسی ایسے امر کا مرتکب نہ ہونگا
جس میں مرضی مبارک نہ ہو حضرت پر ظاہر ہے کہ سبحانہ تعالیٰ اپنی ودائع کو اس شخص کو
سپرد کرتا ہے کہ وہ رعایا کے حال کی پرداخت کرے اور برایا کی نگہبانی کرے۔

عقلا پر ظاہر ہے کہ گرگ شبانی نہین کر سکتا اور ہر کم حوصلہ اس امر خطیر سے عہدہ برآ نہین ہوسکتا۔ ملک رانی سے مراد پاسبانی خلق ہے نہ نفس پروری وشہوت رانی۔ بہرحال اس مرید کو اعلی حضرت سے جو خجالت ہے اس سے حق سبحانہ تعالی نکالے تقصیرات وزلات کے عفو کی اور بادشاہزادہ داراشکوہ کے جواہر عنایت کرنے کے لیئے تسلیمات بجالاتا ہون اس فضل ومرحمت کا شکر ادا کرتا ہون۔

خافی خان لکھتا ہے کہ ایک ثقہ زادے سے کہ مشرف جواہر خانہ کا پیشکار تھا یہ سُنا گیا کہ داراشکوہ قلعہ کے اندر جواہر خانہ مین بادشاہ کو مطلع کرکے اپنے خدمہ محل کے جواہر ومروارید قیمتی ستائیس لاکھ روپیہ کے چھوڑکر باہر گیا تھا اور ہزیمت پالنے کے بعد انکے لینے کے لئے فرصت نہ ملی۔ شاہجہان نے بعد پرخاش وبخشش طلب کئے ان جواہر کو مع نامہ کے جو طوعاً وکرہاً مشتمل تقصیرات کے بخشنے پر تھا جسکا ذکر اوپر ہوا لکھکر عالمگیر پاس بھیجدیا۔ ایک مروارید کی تسبیح تھی جسکے سو دانہ غلطان ہمرنگ وہم وزن تھے اور جسکی قیمت چار لاکھ روپیہ تھی وہ بہت تلاش سے ہاتھ آئی تھی اور اسکا امام بھی بڑی سعی سے میسر ہوا تھا وہ اور ایک الماس کی آرسی ہمیشہ شاہجہان کی گردن مین پڑی رہتی تھی جب گوشہ نشین ہوا تو عالمگیر نے پیغام دیا کہ ایسے تحفے ایام سلطنت کے ملبوسات مین سے ہین انکو گوشہ نشینی مین پاس رکھنا تقوی کے برخلاف ہے خواجہ سرا اسکی طلب کے لئے مامور ہوا اُسنے سماجت سے عرض کیا۔ اعلی حضرت آشفتہ خاطر ہوئے اور آرسی کو گردن سے اُتارکر حوالہ کیا تسبیح کے لئے فرمایا کہ اسپر اوراد پڑھے جاتے ہین اسکو ہاون مین کوٹکر اور نرم کرکے دونگا جب خواجہ سرا نے یہہ سخت جواب سنا تو پھر آیا یہ حال عالمگیر سے عرض کیا تو پھر اُسنے اسکو طلب نہین کیا مرتے دم تک یہ تسبیح شاہجہان پاس رہی۔

(۴۴) وظائف عقیدت کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہے کہ ۲۰ صفر کو میرے عریضہ کے جواب مین میرے پاس فرمان آیا معلوم نہین کہ وہ کس کے ہاتھ کا لکھا تھا حضور پر پوشیدہ نہ رہے کہ بیٹے توفیق الہی سے حقیقت دُنیا اور دُنیائے بےبقا

عدم اثبات کو جس طرح پر کرون ہے جیتے جاتا ہے مین اطیعو اللہ مین اس قدر مقر ہون
کہ رسول علیہ السلام کے آگے خجالت رکھتا ہون مرتبہ سوم کا دعوی کس طرح کر سکتا ہون
لیکن اہل روزگار کی نسبت بقدر مقدور اوامر و نواہی الٰہی و پیروی شریعت مصطفوی
مین کوشش کرتا ہون جبتک جہانبانی کی عنان اختیار حضرت کے قبضۂ اقتدار مین تھی
محض فرمان ایزدی کے پاس کے سبب سے حکم والا کسی مہم و مطلب مین مین نہین مشغول ہوا
اور اپنی حد سے قدم باہر نہین رکھا - میری اس دعوی کا خدا گواہ ہے یہ مجھے تحقیق
معلوم ہوگیا تھا کہ حضرت کی بیماری کے دلون مین شاہزادہ کلان نے پورا استقلال
پیدا کیا تھا اور آئین ہنود و کفار کی ترویج مین اور رسول مختار کے دین کی جڑ اکھیڑنے
مین کمر چست باندھی تھی - مملکت مین الحاد پھیلایا اور انتظام مہام کا سررشتہ ہاتھ سے
چلا گیا حضور کے نوکرون مین سے کسی کو ایسی قدرت نہ تھی کہ صورت حال کو عرض کرتا
داراشکوہ نے اپنے تئین باوجود عدم استحقاق کے شائستہ فرمانروائی جانا
اور مربی و لیبغمت کو مطلق معزول کیا چنانچہ یہ امر حضور نے مناشیر مین اپنے ہاتھ سے
مندرج کیا ہے مینے اس اندیشہ سے کہ مبادا اس فساد کی اصلاح مین تاخیر کی جاے
تو بلاد مین خرابی و عباد مین تفرقہ پیدا ہوا اور اس سے مواخذہ اخروی کی بازگشت
ہو تحصیل مثوبات کو پیش نظر رکھ کر مین برہان پور سے اس سمت مین روانہ ہوا اس
وقت درمیان مین سوا اس دشمن دین مبین کے
کوئی اور نہ تھا - اطاعت کا نتیجہ اعانت الٰہی ہے جس سے فتح و ظفر ہوتی ہے اگر
برتقدیر میرا قصد صواب نہ ہوتا حق تعالی کو خوش نہ آتا کیون کر یہ نیازمند درگاہ الٰہی
طرح طرح کی تائیدات سے اختصاص پاتا خدانخواستہ اگر حضرت کی حمایت سے
اس بدکیش کا اندیشہ قوہ سے فعل مین آتا اور عالم ظلمت کفر و عدوان سے تاریک ہوتا
تو کار شرع سے رونق جاتی رہتی اور آخرت مین اسکے جواب سے عہدہ برآ ہونا نہایت
دشوار ہوتا اس صورت مین جو مالک الملک کی تقدیر مین قدیر تھا وہ ظہور مین آیا

اسکا شکر واجب ہے۔ حضور کی تربیت کے حقوق میرے ذمہ پر اس سے زیادہ ہین کہ اس کی سپاس گذاری ہو سکے۔ حاشا مین آپکے تفضلات کو فراموش کرکے چند روزہ زندگی کے لئے ولی نعمت کی خاطر کی کدورت کو روا رکھون اسکے سوا یہ مین نہین جانتا کہ ملک وملت کی مصلحت کے لئے جو مشیت و خواہش ایزدی تھی وہ واقع ہوئی جسمین سے کون سی بدی اس حضرت کی نسبت ہوئی۔ بادشاہزادہ شجاع کی شورش کا مقدمہ ایسا نہین ہو کہ کسی پر مخفی ہو آگے کتاب مین عبارت اس خط کی ایسی غلط لکھی ہے کہ اسکا مطلب خبط ہے۔

(۵) مراسم عقیدت کے ادا کرنے کے بعد اعلی حضرت سے عرض کرتا ہے کہ ۹ شوال کو والا فرمان عتاب آمیز میرے پاس آیا جو کچھ میرے بداعمال کی قبائح مرقوم ہوئی ہین وہ مجھے معلوم ہوئین۔ حضور کو معلوم ہے کہ یہ مرید کبھی اپنے محاسن افعال کے اظہار مین مشغول نہین ہوا۔ ہمیشہ اپنی بدیون کا معترف رہا ہون اور اب بھی ہون جس وقت سے کہ سن تمیز کو پہنچا ہون حضور کی استرضا مین کوئی دقیقہ جد وجہد کی دقائق مین سے نہین چھوڑا۔ باوجودیکہ شاہزادہ کلان مین سوا خوشامد ظاہری و چرب زبانی اور بہت ہنسنے کے کوئی امر نہین ہے اور اپنے ولی نعمت کی خدمت مین دل اسکا زبان سے موافق نہین ہے اور اُسنے نالایق پنے سے جو باتین سُننے کے قابل تھین وہ سنین اور خفت اُٹھائی او سپر حضور کے فرامین سابق ناطق ہین اس امید مین کہ شاید میری عقیدت و بندگی کا صدق کوئی نتیجہ ظاہر کرے سِینے القیاد و اطاعت کے طریقہ سے اصلا انحراف نہین کیا۔ اسی بات سے کہ حضرت نے اس مرید کو رضا جوئی کی عنوان سے یاد فرمایا ہے مین خوش تھا جسوقت کہ میرے حُسن اعتقاد اور زیادتیون کے تحمل کا اثر مرتب ہوا۔ باطل سے حق جُدا نہ ہوا اور رسوخ عقیدت کے جوہر کی صفائی مخفی رہی دو روئی منافقون کی بات بچل گئی۔ منافق اور موافق اور راست ناراست مین امتیاز نہ ہوئی اور مین مرید التفات اور اعتماد کے قابل نہ ہوا تو اب مین طرح طرح کی گستاخی و بے ادبی کا مصدر ہوا ظاہر ہے کہ اعلے حضرت اس گناہگار سے کیون کر نیکی کی

توقع کر سکتے ہین اور میرے قول و فعل پر اعتماد کر سکتے ہین۔

پیر دستگیر سلامت۔ مین اس سبب سے کہ اس جہان گذران مین کوئی چیز مشیت و تقدیر الٰہی بغیر وقوع مین نہین آتی اور کوئی قضاے الٰہی سے لڑ نہین سکتا جو مراتب کہ آپ نے فرامین مین لکھے ہین وہ اور بزرگون کو بھی پیش آئے ہین مجھ حقیر کی کیا قدرت تھی کہ ارادت ازلی سے سرتابی کرتا یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید۔ (اللہ تعالی جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اسکا حکم دیتا ہے) ہر شخص اپنی نیت کے درخور خدا سے خود پاتا ہے میری نیت بخیر ہے امید ایسی رکھتا ہون کہ جب تک زندہ رہونگا سوائے نیکی کے کچھ اور نہ دیکھونگا۔ ہمشیرہ کے باب مین جو نگارش پایا محض تہمت و گمان ہے اسلئے کہ جس وقت مرید اکبر آباد مین آیا اور وہ سوانح واقع ہوے۔ جس سے حضور کی خاطر اشرف کو کلفت و کدورت ہوئی۔ وہ مکرمہ کہان تھی اور ان چند روز دن مین جو میری ملاقات اس سے ہوئی۔ حاشا جو اس نے بدگوئی کی ہو چوا ور وہ نکاح شعار ہی۔ ہم مجرم ہرگز خوش ظاہری و خوشی باطنی کے لاف نہین مارتے۔ اور ہم نے اس جماعت کی طرح اپنے تئین نہین دکھلایا ہے جو ظاہر و باطن کے حسن کی آراستگی رکھتے ہین۔ الحمد للہ تعالے کہ اسکی حقیقت بھی کھلنے والی ہے۔ ہر شخص کا نیک و بد عالم السرائر پر ظاہر ہے اور بندون کے مافی الضمیر کو وہ بہتر جانتا ہے۔ شائستہ خان کو کیا نسبت ہے کہ اس مقولہ سے کوئی چیز لکھ سکے۔ یا ایک حرف بول سکے۔ سب خانہ زادون کے حقوق اسلاف آپ کی دولت مین ثابت ہین اور اس بات کو اعلی حضرت خوب جانتے ہین کہ اسکی مثل آدمی نہین ہے اس سبب سے کہ بیگانون کے ساتھ رعایت کی گئی ہے اسکے ساتھ بھی کی گئی۔ اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اس نے نالائق مقدمات معروض کیے اول اور آخر کے حق مین جو کچھ ساختہ و بستہ عرض کیا گیا ہے محض

(۶) بادشاہ نے غصہ سے اورنگ زیب کو لکھا تھا کہ خواجہ سرایون کو اسکے پاس سے کیون علیحدہ کیا اسکا جواب لکھتا ہے کہ مراسم اخلاص و عقیدت کے ادا کرنے کے بعد اعلی حضرت سے عرض کرتا ہون کہ قدسی صحیفہ مرقومہ اشہر حال خط مبارک کا لکھا ہوا میری

پاس آیا۔ آپ نے جو طیش و غصہ سے خواجہ وفا کے باب مین لکھا تھا مجھی معلوم ہوا۔ مین گنہگار سراسر تقصیر نہین جانتا کہ کیا چارہ کرے کہ اس قسم کے امور سے معاتب ہو وے مینے اعلیٰ حضرت سے کبھی کبھی دفعہ التماس کیا کہ نوشتجات شور انگیز و فتنہ افزا کی ارسال کی راہ کو بند فرمائے تو اعلیٰ حضرت نے اسیر التفات نہین کیا صریح یہ فرمایا کہ یہ توقع اپنے بیٹے سے وہ رکھے ہمسے نہ رکھے ہمکو اس شیوہ کے ترک کرنے کی تکلیف نہ دے۔ اسکا چھوٹنا ہمسے ممکن نہین چنانچہ خورمی بیگم جو نوشتہ لائی ہے وہ اسپر ناطق ہے اس صورت مین اگر مین لوازم احتیاط مین مشغول ہوکر اسباب فساد کو نہ مٹاؤن اور تفتیش خواجہ سرایون کو کہ نوشتجات مگر ان کی وساطت سے باہر جاتے ہین حضور پرنور سے دور نہ رکھون تو کیا کرون کاش اعلیٰ حضرت ان آدمیون پر ترحم فرما کر اس شغل کو موقوف کر دیتے جسکا حاصل سوائے مزید کلفت و وحشت کے نہین ہے اور مصلحت کار کو مرعی کرتے تاکہ بمقتضائے ضرورت مجھی اس کام کا اہتمام کرنا لازم نہ ہوتا اور آپکو آزار نہ پہنچتا ع ای وای من و دست من و دامن خویش + ہر حال مین خواجہ وفا کی تقصیر کو معاف کر کے اسکو اپنے پاس بلالیا ہے کہ وہ اورون کی طرح خدمت کرے اور خواجہ محرم کے لئے لکھ دیا ہے کہ محل مین اسکے جانے کا کوئی مانع نہ ہو لیکن اگر وہ وفا کا رنگ ڈھنگ اختیار کریگا تو وہ بھی وفا کے پاس بیٹھیگا۔ ملبوس خاصہ کی تحویل کی نسبت مینے پہلے عرض کیا کہ معمور مر گیا ہے دوسرا آدمی اوسکی جگہ مقرر ہوا ہے وہ بدستور سابق پوشاک خاصہ پہنچائیگا۔ حق تعالیٰ اس حضرت کو مجھ پر مہربان کرے جس سے کوئی گناہ سوائے امتثال حکم قضاء و قدر کے نہین صادر ہوا اور مثوبات اخروی کا احراز کرامت کرے۔

(۷) عقیدت و اخلاص کی مراسم ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہون کہ صحیفہ قدسی جو ہاتھ کی قلم مبارک کا نگاشتہ تھا میرے پاس معتمد خان کی معرفت آیا جو مراتب کہ نظم و نثر مین لکھی تھی وہ واضح ہوئے مین بندہ شرمسار جسنے اپنے عجز و قصور کا اعتراف کر کے اپنے برأت ذمہ کا اظہار کیا تھا اور اس سے ایک مدت پہلے عرائض کے بھیجنے کو چھوڑ دیا تھا اور گفت و شنید کی راہ بند کی تھی۔ اب اس سے مجبور ہے کہ مقدمات کا جواب

صاف صاف بے پردہ معروض کرتے تاکہ کیفیت جیسی کہ ہے ظاہر ہو جائے اور پھر مطالب
تفہیم کی حاجت نہ ہو۔ اعلیٰ حضرت کی رائے پر پوشیدہ نہیں ہے کہ مینے مکرر التماس کی کہ اگر
اعلیٰ حضرت نوشتجات شورانگیز کا بھیجنا موقوف فرمائیں جبکا کچھ اثر مرتب نہیں ہوتا
اور اس طریقہ کو بند کریں تو اصوب بلکہ مصلحت ملکی سے اقرب ہے لیکن اعلیٰ حضرت نے
باوجود کمال دانش کے صلاح کار کو منظور نہ کیا اور صریح فرمایا کہ وہ یہ توقع بیجا ہم سے
نہ کرے تو ہمیں لازم جانا کہ ابواب اقبال کو مسدود کرون شورہ پشت خواجہ سرایون کو
جو شورش کے اسباب تھے اپنے پاس طلب کر لون۔ تازہ رباعی جو اعلیٰ حضرت نے لکھی تھی
اسکا مضمون حق و حسب حال ہے۔ جب اعلیٰ حضرت نے پادشاہزادۂ کلان کو کہ جس کی
جمعیت و قابلیت و خداشناسی شاید حضور پر ظاہر ہوئی ہو اسکے ابتدائے حال میں
اعلیٰ حضرت طرح طرح سے اسکی دستگیری فرماکر اعلیٰ مدارج اعتبار پر نہ پہنچاتے اور
اسکی خوشامد اور دلجوئی کے واسطے قضا و قدر کی امانت اسکے واسطے نہ تجویز فرماتے اور سب
فرزندون کے واسطے قاعدہ مساوات کو مرعی رکھتے اور انکے پاس کو امید پر غالب ہونے دیتے
تو اس طرح سے آتش فتنہ نہ مشتعل ہوتی اور یہ وحشت ظہور میں نہ آتی۔ مصرع
اے وائے من و دست من و دامن خویش ٭ عریضۂ سابق کی عبارات میں حاشا
کہ کوئی بیجا نا ملائم کلمہ جناب عالی کی نسبت زبان پر آیا ہو کبھی نہیں جاتا کہ اسبات کا اندیشہ
خاطر میں گذرے۔ آپنے اپنے بھائیون کے بارہ میں جو لکھا تھا وہ کیون بے ادبی پر محمول
ہوتا ہے اعلیٰ حضرت نے خسرو و پرویز کو جو حضرت کی خلافت سے پہلے وادی فنا کو
دوڑ گئے تھے اور کسی طرح کا آسیب و مضرت پہنچانا انسے متوقع نہ تھا اب تک کس
طرح یاد فرماتے ہیں اگر مجھ مرید نے اس جماعت کو کہ جنکی عداوت حد سے گذری اور
جنہنے بار بار محاربے کیے اور فرار کا عار اختیار کیا اور اسکے شر کے آثار محو نہیں ہوئے اس
عنوان سے کہ بیان واقع ہے یاد کیا اور اسکی تعظیم و احترام کو چھوڑا تو کیا قصور کیا۔
خدا تعالیٰ جسکو عزیز بناتا ہے اسکو کوئی خوار نہیں کر سکتا اور اسکے خوار کردہ کو

کوئی عزیز نہین بنا سکتا بزرگ وہی ہے جسکو حق جل و علا بحکم تعز من تشاء اپنی تائید سے مؤید ہو کر اقران و ہمسرن پر برتری کرامت فرماتا ہے اور اسباب عزت کو محض اپنے فضل سے آمادہ کرکے اہل عالم مین عزیز و سربلند کرتا ہے اس سے پہلے مکرر خدمت والا مین معروض ہوا کہ مجھ مرید کا مقصود اکبرآباد کے صوبہ کی طرف آنے سے یہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے بغاوت کرون اور اسکو خارج کرون خدا اسکا گواہ ہے کہ مقصد ناصواب غیر مشروع اصلاً و قطعاً میری دل مین نہ آئی تھے بلکہ بیماری کے زمانہ مین اعلی حضرت کی ہاتھ سے اختیار نکل گیا تھا۔ شاہزادہ کلان کہ مسلمانی کا کوئی رنگ نہ رکھتا تھا اس نے تغرب و استقلال تمام پیدا کیا۔ امارات بیجا نیابی کو ظاہر کیا۔ ممالک محروسہ مین کفر و الحاد کے رایت کو بلند کیا۔ اسکا دفع کرنا عقلاً و شرعاً و عرفاً واجب ہوا تھا اسکو ذمۂ جمعیت پر متحتم جانا۔ اران حدود کی عزیمت کی اول جنگ ان کفار اشرار سے ہوئی جنہون نے مساجد منہدم کرکے بتخانے بنائے تھے دوسری لڑائی ملاحدہ نکوہیدہ کردار سے واقع ہوئی میری نیت بخیر تھی جمعیت قلیل سے معرکہ مین مظفر و منصور ہوا اور چشم زخم سے مصئون رہا اعلی حضرت نے مجھے گنہگار قرار دیا اور فرط تعصب سے دینی و ملکی مصلحت پر نظر نہ کی اور اسکی تلاش کی کہ بادشاہزادہ فرعون منش دوبارہ میدان مین آئے اور الحاد کی چہرہ افروزی کرے اس صورت مین باگ کا ڈھیلا کرنا عباد و بلاد کی خرابی کا باعث ہوتا اس ضروری اجر و ثواب کی امید مین مجھے اس بار گران اٹھانے پر راضی کیا اور جو اول رعایا و برایا کی پرداخت کے لئے اور دین مبین کی ترویج کے واسطے اجتہاد پر کمربستہ کیا دور و نزدیک ارباب بصیرت و اصحاب خبرت جانتے ہین کہ نیکنامی دنیا و سعادت و آخرت کے لئے دلیل اس سے بہتر کیا ہو گی۔ اعلی حضرت نے لکھا کہ اورون کے اموال مین تصرف کرنا مسلمانی کے خلاف ہے اعلی حضرت پر مخفی نہ ہے کہ ملوک و سلاطین کے خزائن و اموال مصلحت ملک و ملت کے لئے ہین وہ کسی کی ملک و میراث نہین ہین اس وجہ سے اس مال کی زکاۃ نہین دی جاتی خدا تعالی کچھ مدت کے لئے اپنی درگاہ کے نظر یافتون مین سے کافہ انام کی مہمات

معاش و معاد کے لئے انتخاب کرکے امور کا حل و عقد اسکے کفایت و اعتبار کے کف مین سپرد کرتا ہے تا کہ اصناف خلق کے لئے ہر وجہ فارغ البالی زندگانی کرے اور مستحقین کے ایصال حقوق مین امانت و دیانت کے طریق کو مسلوک کرے اور اپنے تئین سوائے تحویلدار کے کچھ اور نہ جانے جب تک کہ علماء وقت اس مقدمہ کی حقیقت کو ملاحظہ کرکے نہ معروض کرین تب تک بیت المال کی ملکیت کا دعوی حضور نہین کرسکتے۔ بالجملہ یہ مقرر ہوچکا ہے کہ مشیت الہی بغیر کوئی بات غیب سے جلوہ گر نہین ہوتی چنانچہ یہ امر سب پر ظاہر ہے کیا سبب ہے کہ یہ سانحہ عظمی کہ ظہور اسکا بے شبہ ارادت ازلی اور مکنت و قدرت احدی سے ہوا ہے اور اس مین کسی کو دخل نہین ہے وہ مالک الملک کی تقدیر کے حوالہ نہین ہوتا اور قضا کا کام محض بندہ مجبور و مضطر سے منسوب ہوتا ہے اور موجب عتاب و غلظت ہوتا ہے۔ اعلی حضرت وفور دانش و بینش مین سب سے برتر ہین کسلئے ان مراتب کی تفاصیل کو خاطر مین نہ لاکر کارہائے الہی مین اورون کو موثر جانتے ہین اور حکیم علی الاطلاق کے گروہ کو یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید جو اسکی قدرت کاملہ کی آیات بینات ہین راضی نہین ہوتے اور وادی پر آشوب سے جو کہین ختم نہین ہوتا عبور نہین فرماتے تا کہ کدورت کلفت جمعیت و رفاہیت سے تبدیل ہو۔ صبر و شکیبائی کا اجر فوت نہ ہو۔ اوقات قدسی ساعات جو بدل نہین ملتین ایسے توہمات مین نہ گذرین کرم عمیم سے دراز نفسی کا عذر خواہ ہے۔

(۸) عقیدت و اخلاص کی مراسم کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہے کہ مین سراپا تقصیر شرمندگی و تشویر کی کثرت کے سبب سے ارسال عرائض و اظہار مطالب کی جرأت نہین کرسکتا تھا لیکن ان ایام مین متواتر حضور نے الوش آنب سے سرافراز کیا الطاف والا کا تازہ امیدوار کیا تسلیمات بجا لا کر معروض کرتا ہے۔ اعلی حضرت ان اوقات مین نغمہ سننے پر التفات نہین فرماتے اور گاین جو تی جسکی سرود سے طبیعت محظوظ ہوتی ہے وہ یہان نہین ہے اسلئے مینے لکھا تھا کہ خواجہ بہلول عرض کرے کہ بادشاہزادہ کلان کی

گا نہین محل مین معطل ہین انکو بھید ے معلوم نہ ہوا کہ یہ بات خاطر عاطر پر کیون گران گذری اگر انکے سر یہ ہولنے کے سبب مضایقہ ہی تو ایک جماعت ایسے آدمیون کی گھر مین اور ہو جو دہے حضور کے خدمتگار میرے پاس رہین تو اُس مین کیا قصور ہے۔حسب الحکم اس تقریب مین جو آیہ کریمہ مع ترجمہ خواجہ بہلول نے ارسال کی تھی پہنچی حقیقی کی رائے خورشید ضیا پر پوشیدہ نہین ہے کہ مینے خدمت والا مین مکرر عرض کیا ہے کہ اب بات کھلی ہے تو مین لکھتا ہون کہ اس خطرناک منصب کا قبول کرنا اختیار مین نہین ہے اسلیئے مخاطرات کا اندیشہ عاقبت بین ہوشمندون کا جگر خون کرتا ہے اس بندہ کی خواہش اسکی نہین تھی جو صاحب عقل سلیم و فطرت مستقیم باز خواست اخروی پر ایمان رکھتا ہے کس طرح باختیار راضی ہو سکتا ہے اپنی اعضا و قوئی مین بشرط عدالت کو رکھنا کمال صعوبت ہے پھر ایک عالم مین عدالت کرنا کیسا دشوار ہی اسلیئے عالم کا وبال وہ اپنی گردن پر نہین لیتا۔یوم الحساب کے جواب کے لئے آمادہ ہوتا ہے مملکت موروثی کی مہمات کا نسق بجا تا رہا تھا طبقات انام پائمال حوادث ہو لیے تھے احکام اسلام برخاست ہو گیے تھے اس مجبور قضا و قدر نے از روے اضطرار اس شغل خطیر کو قبول کیا۔رسوم جہانداری کو ادا کیا جسکے بغیر پیش رفت کار دشوار معلوم ہوتی ہے اس سبب سے کہ اعلی حضرت کے دوش سے اس بار گران کو اُتار دیا اور اپنے سر پر اُٹھا لیا اور ہزار رنج و تعب مین گرفتار ہوا اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جاوے تو شکایت کی جا نہین ہی اگر بر تقدیر کوئی دوسرا شخص مجھ سے بہتر ان امور مین مشغول ہوتا حاشا یہ مرید اس دام مین اسیر ہوتا اب زیادہ دراز نفسی نہین کرتا مثوبات اخروی کی توفیق روز افزون ہو۔

## رویو شاہجہان و اورنگزیب کی خط و کتابت پر

ان دونو باپ بیٹون کی خط و کتابت پر نظر ڈالنے سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ساری کارروائیان منافقانہ تھین شاہجہان عالمگیر کو اپنے پاس بلاتا تھا اور اسکے ملنے کے لئی بہت شوق ظاہر کرتا تھا اور شجاع و دارا کو عالمگیر سے لڑنے کے لیئے

اُکسا تا تھا۔ عالمگیر باپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتا اور خیالی باتین بنا تا تھا لیکن اگر غور سے ان خطوط کا مطالعہ کیجیئے تو کوئی اس مین کارروائی منافقانہ نہ تھی بلکہ باپ بیٹون کے دل کا اصلی حال معلوم ہوتا ہے کہ کیا تھا۔ انسان کے دل کا حال ہمیشہ یکسان نہین رہتا خاص کر پریشان حالی مین۔ شاہجہان بوڑھا اور مریض باپ تھا جسکے بیٹون مین سلطنت کے لئے تنازع تھا ایسے حال مین اسکا دل کیسی کشمکش مین رہتا ہوگا کبھی اسکو عالمگیر پر غصہ آتا ہوگا کبھی محبت پدری جوش مین آتی ہوگی۔ شاہجہان کے سارے خطوط عالمگیر کے نام اسکے غصہ و محبت سے بھرے ہوئے ہین۔ یہ خطوط باپ کے دلی حالتون کی سچی حالت کی تصویر کھینچتے ہین ایسی ہی دارا و شجاع کی طرف دل کو الفت پدری لے جاتی ہوگی۔ عالمگیر کو باپ سے کچھ عداوت نہ تھی۔ ابتدا مین اُسکا ارادہ یہ نہ تھا کہ مین خود بادشاہ ہون بلکہ وہ باپ کی نیابت مین بادشاہی کرنا چاہتا تھا الفت پسری کو ترک کرنا نہین چاہتا تھا جب اسکو خوب ثابت ہو گیا تھا کہ مین سلطنت بادشاہ کی نیابت مین نہین کر سکتا تو بادشاہی کا ارادہ کیا مگر ابھی باپ کی تعظیم و تکریم کو ترک نہین کیا باپ کے غضب سے ڈرتا رہا یہی باتین جو اسکے دل مین تھین وہی اُسنے ان خطوط مین ظاہر کین کسی بات کا پردہ نہین رکھا۔ یہ خط و کتابت ایک سچی تصویر ان دلون کی حالتون کی ہے جو باپ بیٹون کے درمیان ایسی صورتون مین واقع ہوتی ہین

## وسعت سلطنت

بادشاہنامہ مین سلطنت کے بیسوین سال کے آخر مین یہ لکھا ہے کہ شاہجہان کی مملکت کا طول لاھری بندر سے سلت (سلہٹ) تک دو ہزار گروہ بادشاہی کے قریب ہے۔

ہر گروہ کے پانچ ہزار ذراع اور ہر ذراع کے بیالیس انگشت متساوی الخلقت اور عرض اسکا قلعہ بست سے قلعہ ریسہ تک قریب پندرہ سو گروہ کے اس معظم معمورہ عالم کے صوبجات بائیس ہین ہر ایک مین چند سرکارین ہین اور ہر سرکار مین چند پرگنے اور ہر پرگنہ مین بہت سے دہات پرگنون کی تعداد چار ہزار تین سو پچاس ہے دہات کا شمار معلوم نہین ان صوبون مین شاہجہان آباد اور اکبر آباد اور لاہور دار السلطنت ہین۔

انکے نام سے صوبے مشہور ہین دار السلطنت مین کتنے ایک پرگنے ہین جنمین سے ہر ایک کا حاصل دس لاکھ روپیہ ہی جو تمام ولایت بدخشان کے حاصل کی برابر ہے اور کتنے ایک دہات ہین جنمین سے ہر دہ کا محاصل بیس ہزار روپیہ ہے۔ ساری ولایت کی جمع آٹھ سو اسی کروڑ یعنے آٹھ ارب اسی کروڑ دام ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

| نام صوبہ | جمع دام | جمع روپیہ مین |
|---|---|---|
| ۱۔ صوبہ دار الخلافہ شاہجہان آباد (دہلی) | سو کروڑ دام | ڈھائی کروڑ روپیہ |
| ۲۔ صوبہ مستقر الخلافہ اکبرآباد | نوے کروڑ دام | سوا دو کروڑ روپیہ |
| ۳۔ صوبہ دار السلطنۃ لاہور | نوے کروڑ دام | سوا دو کروڑ روپیہ |
| ۴۔ صوبہ اجمیر | ساٹھ کروڑ دام | ڈیڑھ کروڑ روپیہ |
| ۵۔ دولت آباد | پچپن کروڑ دام | ایک کروڑ سینتیس لاکھ پچاس ہزار روپیہ |
| ۶۔ صوبہ برار | پچپن کروڑ دام | ایک کروڑ سینتیس لاکھ پچاس ہزار روپیہ |
| ۷۔ احمدآباد | ترپن کروڑ دام | ایک کروڑ بتیس لاکھ پچاسی ہزار |
| ۸۔ صوبہ بنگالہ | پچاس کروڑ دام | ایک کروڑ پچیس لاکھ روپیہ |
| ۹۔ صوبہ الہ آباد | چالیس کروڑ دام | ایک کروڑ روپیہ۔ |
| ۱۰۔ صوبہ بہار | چالیس کروڑ دام | ایک کروڑ روپیہ |
| ۱۱۔ صوبہ مالوہ | چالیس کروڑ دام | ایک کروڑ روپیہ |
| ۱۲۔ صوبہ خاندیس | چالیس کروڑ دام | ایک کروڑ روپیہ |
| ۱۳۔ صوبہ اودھ | تیس کروڑ دام | پچھتر لاکھ روپیہ |
| ۱۴۔ صوبہ بنگالہ | تیس کروڑ دام | پچھتر لاکھ روپیہ |
| ۱۵۔ صوبہ ملتان | اٹھائیس کروڑ دام | ستر لاکھ روپیہ |
| ۱۶۔ صوبہ اڑیسہ | بیس کروڑ دام | پچاس لاکھ روپیہ |

| نام صوبہ | جمع دام | جمع روپیہ مین |
| --- | --- | --- |
| ۱۷۔ ٹھٹھہ (سندھ) | آٹھ کروڑ دام | بیس لاکھ روپیہ |
| ۱۸۔ بگلانہ | دو کروڑ دام | پانچ لاکھ |
| | | ہندوستان کی جمع۔ بیس کروڑ ستر لاکھ پچاس ہزار |
| ۱۹۔ کاشمیر | پندرہ کروڑ دام | سینتیس لاکھ پچاس ہزار روپیہ۔ |
| ۲۰۔ کابل | سولہ کروڑ دام | چالیس لاکھ روپیہ |
| ۲۱۔ بلخ۔ | آٹھ کروڑ دام | بیس لاکھ روپیہ |
| ۲۲۔ قندھار | چھ کروڑ دام | پندرہ لاکھ روپیہ |
| ۲۳۔ بدخشان | چار کروڑ دام | دس لاکھ روپیہ |
| | میزان کل | بائیس کروڑ |



جسوقت کہ شاہجہان تخت سلطنت پر بیٹھا ہی تو خاندان تیموریہ کی مملکت کی جمع سات سو کروڑ دام (سترہ کروڑ و پچاس لاکھ روپیہ) تھی اس بیس سال کے عرصہ مین چار صوبہ دکن مع احمد آباد مین سال سوم جلوس سے آخر سال پنجم تک آفات سماوی و ارضی پڑتی رہین اسلئے جمع نہین بڑھی بلکہ وہ حالت اصلی پر بھی نہین آئی اور انکی جمع کی تخفیف کی گئی۔ باقی صوبون مین بہ سبب فرط رعیت پروری اور وفور آبادانی و کثرت معموری کے ایک کروڑ دام کی جمع بڑھی اور مجموعہ آٹھ سو کروڑ دام ہوا اور جو ولایتین اس بادشاہ کے عہد مین فتح ہوئین انکی جمع اسی کروڑ دام ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ صوبہ دولت آباد مین ۲۹ کروڑ ازین محالون کی جمع ہی جو اس بادشاہ کے عہد مین فتح ہوئی ہین باقی جمع پہلے سے ممالک محروسہ مین داخل تھی اور صوبہ تلنگانہ مین تیس کروڑ دام صوبہ بلخ مین آٹھ کروڑ دام صوبہ قندھار مین

سات کروڑ صوبہ بدخشان مین چار کروڑ ولایت بنگلانہ مین دو کروڑ دام تازہ فتوحات سے جمع مین بڑھی - صوبہ دولت آباد و برار و تلنگانہ مین کہ نظام الملک سے تعلق رکھتے تھے قدیم سے ولایت دکن کے نام سے مشہور تھی - پہلے قلعہ دولت آباد مع تمام ولایات کے تصرف مین نہین آیا تھا قلعہ احمد نگر اسکے توابع مین سے مفتوح ہوا تھا اس لئے صوبہ دولت آباد کو صوبہ احمد نگر کہتے تھے اسکے بعد بادشاہ نے سال چہارم سے سال پنجم تک کے درمیان زیادہ تر محال دولت آباد اور اسکا قلعہ اور تینتیس اور قلعے اسکے مضافات کے جو پہاڑون پر واقع تھے اور رفعت و متانت و دشوار کشائی مین زبان زد خلائق تھے تسخیر کئے تو پھر حکم ہوا کہ صوبہ احمد نگر دفترون مین صوبہ دولت آباد لکھا جائے سابق و لاحق ولایتون مین سے اکیسو بیس ہزار دام خالصہ کی مقرری ہین جسکے موافق دوازدہ ماہ کے تین کروڑ روپیہ ہوتے ہین اور باقی محصولون کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے پہلے کبھی اس قدر خالصہ نہ ہوا تھا - یہہ وسعت مملکت کے سبب سے ہوا -

## بادشاہ کے خزائن و ذخائر کی شرح

حضرت عرش آشیانی (اکبر) نے اکیاون سال کی فرمانروائی مین خزانہ جمع کیا تھا جسکا بڑا حصہ حضرت جنت مکانی (جہانگیر) نے بائیس سال کی سلطنت مین خرچ کر دیا - سلاطین ہند مین سے کسی نے اس قدر خزانہ نہین جمع کیا اور ملک کے بادشاہون کا ذکر تو کیا ہے اس بادشاہ کی دولت کا حال عجب ہے - لشکر بہت اسکا خرچ بہت - مہمان نوازی کا کروڑون کا خرچ - انعامات مین جو دولت اسنے دی وہ آدھی و چوتھائی بھی کسی عہد مین نہین دی گئی ابتداء سریر آرائی سے اس بیس سال کے آخر تک ساڑھے نو کروڑ روپیہ نقد و جنس انعام دیا جس مین نصف نقد و نصف جنس ہی عمارات و مساجد و روضون و قلعون و باغون و روضون و سبزہ گاہون و شکارگاہون مین ڈھائی کروڑ روپیہ خرچ کیا ایک کروڑ دس لاکھ روپیہ مستقر الخلافہ اکبر آباد مین جنمین سے ساٹھ لاکھ روپیہ سنگ مرمر کی مسجد مین جو قلعہ کے اندر ہے اور دولت خانہ اور بقاع و باغات مین کہ روضہ مین بجا آگے

روپیہ جسکی مثل دنیا کے پردہ پر نہین ہے۔ دار الخلافہ شاہجہان آباد کی عمارات مین پچاس لاکھ روپیہ سوا اسکے جامع مسجد مین دس لاکھ روپیہ دار السلطنتہ لاہور کی عمارات مین پچاس لاکھ روپیہ اور بارہ لاکھ روپیہ کابل کی عمارات دولتخانہ و قلعہ ارک و قلعہ دورشہر پناہ اور کشمیر کی عمارات مین آٹھ لاکھ روپیہ اور قندھار و بست و زمینداور کے حصارون مین آٹھ لاکھ روپیہ اور اجمیر اور احمد آباد وغیرہ کی عمارات مین بارہ لاکھ روپیہ۔ سو سال سے جواہر خانہ خاصہ مین کل اصناف جواہر اس قدر جمع ہو گئے ہین کہ روے زمین کے کل سلاطین کے جواہر خانہ مین نہ ہونگے۔ دو کروڑ روپیہ کے جواہر شاہزادون مین تقسیم ہوئے ہین اور اسکے سوا پانچ کروڑ روپیہ کے اور جواہر ہین ملبوس خاصہ مین دو کروڑ روپیہ کے جواہر اور آلات مرصع ہین تین تسبیحین اٹھائیس لاکھ روپئے کی ہین۔ جواہر خانہ اکبر و جہانگیر کے عہد سے بدرجہا بہتر ہو گیا ہے۔

## لشکر کا بیان

بادشاہ کا علوفہ خوار لشکر سوا انکے جو پرگنات کے عمل مین فوجدارون اور کروڑیون اور عاملون کے ساتھ رہتے ہین موافق ضابطہ داغ چہارم حصہ دو لاکھ سوار ہین اور آٹھ ہزار منصب دار اور سات ہزار احدی و برق انداز سوار اور ایک لاکھ پچاسی ہزار اور سوار بادشاہزادون اور کل منصدارون کے تابینون مین چالیس ہزار تفنگچی و توپ انداز و گولہ انداز و باندار ہین جنمین سے دس ہزار بادشاہ کی رکاب مین رہتے ہین اور تیس ہزار صوبجات و قلاع مین سب سے بڑے بیٹے کی تنخواہ چالیس کروڑ دام جسکا حاصل موافق دوازدہ ماہہ کے ایک لاکھ روپیہ اور دوسرے تیسرے بیٹون مین سے ہر ایک کی تنخواہ چوبیس کروڑ دام جسکے دوازدہ ماہہ سات لاکھ ہوتے اور چوتھے بیٹے کی تنخواہ بارہ کروڑ دام جسکے دوازدہ ماہہ تین لاکھ ہوتے ہین اور سر آمد امراء والا شان سعد اللہ خان اور امیر الامراء علی مردان خان مین سے ہر ایک کی تنخواہ بارہ کروڑ دام اور اور منصبدارون کی تنخواہ موافق ان کے منصبون کی ملتی ہے۔

# پادشاہزادون کے مناصب

(۱) پادشاہزادہ محمد داراشکوہ وہیین پور خلافت چہل ہزاری بیست وپنج ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ۔ (۲) پادشاہزادہ محمد شاہ شجاع بہادر دوسین فرزند بست ہزاری پانزدہ ہزار سوار۔ (۳) پادشاہزادہ اورنگ زیب بہادر سیومین خلف بست ہزاری پانزدہ ہزار سوار (۴) پادشاہزادہ مراد فرزند چارمین پندرہ ہزاری سے آگے نہین بڑھا۔ پادشاہزادون کو جب تک کوئی خدمت نہ کرے یومیہ ملا کرتا تھا اور جب وہ کسی مہم پر مامور ہوتے تھے تو منصب سے سرافراز ہوتے تھے مگر داراشکوہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ تھا۔ شاہجہان اُس سے بہت محبت رکھتا تھا اپنے سے جدا نہ کرتا تھا جب محمد شجاع دکن کی مہم مین مامور ہوا تو اسکو منصب ملا۔ داراشکوہ سب مین بڑا تھا روتا بسورتا دیوان سے اُٹھ گیا پادشاہ نے ناچار اسکو بدون اسکے کہ کسی خدمت پر مامور ہو منصب عطا کیا۔ شاہجہان چار آدمیون سے زیادہ کسی کو ہفت ہزاری نہین کرتا تھا جب ان چارمین سے ایک مرجاتا تو دوسرا اسکی جگہ مقرر ہوتا جب پادشاہ کو حبس بول کا مرض تھا اور سلطنت مین شور وشر ہو رہی تھی۔ چار شخص ہفت ہزاری کا منصب رکھتے تھے جنکے نام نیچے لکھے ہین وہ سب شاہجہان کے روبرو مر گئے تھے اور کوئی انکی جگہ ہفت ہزاری کے منصب پر نہین پہنچا تھا۔

(۱) جملۃ الملک سعد اللہ خان (۲) علی مردان خان سپہ سالار (۳) سعید خان بہادر (۴) اسلام خان اور شش ہزاری چھ شخصون سے زیادہ نہ تھے (۱) رستم خان بہادر خان (۲) اعظم خان (۳) معظم خان (۴) میر جملہ (۵) خسرو خان ولد نذر محمد خان (۶) مہاراجہ جسونت سنگھ اور سترہ آدمی پنجہزاری تھے (۱) شاہنواز صفوی (۲) مکرمت خان صفوی۔ (۳) قلیچ خان بہادر (۴) جعفر خان (۵) خلیل اللہ خان (۶) مہابت خان (۷) اعتقاد خان (۸) بہادر خان رہیلہ (۹) نجابت خان (۱۰) الہ وردی خان (۱۱) بہرام خان ولد نذر محمد خان (۱۲) مرزا راجہ جے سنگھ (۱۳) راجہ جگت سنگھ (۱۴) رانا راج سنگھ (۱۵) مالوجی بھوسلہ (۱۶) راجہ بیٹھلداس (۱۷) راجہ رام سنگھ وزیر خان

اور گج سنگہ دو و پنجہزاری تھے جو مرگئے تھے چہار ہزاری جو وہ آدمیون سے زیادہ نہ تھے اور سہ ہزاری و پانصدی ایک شخص تھا اور سہ ہزاری ۷ یا ۴ آدمی تھے۔ ہزار و پانصدی میں شخص تھے اور ہزاری ۹۵ شخص تھے ناموں کے تفصیل کی ضرورت نہین ہے۔

فارسی کتابون مین عہد جہانگیر کے منصبدارون کی پوری فہرست نہین مگر ایک ڈچ سیاح ڈی لایٹ نے جہانگیر کے منصبدارون کی تعداد بتائی ہے اسکو ہم آئین اکبری اور بادشاہنامہ کی فہرست سے مقابلہ کرکے لکھتے ہین۔ شاہزادون کے منصبون کو چھوڑ دیا ہے جنکے منصب پانچ ہزار سے اونچے ہوتے ہین —

| منصب دار | از آئین | عہد جہانگیری | عہد شاہجہانی از بادشاہنامہ |
|---|---|---|---|
| ۵۰۰۰ | ۳۰ | ۸ | ۲۰ |
| ۴۵۰۰ | ۲ | ۹ | ۰ |
| ۴۰۰۰ | ۹ | ۲۵ | ۲۰ |
| ۳۵۰۰ | ۲ | ۳۰ | ۰ |
| ۳۰۰۰ | ۱۷ | ۳۶ | ۴۴ |
| ۲۵۰۰ | ۸ | ۴۲ | ۱۱ |
| ۲۰۰۰ | ۲۷ | ۴۵ | ۵۱ |
| ۱۵۰۰ | ۷ | ۵۱ | ۵۲ |
| ۱۲۵۰ | ۱ | ۰ | ۰ |
| ۱۰۰۰ | ۳۱ | ۵۵ | ۹۷ |
| ۹۰۰ | ۳۸ | ۰ | ۲۳ |
| ۸۰۰ | ۲۰ | ۰ | ۴۰ |
| ۷۰۰ | ۲۵ | ۵۸ | ۶۱ |
| ۶۰۰ | ۴ | ۰ | ۳۰ |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ٠ | مجموعه | ٥ | ٤٦ / ٢٢٩ | ٨ / نو سو ٤ | ١١٤ / ٥٦٣ |
| ٠ | ٠ | ٤ | ١٨ | ٧٣ | |
| ٠ | ٥ | ٣ | ١٩ | ٥٨ | نہین لکھا۔ |
| ٠ | ٠ | ٣ | ٣٣ | ٧٢ | |
| ٠ | ٥ | ٢ | ١٢ | ٨٥ | |
| ٠ | ٠ | ٢ | ٨١ / ١٦٣ | ١٥٠ / ٤٣٨ | |
| ٠ | ٥ | ١ | ٥٣ | ٢٢٢ | |
| ٠ | ٢ | ١ | ١ | ٠ | |
| ٠ | ٠ | ١ | ٢٥٠ | ٣٠٠ | |
| ٠ | ٨ | | ٩١ | ٢٢٥ | نہین لکھا |
| ٠ | ٦ | | ٢٠٤ | ٣٩٧ | |
| ٠ | ٥ | | ١٦ | ٠ | |
| ٠ | ٤ | | ٢٦٠ | ٢٩٨ | |
| ٠ | ٣ | | ٣٩ | ٢٤٠ | |
| ٠ | ٢ | | ٢٥٠ | ٢٣٢ | |
| ٠ | ١ | | ٢٢٢ | ١١٠ | |
| | | | ٢٠٦٤ | ١٣٨٨ | |

شاہجہان کے عہد مین تیس برس کے اندر ۷۱ امیرون کی پنج ہزاری سے زیادہ منصبون پر ترقی ہوئی مگر ان مین کوئی ہندو نہ تھا ڈھی لایٹ نے یہ نہین بیان کیا کہ جہانگیر کے عہد مین کتنے ہندو منصب دار تھے لیکن پادشاہ نامہ مین لکھا ہے جسکا مقابلہ آئین اکبری سے کرکے ہم لکھتے ہین کہ اکبری عہد مین پنج ہزاری سے

پانصدی تک ۲۵۲ منصب داروں مین ۳۲ ہندو تھے اور چار صدی سے دو صدی تک ۳۰۷۱ منصب داروں مین ۲۵ ہندو تھے۔ شاہجہان کی سلطنت کے بیس سال مین پنجہزاری سے اونچے ۱۲ منصبداروں مین کوئی ہندو نہ تھا اور پنج ہزاری سے پنج صدی تک ۹۵۰ منصبداروں مین ۱۱۰ ہندو تھے۔

اب ہم شاہجہان اور اُس کی سلطنت کی نسبت وہ تماشے کے واقعات لکھتے ہین جو ہندوستان کی انگریزی تاریخون مین تحریر ہین اور ہماری کتابون مین کہین اُنکا پتا نہین۔ ڈیلیر صاحب اپنی تاریخ مین تحریر کرتے ہین کہ شاہجہان کو اسلام کی طرف رغبت اپنی بیوی ممتاز محل کے سبب سے تھی۔ وہ اُسکے مزاج پر حاوی تھی۔ ممتاز محل سارے رنگ ڈھنگ اپنی پھوپھی نورجہان کے سے رکھتی تھی جیسا نورجہان نے جہانگیر کو اپنے اوپر فریفتہ کر لیا تھا ایسا ہی ممتاز محل نے شاہجہان کو۔ وہ پرتگیزون سے نفرت رکھتی تھی اور اُسکی وجوہ یہ تھین کہ جہانگیر کی سلطنت مین اُسکے دو بیٹیون کو پادریون نے عیسائی کر لیا تھا مگر اس سے زیادہ اور حال اس تبدیل مذہب کا معلوم نہین۔ یہ جوان بیگمین اسلئے عیسائی مذہب کی طرف راغب ہوئی تھین کہ انکو حرم کی قید سے رہائی ہوئی اور ایسے مذہب مین داخل ہوئین جنمین خاوند کو دوسری بیوی کرنا منع تھا۔

شاہجہان کو پرتگیزون سے بذاتہ رنجش اس سبب سے تھی کہ جب اُس نے باپ سے بغاوت کی تو پرتگیزون نے اُسکی اعانت کرنے سے انکار کر دیا اور وہ پردیزہ کی سپاہ مین مل گئے اور شاہجہان سے لڑے۔ ہُگلی کا فتح کرنا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ پانچ چھہ سو پرتگیز قید ہو کر آگرہ بھیجے گئے اُنمین سے بعض مسلمان ہو گئے اور باقی شہید ہوئے اگر ممتاز محل زندہ ہوتی تو یہ سب نہایت عذاب کے ساتھ مارے جاتے اُسنے اُنکے ٹکڑے اُڑانے کی قسم کھائی تھی مگر اُسوقت وہ مر گئی تھی شاہجہان نے بعض پرتگیز عورتون کو اپنے حرم مین داخل کیا اور باقی اور امرا مین تقسیم کیا

ممتاز محل کی بیٹیون کا نام نہین لکھا - اس بیگم کی بہت سی لڑکیان نہایت کم عمر مین مرگئین وہ تو عیسائی مذہب کی اس خوبی کو سمجھہ ہی نہین سکتی تھین کہ خاوند سوائے ایک بیوی کے دوسری بیوی نہین کرسکتا - جو لڑکیان جوان ہوئین اُنپر عیسائی مذہب کی پرچھائین بھی نہین پڑی سوا اسکے محل شاہی مین زنانہ تک عیسائی مذہب کی رسائی زنانہ ہی کے وسیلے سے ہوسکتی ہے معلوم نہین کہ پادریون نے دین عیسوی کے حق کو کس زنانہ لباس مین شاہی زنانہ تک پہنچایا - غرض تاریخ مین ایسی بے سرو پا واقعہ نویسی مذہبی دیوانگی سے خالی نہین -

ع برین عقل و دانش بباید گریست +

برنیر صاحب نے لکھا ہے کہ جب کوئی ایرانی ہندوستانیون کی ظریفانہ ہجو کرنی چاہتا ہے تو یہ چند قصے بیان کیا کرتا ہے کہ ایک سفیر ایران نہ محبت کی باتون سے نہ دلائل سے مانتا تھا کہ ہندوستان کے دستور کے موافق دربار مین تسلیمات بجالائے شاہجہان نے اسکی غرور و نخوت شکنی کے لئے کئی تدبیرین کین مگر کامیاب نہوا - اب اُس نے یہ حکمت نکالی کہ اپنے دربار کا بڑا دروازہ بند کیا جسمین سے دیوان خاص و عام مین امیر آتے جاتے تھے اور اسکی کھڑکی کھول دی سفیر کو بلایا - یہ کھڑکی ایسی چھوٹی تھی کہ اُسمین آدمی جبتک نہین نکل سکتا کہ خم ہوکر سر کو اتنا نہ جھکائے جتنا کہ بادشاہ کی تسلیم کے لئے ضرور ہے اس تدبیر سے شاہجہان کو امید تھی کہ مین اس کہنے کا مجاز ہونگا کہ میرے دربار مین حاضر ہونے کے لئے سفیر ایران کو زمین کے قریب اس سے بھی زیادہ سر جھکانا پڑا کہ دربار کا دستور ہے - لیکن اس مغرور و تیز نگاہ سفیر نے فوراً شاہجہان کی حکمت کو تاڑلیا اور وہ اس کھڑکی مین سے شاہجہان کی طرف پیٹھ کرکے داخل ہوا تو شاہجہان یہ دیکھ کر کہ اس چال مین بھی سفیر غالب رہا تو بہت جھنجھلا کر یہ چلایا کہ اے بدبخت کیا تو نے یہ خیال کیا کہ مین اپنے جیسے گدھون کے طویلہ مین داخل ہوتا ہون سفیر نے جواب دیا کہ بیشک مینے یہی خیال کیا کہ کون ایسا ہے کہ ایسے دروازہ مین داخل ہوکر یہ نہ یقین کرے کہ مین گدھون کے سوا کسی اور سے ملنے نہین جاتا -

دوسری کہانی یہ ہے کہ سفیر ایران کی کسی درشت و گستاخانہ جوابی سنکے شاہجہان ناراض ہوا تھا
اُسنے غصہ ہو کر کہا کہ اے بدبخت کیا شاہ عباس کے دربار مین کوئی شریف آدمی نہ تھا
کہ اُس نے تجھ احمق کو میرے پاس بھیجا ہے۔ سفیر نے کہا کہ ہان میرے بادشاہ کے دربار
مین مجھ سے بہتر بہت سے لائق کامل آدمی ہین مگر وہ سفیر جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسا
بھیجتا ہے۔

ایک دن بادشاہ نے سفیر ایران کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بلایا اور حسب
معمول اسکے حیران اور دق کرنے کے لئے موقع ڈھونڈھتا رہا۔ ایرانی اپنی قاب مین سے
ہڈیان چن چن کر چھوڑتا تھا تو شاہجہان نے سبھ سے کہا کہ ایلچی جی کتے کیا کھائین گے۔
سفیر نے حاضر جوابی سے کہا کہ کھچڑی جسے بادشاہ کو بڑی رغبت تھی اور وہ کھا رہا تھا
بادشاہ کے سفیر سے پوچھا کہ دہلی کا نیا شہر جو اب تیار ہوا ہے اصفہان کے مقابلہ مین
تمہارے نزدیک کیسا ہے۔ سفیر نے جلاکر جواب دیا کہ آپ کے شہر کی گرد سے اصفہان
کا مقابلہ نہین ہو سکتا۔ بادشاہ تو اسکو اپنی عزیز شہر کی بڑی تعریف سمجھا اور سفیر نے ظریفانہ
ہجو کی تھی کہ دہلی کی گرد بہت تکلیف رسان ہے اصفہان مین بھلا وہ کہان ہے۔

ایک اور قصہ ایرانی یہ بیان کرتے ہین کہ شاہجہان نے ایران کے سفیر کو مجبور کیا کہ وہ یہہ
بتلائے کہ ایران اور ہندوستان کے بادشاہون کی قوتون مین کیا نسبت ہے تو
اُسنے عرض کیا کہ ہند کے بادشاہون کو پندرہ سولہ روز کے چاند سے مین مشابہ کرتا ہون
اور ایران کے بادشاہون کو دوسہ روزہ ماہ سے۔ اس ذہانت و خوشامد کے
جواب سے شاہجہان اول تو بہت خوش ہوا مگر جب وہ اصل معنی کی تہ کو پہنچا کیونکہ سفیر کا
مطلب اس کہنے سے یہ ہے کہ ہندوستان کی دولت بدر کی طرح زوال پذیر ہے اور ایران
کی سلطنت ماہ دوسہ روزہ کی طرح ترقی پذیر ہے تو اس نے بہت سے پیچ و تاب کھائے۔
ایرانی ظریف بڑے ہوتے ہین۔ انکو ایسے قصے کہانیان بنانی بہت آسان ہین۔
وہ سفیرون کی ایسی کہانیان بنانے کو سفلہ پن و چھچھورا پن اور ملکون کی طرح نہین سمجھتے

ہندوستان مین بھی بہت سی نقلین بھانڈ بنا بنا کے بیان کرتے ہین چنانچہ ایک نقل مشہور ہے
کہ شاہجہان سے عالمگیر نے اسکی قید کی حالت مین کہا کہ تم اپنے لئے ایک کپڑا ایک کھانا ایک
کام پسند کرو تو شاہجہان نے کہا کہ خوراک ایک غلہ چیاتی اور پوشاک ایک فرغل۔ اور کام
ایک لڑکے پڑھانے کا مجھے پسند ہے اسپر عالمگیر نے کہا کہ لڑکے پڑھانے کے کام کے پسند کرنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بادشاہی کی بو دماغ سے نہین نکلی ہے۔ دوم ایک بڑھیا
بادشاہ کے پاس بیٹے کی شکایت کرتی ہوئی آئی کہ میرا خاوند تین لاکھ روپیہ چھوڑ مرا ہے
بیٹا سب کا مالک ہونا چاہتا ہے آپ انصاف کیجئے شاہجہان نے یہ انصاف کیا کہ ایک لاکھ
روپیہ بیوی لے۔ ایک لاکھ روپیہ بیٹا ایک لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ مین داخل ہو تو
اُس عورت نے کہا کہ بیوی بیٹا ایک ایک لاکھ روپیہ لین وہ اسکے رشتہ دار ہین آپ میرے
خاوند کے رشتہ مین کیا لگتے ہین جو ایک لاکھ روپیہ لیتے ہین۔ کیا یہ عدالت کی اجرت ہے
ایک شخص شاہجہان کے اس انصاف کا استہزا کرنے لگا تو ایک ظریف نے اسکو جواب دیا
کہ شاہجہان مہذب دیوانی عدالت کے اصول سے واقف تھا کہ اسنے اپنی عدالت
کی اجرت اسی حساب سے لی ہے۔
ایک اور حکایت برنیر لکھی ہے کہ شاہجہان کو ایک کریہ منظر غلام بنگالہ بھیجا تھا کہ
شاہجہان نے گول کنڈہ کے سفیر سے پوچھا کہ تمہارے آقا کا قد و قامت اس غلام کی
برابر ہوگا؟ سفیر نے جواب دیا کہ نہین اسکا قد بادشاہ کے قدسی سر کی برابر اونچا ہے
اب دھیلر صاحب اپنی ذہانت سے حکایت اول اور آخر سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ
شاہجہان نامرد تھا۔ اسکی مردانگی محل سے باہر معاشرت سے اور محل کے اندر مباشرت
سے جاتی رہی تھی پھپھورپنے اور سفلہ پنے اور بھانڈون کی نقلون کو واقعات تاریخی
سمجھنا اور انپر نتیجہ مرتب کرنا صاحب ممدوح پر ختم ہے۔
پھر وہ ایسی حکایتین کہہ کر شاہجہان کے انصاف و عدل کی خاک اڑاتے ہین کہ ایک
منشی کی لونڈی سپاہی بھگا کر لے گیا۔ منشی نے بادشاہ سے فریاد کی تو بادشاہ نے۔۔

لونڈی کو بلایا وہ منشی سے ناراض اور سپاہی سے راضی تھی اسنے کہا کہ مین سپاہی
کی لونڈی ہون - بادشاہ نے اپنا قلم اسکو دیا کہ اسکو سیاہی مین ڈوبا دیکے مجھے دے اسنے
یہ ڈوبا بڑے سلیقہ سے دیا جیسے بادشاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ لونڈی منشی کی ہے جو اس
کار کو سلیقہ سے کرنا جانتی ہے - لونڈی منشی کو دلادی - صاحب ممدوح کو یہ حکایت
لکھنی بھی نہین آئی - اگر یہ لکھتے کہ شاہجہان نے اپنی دوات دی کہ اس مین پانی ڈال لا
تو اسنے پانی جتنا چاہیے تھا اتنا دوات مین ڈالا تو اس حکایت کا سر پاؤن ہوتا
اہل قلم دوات مین لونڈیون سے پانی ڈلواتے ہین نہ قلم کا ڈوبا -

صاحب ممدوح پادشاہی محل کی بیگمون کے بیان کرنے پر عشق مین اپنی علمیت کا اظہار
اس باب مین بہت کرتے ہین - ایسی باتین لکھتے ہین جنکی رشتہ دارون کو بھی خبر نہین ہوتی
وہ بیگم کی اصل بے علم بیان کرتے ہین اسی پر قیاس کر لینا چاہیئے کہ وہ بیگمون کا حال کیسا
لکھتے ہون گے -

بعض انگریزی مورخ اناپ شناپ بغیر تحقیقات کے لکھتے چلے جاتے ہین مگر جنہون نے
کچھ غور کیا اور تحقیقات کی محنت کو گوارا کیا ہے وہ کچھ برا بھلا ملا جلا کر لکھتے ہین -

الفنسٹن صاحب اپنی تاریخ مین تحریر کرتے
ہین کہ اگرچہ شاہجہان کی سلطنت کا خاتمہ درشتی کے ساتھ ہوا مگر شاید ہندوستان
مین اسکی سلطنت جیسی خوبی و بہبودی کے ساتھ ہوئی ایسی کبھی اور سلطنت نہین ہوئی -
اسکے عہد مین جو لڑائیان ہوئین وہ بیگانہ ملکون سے ہوئین مگر اسکی اپنی مملکت مین ہمیشہ
امن امان علی التواتر قائم رہا اور ایشیائی قومون کو اکثر ایسی عمدہ گورنمنٹ کا بڑا احتمال
میسر ہوتا ہے جیسا کہ اسکی سلطنت مین میسر ہوا -

وہ ٹےورنیر صاحب سے جنہون نے ملک ہندوستان کے بڑے حصون کی سیر کی نقل کرتے
ہین کہ شاہجہان بادشاہ اپنی رعایا پر ایسی حکومت نہین کرتا تھا جیسا کہ بادشاہ کیا
کرتا ہے بلکہ ایسی جیسی کہ باپ اپنے بچون اور کنبہ پر حکومت کیا کرتا ہے اور

اور یہ تعریف وہ کرتا ہے کہ اسکی گورمنٹ مین اہتمام نہایت درستی و تاکید سے ہوتا تھا اور مبالغہ سے امن و عافیت کو بیان کرتا ہے جو اُس کے عہد مین رعایا کو حاصل تھا اور پیٹرو ڈلاودونی جسنے سنہ ۱۶۲۳ء مین جہانگیر کی آخر سالون کی سلطنت مین جب کہ ملک کا انتظام بیٹے کے وقت سے خراب و ابتر تھا تاریخ لکھی ہے اس مین بیان کرتا ہے کہ شاہجہان کے عہد سلطنت مین سارے آدمی اپنی زندگانی شرافتہ اس چین کے ساتھ بسر کرتے ہین اسلئے کہ بادشاہ جھوٹے جھوٹے بہتانون اور تہمتون کے لگانے پر تعدی و جفا نہین کرتا اور جب وہ اپنی رعایا کو خوشحال اور کروفر کے ساتھ زندگی بسر کرتے دیکھتا ہے تو اُن سے کچھ ڈنڈ نہین لیتا ہے۔ جیساکہ اکثر مسلمان بادشاہون کا دستور ہے اسلئے ہندوستانی اپنی زندگی بڑے نمود و نمایش وغیرہ کے ساتھ بسر کرتے ہین۔

مسلمانون کو کبھی یہ توقع نہین کرنی چاہئیے کہ غیر قوم کے آدمی انکو جھوٹے سچے الزامون سے بری رکھین وہ ہمیشہ انکی برائیون کو بڑے طمطراق سے لکھتے ہین۔ اور خوبیون کو مری ہوئی زبان سے کہتے ہین۔ برے کام کی ایک مثال کو قاعدہ کلیہ بنا دیتے ہین۔ ایکدفعہ ایک بادشاہ نے ایک مولوی سے پوچھا کہ ذمی کی تعریف کیا ہے تو اُسنے کہا کہ عمدہ ذمی وہ ہے جسکے حلق مین محصل جزیہ تھوک دے تو وہ چین بجبین نہ ہو اُسکا شکریہ ادا کرے۔ اب اس مضمون کو گبن صاحب جو بڑے ذہین مورخ ہند ہین اسطرح لکھتے ہین کہ اس طرح کا ہندوؤن کا غلام بنانا گویا مسلمانون کا قاعدہ کلیہ تھا۔ مسلمان خود انصاف کرین کہ ہم غیر قومون کا حال کس طرح لکھتے ہین۔ اور کیسے کیسے اُنکے بُرے نام رکھتے ہین اور اُنکی خوبیون پر خاک ڈال لیتے ہین اور برائیون دکھاتے ہین پس جیسیکہ تم خود اورون کا حال لکھتے ہو ایسے ہی اور تمہارا حال لکھتے ہین ہرچہ عوض دارد شکوہ ندارد۔ یہ جھوٹا دعوی جو کچھ ہم لکھتے ہین وہ سچ ہی لکھتے ہین۔ کنوئے کی بھنگ ہے۔

# خلاصہ حال شاہجہان کی سلطنت کا

شاہجہان کے عہد مین ہندوستان مین اہل اسلام کی سلطنت اپنے معراج پر پہنچ گئی تھی اسکے عہد مین ان صوبون مین جو پہلے سے اُسکی زیر حکومت تھے جو زمانہ امن و امان و آسایش و آرام کا گذرا وہ کسی اور بادشاہ کے عہد مین نہین ہوا۔ راجپوتانہ مین کسی راجہ نے سرکشی نہین کی بلکہ راجپوتون نے وہ وفاداری اور جان نثاری کے کام کئے کہ وہ ہونے مشکل ہین۔ دربار کی وہ شان و شوکت تھی کہ پہلے کبھی کسی کو نصیب نہین ہوئی۔ کچھ دنون اُس نے آبائی ملک ماوراءالنہر کی فتح کا ارادہ کیا مگر اُسکو یہ سمجھ کر چھوڑ دیا کہ اُس مین روپیہ کا خرچ زیادہ ہے اور حاصل کم ہے اور خون ریزی بہت ہے۔ دکن مین فتوحات نمایان کین احمدنگر کی سلطنت کو ملیامیٹ کر دیا۔ دو ریاستین گولکنڈہ اور بیجاپور کی جو باقی رہین انکو باج گذار اور فرمان بردار بنایا۔ بیجاپور مین تخت نشین بنانے کا اختیار اپنے ہاتھ مین لینے کا دعویٰ کیا۔ اضلاع دکن کی پیمایش کرائی۔ بندوبست دہ سالہ جاری کیا۔ ایک مدت تک بادشاہ کاروبار سلطنت مین ہمہ تن مصروف رہا۔ آخر کار اس محنت و جانکاہی نے اُسے مریض بنایا آخر عمر مین دماغ مین ایسا فتور آگیا کہ کاروبار سلطنت کے لایق خود نہ رہا۔ بیٹون نے اُسے معزول کیا۔ اُسکے سارے وزیر با تدبیر سعداللہ خان و علی مردان خان و افضل خان زندہ نہ رہے جنمین سے ہر ایک علامہ فرزانہ تھا وہ اسلام کا پابند تھا دو چار کام حرارت اسلام سے کئے وہ مسلمانون پر مہربانی اور ہندؤن پر شفقت کرتا اسلئے عہد سلطنت مین جو ہندؤن کو امور سلطنت مین عروج ہوا وہ کسی اور سلطنت مین نہین ہوا۔ اس حسن انتظام کو دیکھنا چاہئے کہ رعایا پر کوئی نیا خراج و محصول نہین لگایا اور ملک کی آمدنی کو بڑھا لیا اور دولت کو جمع کر لیا جسکا حال اوپر لکھا ہوا ہے اِسسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کیسا عاقل اور

اور منتظم تھا۔

## واقعات عظیم اسکی سلطنت کے سنہ ۱۶۲۸ سے سنہ ۱۶۵۸ تک کے یہ ہین جن کا بیان اُس کی تاریخ مین کیا گیا۔

سنہ ۱۶۲۷ء - شاہجہان کی خاطر سے نورجہان کا قید کرنا۔ آصف خان کا

سنہ ۱۶۲۸ء - شاہجہان نے دکن سے مراجعت کی اور جنوری مین تخت پر بیٹھا اور بھائی اور رشتہ دارون کو جو مدعیان سلطنت تھے قتل کیا۔

سنہ ۱۶۳۰ء-۱۶۳۳ء - افغانون کی بغاوت دکن اور شمال مین شاہجہان سے۔

سنہ ۱۶۲۹ء-۱۶۳۵ء - شاہجہان کی لڑائیان دکن مین احمدنگر و بیجاپور سے بیجاپور کی تسخیر مین ناکامی۔

سنہ ۱۶۳۴ء - سیواجی بانی سلطنت مرہٹہ کے دادا شاہ جی بھونسلہ کا احمدنگر کے پادشاہ کی آزادی کے لئے کوشش کرنا اور ناکام رہنا اور سنہ ۱۶۳۶ء مین شاہجہان سے صلح کرنا۔

سنہ ۱۶۳۷ء مین گولکنڈہ اور بیجاپور کے فرمانروایون کا شاہجہان کا باجگذار ہونا اور آخر کو احمدنگر کا مطیع ہونا۔

سنہ ۱۶۳۷ء - قندھار کا فتح کرکے دوبارہ ایرانیون سے لینا۔

سنہ ۱۶۴۵ء - بلخ پر حملہ اور تھوڑے دنون تک اسپر قبضہ رکھنا اور پھر والی بلخ کو واپس دینا

سنہ ۱۶۴۷ء-۱۶۵۳ء - ایرانیون کا قندھار لے لینا اور شاہجہان کے بیٹون اورنگزیب و داراشکوہ کا تین دفعہ اُس کی فتح مین کوشش کرنا اور قندھار کا بالکل خاندان تیموریہ کے ہاتھ سے نکل جانا

سنہ ۱۶۵۶ء - بیجاپور پر از سر نو شاہجہان کی لشکر کشی۔

سنہ ۱۶۵۷ء-۱۶۵۸ء - پادشاہ کے بیٹون مین تخت نشینی پر فساد۔ اورنگزیب کا دارا کو شکست دینا اور اپنے بھائی مراد کا قید کرنا اور اپنے باپ کو معزول کرکے مقید کرنا اور ظاہر پادشاہ بننا اور شاہجہان کا آگرہ کے قلعہ مین سنہ ۱۶۶۶ء مین مرنا +

## تمت

صاحب ممدوح نے ایک رسالہ مساحت ہندوستان کے واسطے تصنیف کیا ہی اسمین صرف مسطحات کی مساحت کے قاعدے لکھے ہین اور سرویئنگ کا باب بھی ہے اسمین کرو سن و ہلین ٹیبل سے زمین ناپنے اور فیلڈ بک بنانیکے قاعدے لکھے ہین - یہ کتاب اٹھارہ دفعہ چھپ چکی پہلے پنجاب مین داخل درس تھی اور اب ممالک مغربی مین ہے

قیمت ۳ر **شرح مساحت مذکورۂ بالا** محصول ۰ر

اسمین کی مساحت مین جسقدر سوالات ہین اون کا حل لکھا ہے - سوالات نہیں ہین +

قیمت ۱۲ر **رسالۂ علم حساب بر نارڈ سمتھہ صفحے ۵۰۸** محصول ۲ر

برنارڈ سمتھہ کا رسالہ حساب تئیس دفعہ پہلے چھپ چکا ہے اب مین نے از سر نو ترمیم کی تیس چالیس صفحے نئے مضامین کے زیادہ کر دئے ہین اُردو زبان مین کسی علم حساب کی کتاب مین اوسکی برابر قواعد مع ثبوت اور سوالات نہین اسکا ضمیمہ معاون الحساب ہے جسکا جدا اشتہار لکھا ہوا ہے +

قیمت ۳ر **رسالہ اعمال تناسب برنارڈ سمتھہ** محصول ۰ر

برنارڈ سمتھہ نے ایک حساب کی کتاب ہندوستان کے طلبہ کے لئے لکھی ہی اسکا ترجمہ دو تین دفعہ چار حصون مین چھپا ہے ہر حصہ کی قیمت ۳ر حصہ چہارم وہ سب اعمال ہین کہ نسبت سے تعلق رکھتے ہین بہت سی مثالین ہندوستانی پیمانون میں ہیں +

قیمت ۲ر **رسالہ کسور عامہ و اعشاریہ و جذر و جذر الکعب ہملن سمتھہ** محصول ۱ر

مین نے ہملن سمتھہ کے الجبرا اور حساب کی کتاب کا اُردو مین ترجمہ کیا تھا اور حساب کی کتاب کو حصون مین چھپوانا چاہتا تھا مگر وہ پوری نہ چھپی اس مین ایک حصہ ہے جسمیں جذر و جذر الکعب کے نکالنے کی ترکیب ہی - دوسرے حصہ کا بیان نیچے کیا جاتا ہے +

قیمت ۴ر **ٹیسٹ کاغذات امتحان جنمین پانچسو سوالات مع حل ہیں** محصول ۱ر

یہ کتاب ہملن سمتھہ کے کاغذات امتحان کا ترجمہ ہی - نہایت عمدہ دلچسپ سوالات ہین جو طالب علم حساب کی کوئی کتاب کو پڑھ چکے تو وہ ان سوالون کے حل کرنے سے اپنا امتحان اس علم مین کر سکتا ہے

قیمت ۳ر **منتہی الحساب حصہ چہارم** محصول ۰ر

مین نے منتہی الحساب چار حصوں مین لکھی تھی جب سے برناڈ سمتھہ کے رسالہ حساب کو چھپوایا پھر اس کتاب کا بار بار چھپوانا چھوڑ دیا - اسکے حصہ چہارم کی کچھہ جلدین باقی ہین اُن مین

چھپا ان چار حصون میں صرف ایک حصہ اعمال تناسب کا میرے پاس موجود ہے جسمین ۴

ایسے قواعد مع مثالون کے لکھے ہین جو پہلے ہماری قدیمی تعلیم مین داخل تھے جیسے لوگارثم ترتیب و اجتماع و سلسلہ وغیرہ +

## ٹوڈ ہنٹر کی اقلیدس کا اردو ترجمہ جو مدرسون مین رائج ہے

قیمت عہ محصول ۵ر

اس کتاب کو تین حصون مین چھاپا ہے اول حصہ مین مقالہ اول اور دوم ہے جسکی قیمت اور اسکا بیان اوپر اشتہار مین لکھا گیا - دوسرے حصہ مین مقالہ سوم و چہارم و پنجم و ششم و یازدہم کی ۱۳ شکلین اور دوازدہم کی دو شکلین ہین اور حصہ سوم مین کل مقالون کی شرح اور وہ شکلین ہین جو اقلیدس کی شکلون کی برابر کام آتی ہین اور بہت سے نتائج مع حل و بے حل لکھے ہین +

## نتائج مقالہ اول و دوم

قیمت ۳ر محصول ۲ر

یہ کتاب سترہ دفعہ چھپی تھی مگر معلوم نہین کہ اب کیون طلبہ اسکو نہین خریدتے باوجودیکہ اسکی قیمت آدھی کر دی گئی ہے - اسمین تین سو نتائج حل کرکے لکھے ہین - اس کا ایک ضمیمہ بھی ہے جسکی قیمت ۲ر محصول ۱ر

## مقالہ اول و دوم و سوم و چہارم

چارون مقالون کو اسطرح مرتب کیا ہے جس طرح کہ مقالہ اول اور دوم کو بیان کیا ہے

## شرح مقالہ اول و دوم و سوم و چہارم

طلبہ کسی کتاب مین اقلیدس کے چار مقالے پڑھین یہ شرح انکے لئے مفید ہوسکتی ہے +

## برناڈ سمتھ کا جبر مقابلہ

قیمت ۱۲ر محصول ۱ر

میں نے جبر مقابلے ترجمہ کئے جنمین سے بعض کئی کئی دفعہ چھپے لیکن اب جبر مقابلہ بہت کم مدرسون مین پڑھایا جاتا ہے اسلئے ارادہ نہ ہوا کہ ازسرنو جبر مقابلون کو چھپواؤن مگر پاس سرٹ برناڈ سمتھ کے جبر مقابلہ کی تیسری دفعہ کی چھپوائی ہوئی کچھ جلدین باقی ہین

جس کسی کو خریداری منظور ہو وہ اپنی درخواست نقد قیمت بھیجکر یا بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل کے منگالے پتا میرا یہ ہے +

محمد عطاء اللہ مالک مطبع شمس المطابع دہلی چیلون کا کوچہ +